جلد پنجم

اقبال نامۂ اکبری

اس جلد میں ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک ۱۰۰۰ صفحوں میں لکھا ہے - اکبر نامہ اور آئین اکبری اور طبقات اکبری اور منتخبات التواریخ سے زیادہ تر حالات نقل کئے گئے ہیں اوسکی مذہبی تحقیقات میں دبستان المذاہب کی مدد لی گئی ہے - منتخب اللباب خافی خان سے کچھہ مضامین نقل ہوئے ہیں - اس بادشاہ کے امرا کا حال ماثر الامرا سے زیادہ تر لکھا ہے بہت کم ایسی فارسی تاریخیں ہونگی جنکی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے دریافت کرنے میں نہ کی گئی ہوگی - انگریزی تاریخوں میں جو کچھہ اوسکی بابت لکھا گیا ہی اکثر اوسکو نقل کیا ہی - اس بادشاہ کے حالات اور واقعات کو بتکرار سن و تاریخ کی قید کے سبب سے نہیں کیا ہے بلکہ ہر ایک واقعہ کا مسلسل بیان کیا ہے خواہ وہ کسی سنہ میں شروع اور کسی سنہ میں ختم ہو - اکثر ہم نے سنہ ہجری کو اوپر اور سنہ جلوس کو نیچے لکھا ہے اور سنہ عیسوی کو اکثر نہیں لکھا اسلئے ہم نے سنہ الٰہی و ہجری کے سنہ عیسوی کی فہرست نیچے لکھی ہے جس سے ایک سنہ کے معلوم ہونے سے دوسرا سنہ معلوم ہوجائے گا +

سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سال الٰہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
۱	۲۸ ربیع الاول ۹۶۳ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۶ء	۲	۹ جمادی الاول ۹۶۴ھ	۱۰ یا ۱۱ مارچ ۱۵۵۷ء
۳	۲۰ جمادی الاول ۹۶۵ھ	″ ۱۵۵۸ء	۴	۲ جمادی الآخر ۹۶۶ھ	″ ۱۵۵۹ء
۵	۱۳ جمادی الآخر ۹۶۷ھ	″ ۱۵۶۰ء	۶	۲۴ ″ ″ ۹۶۸ھ	″ ۱۵۶۱ء
۷	۵ رجب ۹۶۹ھ	″ ۱۵۶۲ء	۸	۱۵ رجب ۹۷۰ھ	″ ۱۵۶۳ء
۹	۲۶ ″ ۹۷۱ھ	″ ۱۵۶۳ء	۱۰	۸ شعبان ۹۷۲ھ	″ ۱۵۶۴ء
۱۱	۱۹ شعبان ۹۷۳ھ	″ ۱۵۶۶ء	۱۲	۲۹ ″ ″ ۹۷۴ھ	″ ۱۵۶۷ء

فہرست مضامین اقبالنامہ اکبری

سنہ الہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی	سنہ الہی	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
١٣	١٧ رمضان ٩٧٥ھ	١٠ یا ١١ مارچ ١٥٦٨ء	١٤	٢٧ رمضان ٩٧٦ھ	١٠ یا ١١ مارچ ١٥٦٩ء
١٥	٢ شوال ٩٧٧ھ	″ ١٥٧٠ء	١٦	١٣ شوال ٩٧٨ھ	″ ″ ١٥٧١ء
١٧	٢٤ ″ ٩٧٩ھ	″ ١٥٧٢ء	١٨	٦ ذوالقعدہ ٩٨٠ھ	″ ″ ١٥٧٣ء
١٩	١٧ ″ ٩٨١ھ	″ ١٥٧٤ء	٢٠	٢٧ ″ ٩٨٢ھ	″ ″ ١٥٧٥ء
٢١	٩ ذی الحجہ ٩٨٣ھ	″ ١٥٧٦ء	٢٢	٢٠ ذی الحجہ ٩٨٤ھ	″ ١٥٧٧ء
٢٣	٢ محرم ٩٨٦ھ	″ ١٥٧٨ء	٢٤	١٢ محرم ٩٨٧ھ	″ ١٥٧٩ء
٢٥	٢٣ ″ ٩٨٨ھ	″ ١٥٨٠ء	٢٦	٥ صفر ٩٨٩ھ	″ ١٥٨١ء
٢٧	١٥ صفر ٩٩٠ھ	″ ١٥٨٢ء	٢٨	٢٦ صفر ٩٩١ھ	″ ١٥٨٣ء
٢٩	٨ ربیع الاول ٩٩٢ھ	″ ١٥٨٤ء	٣٠	١٩ ربیع الاول ٩٩٣ھ	″ ١٥٨٥ء
٣١	٢٩ ″ ٩٩٤ھ	″ ١٥٨٦ء	٣٢	١١ ربیع الثانی ٩٩٥ھ	″ ١٥٨٧ء
٣٣	٢٢ ربیع الثانی ٩٩٦ھ	″ ١٥٨٨ء	٣٤	٤ جمادی الاول ٩٩٧ھ	″ ١٥٨٩ء
٣٥	١٤ جمادی الاول ٩٩٨ھ	″ ١٥٩٠ء	٣٦	٢٤ ″ ٩٩٩ھ	″ ١٥٩١ء
٣٧	٥ جمادی الاخری ١٠٠٠ھ	″ ١٥٩٢ء	٣٨	١٧ جمادی الاخری ١٠٠١ھ	″ ١٥٩٣ء
٣٩	٢٨ ″ ١٠٠٢ھ	″ ١٥٩٤ء	٤٠	٩ رجب ١٠٠٣ھ	″ ١٥٩٥ء
٤١	٢٠ رجب ١٠٠٤ھ	″ ١٥٩٦ء	٤٢	٢ شعبان ١٠٠٥ھ	″ ١٥٩٧ء
٤٣	١٣ شعبان ١٠٠٦ھ	″ ١٥٩٨ء	٤٤	٢٣ شعبان ١٠٠٧ھ	″ ١٥٩٩ء
٤٥	٤ رمضان ١٠٠٨ھ	″ ١٦٠٠ء	٤٦	١٥ رمضان ١٠٠٩ھ	″ ١٦٠١ء
٤٧	٢٦ ″ ١٠١٠ھ	″ ١٦٠٢ء	٤٨	٦ شوال ١٠١١ھ	″ ١٦٠٣ء
٤٩	١٧ شوال ١٠١٢ھ	″ ١٦٠٤ء	٥٠	٢٨ ″ ١٠١٣ھ	″ ١٦٠٥ء

بادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و بادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار ۹۶۷ھ ۱۵۶۰ء سنہ جلوس - ۴۱

بیرام خان اور شاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے - ۶۴ -

کابل کے واقعات - ۱۳۹ -

واقعات متفرقہ جو ۹۶۹ھ سے ۹۷۵ھ یعنی چھہ سال جلوسی مین واقع ہوئے - ۱۴۷ -

بادشاہ کے تیر لگنا اور اور حالات - ۱۵۴ -

بیگانہ ملکونپر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونے کا بیان - ۱۶۴ -

کل معاملات و مہمات کابل جو اِس بادشاہ کے عہد سلطنت میں واقع ہوئے - ۱۱۲ -

امراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور اون کی سزا کے واسطے سپاہ کی روانگی — ۲۵۱ -

قلعہ چیتور کے معاملات-۱۶۵-

قلعۂ گجرات اور محمد سلطان کے فرزندونکی بغاوت-۱۷۸-

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا-۱۹۳-

مہمات و معاملات گجرات - ۳۱۴

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات میں خانخانان کے جانے تک ۔ ۳۴۳

معاملات پرتگیزون کے ساتھہ جو گوہ میں رہتے تھے ۔ ۳۵۱

ہندو مسلمانون کی تاریخیں ۔ ۳۵۳ ۔

میوار کی تاریخ ۔ ۳۵۹

مارواڑ ۔ ۳۸۰ ۔

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانا اودے پور کے معاملات ۳۸۱

شمال مشرقی افغانونکے ساتھہ لڑائیان تمہید۔ ۵۲۷

شاہزادہ سلیم کی پیدائش اور اوسکی ناہنجاریان

انتظام سلطنت اکبری ۶۰۶

دفتر اول منزل آبادی ۶۱۳

معاملات بدخشان و توران وخراسان ۵۶۰

بعض حوادث بدخشان

معاملات توران ۵۸۱

شہنشاہ اکبر اور عبداللہ خان والی توران کے درمیان مراسلت اور سفیرونکا آنا جانا ۵۸۳

فرمان ثبتی

دفتر سوم ملک آبادی

امرائے دربار اکبری

بادشاہ کے باقی حالات ۷۶۷

نصائح اکبری - ۷۹۶ -

بادشاہ کے شوق کی چیزیں ۸۰۲ -

شہنشاہ اکبر کے مذہبی خیالات ۸۰۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقبال نامۂ اکبری

اکبر کی تخت نشینی کے وقت ہندوستان کی کیا حالت تھی

چونکہ مسلمانوں کی سلطنت ہند کا زمانہ اکبر کے عہد دولت سے ایک اور ہی طور کا شروع ہوتا ہے اور اس سلطنت کے تعلقات اور سلطنتوں کے ساتھ بدلتے ہین اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت کہ یہ شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا اُسوقت کا حال بتلائین کہ ہندوستان مین کیا ہو رہا تھا۔ اس شہنشاہ کے وقت ہی یہ کہنا درست ہے کہ مسلمانون کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی ورنہ پہلی سلطنتون کو دہلی کی سلطنت کہنا درست ہے جسمین ممالک مفصلہ ذیل داخل تھے وہ ملک جسکو سنہ ۱۸۵۶ء مین ممالک مغربی وشمالی کہتے تھے۔ بنگال پریسیڈنسی کا وہ حصہ جسکو مغربی بہار کہتے ہین۔ ممالک متوسطہ کے بعض اضلاع۔ راجپوتانہ کے بعض اضلاع پنجاب۔ سلاطین تغلق کچھ عرصہ تک یہ دعویٰ کر سکتے ہین کہ وہ بنگال اور دکن پر بھی فرمان روا تھے۔ مگر شمال سے ہندوستان پر ایسے حملے ہوئے کہ دکن کے ہندو راجاؤن نے اپنے تئین آزاد کر لیا اور دہلی کی سلطنت سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ تلنگانہ۔ کرناٹک کے راجہ خود مختار ہو گئے۔ دکن کی تاریخ جلد ششم مین پڑھو کہ جس سے تمکو معلوم ہو کہ دکن مین کون کون سی سلطنتین قائم ہوئین ✦

بڑی مملکت اڑیسہ ہمیشہ آزاد رہی۔ سلطنت دہلی کی کبھی مطیع نہین ہوئی۔ اس ملک مین بہت بڑے جنگل تھے۔ اسکا طول گنگا کے دہانہ سے گوداوری کے دہانہ تک پانچسو میل تھا اور اسکا عرض کہین تین سو میل اور کہین چارسو میل تھا۔ مغربی ہندوستان نے بیگانہ حملہ آورون کی اطاعت کو ترک کر دیا تھا اور بعض ریاستین اسمین خود مختار ہو گئین تھین۔ اکبر کی تخت نشینی کے وقت

اور خراج دیتے تھے + -۔

بادشاہ۔ سلطان۔ شہنشاہ۔ جو چاہو کہو۔ وہ فقط اُن امراء کا بادشاہ ہوتا تھا۔ جنکو وہ اضلاع
اور صوبوں کی حکومت سپرد کرتا تھا۔ یہ امراء اپنے اپنے علاقوں میں خود مختار بادشاہ ہوتے تھے۔ بادشاہ اُن
اضلاع وصوبوں کے اندرونی انتظام میں دخل نہیں دیتا تھا۔ ہاں اُن امراء کو جو نائب السلطنت ہوتے تھے بدلنے کا اختیار
رکھتا تھا۔ یہ سب صوبے اصل میں نائب السلطنت کی ماتحتی میں آزاد ہوتے تھے۔ برائے نام بادشاہ کی اطاعت کرتے تھے
انگریزی مورخ لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں جو ممالک مسلمانوں کے زیر حکومت تھے اُن میں سلطنت علی الاتصال نہیں تھی بادشاہ
فقط اپنے دربار اور میدان جنگ میں حکمران ہوتا تھا۔ مگر انکا یہ کہنا بادشاہ کی نسبت درست ہے مسلمانوں کی نسبت
صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ وہ تو سلطنت کرتے ہی تھے خواہ بادشاہ کے زیر حکم ہوں یا نہ ہوں ـــــ

ہندوستان کا جو حصہ مسلمانوں کے زیر حکومت تھا۔ اسکی آبادی میں سات آٹھویں حصے ہندو رہتے تھے اسلیئے کہ یہ مسلمانوں
کی حکمرانی سے راضی وخوش رہتے تھے وہ جزیہ دیتے تھے۔ مگر اپنے تمام مراسم مذہبی کے ادا کرنے میں آزاد تھے۔ کوئی
روک ٹوک انکو اس باب میں نہ تھی۔ مسلمانوں کی گورنمنٹ کے تمام کارخانوں میں ہندوؤں کا عنصر بڑا قوی تھا۔ اکثر
صوبوں میں بعض مناصب وعہدہ ہائے جلیلہ ایسے تھے کہ وہ عالی نسب ہندوؤں کے ساتھ مخصوص تھے وہ فقط صوبے کے نائب السلطنت کے
ماتحت تھے۔ لڑائی کے زمانہ میں ہندو اپنے حصے کے موافق بقدر تعلق مسلمانوں کے مدد سپاہ سے کرتے تھے اور میدان
جنگ میں اپنی فوج کو بھیجتے تھے ـــــ

ہر صوبے میں ایک مقامی سپاہ رہتی تھی جو صوبے کے حاکم کے زیر فرمان ہوتی جہاں اسکی ضرورت سمجھتا وہاں
وہ بھیجتا مگر اسکے سوای اسکے ماتحت ایک اور سپاہ ہوتی جو اس مقامی سپاہ سے تعلق نہیں رکھتی تھی وہ بادشاہی
سپاہ کہلاتی تھی اور خاص تعداد اسکی ہر صوبے میں رہتی تھی وہ خزانہ شاہی سے تنخواہ پاتی تھی اور کچھ فوج ایسی بھی
بادشاہوں کی ہوتی تھی کہ اوسکو گھوڑے اور وردی اور ساز وسامان بادشاہوں کی سرکار سے ملتا تھا
مگر زیادہ تر سپاہ ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنے ہتھیار اور گھوڑے اپنے گھر سے لاتی اور چھوٹے بڑے جیسے گروہ اون سرداروں
سمیت آتے۔ الگ الگ سپاہی نوکر نہیں ہوتا تھا ـــــ

جب کسی صوبے میں شور وفساد برپا ہوتا تو بادشاہی سپاہ کمک کے لیئے بھیجی جاتی تھی اور اس سپاہ کا ایک علیحدہ
افسر ہوتا تھا۔ اگر یہ سپاہ بہت ہوتی تو اوسکا افسر صوبے کے حاکم کا ہمسر برابر سمجھا جاتا تھا وہ خاص بادشاہ

نہایت مغربی حصص ہند مین مملکت گجرات مین ایک مسلمان افغان بادشاہ آزاد تھا اس
وجہ ہمایون نے اُسے تاخت و تاراج کیا تھا۔ مگر ہندوستان سے اسکے خارج ہونے کی
بعد پھر یہ ملک آزاد ہو گیا اور پھر کسی نے اُسپر دست درازی نہین کی۔ اُس نے خود مالوہ پر
کامیابی کے ساتھ حملہ کیا اور اسمین زیادہ تر حصہ وہ شامل ہو گیا کہ جسکو اب سنٹرل انڈیا (ممالک
متوسطہ ہند) کہتے ہین۔ یہ مملکت اکبر کی تخت نشینی کے وقت آزاد تھی۔ یہی حال خاندیس کا تھا
یہی کیفیت راجپوتانہ کی تھی جسکا مفصل حال لکھتے ہین۔ مہارانا سنگا کا حال بابر کے عہد دولت
مین بیان ہو چکا ہے۔ رانا کو جو بابر نے شکست دی اسکا برا اثر میواڑ پر ہوا۔ اور جب اُنکو
شیرشاہ نے خارج کر دیا تو راجاؤن کو شیرشاہ کی اطاعت کرنی پڑی مگر شیرشاہ کی وفات
کے بعد سلطنت مین جو خرابیان پیدا ہوئین تو پھر ریاست میواڑ آزاد ہو گئی۔ وہ اکبر کی
تخت نشینی کے وقت راجپوتانہ کی بڑی ریاستون مین سے گنی جاتی تھی اور اور راجپوتانہ کی ریاستون کا
حال یہ تھا کہ جے پور کے راجاؤن نے بابر کی عظمت کو قبول کیا تھا۔ راجہ بہارا مل نے اپنی سپاہ
سے بابر کی مدد کی تھی۔ شیرشاہ سے شکست پانے سے پہلے ہمایون نے اُسکو خطاب راجہ
امیر کا دیا تھا۔ جب اکبر نے پانی پت کی لڑائی مین فتح پائی تو جے پور مین راجہ بہارا مل کا بیٹا
بھگوان داس راج کرتا تھا۔ اس زمانہ مین جودھپور کا راجہ جے پور کے راجہ پر بڑی
فوقیت رکھتا تھا۔ اسکے راجہ مالدیو نے جیسی شیرشاہ کو تکالیف پہنچائین ایسی کسی اور دشمن نے
اُسکو نہین پہنچائین۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ ہندوستان سے جب ہمایون بھاگا ہے تو راجہ جودھپور
نے اپنے ملک مین آسے پناہ نہین دی۔ جب شہنشاہ اکبر دہلی مین تخت نشین ہوا ہے تو یہ راجہ
بالکل آزاد تھا اور راجپوتانہ مین سب راجون سے زیادہ عظیم الشان و جلیل القدر سمجھا جاتا تھا
جیسلمیر اور بیکانیر۔ ریگستان کے کنارہ کی ریاستین آزاد تھین۔ راجپوتانہ کی اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کا
حال بھی ایسا ہی تھا اور سندھ اور ملتان کا حال بھی راجپوتانہ کا سا تھا۔ میوات بھیل کھنڈ
کسی غیر کے تابع نہ تھے لیکن گوالیار۔ اور چھہ۔ چندیری۔ نروار۔ بن ناؤ آگرہ کے قریب ہونے کے
سبب بادشاہ کی حالت کے منتظر رہتے تھے اوسکے موافق کبھی زیادہ کبھی کم اطاعت کرتے تھے

ہو جاتین اگر بادشاہ اپنے ارادے پر اصرار کرتا تھا تو یہ موانع ایسے پیش آتے تھے کہ اوسکو بجبری عمل مین ڈالنے تھے مسلمانون کے ہان شریعت کے موافق رعایا ایسی آزاد ہوتی ہے کہ سوای شریعت کے احکام کے کسی قسم کی بادشاہ کی پابندی نہین ہوتی اور . . . . . جب تک قانون شریعت اجازت نہ دے بادشاہ کو کسی رعایا پر کچھہ اختیار نہ تھا جس قوم مین کہ ذاتی معاملات مین بادشاہ مدعی اور مدعا علیہ ہو سکتا ہو اُس مین مشکل ہے کہ کوئی بادشاہ خود مختار شتر بیمہار ہو کہ جو جی مین آئے وہ کرے اور پھر جسکے ساتھہ یہ موانع پیش ہون جو اوپر بیان ہوئے۔ جس بادشاہ نے اپنی خواہشات نفسانی اور ارادون کو بغیر پابندی شریعت ظاہر کیا وہ برباد ہوا۔ مہذب قومون مین مجلس شوری جسکو کونسل کہتے ہین ہوتی ہے اسکا ہونا مسلمانون کے ہان مذہباً واجب تھا کہ جو مہم پیش آئے اسمین صلاح و مشورہ سے اہتمام کیا جائے اور اس مین جو بات ٹھیر جاوے اوسپر عزم مصمم کیا جاوے اور خدا پر توکل کر کے اسکا آغاز کیا جاوے۔ ہندوستان مین بادشاہون کے ہان مجالس شوری تہین مگر مستشار ہوتے کم تھے اس لیے ان مجالس کے نیک نتیجے ظاہر نہین ہوتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک وزیر اعظم ہوتا تھا اسکی حسن لیاقت پر اسکی کاربرداری موقوف ہوتی کبھی کبھی ان وزراء کے اختیارات ایسے بڑھ جاتے تھے کہ بادشاہ کے اختیارات بھی وہی عمل مین لاتے تھے اور بادشاہ یونہی محل مین پڑا عیش و طرب مین مصروف رہتا تھا۔ انکے وزیرون کی کچہریان جدا جدا ہوتی تھین۔ مگر انکی خدمات کی حدود ٹھیک ٹھیک معین نہ تھین کبھی بادشاہ خود انکے کام کرنے لگتا تھا۔ بادشاہون کے دربار مین مستغیث خود آتے انکی عرضیان خود بادشاہ پڑھتا اور تحقیقات حال کرتا جسکے سبب سے اوسکی انصاف و عدالت کا دور دور شہرہ ہوتا تھا اور خود اسکو بھی اپنی رعایا کا حال طرح طرح کا معلوم ہوتا رہتا تھا۔

مہذب قومون کی طرح مسلمانون کے ہان قانون شریعت کے ماتحت حکومت ہو۔ حکومت کے ماتحت قانون شریعت نہ تھا انکے ہان قرآن و حدیث کے موافق علم فقہ مدون ہوا ہے جسمین سارے اصول قوانین پائے جاتے ہین جنپر اس زمانہ مین مہذب قومون کو فخر و ناز ہے اسکی ایک عدالت ہوتی اور قاضیون کی تھی۔ اسکا قانون صرف شریعت تھا وہ اس شریعت کے موافق انفصال

اپنے کاموں کی جوابدہی کرنا

کبھی کبھی ضرورت کے وقت بادشاہ صوبوں کے حاکموں کے نام فراہمی سپاہ کا فرمان صادر کرتا۔ صوبہ دار اپنے علاقہ کے زمینداروں سے مدد لیتا اور اپنے خاص صوبہ کی سپاہ سے مدد کرتا اور اگر خزانہ میں روپیہ ہوتا تو نئی بھرتی کرتا۔

یورپ کے تمام شائستہ قوموں کا اصول اعظم یہ ہے کہ اول خدا۔ پھر قانون۔ بعدازان بادشاہ۔ یہی اصول قدیم سے مسلمانوں کے ہاں چلا آتا ہی کہ اول خدا۔ پھر شریعت (قانون) بعدازان بادشاہ یہ اصول مسلمہ ہے جسکے موافق امورات سلطنت کے احکام اور انتظام میں امام۔ خلیفہ۔ سلطان (بادشاہ) پابند قانون تھا اور وہ خود مختار شتر بے مہار نتھا۔ شریعت کا پابند رہنا اوسکے فرائض منصبی میں تھا ہندوستان میں جن بادشاہوں نے اپنے تئین مطلق العنان بنایا اور رعایا کی جان و مال و اسباب و آزادی کا خود اپنے تئین مختار بنایا۔ تمام ملک کی زمین کا اپنے تئین مالک بنایا۔ محصول و خراج کے گھٹانے بڑھانے اور مقرر اور موقوف کرنے کا اختیار لیا۔ سپاہ کی پرورش اور جنگی اور ملکی منصب داروں و عہدہ داروں کے موقوف و بحال و مقرر کرنے کا ایسا اقتدار اپنے ہاتھ مین لیا کہ جس ادنی سے ادنی کو وہ چاہین آسمان پر چڑھا دین اور جس اعلی سے اعلی درجہ کے آدمی کو چاہین خاک مین ملا دین جسکو چاہین رعایا میں سے سخت سے سخت سزا دین۔ قید کر دین۔ جرمانہ۔ مصادرہ لین ہاتھ پاؤن ناک کاٹ کر اڑا دین۔ دار پر چڑھا دین۔ اپنے غصہ مین یا کسی جرم کے شبہ مین جو جی مین آئی کر بیٹھین انہون نے اسلام کے مسئلہ مسلمہ کے خلاف کام کیا۔ بہت ہی کم بادشاہ مسلمان ہندوستان مین ایسے ہوئی ہونگے جو ان اوپر کے اختیارات کو وہ کام مین لا سکے ہوں اختیارات کے موافق عمل کرنے کے موانع بہت تھے مسلمان تھوڑے ہندو بہت تھے۔ ہندوؤن مین بعض قومین بڑی شجاع و دلیر لڑنے والی موجود تھین جب اونکی مرضی کے خلاف کوئی کام ہوتا تو وہ تلوار لیکر سامنے کھڑی ہوتین۔ سوای اسکے مسلمانون کی سلطنت کے ارث کا کوئی قانون نہ تھا اس لئے بادشاہ کے مرنے پر لڑائی جھگڑا ایسا کھڑا ہوتا کہ بادشاہون کو اپنے اختیارات پر پورا عمل کرنے کا موقع نہین ملتا۔ اور اگر وہ کسی کام مین اپنی مرضی کو کام لاتا تو جابجا بغاوتین برپا

ولادت سے پہلے بیان ہوتی ہین وہ اس حمیدہ اوصاف کی نسبت بھی ذکر کی جاتی ہین۔ یہ حال تھا
قبل از ولادت تھا۔ اور بعد رحلت ہندؤن نے اس قدرت الٰہی کو اپنے معبودون کی طرح پوجا
بعض مسلمانون نے بھی اس کو ولی جانا۔ اب تک اسکی قبر مین یہ تصرف موجود ہو کہ قیصر ہند کا نائب السلطنة
والا دودمان فیاض نشان لارڈ نارتھ بروک جب اسکی قبر کی زیارت کو آیا تو اسنے اپنی جیب خاص سے
اسکی قبر پر دس ہزار روپیہ کا غلاف چڑھایا۔ بس اس سے زیادہ کوئی معیار انسان کی عزت کا نہین ہے
کہ حیات اور وفات کے بعد خلائق کے عوام و خواص کا اور مخالف و موافق کا مقبول ہو۔ مہذب قومین
جس تعظیم و تکریم سے اس شہنشاہ اکبر کا نام لیتی ہین ایسی کسی اور ایشیائی بادشاہ کا نہین لیتین۔ بالاتفاق
سب فرنگستانی مورخ یہ کہتے ہین کہ اکبر ہی نے ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت کی جڑ جمائی۔ پہلے
مسلمانون کی سلطنت کا حال اکاش بیل کا سا تھا کہ آندھی کے جھوکون مین ادھر سے ادھر اڑی پھرتی
تھی سلطنت کی جڑ پکڑنے کے معنے یہ ہین کہ بادشاہ کی رعیت کے دل مین محبت ہو۔ اور زبان پر اسکے لئے ہر وقت
دعا ہو بعض انگریزی مورخون نے لکھا ہے کہ اکبر سلطنت ہند کا ہی نہین بلکہ ساری دنیا کا محسن تھا

ہمایون شہنشاہ کی سلطنت کے ذکر مین ہم نے بیان کیا کہ کس طرح مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم
کے مرض عشق مین ہمایون مبتلا ہوا جسکا علاج سوای نکاح کے کچھ اور نہ ہو سکا۔ اس پیوند مبارک کا
نتیجہ یہ ہوا کہ اول شب روز یکشنبہ ۱۹ ماہ رجب ۹۴۹ھ مین ۸ بجے ۲۰ منٹ پر شہزادہ والا گوہر اکبر
امرکوٹ مین پیدا ہوا۔ اس شہر کا عرض خط استوا سے ۲۵ درجہ ہے اور جزائر خالدات سے طول ۱۰۵ درجہ
باپ اس وقت امرکوٹ سے چار فرسخ پر دلکشا و خوش ہوا سرزمین مین اوترا ہوا تھا۔ قاصدون
نے بہت جلد جاکر باپ کو یہ مژدہ سنایا۔ باپنے اس نوید کے سنتے ہی درگاہ خداوندگار مین
جبین نیاز کو خاکساری کے ساتھ خاک پر ملا۔ بعد ازان نقارۂ شادی بلند آواز ہوا۔ ایک جشن آئین
ہمایون مرتب ہوا۔ مطربون نے داستان سرائی اور مغنیون نے جادو نوائی کی۔ ظریفون نے ظرافت کی
رنگ آمیزی کی۔ ندیمون نے بذلہ گوئی کی کہ اہل مجلس کے پیٹ مین مارے ہنسی کے بل پڑ گئے۔ سپہ سالارون
اور صف آرایون نے مبارکباد دی۔ طوائف اعاظم و اہالی و افاضل و موالی نے مراسم تہنیت و تعظیم
ادا کئے۔ منجمون نے مولود مسعود کا زائچہ طالع بنایا جسکے قانون کے احکام سے طول تھا۔ مدارج سلطنت

مقدمات کرتے تھے۔ بہت سی کتابین فتوؤن کی ہین۔ جو مسلمانون کے عدالت کی نظائر اور فیصلجات کی کتابین ابتک ہین جیسی کہ آجکل ہائی کورٹ عدالت کے نظائر کی کتابین ۔۔۔ ہین۔ یہ قاضی دیوانی کے مقدمات فیصلہ کرتے جیسے وراثت۔ حقیت۔ ملکیت۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ۔ اور تمام مقدمات جو سلطنت کے امن و عافیت پر کچھ اثر نہین کرتے تھے مگر ایک اور عدالت پادشاہی کارکنون کی تھی جسمین فوجداری کے مقدمات فیصلہ ہوتے تھے اس عدالت مین گو کبھی کبھی قاضی سے بھی استفسار و استفتیٰ کیا جاتا۔ مگر اسکے قوانین کی حدود معین نہ تھی۔ یہ کارکن بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے۔ غرض جو کچھ قانونی عمل کیا اُس سے رعایا رضامند اور خوش تھی اور تمام عدالتون کا انتظام قابل اطمینان تھا۔ مسلمانون اور ہندوؤن کی اغراض ایسی شامل ہوگئین تھین کہ مسلمان جو یہان آنکر بسے تھے اور ہندو جو پہلے سے بستے تھے عدالت دونوکو ایک آنکھ سے دیکھتی تھی اور قانون دونون کی یکسان حمایت کرتا تھا۔ جسمین مسلمانون کی شریعت اور اس ملک کا رسم و راہ دونو شامل تھے۔ ملک ایسا سرسبز و شاداب آباد رہتا تھا کہ باوجودیکہ سلسلۂ جنگ جاری رہتا تھا اور اس کا تار نہین ٹوٹتا تھا مگر رعایا سب خوشحال رہتی تھی +

ذکر بادشاہی ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی

دنیا مین اکبر جیسے بشر کمتر پیدا ہوئے ہین کہ جس کی قبل از ولادت اور بعد از رحلت وہ تعظیم و تکریم ہوئی ہو جو اولیاء کرام اور سلاطین عظام کی ہوتی ہے۔ قاعدہ ہے کہ جو دنیا مین عالی رتبہ بزرگ گذرے ہین جنکے پیدا ہونے سے پہلے انکی ولادت کی بشارات غیبی حرف بحرف تحریر مین آتی ہین گو وہ اکثر صداقت پر مبنی نہین ہوتین مگر عقیدت انکو منواتی ہے۔ چنانچہ اکبر کے لئے بھی ایسی بشارات غیبی بیان کی جاتی ہین کہ وہ نور جو بے وسیلہ بشری و رابطہ صلبی حضرت النقوا کے بطن مین ظاہر ہوا تھا وہی چند قرنون کی تربیت کے بعد اس اکبر کے عنصر پاک مین نمودار ہوا۔ قاچولی بہادر کے رویا جو ہم نے پہلے بیان کئے ہین کہ سات ستارے دیکھے تھے اسکی تعبیر بھی مولود والا صفات کی ذات ہی سمجھی جاتی ہے بہت سی خواب جومان اور آتا نے دیکھے کہ بغل مین ہماری ماہ آیا۔ کہین مکان مین کہین پیشانی مین نور چمکا غرض ایسے نورانی کرشمون سے اسی شہزادے سے مراد لی جاتی ہے جیسی بشارت کہ کسی قدسی صفات کے

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ جب ہمایون مجبور ہو کر سندھ سے بھاگا اور قندھار کا قصد کیا اور شال مین وہ پہنچا تو اوسنے سُنا کہ مرزا عسکری قندھار سے آتا ہے اسلیے یہان سے بھی جلدی فرار کرنا منظور ہوا - میان بیوی تو چلنے کو تیار ہو گئے مگر مشکل بچے کی تھی - موسم نہایت سخت تھا - گھوڑے کی سواری تھی - جلدی کا سفر تھا - ایک برس کا بچہ کب ان مصائب کا متحمل ہو سکتا تھا یہ سمجھکر کہ چچا اس ننھے بھتیجے سے کیا لڑیگا اور بدسلوکی کریگا مع بہرتل اور خرگاہ اور اسکے ملازمونکے یہین چھوڑکر ہمایون روانہ ہوا - ایران کی سرحد پر وہ پہنچنے ہی کو تھا کہ مرزا عسکری ہمایون کے لشکر مین آیا - اسکو بھائی کے نکلجانے کا سخت افسوس ہوا - مگر وہ بھتیجے کو دیکھکر خوش ہوا اور بہت پیار کیا اور اپنے ساتھ ۱۸ رمضان سنہ ۹۵۰ھ کو قندھار لے گیا اور اپنی بیوی سلطان بیگم کو اسکی پرورش سپرد کی اور اپنے محل کے قریب اسکو ایک محل مین رکھا - ماہم آغا - جیجی انگہ و انگہ خان ہمیشہ اسکی خدمت مین رہتے تھے - اُس وقت اس بچے کی عمر ایک سال تین مہینے کی تھی +

ایک دن ماہم انگہ والدہ ادھم خان نے جو اکبر کی خدمت مین رہتی تھین مرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگون کی رسم یہ ہے کہ فرزند پاؤن چلنا شروع کرتا ہے تو باپ یا دادا یا کوئی اور بزرگ جو عرف مین بجای باپ کے ہو اپنے سر پر سے دستار اوتار کے اوسکے پانوؤن مین مارتا ہے تو وہ نونہال زمین پر گر پڑتا ہے - اب اس شاہزادہ کا باپ یہان نہین ہے اور اب آپ باپ کی جگہ ہین اس شگون کو آپ بجالائین مرزا نے اوسی وقت اپنی دستار اوتار کر اکبر کے پانوؤن مین ڈالی کہ وہ گر پڑا - انہین دنون مین ترک و تیمن کیلیے حسن ابدال مین اوس کا سر مونڈن ہوا -

چچا کی قید مین یہ بھتیجا ایکسال تک رہا کہ اسکے باپ کے دن پھرے کہ وہ شاہ طہماسپ سے لشکر لیکر مغربی افغانستان مین داخل ہوا - جب مرزا کامران کو کابل مین اسکی خبر ہوئی تو اوسنے کابل سے اپنے معتمد بھیجے کہ اکبر کو قندھار سے کابل مین لے آئین - جب قندھار مین مرزا عسکری پاس یہ معتمد آئے تو مرزا کے صلاح کار جمع ہوئے اور آپسمین صلاح مشورہ ہوا کہ شہزادہ کو کابل بھیجنا چاہیے یا نہین - بعض نے یہ صلاح دی کہ ہمایون کا اقبال پھر چکا ہے اسکو

تفاخر و معارج خلافت پر ارتقاع بتلایا۔ مولانا چاند۔ پنڈت جوتک رای۔ امیر فتح اللہ شیرازی نے آٹھ زائچے بنائی۔ گو اس سبب سے کہ فلک الافلاک کی حرکت و سکون میں منجمون کا اختلاف ہے اس لیے ان آٹھون کے خانون مین اختلاف تھا مگر طالع کے سعید ہونے مین سبکا اتفاق تھا۔ یہ عجیب تعاق کی بات ہی کہ جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور شہنشاہ اکبر کے زائچے ملتے ہین گو ایشیا مین اب تک ان جنم پتر ون کی قدر چلی جاتی ہے اور معلوم نہین کبتک چلی جائیگی۔ مگر فرنگستان مین تو وہ صرف ایک دل لگی رہ گئی ہے۔ ان جنم پترون کی تفصیل گو پڑھنے والون کو بڑی دلچسپ معلوم ہو گی مگر اسکا تاریخ مین لکھنا معیوب سمجھا جاتا ہی۔ اسلیئے اسکو قلم انداز کرتا ہون۔ اکبرنامہ کی طرح چند صفحے سیاہ نہین کرتا۔ نام مین بھی اسکے بڑی لطیفہ سنجیان ہوئین ہین کہ ہمایون کو یہ نام خواب مین غیب سے بتلایا گیا تھا۔ اکبر کے حروف کے عدد بھی آفتاب کے عدد کی برابر دو سو تیئیس ہین جسمین یہ اشارہ ہے کہ جیسے مہر سے نور عالم آرا پیدا ہی ایسی ہی شہنشاہ والا کی جبہہ سی نور ہویدا ہے اس نام مین ایک اور لطیفہ نکالا ہے کہ ابجد کے اٹھائیس حروف مین سی سات سات حرفون کو ایک ایک عنصر سے منسوب کیا ہے۔ اکبر مین جو چار حروف ہین انمین الف آتشی و کاف آبی با بادی و رے خاکی ہی جسمین یہ کنایہ ہی کہ اس نام مین عناصر کا کمال اعتدال ہے کہ نہ کوئی عنصر ایسا ہی کہ اسمین نہ ہو اور نہ کوئی عنصر مکرر ہے۔ بس اس کا اعتدال مسمی کی حسن سیرت وصحت بدن طول عمر و ارتقاء دولت و دوام مسرت مین دخل رکھتا ہے۔ پھر ایک اور لطیفہ یہ ہی کہ بیچ مین جو دو حرف کاف اور بے ہین۔ انمین کاف آبی ہی جو اپنے دشمن بالا آتش کو فنا کر رہا ہے اور با کہ بادی ہی وہ اپنے دشمن پایان خاک کو برباد کر رہی ہے۔ جیسے منجمون نے زائچے بنائے ایسے شاعرون نے ولادت کی تاریخین یہ کہین مصرعہ تاریخ ع شہنشہ جہانگیر نوشت ۹۴۹ سے ششدہ و زہرہ و سال میلاد + شب یکشنبہ و پنج رجب است۔ اسمین واو نہین پڑھی جاتی اسکے عدد نہین لگانے چاہئین اکبر نے سات اناؤن کا دودھ پیا جنمین سے بعض اناون کی اولاد و خاندان کو اپنے عہد سلطنت مین مناصب عہدہای جلیلہ پر سرفراز کیا جیسے کہ آگے آئیگا۔

آپس مین کشتی لڑوائی اور امرا کی جوڑین پسند ہوائین۔

پھر ہمایون بدخشان کی تسخیر کو گیا کہ مرزا کامران نے کابل پر تسلط کر لیا اور شہزادہ اکبر پھر اسکی قید مین آیا۔ ہمایون نے بدخشان سے پھر آنکر کابل کا محاصرہ کیا اور مرزا کامران نے اکبر کو توپ کے برابر رکھا جسکا بیان مفصل ہم ہمایون کی سلطنت مین کر آئے ہین۔ غرض کابل پھر فتح ہوا۔ اور ہمایون نے اپنے بیٹے کو صحیح سالم دیکھا۔ اب اس سال کی ساتوین شوال کو اکبر کی عمر چار برس چار ماہ چار دن کی ہوئی تھی کہ رسم و عادت کے موافق بادشاہ نے اکبر کی مکتب نشینی کی رسم ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ جب ساعت اس مکتب نشینی کی آئی تو اکبر کہین جاکر چھپ گیا ہر چند اسکی جستجو مین تگاپو کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا ہر چند اسکی تعلیم مین کوشش کی گئی اور کئی معلم بدلے گئے مگر اس نے مکتب مین معلم سے کچھ علم نہ حاصل کیا امی ہی رہا۔ جو ہر اوستاد سے نہین بلکہ اپنی ہی طبع خداداد سے استعداد حاصل کی کہ جسکو ارباب حکمت و اصحاب صنعت و صاحبان علوم ظاہری و وازنان صنائع کلی و جزوی دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

پھر ہمایون کابل سے بدخشان گیا اور وہان سے کابل مین آیا اور یہان سے بلخ فتح کرنے گیا کہ مرزا کامران نے پھر اس سے دغا کی۔ ہمایون نے کابل کی حکومت اکبر کے سپرد کی جسکی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ اور محمد قاسم خان برلاس کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ مرزا کامران نے کابل پر قبضہ کر لیا اور اکبر پھر تیسری دفعہ چچا کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ مگر ہمایون نے کابل کو فتح کر لیا۔ اور بیٹا صحیح سلامت اس پاس آگیا۔ اس فتح نمایان کے جلدو مین جو اوسنے انعام و جاگیرین تقسیم کین تو اوسنے اپنے بیٹے کو محروم نہین رکھا چرخ کے ضلع مین اوسکو جاگیر عطا کی اور حاجی محمد خان سیستانی کو اوسکا وزیر مقرر کیا۔ اب ہمایون کی مصیبت کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ روز بروز بہتری ہوتی جاتی تھی۔ پھر ہمایون نے ولایت غزنین اکبر کو حوالہ کی اس وقت دس سال کی عمر تھی۔ ہمایون کو اکبر کی تربیت و تعلیم کا بڑا خیال تھا اسکو کھیل کود کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ ہمایون نے تنبیہ کے طور پر ایک منشور لکھا جسمین یہ حضرت نظامی کی بیت پیشانی پر لکھی ؎ غافل منشین نہ وقت بازی است + وقت ہنر است و کار سازی است + اول ملازادہ عصام الدین سے درس لیا تھا۔ مگر آخوند صاحب کبوتر بازی کے عشق مین گرفتار رہے۔ اسلیے وہ

باپ پاس نہایت احترام اور اعزاز کے ساتھ بھیجنا چاہیے اور اسکے ذریعہ سے استغفار جرائم
کرنا چاہیے بعض نے کہا کہ مرزا کامران کی خاطر کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔ مرزا عسکری نے
ایسے جرم نہیں کئے ہیں کہ ہمایون کو اپنا منہ بھی دکھا سکے غرض یہ آخر بات سب کو پسند
آئی۔ گو جاڑے کا موسم نہایت سخت تھا۔ اکبر کو اور اسکی بہن بخشی بانو بیگم کو مع انکے ملازمین کے
کابل روانہ کیا۔ اس لحاظ سے کہ کوئی راہ مین اسکو نہ پہچانے۔ اکبر کو میرک اور اسکی بہن کو چیمہ
کہتے تھے۔ غرض راہ مین وہ پہچانا گیا مگر بخیر و عافیت وہ کابل مین مع اپنے ملازمین کے پہونچا
مرزا کامران نے بھتیجے کو اپنی پھوپھی خانزادہ بیگم کے حوالہ کیا جس نے اوسکی پرورش مادرانہ کی
یہ حال ہم نے اکبرنامہ مین بھی لکھا ہے۔ مرزا کامران ایک دن جشن کر رہا تھا اور اوس نے شاہزادہ
اکبر کو بھی بلایا تھا۔ اتفاقاً مرزا کامران کے بیٹے مرزا ابراہیم کے لیئے ایک نقارہ منقش شب برات کی
تقریب کے سبب سے تیار ہوا تھا اسکے لینے کی طرف اکبر کو میلان ہوا۔ مرزا کامران نے کہا کہ دونو
شاہزادے کشتی لڑین جو پچھاڑ دے وہ نقارہ لے لے۔ ابراہیم عمر مین ایک برس اکبر سے بڑا
تھا اور بظاہر قوی معلوم ہوتا تھا غرض دونو مین کشتی ہوئی۔ اکبر نے ابراہیم کو پچھاڑ دیا اور
نقارہ لے لیا جس سے مرزا کامران رنجیدہ خاطر ہوا اور اوسکو اپنے لئے بدشگونی سمجھا۔ کچھ
دنون کے بعد ہمایون نے کابل کو تسخیر کر لیا اور وہ اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال نہال ہوا

رسم ختنہ

رسم و عادت کے موافق اسکے ختنہ کی مراسم ادا کرنے کا ارادہ کیا اوائل بہار مین وہ
آرتہ باغ مین کہ نہایت دلکش و دلکشا تھا آیا اور حکم دیا کہ بیگمات اپنے اپنے درجہ کے موافق
اس باغ کی آئین بندی کرین اور چار باغ کی آئین بندی امراء اور اعیان شہر کرین
غرض امراء نے بڑی دھوم دھام سے آئین بندی کی اور ارباب صنائع اور طوائف محترفہ
نے آرایش دکان و گرمی بازار مین نہایت مبالغہ کیا۔ بادشاہ یہان روز روز کو جشن کرتا کہ اس
عرصہ مین حضرت مریم مکانی بھی تشریف لائین۔ بیگمات کا جمگھٹ لگا تھا ائین اکبر نے اپنی مان کو
پہچان لیا اور اوسکے گلے چمٹ گیا۔ رسم ختنہ ادا ہوئی۔ بادشاہ رنگ رلیون مین گیا اور
وہان خوشی مین آکر امام قلی قورچی سے خود کشتی لڑا اور مرزا ہندال اور یادگار ناصر مرزا کو

کام بخش + اس وقت بادشاہ کی عمر تیرہ برس نو مہینے کی تھی اگرچہ اس عمر مین بھی عقل کی صفائی اور ذہن کی رسائی وہ رکہتا تھا کہ کبھی کو اس سن مین نصیب ہوتی ہی مگر پھر بھی اسکی نازک عقل مین سلطنت کے بار اوٹھانے کی تاب و توان نہ تھی۔ تمام مالی و ملکی مہمات کا اختیار بیرام خان کے ہاتھ مین رہا اگر غور سے دیکھین تو بیرام خان خانخانان جیسا اتالیق و سپہ سالار اور وزیر مشیر عقیدت شعار خیرخواہ بادشاہ کو نہ ملتا اور حل و عقد امور خلافت تمام لشکر کا انتظام اسکی رای وافی و درایت اور کف کافی کفایت مین نہ دیا جاتا تو ہندوستان مین خاندان مغلیہ کا جمنا دشوار ہوتا کبھی عجب نہین اسی سبب سے اوسکو خان بابا کہتا تھا۔

اس جلوس کے وقت ممالک محروسہ مین ناظم منتظم یہ تھے۔ مرزا سلیمان بدخشان مین آرایش و آسایش کے ساتھ حکمران مقرر تھا۔ کابل غزنین اور انکی تمام حدود مین ہوشمند و کاردان منعم خان منتظم تھا اور محمد حکیم مرزا مع مستورات کے اسکے پاس آسودہ حالی سے رہتا تھا۔ قندھار مع توابع و لواحق کے کہ بیرام خان کی جاگیر مین تھا وہ شاہ محمد قلاتی کے سپرد تھا دارالملک دہلی کے داروغہ کا نام پہلے بیان کر چکے ہین دارالخلافہ آگرہ اور اسکے نواح اسکندر خان اوزبک کی حکومت سے رونق پاتے تھے سرکار سنبل کا انتظام علی قلی خان شیبانی کی تدبیر سے ہوتا تھا۔ سرکار کالپی مین عبداللہ خان اوزبک کی سرداری انتظام کرتی تھی۔ میوات مین ترہی بیگ خان کے ملازم امن رکھتے تھے۔ بیانہ اور کول جلالی اور اوسکے حدود مین قیا خان لوازم خدمت بجا لاتا تھا۔ بیانہ مین حیدر محمد خان بادشاہ کے احکام کو جاری کرتا تھا ان سب کے نام بادشاہ نے احکام تجدید کیے کہ وہ اپنی اپنی جاگیر مین برقرار رہین ــ

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ شاہ ابوالمعالی حسین تیز فہم و شجاع ہمایون کا برا لاڈلا تھا اور اسکو اپنی دانش کے بھروسہ پر بیرام خان کی ہمسری کا خیال پیدا ہوا۔ بادشاہ کو لڑکا سمجھا گستاخیان اور شرارتین کرنے لگا۔ بادشاہ نے اپنے جلوس کے جشن مین اسکو بلایا تو وہ یہ چند عذر بدتر از گناہ اپنے نہ آنے کے درمیان لایا کہ ابھی مین ہمایون کی تعزیت سے فارغ نہین ہوا۔ اگر آیا تو حضرت شہنشاہ کا سلوک میرے ساتھ کس طرح ہوگا۔ مجلس مین کہان بیٹھونگا۔ امرا مجھسے کس طرح پیش آئینگے۔ جب اسکے بلانے مین مبالغہ کیا گیا تو وہ آیا۔ اور سو حجتین ساتھ لایا حضرت شہنشاہ کے داہنی طرف آنکر بیٹھا جب کھانے کا

ابوالمعالی کا قید ہونا

معزول ہوئی۔ انکی جگہ مولانا بایزید مقرر ہوا۔ کئی ملاؤن کے نام کے قرعہ ڈالے گئے تو مولانا عبدالقادر کے نام قرعہ نکلا۔ وہ اوستاد مقرر ہوئے۔ رسوم و عادات کے موافق معلم مقرر ہوتے رہے۔ مگر شاہزادہ اپنے کھیلون مین مصروف رہا۔ اول سرزمین کابل مین سب جانورون مین بزرگ تر شتر کو دیکھا اسلیے تماشون مین مصروف ہوا پھر اسپ تازی کا شوق ہوا۔ چوگان بازی مین کمال پیدا کیا پھر کبوتر بازی کی دھت ہوئی پھر سگ دوانی کی طرف میلان خاطر ہوا۔ ایک دن سفید سنگ مین کتون کے شکار مین کچھ آدمیون کو کوہ پر مقرر کیا کہ وہ ہرنون کو گھیر کر بیابان مین لائین اور کچھ آدمیون کو شکاری کتے حوالہ کئے۔ مگر جب شاہزادہ کو لڑکا سمجھ کر اپنی کھانے مین مشغول ہوئے۔ ہرن نکل گئے اور نہ کتے پر کتے نہ چھوڑے گئے تو وہ آدمیون پر خفا ہوا اور یہ حکم دیا کہ کتون کیطرح انکے گلے مین پٹا ڈال کر سارے لشکر مین پھرائین جب ہمایون نے یہ حال سنا تو وہ بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ عنقریب سلطنت عظیم پر وہ کامیاب ہوگا اسکی طبیعت مین سیاست شاہانہ اور ایجاد و آئین کے اصول ہین + اکبر کی عمر بارہ سال آٹھ مہینے کی تھی کہ وہ ذی الحجہ سنہ ۹۶۱ھ مین باپ کے ساتھ ہندوستان کی یورش کے لیئے کابل سے روانہ ہوا۔ جب ہمایون پنجاب وغیرہ کو فتح کرکے سرہند مین پہونچا تو ایک لشکر کا حصہ اس شہزادہ کے نام پر مقرر ہوا۔ اس شہزادہ کو چیتے کے شکار کی لت یہین سے لگی ولی بیگ پدر خان جہان کو ماچھیواڑہ کی جنگ مین افغانون کا ایک چیتہ ہاتھ لگ گیا تھا اسنے اُس پیکر بدیع و عجیب کو صیدگاہ اقبال کے شیر شکار کی پیشکش مین دیا یہ پہلی دفعہ تھی کہ اسنے چیتے کو دیکھا اس چیتے کا نگہبان دوندو تھا جسکو خطاب فتح خان کا ملا۔ یہ قراولون مین نوکر تھا۔

اکبر کی تخت نشینی اور بیرام خان کی وزارت

ہم حضرت ہمایون کی تاریخ مین لکھ گئے ہین کہ جب سلطان سکندر شاہ سور شکست کھا کر کوہ سوالک کی طرف بھاگا تو بادشاہ نے ایک سپاہ اوسکے دفع کرنے کے لیے روانہ کی بیرام خان کو اس کا سپہ سالار بنایا اور اسکے ساتھ اکبر کو اسکا شاگرد بنا کر دشمن شکاری کی مشق کے لیئے ساتھ کر دیا پنجاب کے دامن کوہ مین یکایک ہمایون کے مرنے کی خبر آئی اکبر کو باپ سے بہت محبت تھی وہ اس خبر کو سنکر بہت رویا اور باپ کی روح کے ثواب کے لیئے بہت صدقات دیے۔ اس وقت اکبر کو لیکر بیرام خان کلانور مین آیا۔ جمعہ کے دن ۲ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ھ مطابق سنہ ۱۵۵۶ع کو بڑی دھوم دھام سے کلانور کے باغ مین تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ اسکی تخت نشینی کی تاریخین ہین سے جلوس خداوند عالم پناہ

ثابت قدم ہو کر اپنی ولایت کے جانے کا قصد نہ کرین۔ خود جلوس کے پانچوین دن کوہستان سوالک جسکو ہماچل بھی کہتے ہین کوچ کیا۔

پادشاہ قصبہ حمری کے قریب آیا۔ پیر محمد خان آگے لشکر لیکر کوہستان سوالک کے حوالی مین غنیم پاس جا پہنچا۔ اور کچھ لڑکر سکندر شاہ کو شکست دی وہ جنگلون اور پہاڑون مین بھاگ گیا پادشاہی لشکر پادشاہ سے آن ملا۔ چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا۔ پادشاہ قصبہ جالندھر آسایش خلایق کی خاطر سے آگیا اور یہان باغ مین مقیم رہا۔

حاجی خان کا نارنول کا محاصرہ کرنا سنہ ۹۶۳ جلوس — مرزا سلیمان کا کابل کا محاصرہ کرنا

جب پادشاہ ہمایون کے مرنے کی خبر پھیلی تو حاجی خان نے جو شیر شاہ کے غلامون سے تھا اونے ایک جمعیت فراوان کو لیکر نارنول کا محاصرہ کیا۔ جہان کا مجنون خان قاقشال جاگیردار تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا۔ راجہ بہاری مل کچھوا یہ حاجی خان کے ہمراہ تھا۔ جب اہل قلعہ کا قافیہ تنگ ہوا تو راجہ مذکور نے درمیان مین پڑکر صلح سے قلعہ لے لیا مجنون خان کو پادشاہ پاس بھیجدیا۔ آیندہ بیان ہوگا کہ اس راجہ کو شہنشاہ اکبر نے اپنی عنایات سے مہاراجہ بنا دیا۔ اور اسکے سارے بیٹون اور پوتون اور نواسون کو مراتب و مناصب بلند مرحمت کیئے۔ اس وقت ہردو بیگ دہلی مین حاکم تھا وہ حاجی خان کے سر پر گیا۔ نارنول کو اسکے ہاتھ سے چھٹایا۔ اور سرکشون کو تادیب و تنبیہ کر کے دار الملک دہلی کو واپس چلا آیا۔

پادشاہ جالندھر مین تھا کہ اُس پاس یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان نے بغاوت اختیار کی پادشاہ نے کمک کا اہتمام کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت ہمایون کی رحلت کی خبر کابل و بدخشان مین پھیلی تو مرزا سلیمان اور اس کے بیٹے ابراہیم نے کوہستان بدخشان سے لشکر جمع کر کے کابل پر دست اندازی شروع کی اسکے کئی سبب ہوسکتے ہین اول یہ کہ اہل بدخشان مین اخلاص کم نشان ہے۔ دوم مرزاؤن نے اپنی معاملہ نافہمی اور نادانی سے سوداگر کو مجبور کر کے اپنے نقصان کا معاملہ اختیار کیا۔ سوم بدذاتی و بدروئی سے اپنا فائدہ اور دون کے نقصان مین دیکھا۔ چہارم تیرہ باطن کوتہ اندیشون کے گروہ انکی نظر کو سوای اپنے نقد و سود کے کسی اور طرف نہین دیکھنے دیا ہنجم خرم بیگم نے مرزا

وقت آیا تو دسترخوان بچھا - وہ بھی کھانا کھانے کے لیے بلایا گیا - جب وس نے ہاتھ دھونے کے
لیے پھیلائے تو لکخان قوچین نے جو بڑا چابکدست قوی بازو تھا تیر دستی کرکے پیچھے سے آنکر اس کے
دونو ہاتھ پکڑکے دستگیر کرلیا اور آور لوگون نے بھی اس خدمت مین اسکی ہمدستی کی - ابوالمعالی فرط
حیرت سے بیدست و پا ہوا - آدمی جو اوسکے ساتھ تھے وہ خاندان شاہی کے نمک پرور وہ تھے
ان سبنے اوسے چھوڑ دیا اور بادشاہ کا دامن پکڑا آئین . . سلطنت و قانون نصفت مین بند و زندان کو
اسی سبب سے مستحسن جانتے ہین کہ اسمین فتنہ انگیز امتحان کی کسوٹی پر کسے جاتے ہین اور بند سے پند پاتے
ہین آدمی ایک طلسم بدیع نما اور معمای مشکل کشا ہے - ایک جرم کے ظہور سے اوسکو عدمخانہ مین نہین بھیجنا چاہیے
اس لیے کہ اس عالی نہاد کی بنیاد کو سوای قدرت ایزدی کے کوئی تعمیر نہین کرسکتا اس لیے دانش پیشہ
منظورون نے اس کاخ والا اساس کے ڈھانے کو مستحسن نہین جانا ع کہ نتوان سر رشتہ پیوند کرد ٭
مگر جس آدمی کی بدگوہری - بددرونی - شورانگیزی - فتنہ اندوزی بارہا تجربہ مین آگئی ہو اوسکو زندان
مین بھیجنا کارآگاہون کا کام نہین ہے - اشرار کی نیستی مین کوشش کرنا جمہور انام کے ساتھ لطف کرنا
ہے اسلیئے بیرام خان نے اس قیدی کا کام تمام کرنا چاہا تھا مگر اکبر نے رحم دلی کے سبب منع کیا اور
کہا کہ یہ میری جلوس کا اول سال ہے اس کو سید کے خون سے آلودہ نہ کرو - اُس فتنہ انگیز کے پاؤن مین
بیڑیان ڈالکر لاہور بھیجدیا - اور یہان اسکو پہلوان کلکز عسس لاہور کے سپرد کیا اوسنے بے پروائی سے
یا بداندیشی سے اسکی نگاہداشت مین احتیاط نہ کی - وہ بندی خانہ سے بھاگ گیا - لاہور مین مرزا
شاہ اور ایک جماعت نے پہلوان کلکز کو مقید کیا - پہلوان نے بعزتی کے خوف سے زہر کھا کر
اپنے تئین زندان جسمانی سے خلاص کیا - منعم خان فرمانروای کابلستان نے خوش ہوکر ابوالمعالی
کے بھائی میر ہاشم کو بہ لطائف الحیل طلب کرکے مقید کیا - اسکی جاگیر مین گردو و غوربند ضحاک وغیرہ تھا
بادشاہ کو سلطان سکندر شاہ سور کا استیصال منظور تھا لیکن اسکو بیگمات بہت
یاد آتی تھین اور بہت سے جان سپار ملازم ہندوستان مین تازہ آئے تھے وہ بھی اپنے بال
بچون کو یاد کرتے تھے اور کابل جانے کا قصد رکھتے تھے اس لیے بادشاہ نے اپنے معتمد و نیاز
دولت کو کابل بھیجکر بیگمات اور تمام ملازمون کے اہل و عیال کو یہان لانے کے لیے بھیجا کہ ملازم یہان

طلب بیگمات ۹۶۵ھ

منعم خان کی تدبیر البتہ قابل ستایش ہی کہ باوجود کمال تنگی و بے سامانی کے ایسے دور مین ایلچی کو
خلاف واقع کمال استعداد اور فراخی احوال کا یقین دلایا - بعد اسکے منعم خان نے فرستادہ کو واپس کیا
اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ حصار کے اندر اس قدر آدمی ہین کہ مین باہر آن کر لڑ سکتا ہون مگر احتیاطاً
نہین لڑتا - برسون کا سامان قلعہ داری اور آذوقہ موجود ہے - سوا اسکے ہندوستان کا لشکر
مور و ملخ سے زیادہ چلا آتا ہی تو اپنے اندیشۂ ناصواب سے درگذر اور کافر نعمتی مین اپنے تئین خاص عام
مین انگشت نما نہ کر - مرزا کو یہ خیال تھا کہ قلعہ مین آذوقہ کم ہی اور یہان کے آدمی بادشاہ سے کہ
لڑکا ہی بیوفائی کرینگے مگر ایلچی کی زبانی یہ حال سنکر اسکو ناامیدی ہوئی - قاضی خان کو پھر قلعہ مین بھیجا
اور ان شرائط پر صلح کی - اوّل اسکے نام کا خطبہ پڑھا جائے - دوم یہ کہ آب باران سے بدخشان تک اس
سے متعلق ہو - منعم خان نے شرائط کو قبول کر لیا - اسکا خطبہ پڑھا اور یون اپنا پیچھا اُس سے چھڑایا -
مرزا نے مقدم بیگ کو آب باران کا منتظم مقرر کیا - خود بدخشان چلا گیا -

جب کابل کو مرزا سے نجات ہوئی تو بیگمات ہندوستان کو روانہ ہوئین اور بادشاہ کی خدمت
مین آگئین - خرد سال بادشاہ کو تخت نشینی کی ابتدا مین چندروز تک میدان جنگ مین صرف
ایک ہی اپنا دشمن سکندر سور معلوم ہوتا تھا - جسکے برباد کرنے کے لیے بادشاہ نے اسی بھیجا تھا - پھر اس نے
خود اسکے استیصال کے واسطے اپنا لشکر بھیجا تھا - پنجاب کے قبضہ مین رکھنا مقدم تھا پھر کابل مین ہنگامہ
برپا ہونے کی خبر آئی - یکشد دو شد ابھی بادشاہ کی خاطر جیسی کہ چاہیے مہمات سکندر سے فارغ
نہین ہوئی اور کابل کی طرف نگران تھی کہ ۸ ذی الحجہ کو جالندھر مین اُس پاس خبر آئی کہ دار الملک
دہلی کو ہیمو نے لیا - اسکا مجمل بیان یہ ہے کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ہیمو نے ابراہیم کو کہ مدعی
سلطنت تھا لڑائیان لڑ کر شکست دی اور سب جگہ غالب آیا - سلطان محمد کو جسنے اپنے تئین سردار بنایا
تھا شکست دیکر ملک عدم کو روانہ کیا - تاج خان کررانی اور رکن خان لوحانی کو جنگون مین ہزیمت
دی - بغرض بائیس لڑائیون مین سلطان عدلی شاہ کے مخالفون پر یہ یکتا ہندیا فتحیاب ہوا اور غالباً
ان کامیابیون سے اسکے دل مین سلطنت کی ہوس پیدا ہو گئی - جب ہمایون نے ہندوستان کو
فتح کیا تو وہ اور مشاغل مین مشغول تھا مگر جب شہنشاہ اکبر تخت پر بیٹھا تو شاہ عدلی کو چنارگڈھ مین [illegible]

اگسایا وہ مرزا کی کوچ (بیوہ منکوحہ) تھی اور مرزا نے اوہی کو جاگ لی سے اپنے ملکی اور مالی
مہمات کا مدار ٹھیرایا تھا۔ وہ مرزا ھندال کی تعزیت کے لیئے کابل مین آئی تھی۔ مگر حقیقت
مین وہ مرزا سلیمان و مرزا ابراہیم سے رنجیدہ ہو کر اور حج کا بہانہ بنا کر یہان آئی تھی۔ اور
رنجیدگی کا باعث یہ تھا کہ جب اس بیگم کو اپنی رائے و تدبیر کے سبب بدخشانی مالی و ملکی کا
اختیار حاصل ہوا اور اوس نے کسی گروہ پر نوازش اور کسی گروہ سے کاوش شروع کی تو حسد پیشون
نے بھی بد ذاتی سے ناشائستہ باتین اسکی نسبت کہنی شروع کین اور اسکے چھوٹے بھائی حیدر بیگ کے ساتھ متہم کیا
تو فوراً ابراہیم نے آزردہ ہو کر حیدر بیگ کو مار ڈالا۔ بیگم رنجیدہ ہو کر کابل مین آئی بعد ازان مرزا کو
اپنے اس کام سے پشیمانی ہوئی اور اپنے آدمیون کو بھیجکر اسکو بلا لیا ان بیگم نے کابل کا ظاہر حال دیکھکر مرزا سلیمان کو
بہکایا کہ ولایت کابل کا لے لینا نہایت آسان ہی۔ مگر ہمایون کے خوف سے مرزا اوچپکا رہا اور
جب دشنہ ناگزیر پیش آیا تو کابل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ منعم خان کو جب حقیقت حال پر اطلاع
ہوئی تو اس نے میدان مین جنگ صف کرنا مناسب جانا۔ اسباب قلعہ داری کا مہیا کر کے قلعہ نشینی
اختیار کی۔ قلعہ کابل کی شکست ریخت و برج بارہ کی مرمت کرائی۔ پہلے اس سے کہ مرزا کابل مین
آئے۔ بادشاہ کو اس حال کی عرضداشت لکھی۔ مرزا کی نگاہ اپنی کثرت سپاہ اور بادشاہ کی
قلت لشکر پر تھی اس لیئے وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا سال اول الٰہی مین کابل مین آیا اور قلعہ
کابل کا محاصرہ کیا۔ مرزا کے آدمی قلعہ کے باہر سے حملہ کرتے اور بادشاہ کی سپاہ قلعہ کے اندر سے
توپ و تفنگ سے انکو پرے ہٹاتی۔

جب بادشاہ کے پاس منعم خان کی عرضداشت پہونچی تو اوس نے لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا۔
ایک جماعت نے عرض کیا کہ آدمی جو بیگمات کو لینے گئے ہین کمک کے لیئے کافی ہونگے۔ یہ گروہ
اگرچہ لڑائی مین شریک نہین ہوا۔ مگر ہندوستان سے بادشاہ کے لشکر آنے کی خبر نے محصورون کی
دلنوازی اور مخالفون کی خاطر شکنی کی۔ مرزا نے یہ تدبیر کی کہ قاضی خان بدخشی کو کہ اسکے مخصوصون
مین سے تھا اور علم و عقل مین ممتاز تھا۔ برسم رسالت منعم خان کے پاس بھیجا۔ منعم خان نے اسکے
ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکو یقین ہو گیا کہ اہل حصار پاس آذوقہ بہت ہی اور انکی تعداد زیادہ ہے

وجہ سے جنگ پر راضی نہ تھے وہ یہ کہتے تھے کہ ہمکو مناسب ہے کہ جب تک شاہنشاہ نہ آئے جسطرح سے ہو سکے قلعہ کو استحکام دین اور شبخون کے مارنے کی گھات مین بیٹھے رہین ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ علی قلیخان اور اس حد کے امرا کے آنے تک جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے۔ ایک گروہ بہادرون کا جنگجو معرکۂ رزم عشرت گاہ بزم سے زیادہ تر خوش معلوم ہوتی ہے کہتا تھا کہ کارزار کرنے مین زیادہ توقف کرنا نہین چاہیئے ؎ زمانہ ازان کس بتر اکند + کہ او کار امروز بفردا کند + آخر یہی رائے قرار پائی اور سب جنگ پر دل نہاد ہوگئے۔ چہارشنبہ دوم ذی حجہ دونو طرف کی فوجین آراستہ ہوئین قول نے تردی بیگ کی شہامت سے انتظام پایا اور اسی قول مین یہ امرا بھی شریک ہوئے فضل خان و اشرف خان و مولانا پیر محمد شروانی کہ برسم وکالت بیرام خان کی جانب سے انتظام مہام کے لیئے آیا تھا۔ یا اس شرارت کے ارادہ سے کہ تردی بیگ کے ہنگامہ آراستہ کو برہم کرے اور بنے بنائے کام کو بگاڑے۔ حیدر محمد خان و قاسم مخلص حیدر بخشی و علی دوست خان باربیگی اور ایک اور جماعت نے برانغار کو استحکام دیا تھا اور اسکندر خان اور ایک اور جماعت نے جرنغار کو زینت دی تھی۔ عبد اللہ اوزبک و قیا خان و لعل خان اور ایک اور جماعت ہراول مین معرکہ آرائی کر رہی تھی۔ ہیمو کی جانب بھی سپاہ جیسی کہ نبرد کے لیئے آراستہ ہونی چاہیئے آراستہ تھی — طرفین کے بہادر کارزار مین جان لڑاتے تھے۔ تردی بیگ کے لشکر ہراول اور جرانغار نے اپنی مردانگی سے غنیم کے ہراول اور برانغار کو اپنے آگے سے ہٹا دیا۔ اور بہت کچھ غنائم کو حاصل کیا۔ چار سو ہاتھی چھین لیئے۔ حسین خان جلوانی کو کہ مخالف کے امراء عظام مین سے تھا قتل کیا . . . . . .

تین ہزار سے زیادہ مخالفون کے آدمی مارے ہیمو نے سو ہاتھی منتخب کرکے ایک بہادر لشکر لیا اور حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہی لشکر کا ایک گروہ بھگوڑون کے پیچھے گیا اور ایک گروہ لوٹ پر جھپٹ پڑا تردی بیگ خان پاس تھوڑے آدمی تھے۔ وہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ ہیمو نے اُس پر بہادرانہ حملہ کیا اُسکے ساتھیون نے یاوری نہین کی مولانا پیر محمد خان شروانی نے بھی اس لیئے کہ سپہ سالار تردی بیگ کو شکست ہو فرار اختیار کیا۔ تردی بیگ نے بھی جان کو عزیز رکھکر بھاگنے سے عار نہ کیا۔ فتح کی صورت بگڑ گئی شکست ہوئی۔ دانشورون نے اس تجربہ پر کسی نے نظر نہ کی کہ ان شیردلون کی نسبت جو پیکار کی تلاش مین ہر جگہ

چھوڑا اور خود آگرہ کو بے محاصرہ و جنگ کے لیتا ہوا دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ آگرہ مین سکندر خان حاکم
تھا وہ جدا ہو کر پنجزار آدمیون کے ساتھ دہلی مین آیا وہ ہیمو سے لڑ نہین سکتا تھا اس لیئے قلعہ سے بھاگا۔ ہیمو کے
فوج نے تعاقب کر کے اوسکی فوج کے دو تین ہزار آدمی زخمی و قتل کیئے کچھ بھاگے کچھ دریا مین ڈوبے۔ اور
اٹاوہ سے میا خان۔ کالپی سے عبد اللہ خان اوزبک اور بیانہ سے حیدر محمد خان دہلی مین آگئے مصلحت وقت
دیکھکر تمام سرکارون اور صوبون سے امرا دہلی مین مجتمع ہوئے۔ دہلی مین تردی بیگ ناظم تھا۔ اوسنے
سامان پیکار تیار کیا۔ اور جانفشانون کو مملکت کی سب طرفون سے اکٹھا کیا۔ علی قلی شیبانی کے سوا سب ہی
امرا اسمین شریک ہوئے۔ علی قلی کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ شادی خان نے جو شاہ عدلی کے امرا
بزرگ مین سے تھا اور سرکار سنبل کے اکثر پرگنے اسکے تصرف مین تھے اسکے دفع کرنے کے لیے وہ متوجہ ہوا تھا
اور اوسنے اپنے ملازمون محبت خان۔ لطیف خان۔ غیاث الدین کو اپنے سے پہلے بھیجا تھا کہ آب جب سے
گذر کر اسکے آنے کے منتظر رہین مگر یہ جماعت اپنی مردانگی کے نشہ مین ایسی مست تھی کہ تدبیر و احتیاط سے ہاتھ
اوٹھایا۔ ناگہان شادی خان نے اُنپر حملہ کیا۔ ان معاملہ نافہمون نے بے ڈھنگی جنگ کی اور شکست پاکر
بھاگے لطیف خان مع ایک جماعت کے دریا مین ڈوب مرا۔ علی قلیخان نے اس سانحہ کی خبر سنکر بادشاہ کے
امرا کے ساتھ جو اسکی کمکی کے تھے مشورہ کر کے شائستہ آئین کے ساتھ شادی خان سے لڑنے کو
روانہ ہوا جس روز کی صبح کو لڑنے کا اُس نے ارادہ کیا تھا اوسکی شب کو تردی بیگ کا نوشتہ
آیا کہ ہیمو چلا آتا ہے اسکے ساتھ ساز و سامان جنگ بہت ہے۔ مناسب وقت یہی ہے کہ اول اسکے
آشوب کو دور کرین۔ یہ امر سب مہمات مین اہم ہے فوراً یہان چلے آؤ۔ علی قلیخان نے اپنے
کام کو چھوڑا اور دہلی کی طرف چلا۔ پہلے اس سے کہ وہ دہلی پہونچے۔ پیر محمد شروانی اندیشہ ناک
تباہ ساتھ لیکر دہلی مین آیا۔ ہیمو کے پاس پچاس ہزار سوار۔ ہزار فیل۔ اکاون کما
پانسو توپین تھین۔ اسکو اپنی کامیابیون کے سبب سے اپنی بزرگی پر گھمنڈ تھا۔ بادشاہ تو
لڑکا سمجھا تھا۔ سہ شنبہ غرہ شہر ذی حجہ ۹۶۳ھ کو ہیمو دہلی کے نزدیک آیا۔ اور تغلق آباد کے حوالی
مین اُترا۔ تردی بیگ نے بھی دہلی مین ثبات قدمی کی۔ سب طرح کی مستحسن تدبیرین کین اور امرا
جو ائمین کو باہم جمع کر کے بزم مشورہ آراستہ کی۔ شیر مرد تو احتیاط کے سبب سے اور مشتول بیدلی کی

کھلوانا اور اپنا گوشت چیل کوون کو کھلانا کیا عقل کی بات ہی۔ بہتر ہے کہ کابل چلین سال آیندہ
مین آنکر ہیمو سے لڑین بحر ین اسپر بیرام خان نے کہا کہ جس ملک کو دو دفعہ لاکھون جانین
دیکر لیا ہو۔ اسکو نامردی سے چھوڑکر چلے جانا ڈوب مرنے کی جگہہ ہے۔ بادشاہ تو ہنوز بچہ ہے
اسپر کون الزام لگائیگا۔ مگر ہم سفید بالون پر روسیاہی کا وسمہ لگے گا۔ دہلی کو ہم نے دو دفعہ کھویا
اور لیا۔ خواہ کچہہ ہی جاین جوکھون کیون نہو اسکو لینا ضرور ہے اصل دہلی ہے۔ کابل اسکے آگے بے اصل ہی
دہلی اگر پاس ہو تو کابل کا لے لینا کیا بات ہے۔ خاقان اکبر نے باوجود صغرسنی کے زبان سے فرمایا کہ
ہان ہان وہی کرنا چاہیئے کہ خان بابا کہتا ہے۔ اب ہم کہان جائینگے بغیر لڑے بھڑے مرے مارے
ہندوستان نہین چھوڑینگے۔ غرض اس نوعمر بادشاہ کی باتون نے کہنہ سال امیرون کے دلون پر ایسی تاثیر
کی کہ انکی رگون مین شجاعت وغیرت کا خون جوش مین آیا اور سب تلوارین ٹیک کر کھڑے ہو گئے —
بیرام خان اور اکبر نے اسوقت ہندوستان کی سلطنت کے آگے کابل کی ریاست کو ہیچ جانا اوسکو
معلوم تھا کہ ہیمو دہلی مین سلطنت جمانے کے لیے ضرور ہے کہ پنجاب کو فتح کریگا۔ اسلیئے اُنھون نے دہلی کے
فتح کے لیئے پیش قدمی کی سلطان سکندر کی طرف سے پادشاہ کی خاطر جمع نہ تھی اسلیئے خضر خواجہ خان
کوکہ سلاطین مغل کی نسل سے تھا اور بابر بادشاہ کی دختر گلبدن بیگم سے اوسکا نکاح ہوا تھا۔ پنجاب
کی پراگندگیون کے دور کرنے کے لیئے اور سکندر شاہ کے دفع کرنے کے واسطے متعین کیا۔ اور پادشاہ نے خود
ہیمو کے قلع قمع کا قصد کیا۔ اس لیئے تردی بیگ خان اور اَور امراء کے نام فرمان جاری کیا کہ وہ قصبہ تھانیسر
مین اسسے ملین اور اونکی دلدہی بھی کی کہ ایسے واقعات کے پیش آنے سے بیدل نہین ہونا چاہیئے اور خود دسوین
ذی الحجہ یعنی عید قربان کے روز جالندھر سے چلا۔ ستلج سے عبور کرکے ۱۸ کو سہرند (سرہند) مین آیا۔ یہان
علی قلی شیبانی اور امراء شکست یافتہ فرمان بھیجنے سے سرہند مین آگئے۔ اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ
تردی بیگ کو بیرام خان نے مارڈالا۔ اسکا حال ہم پیچھے لکھینگے اس عرصہ مین ہیمو دہلی مین اپنی
کبریا ئیتی کرتا رہا۔ اور سپاہ کو جمع کرتا رہا۔ جب اسکو خبر پہونچی کہ اکبر سرہند مین آگیا ہے تو اوس نے اپنے
توپخانہ کو پانی پت سے بھیجا جو دہلی سے شمال مین تیئس کوس کے (۵۳) میل فاصلہ پر ہے۔ اور خود مع
سوارون پیادون کے پیچھے جانے کا ارادہ کیا۔ مگر اکبر بھی پانی پت کی طرف سرہند سے چلا آتا تھا

انگریزمُردہ زیادہ زخمی ہوگئے ہین - بہ نسبت ان جوانمردون کی جو حریص مرگ ہوتے ہین بیباک جنگ کرتے ہین وہ لوگ جلد ہلاک ہوتے ہین کہ جان کو عزیز سمجھتے ہین اور موت سے بھاگتے ہین - ہیمو نے تردی بیگ کا تعاقب نہین کیا کہ وہ اسکے بھاگنے کو خداع عظیم جانتا تھا جو بہادر کہ ہیمو کے لشکر مغرور کے تعاقب مین گئی تھی وہ بھی تردی بیگ کی راہ پر دوڑے - ہیمو دارالملک دہلی مین داخل ہوا اور اپنا لشکر دہلی مین جمایا - اور راجہ بکرماجیت لقب رکھا - اور ہندوستان سے مغلون کے بالکل استیصال کرنے کا عزم جزم کیا - تردی بیگ اور امرار یہ کرسکتے تھے کہ علی قلیخان شیبانی اور امراء وسردارون کو متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا حوالی دہلی مین رہ کر بادشاہ کی کمک کا انتظار کھینچتے - مگر ان کامون مین سے کوئی کام نہ کیا - سیدھے سرہند کو بھاگے اور ملک کو دشمن کے لیئے خالی چھوڑ گئے جسکو اس نے بے تکلف لے لیا - میرٹھ مین علی قلی شیبانی کو یہ خبر ہوئی وہ تنہا ہیمو سے نہین لڑسکتا تھا اس لیئے وہ بھی سرہند مین چلا آیا - جب جالندھر مین بادشاہ پاس اس حادثہ کی خبر پہنچی تو وہ سُنکر گھبرایا اور کیون نہ گھبراتا آخر کم عمر تھا - تمام امیرون کی آنکھون کے سامنے ہمایون کا زمانہ آگیا - اور جب یہ اور سُنا کہ ہیمو کے پاس لاکھ سپاہیون کی فوج اور ہزار ہاتھی ہین اور یہان ساری کرامات بیس ہزار سپاہ ہے تو اور بھی جان نکل گئی - سب امراء کہنے لگے کہ ایسی حالت مین مقابلہ کرنا اپنی جان سے ہاتھ دھونے ہین - بہتر ہے کہ جنت مکانی کی طرح کابل کو ہم سب جائین اور وہان سے دوسرے سال سب سامان درست کرکے آئین اور ہیمو سے بدلہ لین - جب اکبر نے یہ حال دیکھا کہ سوائے پنجاب کے سارا ملک افغانون کے قبضہ مین چلا گیا ہے اور اب امیرون کے دل ہارنے سے پنجاب بھی ہاتھ سے چلا تو وہ بڑا دلگیر ہوا اور بیرام خان کو خان بابا کہہ کے کہنے لگا کہ مین نے اپنی تمام ملکی ومالی مہمات کا مدار آپ کی صلاح ومشورہ پر رکھا ہے جو کچھ صلاح دولت ہو وہ عمل مین لائین - اور میری حکم پر موقوف نہ رکھین - خان بابا نے کہا کہ حضور کا سارا دربار میری دشمنون سے بھرا پڑا ہے بھلا میری کون سُنے گا ورنہ اس معرکہ کا سنبھال لینا کون بڑی بات ہے - اسپر اکبر نے ہمایون کی روح کی اور اپنے سر کی قسم دی کہ آپ کسی دشمن سے نہ ڈرین اور یہ مصرعہ پڑھا ؎ دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش - یہ سُنکر بیرام خان نے انجمن امراء جمع کی - یہ مقولہ سچ ہے کہ ضرور نہین کہ مشورہ کارون کے مجمع مین ہمیشہ دانائی ہو - اکثرون نے بالاتفاق کہا کہ اس اجنبی ملک مین اپنی تئین ہاتھیون کے پاؤن تلے

اور بادشاہ کے بڑے بڑے . . . بھا درون کو پست پا کرتا تھا اسکی طرف سے بھی بھگوانداس جو بڑا تیز دست بہادر تھا اور شادی خان دونو ہلاک ہوئے۔ ناگاہ اس گیرو دار مین ہیمو . کے ایک تیر ایسا لگا کہ اسکی آنکھ کو پھوڑکر سرسے پار نکل گیا۔ اسکی سپاہ جو تگ و تاز کر رہی تھی جب اوس نے دیکھا کہ دشمن کا تیر نشانہ پر لگا تو اوسکی ہمت شکستہ ہوگئی وہ پراگندہ ہوئی۔ اسی ہنگامہ مین شاہ قلی خان محرم چند سپاہیون کے ساتھ اس ہاتھی کے پاس پہونچا کہ جس پر ہیمو سوار تھا مگر اسکو معلوم تھا کہ وہ اسپر سوار ہے۔ اُسنے فیلبان کے مارنے کا قصد کیا کہ ہاتھی کو پکڑے۔ سو فیلبان بیچارہ اپنی جان کے خوف کے مارے پکارا کہ ہیمو اسی ہاتھی پر سوار ہے۔ شاہ قلیخان نے فیلبان کو امان دی اور انعام پادشاہی کا امیدوار کیا اس ہاتھی کو اور چند ہاتھیون کے ساتھ لیکر میدان جنگ سے جدا ہوا۔ بعض لکھتے ہین کہ ہیمو بیہوش تھا۔ ہاتھی کا فیلبان مارا گیا تھا بے سرا ہاتھی جنگل کو جاتا تھا کہ شاہ قلی نے پکڑ لیا۔ جب ہیمو کے لشکر کو شکست ہوئی تو فیلبانون کو تیرون سے بادشاہ کا لشکر مارتا تھا اور ہاتھی ہوا کی طرح بھاگتے تھے۔ اس لڑائی مین میدان جنگ مین پانچہزار آدمی ہیمو کے قتل ہوئے اور جو بھاگ کر مارے گئے اونکا شمار معلوم نہین۔ پندرہ سو ہاتھی پادشاہ کے ہاتھ لگے۔ اس عرصہ مین شاہ قلیخان محرم ہیمو . کو باندھکر پادشاہ کے روبرو لایا۔ ہر چند اُس سے باتین کین کہ اس نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ معلوم نہین کہ جانکر جواب نہین دیا یا اُسمین جواب دینے کی توانائی نہین تھی یا شرم کے مارے بات کرنی پسند نہ کی۔ بیرام خان خانخانان نے پادشاہ سے عرض کیا کہ اس کافر کو تلوار سے قتل کیجے تاکہ بہر طغرا مین اسم مبارک کے ساتھ غازی کا لفظ زیادہ کیا جائے اور ثواب اعظم حاصل ہو۔ مگر اس دل کرم عمر پادشاہ نے فرمایا کہ مین اس بندھے ہوئے مردہ کافر کو مارکر غازی نہین بن سکتا ... ثواب موہومہ کی امید مین بیرام خان نے ہیمو کا سر تلوار سے جدا کیا۔ پادشاہ نے اسکا سر اسکے ... دھڑ دہلی کے دروازہ پر لٹکانے کے لیے بھیجدیا۔

جہانگیر نے توزک جہانگیری مین اور ابوالفضل نے اکبرنامہ مین یہ ایک لطیفہ لکھا ہے کہ جب ہمایون دارالسلطنت دہلی مین اسکندر کی فتح کے بعد آیا ہے تو بادشاہ سو اکبر تصویر خانہ مین تصویر کی مشق کرتا تھا۔ ... مصور اسکو اس بدیع صنعت کی شورش مبتلا تا تھا۔ ایک دن اوس نے آدمی کی تصویر بنائی جسمین ایک ...

احتیاطاً اس نے علی قلیخان شیبانی کو دس ہزار سوارون کے ساتھ پہلے روانہ کیا تھا۔ علی قلیخان پانی پت مین آیا اور جب اسکو خبر ہوئی کہ ہیمو کا توپخانہ وہان آگیا ہے اور سپاہ بھی اوسکے ساتھ نہین ہے تو وہ اوسپر چڑھ گیا اور توپ خانہ چھین لیا اسکے ساتھ جو آدمی تھے وہ بے جنگ بھاگ گئے۔ ہیمو کو اس واقعہ سے بڑا افسوس ہوا۔ یہ توپین اس پاس ترکی سے آئین تھین اور وہ بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھین اکبر اور بیرام روز پنجشنبہ دوم محرم ۹۶۴ھ مطابق ۵ نومبر ۱۵۵۶ء کو پانی پت کے میدانون مین آئے تو اونھون نے دیکھا کہ ہیمو کی سپاہ انکی طرف حرکت کر رہی ہے۔

ہیمو نے اپنی سپاہ کو تین حصون مین تقسیم کیا تھا۔ دست راست کی سپاہ شادی خان کاکر کو اور دست چپ کی اپنے بھانجے رمن کو جو بڑا تیز چالاک بہادر تھا حوالہ کی اور تیسرے حصہ کا اہتمام خود لیا۔ پادشاہ کی سپاہ کے مقابلہ مین پانچسو ہاتھی آئین جنگ کے سوا رف کھڑے کیے۔ یہ وہ ہاتھی تھے کہ ہندوستان کے پادشاہون نے جمع کیے تھے۔ تیز پائی اور چربدستی انکی مشہور تھی۔ وہ عمارات عالی کو اپنی ایکہی جنبش مین ویران کر دیتے تھے۔ اپنی کھلاڑیون مین مضبوط درختون کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتے تھے۔ میدان جنگ مین سوارونکو گھوڑون سمیت سونڈ مین اوٹھا لیتے تھے وہ ہتھیارون سے سجے ہوئے تھے اونکی سونڈون پر شمشیر اور حربے لگے ہوئے تھے۔ اونکی پیٹھ پر رعدانداز اور تخش افگن بیٹھے ہوئے تھے۔ رجپوت و افغان تین ہزار سوار ہیمو کے ساتھ تھے۔ شیرشاہ و سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے نامور ہاتھیون پر سوار تھے اور ہیمو خود اپنے ایک بھاری ہاتھی پر جسکا ہوائی نام تھا سوار تھا اوسنے اول پادشاہ کے ہراول کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسکو پراگندہ کر دیا۔ اسکے ہاتھیون سے پادشاہ کے میمنہ اور میسرہ کے قدم اوکھڑے اور بعض بڑے بڑے نامور بہادر قتل ہوئے۔ مثل محمد قاسم خان نیشاپوری حسین قلیخان و شاہ قلیخان محرم لعلخان بدخشی۔ پادشاہ کے لشکر نے جب دیکھا کہ انکے گھوڑے ہاتھیون کے سامنے نہین کھڑے رہتے تو وہ پیادہ پا ہو کر تلوارین ہاتھ مین لیکر دشمن پر جھپٹے ہیمو کے افسر انکو روک نہ سکے وہ خود قلب سپاہ پر جسمین بیرام خان افسر تھا جھکا۔ اس جوانمرد جنگ آزمودہ سپہ سالار کی سپاہ نے تیراندازی کرکے سوارون کو گرایا۔ علی قلیخان شیبانی کا لشکر ایسی جگہ مقیم تھا کہ وہان ہاتھیون کا گذر نہین ہو سکتا تھا اس نے پیچھے جاکر تیراندازی اور تیغ زنی کی۔ ہیمو بھی حملے کرتا تھا

[ل] دس ہزار آدمی تھے جنمین پانچ ہزار قابل نبرد تھے اس قلیل سپاہ پادشاہ نے ہیمو . کی کثیر سپاہ پر فتح
[پا]ئی - امیر تیمور کو تو سلطان ابراہیم سے پانی پت کی لڑائی مین ۱۲۰ ہاتھی ہاتھ آئے شہنشاہ اکبر کو تین ہزار
سو - اور اسی پر اور غنائم کا قیاس کرنا چاہیئے - بڑا خزانہ اور جواہر خانہ ہاتھ لگا جو سپاہ کو تقسیم کیا - اور ہاتھی اور
توپخانہ سرکار شاہی مین داخل ہوا - یہ لڑائی جمعہ کے دن صبح کو ۱۰ ماہ محرم ۹۶۴ھ کو موضع کھرونڈہ مین واقع ہوئی جو پانی پت
کے پاس ہے اور پھر وہان ایک مشہور سرای بنائی گئی - بگرفت ہیمو را - اس فتح کی تاریخ ہوئی -
اسی فتح کے روز سکندر خان اوزبک کو ہزیمت یافتون کے تعاقب کے لیئے اور دار الملک دہلی کی حراست کیواسطے روانہ کیا
اس نے کچھ شریر اور معطل آدمیون کو زندان زندگانی سے خلاصی دی اور ملک کی پراگندگی کا منتظم ہوا - دوسرے روز
[با]دشاہ ایک دن مین بغیر کسی مقام کے پانی پت سے دہلی مین آیا جہان اسکا دادا تیس برس پہلے آیا تھا اور باپ اس کو چھوڑ کر
[گی]ا گیا تھا - مگر اس طفل چہاردہ سالہ نے وہ اپنا کرشمہ دکھایا کہ اپنے باپ دادا پر سبقت لیگیا - دہلی مین ہر صنف و ہر طبقہ کے آدمیون
نے انکا شکریہ ادا کیا - مجنون خان قاقشال نے راجہ بہاری مل کا اخلاص جو اُس نے نارنول کے محاصرہ مین مشاہدہ کیا تھا
پادشاہ سے عرض کیا - پادشاہ نے اُسکو طلب کیا - جس روز کہ راجہ اور اُس کے اقربا پادشاہ سے خلعت رخصت لینے بارگاہ بادشاہی
مین آئے تھے - پادشاہ مست ہاتھی پر سوار تھا شورش مستی مین ہاتھی جسطرف دوڑ جاتا تھا - آدمی ہٹ جاتے تھے مگر جب اُنکی (راجپوتونکی)
طرف گیا تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے - انکا اس طرح کھڑا رہنا اسکو بہت بھایا - راجہ سے اُس نے
فرمایا کہ ہم تجھے کو نہال کرینگے چنانچہ ایسا ہی اس نے کیا جسکا ذکر آگے آئیگا - فتح کی خوشی مین جشن ہونا شروع ہوا - انعام
خزانے دیئے گئے - جس جس گروہ نے کہ جان سپاری مین ہمت دکھلائی تھی اُن پر طرح طرح کی نوازش کی گئی - شریف وضیع
خرد و بزرگ کو عطایا دیگئین انمین سے خان زمان خان کے خطاب سے علی قلی خان شیبانی سرفراز ہوا - اور سرکار سنبھل مع میان دو آب
[کی] [جا]گیرات اس کو جاگیر مین دیئے گئے ان حدود کے انتظام کے واسطے اسکو رخصت کیا - عبداللہ خان اوزبک کو
[شجاعت] خان کا خطاب ملا و سرکار کالپی اسکو مرحمت ہوئی - اسکندر خان کو خان عالم کا خطاب ملا - پیر محمد خان شروانی کو
ناصر الملک کا خطاب عنایت ہوا - اور اُسکو اپنی خدمت مین رکھا - میان خان کو دار الخلافہ آگرہ کی حدود کا انتظام
سپرد ہوا - غرض ہر ناحیہ کا ایک منتظم پادشاہ نے مقرر کیا -
اسی اثنا مین خبر آئی کہ شیر شاہ کے غلام حاجی خان نے الور اور تمام میوات مین فساد مچا رکھا ہے - پادشاہ نے
مولانا پیر محمد ناصر الملک کو فوج دیکر اوسکی تادیب کے واسطے روانہ کیا ہے - حاجی فقط اس لشکر کی ہیبت سے بھاگ گیا

پادشاہ کا دہلی مین جانا اور امرا کو خطاب سپاہ کو انعام دینا ۹۶۳ھ

میوات پر قبضہ

بند بند جدا جدا بنا ہو۔ ایک شخص نے اکبر سے پوچھا حضور نے یہ کس کی تصویر بنائی ہے اس نے جواب دیا کہ ہیمو کی حال آنکہ اس وقت ہیمو کا نام و نشان بھی وہ نہین جانتا تھا۔ جو وقت بیرام خان نے اصرار کیا کہ بادشاہ ہیمو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین تو اُس وقت اوس نے اس تصویر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مین پہلے ہی ہیمو کے بند بند جدا کر چکا ہون —

ابو الفضل نے ایک اور لطیفہ لکھا ہے کہ جب بادشاہ جالندھر سے ہیمو کے استیصال کے لیئے چلا تو ایک دن میر آتش کو حکم دیا کہ مسرت خاطر اور آدمیون کے تماشے کے لیئے اقسام آتشبازی کو سر انجام دے اور ہیمو کی صورت کی آتشبازی بنا کے آگ لگاؤ تھوڑی دیر مین یہ گلزار آتش تیار ہوا۔ ہیمو کی صورت بھی آئی جسمین آگ لگائی گئی اس بزم بازی مین اس نے پہلے ہی اپنے کشتنی بدخواہ کو سوختنی بنایا —

پانی پت مین تیس برس پہلے اکبر کے دادا بابر کو یہان فتح حاصل ہوئی تھی اور اس سے پہلے اس کے جد امجد امیر تیمور صاحبقران کو اسی میدان مین ظفر نمایان حاصل ہوئی تھی مگر نتیجہ ان دونو لڑائیون کا سوای اسکے نہ تھا کہ ایک فتح حاصل ہوئی۔ مگر اکبر کو جو یہ فتح حاصل ہوئی تو اسکا نتیجہ اعظم یہ پیدا ہوا کہ اسکے خاندان نے ساری ہندوستان مین دو سو برس تک بڑی شان و شوکت سے سلطنت کی۔ جب سے اسکا تنزل شروع ہوا کہ اسی پانی پت کے میدان مین شمال سے ایک حملہ آور نے آنکر اسی خاندان کے بادشاہ کو شکست دی اور بعد اسکے ایک بیگانہ قوم نے بحر اطلانٹک کے جزیرہ سے نکل کر اسکا کام تمام کیا قطع نظر اسکے اکبر کی اس فتح کو اسکے باپ دادا کی فتح پانی پت پر اور طرح سے بھی فضیلت ہی۔ اس وقت ہیمو پاس وہ اسباب جمع تھا کہ ہندوستان کے فرمان فرمایون کو میسر نہ تھا۔ سپاہیان کار طلب کا ہجوم۔ مبارزان کارزار کی فراوانی اسباب توپخانہ کی افزونی۔ فیلان زبردست کی کثرت۔ امرا افغان کو جسمین مقدم شادی خان میواتی تھا۔ ہیمو نے مناصب و اضافہ کا امیدوار کیا تھا اور خزانہ کا مُنہ کھول دیا تھا۔ بہت انعام دیئے اور سپاہ کی تسلی کی۔ اسکی سپاہ مین تیس ہزار افغان اور راجپوت تھے۔ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے وقت کے بڑے بڑے بہادر اپنے ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ مین

پانی پت کی لڑائی کا نتیجہ اعظم

ہمایون نے اُسکو مخدوم الملک بنایا تھا۔ وہ ظاہر مین پادشاہ کی محبت کا دم بھرتا تھا اور دل مین افغانون سے الفت رکھتا تھا۔ اُس کے کہنے سے سلطان سکندر نے پنجاب کے کوہستانی زمینداروں کو اپنے ساتھ لیا۔ پنجاب سے روپیہ خوب وصول کیا۔ خضر خواجہ خان لاہور کو حاجی محمد خان شیبانی کو سپرد کرکے خود سکندر سے لڑنے گیا۔ دو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر موضع جنہاری مین کہ لاہور سے دس کوس پر ہے سکندر کے لشکر کثیر سے جا بھڑا۔ مگر میدان جنگ مین اس کے آگے نہ ٹھیر سکا شکست پاکر لاہور مین آیا اس اثناء مین ملا عبد اللہ کی روپیہ بازی کا حال حاجی محمد خان شیبانی کو معلوم ہو گیا تو اُسنے ملا کو شکنجہ مین دھرا اور زمین مین آدھا گاڑ کر ساری عمر کا جمع کیا ہوا روپیہ اوس سے اوگلوایا غرض بُری تعذیب سے اسکی جان کو جسم سے نکالا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو اوس نے بہت جلد سیالکوٹ اور اسکے حدود مین سکندر خان خان عالم کو خضر خواجہ کے اعتضاد کے لیے بھیجا۔ مگر پنجاب سے اُمراء جو یہان اُردو صادر ہوئے اونکی زبانی متواتر بادشاہ نے سُنا کہ سکندر خان سور نے بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مانکوٹ کو اپنا ما من بنایا ہے۔ جہان وہ میدان مین شکست پاکر محفوظ رہ سکتا ہے فتح مذکور پانے سے اس کے ہمراہیون کی عزت بڑھ گئی ہے جبتک پادشاہ وہان نہ جائیگا یہ مشکل کام آسان نہین ہوگا اس لیے بادشاہ نے تمام ممالک شرقیہ ہندوستان کی عزیمت سے توقف کی۔ یورش پنجاب کا ارادہ مصمم کیا۔ پادشاہ کے آدمیون نے دیوان لسان الغیب مین فال دیکھی یہ بیت نکلی ؎ سکندر را نمی بخشید آبے ✤ بزور و زر میسر نیست این کار ✤ اس سے پادشاہ کے مخلصون کو ایک اعتضاد ہوا۔ بالغ نظر تو فال کو کب معتبر جانتے ہین مگر ایسی اوقات مین کہ خاطر مضطرب ہوتی ہے ایسے تفاولات پریشان دلون کو اطمینان دیکر خوش کرتے ہین۔ پادشاہ کا تو اس مقولہ پر جو اسکی سلطنت کی جان ہی عمل تھا کہ جو کام کیا جاوے وہ پورا کامل طور پر کیا جاوے۔ غرض چہارم شہر صفر ۹۶۴ھ کو مہدی قاسم کو دہلی سپرد کی اور خود پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ منزل بمنزل آہستہ شکار کھیلتا ہوا چلا۔ ترک تاجیک فوج فوج اسکی خدمت مین چلے آتے تھے۔ خصوصاً کابل و قندہار و بدخشان سے جدید و قدیم ہوا خواہون کی جمع کثیر اسکی درگاہ مین آئی۔ جب جالندھر کی حدود مین پادشاہ آیا تو سکندر نے اس نواح مین فتنہ فساد برپا کر رکھا تھا وہ کوہ سوالک مین چلا گیا۔ بادشاہ کو اسکے فتنہ کا شانا منظور تھا اُس نے راہ کی دشواری کی پروا نہ کی وہ سکندر کے پیچھے کوہ سوالک مین چلا گیا۔ یہان کا

ساری میوات پر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا۔ یہان کی حدود مین ایک قصبہ یونی ماچاری (ماجاری) نہایت

ہیمو کے اہل و عیال کی گرفتاری سنہ ۹۶۳ھ

مستحکم تھا۔ اس قصبہ مین ہیمو کا مال و اسباب اندوختہ کیا ہوا موجود تھا۔ وہین اس کے اہل و عیال تھے۔ اس کا باپ اسی برس کا بوڑھا زندہ تھا۔ اس بڈھے نے بھی بادشاہ کے لشکر سے ایک کارزار کی جس مین وہ گرفتار ہوا۔ ناصر الملک اس سے کہا کہ بڑے میان اب سلمان ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ جس مذہب کی اطاعت مین میری اسی برس گذری ہون اس آخر وقت مین اس سے مخالفت اور نئی دین کی موافقت نہین کرسکتا اور فقط جان کے خوف سے بے سمجھے تمہاری طریقہ کو نہین اختیار کرسکتا۔ اس جواب کا جواب ملا نا پیر محمد نے زبان تیغ سے دیا۔ اور اوسکا سارا مال و اسباب اہل و عیال و بچا س ہاتھی ساتھ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ حاجی خان اجمیر کو اپنا مامن سمجھا اور وہان چلا گیا۔ یہان رانا کو جو اس رانا کا بیٹا تھا کہ بابر سے لڑا تھا طرح طرح سے تنگ کیا۔ آخر کو ان دونون اجمیر کے نواح مین ہنگامہ کارزار گرم ہوا جسمین حاجی خان اور اوسکے وکیل مظفر خان نے کارہائے نمایان دکھائے۔ رانا کی شکست ہوا جیبر اس کو بڑا گھمنڈ تھا کچھ کام نہ آئی اس نے شکست پائی اجمیر اور ناگور اور اسکی مضافات پر حاجی خان کا قبضہ ہوگیا وہ بڑا صاحب اقتدار ہوگیا۔ اسکے استیلا کی خبر سنکر محمد قاسم خان نیشاپوری و سید محمود بارہہ۔ شاہ قلیخان محرم اور ایک جماعت کو دفع کرنیکے لئے بادشاہ نے تعین کیا۔ اب وہ ابہ تو دشمنون سے خالی ہوا۔ میوات مطیع ہوا۔ زمینداروں کی تسلی و تشفی کے واسطے بادشاہ نے میواتیون سے ناتہ رشتہ کرنا شروع کیا۔ حسن خان میواتی کی چچازاد بھائی جمال خان کی دو لڑکیان تھین ایک کے ساتھ بادشاہ نے خود شادی کی اور دوسری کے ساتھ بیرم خان کی شادی کرائی۔ اس وقت یہ ناتہ رشتہ کرنا بھی انتظام ملکی کے حق مین اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ ممالک شرقیہ ہندوستان کی طرف توجہ کرے کہ

بادشاہ کا دہلی سے پنجاب جانا

اس اثنا مین خبر آئی کہ نواحی لاہور مین خضر خواجہ خان اور سکندر سور کے مابین لڑائی ہوئی اور خواجہ کو شکست ہوئی وہ لاہور مین آگیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ پیر محمد خان سے سلطان سکندر شکست پاکر جنگلون اور پہاڑون مین چلا گیا تھا اور خضر خواجہ خان سکندر شاہ کی مدافعت کے لیئے مقرر ہوا تھا وہ مع امرائے نظام کے جاکر لاہور مین رہتا تھا۔ جب یہ خبر آئی کہ ہیمو نے دہلی فتح کرلی تو بادشاہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔ ملا عبداللہ سلطان پوری نے سکندر شاہ کو یہ مقدمات لکھ بھیجے کہ پہاڑون سے نکلو۔ پنجاب کو لے لو۔ یہ خوب موقع ہے۔ اس ملا کو افغانون نے تو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا اور حضرت

موافق اپنے مورچل بنائے۔ پہلے ہی دن قلعہ سے افغان باہر نکلے تھے کہ ادہم خان نے انپر حملہ کرکے شکست دی۔
غرض ہر روز جنگ دست بدست سردارا ور کار طلب بر دست بادشاہ کے مورچون سے نکل کر پیشدستی مین دست بردی کرتے
تھے اور اہل قلعہ توپ تفنگ کی مار سے کسی شخص کو قلعہ کے گرد نہ پھرنے دیتے تھے۔ محاصرہ کے لوازم بوجہ حسن سرانجام پاتے تھے
اور مورچل اور سرکوب آگے بڑھتے جاتے تھے۔ ناصر الملک کا مورچہ سب سے آگے بڑھا ہوا تھا اس نے کارہائے نمایان کیے تھے۔
چھ مہینے تک لشکر شاہی اوسپر چھوا رہا اور کچھ نہ کرسکا۔ سکندر خان کو یہ امید تھی کہ سلطان عدلی ضرور مشرق سے ساز و سامان
مہیا کرکے دہلی اور آگرہ پر چھاپا ماریگا۔ بادشاہ کا لشکر اسطرف جائیگا یون قلعہ مان کوٹ بچ جائیگا۔ مگر جب اسنے سُنا
کہ سلطان عدلی حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑکر اس جہان سے گذر گیا۔ اور ہیمو بقال کا حال بھی یہی ہوا تو اسکو ناامیدی پر
ناامیدی ہوئی اور محصنان قلعہ پریشان خاطر و پراگندہ دل ہوئے۔ اسحالت یاس مین مجبور ہوکر نہایت عجز و انکسار کے
ساتھ اپنے کاردان معتمد بھیجکر التماس کی کہ بادشاہ سلامت اپنے معتمدون مین سے کسی کو قلعہ کے اندر بھیجے کہ میری خاطر جمع ہو
کو تسلی پذیر کرے مجھے لشکر بادشاہی کا ضمیمہ بنائے۔ بادشاہ نے اتگہ خان کو قلعہ کے اندر بھیجا اسکے سامنے سکندر نے خجالت سے
یہ اظہار کیا کہ مین عقل عاقبت اندیش نہین رکھتا تھا۔ کوتاہ بینی کی۔ میرا منہ نہین ہے کہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہون
مین اپنے بیٹے کو بندگی کے لیے بھیجتا ہون اور امیدوار ہون کہ کوئی جگہ میری لیے نامزد ہو جائے۔ کہ مین وہان چند روز
رہ کے پھر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ تا زندہ ام بندہ ام اس فرستادہ نے
ملائمت کے ساتھ خدمت کی اور ناصر الملک کے لیے جو خانخانان کی وکالت رکھتا تھا بلکہ رکن السلطنت تھا نقد و جنس
بھیجے اس لیے مشار الیہ نے سکندر کی دولت خواہی سے اسکی التماس کا خلاصہ بیرام خان سے عرض کیا۔ بیرام خان
نے اسکو بادشاہ سے عرض کیا۔ بادشاہ نے اسکے لیے خریدا اور بہار جاگیر مین دئے اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو
امرا معتمد مین سے غازی خان کی ہمراہ بھیجدیا۔ اور پیشکش اور چند ہاتھی برگزیدہ اس باب بھیجے۔ ۲۷ رمضان شنبہ
کو قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کے سپرد ہوئین۔ وہ حصار کے زندان سے نکل کر خود بہار مین گیا۔ اور یہان سے
دو سال بعد جہان سے گیا۔ قلعہ مانکوٹ کی حراست ابوالقاسم برادر محمد قاسم موجی کو سپرد ہوئی۔ چھ مہینے کچھ دنون
بعد کوہ سوالک سے ۲ شوال کو بادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان کئی ایام توقف مین یہ سانحہ پیش آیا کہ بخت مل زمیندار
قتل ہوا۔ یہ زمیندار اپنی کم بختی سے سکندر شاہ کی ہمراہ ہوا۔ زمینداروں کی اکثر یہ دستور و رسم ہے
کہ وہ کسی کے ساتھ یکجہت نہین ہوتے سب طرف دیکھتی رہتی ہین جسجانب کو غالب دیکھا ادھر جا ملتے ہین

یہان کا عالم ہی اور تھا وہ ہندوستان کے خودسرون اور گردن کشون کی گریزگاہ تھا۔
قصبہ دیے سوہہ مین پہنچا اور پہر قصبہ دہمری مین آیا۔یہان جشن نوروزی تھا جس سے سال دوم آلہی شروع
ہوا(سال آلہی ہر جشن نوروز سے شروع ہوتا ہے) یہان بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ سلطان سکندر کوہ
سوالک مین اسلئے بہاگ آیا ہی کہ اسکا خیال یہ ہی کہ بادشاہی لشکر کو پہاڑون کی تنگ راہون کے چکرون مین لاکر
شکار کرون مگر بادشاہ نے اس بات کی کچہہ پروانہ کی اور ناصر الملک کو بہادرون کی جماعت کثیر کے
ساتھہ روانہ کیا کہ اس پہاڑ کے زمیندارون کو تاخت وتاراج کرے۔اسنے تھوڑے عرصہ مین پہاڑ کے
بہت سے راجاؤن کی تنبیہہ وتادیب کی اور سب انکا مال واسباب لوٹ لیا۔سکندر پاس جو کوہستانیون کی
جمعیت تھی وہ پریشان اور بے جنگ فرار ہوگئی۔بادشاہ ان بھگوڑون کے پیچھے روانہ ہوا۔قلعہ مانکوٹ
مین سکندر چلا گیا۔مانکوٹ کا قلعہ چار استوار قلعون سے بنا ہے سلیم خان نے اس وقت کہ گکھرون کا
استیصال اسکو منظور تھا انکو قریب قریب پہاڑیون پر عجیب وغریب طرح سے بنایا ہے ایک پہاڑی کی چوٹی
پر ایک قلعہ سنگ وساروج سے بنایا ہے یہ سب قلعے دیکہنے والے کو ایک ہی قلعہ معلوم دیتا ہے اصل وہ
جگہہ جہان قلعہ بنائے ہین ایسی محکم ہے کہ اوسکو قلعہ خداداد کہنا چاہیئے اور اوسپر یہ مستحکم قلعہ بنائے
ہین وہ دشمن کو اپنی بڑی ہولناک شکل دکھاتے ہین اسپر لشکر کا بھیجنا مشکل اور اگر پہونچ بھی جائے تو وہان
کے رہنے والون کو زیردست بنانا بہت دشوار۔میٹھا پانی وہان کثرت سے اذوقہ جسقدر چاہیئے
تہانی سے میسر۔ان قلاع عظیمہ کے بنانے سے سلیم شاہ کا اصلی مطلب یہ تھا کہ جب ہمایون ہندوستان کو
جائے تو وہ لشکر پنجاب کے لیئے اسے مقر وامن بنائے اور لاہور اجاڑ کر وہان بسائے اور وہان
بڑا لشکر رکھہ کر پنجاب کی حدود پر فرمان روائی کرے۔اور لاہور کے خراب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ
شہر اقسام تجار واصناف مردم کا مسکن تھا تھوڑی توجہ سے وہان لشکر عظیم اور اسکا ساز اسان
وسامان میسر ہوسکتا تھا اسکو خوف رہتا تھا کہ خاندان تیمور کا لشکر وہان استعداد فراوان
بہم نہ پہنچائے جسکا علاج کچہہ نہو سکے مگر یہ ارادہ اسکا موت نے پورا نہ ہونے دیا۔
جب شہنشاہ اکبر کو معلوم ہوا کہ اس قلعہ مین سکندر متحصن ہے تو اوس نے اس قلعہ کے محاصرہ کا
حکم دیا بادشاہ کی فوج نے قلعہ کو گھیر کر اپنی دائرہ کا مرکز بنا لیا اور آداب قلعہ گیری کے

علاج کرے اور قندہار بھی آن کر لے لے۔ شاہ ایران نے سیستان و فرہ و گرم سیر سے تین ہزار
ترکمان بسرداری علی یار بیگ افشار بھیج دیئے۔ بہادر خان کو اس لشکر کی خبر نہ تھی اس کے سر پہ یہ
بلائی ناگہانی آئی تو وہ اس سے سخت لڑائی لڑا۔ دو دفعہ وہ گھوڑے سے گرا۔ آخر کو بھاگا زمین داور
اور اس حدود میں ٹھیر نہیں سکتا تھا۔ شرمندگی کا مارا بادشاہ کی خدمت میں مانکوٹ میں آیا اسکو بادشاہ نے
ملتان ۔۔ جاگیر میں دیا اور محاصرہ میں ایک مورچل اسکے سپرد کیا اس نے کام خوب کیا۔ اسی طرح شاہ محمد
قلاتی نے شاہ ایران سے کمک لیکر اور عہد و پیمان کر کے بہادر خان کو ہزیمت دی مگر وہ اپنے عہد و
پیمان پر قائم نہ رہا۔ پہلے شاہ ایران نے اپنے بھائی سلطان حسین مرزا کو ایک لشکر کے ساتھ قندھار لینے کے
لیئے بھیجا۔ شاہ محمد نے لوازم قلعہ داری میں سعی کی اور قلعہ کے محاصرہ میں امتداد ہوا۔ ایک دن بہادروں نے
قلعہ سے نکل کے خلیفہ ساہو کے مورچہ پر حملہ کیا اسکو زخمی اور جمع کثیر کو قتل کیا۔ سلطان حسین مرزا سے کچھ کام
نہ بنا وہ قلعہ چھوڑ گیا۔ بادشاہ ایران نے اور لشکر بہت سا بھیجا کہ کسی نہ کسی طرح قلعہ فتح ہو۔ علی قلیخان نے
اسکا بیڑا اوٹھایا تھا اوس نے قلعہ کے لے لینے میں سخت کوشش کی مگر تیر و بندوق نے اوسکو ملک عدم میں
پہنچایا۔ ایران کے لشکر میں تفرقہ پڑا سلطان حسین مرزا جو سراسیمہ قلعہ کے گرد بیٹھا تھا کہ اس اثنا میں شاہ محمد
قلاتی نے بادشاہ پاس اپنی عرضداشت بھیجی اور حقیقت حال پر آگاہ کیا۔ بادشاہ نے جواب میں یہ حکم بھیجا
کہ جنت آشیانی نے فتح ہندوستان کے بعد شاہ ایران . . . . . کو قندھار حوالہ کرنے کا وعدہ
کیا تھا وہ پورا کیا جائے اور تو ناحق ایران کی سپاہ سے لڑا اسکی عذر خواہی کر کے ہمارے پاس جلد آ۔ یہی اسنے
کیا سلطان حسین مرزا کو قلعہ حوالہ کیا ۔

اسی محاصرہ کے اثنا میں یہ خوش خبری آئی کہ مریم مکانی مع اور بیگمات کے لاہور میں آگئیں ہیں اور بادشاہ
کے اشارہ کی منتظر ہیں۔ ہمنے پہلے لکھا ہے کہ بادشاہ نے انکے لینے کے واسطے معتمد بھیجے تھے مگر اس آنے میں کچھ اس
سبب سے توقف ہوا کہ کابل میں مرزا سلیمان کی شورش شروع ہوئی اور کچھ اس وجہ سے کہ ہیمو کے ہنگامہ کی
کابل میں بری خبریں اوڑ رہی تھیں ۔ کابل کے دہلی دروازہ پر ہیمو کا سر لٹکا تو سب طرح سے اطمینان
ہوا۔ یہ بیگمات کابل سے روانہ ہوئیں منعم خان بھی انکے ساتھ ہوا اور محمد قلیخان برلاس کو کابل سپرد کیا
مگر جب وہ جلال آباد میں آیا تو اوسکو تردی بیگ کا حال معلوم ہوا کہ بیرام خان نے دستے قتل کیا اس لیئے

اُوسکی ہمراہ ہوتے ہین جب جنت آشیانی کا انتقال ہوا سکندر شاہ سور نے ہنگامہ برپا کیا تو یہ اُسکے ساتھ ہو گیا اور اسکے ہنگامہ کو آرایش دی۔ جب پادشاہ کے لشکر کو دیکھا کہ وہ قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کر رہا ہے اور اہل قلعہ پر بُری بنی ہوئی ہے تو زمیندارانہ حیلے بنا کر لشکر شاہی سے آن ملا۔ بیرام خان کو جب اس کے فساد برپا کرنے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اسکو مار ڈالا اور اسکی بجاے اسکے بھائی بخشل کو مقرر کیا۔

بہادر خان برادر زمان خان جسنے زمین داور مین فتنہ و فساد اوٹھایا تھا شرمندہ و افگندہ زمین داور سے آکر پادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ بیرام خان کی سفارش سے پادشاہ نے اس کے اعمال ناشائستہ کی سزا نہ دی۔ مگر اس سفارش سے اسکی نخوت اور بدکاری اور بڑھ گئی۔ عطوفت اصلی یہ ہی کہ آدمی کو بدکاری کی سزا دیکر اس طرح پر تنبیہ کرے کہ پھر بدی کے گرد نہ پھرے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ جب حضرت ہمایون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو بیرام خان کی جاگیر مین قندھار مقرر تھا۔ وہ شاہ محمد قلاتی کے اہتمام سے آراستہ تھا۔ زمین داور بہادر خان کی داوری کے لئے تفویض ہوئی تھی جب ہندوستان مین ہمایون پادشاہ ہو گیا تو بہادر خان نے قندھار کے لینے کا ارادہ کیا۔ اوّل مکر و فریب سے چاہا کہ کافر نعمتی کر کے قندھار کو اپنے تصرف مین کر لون مگر حرام نمکی سے کارکشائی نہوئی۔ اس سرگذشت کی شرح یہ ہے کہ بہادر خان نے اپنا راز بستہ فرخ حسین پسر خواجہ قاسم ہزارہ پر کھولا اور کئی مسلح آدمیون کو اس کے گھر مین جو شہر قندھار کے اندر تھا چھپایا اور ایک دن مقرر کیا کہ دروازہ کے نگہبانون کا کام تمام کرین۔ اور بہادر خان بھی دروازہ ماشورہ سے آجائے اور باہم اتفاق کر کے شاہ محمد کو مار کر قندھار پر قبضہ کر لین مگر جس روز یہ کام ہونے کو تھا جاسوسون نے اسکی خبر حارسان قلعہ کو پہنچا دی اُس وقت ان آدمیون کی گرفتاری کے لیئے آدمی متعین ہوئے۔ سازش کرنیوالے سراسیمہ ہو کر دروازہ ماشورہ پر دوڑے۔ وہان دروازہ مقفل تھا قفل کو توڑ نہ سکے کچھ خندق مین گر پڑے۔ کچھ دیوار سے اپنے پانو سر کے بل گرے کچھ بھاگ کر منافقون کے گھر مین چھپے جنکو تلاش کر کے شاہ محمد نے مار ڈالا۔ جب بہادر خان کا یہ افسون نہ چلا تو وہ زمین داور مین آیا اور لشکر تیار کیا اور قندھار پر آکر لڑنا شروع کیا۔ شاہ محمد نے سوچا کہ ہندوستان کی کمک تو بہت دور ہے فرمان روای ایران سے ملتجی ہوا کہ حضرت ہمایون نے یہ قرار دیا تھا کہ فتح ہندوستان کے بعد قندھار شاہ ایران کے ملازمون کو حوالہ کیا جائیگا اگر آپ مناسب جانین تو ایک جماعت کو بھیجدین کہ وہ بہادر خان کا بھی

قندھار کے حالات سنہ ۹۶۲ھ مطابق سنہ ۲ جلوس

اس نکاح مین تامل اس سبب سے تھا کہ اسکی بہن مرزا کامران کی بیوی تھی اس لیئے وہ اسکو
کامرانیہ سمجھا تھا۔ مگر ناصر الملک نے اسکو سمجھایا کہ ایسے کامون مین توقف نہایت ناخوش ہے۔
اس سمجھانے سے بیرام خان نے بادشاہ کے نکاح کا اہتمام خود کیا۔ اور جشن شاہانہ مرتب کیا
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مانکوٹ فتح کرکے ۲۷ شوال کو لاہور مین بادشاہ آیا کہ پنجاب کا شکستہ انتظام کرے
وہ یہان چار مہینے چودہ روز رہا۔ ۱۵ صفر ۹۶۵ھ دار الملک دہلی کو روانہ ہوا۔ جب جالندھر
مین آیا تو ہمایون کی بھانجی سلیمہ سلطان بیگم سے بیرام خان کا انعقاد کیا۔ ہمایون نے نسبت
ٹھیرائی تھی اور فرمایا تھا کہ ہندوستان کی فتح کے بعد یہ عقد نکاح ہوگا۔ اب بیرام خان نے
ح کی درخواست بادشاہ سے کی اسنے نکاح کردیا۔ ماہم انگہ نے اسکا سارا اہتمام کیا جمعہ
ما دی الاخریٰ بادشاہ دہلی مین دوبارہ آیا۔ خانخانان کے مہمات و معاملات مالی و ملکی کا ما
تھا اور آیندہ اور دو سال تک رہا۔ اب ہم وہ تمام حالات لکھتے ہین جس سے بیرام خان کا زوال آیا

بیرام خان کے ظلم و ستم ۔ بادشاہ کیساتھ بدلطفی

معلوم نہین کہ بیرام خان جیسے عاقل و دانشمند و فرزانہ کے دماغ مین اختیارات شاہانہ نے کیون فتور ڈالا
کہ وہ ایسا غرور مین آگیا کہ اپنے سامنے کسی کو نہین دیکھ سکتا۔ جس کسی کو دیکھتا کہ وہ میری ہمسری کا
دعویٰ رکھتا ہے اسکا سر تن پر نہ رکھتا۔ اب ہم ان امیرون کا حال لکھتے ہین جنکو اس نے قید کیا
کسی طرح ذلیل کیا یا مار ڈالا ابو المعالی کے قید ہونے ۹۶۳ھ مین پہلے ہم نے لکھا ہے۔ اب
تردی بیگ کے قتل کا بیان لکھتے ہین جسکے لکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی اسی سنہ کا واقع ہے۔
تردی بیگ خان کو بیرام خان اپنا ہمسر سمجھکر ہمیشہ اسکی طرف سے اندیشہ مین رہتا تھا۔
تردی بیگ بھی اپنے تئین لشکر شاہی کا سپہ آرا سمجھکر بیرام خان کے برباد کرنے کی تدابیر کے سوچ بچار مین اور
فرصت کے انتظار مین رہتا تھا۔ ہر ایک نے تعصب مذہب جو دین بر انداز ہے اسمین تم دیکھ کر ایک
دوسرے کو پامال کرنے کا ضمیمہ بنا رکھا تھا اور فرصت کی تلاش مین رہتا تھا۔ باوجود اس مخالفت
جسکا منشاء نافہمیدگی و ناتوان بینی و حسد تھا ایک دوسری کو کرو تزویر سے توقان کہتا تھا

مرزا عبدالرحمن مغل کی دختر سے پادشاہ کا نکاح ۹۶۴ھ

مرزا تردی بیگ کا قتل ۹۶۳ھ

وہ آتشا کابل گیا اور محمد قلیخان برلاس کو ہندوستان روانہ کیا۔ رلو مین پادشاہ کے دو اعیانی بیٹون کا انتقال ہوا۔ پادشاہ ماہم انگہ کو جو اسکی آسایش گہوارہ سے آرایش تخت تک ہمیشہ ملازمت مین رہی تھی اور نیک خدمتین کرتی تھی - استقبال کے لیئے لاہور بھیجا۔ وہ لاہور جاکران بیگمات کو پادشاہ کے لشکر کی طرف لائی۔ پادشاہ بھی محاصرہ بیرام خان کو سپرد کرکے ایک منزل استقبال کو گیا۔ مریم مکانی نے اپنے نور بصر کو دیکھ کے آنکھون کو روشن کیا۔ بڑی خورمی وخوش دلی ہوئی۔ پھر پادشاہ لشکر مین آیا جہان استداد محاصرہ سے سپاہ دلتنگ ہو رہی تھی مگر بہت سی نئی سپاہ کے آنے سے اور اہل وعیال کے ہندوستان مین پہنچنے سے وہ تازہ دم ہو کے زیادہ قلعہ کشائی مین اہتمام کرنے لگے۔

خانزمان خان نے رکن خان لوحانی کو جو شاہ عدلی کے امراء بزرگ مین سے تھا شکست دی اور حدود سنبل مین گردن کشون کو لکھنؤ تک مطیع کیا۔ پھر حسن خان بچگوتی کو دفعہ کیا۔ اس سرگذشت کا مجمل بیان یہ ہی کہ ہندوستان کے مشہور زمینداروں مین سے حسن خان تھا اور وہ اپنی برادری اور خویشون اور پادشاہی نوکرون مین ممتاز تھا اور ہندوستان کے فرمانروایون کے عہد مین مستحکم مقامون مین رہ کر غارت وتباہ کرنے کے منصوبے باندھا کرتا تھا۔ جب پادشاہ قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ مین مصروف ہوا تو وہ ایک لشکر گران جمع کرکے سنبل کو غارت وتباہ کرنے لگا اور جلال خان سور کو کہ افغانون کے بڑے سردارون مین تھا اپنا ساتھی بنالیا۔ خانزمان کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو یہان کے امراء پادشاہی کو ساتھ لیکر لکھنؤ سے باہر اس سے لڑا حسن خان پاس بیس ہزار سوار جنگی تھے۔ اور خانزمان خان پاس چار ہزار۔ مگر پادشاہ کی سپاہ کو فتح ہوئی۔ بہت غنیمت ہاتھ لگی اس نے دو ہاتھی جبیڑے نامی تھے وہ پادشاہ کی نذر مین بھیجے۔

۹۶۲ھ مین جب پادشاہ دارالخلافہ آگرہ مین تھا تو اوس نے سنا کہ افغانون کی ایک قوم ہی جسکو میانہ کہتے ہین اوس نے سرونج کی حدود مین فتنہ وفساد اوٹھا کے شورش وآشوب کا ارادہ رکھتی ہے پادشاہ نے کمال خان گکھر کو جو اس خدمت کی لیاقت رکھتا تھا بھیجا۔ اس نے جاکران افغانون کو ٹھیک بنایا اور فتح وظفر کے ساتھ پادشاہ کی خدمت مین جلد آیا

مرزا عبد اللہ مغل کی بیٹی سے کہ اصل نسل کی شریف تھی پادشاہ کا نکاح ہوا ——— بیرام خان کو

مصاحب بیگ کا قتل ۹۶۵ھ

تاریخ بدایونی مین لکہا ہے کہ تردی بیگ کے نفاق کو خان زمان اور گواہون کی شہادت سے بیرام خان نے پادشاہ کی خاطر نشان کرکے ایکطرح کی اجازت اسکے قتل کے لیئے حاصل کرلی ہتی تو قتل کیا۔

مصاحب بیگ پسر خواجہ کلان جو پادشاہ کی خدمت مین قرب موروثی رکھتا تھا اور اپنے حقوق سابق کے ادعا کے سبب خانخانان کی اطاعت مین سر نہ جھکاتا تھا اور اسکی ساتھ کج ادائی کرتا تھا یہ وہ اچھا نہ کرتا تھا۔ خان خانان اسکا متحمل نہ ہوسکتا تھا اس نے مصاحب بیگ کے پانون مین بیڑیان ڈال کر بیت اللہ بھیجنا چاہا۔ مگر ناصر الملک اُس کے قتل پر مصر ہوا۔ آخرکار یہ قرار پایا کہ کاغذ کے پرچہ پر ایک طرف قتل دوسری طرف نجات لکھا جائے اور وہ اوچھال کر پھینکا جاے۔ جو رُخ اوپر آئے وہ حکم غیب سمجھا جاے۔ اسکے موافق عمل کیا جائے۔ جب یہ کاغذ پھینکا گیا تو قتل اوپر آیا اسپر عمل ہوا۔ واہ کیا انصاف ہوا۔ ایک بے گناہ کی جان لینا لڑکون کا کھیل جوتی کی چٹ پٹ کرنے کا ہوگیا۔ اس سے بھی اور امرا ناراض ہوئے۔ پادشاہ کو بھی ناگوار گذرا ؎ خطرہاست در قرب شاہان بسے ٭ کہ پادشاہ خویشی ندارد کسے ٭ ۔

خواجہ جلال الدین محمود کا قتل

مصاحب بیگ کے بعد اس خواجہ کی موت آئی۔ وہ پادشاہ قلی تھا۔ مزاج کا بیباک تھا۔ کسیکی تواضع۔ بے تقریب خوشامد و چاپلوسی نہین کرتا تھا۔ بزرگان دُنیا اپنے کام کی رونق کے لیئے سب کو اپنی درگاہ کا چاپلوس بنانا چاہتے ہین اس سبب سے اکثر امرا اُسکو دوست نہین رکھتے تھے۔ ظرافت و مسخراپن اسکی عادت مین داخل تھا۔ یہ عیب بزرگون کے لیئے سب سے بدتر ہے۔ سب سردارون سے ہنسی کرتا تھا۔ لباس ظرافت مین جسکو نادان خوش طبعی کہتے ہین دور از کار باتین کرکے زندگی بسر کرتا تھا۔ کوئی شخص نہین بچا تھا کہ پہلو مین اسنے ظرافت کا خار نہ لگایا ہو۔ محمد قلی خان برلاس نے اسکو غزنین کی حکومت دی تھی۔ ارباب غرض کو موقع ملا کہ منعم خان کی خاطر کو اس سے برآشفتہ کیا۔ اس نے کسی انتقام دیرینہ کا فکر تازہ کیا۔ ہندوستان مین بیرام خان کی خاطر کو اسنے برہم زدہ کیا اور اسکے قتل کے درپے کیا۔ وہ دوربینی اور نیک ذاتی کہان ہے کہ اپنے صاحب کی دولت کو منظور رکھ کر پھنداہا کار آمد کو اپنی اغراض نفسانی کے واسطے تیر انتقام کا ہدف نہ بنائین اور اپنے سود و زیان پر نظر نہ کرکے ارباب استعداد کی آبرو کا ملاحظہ کرین۔ اخر خواجہ حیران تھا کہ کیا کرون ہندوستان مین خدیو زمان بے پروا —

توقان کے معنے ترکی زبان مین ہمزاد ہیر اور بزرگ کے ہین تردی بیگ دہلی مین شکست کھاکر بادشاہ پنجی
سرہند مین علاوہ اپنے نزدیک تو یہ سمجھا تھا کہ بھاگنے سے جان بچگئی۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ خندق سے نکل کر
کنوئین مین گرنا پڑیگا اور بیرام خان اسکی جان کے لیئے عزرائیل بنے گا۔ اس شکست سے مرزا کی وقعت مین
فرق آگیا تھا۔ رقیب کو یہ موقع خوب ہاتھ آیا۔ اس نے مرزا سے دوستی اور محبت کو اور بڑھایا اور
مولانا پیر محمد خان شروانی کی سعی سے اپنے گھر مین بلایا اور طہارت کا بہانہ بناکے خود تو خرگاہ سے باہر گیا
اور مرزا کو یہان چھوڑ گیا۔ فرمان برون نے اُس کا کام تمام کیا اور مرزا کے رازدارون خواجہ سلطان
و میر منشی کو اور اسکے قریب کے قرابت دار خنجر بیگ کو پکڑ کر قید کیا۔ پادشاہ اوس وقت شکار مین مصروف تھا
جب پادشاہ کو صورت واقعہ پر اطلاع ہوئی تو وہ ظاہر مین تو چین بجبین ہوا لیکن دل مین اوس نے کہا
کہ اسکا بدلہ خدا بیرام خان سے لیگا۔ جب پادشاہ شکار سے واپس آیا تو بیرام خان نے پیر محمد کی
زبانی عرض کرایا کہ مینے جو یہ دلیری کی کہ بغیر حضور کے حکم کے تردی بیگ کو قتل کیا تو اس مین سوائے
دولت خواہی درگاہ عالی کے کوئی امر اور نہ تھا۔ تردی بیگ نے دیدہ و دانستہ فریب بدنیتی سے
فرار کے عار کو اختیار کیا اسکی بے اخلاصی اور نفاق سب پر ظاہر ہے کہ اول سی آخر تک اس سے جیسے
ناپسندیدہ حرکات صادر ہوئی ہین اگر ایسی تقصیرات کی سزا مین تغافل کیا جائے تو مہمات مین خلل پڑتا
ہے۔ اس گستاخی سے کہ مین نے حضور سے اجازت نہین لی شرمندہ ہون۔ اس جرأت کا سبب یہی
کہ مین جانتا تھا کہ حضور اپنے لطف و عطوفت کے سبب اس کے مارنے پر راضی نہین ہونگے اس صورت
مین اس ضروری کام سی حضور منع فرماتے پھر اسکے خلاف کرنا گستاخی کو اندازہ سے بڑھا دیتا۔ اور
امتثال امر موجب خلل ملک فساد لشکر ہوتا۔ امید ہے کہ نظر عفو سے یہ میرا کام منظور ہوگا اور بد درون
عبرت پکڑ کر تقصیر پر دلیر نہ ہون۔ پادشاہ نے بیرام خان کی معذرت کو قبول کرلیا اور اسکو بلاکر گلے
لگایا اور کہا کہ بار بار مین نے یہ کہا ہے کہ اختیار تمھارا ہے مگر خان خانان کی یہ جرأت پادشاہی
امراء اور متعلقین کو خصوصاً ماہم انگہ کو نہایت ناگوار گذری اور وہ اس سے حسد کرنے لگے۔ فرشتہ
نے لکھا کہ ثقات سی یہ بات سنی گئی کہ اگر تردی بیگ کو بیرام خان نہ مارتا تو لشکر چغتائی کا انتظام نہ رہتا
پھر شیر شاہ کا زمانہ آگیا ہوتا یہ سچ ہی ؎ کسے راکہ دیدی تو در جنگ پشت + بکش گر عدو در مصافش

ہوئی کہ ناصرالملک بیمار ہوا۔ بیرام خان اسکی عیادت کو گیا۔ غلام ترک نے جو دربان تھا
ناوانستگی کے سبب سے بیرام خان سے کہا کہ مین آپکے آنے کی خبر کرتا ہون۔ یہ سنکر خانخانان
متغیر ہوا اور کہا ؎ بلے خود گروہ را دربان نہ باشد ٭ ملا پیر محمد اس واقعہ سے واقف
ہوکر گھر سے باہر دروازہ پر آیا نہایت تواضع اور خجالت سے عذر خواہی کرنے لگا کہ دربان نے
حضور کو پہچانا نہین اسکے جواب مین بیرام خان نے کہا کہ آپنے تو مجھے پہچانا نہین آپ کا دربان
مجھے کیا پہچانتا وہ گھر مین آیا۔ کچھہ آدمی اسکے ساتھ داخل ہوئے کچھہ وہان ٹھیر کر تیوری پر
بل ڈالے ہوئے باہر آیا۔ ناصرالملک کے فکر مین لگا۔ یار لوگون کو موقع ہاتھ لگا۔ انھون نے
بہت باتین بنائین۔ خاصکر شیخ گدائی نے۔ چند روز بعد اپنے نوکرون کے ہاتھ ناصرالملک کو بی
رام خان نے پیغام بھیجا کہ تو طالب علمی اور فقیر کے لباس مین قندھار مین آیا تھا۔ چونکہ آدب
اخلاص مین تو اپنے تئین صادق دکھلاتا تھا اور ہمیشہ خدمات پسندیدہ بجا لاتا تھا۔ تجھہ کو
مراتب و مناصب بزرگ پر سربلند کیا۔ ملائی کے پایہ سے سپہ آرائی کے درجہ پر پہنچایا مگر تو
تنک حوصلہ تھا کہ ایک ہی ساغر مین بدمست ہوگیا۔ ہم کو خطرہ ہے کہ تجھہ سے مفاسد عظیمہ ظہور مین آئینگے
جسکا علاج دشوار ہوگا بہتر یہی ہے کہ پھر اپنے فقیری گدڑون مین گوشہ گزینی اختیار کرو۔
علم و نقارہ اور اسباب جاہ و جلال اور اپنے تکبر اور ترفع کے مواد حوالہ کرو اور اپنی اصلاح
.. مزاج مین مشغول ہوتا کہ اس کے بعد جو ہماری رای مین آئے وہ ہم تیرے لیے تجویز کرین
پیر محمد ایک آزاد مرد تھا اس نے کچھہ پروانہ کی خوشی خوشی اسباب امارت واپس بھیجدیا
شگفتہ خاطر ہوکر عزلت اختیار کی۔ پھر بداندیشون کی کوشش سے بیرام خان نے اسکے ساتھ
جماعت کو ہمراہ کرکے قلعہ بیانہ مین بھیجدیا۔ وہان اس نے بعض آدمیون کی معرفت
شرارت و خیریت مین متوسط الحال تھے سفر حجاز کی اجازت حاصل کی اور وہ گجرات کو روانہ ہوا
وہ رادھن پور مین پہنچا تھا کہ مرزا شرف الدین حسین وادہم خان کا خط پہنچا کہ جہان ہو وہین
ٹھیر جاؤ۔ آگے نہ جاؤ۔ دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے وہ اولٹا پھر کر جہاین مین مقیم ہوا۔
جب بیرام خان کو یہ حال معلوم ہوا شاہ قلی خان محرم و حرم خان کو ایک جماعت کے

بیرام خان کا استیلا۔ نہ ہندوستان مین آسکتا تھا۔ نہ کابل مین رہ سکتا تھا۔ ہیموں کی کود وہ اپنا عار سمجھتا تھا کہ کسی اور پاس چلا جاتا۔ منعم خان نے اسکی تسلی کیواسطے آدمی بھیجے۔ عہد و پیمان کرکے اسکو بلایا اور مقید کیا۔ پھر اشارہ کرکے اسکی آنکھون مین نشتر لگوائے۔ مگر تقدیر سے ان نشترون سے اسکی آنکھون کی بینائی نہ گئی۔ وہ ہندوستان کو جاتا تھا کہ منعم خان نے آدمیون کو بھیجکر اسکو اور اسکے چھوٹے بھائی جلال الدین کو گرفتار کرایا اور قیدخانہ مین مقید کیا۔ اور اس دولت خواہ پادشاہ کا خون اپنی غرض کے لیئے کیا۔ بیرم خان نے بھی اسکے قتل کا فرمان درست کرکے یہان سے بھیجدیا۔ پادشاہ نے اس بے گناہ کے انتقام کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا۔

فتنہ انداز۔ ناتوان بین۔ حسد پیشہ۔ بے سعادت۔ کہ حقیقت مین قضا سے دلتنگ اور خدا سے بجنگ ہوتے ہین اور کوتہ خردی سے اورون کی شادی سے اندوہگین ہوتے ہین اور اور آدمیونکی غمگینی اور اندوہ سے شادمانی کرتے ہین ایسے آدمیون نے بیرام خان کی خاطر کو پیر محمد خان سے متغیر کرادیا۔ ناصر الملک فرط عقیدت واخلاص سے دولتخواہی وکارکشائی کی مراسم بجالاتا اور مہات ملکی ومالی کو سرانجام دیتا۔ نہ خدمت گزاری مین پہین بجبین ہوتا۔ نہ دل مین کوئی گرہ ڈالتا۔ اپنی درستی اور راستی پر اعتقاد رکھتا۔ ضرور ایسا شخص مرجع خواص وعوام اور محل ازدحام طوائف انام ہمیشہ ہوتا ہے۔ اس سبب سے بےحوصلہ حسد آلودہ دل اس سے خون ہوتا ہے۔ تیرہ رای افترا اور بہتان اسپر لگاکے کارشکنی کرتے ہین۔ بزرگون کی خاطر تو بسبب فزونی شغل وعدم فرصت کے ان مگس طینتون کی تشخص سے پریشان ہوتی ہے۔ پیر محمد خان خلق کا سواد معنی بن گیا۔ حسد پیشون کا خون جوش مین آیا۔ انہون نے سخن سازی اور فتنہ اندازی مین اہتمام کرنا شروع کیا۔ بیرام خان کے انحطاط کا زمانہ قریب تھا۔ اسکا پیمانہ دولت عنقریب پر ہونیکو تھا۔ اس نے سررشتۂ تدبیر کہ انسان کا سرسامان ہی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اپنے تئین اہل حسد کے ہاتھ مین حوالہ کیا۔ ناصر الملک کی بلند ہمتی کے کامون سے وہ توہم مین پڑا۔ حسد پیشون ناتوان بینون وغرض گویون کی حرف وحکایات سے اس نے اپنے مخلص کو جسکو اسنے خود معتبر کیا تھا بغیر کسی ایسے امر کے جس سے وہ مستوجب عزل ہوتا معزول کیا۔ تقریبا ایک م

ناصر الملک پیر محمد خان کا معزول ہونا ۹۶۶ھ ۱۵۵۹ء سنہ ۴ جلوس —

روس وقت پادشاہ نے مروت وحیا کے سبب کچھ نہ کہا مسکرا کر چلا آیا مگر رات کو جب بزم جام و بادہ مرتب ہوئی تو گایون کے لینے پڑا اور شیخ کی درازدستی پر بڑے قہقہے اڑے سے بزیر دلق ملمع کمندہا دارند + درازدستی این کوتاہ آستینان بین + شیخ کا بڑا بھائی ۔بہلول (پھول) تھا جسکا ذکر پہلے ہوا ہے کہ مرزا ہندال نے اسکا خون اپنی گردن پر لیا تھا۔ یہ دونو بھائی اگرچہ فضائل وکمالات علمی سے عاری تھے مگر بعض اوقات پہاڑون مین جاکر ریاضات اور دعوات اسما کرتے تھے اور اس کو اپنے جاہ واعتبار کی دستاویز بناتے تھے۔ امرا و سادہ لوح زود فریب کے وساطت سے سلاطین کی صحبت مین جاتے تھے اور اپنی ولایت کی متاع بیچتے تھے۔ برادر کلان ساری عمر بادشاہ ہمایون کی خدمت مین رہا۔ جب شیرشاہ کا زمانہ آیا تو وہ ہمایون کے خاندان کا دولت خواہ مشہور تھا ... محمد غوث افغانون کے خوف سے گجرات چلا گیا۔ کہتے ہین کہ صحرا و جنگل مین بارہ برس تک بن پتی کھاکر زندگی بسر کی غرض وہ بڑا مشایخ ہند مشہور تھا۔ جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہندوستان مین ہوئی تو دارالخلافہ آگرہ مین وہ خود مع عیال واطفال کے آیا۔ شہنشاہ خود اسکے گھر گیا ہندوستانی ائمہ مین مین نفاق وحسد باہم لازمہ ذاتی ہے شیخ گدای کو اپنی دکان پر اسکی دکان کھلنی گوارا نہ ہوئی سے

بہ نزد خرد این سخن روشن است + کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دشمن است + شیخ گدائی بیرام خان کا نفس ناطقہ بن رہا تھا۔ اس نے اسکو ایسا بہکا دیا کہ وہ شیخ سے آشنا نہ ہوا بلکہ مجالس متعدد منعقد کرکے وہ رسالہ پڑھوایا جسمین شیخ نے معراج کا حال لکھا تھا کہ معراج مین مجالست و مکالمت خداتعالی کے ساتھ ہوا اسی قسم کے عجیب وغریب دعوی سادہ لوحون کے دلون کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے کیے۔ یہ باتین عقلا مذموم وملوم تھین۔ اس سبب سے شیخ لعنت ملامت کے تیرون کا چاند ماری بنا۔ وہ ان گستاخیون کا متحمل نہ بنا گوالیار مین جاکر گوشہ نشین ہوا۔ ۱۷ رمضان ۹۷۰ھ کو یہین انتقال کیا کہتے ہین ایک لاکھ تنکہ اسکی تنخواہ مقرر ہوئی تھی +

شہنشاہ اکبر اپنے امراء کے قتل اور مقید اور ذلیل ہونے کو بیرام خان کے ہاتھ سے دیکھتا تھا اور اسکے مکافات کو خدا کے سپرد کرتا تھا مگر اس کا دل روز بروز اپنے اتالیق کی طرف سے ہٹتا جاتا تھا۔ آدمیون نے تو ان دونو مین بے لطفی کروائی ہی تھی ہاتھیون نے اور بھی اس بے لطفی کو اپنی

پانچواں سبب بیرام خان اور شاہ اکبر کی بے لطفی -

ساتھ بھیجا کہ اسکو گرفتار کرین۔ جب یہ جماعت وہان پہنچی تو طرفین مین جنگ ہوئی اتنے مین رات ہوگئی پیر محمد خان چند آدمیون کے ساتھ بھاگ گیا۔ سارا مال اسباب اوسکا دشمنون کے ہاتھ آیا۔

القصہ بیرام خان نے اپنی بے پروائی سے حسد پیشون کے اغوا سے ایسے مخلص کاردان کو ہاتھ سے کھویا اور اپنے پانوئن مین آپ کلھاری ماری۔ پادشاہ اس قضیہ کو اغراض فاسدہ پر مبنی سمجھا اور اسکے بھی مکافات ایزد کارساز کے سپرد کی۔ بیرام خان پر اپنا ملال ظاہر نہین کیا۔ پیر محمد خان کے بعد بیرام خان نے حاجی محمد خان شیبانی کو کہ قدیم نوکرون مین سے تھا منصب وکالت تفویض کیا۔ اگرچہ اس وکالت کا اطلاق اسپر کیا جاتا تھا مگر معنے اسکے شیخ گدائی تھا۔ جو شیخ جمالی کنبوہ شاعر دہلوی کا صاحبزادہ تھا ہمایون کی شکست ثانی کے بعد جب بیرام خان گجرات مین گیا تھا تو شیخ نے اوسکے ساتھ ان ایام غربت مین سلوک کیا تھا اسکے عوض مین بیرام خان نے بھی شیخ کو ہندوستان کے تمام اکابر پر تقدیم دیکر منصب جلیل القدر صدارت کا اسکو دیا تھا۔ اسکے گھر مجلس سماع مین جو بڑی پر تکلف دکان تذویر ہوتی تھی خانخانان اور خود شہنشاہ جایا کرتے تھے۔ دُنیا عجب مرد افگن بادہ ہے اس نے شیخ کو بھی چت کیا۔ مساکین وضعفا کے ساتھ توجہ کرنی چھوڑی۔ قدیم خاندانون کی اراضی معاش واوقاف پر قلم مارنا شروع کیا۔ تکبر کہ قدیم دولتون کا بنیاد افگن ہی نو دولتون کا ذکر تو کیا ہی وہ اختیار کیا اور اپنی شیخی اور اپنے مربی کو پایہ والا سے نیچے گرایا اس کا حال آگے پڑھو +

شیخ محمد غوث سے بیرام خان کی ناراضی سنہ ۹۶۶ھ

پادشاہ شکار کھیلنے گوالیار گیا وہان اس سے شکاریون نے عرض کیا کہ شیخ محمد غوث کے ہمراہ سوداگر بہت گائین آگرہ مین لائے ہین پادشاہ نے حکم دیا کہ قیمت دیکر گائین سوداگرون سے خریدی جائین۔ پھر لوگون نے کہا کہ شیخ محمد اور اسکے عزیزون پاس سوداگرون کی گایون سے بھی گائین ہین۔ اگر مراجعت کے وقت اسکے گھر حضور تشریف فرما ہون تو وہ ان گایون کو حضور کی کریگا۔ آگرہ مین پادشاہ اس کے گھر گیا۔ شیخ نے اس کے قدمون کو بیرام خان کی آفت کا حرز جانا۔ اور کل اپنی گائین اور گجرات کے بہت سے تحفے تحائف پیش کش مین دیئے اور حلوے اور عطریات حاضر کیئے۔ آخر مجلس مین پادشاہ سے شیخ نے پوچھا کہ آپ نے کسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی ہے پادشاہ نے جواب دیا کہ نہین۔ شیخ نے اپنا ہاتھ دراز کرکے پادشاہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ما دست شمار اگرفتیم

فیلبان کو باندھ کر بیرام خان کی دلجوئی و دلدہی کے لیئے اُس پاس بھیجدیا۔ بیرام خان نے کہ ادبار آگیا تھا اس فیلبان کو قتل کیا۔ کچھہ خیال نہین کیا کہ یہ پادشاہ کا فیلبان ہے اور پادشاہ نے اپنی مردمی کے سبب اسے بھیجا ہے قطع نظر اس سے اسنے یہ نجانا کہ بردست چہ گرفت خصوصًا اس حیوان بدست پر۔ یہ حیوان عظیم جب بدست ہوتا ہی تو کسی کے بس کا نہین ہوتا +

پادشاہ اور بیرام خان کی باہم ناراضی کا علانیہ اظہار و پادشاہ کی خود مختاری کا اشتہار ۵ سنہ جلوس ۱۵۶۰ء

بیرام خان کی مردانگی اور فرزانگی مین کسکو کلام ہے۔ پادشاہ کے ساتھ جو عقیدت اور اخلاص اسکو تھا اسمین کون شبہ کر سکتا ہے مگر اسکی ادبار کا زمانہ جو آیا تو ایسی ناستحسن حرکات اس سے سرزد ہونے لگین کہ پادشاہ بہی اسکی تندمزاجی اور خود مختاری سے عاجز ہو گیا۔ امراء چغتائیہ بھی اسکے تحکم کے متحمل نہ ہوئے۔ اُدہر بیرام خان۔ اور اسکے مصاحب ولی بیگ و شیخ گدائی کنبوہ پادشاہ کے مخالف ہوئے اِدھر پادشاہ اور بعض اسکے مصاحب بیرام خان کے زوال کی تدبیر سوچنے لگے۔

خدا تعالیٰ کی حکمتین تو خدا ہی جانتا ہے مگر اسکی مصلحتین تھوڑی سی عاقل بھی پہچانتا ہے۔ یہ قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ جب کوئی شخص ندوہ درازمین گرفتار ہوتا ہے تو اس سے پہلے چند امر ایسے صادر ہوتے ہین کہ انمین خدا تعالیٰ کی رضامندی نہین پائی جاتی۔ آدمی جب عالم اسباب مین اپنے جمال کا جلوہ دکھائے تو خردکی کہ سب سے زیادہ بزرگ عطیہ الٰہی ہے پیروی کر کے ایسے کام کرے جو استرضاء الٰہی ہوا اور ہرگز اسکو معطل و ہرزہ نہ کرے۔ اول ان آدمیون کو کہ شغلے بہت سے ہین یہ اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی صحبت مین خوشامد گویون کو کمتر دخل دے اگر زمانہ کی وضع احترازِ کلی دشوار کرے تو ناگزیر از روی بصیرت و بصارت ایک دو ملازمون اور آشنا ؤنکو چن لے کہ وہ خلوتون مین کلمہ حق کو سناتے رہین سچی بات بہت تلخ ہوتی ہے اور اکثر طبیعتون اور مزاجون کو ناگوار گذرتی ہے۔ خوشامد گویون کی کثرت ہوتی ہے اور افزونی مشغلہ کو حق و باطل کی اور صواب و خطا کی تمیز کے لیئے فرصت کم ہوتی ہے اور بادہ کامروائی ہوش با

قدکی حد سے بڑھا یا۔* ان ہاتھیون کا پہلا واقعہ یہ ہے کہ پادشاہ کو ہاتھیون کی کشتی کا بڑا شوق تھا۔ ایکدفعہ مانکوٹ کے محاصرہ کی دقتون مین پادشاہ ہاتھیون کی کشتی کا تماشا دیکھتا تھا دو ہاتھیون مین لڑائی بڑی دیر تک ہی اور یہ دونو ہاتھی لڑتے ہوئے خانخانان کے خیمہ کے پاس گئے خلائق کا ہجوم اور تماشائیون کا ازدحام عوام کا غوغا ہوا اس ہلچل مین کچھ خیمے اکھڑ گئے اس سے خانخانان کو توحش ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ خیمہ گاہ کا بازار لٹ گیا۔ بیرام خان کو پادشاہ کی طرف سے وہم ہوا کہ شاید یہ کام پادشاہ کے اشارہ سے ہوا کہ میری جان جائے۔ بعض فتنہ انگیزون نے اسکی تصدیق کر کے اس کی پریشان خاطری کو اور بڑھا یا کہتے ہین کہ خانخانان ان دنون کچھ بیمار تھا کئی دنبل نکل آئے تھے صدمہ جسمانی پر یہ آفت روحانی اور آ گئی اس نے اپنے محرمون کی معرفت ماہم انگہ کے پاس پیغام بھیجا کہ مین نے پادشاہ کی کوئی تقصیر نہین کی۔ دولتخواہی کے سوا کوئی امر ظہور مین نہین آیا۔ فتنہ سازون نے کس طرح کوئی میرا گناہ ثابت کیا جو اس بے عنایتی کا سبب ہوا کہ مست ہاتھیون کو میرے خیمہ مین گھسا دیا۔ ماہم انگہ نے اسکو ایسی باتین تسلی بخش لکھین کہ جس سے اسکی شورش خاطر کم ہو گئی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ پادشاہ نے میر کبیر شمس الدین خان کو خانخانان کی تسلی کے واسطے بھیجا اور بہت قسمین کھا کر کہا کہ ہاتھی اس طرف اتفاقیہ چلے گئے تھے۔ فیلبانون کو بھیجدیا کہ جو وہ چاہے ان کو سزا دے۔ بیرام خان کی جو کم بختی کے دن آئے ہوئے تھے اس نے ہاتھیون کو جو پادشاہ کی شوق کی چیز تھی خواہ مخواہ امیرون مین تقسیم کر کے فیلخانہ خالی کرنا شروع کیا جس سے پادشاہ آزردہ خاطر ہوا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایکدفعہ پادشاہ کا ہاتھی بدمست ہو کر فیلبان کے بس کا نہ رہا اور اسنے بیرم خان کے ہاتھی کو جا کر ایسا مارا کہ اوسکی آنتین نکل پڑین۔ بیرام خان نے غصہ مین آن کر فیلبان کو مار ڈالا یہ ادب اخلاص سے بعید تھا۔ اسپر ارباب خبرت نے بڑی نفرین کی اور اس سے زیادہ عجیب واقعہ یہ ہے کہ پادشاہ کا ایک ہاتھی بدمست ہو کر دریای جمن مین چلا گیا وہان بیرام خان کشتی مین بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا۔ یہ ہاتھی کہ فیلبان کے بس مین نہین رہا تھا بیرم خان کی کشتی کی طرف لپکا۔ جس سے خانخانان پر حالت عجیب طاری ہوئی۔ پھر فیلبان فیل پر غالب ہوا اور بیرم خان کو اس حیوان کے آسیب سے بچایا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو باوجود بیگناہی کی

تو وہ بادشاہ کے اور انکے اپنے حق مین زہر ہونگے۔ ان آدمیون کے اس خیال کے وجوہ کی تحقیق کی ضرورت نہین اکثر وہ اپنی خود غرضی پر مبنی ہوتی ہین اور شاذ و نادر وہ بغیر اپنی کسی خودغرضی کے نوجوان بادشاہ کے خاص اخلاص کے سبب ہوتی ہین جنکو وہ چاہتے ہین کہ اپنے اختیارات شاہانہ کو جسکا وہ مستحق ہے کام مین لائے شہنشاہ اکبر کے پاس بھی ایسے آدمی تھے جنسے اسوقت اپنا راز کہا۔ ان بادشاہ قلیون کا زمانہ بھی بیرام خان کے ہاتھ سے ایسا ہی تنگ تھا جیسا کہ خود بادشاہ کا تھا۔ اس وقت مین کہ بے اخلاصی کی باد سموم کا طوفان چل رہا تھا۔ تھوڑا سا اخلاص بھی بہت معلوم ہوتا۔ وہ اس اندیشۂ صواب مین اہتمام کرنے لگے۔ ماہم انگہ نے یہ راز سربستہ شہاب الدین احمد خان کو لکھا وہ دہلی کا حاکم تھا اور رائے و تدبیر و حق شناسی مین ممتاز تھا۔

بادشاہ کا دہلی مین آنا ۹۶۷ھ

اس کام کے ارادہ سے دارالخلافہ آگرہ سے ۲ جمادی الاخری ۹۶۷ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین کول شکار کھیلنے جاتا ہون۔ دریای جمن سے عبور کیا تو مرزا ابوالقاسم پسر مرزا کامران کو اس شکار مین کہ صید مقصود ہاتھ لگے بلا لیا اسکی طرف ہمیشہ بیرام خان کو تعلق خاطر اور توجہ باطنی تھی اسکی مجلس مین بداندیش اسکو بادشاہ بنانے کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اسکا بلانا عقل دوربین کا کام تھا کہ کور باطنون کے ہاتھ مین عناد و فساد کا عصا نہ رہے۔ بادشاہ جلیسر مین آیا اور سکندرہ کے طرف کوچ کیا کہ محمد باقی بقلانی سے کہ ادہم خان کا خسر تھا ماہم انگہ نے بلا کر محرم راز کیا مگر اس فرومایہ نے اس خبر کو بیرام خان تک پہونچا دیا۔ مگر بیرام خان نے اسکی بات کو بے وقعت جان کر کچھ خیال نہ کیا۔ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا کول مین آیا ماہم انگہ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کو دہلی لے چلون وہان بادشاہ کی والدہ مریم مکانی اور اسکا رشتہ دار شہاب الدین احمد بھی ہے وہان جو صلاح و مشورہ باہم ہو اوس پر عمل ہو۔ غرض یہ سوچ سمجھ کر اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دہلی مین حضور کی والدہ کی دشمنون کی طبیعت علیل ہے اور آپ کے دیدار کے لیئے بیتاب ہین یہ سنکر بادشاہ کو تاب نہ رہی وہ فوراً دہلی کو روانہ ہوا۔ خورجہ مین شہاب الدین احمد خان مع اپنی بھائیون

ہوتا ہے۔ ہزارون کامرواؤن مین ایک ایسا ہوتا ہے کہ فراخ حوصلگی کے سبب سے مایہ ہوش کو بجا رکھو۔ زمانہ گذشتہ کو دیکھو کہ فرمانرِوایون کی بے توجہی سے خوشامدگویون نے کس قدر گھر اور خاندان خراب کیئے ہین کارخانہ انتظام عالم مین خوشامد ناگزیر ہے لیکن اس قدر کہ عقل کے نزدیک مستحسن ہو اور یہ اسپر منحصر ہے کہ اصول معاملات مین کوئی امر فروگذاشت نہ ہو اور عقل گرہ کشا کو یکبارگی ہاتھ سے نہ دے کہ خواہش و غضب کہ خرد کے فرمان بر ہونے چاہئین بے پروائی سے فرمان روا ہو جائین ۔

قطعہ

چاہ است و راہ و دیدہ بینا و آفتاب / تا آدمی نگاہ کند پیش پائے خویش
چندین چراغ دارد و بے راہ می رود / بگذار تا بیفتد و بیند سزائے خویش
دشمن بہ دشمن آن نہ پسندد کہ بیخرد / با نفس خود کند بہ مراد ہوائے خویش

بیرام خان اپنے تئین معاملہ دانی و عقیدت و اخلاص بادشاہی مین یگانہ روزگار جانتا تھا اور خوشامدگویون کے ہجوم نے یہ عقیدہ اپنی ذات کی نسبت پیدا کر دیا تھا کہ بغیر اسکے ہندوستان کا انتظام نہین ہو سکتا اس لیئے وہ تیرہ رای کوتاہ بین ہم صحبتون کی سبب سے بیراہ چلا جاتا تھا۔ اور اپنے اعمال سے خجالت زدہ ہوتا تھا ۔

ہمایون نے بیرام خان کو شہنشاہ اکبر کا اتالیق بنایا تھا یہ نوجوان سعادتمند اسکو اپنی محبت کے سبب سے خان بابا کہتا تھا اس سبب سے اسکی حرکات ناشائستہ بہت درگذر کرتا تھا۔ مگر جب یہ کام اندازہ سے باہر ہو گیا اور ولی بیگ و القادر شیخ گدائی کنبوہ کی خوشامدگوئی سے بیرام خان نے خیالات خام پکانے شروع کیئے۔ بادشاہ انپر مطلع ہوا تو اوس نے بجہت اخلاص بہیون مین جیسے ماہم . . . کہ عقل و تدبیر و اخلاص مین یکتا تھی و ادھم خان و مرزا شرف الدین حسین اور اپنے قریب کے آستان نشینون کی جماعت مین راز سربستہ کو کھولا کہ بیرام خان کو اور اس کے خوشامدگویون کی مجلس کو سزای لایق دے اور خواب غفلت سے بیدار کرے ا رخود اونکی آرائی کری اول یہ مشورہ بہانہ مین ہوا جہان وہ شکار کو گیا تھا ہر نوجوان بادشاہ کے گرد ایسے آدمی ہوتے ہین کہ جنکو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر شاہانہ اختیارات سواے بادشاہ کے کسی اور کے ہاتھ مین ہونگے تو

راہ سدا ہے کہ مجر نے اختیار کیا اسلیئے وہ ہماری نظر سے گر گیا۔ ہم دہلی مین چلے آئے۔ جو شخص کہ ہم سے اخلاص رکھتا ہے یا معاملہ فہم ہے اور نجات اپنی چاہتا ہے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری خدمت مین حاضر ہو کہ ہر شخص کو مراتب اعلا اور منصب گرامی سے ہم سرافراز کرین۔ کہ یہ ہماری زمانہ اختیار کا آغاز ہے۔۔

شمس الدین خان اتگہ کو جو بہیرہ مین تھا لکھا کہ جب فرمان کے مضمون سے مطلع ہو تو لاہور سے آن کر متصرف ہو اور شہر کو میر خان محمد کلان کو سپرد کر کے بہت جلد ہمارے پاس حاضر ہو۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ اب منعم خان کو کابل مین بہی فرمان گیا۔

شمس الدین خان محمد اتگہ جب پادشاہ کی خدمت مین آیا تو اسکو بیرام خان کا عَلَم و نقارہ و تمن و توغ عنایت ہوا اور پنجاب کی حکومت و حراست تفویض ہوئی۔ تھوڑے زمانہ مین دور و نزدیک کے کان مین بیرام خان سے پادشاہ کے تغیر مزاج کا آوازہ پہنچ گیا تو تمام امیر و منصبدار بیرام خان کو چھوڑ چھوڑ کر پادشاہ کی خدمت مین آنے لگے۔ بادشاہ کی بھلائی کو تو کیا برائی کو بھی بیرام خان کی بھلائی سے اچھا جاننے لگے اسکی سخت گیری اور ناخدا ترسی کے آگے پادشاہ کی بُرائی کی کچھ اصل نہ سمجھتے تھے۔ سب سے اول اس سے قیا خان گنگ جدا ہوا۔ بادشاہ کی ناراضی کے آثار کے ظاہر ہوتے ہی کوئی پایہ کا آدمی بیرام خان کا طرفدار نہ رہا۔

بیرام خان گو بڑا عاقل تھا مگر ایسا غافل ہوا کہ دار الخلافۂ آگرہ سے دار السلطنت دہلی تک پادشاہ شکار کھیلتا گیا اور یہ نہ سمجھا کہ وہ مجھ کو شکار کر رہا ہے میرے اقبال کو برعکس کر کے لا بقا بنا رہا ہے وہ اس فارغ دلی و آزاد خاطری سے اپنے استقلال کا دم مارتا تھا اور غرور کے نشہ مین مست ایسا تھا کہ اگر اس قسم کی باتین سنتا تو وہ باور نہ کرتا۔ اگر انکے سچے ہونے کا خیال دل مین کچھ آتا تو اپنے پندار مین ایسا گرفتار تھا کہ انکی کچھ وقعت نہ کرتا تھا۔ اب تک وہ پادشاہ کو لڑکا اور شاگرد اور اپنے تئین خان بابا اتالیق سمجھتا تھا۔ یہ نہین جانتا تھا کہ شاگرد اسکا استاد ہو گیا ہے ع کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + اسکا وہ آقا بنا چاہتا ہے۔

جس وقت کہ پادشاہ کے فرمان امراء پاس پہنچے اور نزدیک و دور خبر ہو گئی کہ پادشاہ بیرام خان سے ناراض ہو گیا تو اسکو یقین ہوا کہ اس بار پادشاہ کا شکار دوسری طرز پر ہوا ہے کہ مجھے نظر سے گرا

اور خویشون کے استقبال کے لیئے حاضر ہوا - ادہم انگہ اسکا داماد اور شہاب الدین احمد ایک سے
دو ہوئے - پادشاہ - ۲۸ - جمادی الاخری سنہ ۹۶۷ کو دہلی مین آیا ماہم انگہ پادشاہ کو سمجہاتی تہی
کہ پادشاہ پادشاہ نہین ساری پادشاہی اختیارات بیرام خان کے ہاتھہ مین ہین - کوئی بات
بغیر اختیار کے نہین ہوتا - یہان یہ غضب ہے کہ پادشاہ ہی بیرام خان کے اختیار مین ہی - ایک دن
ماہم انگہ اور اسکے ہمدمون کی جماعت ترسان لرزان اشک ریزان پادشاہ سے عرض کرنے
لگی کہ جسوقت بیرام خان کو معلوم ہو گیا کہ ہم دہلی مین حضور کو لے گیئے تو وہ ہمکو زندہ نہین چہوڑیگا
پیسہ پیر رکھہ کر بوٹیان آڑائیگا - پہر پادشاہ بھی اسکا کچہ نہ کر سکے گا - اس سے بہتر ہے کہ حضور
ہم کو حج جانے کی اجازت دین - یہان ہم حضور کی بہت خدمت کر چکے ہین اب ہان خدا کے گہر مین
آپ کے لیئے دعا مانگینگے - پادشاہ بھلا اس اپنی پیاری انا کی جدائی کو کب گوارا کر سکتا تہا -
مگر خان بابا کے حقوق کو بھی یکلخت دل سے نہین مٹا سکتا تہا اور معزول نہین کر سکتا تہا اس لیئے
اس نے بیرام خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مین دہلی مین اپنے ارادہ سے اپنی مان کی عیادت کو
آیا ہون اسمین شہاب الدین احمد اور ادہم خان اور ماہم انگہ کا دخل کچہ نہین ہے - ان کو تمہاری
طرف سے اندیشہ ہے - ایک استمالت کا خط لکھہ بھیجو کہ خاطر انکی مطمئن ہو اس فرمان کا بھیجنا
تہا کہ خانخانان کے دشمنون کی بن آئی اونہون نے اوپر اوپر جہوٹی سچی خبرین اوڑائین اور
وقوعی اور غیر وقوعی باتون سے طرح طرح قسمین کہا کر اور شہادتین دیکر پادشاہ کی طبیعت کو
خانخانان سے بالکل منحرف کیا - جب بیرم خان پاس پادشاہ کا فرمان پہونچا تو وہ بہت
سٹپٹایا - اوسکے جواب مین بہت معذرت قسم مغلظہ کے ساتھہ کی اور اپنے دو دوستون
حاجی محمد خان کے ساتھہ قرآن شریف بھی بھیجا اور عرضداشت لکھی کہ خدا میرا منہ کالا کرے اگر
خیر خواہ کے دل مین پادشاہ کے دلی نیک خواہون کی طرف سے بدی آئی ہو مگر اسکا کام بگڑ
چکا تہا - پادشاہ نے نہ قسم کو نہ معذرت کو سنا نہ قرآن شریف کا خیال کیا بلکہ حاملان عریضہ کو
بہی واپس جانے کی اجازت نہ دی - پادشاہ نے اپنی عقل سے اور مخلصون کی رہنمونی سے اپنے
مخصوصون اور قدیمی متعلقین کو مناشیر بھیج دیئے کہ بیرام خان نے ہجوم مشاغل دنیوی کے سبب سے

بادشاہ کا فرمان خانخانان کے نام

اور وہان آرام کرکے فرصت کار کی طلب مین رہیئے۔ بعض اوقات اسکا اندیشہ یہ جولانیان کرتا تھا کہ دار الخلافہ آگرہ کو چھوڑیئے اور سنبل کی راہ علی قلیخان کو اپنے ساتھ متفق کیجیئے اور افغانونکے ملک مین آکر چندروز رہیئے اسباب جمعیت وہان سرانجام دیجیئے۔ کبھی تجرد کو اپنے ساتھ انتساب کرکے کہتا تھا کہ مدت سے میرا ارادہ تھا کہ ترک و تجرید کو اختیار کرکے باقی عمر کو اماکن شریفہ و عتبات عالیہ مین بسر کیجیئے۔ ان دنون مین پادشاہ خود انتظام ممالک مین مصروف ہوا ہی اس سے بہتر کیا توفیق ہو گی کہ اپنی نیت کو قوت سے فعل مین لاؤن اور پادشاہ سے اسکی درخواست کرون۔ اسنے اپنے اسی ارادہ کو مصلحت جانا اور بہادر خان کو جو مالوہ کی طرف متوجہ تھا اولٹا بلاکر پادشاہ پاس بھیجا کہ آئینہ گرد کسالت سے نشان خاطر ہو جائے۔ ظاہر مین یہ حج کی نیت تھی مگر باطن مین کچھ اندیشی تھی۔ اول اسکندر خان کے بیٹے کو غازی خان کی ہمراہ رخصت کیا کہ وہان ممالک محروسہ مین شورش برپا کرے اور اطراف مین مکاتبات پنہانی بھیج کر خود الور گیا کہ وہان سے اہل و عیال کو لیکر پنجاب کی جانب جائے اگر کام تدبیر سے نہ بن پڑے تو ریاست کا سامان درست کرے کہ وقت منازغت کام آئے۔

جب بیرام خان کے اس اندیشہ نادرست کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اوس نے یہ فرمان جو پندنامہ ہوش افزا ہے بیرام خان کو لکھا کہ تم نے ایک جماعت سے جو اس تمہاری رنجش و آزار کا سبب ہوئی ہے مشورہ کرکے مآل و حال کا ملاحظہ نہ کیا۔ اور انکے بہکانے سے ولایتون کے برہم کرنے کے درپے ہوئے۔ اسکندر کے بیٹے اور غازی خان کو روانہ کیا کہ ملک مین شورش مچائین مہدی قاسم خان کو مکتوب لکھکر اسکے دیوان مبارک کے ساتھ بھیجا کہ لاہور کی طرف ہم آتے ہین قلعہ کو نگاہداشت کرو اور کسی اور کو نہ دینا۔ تاتار خان دینج بھتیہ کو بھی پیغام دیا ہے اور اطراف و جوانب مین خبرین بھیجی ہین کہ ہر طرف سے خلل پیدا ہوا اور خود الور گئے ہو کہ وہان سے لاہور جاؤ۔ اگرچہ ہم کو یقین ہے کہ ان امور کی ابتدا تم سے خود نہین ہوئی۔ کسی اغوا اور ضلالت کی باعث ہوئی ہو گی جس سے مہمات کی نوبت یہانتک پہونچی ہے اب تم آپ ہی کہو کہ یہ کیا صورت ہی کہ تم نے چالیس برس تک اسیرا خلاص و ارادت کی اور طرح طرح کی عنایت و رعایت حاصل کرکے عزت و دولت کی

خود کارخانہ سلطنت کے انتظام پر متوجہ ہوا ہے۔ اس نے مرزا قاسم خان کی خبر لو پوچھی مگر وہ یہان کہان تھا پادشاہ پاس تھا۔ ناگزیر حیلہ و تدبیر کرنے لگا ـــــ پادشاہ کی خدمت مین محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی و خواجہ امین الدین محمود کو روانہ کیا کہ اسکی نہایت لوازم فروتنی و نیازمندی کو بجالائین اور تقصیرات کا عذر کرین اور چرب زبانی سے کام بنائین۔ جب پادشاہ پاس یہ لوگ آئے تو پادشاہ کی باتین وہ ہوش افزا سنین کہ نہایت شرمندہ و سرافگندہ ہوئے اور ان کی جواب دہی مین اپنی مصلحت نہ سمجھی۔ پادشاہ نے انکو رخصت بھی نہ کیا۔ ان لوگون کے لکھنے سے اور اپنی متعلقین کے متفرق ہونے سے بیرام خان سراسیمہ ہوا۔ سررشتہ تدبیر اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ دل مین بہت سی تدبیرین سوچین انمین اس تدبیر کو مقدم جانا کہ چل کر پادشاہ کے قدمون مین گرے اور روئے پیٹے اس طرح اپنا علاج کرے۔ جب اس حقیقت حال کو ہوشمند خیر اندیشون نے پادشاہ کے کانون مین پہنچایا تو ایک جماعت نے یہ راے دی کہ خواہ کسی طرح بیرام خان آئے اوسکا آنا خدشہ فریب سے خالی نہین ہوگا پہلے اس سے کہ وہ یہان دلی مین آئے پادشاہ کو لاہور لے چلیئے اور اس کی ملاقات پادشاہ سے نہ ہونے دیجیئے۔ ابھی جنگ ظاہری کا اسباب مہیا نہین ہے معلوم نہین ملاقات کے بعد کیا صورت پیش آئے۔ اگر بیرام خان لاہور مین آئے تو کابل مین پادشاہ کو لیجائیے دوسری جماعت کہتی تھی کہ کہین نہ جائیے خوب جنگ کیجئیے۔ پادشاہ نے بھی سوچ بچار کر کے نبرد و کارزار ہی کی راے اسوقت اختیار کیا۔ ترسون محمد خان و میر حبیب اللہ کو بھیجا کہ بیرام خان کو آنے سے منع کرین اور لکھ دین کہ ابکی دفعہ اس سے مین نہین ملونگا خواہ کیسے ہی دوستی کے لباس مین وہ آئے۔ جب یہ تدبیر نہ چلی تو بڑا تردد و اندیشہ ہوا۔ اگرچہ ولی بیگ و شیخ گدائی اسکو صلاح دیتے تھے کہ پہلے اس سے ہجوم عام اپنا کام دلخواہ کر لینا چاہیئے لیکن کبھی اس نے یہ ارادہ نہین کیا کہ اپنے آقا کے فرزند پر تلوار اوٹھائے اسکو شرم آتی تھی کہ جسکی ہوا خواہی کا اظہار زبان سے ساری عمر کیا ہو اب اس سے بیکار کیجیے اب تک اسکو یہ خیال چلا جاتا تھا کہ بغیر اسکے مالک ہندوستان کا انتظام نہین ہوگا اس لئے بہتر ہے کہ دوستی کے لباس مین دشمنی کیجیے کہ دفعۃً بدنامی جاودانی کا داغ پیشانی پر نہ لگے کبھی اسکو سوجھتی تھی کہ مالوہ کی تسخیر کے لئے بہادر خان کو بھیجا ہے اسکو خود لشکر لے جا کر فتح کیجیئے اور

اس کا طریقہ صلح کل ہو پادشاہ جو ہوتا ہے خدا اُسکو ہزارون آدمیون مین سے منتخب کرکے اہل عالم کو اسکے سپرد کرتا ہے طوائف متلونہ وطبقات ملل ونحل اسکی رای زرین کے مفوض کرتا ہے اگر اس پادشاہ کا دل ایسے خدیو کا نشان نہ ہو تو نظام عالم کے سبی ہو سکتا ہے مذاہب مختلفہ وادیان متنوعہ جنکے اختلاف وافتراق مین حکمت بالغہ الٰہی ہی کیسے رفاہیت پا سکتے ہین مگر نفس امر مین یہ بات آدمیون کی نافہمیدگی سے تھی کیونکہ یہ امر ستعا ظاہر بینون کی مصلحت پر مبنی تھا اور اس سے اس شورش کا دفع کرنا مقصود تھا کہ ترکان سادہ لوح کی ایک جماعت نے قیا خان گنگ و سلطان حسین جلایر و محمد امین دیوانہ کے ساتھ اتفاق کرکے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان اور اس قسم کے آدمیون کا قصد کیا تھا۔ اس سبب سے پادشاہ نے ان فتنہ اندوزون کی آشوب کی آگ بجھانے کے لیے منصب وکالت بہادر خان کو دیدیا۔ قیا خان کو قدیم خدمات مستحسن کے سبب سے کھڑا بج اور اوسکی حدود دیدین۔ محمد امین دیوانہ بھاگ کر صحرا مین آوارہ ہوگیا جب ان بداندیشون کے ہنگامہ مین سنگ تفرقہ پڑا تو بہادر خان کو اٹاوہ جاگیر مین دیکر رخصت کیا۔ ان دنون مین بہادر خان پر رسم وکالت کا اطلاق ہوتا تھا مگر معنی انکی خدمت کے باہم انگہ پر صادق آتے تھے وہی وکالت کرتی تھی۔ ابھی ظاہر پرست صورت کو کیا دیکھتا ہی اسکا ہنگر فی مین خرد اور حوصلہ کی ضرورت ہے یہ دو نو صفت ماہم انگہ پر ختم تھین ؎

ای بسا زن کہ بہ ہنگام خرد مردانہ —

بیرام خان کی کوئی تدبیر درست نہ بیٹھتی تھی وہ سہ شنبہ ۱۲ رجب کو دار الخلافہ آگرہ سے الور کی طرف چلا۔ راستہ مین بیانہ مین اوس نے شاہ ابو المعالی و محمد امین دیوانہ کو کہ فتنہ و فساد کے دور کرنے کے لیے قلعہ بیانہ مین مقید کئے گئے تھے چھوڑ دیا۔ ظاہر مین تو اُن سے یہ کہا کہ پادشاہ پاس جاؤ مگر باطن سے مقصود اصلی یہ تھا کہ فتنہ برپا کرین۔ جب پادشاہ کو بیرام خان کی آگرہ سے الور کی طرف روانہ ہونے کی اور وہان سے پنجاب کی طرف جانے کی خبر ہوئی تو پادشاہ کی یہ رای ہوئی کہ دار الملک دہلی سے چلکر حدود ناگور مین قیام کیجیے کہ بیرام خان کے اس حدود مین پاؤن نہ جمین اور اگر ممالک پنجاب مین جانے کا قصد کرے تو سرراہ روکا جاے۔ جمعہ ۱۲ رجب کو پادشاہ نے دہلی سے کوچ کیا۔ پھر احتیاطاً میر عبد اللطیف قزوینی کی معرفت یہ مواعظ اپنی طرف سے لکھکر بیرام خان کو سنائی کہ ای کہ تیرے

منتہا پر پہونچے۔ تمہارا نام ہمارے دودمان عالی شان کے اکرام و احسان کے سبب سے اکثر
معمورۂ عالم مین کمال صدق و اخلاص سے مشہور ہوا اس آخر عمر مین بغاوت کرتے ہو اپنے
خدا سے اس معاملہ مین نہین شرم کرتے باوجود اس رنجش و آزار و امور نا مناسب ناہموار کے ہم
اب تک تمھاری خاطر کو عزیز رکھتے ہین اور تمھاری خیریت چاہتے ہین ہماری اور تمھاری ملاقات
مین تاخیر و توقف واقع ہوگیا ہے۔ اگر تمھارے لیئے ان حدود مین کوئی سرحد اور ولایت ہم
مقرر کرین تو ارباب غرض پھر اس طرح کی باتین کرینگے کہ جنسے تمہاری خاطر آزردہ ہو اس لیئے
ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جیسا تم نے عرضداشت مین درخواست کی ہے کہ حرمین شریفین
کے طواف کا ارادہ ہے پس اس نیت پر عازم جازم ہو کر متوجہ ہو۔ اپنے آدمی بھیجدو کہ جو کچھ
ہمکو نذر کرنا ہو وہ آنکر سرہند و لاہور سے لے جائین اور تمھارے پاس پہنچا وین جب حج کرکے
ہمارے پاس آوینگے تو ہم تم سے بہت اچھی طرح ملینگے اور جو تم چاہو گے اسمین ہم مضائقہ نہین کرینگے
اور تمہاری خدمات سابقہ کو ملاحظہ کرکے بیشتر سے بیشتر خاطر جوئی کرینگے ارباب غرض کے کہنے سے
تم منحرف ہو کر بدنام نہ ہو۔ ہماری بدولت مقاصد دنیوی کی نہایت پر پہنچے ہو۔ ہماری دلالت سے
سعادت اخروی سے بھی بہرہ ور ہو۔ مگر بیرام خان نے اس فرمان پر کچھ لحاظ نہین کیا۔ ماہم انگہ
اپنی عقل سے مہمات کا انتظام کرتی تھی۔ اُس نے شہاب الدین احمد خان و خواجہ جہان کو اپنا
پیش دست بنایا تھا۔ جو امراء پادشاہی اُس پاس آتے تھے اونکو دلاسا دیتی تھی اور جمہور خلائق کی
دلدہی کا سامان کرتی تھی — روز بروز اطراف مملکت سے امراء اور یکہ جوانان چلے آتے
تھے اسنے مصلحت ملکی اور معاملہ نافہم ظاہر پرستون کے لیئے بہادر خان برادر علی قلیخان منصب بزرگ
وکالت کا پادشاہ سے دلادیا اس پر فہم پیشہ معاملہ دان کام کی کنہ کو تو نہ پہنچے زبان درازی
کرنے لگے کہ اس وکالت کے مہم خطیر و امر عظیم کے واسطے وقوف کامل و تجربہ تام و دیانت وافر و حوصلہ
فراخ و کدفراوان درکار ہے اور ان صفات کے ساتھ کمال آزادگی بھی ہونی چاہیئے اپنے
سود و زیان سے درگذر کرکے اپنی ہمت اپنے صاحب کی مزید کار مین مصروف ہو۔ اگر ایسے ولی نعمت کا
کام اس شخص سے نکلتا ہو کہ جس نے اسکے باپ کو پالا ہو تو اسکے رواج کا یہی کوشش کرے خلوص کے ساتھ

چند فیل و تمن و توغ و علم و نقارہ و سائر ادوات امارت کو حسین قلی بیگ کے ہمراہ بھیج دیا اُمراء کو لکھ دیا کہ آپ میری طرف کس لئے تصدیع فرماتے ہین۔ میرا خود دل دُنیا اور اسکے کاروبار سے سرد ہوگیا ہے۔ اسباب ریاست پادشاہ پاس بھیج دیا ہے۔ اُمراء اِس دم مین آن کر پھر گئے۔ حسین قلی دہلی مین بادشاہ پاس آیا اور خلق مین مشہور ہوگیا کہ بیرام خان حج کو گیا۔ شیخ گدائی پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ اگرچہ لائق سزا تھا مگر پادشاہ نے اوسپر مرحمت کی۔ اس عرصہ مین ناگاہ یہ شہرت افواہ ہوئی کہ بیرام خان پنجاب کے صوبہ کی طرف آیا ہے نہین کہ ایک شورش برپا ہوئی ہین۔

۱۹ بیرام خان کی کھلی بغاوت و پنجاب میں آنا — ۹۶۷ھ

پادشاہ کی سپاہ کے بھیجنے کے سبب سے وہ ممالک محروسہ سے نکل کر بیکانیر مین آیا۔ راے کلیان اور اوسکا بیٹا رای سنگہ جو اس سرزمین مین سب سے بڑا رتبہ رکھتے تھے وہ بیرام خان سے ملنے آئے۔ بیرام خان کو یہ مقام دلپذیر معلوم ہوا۔ وہ یہان چندروز رہا۔ پھر وہ یہان سے پنجاب کیطرف گیا اور پادشاہ سے کھلی بغاوت اختیار کی اور سرحد کے اُمراء کو لکھا کہ مین سفر حجاز پر متوجہ تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ پادشاہ سے ایک جماعت نے جھوٹ موٹ کی باتین لگا کر مجھے آوارہ کیا ہے اور پادشاہ کا مزاج میری طرف سے متغیر کردیا ہے خصوصًا ماہم انگہ نے کہ وہ اپنے تئین مستقل سمجھتی ہے اور کہتی ہے کہ مین نے بیرام خان کو نکلوا دیا۔ اِسلئے مینے ارادہ کیا ہے کہ ایک دفعہ ان بدکرداروں کو سزا دیکر پادشاہ سے سفر مبارک کی تازہ رخصت لون اور اس طرح اور مقدمات لکھ بھیجے اور خواجہ درویش اوزبک جو پنجاب کے امراء عظام مین سے تھا اس پاس مظفر علی بھیجا کہ اسکو لے آئے جب پادشاہ کو یہ اخبار معلوم ہوئے تو یہ فرمان جو ایک نصیحت نامہ ہے بھیجا۔

۲۰ فرمان پادشاہ — ۹۶۷ھ

خانخانان کو معلوم ہو۔ کہ ہمارے خاندان کے پروردہ نعمت اور تربیت کردہ عنایت ہو اور تمہاری حقوق خدمات ہماری درگاہ مین ثابت ہین۔ حضرت والد ماجد نے امر عظیم القدر ہماری اتالیقی کا تم کو اِس لئے سپرد کیا تھا کہ صدق نیت و اخلاص تمہارا دیکھا تھا۔ جب والد کا انتقال ہوا تو اخلاص اور دولتخواہی مین کمر صدق و جان سپاری باندھ کر مہمات وکالت کے تم متعہد ہوئے۔ ہم نے بھی خدمات کی شفقت اور نیک اندیشی تمہاری دیکھ کر حل و عقد رتق و فتق امور کو ایسا تمہارے قبضۂ اختیار مین چھوڑ دیا کہ اس سے زیادہ متصور نہین ہوسکتا۔ بُرا بھلا جو تمہارے دل مین آیا وہ تم نے کیا ہمنے

خان بابا تمہاری حقوق خدمت و حقائق عقیدت سب میرے دل مین منقش ہین اور جہان مین وہ مشہور ہین مین لڑکا تھا۔ لڑکپن کا مقتضا یہ تھا کہ مین سیر و شکار مین مصروف رہتا تھا۔ اور سارے مہمات سلطنت اور انتظام تم کو سپرد کر رکھا تھا جو اب تک تم نے چاہا وہ کیا۔ مین نے آمین کچھہ دخل نہین دیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ خود کاروبار جہانبانی اور معدلت گستری کرون۔ اب تم جیسے خیرخواہ خردمند کو چاہیے کہ اس بات کو عطیات الٰہی سے سمجھہ کر خدا کا شکر کرو اور کچہ عرصہ کے لیئے مہمات دُنیا کے شغل سی دل و ٹھا کر حج کو جاؤ۔ علاوہ ملازمین تم ہمیشہ سعادت حج کا شوق ظاہر کیا کرتے تھے۔ ہندوستان مین جسجگہ اور جسقدر چاہو جاگیر لے لو اور اسکے محاصل کو اپنے آدمیون کی معرفت اُگھوا کے فصل بہ فصل سال بہ سال اپنی سرکار مین منگالو۔

جب پادشاہ جھجر مین ۱۲ رجب کو آیا تو بیرام خان کی رہ گذر روکنے کے لئے خود اپنا جانا پادشاہ نے مناسب جانا۔ ادھم خان۔ شرف الدین حسین مرزا۔ پیر محمد خان۔ شاہ داغ خان و مجنون خان اور ایک جماعت کو ناگور کی طرف روانہ کیا کہ اگر بیرام خان واقع مین سفر حجاز کا قصد نہ کرے اور اس سفر کی شہرت دینے سے بھی غرض ہو کہ دھوکہ دیکر پنجاب چلا جاؤن اور وہان شورش برپا کرون تو اوسکو یہ لشکر سزا دے اور نہین تو اہتمام کرکے اُس کو ممالک محروسے باہر کردے ناگور اور اسکے حدود مرزا شرف الدین حسین کو حوالہ کیئے امراء عظام اس خدمت کے اہتمام مین آئین شائستہ کے ساتھہ مصروف ہوئے اور خود پادشاہ چہارشنبہ ۱ شعبان کو دہلی مین آگیا۔ بیرام خان سرکار میوات مین تھا کہ پادشاہ کی فوج کے آنے کی خبر اسکے لشکر مین منتشر ہوئی دفعتہً اسکے ہنگامہ کی رونق دور ہوئی سوار ولی بیگ اور اسکے دو بیٹون حسین قلی بیگ و اسمعیل قلی بیگ کے کہ بیرام خانکی خویش تھے و شاہ قلیخان محرم و حسین خان اور چند اور آدمیون کے کوئی اُس پاس نہ رہا۔ ساری سپاہ اسکی فوج فوج بن کر پادشاہ پاس جانی شروع ہوئی۔

پادشاہ کا لشکر اُس کی طرف جب فوج فوج چلا تو اُس نے دیکھا کہ اب مجال توقف نہین ہے۔ دل سی ریاست کا خیال دور کرکے ایک عرضداشت بھیجی کہ جسمین طرح طرح سی نیازمندی اور عذرخواہی کی اور جدائی کا افسوس ظاہر کیا اور حرمین شریفین کی زیارت کے لیئے رخصت مانگی اور

راست گو جان کر تربیت کرتے تھے۔ اور انکو تقویت دیتے تھے۔ شاہ قلی نے بے حیائی کرکے فرمان نہ سُنا۔
محمد طاہر نے ایسا جواب درشت دیا کہ وہ اسکا مستحق تھا کہ زبان اسکی کاٹی جاتی بلکہ قتل کیا جاتا۔ لنگ سارہان نے
تمہاری حضور مین ایک جماعت کے روبرو ایسا درشت لفظ کہا کہ وہ بھی سیاست کا مستحق تھا۔ ولی بیگ کو تم خود جانتے
ہو کہ وہ قزلباش مین کیا عزت و اعتبار رکھتا تھا۔ بغیر کسی خدمت و اصالت و حالت کے اسکو تم نے اپنا داماد بناکر
امراء عظام سے بڑا بنا دیا۔ یہان تک کہ سید قلی مرزا برکہ علو سیادت و انتساب سلطنت مین ممتاز تھا تقدیم
دی حسین قلی کو جسنے اب تک ایک مرغی پر بھی تیغ نہین لگایا تھا۔ اسکندر خان۔ عبداللہ خان و بہادر خان کی
برابر تم نے عنایت کی اور آباد جاگیرین اسکو دین اور خوانین عظام کو ویران جاگیرین دیکر ناخوش کیا۔ ان
دنون مین اکثر مجالس مین ایسی حرکات تم سے سرزد ہوئی تھین کہ وہ ہماری خاطر کی باعث رنجش و آزار ہوتی تھین
چونکہ ہمکو تمہاری خاطر عزیز تھی اور تم کو دولتخواہ اپنے خاندان کا ہم سمجھتے تھے۔ اور تمہارے قول و فعل پر اعتماد رکھتے تھے
ان تمام ناہموار اعمال و کردار کو تم مین خیرخواہی و محض نیک اندیشی تصور کرتے تھے۔ دیدہ و دانستہ اپنے کرم حلم سے
انسے درگذر کرتے تھے۔ ان دنون مین ہمکو معلوم ہوا کہ تم نے اس جماعت باغیہ کی باتون مین آکر یہ قصد کیا ہے کہ
سعد و دے چند کہ ہماری ہمراہ ہین ان کو علحدہ کرکے ہم کو تنہا کردین۔ اس شرارت کے دفع کرنے کے لیے دارالخلافت
آگرہ سے دارالملک دہلی کی طرف متوجہ ہوئے ہین اور تم کو لکھا کہ بعضے امور تم سے ایسے ظہور مین آئے ہین کہ ہم
نہین چاہتے کہ تم ہماری ملازمت کرو۔ اگرچہ تمنے ہم کو بہت آزار پہنچایا ہین مگر بدستور تمکو خان خانان جانتے ہین
اور کہتے ہین۔ تمہاری خاطر سے ہم نے سخت قسمین کھاکر کہا کہ ہم تمہارے جان و مال و ناموس کا قصد نہین رکھتے
ہین۔ ہم نے خود مہمات جہانبانی کو اپنے ہاتھ مین لیا ہے جو تم چاہتے ہو عرضداشت مین لکھ کر عرض کرو جو ہمارے
درباب مناسب ہوگا اسپر حکم دینگے۔ ہمکو یہ خیال تھا کہ جسوقت تم یہ خبر سنوگے کہ ہم خود مہمات سلطنت مین مشغول ہوئے
تو تم مسرور ہوگے اور تسلیم و رضا مین راسخ دم و ثابت قدم رہوگے۔ ہمارے خاندان کے حقوق نعمت
و تربیت کہ چالیس سال سے تمہارے ذمہ پر ہین اور تم نے سن المہد الی العہد اس ہی پرورش پائی ہے بالکل
فراموش خاطر کرکے اس جماعت مفسد مفتن کے کہنے مین آگئے۔ کہ وہ اپنی اغراض نفسانی کے سبب سے چاہتی ہین کہ
اہل بغاوت کے جریدہ مین تم کو لائیے اور اس آخر عمر مین سعادت اخروی سے محروم کرے۔ شقاوت ابدی
مین مبتلا کرے۔ چنانچہ اسنے اپنی کمال شیطنت اور خساست و خود پسندی سے تم کو بے راہ کردیا۔ ولد

کچھ دخل نہین ویا تم سے اس پانچ سال کی مدت مین چند امور ناشائستہ ایسے ظہور مین آئے کہ خاطر مہر
کو تم سے نفور ہوا۔ اسکی مثال شیخ گدائی کی تربیت ہی۔ کہ تم نے باوجود ہمہ زیرکی و دانائی
ذی فضل و قابل با حسب و نسب آدمیون کو چھوڑکر اپنی مصاحبت و آشنائی کے لیئے اسکو انتخاب کیا
باوجودیکہ وہ منصب صدارت کا متعہد تھا و ظہور مینا شیر پر مہر کرتا تھا ہمنے اسکو تسلیم سے معاف کیا تھا۔
باوجود اسکی کمال جہل و نادانی کے محافل مین جمیع سادات صحیح النسب و علماء جلیل الحسب پر جنکے
ہم عظمت و شان و حالت کا ملاحظہ کرکے مراسم تعظیم و احترام بجا لاتے تھے۔ ہم نے اسکو تقدیم دی
باوجودیکہ وہ خاندان سادات کی محبت و دوستداری کی شیخیان ارتا تھا۔ اس لیئے عمداً اس فرقہ
شریفہ کی مذلت و خواری کو تجویز کیا۔ تم نے اس اپنے تربیت کردہ کو جو دلون کا مردود اور نظرون کا
مطرود تھا اس طائفہ پر ترجیح دی۔ اور انکے بزرگون کی ارواح مقدسہ سے کسی طرح شرم و آزرم رکھی
اسکو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ وہ سوار ہمارے سامنے آتا اور ہم اس سے مصافحہ کرتے تھے اپنے ماتحت نوکرون کو
جنکی حالت و لیاقت معلوم۔ خطاب سلطانی و خانی و علم و نقارہ معمور جاگیرین اور سیر حاصل ولایتون سے ممتاز
کیا اور حضرت جنت آشیانی (ہمایون) کے وقت کے خوانین سلاطین کے امراء و معتمدون کو جنکی اصالت
نجابت و استحقاق سب پر روشن تھا کمال بے اعتباری کے ساتھ خشک روٹیون سے محتاج
کیا۔ ان سب کے خون و ناموس کا قصد کیا۔ بابری ملازمون اور خدمتگارون کو جنہون نے برسون
امیدواری اور خدمت کی تھی اور وہ رعایت و عنایت کے مستحق تھے اونکے لیئے اقل معیشت
بھی تجویز نہین کی۔ وہ جماعت کہ شکار او سواری مین تیری ملازمت مین ہوتے تھے اور ہزار محنت
مشقت سے خدمت کرتے تھے۔ انکے خون بگینہ کے تم پیاسے تھے طرح طرح کی بے اعتدالیان
انکے ساتھ تم کرتے تھے اور اگر اپنے نوکرون مین سو گناہ و شناعت۔ چوری۔ راہ زنی۔ تاراج اور طرح کی
فسق و فجور ظہور مین آتے تو سب معاف تھے اور اگر ہمارے ملازمون مین سے کچھ ذرا قصور ہوتا یا کوئی جھوٹا بہتان
انپر باندھ دیتا تو ان کے قتل و حبس و تاراج مین تاخیر نہ ہوتی۔ ہماری خبر ہونے تک انکی بے آبروئی
ہوتی۔ اور طرح طرح کی انپر جفا ہوتی۔ بعضے آدمی نہایت کمینہ اور سفلے تمہاری خدمت مین رہتے تھے
او خوشامد کرتے تھے۔ جیسے کہ شاہ قلی نارنجی۔ محمد طاہر لنگ ساربان۔ اور تم اپنی سادگی سے اس طائفہ کو

نہین کرنے دیتی کہ ان پانچ سال مین تم نے اپنے آدمیون کے ساتھ کیسی رعایت کی ہے وہ اس واقعہ کے دن کام آئین کوتہ اندیشی و نادانی کے سبب سے آدمی نہین جانتا کہ دولت عنایت الٰہی کے ساتھ ہے جبوقت یہ عنایت نہو توکوئی سبد دولت کام مین نہین آتا۔ چنانچہ تم نے اپنی آنکھون سے دیکھ لیا کہ جن آدمیون کو تم فرزند و برادر کہتے تھے اور کبھی انکی جدائی کا گمان نہین کرتے تھے وہ امیر جدا ہو گئے اور جوڑ گئے ہین وہ بھی ایک ایک کرکے علحدہ ہو جائینگے اور ہماری درگاہ مین آجائینگے اور رفتہ رفتہ تمکو تنہا چھوڑ دینگے ایسی جگہ سوای تسلیم و رضا کے کوئی اور چیز فائدہ نہین دیتی ؎ سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع ✤ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ داد است

خانخانان اس دستور العمل سعادت سے پند پذیر نہ ہوا بلکہ اور شورش پر زیادہ آمادہ ہوا۔ وہ بیکانیر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا۔ جب قلعہ تبرھندہ مین پہنچا۔ یہ شیر محمد دیوانہ کی جاگیر مین تھا وہ اس کے مخصوصون مین سے تھا کوئی کہتا ہے کہ متبنیٰ تھا۔ اپنے بیٹے عبدالرحیم کو مع اہل و عیال و احمال و اثقال کے اس قلعہ مین شیر محمد کو حوالہ کیا اور خود وہان سے چلا۔ شیر محمد نے اپنے اصلی ولینعمت کے حق کو بہتر سمجھکر اوس نے فرار کیا اسکے تمام اسباب و اشیا پر کہ تبرھندہ مین چھوڑ گیا تھا متصرف ہوا اور اہل و عیال کو ملازمت مین لایا۔ بیرام خان نے جو درویش محمد اوزبک مظفر علی کو اپنے مال و عیال کی طلب مین شیر محمد پاس بھیجا تو اوس نے مقید کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا اور پادشاہ کو اپنا صاحب حقیقی سمجھکر ولی نعمت مجازی کو چھوڑ دیا اور سچ مچ پادشاہ کا خیرخواہ بن گیا۔ جب بیرام خان تہارہ کے نزدیک پہنچا تو مرزا عبداللہ مغل نے قلعہ کو مضبوط کیا۔ ولی بیگ نے اوس سے لڑکر شکست پائی۔

پادشاہ دہلی مین تھا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بیکانیر سے بیرام خان پنجاب کیطرف گیا تو پادشاہ نے ملک الشکر شمس الدین محمد خان کو دیکر اس لئے بھیجا کہ خانخانان کو پنجاب مین نہ گھسنے دے اور پھر خود پادشاہ سامان یورش تیار کرکے پنجاب روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمجید مخاطب بہ آصف خان کو دہلی سپرد کی اور اوسکو یہ نصیحتین کین کہ اپنے جاہ و خرد پر مغرور نہ ہونا۔ نعمت رسیدگی کا پاس ہمیشہ رکھکر اپنی سربلندی کو فروتنی پر منحصر سمجھنا اور اپنی مزد خدمت ہماری عنایت و تربیت کو سمجھنا چشم و دل و دست و زبان کو آدمیون کے مال سے کوتاہ رکھنا۔

بیرام خان کی بغاوت کی شورش ہوئی تو مصلحت و احتیاط کے لیے حسین قلی بیگ کو قید کرکے ادھم خان

اسکندر کو تمنے پیغام دیا کہ مخالفت و منازعت کرے تتار خان نے ہم بھیئے پاس آدمی بھیجا کہ دامن کوہ مین آن کر خرابی
و دست اندازی ان حدود مین کرے خود لاہور کا خیال کرکے چلے ہو کہ وہان جاکر فتنہ و فساد کی بنیاد قائم
کرو اور مخالفت کا طریقہ اختیار کرو اور ممالک محروسہ کے اطراف مین خلل ڈال کہ ہماری دودمان کے چراغ کو اپنے
دم سرد سے ٹھنڈا کرو سہ چراغے را کہ ایزد بر فروزد + ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد + پردۂ غرور و
پندار نے تمہارے دیدۂ اعتبار کو کور کر دیا ہے۔

ہمکو تمہارے اخلاص و اعتقاد پر کہ تمہارے چہرۂ احوال و جبہۂ اعمال سے واضح ہے اب تک ایسا اعتبار
چلا آتا ہے کہ ایسی شرارتون کے کام کرنے تم سے دو ہی معلوم ہوتے ہین اور ہمکو ان پر یقین نہین ہوتا اس لیے
کہ تم ہماری خاندان کے پرورده نعمت و تربیت کرده ہو۔ تم پر ہمارے حکم کی اطاعت واجب و لازم
ہے ہم سبیل محبت فرماتے ہین کہ اپنے ان افعال و اعمال قبیحہ سے درگذر کرو اور اس جماعت مخذول العاقبت کو جسنے
تمہاری دولت و عزت کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ اپنی اغراض کے سبب سے باغی بنانا چاہتی ہے مقید
کرکے ہماری پاس بھیجدو جیسے ہم نے اس پانچ سال مین تمھاری خاطر کی ہے کہ جو کچھ تم نے کیا خواہ معقول یا
نامعقول تمہاری صوابدید سے عدول نہین کیا اس لئے تمکو بھی چاہیئے کہ ہماری حکم کو سمعاً و طاعۃً انقیاد کرکے
برخلاف نہ کرو۔ جب تم اس حکم پر عمل کروگے ہمارا دل تم سے صاف ہو جائیگا اور تمہاری جرائم و تقصیرات کو
بالکلیہ معاف کر دینگے۔ جسوقت ہماری ملازمت کو چاہو گے اور وقت بھی اسکا اقتضا کریگا تو ہم تمکو
بلا لینگے کہ تمہارا حجاب رفع ہو۔

اب تک ہم کو تمہاری خدمات ملحوظ و منظور ہین گو ان خدمات کی عوض مین بہی برابر رعایتین ہو چکی ہین
ہم یہ نہین چاہتے کہ تمہارا نام کہ مدتون اخلاص و ارادت و انقیاد و اعتقاد کے ساتھ امصار و بلاد مین مشہور
تھا اب بغاوت و عناد و فساد کے ساتھ منتشر ہو اور آخر عمر مین قواچیقر ابخت کے زمرہ مین تمہارا حشر
ہو۔ تمہارے عبودیت کے حقوق کے سبب سے ہم نے تم کو آگاہ کیا۔ زنہار کچھ اور خیال نہ کرنا اور خوب
یقین رکھو کہ اگر از روی جہل و کوتہ اندیشی کجبے راہ ہو گے اور نخوت و پندار سے اپنا دماغ پریشان کرکے
اہل ادبار کی سلک مین آؤگے تو ہمارا لشکر تمہاری درپے ہوگا اور ہماری اقبال کا عنوان اور تمہارے ادبار کا
آغاز ہے اس لئے یقین ہوتا ہے کہ ہم کو فتح عظیم ہو اور تم شرمسار گرفتار ہو۔ بدولتی اس معنی پر استدلال

دوشنبہ ۸ ذوالحجہ سنہ ۹۶۶ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا اسکو منصب عالی وکالت اور خطاب خانخانی کا اور خلعت مرحمت ہوا اور شمس الدین اتگہ خان بھی یہین آیا اسکو جامہ داقو و جامہ قباجی بیرام خان اور اعظم خانی کا خطاب ملا وہ اپنی ساتھ مرزا ولی بیگ اور بڑے بڑے سردارون کو پاؤن مین زنجیر اور گلے مین طوق ڈال کر اور بہت سی غنائم لایا تھا۔ ولی بیگ نے زندان مین زندگانی سے نجات پائی۔ اسکا سر ممالک شرقیہ مین عبرت کے لیئے بھیجا گیا مگر جب یہ سر پرگنہ اٹاوہ پہنچا تو یہان کے جاگیردار بہادر خان نے سر لیجانے والے کو مار ڈالا مگر یہ حال بادشاہ پر نہ کھلنے دیا۔

بادشاہ کا کوہ سوالک مین جانا اور بیرام خان کے کار کا انجام پانا سنہ ۹۶۶

یہان سے بادشاہ سہ شنبہ ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۹۶۷ کو شکار کھیلتا ہوا لاہور مین گیا اور منعم خان نے یہان کا سارا اہتمام اتگہ خان کو حوالہ کیا اور جب بادشاہ کو یقین ہوا کہ تلواڑہ مین راجگنیش پاس بیرام خان ہے تو وہ سہ شنبہ ۱۰ محرم سنہ ۹۶۷ کو کوہ سوالک کی طرف چلا۔ اس نواح مین تلواڑہ ایک جای مستحکم دریای بیاس کے کنارہ پر ہے بادشاہ نے یہ چاہا کہ ارباب غرض کی مکر و تزویر بغیر اس مہم کو خود انجام دے۔ ماچھیواڑہ مین بادشاہ کا منتظر لشکر تھا کہ وہ یہان آیا اور منعم خان جسکو اس نواح کا انتظام سپرد تھا وہ بادشاہ پاس آیا۔ حوالی سوالک مین اس لشکر نے تنگنا ہای کوہستان مین جاکر کوہی رایون اور راجاؤن کو شکست دی اور ملک کو تاخت و تاراج کیا اور جانبین سے بڑے بڑے حملے ہوئے خوب لڑائیان ہوئین۔ بادشاہی لشکر مین سلطان حسین خان جلایر کہ ایک جوان بہت خوش قامت و متناسب الاعضا شجاع تھا لڑائی مین مارا گیا جب اسکا سر جدا کرکے بیرام خان پاس مبارکباد کہنے ہو لوگ لائے تو اس نے اپنی آنکھون پر رومال رکھا اور اسکی حسن خدمات کو یاد کیا اور ہای ہای کرکے رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری زندگی پر سو نفرین کہ جسکے لیئے میری شامت نفس کے سبب سے ایسے جوان ضائع ہون۔ جب بیرام خان نے نواحی کوہستان مین بادشاہ کے خود آنے کا حال سنا تو عاقبت اندیشی یہ کی کہ جمال خان اپنے معتمد غلام کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا۔ جس نے بیرام خان کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھ سے بعض امور بطریق اضطرار نہ بر سبیل اختیار سرزد ہوئے ہین جس سے مجھے نہایت ندامت ہے۔ میرے قصور معاف ہون۔ بادشاہ نے اپنے لطف و کرم سے

کو سپرد کیا اور اُسے کہدیا کہ اگر حسین قلی بیگ کو کوئی گزند پہنچی گی تو تجھ سے باز خواست ہوگی —
۔ ہ ذی قعدہ کو دار الملک دہلی سے اس فتنہ کے دور کرنے کے لیئے روانہ ہوا پادشاہ نے جو لشکر پہلے
روانہ کیا تھا وہ پرگنہ دکدار مین جو نواحی پرگنہ جالندھر مین ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے پہونچا اور
گونا چور پر جو دکدار سے متعلق ہے بیرام خان کو جا کر اس نے روکا۔ بیرام خان جالندھر کے لینے مین
اہتمام کر رہا تھا کہ اتگہ خان کے لشکر کے آنے کی خبر سُنی۔ وہ ان اتگہ خان کو کیا سمجھتا۔ اس سے لڑنے کو تیار ہوا
طرفین سے بہ آئین جنگ لشکر تیار ہوئے۔ بیرام خان پاس لشکر بہت نہین تھا مگر کیفیت کے اعتبار سے زیادتی رکھتا
اور لشکر پادشاہی سے زیادہ اعتماد کے لایق تھا۔ پادشاہ کے لشکر مین سے اکثر نے اپنی بدنہادی و بد دلی
و دو زبانی سے بیرام خان کو نوشتے بھیجے تھے۔ غرض موضع گونا چور مین اوائل ذی الحجہ سنہ ۹۶۷ھ مین
طرفین سے کوشش دلیرانہ ظہور مین آئین۔ پادشاہ کا لشکر اول بھاگا۔ دشمن کا لشکر اس کے پیچھے پڑا
اور بیرام خان خوش خوش جاتا تھا کہ اتگہ خان کی فوج ایک پشتہ کی پناہ مین کھڑی تھی کہ وہ اس کے سامنے
آئی۔ بیرام خان ہاتھیون کو آگے لیکر اسکے مدافعت کے لئے کھڑا ہوا مگر آخر کار شکست پائی۔ پادشاہی لشکر
نے مخالف کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا۔ اسمٰعیل قلی خان کو زندہ گرفتار کیا۔ ولی بیگ زخمی ہوکر پکڑا گیا اور
اعیان مخالف گرفتار ہوئے۔ اور بہت غنیمت پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی۔ اتگہ خان نے بھگوڑون کا دور
تک دوراندیشی کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔
پادشاہ شکار کھیلتا ہوا نواحی سہرند مین تھا کہ خبرداروں نے اس فتح کی خبر سُنائی۔ لوازم شکر و سپاس
وقوع مین آئے۔ مراسم نشاط و شادمانی کی تقدیم ہوئی۔ مہام سلطنت نے انتظام تازہ پایا۔ کوتہ
حوصلون کو فراخی مشرب نصیب ہوئی۔ ہیچمدان سادہ لوحون کو سررشتہ دانش ہاتھ لگا۔ دولت نے
مغرورون کے ہاتھ سے خلاصی پائی۔ پادشاہ وقت کو ناحق شناسون کی ستم شریکی سے نجات
ہوئی۔ خردمندون کو افزایش دریافت نصیب ہوئی۔ دولت نے مُنہ دکھایا۔ اقبال نے چہرہ کشادہ
کیا۔ عالم نے طراوت تازہ پائی۔ زمین و زمان کو از سر نو تازگی ہوئی۔ کور باطن حسد پیشہ خاکساری کے
گڑھے مین گری۔ اور ادبار کی خاک انکی سر پر چڑھی۔ انصاف پیدا اور معدلت آشکارا ہوئی — یہہ
پادشاہ کے زمانہ اختیار کی فتح اول تہی۔ پادشاہ سہرند مین مقیم تھا کہ منعم خان حسب الحکم اور امراء کی تھ

سنہ ۹۶۷ھ شکست بیرام خان

اور امرا اور ارکان سلطنت و اعیان مملکت اپنی اپنی جگہ بیٹھے۔ اور مرحمت اور مکرمت کی زبان سے
اس قدر انبساط اور التفات فرمایا کہ گرد حجاب غبار خجالت بیرام خان کی پیشانی سے زائل ہوگیا۔ مگر
اصل بات یہ ہے مصرعہ اگر گناہ بہ بخشد شرمساری ہست ۔ پھر بادشاہ نے اٹھ کر اپنے ہاتھ سے
خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور خوشی خاطر سے اسکو سفر حجاز کی رخصت دی حزم و دوراندیشی کی راہ سے
ترسون محمد خان و حاجی محمد خان سیستانی کو ہمراہ کیا کہ ممالک محروسہ کی انتہا تک اسکی ساتھ جائین
اور اسکو مخوف مسالک سے باہر نکال دین۔ یہ دونو حدود ناگور سے واپس آگئے۔ کہتے ہین کہ بیرام
خان نے حاجی محمد خان سیستانی سے شکایت کی کہ تو کل حقوق قدیم کو فراموش کرگیا اور تیری بیوفائی اور
الفت سے جیسی کوفت مجھے پہونچی ہے ایسی کسی اور سے نہین پہنچی حاجی محمد خان نے جواب مین کہا کہ تم
باوجود دعوی اخلاص و رفزونی تربیت حضرت جنت آشیانی اور مراحم اشفاق شاہنشاہی کے باغی
ہوکر تلوار ہاتھ مین لی اور اس سے جو کچھ ظہور مین آیا وہ آیا۔ میرا تمہاری ترک صحبت کرنا کیا دور تھا
مین کیا کرتا۔ اس سے بیرام خان شرمندہ ہوا اور خاموش ہوگیا۔

ہم نے جو بادشاہ اور خانخانان کے درمیان رنجشون کے معاملات بیان کیئے ہین وہ بادشاہ
ابوالفضل کے اکبرنامہ سے نقل کئے ہین جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیرام خان کی ذات سے بادشاہ
کے دل مین عداوت کا خیال کبھی نہین آیا مگر اسکے ساتھ ایک جماعت شریرون کی تھی جسکی خوشامد
گوئی سے خانخانان سے حرکات ناپسندیدہ سرزد ہوتی تھین اور بغاوت پر آمادہ کراتی تھین وہ
انکو سزا دینی چاہتا تھا۔ اکثر مورخ خصوصاً خافی خان اپنی تاریخ منتخب اللباب مین یہ لکھتا ہے کہ
بیرام خان کے دل مین بادشاہ سے کبھی بغاوت کا خیال نہین آیا۔ ایک گروہ ایسے آدمیون کا پادشاہ کے
ساتھ ہوگیا جو بیرام خان کی طرف سے حق ناحق باتین لگا کر بھڑکاتے تھے وہ اس بدکردار فرقہ
کے کیفر کردار کے منصوبے مین رہتا تھا۔ بمجبوری اسکو بادشاہ سے لڑنا پڑا۔ جب بیرام خان نے بیت اللہ
کی راہ لی تو جس منزل مین وہ پہنچا وہان کے زمیندار اور حاکم کہ اسکے دشمنون کے متوسل تھے تعلق
دیتے اسکو متواتر خبر پہنچی کہ بدبختون کے اشارے سے مخالفون کا ارادہ ہے کہ اسکو ہلاک کرین۔
اسکو چھوڑکر بھاگ گئے تو اس وسوسہ کے سبب سے ساتھ نیر سے کہ دار الخلافہ آگرہ سے تین کوس ہے ... فرمائین

بادشاہ اور خانخانان کے معاملات مین

اسکی ساری تقصیرات معاف کردین اور اسکی تسلی خاطر کے لیئے مولانا عبداللہ سلطان پوری کو اور اپنے معتمدون کے ساتھ بھیجا کہ اسکو مطمئن کرکے ہمارے پاس لے آؤ۔ ان آدمیون سے بیرام خان کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے کہا کہ مین اپنے کیئے سے خود خجل ہون اور ہر طرح کی سیاست کا مستحق ہون پادشاہ کے مکارم اخلاق سے خاطر جمع ہوئی مگر کل ارکان چغتائی اور امرا اولیاء دولت سے ہراسان ہون اگر منعم خان آن کر میری تسلی اور پیمان درست اور عہد موکد کرے تو مین پادشاہ کی درگاہ مین سجدہ کرنے کو موجود ہون پادشاہ سے اجازت لے کر باقی عمر مکہ شریفہ مین گذارونگا اور اپنے گناہون کی تلافی کرونگا پادشاہ نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔

بیرم خان کا پادشاہ کے پاس آنا سنہ ۹۶۸ھ

جب پادشاہ حدود قصبہ حاجی پور مین آیا۔ جو دامن کوہ ستلج و بیاہ کے درمیان واقع ہے تو اوس نے منعم خان اور امراء کو بھیجا کہ بیرام خان کو ہماری عنایتون کا وعدہ کرکے مطمئن کرکے ہمارے پاس لے آؤ جب یہ امرا تنگنائے وحشت مین کہ جہان بیرام خان نے پناہ لی تھی گئے تو زمیندارون کا ہجوم ہوا اور ممالک ہندوستان مین زمیندارون کی جمعیت کا جو قاعدہ مقررہ ہے اوسکے موافق لڑنے کو تیار تھے۔ تنگناہون کو طے کرکے یہ پادشاہی امرا اس قلعہ مین پہنچے جہان بیرام خان تھا۔ منعم خان کو دیکھتے ہی بیرام خان کا دل بحال ہوگیا کہ پادشاہ کا زبانی جو پیغام آیا تھا وہ بیان واقع تھا آگے بڑھ کر وہ آیا اور اس سے ملا اور نہایت رقت کی۔ منعم خان اسکی استمالت کرکے پادشاہ پاس لایا۔ بابازنبور اور شاہ قلیخان محرم نے بیرام خان کا دامن پکڑ کر بڑی گریہ و زاری کی کہ ہرگز نہ جا اس مین غدر و مکر ہے۔ ہرچند منعم خان نے انکو دلاسا دیا مگر سودمند نہ ہوا تو اوس نے انسے کہا کہ تم رات کو یہین مقیم ہوکر خبر کے منتظر رہو۔ جب خاطر جمع ہو تو ملازمت پر متوجہ ہونا۔ یہ خوف زدہ بیرام خان کو چھوڑکر چلے گیے اسکی ہمراہ نہ گیے۔ بیرام خان پادشاہ کی خدمت مین محرم ۹۶۸ھ مین آیا۔ رو پاک گردن مین ڈالے ہوئے سجدہ بجالایا اور پادشاہ کے قدمون پر سر رکھ کر دریائے شرم گناہ یا شوق عفو سے خوب چلا چلا کر رویا۔ پادشاہ نے اپنے ہاتھون سے اسکا سر اوٹھایا اور اپنے رومال سے اسکے آنسوؤن کو پونچھا پرسش احوال بزبان عذر پذیر سے فرمائی اور اس قانون کے موافق کہ ایام وکالت مین بیرام خان کی جگہ پادشاہ کے دست راست پر مقرر تھی وہان بٹھایا اور منعم خان کو اس کے پہلو مین جگہ دی اور

گر قبول افتد زہے عز و شرف + اگر یہ نہین تو فوج کا سردار سوائے ملاے خارجی (ملا پیر محمد) کوئی اور مقرر ہو۔ یہ نمک حرام میرا نمک پروردہ ہے اور فدوی ہی کا اخراجی ہے +
جب بادشاہ پاس یہ عرضداشت پہنچی تو اوس نے پیر محمد کو بلالیا اور شمس الدین اتگہ کو بھیجدیا۔ جس سے اسکی لڑائی ہوئی۔ اور مورخون نے یہ لکھا ہے کہ بیرام خان کو شکست ہوئی مگر خافی خان نے لکھا ہے کہ اتگہ خان کو شکست ہوئی۔ پھر بیرام خان نے اپنے ولی نعمت کی سپاہ سے لڑنا مناسب نہین جانا کوہ سوالک مین چلا گیا اور بادشاہ اس شکست کی خبر سنکر لاہور مین آیا۔ منعم خان جب کابل سے آیا تو بیرام خان کی تنبیہ کے لیئے لکھی جنگل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب کوہستان مین داخل ہوا تو یہان کے زمیندار بیرام خان کی حمایت کے لیئے جمع ہوئے مگر بیرام خان نے دیکہا کہ ولی نعمت کے ساتھ سوای اطاعت کے دونو صورتون مین مردود جہان ہونا ہے اس لیئے زمیندارون کو قصد فاسد سے منع کیا اور امان چاہی۔ دونو ہاتھ باندھکر اور دستار گلے مین ڈال کر بادشاہ کی خدمت مین آکر قدمون مین گرا اور خوب رویا۔ بادشاہ نے اپنے دست مبارک سے سر اوٹھایا اور دست شفقت سینہ پر رکھکر خلعت خاصہ مرحمت کیا۔ زبان سے فرمایا کہ حق موروثی تیرا ہمپر ہے اگر ارادہ نوکری کا ہو تو سرکار کالپی و چندیری تیری اقطاع مین مقرر کیجاتی ہے ۔ اور اگر ہماری مصاحبت کا شوق ہو تو اپنی مجلس مین مصاحب مقرر کرتا ہون۔ سب طرح سے تیری غمخواری کرونگا۔ اگر بیت اللہ کا ارادہ ہے تو عزت و آبرو کے ساتھ روانہ کرونگا۔ بیرام خان نے جواب مین عرض کیا کہ الحمد للہ جو انسان کی آرزو کی انتہا ہوتی ہے وہ حضرت فردوس مکانی و جنت آشیانی اور حضور کی رکاب سعادت مین ظہور مین آئی۔ اب میری دل کی مراد تھی کہ قدمبوسی کی سعادت از سر نو حاصل کر کے اور عفو جرائم کراکے کعبۃ اللہ جاؤن وہ حاصل ہوئی۔ مین نہین جانتا کہ اس نعمت کا شکر کہ تمناء دلی حاصل ہوئی کس زبان سے ادا کرون اور کس طرح بجالاؤن اور اس بیت کا مضمون پڑھا ؎

زانجا کہ لطف شامل خلق کریم تست جرم نہ کردہ عفو کن و ماجرا مپرس

امیدوار ہون کہ اپنے فضل بے پایان سے عفو جرائم کر کے بدرقہ فاتحہ بیت اللہ مرحمت فرمائین

اسنے مراجعت کی اور حج کے ارادہ کو فسخ کر کے دنیا کے ساتھ پھر دلبستگی کر لیے بڑی بدنامی اٹھائی
اسی عرصہ مین مولانا پیر محمد خان اپنے ہمدموں کی تحریر سے پھر بادشاہ کی خدمت مین آئے اور از سر نو
انکو خطاب عطا ہوا اور اضافہ منصب ہوا اور فیل و نقارہ ملا اور امیرون کی رفاقت کے ساتھ بیرام خان
کی تنبیہ کے لیئے نامزد ہوا - بیرام خان جسنے دوبارہ بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تھا - مگر اس کی
راہین ایسی بند کی ہوئی تھین کہ وہ جا نہین سکتا تھا - برگشتگی ایام کے سبب وہ پنجاب کی طرف متوجہ ہوا
کہ قندہار و مشہد مقدس کی راہ سے زیارت مرقد حضرت امام رضا و نجف اشرف کی کر کے عازم بیت اللہ
ہو جب اس نے سنا کہ ملا پیر محمد اسکی تنبیہ کے لیئے مقرر ہوا ہے تو ناچار جان و آبرو کی محافظت کے لیئے
اس نے سپاہ کی نگاہ داشت اور جمعیت مین کوشش کی اور قندہار جانے کے قصد سے
پنجاب کی راہ اختیار کی جب پیر محمد سرہند کے قریب آیا تو اوس نے بیرام خان کی شکایتین اور اسکی
بغاوت کے ارادے ایسے شد و مد کی ساتھ بادشاہ کو لکھی کہ بادشاہ بیرام خان سے پہلے کی
نسبت دہ گنا آزردہ خاطر ہو گیا - جب بیرام خان کے لیئے میدان ایسا تنگ ہوا تو بادشاہ
کو اس نے یہ عرض کیا کہ میرے حاسدون کے اعتبار اور آرزو کے موافق حضور کا تین پشت کی خدمت
دیرینہ میری پامال تہمت کفران نعمت ہوئین اور میرے دشمنون نے رافضی کے خون کو حلال
سمجھ کر اسکا فتوی دیدیا مین اپنی جان کی محافظت کے واسطے جو سب مذہبون مین واجب ہے
چاہتا ہون کہ چند آدمیون کی مدد و رفاقت سے اس بلا سے اپنے تئین نجات دون اور اس
ہیئت سے کہ اہل غرض کے اظہار کے موافق مجھے اسباب بغاوت پر حضور آمادہ جانتے ہین تو اسی خداوند
کی خدمت مین حاضر ہونے کو اگر وہ نفس الامر مین بیت اللہ ہی کا ارادہ ہو کفر جانتا ہون -
سارا عالم جانتا ہے کہ ہم ترکون کے خاندان مین نمک حرامی کبھی نہین ہوئی اسواسطے مین نے
مشہد کی راہ اختیار کی ہے کہ روضہ امام رضا و عتبات نجف اشرف و کربلا کے طواف کے بعد
ولی نعمت کی بقاء عمر اور سلطنت کے لیئے از سر نو کعبۃ اللہ کا احرام کرون - التماس یہ ہے
بندہ کو حضور نمک حرام واجب القتل جانتے ہین تو کسی بے نام و نشان کو تعین کیجئے کہ بیرام کا سر
کے نیزہ پر لٹکائیے کہ حضور کے اور بدخواہون کو تنبیہ و عبرت ہو - مصرعہ

ان ایام مین اس شہر کی ریاست خوشی خان فولادی سے تعلق رکھتی تھی اور طوائف افغان اسکے شریر شورافزا تھے اینمین مبارک خان لوحانی بھی تھا کہ اسکا باپ جنگ ماچھیواڑہ مین بیرام خان کی امیری مین مارا گیا تھا۔ اس دیوانہ افغان نے انتقام کا ارادہ کیا اور بیرام خان کا قصد کیا۔ سوا اس کے سلیم شاہ پسر شیرشاہ کی کشمیری بیوی اور اس بیوی سے اسکی بیٹی دونو بیرام خان کی قافلہ کے ساتھ تھین اور اسکا حجاز کا قصد تھا اور یہ قرار پا گیا تھا کہ اس لڑکی سے پسر بیرام خان کی نسبت ہوگی اس سبب سے بھی افغانون مین شورش تھی۔ بیرام خان پٹن کے باغون اور مکانات کی سیر کیا کرتا تھا۔ ایکدن دلکش سیرگاہ کولاب بزرگ کے نشیمن مین کشتی پر بیٹھ کر سیر کرنے گیا تھا۔ کشتی سے اوتر کر سوار ہوتا تھا کہ مبارک خان اور چالیس ورافغان کولاب کے کنارہ پر بیرام خان کے مارنے کے قصد سے بیٹھے تھے یہ معلوم ہوتے تھے کہ اس سے ملنے آئے ہیں بیرام خان نے اس جماعت کو طلب کیا۔ جب مبارک خان گیا تو اسنے ایسا خنجر مارا کہ اسکے سینے سے پار ہوگیا دوسرے افغانون نے تلوار مار کر بالکل کام تمام کیا۔ اس حال مین کلمہ اللہ اکبر اسکی زبان پر تھا یون اس نے درجہ شہادت پایا۔ اسکی حکومت مین ایکبار ساده لوح سید نے اس کی مجلس مین اوٹھکر کہا تھا کہ نواب کی شہادت کی نیت سے فاتحہ ہم پڑھتے ہین تو بیرام خان نے مسکرا کر کہا تھا کہ مین شہادت چاہتا ہون مگر نہ اسقدر جلد۔ اسکے ہمراہی متحیر و متوحش ہوکر کہین مین کہین ہوگئے۔ بیرام خان خاک و خون مین پڑا تھا کہ فقرا اور مساکین کی ایک جماعت نے اس کے قالب خونین کو شیخ حسام کے مقبرہ کے گرد خاک کے حوالہ کیا روز جمعہ ۱۴ جمادی الاولی ۹۶۸ کو یہ واقعہ پیش ہوا۔ تاریخ اس واقعہ کی یہ ہوئی۔

قطعہ

بیرام بطوف مکہ چو بربست احترام	در راہ شد از پئے دلش کام تمام
در واقعہ ہاتفے پئے تاریخش	گفتا کہ شہید شد محمد بیرام

پہر وہ حسین قلی خان خان جہان کی سعی سے مشہد مقدس مین مدفون ہوا۔

اس حادثہ مین پٹن کے اوباشون و فتنہ پردازون نے بیرام خان کے لشکر پر دست دراز

پچاس ہزار روپئے اور لوازم سفر از روے لطف وکرم عنایت ہوئے اور وہ رخصت ہوا۔ بیرام خان
مکہ کو سنہ ۹۶۸ھ مین مع فرزندون و چند ہمراہیون کے روانہ ہوا۔ بندر کھنبایت متعلقہ احمد آباد مین آیا
یہان چند مقام کیئے۔ مبارک خان لوحانی جسکے باپ کو جنگ ہیمو مین بیرام خان نے اپنے ہاتھ سے مارا تھا
وہ دشمنون کی رہنمونی سے رفیق راہ ہوا اور فرصت کا منتظر رہا۔ ایکدن ایک زخم کاری سے بیرام خان
کا کام تمام کیا اور افغانون نے کہ اوسکے مددگار گوشہ وکنار مین تھے اسکے خیمہ وخانہ پر آن پڑے اور
لوٹ لیا وقت واپسین کوئی کہتا ہے کلمہ شہادت جاری تھا اور کہتا تھا کہ صد شکر ولی نعمت کی
راہ مین سفر بیت اللہ مین درجہ شہادت پر پہنچا۔ شہید شد محمد بیرام ۔ اسکی تاریخ ہوئی
مرزا عبدالرحیم اسکا چار سال کا لڑکا اور سلیمہ سلطان بیگم اور متعلق احمد آباد مین آگئے۔ یہان سے بادشاہ
نے انکو بلا لیا سلیمہ سلطان بیگم سے کہ حسن وجمال مین کمال رکھتی تھی اور شاعر تھی اس سے بادشاہ نے
نکاح کیا +

بیرام خان کی وفات کا حال ابو الفضل کی زبانی

بعض مورخون کے نزدیک بیرام خان بغاوت اور نمک حرامی کی تہمت سے بری اور پاک تھا اور
بعض کے نزدیک وہ اہل بغی مین تھا۔ ابوالفضل نے بیرام خان کی وفات کا حال اس طرح لکھا ہے
بیرام خان اصل مین نیک ذات وخجستہ صفات تھا۔ مگر بدمصاحبی سے جو سب سے زیادہ بدتر آدمی
کے واسطے ہے اوس نے اول اپنے حسنات دیکھے اسپر خوشامد کی افزونی سے مستی کا اضافہ
ہوا۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنی نیکیون اور ہنر پر نظر رکھتا ہے تو اوسکی پیش گاہ مین خوشامدیون کا
بازار گرم ہوتا ہے خوشامد کو بیان واقع سمجھکر خود پرست وخود آرا ہو جاتا ہے۔ بیرام خان کو
بھی یہ واقعہ پیش آیا کہ اورون کے عیوب دیکھنے مین ایسا مصروف ہوا کہ اپنے عیب کے دیکھنے پر
نہ مشغول ہوا اور بادشاہ کی صغر سنی عدم اشتغال مہمات ملکی کے پردہ مین بادشاہ کے حسن معنوی
کو نہ دیکھ سکا۔ خوشامدیون سے اسکا خانہ ایسا خراب نہین ہوا جیسا کہ راست کردار معاملہ
نافہم سے جو اسکے کوتاہ عقل دوست تھے۔ یہ اسکی بڑی سعادتمندی تھی کہ وہ بادشاہ کو راضی کرکے
اور خود خوش ہو کر عزت وناموس اہل وعیال واسباب واموال کے ساتھ اماکنہ شریفہ کی جانب
کو گیا وہ اول شہر گجرات مین پہنچا کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا اوسنے چند روز آرام کے لیئے قیام کیا

وہ اوسپر عاشق ہوا۔ اُس نے شاہم بیگ کو جو جالندھر مین پادشاہ کے پاس تھا بلالیا۔ اس نے یہان آنکر اپنی حسن فروشی کا بازار ایسا گرم کیا کہ خان زمان کی عقل و ہوش کو خرید لیا۔ وہ اسکے ساتھ وہ سلوک کرتا جو سلاطین کے لیئے مخصوص ہی۔ اسکو مسند پر بٹھاتا اور اسکے آگے خود دست بستہ کھڑا ہوتا اور شاہم شاہم کہتا جو اس راز سے محرم تھے۔ اونہون نے مولانا پیر محمد کی معرفت پادشاہ کو اس امر سے اطلاع دی۔ پادشاہ نے خان زمان کو لکھا کہ آدمی زاد خوشامدگو بد ذاتون کی صحبت سے اور فرمانبرداری آز سے سلطان شہوت و غضب کا مغلوب ہوتا ہے اور طرح طرح کے بُرے کام کرتا ہے۔ اب تو اپنے کیئے سے پشیمان ہوکر اس کردار ناشائستہ کا تدارک نیکو خدمتی سے کر۔ اور شاہم بیگ کو ہمارے پاس بھیجدے ہم تیرا قصور معاف کردینگے۔ اگر بیخبر دی اور بیشیرمی سی احکام پادشاہی سے نافرمانی کریگا تو تیری سزا تیرے بغل مین موجود ہے۔ علی قلی خان کو معشوق کا فراق طبیعت پر شاق تھا اس مین گفتگو شروع کی۔ پادشاہ نے سلطان حسین خان جلائر کو قصبہ سندیلہ اس نظر سے عنایت کیا کہ وہ خان زمان خان کو زیادہ سرکش نہ ہونے دے خان زمان نے یہ قصبہ پہلے اسمٰعیل خان پھر ابراہیم خان اوزبک کو اپنی طرف سی جاگیر مین دیا تھا قاعدہ ہے کہ کسی جماعت کا سردار بدعملی و حرام نمکی سے موصوف ہوتا ہے تو اوسکے پیرو بھی ناگزیر بہرہ ہوتے ہین اس لیئے اسمٰعیل خان نے پرگنہ مذکور نہ دیا اور لڑنے کے لیئے کھڑا ہوا۔ سلطان حسین خان کو پادشاہ کی حمایت پر بھروسا تھا اُس نے بزور پرگنہ کو لے لیا اسمٰعیل خان علی قلی کے پٹھون مین گھس کر ایک لشکر کثیر اسپر چڑھالایا۔ سلطان حسین خان اُس سی لڑا اور فتحیاب ہوا۔ سب سے بدتر مرنا حرام نمکی مین مرنا ہے سو ایک جماعت کثیر کا مرنا ایسا ہوا۔ علی قلی خان کا خود ارادہ ہوا کہ لشکر لے کر سلطان حسین خان جلائر کے روبرو جاوے لیکن عقلمندون نے اس اندیشہ نادرست کی روسیاہی سے بازرکھا۔ وہ بھی نصیحت پذیر ہوکر اپنا چارۂ کار کرنے لگا۔ ناصر الملک بھی اس کے احوال کی نگاہشت کرتا اور اسکے سرپر لشکر بھیجنے کا اہتمام کرتا۔ بیرام خان کو علی قلیخان کی خاطر ایسی منظور تھی کہ اپنی بزرگ منشی سے اسکے ناہنجار کامونکو یہ سمجھا کہ وہ ہوئے ہی نہین۔ علی قلیخان کو گھر مین وہ نصیحتین کرتا مگر عشق کب اونکو سُننے دیتا اور اپنے کام سے باز رکھنے دیتا تھا۔ ایک مکروحیلے کرنے لگا۔ اُس وقت ناصر الملک بالکل صاحب اختیار تھا

گیا اور کوئی چیز نہین چھوڑی اس مرحوم مظلوم کے گھر مین اس حادثہ سے ایک آشوب عظیم ہوا۔ محمد امین دیوانہ وبابا ی زنبور و خواجہ ملک عبدالرحیم کہ بیرام خان کا خلف الصدق تھا اور اس وقت چار برس کا تھا اپنی والدہ اور بعض خدمتگارون کے ساتھ احمد آباد کو روانہ ہوئی۔ اس کے پیچھے بھی افغان پڑے۔ مگر یہ مصیبت زدہ لڑتے ہوئے احمد آباد مین پہونچ گئے۔ چار مہینے یہان توقف کیا محمد امین دیوانہ اور بعض خدمتگار عبدالرحیم کو لیکر پادشاہ پاس چلے۔ پہلے اس سے کہ وہ پہنچین پادشاہ نے بیرام خان کی وفات کی خبر سنکر عبدالرحیم کے بلانے کا فرمان لکھا تھا وہ حدود جالور مین انکو ملا۔ اس فرمان کا حال یہ تھا کہ عبدالرحیم ہمارے پاس آکر تربیت پائے سنہ ۹۶۹ کے اوائل مین وہ پادشاہ پاس آگرہ مین آگیا باوجودیکہ بہت لوگون نے بدگوئی و بداندیشی کی مگر پادشاہ نے اوسکو تربیت کیا۔ لڑکپن مین اسکو مرزا خانی کا خطاب پایا پھر بتدریج و ترتیب مدارج عالی پر پہنچا پایا اور پھر مرتبہ اعلیٰ خانخانی کا پایا۔

بیرم خان اور پادشاہ کی رنجشون کے درمیان جو واقعات پیش آئے

ہم ہر واقعہ کو مسلسل بیان کرتے ہین جس سے وہ بخوبی سمجھہ مین آئے۔ اسکو سنہ کی قید سے ہم حصے کر کے نہین بیان کرتے۔ جو واقعات بیچ مین چھوٹ جاتے ہین انکو اس واقعہ کے تمام و کمال بیان کے بعد بیان کر دیتے ہین۔

علی قلی خان زمان کی عشق و عاشقی کی داستان بھی عجیب ہی۔ ہم اس داستان کے ناپاک بیان سے اپنی تاریخ کے اوراق کا منہ کالا اس سبب سے کرتے ہین کہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعے بھی ایسے ہوتے ہین کہ انکے بیان کرنے سے تاریخ مین نتائج عظیم پیدا ہوتے ہین۔ یہ واقعہ ایسا ہی ہے۔ جنت آشیانی کے عہد مین شاہم بیگ پسر ساربان ایک نوجوان سادہ رو تھا حسن صوری و جمال ظاہری سے اسکی شہرت تھی وہ پادشاہ کے قورچیون یعنی خواصون مین نوکر تھا حضرت جنت آشیانی کا منظور نظر تھا بعد واقعہ ناگزیر کے وہ بدستور شاہی قورچیون مین منسلک تھا علی قلی خان زمان جسکو اپنے شیعہ مذہب مین ایسا غلو تھا کہ معلوم ہوتا تھا تقیہ اسکے مذہب مین نہین ہے

شاہم سے عشق علی قلی خان زمان ۔

شاہ قلی خان محرم کا جوگی ہونا + جلال خان و مظفر خان کی عشقبازی۔

سنا تو اس نے عبدالرحمن خان بیگ کا تعاقب کیا مگر گنگا کے کنارہ تک گر نا امید پھر گیا۔ شاہم بیگ کی لاش کو کولاب جونپور کے کنارہ پر دفن کیا اور قبر پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کی۔

تجرد گزینی کا عجیب سانحہ ہے کہ قبول خان ناچنے کا فن خوب جانتا تھا اس سے شاہ قلیخان محرم تعلق خاطر رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اپنے امراء و ملازمون کا یہ طور و طریقہ پسند نہ تھا خواہ اسمین پاکبازی کیون نہ ہو۔ کیونکہ اسمین بھی ناخوشی ہوتی ہے جسکو اہل ہوش خوب جانتے ہین پادشاہ کو مطلق ایسے کام پسند نہ تھے۔ شاہ قلی اپنی طبیعت کا مغلوب تھا وہ اس کام سے باز نہین آتا تھا پادشاہ نے اس لڑکے کو اس سے جدا کرکے اپنے پاسبانون کے حوالہ کیا۔ شاہ قلی نے اپنے گھربار کو آگ لگائی اور بھبوت بدن کو ملکر جوگی بن گیا۔ بیرم خان نے اسکے دلاسے کے لیے غزل کہی پھر وہ اپنے اس کام سے منفعل ہوا پادشاہ نے اوسکو بحال کر دیا۔

پادشاہ پاک نہاد تھا۔ وہ جمیع خلایق کو خصوصاً اپنے مقربون کو چاہتا تھا کہ وہ عفت اختیار کرین وہ اپنے آدمیون کی اصلاح اطوار و اوضاع مین عطوفت پدری و رافت اتالیقی کرتا تھا اور ناشائستہ حرکت نہین کرنے دیتا تھا۔ اسکو دلی نفرت اس عشقبازی سے تھی جسکا بیان ہوتا ہے۔ پادشاہ نے جب سنا کہ جلال خان۔ اسکے ندیمون مین سے ایک جوان صاحب حسن کے ساتھ بے اعتدالیان کرتا ہے تو اوسکو نہایت ناگوار ہوا۔ اس نے اس معشوق کو جلال سے علحدہ کرلیا تو وہ دیوانہ ہوگیا۔ اور رات کو اپنے معشوق کو ہمراہ لے کر راہ فرار اختیار کی۔ مرزا یوسف اور ایک جماعت کثیر اسکے تعاقب مین پادشاہ نے بھیجی وہ اس گرفتار ہوا و ہوس کو مع جوان کے قید کرکے لائے۔ اسکے مناسب حال تادیب ہوئی کہ جلوخانہ مین مدتون تک لگد کوب مین رہا۔ مگر پھر پادشاہ نے اسکو معاف کر دیا اور اپنا ندیم بنا لیا۔ وہ اس ندیمی کے کام مین بے بدل تھا۔

مظفر خان پر یہ آفت آئی کہ سب کو حیرت ہوئی کہ اس نے ایک سادہ رو قطب خان سے علاقہ خاطر ایسا پیدا کیا کہ عقل و ہوش اسکے گم ہوگئے۔ پادشاہ نے قطب خان کو طلب کرکے نگہبانون کے حوالہ کیا کہ مظفر خان کے قریب مین آکر بلای عظیم مین مبتلا نہ ہو۔ مظفر خان نے ناچاری سے لباس فقیری پہنکر صحرا کی راہ لی۔ پادشاہ نے اسکی نادانی اور بے تمیزی پر نظر نہ کرکے پھر مہربانی کی کہ اسکا یار خدمت گار

اور مہمات ملکی ومالی اسی کی رائے زرین کے حوالہ تہین۔ وہ اپنی نیک دلی سے بادشاہ کی خیرخواہی
کے لیے بیرام خان کا پاس ولحاظ نہین کرتا تھا۔ اس کے پاس اپنے ایک معتمد نوکر برج علی کو بھیجا۔ اس نے
وہان جاکر اسی بیڈول باتین کہین کہ ناصر الملک نے اسے خوب پٹوایا اور پھر قلعہ دہلی کی برج سے گرا کر
نیستی کی خندق مین گرایا اور اسکو اپنے نام کا مظہر بنایا۔ بیرام خان اس سے نہایت آزردہ ہوا اور
دل مین اسکے کینہ ناصر الملک کے ساتھ پیدا ہوا جسکا انتقام اس نے لیا۔ جسکا بیان پہلے ہم نے کیا۔
بمجبوری علی قلیخان کو آخر بادشاہ کے حکم کی اطاعت کرنی پڑی۔ شاہم بیگ کو اپنے سے دور کرنا پڑا
وہ اس سے جدا ہو کر قصبہ سرہرپور مین گیا کہ عبدالرحمن پسر موید بیگ کی جاگیر مین تھا وہ عبدالرحمن
سے معشوقی کا علاقہ رکھتا تھا۔ اسکے گھر مین رہنے لگا۔ آرام جان کو یاد کیا۔
آرام جان کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک کسبی تھی۔ علی قلی خان اس کوچہ گرد پر بھی عاشق تھا اور اس سے
نکاح کر لیا تھا۔ مگر بیحیائی اور بے آزرمی سے اپنی مجلس خاص مین کہ شاہم بیگ جسمین ہوتا اور بزم شراب
ہوتی وہ اس عورت کو بلاتا۔ وہ گاتی اور سرمایۂ فساد وافسادہ ہوتی۔ شاہم بیگ کو اس سے تعلق خاطر
پیدا ہوا۔ علی قلی ہوا وہوس کا مغلوب تھا۔ اس نے اپنی وسیع آمدنی کے تین حصے کیئے۔ ایک حصہ اپنے
خرچ مین لاتا اور دو حصے شاہم بیگ کو دیتا۔ یہان تک کہ اس آرام جان اپنی نکاحی بیوی کو۔۔
شاہم بیگ کے حوالہ کیا کچھ دنون اسکے ساتھ اوس نے مزے اڑائے۔ پھر جسطرح یہ عورت اسکو ہاتھ لگی
تھی اسی طرح اس نے عبدالرحمن کے حوالہ کر دی۔ اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ شاہم بیگ اس کے یہان
مہمان تھا۔ عین مستی وبیہوشی مین وہ اس آرام جان کی یاد مین بے آرام ہوا۔ عبدالرحمن کو بھی علی قلیخان نے
سمجھا۔ مگر اسمین حمیت تھی اس نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اسپر شاہم بیگ کو غصہ آیا اور تمام حقوق
آشنائی اور دوستی کو یکبارگی چھوڑا۔ جس رابطہ کی ہوا وہوس پر بنا ہوتی ہے وہ اسی قدر ثبات رکھتا
ہے۔ شاہم بیگ نے شورش مین آکر عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا۔ موید بیگ برادر یا پدر عبدالرحمن بیگ
کو جب اس سرگذشت کی خبر ہوئی۔ وہ مسلح ہو کر شاہم بیگ پر چڑھ گیا۔ وہان اسکے آدمیون سے لڑائی ہوئی
جسمین شاہم بیگ کے ایک تیر لگا۔ جس سے اسکی جان نے پرواز کی۔ عبدالرحمن بیگ نے نجات پائی
وہ سیدھا بھاگ کر پادشاہ پاس آیا۔ اور مورد عنایات شاہی ہوا۔ جب یہ واقعہ علی قلیخان نے

برابر اونکی قومون کی آمد و رفت جاری رہی۔ مگر اس اعتبار سے خاندان تیمور ضعیف اور کمزور تھا اور اوسکی بنیاد کو استحکام نہ تھا۔ نہ تو وہ کوئی اپنا وطن رکھتا تھا۔ نہ کسی زبردست قوم کیساتھ رشتۂ اتحاد رکھتا تھا۔ غرض کوئی امید اس بات کی نہ تھی کہ اگر ہندوستان مین برا وقت آئیگا تو ہموطن اوسکی امداد کرینگے۔ یا کوئی اور زبردست قوم اوسکے ہمراہ ہوکر اوسکا قدم آگے بڑھوائیگی۔ کوئی مخزن سپاہ اوسکے پاس ایسا نہ تھا کہ مصیبت کے وقت کام آتا۔ اس خاندان کی سپاہ مین جو سپاہی تھے وہ مختلف ممالک متوسطہ ایشیا کے رہنے والے تھے۔ فقط غنیمت کی اُمید پر جمع ہوگئے تھے اور جو سپاہ کے سردار اور افسر تھے وہ کچھہ آپس مین ناتہ رشتہ نہ رکھتے تھے۔ نہ ایک خاندان کے تھے فقط ملکون کے فتح کرنے اور اپنی قسمت آزمائی کے لیے ساتھ تھے۔ جب کوئی ملک فتح ہوتا تو وہ اوس کے ٹکڑے کرکے آپس مین تقسیم کرنا چاہتے تھے اس خاندان کی سلطنت کے قیام اور استحکام مین کوشش نہین کرتے تھے۔ چنانچہ اسکا تجربہ ہمایون کے عہد مین ہوچکا تھا کہ اوسکے ساتھ سے یہ سردار کیسے جلد جلد جدا ہوگئے اور بات کی بات مین وہ ہندوستان سے نکالا گیا اور پھر کوئی اپنے وطن سے اہل وطن کی جماعت ایسی نہ لاسکا کہ ہندوستان کو لے لیتا اکبر اپنے خاندان کی اس ضعیفی کو سمجھتا تھا۔ یہ تو بیرام خان ہی کے ہاتھ کو خدا نے قدرت دی تھی کہ اوسنے ان سب مختلف سردارون کو ایسی بندش مین جکڑ رکھا تھا کہ اونکا نکلنا دشوار تھا۔ جب وقت وہ نہ رہا یہ بندش ڈھیلی ہوئی اور اکبر کو افسرونکی معاملات کی دقتین وہ پیش آئین جو اوس کے باپ کو آئی تھین مگر اپنی تدابیر صائب سے سب کا علاج کرلیا ۔ ملکون کی فتح مین سردارونکی بغاوت کا بھی بیان کرینگے جس سے یہ مضمون طالب علم سمجھہ جائینگے۔ مگر ہم سردارونکی بغاوت کا جدا مضمون نہین لکھین گے۔

سلطنت کی حالت بیرام خان کے زمانہ کی

اکبر کی سلطنت کا زمانہ اسکی خود مختاری سے پہلے جو چھہ برس کا پانی پت کی لڑائی کے بعد گذرا۔ اسکے اندر ہندوستان مین اسکی مملکت کی کیفیت یہ تھی کہ پنجاب اور اضلاع ممالک شمالی مغربی جو اس زمانہ مین کہلاتے ہین اُس پاس تھے اسمین گوالیار و اجمیر بھی مغربی لکھنو تک اور باقی ملک اودھ اور الہ آباد جونپور تک مشرق مین شامل تھے۔ بنارس چنار

اس پاس بھجوا دیا اور بہت سی نصیحتین کین۔

سہت کانٹ کا علاقہ ادہم خان کو ملنا

اگرہ کے قریب صت (صاحم) کانٹ ایک بڑا مستحکم مقام ہی۔ یہان کے زمیندار بھدوریہ قوم کے تھے وہ ہوشیاری اور مردانگی مین مشہور تھے۔ سلاطین ہند سے ہمیشہ سرکشی کرتے رہتے تھے بیرام خان نے ادہم خان کو یہان کا جاگیردار مقرر کیا۔ وہ ہمیشہ اس سے متوہم رہتا تھا۔ اس لیئے یہ جاگیر مقرر کی کہ وہ گھر سے دور ہو جائیگا اور متمردون کو بہی ٹھکانے بنادیگا

؎ چہ خوش بود کہ برآید بیکبار شمہ دو کار ؎ ادہم خان نے یہان آخر سرکشون کو درست کیا

نوجوان پادشاہ کی مشکلات اور اس کے اُصُول سلطنت

اٹھارہ برس کی عمر اور یہ سلطنت کا بھاری بوجہ اوٹھانا اوسی کا کام تھا۔ خدا نے عجب عقل و فہم دماغ مین اور خوبیان دل مین اور زور و قوت چستی و چالاکی جسم مین اوس کو عطا کی تھین اگر اوسکی سوانح عمری اول سے آخر تک خیال کیجئے تو ہر ایک بات انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ پیدا ہوا تو اوس وقت کہ باپ کن بلاؤن اور آفتون مین مبتلا تھا۔ پلا تو چچا کی قید مین جو باپ کی جان کا دشمن تھا۔ لڑکپن مین کھیل کھیلا تو یہ کہ بدمست ہاتھیون کو سدھاتا اور اونکو لڑاتا اور اگر گرتا تو کبھی چڑھنے سے نہ ڈرتا۔ شیرون کے شکار تلوار سے کرتا۔ پھر دس بارہ برس عمر مین باپ کے ساتھ جاکر لڑائیون مین نام پیدا کیا۔ اب بیرام خان جیسے وزیر سے سب اختیار سلطنت کو چھین لیا غرض خواہ اوسکے سپاہیانہ کام دیکھیے۔ خواہ اوسکے انتظام ملکی کی تدابیر پر خیال کیجے۔ ایک شان کبریائی نظر آتی ہے۔ اگر اکبر کی ذات مین یہ سب صفات جمع نہ ہوتین تو ہندوستان مین خاندان تیمور کی سلطنت جمنی ناممکن ہوتی اوسکو بعض مشکلات بہ نسبت اور مسلمان خاندانون کی زیادہ تھین پہلے جن مسلمان خاندانون نے یہان حکومت کی اونہون نے اپنے وطن مالوفہ سے تعلق نہیں چھوڑا اونکی آمد و رفت اپنی زبردست قومون کے ساتھ برابر رہی۔ غزنین و غور کے خاندانونکا ملک دارالسلطنت ہندوستان سے متصل تھا۔ غلامون کے خاندان کی سلطنت مین

قدیمی حقوق اور استحقاق سب قائم رہین گے انمین کچھہ خلل نہین واقع ہوگا۔ جو شخص سب سے زیادہ قابل و لائق ہوگا وہ اسکے حق کو دیکھو گا خواہ وہ کسی مذہب کا کسی قوم کا کسی ذات کا ہوگا۔ وہ انہین قوانین کو عمل مین لائیگا جس مین سب قسم کے آدمیون کے لیئے انصاف و عدل ہو۔ یہ اصول اکبر کے دل مین تھی کہ مین قائم کرون۔ اکبر کا دل خدا نے پاک و صاف بنایا تھا کہ وہ اسکے سبب سے ہمہ تن اس مین مصروف ہوا کہ اس وسیع ملک کی سب قومون کو متحد کردون اور خود انکا سرگروہ بنجاؤن۔ اس لیئے اس نے صلح کل کا مذہب اختیار کیا شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصارہ سب اس کے نزدیک برابر تھے۔ کوئی عمدہ عہدہ بڑے سے بڑا ایسا نہ تھا کہ جسپر ہندو ممتاز نہ تھے۔ مسلمانون کے ہر فرقے کے آدمی بقدر لیاقت چھوٹے بڑے عہدے رکھتے تھے۔ اسکو مذہب نسل خاندان کا کچھہ خیال نہ تھا۔ انکو ان گورے کالے نہ تھے۔ اس صلح کل کے مذہب نے رعایا کو اس کی خیر خواہی مین متفق کرایا۔ بعض متعصب مصنفون نے اس پر یہ الزام لگایا کہ اُس نے اوصاف الٰہی کا دعویٰ کیا۔ ہان یہ بات انکی اس معنی کر سچ ہے کہ اس زمانہ مین اور اس ملک مین جہان ز ورہم معنی حق تھا وہ خدا کا رسول ایسا پیدا ہوا کہ اوس نے خدا تعالیٰ کے اوصاف و قدرت کو اس پیرایہ مین زمین پر ظاہر کیا کہ ہندوستان کے آدمیون مین موانست۔ مسالمت مذہبی۔ عدل و رحم۔ سب کے حقوق مساوات داخل کیے۔ جو منصوبے اُس نے باندھے تھے اونکی تکمیل کے لیئے ایک عرصہ دراز کی ضرورت تھی مگر سردست اس نے استحکام سلطنت کے لیئے جو منصوبے ضروری تھے وہ اختیار کیئے

اول کل ہندوستان کی سلطنت ایک ہاتھہ تلے اس طرح لائی جائے کہ کل رؤسا و رعیت

دوم اقتدار اور انکے دل مین اسکا وقار ایسا پیدا ہو کہ وہ سب اُس کے دل و جان سے وفادار ہو جائیں

سوم جو ملک پہلی سلطنت کے قبضہ و تصرف سے باہر نکل گئے ہین اونکو دوبارہ حاصل کرے۔

سوم ملک کے نظم و نسق مین انقلابات عظیم سے خلل پڑ گئے ہین انکو درست کرے۔

اب آیندہ ہم شہنشاہ اکبر کی تاریخ کے دو حصے کرتے ہین۔ پہلے حصہ مین ممالک کی فتوح کا بیان کرکے دوسرے حصہ مین اسکے انتظام و اخلاق وغیرہ کا بیان لکھین گے۔

اضلاع بنگال و بہار مین خاندان سور او ر افغان فرمان روائی کرتے تھے۔ کل دکن اور مغربی ہندوستان کا بڑا حصہ اُسکی مطیع سلطنت سے باہر تھے۔
اسمین شبہ نہین اپنے اتالیق بیرام کی پنج سالہ حکومت مین اکبر نے اس مسئلہ پر خوب غور کرلی تھی کہ ہندوستان پر کس طرح سلطنت کرنی چاہیئے کہ کل امرا، غربا، اور رعیت، رؤسا کے دلون کا پادشاہ مالک ہوجائے اور وہ اوسکو اپنے قوم کا پادشاہ سمجھنے لگین اس مسئلہ مین بڑی دشواریان تھین۔ سلاطین اسلام کی چارسو برس کی سلطنت مین کبھی یہ کوشش نہین کی گئی کہ ہندوستان مین جو مختلف قومین اور ریاستین رہتی ہین اُنمین یکدلی پادشاہ کے ساتھ پیدا کی جائے۔ رعایا اور پادشاہ کی اغراض آپس مین وابستہ اور پیوستہ ہوجائیں ہر پادشاہ اپنی قوت اور عظمت کے سبب سے اس مدت تک سلطنت کرتا رہا کہ کوئی قوی اس سے زیادہ پیدا ہوا بار بار خاندانون کے تغیر نے سلطنتون کے سریع الزوال ہونیکا اصول قائم کردیا تھا ہر خاندان کی سلطنت زود زوال سمجھی جاتی تھی۔ بنگالہ سے گجرات تک ان خاندانون کی شاخین تھین جو سلطنت کی مُدعی تھین۔ انمین سے ہر ایک یہ جانتا تھا کہ ان مغلون کی سلطنت چندروزہ ہے ابھی کوئی نیا حملہ آور آئیگا اسکا کام تمام کردیگا ہمایون نے سلطنت کے سریع الزوال ہونے کے اصول کو اور بھی قائم کردیا تھا قنوج مین شکست پاکر جو وہ بھاگا تو مغلون کی سلطنت کا نشان کوئی باقی نہ تھا۔ یہان کی ساری سرزمین مین اس کی ایک شاخ کا بھی پتا نہ تھا۔
ان واقعات نفس الامری کو اکبر خوب سمجھتا تھا اور اپنے دل مین یہ سوال سوچتا تھا کہ مین کیا عمل کرون کہ امرا، اور رؤسا، و غربا و رعیت پرانی باتون کو بھول جائین میرا فتح کرنے سے یہ مقصد ہو کہ سبکو متحد کرون اور جب فتح کرلون تو وہ اصول قائم کرون کہ سب قسم کے آدمیون کو وہ مطبوع و مرغوب ہون جیسے انکو رؤسا، پسند کرین ویسے ہی عایا پسند کرے اور دونو متفق ہوکر اسکو یہ سمجھین کہ وہ ہمارا مائی باپ ہی جو سب طرح سے ہماری محافظت کرتا ہے۔ وہ برملا گو ہم سے دور رہتا ہے مگر ہمکو یقین دلاتا ہے کہ ہمارے

اوّل تدبیرات لائقہ کے ساتھ منہیان درست کردار اور نیک اندیش مقرر کرین اگر ایسا گروہ
دیدہ مین بہم پہونچے تو امرائے مختلف کو جو آپس مین تعارف رکھتے ہون اپنی خرد و دربین کی نیروسی تعین
کرے تاکہ اس طریقہ سے خلق کے چھوٹے بڑون کے حالات معلوم ہوتے رہین۔ دوم اپنے تفرس کی نظر
کو کام مین لائے۔ کہ وہ فروغ الٰہی رکھتا ہے اور لطف و قہر مین ملاحظہ درست کرے۔ سوم ہر روشن
اپنی خرد والا کو نظر دوربین اور فراخ حوصلہ کی قوت کے ساتھ کام مین لائے۔ ارباب استعداد کو کہ
وہ مشرب اخلاص رکھتے ہون قوت و قدرت دے اور انکے اعتبار کے پایہ کو بڑھائے اور اپنے
اعتبار کی پاسبانی کرے اور اپنی بزرگی کے وقت مین خردی کی آنکھ سے نہ دیکھے۔ اور بے اخلاص
گروہ مین سے ہر ایک کے ساتھ اُسکی حالت کے مناسب پیش آئے۔ اور ارباب فتنہ و فساد کو
کہ وہ شورش کرکے اپنی ہوا و ہوس سے افساد کو اصلاح جانتے ہین بعد از نصیحت مناسب وقت تادیب
کرے۔ اور فرمان دہان والاجیبی کہ اپنے ملک کی معموری مین اپنی خصلت عالی کو مصروف رکھتے ہین
اسی طور سے اور اونکی ولایتون مین ہمت معدلت پژوہ کو مشغول رکھین۔ تسخیر ملک اور جہان کشائی
کو اپنی بساط آگاہی پر مبنی کرین تاکہ روز بروز ان ملکات کے نتائج سے عمر و دولت نشاط و فراخی
مملکت مین افزونی ہو۔ یہ سب صفات پادشاہ مین فطری ہین نہ کسبی۔ انگریزی مورخ انہین
اصول کو اپنی طرز پر اس طرح ادا کرتے ہین کہ اکبر نے اپنے دشمنون کو دوست بنانے کا طریقہ یہ
اختیار کیا تھا کہ وہ انکو یقین دلا دیتا تھا کہ مین تم کو مایوس نہین کرونگا۔ بلکہ ان کو جاہ و منصب دونگا
اور عزت زیادہ کرونگا۔ اسکا مقصد اصلی یہ تھا کہ مین سب کو متحد کرون اپنے مغلوب تباہ شدون
پر ہمیشہ زیادہ سخاوت و فیاضی کرتا۔ بجائے اسکے کہ انکی قوت و قدرت اس سے باہر علٰحدہ رہتی وہ
اسکو اپنی قوت مین شامل کرلیتا۔ جو مخالفین ابتدا مین اسکی مخالفت کرتے تو وہ ان کے دل
مین یہ بات بٹھا دیتا کہ میری فتح سے اور تمہاری اطاعت سے تمہاری عزت وجاہ مین
کچھ بٹا نہین لگے گا۔ بلکہ اونکی اور ترقی ہو جائیگی۔ سب جگہ ان اصولون کو جو ابوالفضل نے
بیان کیے یا انگریزی مورخ بیان کرتے ہین اسکی ساری فتوحات اور تسخیر ممالک مین توضیح
و تشریح کے ساتھ دیکھوگے ✦

جو ممالک کہ سلطنت سے نکل گئے تھے اون کی فتح

جب بادشاہ قلعہ مان کوٹ کے محاصرہ مین مصروف تھا تو یہ واقع پیش آیا تھا کہ قلعہ گوالیار جو ہندوستان کے مشہور قلعون مین تھا۔ اور استحکام مین اپنی نظیر کمتر رکھتا تھا۔ وہ مبارز خان شاہ عدلی کے قبضہ مین تھا۔ بھیل خان (سہیل خان) جو سلیم شاہ کا غلام تھا وہ یہان قلعہ دار تھا۔ راجہ رام ساہ نے جسکے باپ دادا اس قلعہ کے حاکم تھے بہت سے راجپوتون کو ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور اہل قلعہ کو نہایت تنگ کیا۔ آگرہ سے قیا خان گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ رام ساہ نے قلعہ کا پیچھا چھوڑا۔ اور قیا خان کے روبرو لڑنے کے لئے ہوا۔ مگر اسکو شکست ہوئی اور قیا خان نے قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا۔ یہ مضبوط قلعہ استواری و محکمی مین پہلے زمانہ کے فرزانون کا ایک کارنامہ اور قدیم کا آگاہ ہونیکا ایک اثر بدیع ہے کہ نیروی بازو سے اسکا تسخیر کرنا دشوار ہے جب ۹۶۵ھ مین بادشاہ آگرہ مین آیا تو حبیب علیخان و مراد و علی سلطان اور ایک جماعت کثیر کو قیا خان کی کمک کے لئے بھیجا۔ بھیل خان نے قلعہ داری کے اہتمام مین کسی بات کو اوٹھا نہین رکھا اسکے خیر خواہون نے اسے سمجھایا کہ اگرچہ قلعہ مستحکم ہے اور اسباب قلعہ داری مہیا ہے مگر بادشاہ کے لشکر سے مقابلہ مشکل ہے اسکی سمجھ مین بھی یہ بات آگئی۔ اس لئے ربیع الآخر ۹۶۶ھ کو حاجی محمد خان سیستانی کو بلایا۔ اُس نے اسکی خاطر پریشان کو مطمئن کیا اور بادشاہ پاس لے آیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیان اولیاء دولت کو سپرد کین وہ اسکے مقاصد کے ابواب کی مفتاح بنین۔

فتح گوالیار سنہ ۹۶۶

اکبر نے اپنی کل فتوحات مین جو اصول اختیار کئے اُنکو ابو الفضل اس طرح بیان کرتا ہے بنی نوع آدم کے افراد کے ہر طبقہ کے لئے ایک عبادت لازم اور ایک طاعت واجب ہے سلاطین پر بھی یہ عبادت لازم ہے کہ وہ آسودگی رعایا کے اندیشہ مین رہین اپنی ساری ہمت خسروانہ کو زیر دستون و شکست پایون کی ترفیہ حال مین صرف کرین سوختگان کے سر پر سے ستمگارون و فتنہ سازون کا بھاری بوجھ اوٹھائین

اصول فتوحات اکبری

انہون نے جاکر تھوڑے عرصہ مین اس جمعیت کو پریشان کر دیا اور اُلٹے چلے آئے۔ صبح کو وہ شہر بُرہان پور مین آپہنچا اور اس شہر عظیم کو غارت اور تاراج کیا بہت نقد و جنس جو انہون کو ہاتھ آئے میران قلعہ آسیر مین بیٹھا تھا۔ پیر محمد خان نے صلاح وقت دیکھکر معاودت کی کہ اس پاس خبر آئی کہ باز بہادر خاندیس کے لشکر لئے ہوئے نزدیک آگیا ہے۔ وہ اس لشکر کو لیکر بیجا گڈھ مین لڑنے کو گیا تھا مگر جب اس نے سُنا کہ پیر محمد خان کچھ آدمیون کے ساتھ آسیر و برہان پور کو تسخیر کرنے گیا ہے تو وہ سوچ سمجھکر اس طرف آیا۔ ایسے وقت مین کہ مخالف کا لشکر غنیمت کے مال سے لدا ہوا متفرق ہوکر اولٹا جاتا تھا۔ باز بہادر کے قریب آنے کی خبر لشکر مین پھیلی۔ پیر محمد خان نے اہل دانش کو بلا کر مشورہ کیا۔ اکثر آدمیون نے متفق ہوکر کہا کہ اس وقت جنگ مناسب نہین ہے۔ لشکر نے بہت سفر کیا ہے اور فتوحات حاصل کی ہین اور ہر شخص غنیمت سے گرانبار ہو رہا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جنگ کو طرح دیکر آب نربدہ سے اُترین۔ مندیہ مین آرام کرین۔ اور تازہ اور سپاہ لے کر لڑنے پر متوجہ ہون مگر پیر محمد خان نے یہ صلاح نہ مانی اور لڑنے پر متوجہ ہوا۔ ہمراہیون نے پہلو تہی کی۔ لوازم ہمراہی بجا نہ لائے۔ تھوڑی سی لڑائی سے بھاگ گئے۔ پیر محمد خان کو یار علی بلوچ برجفت لے آیا کہ اب توقف کی کیا جگہ ہے۔ وہ نربدہ کے کنارہ پر شام کو پہنچا۔ ہر چند لوگون نے سمجھایا کہ غنیم دور ہے رات کو یہین آرام کرو۔ مگر اس نے یہ ارادہ کیا کہ دریا مین گھوڑے پر سوار ہوکر پار چلا جاؤن سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ مین گھوڑے پر سوار ہوکر وہ چلا۔ دریا مین ایک قطار خچرون کی تیر کر جا تی تہی کہ اُس کے گھوڑے کے پہلو سے وہ لگی گھوڑا اپنی سوار کی عقل کی طرح اپنی جگہ پر نہ رہا اور وہ پانی مین گرا۔ جماعت اسکی نزدیک تہی اس نے بد دروی سے اسکے بچانے مین کوشش نہ کی وہ ہاتھ پاؤن مار کر ہلاک ہوا۔ یار لوگون نے لطیفہ کے طور پر کہا کہ وہ آب فی النار شد غرض ایسا مخلص کاروان جوان مرد عالی ہمت مفت جان سے گیا۔ پادشاہی امراء جو یہان جاگیردار تھے وہ اپنی جاگیرین چھوڑ چھوڑ کر پادشاہ پاس گئے اور باز بہادر کا مالوہ پر پھر تصرف ہو گیا۔ پادشاہ نے عبداللہ ازبک کو جو جان سپار بزرگ منش اور اس ملک سے خوب واقف تھا مالوہ کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ امور سیاست و دار و گیر اُس کے سپرد کئے اور خواجہ معین الدین احمد

بادشاہ جب آگرہ مین آیا تو اوس نے ادھم خان کو اپنے پاس بلالیا اور اوسکی جگہ پیر محمد خان شروانی کو
ریاست مالوہ مستقل طور پر عطا کی۔ اس طرح ماہم انگہ اپنے بیٹے کے آنے سے خوش ہوئی اور صوبہ مالوہ
کی جمہور رعایا ادہم خان کے ستم سے نجات پاکر امن و امان مین کامروا ہوئی۔ پیر محمد خان کو
ایک ستمگار کی شرکت سے خلاص ہوئی۔ باز بہادر حدود آ اوس مین جاکر اپنی جمعیت سرانجام
کررہا تھا یہ خبر سنکر پیر محمد خان نے ایک فوج آراستہ کی اور اس طرف کی عزیمت کی۔ اس کو
اپنی تہور کا نشا رہتا۔ اسمین عقل و تدبیر پر شجاعت غالب تھی۔ وہ قلعہ بیجاگڑہ کی تسخیر پر متوجہ ہوا
یہان باز بہادر کی طرف سے اعتماد خان قلعہ کا منتظم تھا۔ اس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ وہ بذاتہ رفعت
و متانت مین مشہور تھا۔ محاصرہ مین امتداد ہوا۔ روز بہادرون نے اس قلعہ کے لئے کوشش
کی۔ ایک دن سحر کو خسرو شاہ چند کمند لگاکر قلعہ کے اندر دوسو جوانون کو لے گیا۔ جب یہ بہادر
اہل قلعہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور لڑنے پر تیار۔ خوب لڑے۔ مگر آخر کار نا چار امان
کی فریاد کرتے ہوئے پریشان ہوئے۔ اعتماد خان ایک آدمی کو ہمراہ لے کر پیر محمد خان پاس امان
کے لئے آتا تھا کہ ایک تیر اوسکے ایسا لگا کہ جان گئی اسکے ہمراہی نے جہانتک ہوسکا شمشیر بازی کی
مردانگی سے جان دی کچھ آدمی تلوار سے بچے تھے کہ اونہون نے امان مانگ کر جان بچائی پیر محمد خان نے
چند روز یہان رہکر قلعہ کا انتظام کیا۔ پھر سلطان پور مین گیا۔ تھوڑی سی لڑائی سے اسکو ممالک محروسہ
میں داخل کیا وہ قلعہ بیجاگڈھ مین واپس آیا یہان اسکو خبر لگی کہ میران مبارک شاہ والی خاندیس
پاس باز بہادر پناہ گزین ہوا ہے۔ میران نے اسکے ساتھ اپنا لشکر کیا ہے۔ پیر محمد خان نے
اپنا زائد اسباب قلعہ مین چھوڑا۔ ہزار جوان ساتھ لئے اور یہ ارادہ کیا کہ ایلغار کرکے ناگاہ اسکے
برہان پور مین پہنچکر مخالفون کی جماعت کا کام تمام کرے۔ دریائے نربدہ سے گذر کر جا لیا
کوس ایکرات مین چلا۔ آسیر سے دو کوس ایک چھوٹا سا قلعہ تھا۔ اسکو ایک ساعت مین فتح کرلیا
میران نے قلعہ آسیر سے اس قلعہ کی محافظت کے لئے آدمی بھیجے تھے۔ اسوقت کہ پیر محمد خان قلعہ کو
فتح کرکے خاندیس کے دارالحکومت برہان پور کی طرف جاتا تھا ناگاہ لشکر غنیم کے سپاہی دور سے
دکھائی دیئے۔ پیر محمد خان نے خسرو شاہ اور یار علی بلوچ کو بھیجا کہ اس لشکر کو دفع کرے

سے بادشاہ سے کفران نعمت کرنے کو ہے تو یورش مالوہ کا قصد مصمم کیا اور ہاتھیوں کے شکار کا بھی ارادہ کیا۔ اس نے آخر ذیقعدہ ۹۷۱ھ کو اسی موسم میں سفر کیا کہ ابر کے فیلان کے خرام نے مستی و مدہوشی سے تمام زمین و زمان میں جوش و خروش کر رکھا تھا۔ ہر وقت مستی سے ٹپکتے تھے اور سیلاب روان کرکے نشیب و فراز کو نہیں جانتے تھے سرکشی اور گردن فرازی سے کجک برق کے فرمان پذیر نہیں ہوتے تھے۔ بادشاہ نے نرور سیپری کی طرف کوچ کیا۔ یہاں ہاتھیوں کا کھیت تھا۔ اہلی ہاتھیوں سے وحشی ہاتھیوں کو پکڑا۔ اسی طرح شکار کھیلتا ہوا مالوہ کی طرف اس برسات میں چلا کہ امتداد برق و باران و اشتداد خلاب و سیلاب و فور گل ولاے لغزش سے اور گڑھوں کی کثرت سے جو زمین مالوہ میں ہوتے ہیں بادشاہ کے لشکر کا چلنا دشوار تھا۔ گھوڑے دریائی گھوڑوں کی طرح تیرتے تھے۔ شتر جہازوں کی طرح طوفان نوردی کرتے تھے۔ راہ میں اس قدر کیچڑ تھی کہ اس میں گھوڑوں کے پانوں سینہ تک دھس جاتے تھے اور سبک رفتار اونٹوں کو اپنے بال بھی گران معلوم ہوتے تھے۔ جر ثقیل سی بہزار دشواری حرکت کرتے تھے اگرچہ منزلوں میں مویشی کے لئے چارہ دانہ میسر نہیں ہوتا تھا مگر سبزہ تر و تازہ راہ میں ایسا ملتا تھا کہ جانور اس سے سیر ہو کر خوش رہتے تھے۔ بادشاہ مندو میں آیا۔ اثناء راہ میں اشرف خان و اعتماد خان کو پہلے سے روانہ کیا تھا کہ وہ عبداللہ خان اوزبک کو جو اپنے اعمال ناشائستہ سے متوہم خائف ہے عنایات شاہی کی نوید سنا کر اس پاس لے آئیں کہ وہ سرکش نہ ہو۔ بادشاہ سارنگ پور میں اور یہاں سے اُجین میں کہ پہلے ملوک مالوہ کا تختگاہ تھا آیا اور پھر دھار میں آیا۔ یہاں کی ہوا بڑی خوشگوار تھی۔ یہاں عبداللہ خان کے پاس سے اشرف خان اور اعتماد خان آئے جنکی زبانی [illegible] عبداللہ خان ان شرائط سے صلح کرنی چاہتا ہے کہ کوئی اسکو مالی و جانی ضرر نہ پہونچے اور [illegible] مندو اس پاس بدستور سابق مفوض رہے بعض امرا اس پاس رہیں۔ منعم خان خانخانان [illegible]ش سے ان شرائط کو بادشاہ نے منظور کرلیا۔ اور اعتماد خان اور دربار خان کے ہاتھ عفو تقصیر اور اسکی ملتمسات کو منظوری کا پیغام بھیجدیا۔ عبداللہ خان اس سبب سے کہ خائن تھا خائف تھا وہ مندو سے بھاگ کر نوالی میں چلا گیا۔ بادشاہ نے اس کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا اور خود ۲۶ ذی الحجہ ۹۷۱ھ کو نوالی میں آیا۔ اثناء راہ میں اعتماد خان اور دربار خان واپس آئے عبداللہ خان

فرنخودی کوکہ وزراے بیوتات مین ممتاز تھا اوسکی ہمراہ کیا کہ ولایت کا نظم ونسق اور جاگیرون کی تشخیص اور محال خالصہ کا تعین وہ کرے۔ خان کا اسکو خطاب دیا اور حکم دیدیا کہ جب ملک فتح ہو جاے تو عبد اللہ خان اوزبک ہی رہ کر ملک کشائی کرے اور یہ خان اس ملک کی رعایا اور دہاقین اور تمام وضیع وشریف ساکنین کو استمالت وعواطف شاہی سے قوی دل کرے۔ پادشاہی لشکر کے گذرنے سے جو تفرقہ پیدا ہوا ہے اسکی تلافی کرے اور صلاح دولت دیکھکر امرا اور کل ملازمین مین جاگیرون کی تقسیم کرے۔ یہ سب کام کر کے ہمارے پاس چلا آئے۔ حکم عالی کو بموجب عبد اللہ خان اوزبک یہان آیا سنہ ۹۶۹ کے اوائل مین وہ مالوہ کی تسخیر کے لئے متوجہ ہوا۔ بازبہادر اس لشکر کی روانگی کا حال سنکر بھاگ گیا وہ جانتا تھا کہ اس سے لڑنے کی مجھ مین تاب نہین ہے۔ غرض نہ تلوار کی بجلی چمکی نہ تیرون کا مینہہ برسا ولایت مالوہ پر لشکر شاہی کا قبضہ ہوگیا پادشاہ کے لشکر نے بازبہادر کا تعاقب کر کے اسکا بہت لشکر مارا۔ بازبہادر مالوہ سے نکل کر مدتون دربدر پڑا پھرا۔ اول بھرجی زمیندار بگلانہ پاس گیا۔ پھر چنگیز خان پاس گیا۔ پھر شیر خان فولادی سے توسل ڈھونڈا یہان نظام الملک دکنی کا امیدوار ہوا۔ سب جگہ سے حیران پریشان ہو کر بار وار کے رانا اودے سنگہ سے چند دفعہ التجا کی۔ جب پادشاہ نے اسکی یہ خستہ حالی دیکھی تو حسن خان خزانچی کو بھیجکر اوسکو اپنے پاس سنہ ۹۷۸ مین بلالیا اور نوازشہاے خسروانہ سے سربلند ہوا سلاطین مالوہ کے پاے تخت مندو مین عبد اللہ خان اوزبک نے بطریق استقلال حکمرانی شروع کی۔ اس ملک کے بلاد اور قصبات وقریات امرا مین انکے رتبے کے موافق تقسیم ہوے۔ اولیاے دولت نے ہین وسارنگ پور اور محال جاگیر مین آرام لیا۔ معین خان القصا۔ انگو وفات بعد پادشاہ کی خدمت آیا۔

پادشاہ اپنی سلطنت کے ذمے فرض وقت سمجھتا تھا کہ ہمیشہ ملک کے احوال سے اور اعیان دولت اوضاع سے خبردار رہے۔ اور ان تنگ حوصلہ خود سرون کا اپنی تدبیر وراے سے علاج پہلے اس سے کرے کہ وہ کامیاب دولت ہو کر ملک مین فساد کرین۔ جب اس نے سنا کہ عبد اللہ خان اوزبک کہ پادشاہ کا نمک پروردہ تھا مالوہ مین شورش برپا کر رہا ہے اور اپنی سنگطرفی

عبداللہ خان کا باغی ہونا۔ بادشاہ کا مالوہ جانا۔ راہ مین ہاتھیون کا شکار کھیلنا ۔ سنہ ۹۷۱

ٹھکانے لگایئے۔ خان زمان نے یہ خبر پاکر جونپور کے قلعہ کو مستحکم کیا۔ سوای اسکندر خان اوزبک کے اس
نواح کے تمام سرداروں کو جمع کیا۔ افغانوں کا لشکر بڑا زور آور تھا۔ بیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل
اور پانسو ہاتھی تھے۔ اس سے آگے جاکر لڑنا مصلحت وقت نہیں معلوم ہوتا تھا۔ افغان ایک لشکر گران
لیکر گومتی کے کنارہ پر جو جونپور کے پاس آگئے۔ یہ شہر اسی ندی کے کنارہ پر واقع ہے اور تیسرے روز ندی سے
پار اتر کے سپاہ کو لڑنے کے لئے مرتب کیا۔ خان زمان بھی لشکر آراستہ کرکے لایا۔ شائستہ آئین کے
ساتھ لڑائی شروع ہوئی۔ خان زمان کے لشکر نے حسن خان بچکوتی کے لشکر کو تیروں کی مار سے بھگا دیا
مگر شیر شاہ نے لشکر شاہی کو بھگا کر شہر کے کوچوں تک پہنچا پایا۔ پھر خان زمان نے اس لشکر کے پیچھے آ کر
تیروں کی بوچھاڑ سے دشمن کے لشکر کو پریشان کر دیا اور بڑی فتح حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور
بہت سی ہاتھی اس کے ہاتھ آئے۔ اس فتح سے خان زمان خان کا ایسا مغز چلا کہ وہ پادشاہ کو
ایک لڑکا سمجھا اور اسکی قوت و قدرت کو بے حقیقت جانا۔ ساری غنیمت کو خود ہی ہضم کرنا چاہا۔ کہتا
ہے کہ ایسا ہو گیا کہ پادشاہ کو خود گوشمالی کے لئے آنا پڑا۔ عقلمند جانتے ہیں کہ جو شخص نیک ذاتی۔ خیر اندیشی
کے صفات سے موصوف ہوتا ہے اور اپنے احوال کے روزنامچہ کو مطالعہ کرتا ہے جب وہ مخالفوں پر
نصرت پاتا ہے اور کار روان معاون اس پاس جمع ہوتے ہیں اور اسباب دنیا میسر ہوتا ہے تو وہ
نیاز مند زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے ولینعمت کے شکر کے لوازم کو بجالاتا ہے اور اس شکر کا تتمہ حسن عقیدت
اور لطف خدمت کو بناتا ہے اور مراسم یکجہتی کو بڑھاتا ہے اور خالق کے سامنے زیادہ ضراعت اور
مخلوق سے بہت تواضع کرتا ہے اپنے صاحب کی بندگی اخلاص میں زیادہ کوشش کرتا ہے اپنے نوکروں
پا کے ہوتی۔ ا... کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک زیادہ کرتا ہے لیکن ان سب کے خلاف کام کرتا ہے جسکو لے
... کے آدمیت سے بہرہ نہیں رکھا سوای نام کے اصالت اسکو نصیب نہیں ہوتی۔ وہ تھوڑے سے
... اور بر آمد کار سے اپنے پایہ کو بھول جاتا ہے اول خدا کے ساتھ اسکا طریقہ کچھ اور ہو جاتا ہے دوم اپنے
ولینعمت و صاحب کے ساتھ تجبر و ترفع کی طرز اختیار کرکے کچھ اور باتیں دل میں سوچنے لگتا ہے سوم اپنے
ہمراہیوں اور ہم نسبتوں کے ساتھ اترانے لگتا ہے چہارم جمہور انام کے ساتھ ستم و عنف سے
سلوک کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ میں اپنی بزرگی کا اسباب مرتب کرتا ہوں۔ دانا جانتا ہے کہ

ورشاہ کو معاملہ فتح میں جانا خان زمان و خان کا قدر معزول ہونا ہے

حضور کی موعظت کو خدہ بیعت سمجھا۔ بادشاہ نے ہراول جلدائی شروع کی۔ بادشاہ الیغار کرکے اپنے
لشکر کی کمک کو گیا لڑائی مین ایسی جگہ پہنچا کہ تیر اسکے سر پر گذرتے تھے۔ بادشاہ کی اس جنبش سے اسکے
لشکر کو دشمن پر فتح عظیم ہوئی باوجودیکہ بادشاہی لشکر دشمن کے لشکر سے بہت کم تھا۔ اس نواح کے کل
زمینداروں اور رئیسون نے بادشاہ کی اطاعت اختیار کی۔ عبداللہ خان بھاگا۔ بادشاہی لشکر نے اس کے
پیچھے جاکر حملہ کیا۔ وہ اپنے بال بچون کو جنگل مین چھوڑکر اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بھاگ گیا۔ اور سرحد گجرات میں
پہنچا۔ بادشاہ ۲۰ محرم ۹۷۱ھ کو منڈو مین آیا اور تمام ممالک محروسہ مین فتحنامے بھیجے۔ ایک مہینے یہان توقف
کیا۔ یہان سنا کہ چنگیز خان حاکم گجرات کے پاس عبداللہ خان گیا ہے۔ بادشاہ نے اسکے نام فرمان نعم الملک
کے ہاتھ بھیجا کہ وہ عبداللہ خان کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے اس کو باہر نکال دے۔
چنگیز خان نے اس فرمان کے جواب مین لکھا کہ مین بندہ بادشاہ ہون فرمان پذیری ناگزیر ہے حضرت
خطاپوش و عطاپاش ہین اگر اس مرتبہ اسکا گناہ بخش کر نوازش کرین تو اسکو حضور کی خدمت مین بھیجدون یہ
بندہ نوازی سے دور نہ ہوگا۔ اگر یہ التماس قبول نہ ہو تو مین اسکو اس ولایت سے دور نکال دونگا۔
بادشاہ نے اس صوبہ کا ایسا عمدہ جدید انتظام کیا کہ تمام سردار اور رئیس اس سرزمین کے اس کے آگے سجدہ
کرنے لگے اور آخر محرم ۹۷۱ھ مین اگرہ کی طرف روانہ ہوا۔ قرابہادر خان کو اور امراکے ساتھ منڈو مین حاکم
مقرر کیا۔ راہ مین ہاتھیون کا شکار کھیلتا ہوا ۴ ربیع الاول ۹۷۱ھ کو دارالخلافہ آگرہ مین آیا۔ یہان نعم الملک
چنگیز خان کی عرضداشت مذکور اور پیشکش لایا۔

ممالک شرقیہ کی فتوحات

ان چند برسون مین علی قلیخان خان زمان خان نے ممالک شرقیہ مین افغانون پر فتوحات بہت حاصل
کین جیسے کہ ہم لکھ چکے ہین کہ جب سنبھل مین خان زمان منتظم مقرر ہوا تھا تو اوس نے لکھنؤ تک ملک پر قبضہ کر لیا تھا
جب بیرام خان کا جھگڑا تمام ہوا تو افغانون نے جانا کہ ہم کو فرصت ہے انھون نے مبارز خان عدلی کے
بیٹے کو اپنا سردار بنایا۔ اور شیر خان اسکا نام رکھا اور سب متفق ہو کر یہ ارادہ کیا کہ چل کر خان زمان

پس سلطان عدلی کو شکست ہوئی تو یہ قلعہ فتو کو جو اسکی خیل کے خواص مین تھا ہاتھ آگیا وہ اس حصار کو اپنا مامن سمجھ کر اس کا استحکام کرتا تھا۔ کہ بادشاہ نے خواجہ عبد المجید آصف خان کو اس کی تسخیر کے لیئے - - - - - - - - - - - - - -
نامزد کیا مگر فتو کی یہ دانشمندی اور سعادتمندی تھی کہ وہ یہ سمجھا کہ افغانون کے ادبار کے دن آگئے ہین لڑنے سے سوای ذلت کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔ اُس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ شیخ محمد آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور کے روبرو لیجائے۔ بادشاہ نے اسکی درخواست کو قبول کیا۔ شیخ محمد اسکو بادشاہ کے سامنے لایا اس نے مرتبہ امارت اسکو مرحمت کیا۔

خان زمان و خان زمان کا [illegible] بادشاہ خان زمان [illegible]

فتح خان بٹنی اور اُس کے بھائی حسن خان اور ملو خان اور ایک جماعت کثیر نے قلعہ رہتاس مین ایک لشکر آراستہ کیا اور وہان سے آگرہ ولایت بہار اور بعض بعض محال پر کہ خان زمان سے متعلق تھین اپنی تصرف مین کر لیا اور سلیم شاہ کے بیٹے اواز خان کو اپنا سردار بنا کر شورش و فساد برپا کیا۔ اس فتنہ کے مٹانے کے لئے خان زمان اور اس حدود کے امراء متوجہ ہوئے مگر افغانون کا لشکر پر زور تھا۔ خان زمان نے لڑنے مین مصلحت نہ جانی۔ سون ندی کے کنارہ پر اندھیاری (اندماری) کے مقابل پر قلعہ بنا کر اقامت کی۔ اندنون مین مولانا علاء الدین لاری و ملا عبد اللہ سلطان پوری و شہاب الدین خان و وزیر خان بادشاہ کی طرف سے یہان اس لئے آئے ہوئے تھے کہ خان زمان کو نصائح ارجمند کرکے اسکا عقیدتمند بنائین اور سلیمان کررانی حاکم بنگالہ جو خان زمان سے ملا تھا اور اس نے خطبہ شاہنشاہی پڑھوایا تھا اس پر بادشاہ کے الطاف کا اظہار کرین [illegible] کے تو اوسکو بادشاہ پاس لائین۔ ان امیرون نے خان زمان کے قلعہ مین پہنچ کر اوسکو بادشاہ کی عنایت کی نوید اسکو پہنچائی۔ یہ سب خان زمان پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ افغانون نے لشکر آراستہ کرکے اور فیلان مست کو لیکر خان زمان کے قلعہ پر حملہ کیا۔ خان زمان نے بھی لشکر لے کر لڑنا شروع کیا۔ مگر افغانون نے خان زمان کو فوراً شکست دی اور اوسکا سارا لشکر بھاگ گیا اور اوسکے منازل اور محل کو افغانون نے لوٹنا شروع کیا۔
خان زمان اپنے قلعہ کی دیوار کے نیچے کمین مین بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ کام کرے یا گوشہ گیری

اپنا دبار اور ہلاکت کے لئے معرکہ کر رہا ہے۔ اس بیان کا مصداق علی قلیخان زمان کا حال ہے کہ ان دنون جو اوس نے شیرشاہ پسر سلطان عدلی کو لڑکر شکست دی تو اوسکا دماغ آسمان پر چڑھ گیا۔ قریب تھا کہ اوسکا بھانڈا پھوٹ جائے کہ بادشاہ کی عقل کامل کا یہ اقتضا ہوا کہ برسم شکار اس حدود کی طرف چلئے۔ اُس نے زبان سے کہا کہ اگر اِس بدسرشت کو سعادت سے کچھہ بہرہ ہوگا تو خواب غفلت سے بیدار ہوکر ہماری قدمبوس کے لئے حاضر ہوگا ہم اُس کی تقصیرات معاف کرکے موافقت کرینگے وہ ہماری لگایا ہوا درخت ہے بزرگون کی گزیدہ تر صفت یہی ہے کہ عذر کو قبول کرین اور گناہ بخشین کہ آدمی ہشیاری اور مستی کی معجون مرکب ہی۔ اگر وہ ملازمت کے لئے نہ حاضر ہو تو پہلے اس سے کہ مرض مزمن ہو اور اوس کا معالجہ دشوار ہو اسکا کام تمام کیا جاے اور اس مرز بوم کو ستمگار کے ہاتھ سے خلاصی دیجائے۔ غرض پنجشنبہ ۹۶۸ کو وہ بلاد شرقیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ دار الخلافہ اگرہ کی حراست معین الدین احمد خان فرنخودی کو سپرد کی۔ جب حدود کالپی مین بادشاہ کا گذر ہوا۔ عبد اللہ خان اوزبک کے گھر مین اترکر اسکی عزت کو بڑھایا۔ پھر یہان سے کڑہ گیا۔ یہان شکار کھیلا تو خان زمان خان اور اوسکا بھائی بہادر خان خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور بادشاہ کی خدمت مین آئے۔ انکے بھلے دن کچھہ باقی تھے۔ غنیمت کا سامان و اسباب ورنامور ہاتھی بادشاہ کی پیش کش مین دیئے۔ بادشاہ نے انکی تقصیرات معاف کین اور فرمایا کہ پھلدار درختون کے کاٹنے سے جب آدمی ناخوش ہوتا ہے تو انسان کو کہ ایک برومند شجر ایزدی ہے قطع کرنے سے کیا ثمرہ ملتا ہوگا اس لئے ہم تمہاری خجالت و ضراعت کے سبب سے قصور معاف کرتے ہین۔ کڑہ مین بادشاہ بیس روز رہا۔ یہان انتظام بخوبی کرکے اگرہ کو روانہ ہوا اور دس روز مین ۱۷ ذی الحجہ ۹۶۸ کو اگرہ مین داخل ہوا۔ اس سفر مین ایک مہینہ چودہ روز لگے۔ جانے مین چودہ روز آنے مین بیس روز۔

اس سفر مین چنارگدھ اولیاء بادشاہی کے ہاتھ آیا۔ یہ ایک حصن حصین ہی کہ اور بادشاہون نے اسکو شمشیر اور لشکر و فزونی تدبیر سے تسخیر کیا ہے اس لئے کہ باہر کے آدمی تو اسکے ارتفاع و استحکام کے سبب سے اندر دخل نہین دیسکتے اور اندر کے آدمیون کو باہر کے آدمیون کی ضرورت اس سبب سے نہین ہوتی کہ کہانے پینے کا سامان افراط سے موجود ہوتا ہے۔ مجمل بیان اس واقعہ کا یہ ہے کہ جب شیرشاہ

جاتا ہے زمانے و نسبت کو پہچانتا ہے۔ اپنی حالت کے موافق گردن جھکا کرتا ہے۔ کبھی اپنی کام سے پردہ اور خیال کیا ہوا اور الٹی میں بغاوت کرتا ہے۔ اس حال کا مصداق علی قلیخان کا احوال ہے جسکا احوال آگے لکھا جاتا ہے۔

جب بادشاہ نے سنا کہ اسکندر خان اوزبک سرکشی کا خیال رکھتا ہے تو وہ اغماض کرکے ہاتھی کا شکار کھیلنے چلا گیا۔ اور اسکندر خان پاس اس مضمون کا فرمان اشرف خان کے ہاتھ بھیجا کہ تم بغاوت کے خیال سے باز آؤ اور میرے پاس چلے آؤ میں تمہارے قصوروں کو معاف کردونگا اسکندر خان کی جاگیر میں ملک اودھ تھا۔ جب یہان اشرف خان آیا تو اسکی تعظیم کی۔ اور فرمان کی ظاہری فرمانبرداری کی۔ اور بادشاہ پاس جانے کے لئے دنوں تک التوا کرتا رہا کہ اب سامان تیار ہو جائے تو چلتا ہوں۔ مگر درپردہ وہ اور اہل نفاق کے ساتھ سازش رکھتا تھا اور کچھ اور ہی خیالات پکاتا تھا۔ آخرکار اُس نے اشرف خان سے کہا کہ ابراہیم خان نیازی آق سقال یعنی ریش سفید ہے۔ اور ہمسایہ میں رہتا ہے۔ ہم تم اُس سے چل کر ملیں اس ارادہ سے وہ اودھ سے سرحد پور میں جو ابراہیم خان کی جاگیر تھی گئے۔ پھر وہان سے علی قلیخان پاس دوڑے گئے۔ جب ان جماعتوں کا مجموعہ ہوا تو سب نے بغاوت کے اظہار میں جرأت کی اور یہہ مشورہ ٹھیرا کہ بادشاہ تو بہت دور ہاتھی کے شکار میں مشغول ہے : ہم وہ جو فوج ہو جائیں ۔ اسکندر خان اور ابراہیم خان لکھنؤ کی راہ قنوج پر دوڑے اور اسکے پردہ میں خلل پیدا کرے اور علی قلیخان اور اسکا بھائی بہادر خان اٹک پور کی جانب سے مجنون خان قاقشال پر جو یہان کا جاگیردار ہے چڑھ جائیں اور شرارت برپا کریں۔ اشرف خان کو مقید یون کے رکھا ابراہیم خان و اسکندر خان لکھنؤ کی طرف اور علی قلیخان و بہادر خان کڑہ و اٹک پور کی طرف چلے گئے۔

جب ان حدود کے امراء سارے مثل شاہم خان جلایر و شاہ باج خان و محمد امین وغیرہ نے ان نمک حراموں کے اتفاق کرنے کا اور فتنہ انگیزی برپا کرنے کا حال سنا تو انہوں نے جمعیت کا سامان کرکے ان باغیوں کو روکنا چاہا۔ ان امراء و اسکندر خان و ابراہیم خان کے

باغیون کی سرکوبی سنہ ۹۷۲ھ

کرے۔ حسن خان حبشی ہاتھی پر چڑھا اور ایک جماعت کو لیکر بڑھ آیا۔ خان زمان کے آدمی بھاگے چند آدمی مرنے کو آمادہ ہو کر کے قلعہ کے ایک برج پر چڑھ گئے۔ وہاں ایک (توپ) لگی ہوئی تھی اسی کو بھر کر افغانوں کی فوج پر چلائی اسکے چھوٹے ہی گولہ حسن خان کے ہاتھی پر لگا۔ جس سے ہاتھی مرگیا اور فوج بھاگی۔ یہ تائید ایزدی تھی کہ خان زمان کے لشکر میں گو وہ ایک ہاتھی تھا جو مست ہو رہا تھا اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ جب کہ افغان خان زمان کا لشکر بھاگا سب۔ یہ افغان فیلبانوں کو کھول کر لیگئے اس ہاتھی نے بستی میں افغانوں کے ایک ہاتھی کو مار ڈالا۔ جس سے وہ شور مچا کہ افغانوں کے لشکر میں سمجھا گیا کہ پادشاہی لشکر داخل ہوا اس خوف سے وہ بھاگے لگا تو پادشاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا اور ایک فتح عظیم حاصل ہوئی اور بہت غنیمت اور ہاتھی ہاتھ آئے۔ خان زمان نے جونپور کو مراجعت کی اور زمانیہ سے پادشاہ کے امیروں کو جو آئے تھے واپس بھیجا۔

خان زمان علی قلی خان کی بغاوت دور کرنے کے لئے پادشاہ کے لشکر کا یورش کرنا اور اس یورش میں سوانح کا پیش آنا سنہ ۹۷۲ ہجری

اہل ہوش دنیا کو کہتے ہیں کہ وہ شراب کا حکم رکھتی ہے مصرعہ کانچنان آنچنان بہ سرمی کند یعنی جیسا آدمی ہوتا ہے ویسا ہی اسکو بناتی ہے اگر آدمی سعادتمند ہے تو وہ دنیا کو ہزار نیکیوں کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی سعادت کو بڑھاتا ہے۔ اپنی ذات کو آرائش دیتا ہے دین و دنیا دونوں سنوارتا ہے۔ اگر وہ فطرت میں بدگو ہر و تیرہ درون و سیاہ بخت ہے تو ہمیشہ ذخائر دنیا کو ہزار وبال کا سرمایہ بناتا ہے۔ اپنی ترفع صدری سے خلق کو صد طرح کے آزار پہنچاتا ہے۔ روز بروز اسکا تاریک دل زیادہ سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ نہ وہ قدرت

روانہ کیا اسکے جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ لگا اسنے آب شمشیر سے اسکے کاسہ سر مین خاک بھری
اسکندر خان جان بچاکر علی قلیخان سے جا ملا۔ پادشاہ کے لشکر کے گھوڑے تھک گئے تھے اس لئے
اور زیادہ تعاقب نہین کیا۔ علی قلیخان اور بہادر خان جو مجنون خان اور آصف خان سے مقابلہ
کررہے تھے یہ حال سنکر متزلزل ہوئے اور کڑہ سے جونپور چلے گئے اور بنیہ و بار کو چھوڑکر گذر
نرہن سے دریاے گنگ کو عبور کیا۔ دریا کے پار جاکر قلب میون مین پناہ لی۔ پادشاہ جونپور مین آیا
راہ مین آصف خان مجنون خان اُس سے ملے۔ آصف خان نے جو گڈھہ کو فتح کیا تھا تو اپنی سپاہ
کو آراستہ کیا تھا اس سپاہ رزمخواہ کو جو پانچہزار تھی پادشاہ کو ملاحظہ کرایا جس سے پادشاہ بہت
خوش ہوا۔ پادشاہ جمعہ کے روز ۱۰ ذی الحجہ کو جونپور مین آیا۔ ان ممالک کی اصلاح مین مصروف
ہوا بے اعتدال مفسدون کے ظلم سے وہ خراب ہو رہا تھا۔

پادشاہ نے علی قلی خان اور اوراہل عصیان کے تعاقب مین آصف خان کو بھیجا۔ یہ اہل
بغاوت حاجی پور کے نزدیک و بیرونی قلب جگہہ مین مقیم ہوئے اور سلیمان کررانی جو بنگالہ
مین حکمران تھا اور فتح خان پٹنی اور اوسکا بھائی حسن خان رہتاس مین ریاست رکھتا تھا۔ ان
افغانون سے علی قلیخان نے کمک مانگی یہ افغان استمداد پر مستعد ہو گئے۔ پادشاہ نے حاجی
محمد خان سیستانی کو سلیمان کررانی پاس بنگالہ بھیجا کہ وہ اسکو علی قلیخان کی معاضدت و مظاہرت سے
ڈرائے۔ حاجی محمد خان رہتاس پہنچا۔ خود سر افغانون کی ایک جماعت نے اسکو بنگالہ نہ جانے
دیا اور علی قلی پاس بھیجا جب وہ علی قلیخان کے پاس آیا تو اس سبب سے کہ وہ روابط اسکے ساتھ رکھتا
تھا اور اس طمع سے کہ وہ اسکے موافق ہو جائے بہت عزت و حرمت سے پیش آیا۔ مگر مقید طور پر
اسکو رکھا۔ حاجی محمد خان ہمیشہ اسکو سودمند نصیحتین کرتا رہتا تھا۔ انصاف یہ ہے کہ باغیون کی
تخویف و تحذیر کیلئے اسکا رہنا بہت کام آیا کہ اسکی ہدایت سے باغی اطاعت کی راہ پر آئے
پادشاہ کے لشکر کی برابر علی قلیخان چلتا رہا مگر کچھہ اسکو فائدہ نہ ہوا اب اسنے سکندر خان
اور بہادر خان کو ایک جماعت کے ساتھ ولایت سروار مین بھیجا کہ وہان لوٹ مچائین جب
پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شاہ بداغ و سعید خان و قیا خان اور امرا کو بسر کردگی امیر

کرہ مانک پور کی لڑائی ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ — حاجی محمد خان سیستانی کا سلیمان کررانی پاس بھیجا جانا — [illegible] خان زمان کا اطاعت [illegible]

درمیان قصبہ نیمکار مین پیکار ہوئی۔ محمد امین دیوانہ نے بری طرح دشمن پر حملہ کیا۔ اسکے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی وہ اُس سے گرا اور قید ہوا۔ شاہم خان اور شاہ بداغ خان نے جب محمد امین کا حال دیکھا تھا تو انکو چاہیئے تھا کہ وہ اسکا چارہ کار کرتے اور بہادری دکھاتے مگر وہ دشمن کی کثرت سپاہ کے خوف سے قلعہ نیمکار مین چلے گئے اور بادشاہ کو اس حال سے اطلاع دی۔ علی قلیخان و بہادر خان پیچھے دوڑے گئے اور اس کی حدود مین تاخت و تاراج کرنے لگے کہ مجنون قاقشال مرد معرکہ دیدہ تجربہ کار تھا۔ صف جنگ کو مناسب نہ جانا۔ قلعہ مانک پور مین متحصن ہوا۔ آصف خان پاس قاصد بھیجکر اسکو بلایا۔ آصف خان کو جب اطلاع ہوئی تو وہ ولایت گڈھہ کچھہ سپاہ کو سپرد کرکے بہت سپاہ لیکر کڑہ مین آیا۔ مجنون خان کو آصف خان کے آنے سے تقویت ہوئی وہ قلعہ مین سے اپنی سپاہ کو باہر علی قلیخان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجنے لگا۔ ان دونو نے بادشاہ کو حقیقت ماجرا لکھہ بھیجی۔

بادشاہ کا اسکندر خان کی سرکوبی کو جانا ۱۰ سنہ ۹۷۲ (؟)

بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر آگرہ مین آگیا تھا کہ اوسکو متواتر عرائض سے اہل بغاوت کا حال معلوم ہوا تو اوس نے ارادہ کیا کہ باغیون کے خار دار درخت کو پہلے اس سے کہ وہ ہوا مین سر بلند کرے اور جڑ کو قائم کرے اپنے طیش و غضب کی تند باد سے بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دے اس لئے اُس نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ اسکے جمع ہونے سے پہلے منعم خان کو بہت بہادروں کے ساتھہ برسم منقلا بھیجا اور بعد اس کے خود اپنے چلنے کا سامان درست کیا۔ تھوڑے دنون مین بڑا لشکر تیار ہوا اور دو ہزار زنجیر فیل اسکی ہمراہ ہوئے۔

آگرہ ترسون خان کو حوالہ کرکے بادشاہ پنجشنبہ ۲۳ شوال سنہ ۹۷۲ کو دریاء جمن سے پار ہوا۔ گرمی کا موسم تھا رات کو سفر ہوتا تھا۔ منزل بمنزل چلکر قنوج کی سواد مین پہنچا۔ منعم خانخانان آگے بھیجا گیا تھا وہ یہان آملا۔ قیا خان بھی باغیون کے گروہ مین تھا خانخانان کی سفارش سے بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا اور وہ بادشاہ پاس آگیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سکندر خان لکھنو مین ہے۔ بادشاہ آدھی رات کو گھوڑے پر سوار ہوکر بطور الیغار ایک شبانہ روز مین لکھنو مین جا پہنچا یوسف محمد خان کو کلتاش و شجاعت اور کچھہ اور بہادرون کو ہراول بناکے بھیجا۔ اسکندر خان لشکر شاہی کے خوف سے لکھنو سے بھاگ گیا۔ بادشاہ نے یہان آرام لیا۔ لشکر اس کے پیچھے

دوسرے روز علی قلیخان کی والدہ اور ابراہیم خان اور بعض امرا پیشکش کے لئے بڑے بڑے نامی ہاتھی لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابراہیم خان کی گردن مین تیغ و کفن ڈال کر بادشاہ کے روبرو خانخانان آیا۔ بادشاہ نے قصور معاف کیا اور خانخانان سے یہ فرمایا کہ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہ بدنصیب اپنے عہد کی وفا نہین کرتے مگر تیری خاطر سے انکے قصور معاف کرتا ہون اور جاگیرین انکی بدستور برقرار رکھتا ہون۔ خانخانان اس عنایت شاہانہ سے بہت خوش ہوا۔ ابراہیم خان کی گردن سے تلوار اور کفن جدا کیا اس مژدہ عفو کو والدہ علی قلی کو سنوایا وہ محل مین بیٹھی گریہ وزاری کر رہی تھی اور نوید بخشایش کی منتظر تھی۔

لشکر بادشاہی کا بہادر خان سے شکست پانا سنہ ٩٧٢ھ

چند روز کے بعد بادشاہ پاس یہ خبر آئی کہ میر معز الملک و بہادر خان کی لڑائی ہوئی اس گذشت کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلیخان نے سرکار سروار مین بہادر خان و سکندر کو بھیجا تھا کہ وہان شورش برپا کرین۔ ناگاہ بادشاہ کی سپاہ انکے مقابلہ کے لئے سامنے آئی تو انکے اوسان گئے جب دمیدان اپنی تنگ سمجھے تو یہ مکر کیا کہ ظاہر مین میر معز الملک کو کہلا بھیجا کہ ہمارا کیا مقدور ہے کہ ہم بادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کر سکین اب ہمارے جرائم کے معاف کرانے کا واسطہ نہین تو۔ ہم بڑے بڑے ہاتھی بادشاہ کی پیشکش کے لئے بھیجین۔ جب ہمارے گناہ بادشاہ معاف کر دے تو ہم خود اوسکی ملازمت مین حاضر ہون۔ میر معز الملک نے لکھا کہ تمہارے گناہ و جرائم اس قسم کے نہین ہین کہ وہ معاف کئے جائین وہ تو آب شمشیر سے دھوئے جائینگے۔ بہادر خان نے معز الملک کو لکھا کہ آؤ ہم تم بالمشافہ اس امر کا فیصلہ کرین اسکو معز الملک نے قبول کیا۔ دونون نے اپنے اپنے مقدمات پیش کئے مگر صلح نہوئی اور باتون مین کچھہ زمانا گذرا۔

جب بادشاہ کو اس سرگذشت کا حال معلوم ہوا تو اس نے لشکرخان و راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیون کے ساتھہ لشکر سے جا ملین اگر صلاح حال جنگ مین دیکھین تو لشکر کے ضمیمہ بنین اور اگر اس جماعت کی التماس کو قبول مین صلاح دیکھین تو ہمارے فضل و رحمت سے انکو مایوس نہ کرین۔ ان دو دولتخواہون نے جب مخالفون سے کہا کہ تم جو عقیدت و اخلاص زبانی ظاہر کرتے ہو اگر وہ سچا ہے تو عزم درست و خاطر مطمئن کے ساتھہ بادشاہ کے آستانہ پر چلو

معزالملک کو حکم ہوا کہ باغیون کو سرراہ روکین کہ اس حدود مین جا کر وہ فتنہ برپا کرین۔ یہ لشکر خیر آباد تک دوڑا گیا۔ پادشاہ علی قلیخان کا یہ علاج کرکے خاطر جمعی کے ساتھ الہ آباد مین آیا۔ علی قلیخان نے اب مکرو تزویر کی راہ اختیار کی۔ سرو قد نامی عورت کو کہ جو پہلے جنت مکانی کی خدمت گارن تھی منعم خان پاس بھیجا اور اسکی معرفت منعم خان کو یاد دلایا کہ ہم تم بہی قدیمی دوست آشنا ہین اور پھر اور اپنے معتمد آدمیون کو بھیجکر اون سے یہ درخواست کی کہ صلح کرا دے۔ منعم خان نے کہ عمل کی صلاح سے دشمنون کے استیصال سے دست کشی کی ہتی اس نے علی قلیخان کی ملتمس کو پادشاہ سے عرض کرکے سفارش کی اس نے قبول کی اور غیاث علی قزوینی کو بھیجا کہ وہ علی قلیخان کو مراحم خسروانی کا یقین دلادے اور وہان کی صحبت کے اسرار پر واقف ہو کر ان کے دقائق پر پادشاہ کو مطلع کرے۔

منعم خان نے علی قلیخان کو لکہا کہ مناسب یہ ہے کہ ہم تم قاصد و پیغام بغیر ملکر عقیدت و خدمت کے استحکام مین اہتمام کرین ان دنون شہرت ہو رہی ہتی کہ علی قلیخان کے قتل کے لئے عادل خان و جمال خان بلوچ مقرر ہوئے ہین اس لئے اسکو منعم خان پاس آنے مین توقف ہوا وہ بھی چاہتا تھا کہ معاملہ مصالحت بذریعہ مراسلت و مکاتبت انجام پائے۔ منعم خان اس بات کو نہین قبول کرتا تھا آخر کو یہ قرار پایا کہ دریا کے درمیان دونون مین ملاقات ہو ہر ایک کے ساتھ چند آدمی ہون یون ان دونون مین کشتی کے اندر ملاقات ہوئی اور گلے ملے۔ اگلی پچھلی محبت کی جہوٹی سچی باتین ہوئین۔ پہر عہد و پیمان زبانی مقرر ہوے۔ مرزا غیاث الدین علی نے پادشاہ سے سارا حال عرض کیا۔ اس نے خواجہ جہان کو علی قلیخان پاس اور زیادہ اطمینان کے لئے بھیجدیا۔ خواجہ نے علی قلیخان سے ملکر مجنون خان قاقشال و بابا خان اور بعض امرا کی اس سے آشتی کرادی۔ اس باب مین بڑی گفتگو ہوئی کہ وہ پادشاہ کے پاس جائے اس نے کہا کہ مین نے پادشاہ کی ایسی ناسپاسی کی ہے کہ اس کے روبرو جانے کی دلیری یکبارگی نہین کرسکتا۔ اب مین اپنی والدہ کو اور ابراہیم خان کو جو ہماری ریش سفید ہے پادشاہ پاس بھیجتا ہون۔ پھر خود حاضر ہونگا۔

ہتی پر سوار ہو کر پار گیا اور آخر شب آرام کرکے سحر کو پھر سوار ہوا - کچھ دن چڑھا تھا کہ اپنے لشکر
سے ملا - علی قلیخان اپنا اسباب و خیمہ چھوڑ کر بھاگ گیا تھا - خبر آئی کہ وہ آب سروار سے پار اُترنے
لوہی - بادشاہ کا لشکر اُس کے پیچھے گیا - اشیاء و اموال سے بھری ہوئی کشتیان اوس نے
پلٹ لین اور ارمغان فتح اوسکو بھیجے - کہتے ہین کہ محمد خان بے خبر محمد آباد مین تھا - بادشاہ کا
لشکر اسکو گرفتار کر لیتا - مگر منعم خان نے اپنے رونق کا کہلئے اسکا گرفتار ہونا نہ چاہا - اور یہ دغا کی کہ
اول اُسنے اس رات کو اسپر حملہ نہین کیا کہ لشکر پہنچا تھا - دو تم آدمی بھیجکر اوسکو بھگا دیا - جب بادشاہ
مئو مین آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان جونپور مین آکر اپنی ماکو لے گیا اور اشرف خان کو
مقید کر لیا - اسکا ارادہ ہے کہ بادشاہ کے لشکر سے لڑے - اسلئے بادشاہ آب سروار سے
پار اُتر کر اپنے لشکر سے آن ملا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب علی قلیخان کے تعاقب مین بادشاہ کی
ایلغار کی خبر سکندر خان اور بہادر خان کو پہونچی اور انکو معلوم ہوا کہ والدہ علی قلیخان اشرف خان کے
پاس گرفتار ہے اور اُس پاس چندان لشکر نہین ہے - جونپور کے قلعہ کا لے لینا نہایت آسان
ہے تو وہ بہت جلد چلکر جونپور مین پہنچے - اشرف خان نے قلعہ داری کا سامان کچھ تیار نہین کیا
تھا وہ قلعہ کے دروازہ کو جلا کر اندر داخل ہوئے اور اشرف خان کو مقید کر لیا اور اپنی والدہ
کو خلاص کر کے ہمراہ لیا - باوجودیکہ عمر بھر سے اسکی اور اسکے بھائی کی جاگیر مین جونپور تھا -
اور اہل شہر سے بہت سے روابط اور انکی خدمات کے حقوق تھے مگر اس نے سب پر دست
اندازی کرکے پائمال کیا اور انکو غریب بنا دیا - بہت سے تاجرون کو لوٹ کر بنارس مین
وہ گیا اور یہان بہی کچھ لوٹا مارا - پھر زمانیہ مین گیا - وہان خبر معلوم ہوئی کہ علی قلیخان
کے تعاقب سے پادشاہی لشکر پھر آیا سکندر خان اور بہادر خان گذر نرھن سے دریاے گنگ
سے پار اترے - پادشاہ جونپور مین آیا - اُس نے یہان اقامت کا ارادہ کیا کہ جب تک
علی قلیخان دستگیر نہ ہو یہان سے وہ نہ جائے - جب علی قلیخان کو یہ حقیقت حال معلوم
ہوئی تو اسنے مرزا میرک رضوی کہ اسکے خاص ہم نشینون مین تھا پادشاہ پاس بھیجا اور
اپنے عجز و درماندگی کا اظہار کیا - اپنے شریکون مین سے ہر ایک کی تقصیر کا عذر کیا اور

جونپور پر بہادر خان کا [illegible] کرنا -

وگرنہ حیلہ و بہانہ بنانا مردون کا کام نہین ہے - مگر زبان سے اُنکا دل موافق نہ تھا اس لئے مصالحت نہ ہوئی - نواحی خیرآباد مین مخالفون نے اپنے پاؤن جمائے - پادشاہ کے لشکر کو اسکی خبر نہ تھی کہ علی قلی کے قصور پادشاہ نے معاف کر دئے ہین - راجہ اور لشکر خان نے جنگ کو قرار دیکر ترتیب صفوف و تسویہ افواج کیا - دوسری طرف بھی فوج آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی - پادشاہ کے لشکر کو شکست فاحش ہوئی - کچھ امیر مخالف سے جا ملے - کچھ اپنے مال کی حفاظت مین لگے کچھ نفاق و نمک حرامی کے سبب سے نہ لڑے - راجہ ٹوڈرمل و قیا خان و اعتماد خان لشکر لیکر میدان مین کھڑے ہوئے مگر شکست یافتہ لشکر کو نہ لڑا سکے - غرض یہ پراگندہ سپاہ جمع ہو کر قنوج مین چلی آئی اور پادشاہ کو حقایق سرگذشت پر مطلع کیا -

پادشاہ انکے عفو جرائم کر چکا تھا اس لئے اُس نے اس شکست کی کچھ پروانہ کی - امرا کو طلب کیا اس جنگ کے سبب سے اہل نفاق کورنش سے محروم ہوئے اور اخلاص مند عنایات خاص کے ساتھ مخصوص ہوئے -

علیقلیخان کا دوبارہ پادشاہ کا مقابلہ کرنا سنہ ۹۷۳

جب پادشاہ نے منعم خان کی استدعا سے علی قلی خان کے جرائم معاف کئے تھے اور اوسکو اور بہادر خان کو جاگیر مکرمت کی تھی تو اسکی التماس کا قبول ہونا اس شرط پر مشروط تھا کہ پادشاہ کا لشکر جبتک انکی حدود مین ہے - خان زمان دریا سے عبور نہ کرے اور جب پادشاہ آگرہ مین جائے تو وہ اپنے وکیل پادشاہ کے پاس بھیجکر مناشیر جاگیر دفتر شاہی سے حاصل کرین اور اپنی جاگیرون پر متصرف ہون - مگر جب پادشاہ چنارا اور بنارس کی سیر کو گیا تو علی قلیخان دریا سے عبور کرکے محمدآباد مین آیا اور اپنے آدمیون کو غازیپور اور جونپور روانہ کیا - پادشاہ شکار کھیل کر بنارس مین آیا کہ علی قلی نے خلاف شرط کام کیا کہ آب گنگ سے عبور کیا - خواجہ جہان مظفر خان و راجہ بھگونت داس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل روانہ کیا اور خود شب یکشنبہ رجب سنہ ۹۷۳ کو بطور ایلغار کے روانہ ہوا - جعفر خان تکلو و قاسم علیخان کو غازیپور مین مقرر کیا - جب وہ قلعہ جونپور کے دروازہ پر پہنچے تو ایک برج سے مخالفین کود کر علی قلی پاس دوڑے گئے اور اسکو مطلع کیا - وہ یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور کشتی مین سوار ہو کر دریا پار بھاگ گیا - پادشاہ دریاء جونپور دگومتی سے

پادشاہ کا مہم پنجاب و کابل سے فارغ ہوکر باغیون کی سزا کے لئے آگرہ آنا سنہ ۹۸۹ھ

شرطین ہین جب تک وہ کسی مین فراہم نہین ہوتین وہ پادشاہی کے لائق نہین ہوتا۔محض نسب اور
مال کا جمع ہونا۔لشکر کا فراہم ہونا۔پادشاہی کے لئے کافی نہین ہوتا۔پادشاہ مین یہ صفات
ہونی چاہیئے کہ والا فطرت عالی عطوفت۔فراخ حوصلہ۔فراوان متحمل۔دریافت بلند۔
وافی کرم۔اصلی شجاعت۔عدل وافر۔نیت درست۔جد عظیم۔عمل شائستہ۔فکر عمیق
تغافل مستحسن لائق عذر پذیر ہو۔یہ سب صفات قدیمی کتابون مین حکمانے لکھی ہین۔سوا اسکے
وہ اپنی خواہش ناشائستہ وغضب ناشائستہ کو دانش پر غالب نہ کرے۔صلح کل اسکا مذہب ہو
طوائف انام وطبقات ملل پر قادر ہو۔اور انکو ایک نظر تربیت و عاطفت سے دیکھے۔یہ سب صفات
شہنشاہی مین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پادشاہی کسے کہتے ہین اور سلطنت کے
معنے کیا ہین ✤ غرض اس گروہ کی بغاوت پادشاہ کو ناگوار معلوم ہوئی اس لئے مرزا میرک
رضوی کو جو علی قلیخان کی طرف سے آیا تھا۔خان باقیخان کے سپرد کیا۔اور خود دارالخلافہ
کی طرف چلا کہ ارباب بغی وفساد کو سزا دے۔پنجاب کا خود ہی انتظام کرکے فارغ ہوا جب

باقی خان کے پاس سے مرزا میرک رضوی بہاگ گیا

پادشاہ دہلی مین آیا

اور خانخانان نے تمام ممالک محروسہ کا حال سنایا۔علی قلیخان و بہادر خان اور مخالفونکی
عصیان کا طومار پڑھا۔قاعدہ ہے جو مبداء فطرت مین بدنہاد ہوتے جو ہر ہوتا ہے اسکو
مرحمت ونصیحت سودمند نہین ہوتی بلکہ اُسکو زیان پہنچاتی ہے۔مدارا و موعظت کو ضعیف سمجھکر
اور شورش زیادہ کرتا ہے۔دانش منش بزرگون کو کوئی اور چارہ نہ تھا کہ بد دردون بدکارونکا
علاج حبس و ضرب کے سوا کچھہ اور کرتے۔جب یہ علاج بھی اُن خراب باطنون پر اثر نہ کرتا تو انکا
قتلخانہ مین بھیجنا خلق کے حال پر بلکہ خود اونکے احوال پر رحم کرنا تھا۔اشغال سلطنت کے متکفلان
رموز سیاست کو نہ سمجھے اونہون نے اول ہی مرتبہ ان باغیون کا علاج نہ کرایا مدارا کرکے یہ فساد
پھیلایا ✤

علی قلیخان کو جب یہ خبر ہوئی کہ پادشاہ مرزا محمد حکیم کے فساد شانی
مین مصروف ہے جسکا بیان آگے آئیگا۔تو اس وقت باغیون نے فرصت کو غنیمت گنا اور یہہ
خیالات فاسد کرنے لگے کہ علی قلیخان اپنی جمعیت کے ساتھہ راہ لکھنو سے گنگ کے کنارہ تک

منعم خان نے ہزار زبان سے چاپلوسی کی کہ وہ قصور معاف کرا وے۔ خانخانان بادشاہ کا مزاجدان تھا وہ خود اس امر عظیم پر جرأت نہین کرسکتا اس لئے اوس نے ارباب عزت کی ایک جماعت کو جسکی خدا پرستی کے سبب بادشاہ احترام کرتا تھا شریک کیا۔ اس لئے بادشاہ کے روبرو بخشش و بخشایش کی داستانین بنائین بادشاہ نے ارباب بغی کے قصور معاف اس شرط سے کر دیئے کہ وہ اپنی متاع اعمال و دائم افعال سے توبہ نصوح کرکے بادشاہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرین اور دلتخواہی اور جان سپاری مین ثابت قدم رہین۔ جب ان باتونکے آثار ایسے ظاہر ہونگے تو انکو جاگیرین بدستور سابق ملینگی۔ خانخانان اور اس جماعت نے بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ بادشاہ نے اپنے معتمدون کو علی قلی پاس بھیجا کہ اسکی ندامت کو توبہ سے استحکام دین بخشش و بخشایش کی نوید سے اطمینان بخشین۔ خود جونپور سے آگرہ کی طرف دوشنبہ ۱۱ شعبان ۹۷۳ھ کو مراجعت کی مظفر خان و منعم خان کڑہ مین گھر گئے کہ وہ آدمی جو علی قلیخان پاس گئے تھے واپس آئے۔

جب علی قلیخان پاس بادشاہ کے معتمد گئے اور اسکی تسلی کی تو اس نے دوام عبودیت کے لئے عہد قسم کے ساتھ کیا۔ پہلے بادشاہ نے بہادر خان کو بھائی کہا تھا اور علی قلیخان کو بہت دوست سمجھا تھا۔

جب سمجھانے والے واپس آئے تو مظفر خان و منعم خان کڑہ سے روانہ ہوئے مظفر خان کو منعم خان کی طرف سے توہم ہوا وہ بادشاہ پاس ایلغار کرکے پہلے آیا اور بزرگان زمان کی دو روئی کا حال خوب بیان کرکے بادشاہ کی خاطر نشان کیا۔ جس سے مظفر خان کا پایۂ اعتبار بلند ہوا بعض امیرونکو جو بادشاہ نے سزا دی تو منعم خان بھی ہشیار ہوا۔ جسوقت بادشاہ مہمات پنجاب کی تنظیم سے فارغ ہوکر مراجعت کر رہا تھا تو منعم خان خانخانان کی عرائض دولتخواہانہ آگرہ سے بادشاہ پاس آئین کہ علی قلیخان و بہادر خان و اسکندر خان نے پھر خط بندگی سے سر نکالا ہے اور مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھوایا ہے۔ مرزا کو اپنے اغراض فاسد کیلئے معصیت مین ڈالتے ہین یہ نہین جانتے تھے کہ بادشاہی ایک عطیہ ہوتا ہے کہ جس کا ہر ادان

مجنون خان کی عرائض آئین کہ علی قلیخان اور اسکا بھائی گوالیار کی حدود مین گنگا سے پار ہو کر جانا چاہتے ہین۔ بمجرد اس خبر کے سُننے کے پادشاہ نے ایلغار کا ارادہ کیا۔ امرا جو پادشاہ پاس تھے معلوم نہین پست فطرتی سے یا کسالت سے یا تن پرستی سے یا اس لئے کہ باغیون کا کام انجام پانے سے انکی خود فروشی کی کساد بازاری ہو اس ایلغار پر راضی نہ ہوئے۔ مگر پادشاہ نے ۶ ذی القعدہ کو قصبہ مذکور سے ایلغار کیا۔ ایک رات اور آدھے دن مین وہ مانک پور مین آیا۔ محب علیخان یہان کا جاگیردار لوازم خدمت بجا لایا۔ لشکر پادشاہ کے ساتھ بہت تھوڑا پہنچ سکا۔ آصف خان پادشاہ سے آ ملا۔ اسکو حکم ہوا کہ وہ اپنے لشکر مین جائے جو خان زمان کی برابر پڑا ہے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ عتوا سورہ کہ بڑا معتبر قاصد تیز رو تھا خبر لایا کہ علی قلیخان و بہادر خان گزر سنگرور مین گنگا کا پل باندھ کر اُتر گئے۔ پادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی راجہ بھگونت داس اور خواجہ جہان کو یہان لشکر مین چھوڑا اور خود اتوار کے دن گنگا سے ہاتھی پر بیٹھ کر پار اُترا۔ صرف گیارہ آدمی ساتھ تھے اور دو نامی ہاتھی تھے۔ رات کو پادشاہ نے آرام کیا۔ غنیم کا لشکر ایک کوس پر تھا۔ اس وقت مجنون خان اور آصف خان بھی آ گئے۔ مجنون خان تو رات ہی کو حملہ کرنے کو کہتا تھا۔ مگر آصف خان نے کہا کہ دن مین آدمی شرم چشم اور آزرم رو کے سبب اچھی طرح کام کرتے ہین۔ پادشاہ کو یہ رای پسند آئی۔

علی قلیخان اور بہادر ایسی خود کامی مین ایسے مغرور تھے کہ رات بھر شراب اُڑا ئین اور ناچ دیکھتے رہے اور بازی شطرنج کھیلتے رہے عجب یہ ہے کہ ان مستون کے خیمہ مین ایک آدمی نے غل مچا کر کہا کہ پادشاہ دریا سے عبور کر کے بے شمار لشکر لیکر آ گیا ہے مگر انہون نے جانا کہ آصف خان اور مجنون خان کے لشکر کی خبر دیتا ہے۔

۳ ذی الحجہ مین جو پادشاہی فتح کا غرہ اور باغیون کی عمر کا سلخ تھا پادشاہ لڑنے کو تیار ہوا۔ اول پادشاہ ہاتھی پر سوار ہوا مگر ہوا گرم بہت تھی تو گھوڑے پر سوار ہوا۔ علی قلیخان اور بہادر خان بھی جنگ کے لئے تیار ہوئے۔ لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی۔ وہ ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ انکو آگا پیچھا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔ نہ تن کی خبر تھی نہ سر کی۔ بہادر خان کا گھوڑا

تمام ولایت پر تصرف کرے - بہادر خان کڑہ و مانکپور مین آصف خان و مجنون خان کی برابر جائے - اسکندر خان و ابراہیم خان سرکار اودھ اور اسکے حدود پر متصرف ہو پس یہہ قرار دیکر وہ اُس سے جدا ہوئے سرکار قنوج مین شور و شر پیدا کرنے کے لئے علی قلیخان روانہ ہوا - ان حدود مین کوئی سردار ایسا نہ تھا کہ اسکے ساتھ جاگیردار یہان کے متفق ہو کر فتنہ انگیز کا مقابلہ کرتے - اس لیئے یہ جاگیردار قنوج مین چلے گئے - جب علی قلیخان نے قنوج مین گرد حوادث اُڑائی تو مرزا یوسف خان یہان کا جاگیردار قلعہ شیر گڈھ مین متحصن ہوا - خلائق پریشان ہوئی اسنے عرائض متواتر بادشاہ پاس بھیجنی شروع کین -

بادشاہ ایسا حق شناس تھا کہ رعیت کی آسودگی کو اپنی آسایش خیال کرتا تھا اور اپنی شادمانی خلائق کی رفاہیت سمجھتا تھا پس جو شخص ایسے بادشاہ کی فرمانبرداری نہین کرتا تھا وہ اپنی ہلاکت مین اہتمام کرتا تھا خصوصاً وہ شخص کہ اس خاندان کا پروردہ نعمت ہو - اور اسکے ذریعہ سے اسباب دنیوی اور بزرگی ظاہری فراہم کیا ہو - اس سے زیادہ کیا نامردی و نامردانگی و نامعاملہ فہمی ہوگی کہ اپنے اسباب بزرگی کو غنیمت سے سرکشی مین صرف کرے اسکی مثال علی قلی خان کا احوال ہے کہ جب بادشاہ نے آگرہ مین اسکی عصیان و طغیان کا حال سنا تو منعم خان خانخانان کو آگرہ اور اُس کے حدود کی حراست سپرد کی اور دو ہزار ہاتھی اپنے ساتھ لے جانے کے لئے منتخب کئے - قیا خان و مظفر خان - مرزا قلی قلیچ خان اور امرا کو حکم دیا کہ جلد جاکر مرزا یوسف کی معاونت کرین جو قنوج مین گھر رہا ہے سہ شنبہ ۲۶ شوال ۹۷۳ھ کو خود کوچ کیا -

جب بادشاہ قصبہ سکیتہ مین آیا تو علی قلیخان قنوج سے بھاگ کر اپنے بھائی بہادر خان پاس کڑہ چلا گیا وہ آصف خان اور مجنون خان کی برابر فتنہ انگیزی کرتا تھا - بادشاہ گنگا پار قصبہ بوپیان مین آیا تو محمد قلی برلاس کو سردار بناکر اور اسکے ساتھ نامور بہادر اور کارگذار دلاور کرکے ہر ذیقعدہ ۹۷۳ھ کو اسکندر خان سے لڑنے کے لئے بھیجا کہ وہ اودھ مین فتنہ بر کر رہا تھا اور خود کڑہ مانکپور کی طرف چلا - جب رائے بریلی مین آیا تو آصف خان - اور

آرہی تھی انکے حال پر عنایت کی پھر کڑہ مین وہ آیا۔ پادشاہ نے جاگیرداروں کو اپنی اپنی جاگیرون مین بھیجدیا۔ اور منعم خان خانخانان کو آگرہ سے بلایا۔ بعضے نامی باغی پکڑے آئے۔ وہ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلے گئے۔ بعد ازان سب باغیون کے معافی جرائم کا اشتہار دیدیا۔

آگرہ سے جب منعم خان کڑہ کے قریب پادشاہ پاس آگیا تو اوسکو تمام محال جاگیر علی قلی خان و بہادر خان اور جونپور و بنارس و غازی پور سے لیکر آب چوسا تک تفویض ہوئے۔ خود پادشاہ آگرہ مین ۱۱ محرم ۹۷۵ھ کو آگیا۔ فتح اکبر مبارک۔ اسکی تاریخ ہوئی +

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ لبسر کردگی محمد قلی خان برلاس بھیجی گئی تھی

اسکندر خان کے سر پر جو سپاہ لبسرکردگی محمد قلیخان برلاس بھیجی گئی تھی اوسکا احوال یہ ہے کہ وہ کوچ بکوچ یکشنبہ ۷ ذی الحجہ شہر اودھ کے میدان مین پہونچی۔ اس لشکر کے آنے سے اسکندر خان قلعہ اودھ مین متحصن ہوا۔ امراء نے اسکا محاصرہ کیا اور اپنے مورچل قائم کئے اور لڑنا شروع کیا۔ شہر کے پہلو مین ایک تل (ٹیلہ) بلند تھا۔ جسکا نام سرگ دواری تھا۔ اور وہ قلعہ و شہر دونو کا سرکوب تھا۔ اسکندر اپنے ہمراہیون کی ایک جماعت کو اس مقام پر لیگیا اور وہان توپ و بندوق سے لڑنا شروع کیا۔ اول اس مقام کو محمد قلیخان برلاس نے بڑی دلیری اور جوانمردی سے چھین لیا جب اوزبک اس ٹیلہ سے نیچے گرے تو بڑے سراسیمہ ہوئے۔ اس اثناء مین پادشاہ کے لشکر کے فتح کی اور علی قلیخان اور بہادر کے قتل کی خبر اندر اور باہر مشہور ہوئی۔ جس سے اولیاء دولت کا استظہار ہوا اور اعدا کی کمر ٹوٹی۔ اسکندر خان نے اس خبر کو مخفی کیا۔ گو اسکا اشتہار ہو گیا تھا۔ اور امراء شاہی سے صلح کی گفتگو شروع کی اور اسمین رد و بدل ہوتی رہی۔ اسکندر نے متذبذب ہوکر اولیاء دولت کو حرف و حکایت مین لگایا اور خود رات کو قلعہ کے ایک دروازہ سے نکل کر کشتی مین بیٹھ دریا سے عبور کیا اور گرداب خطر سے نیم جان نکل گیا۔ جب اولیاء شاہی کو اسکے بھاگنے کی خبر ہوئی تو انہون نے شہر پر قبضہ کیا۔ اسکندر نے دریا مین اسقدر

چراغ پا ہوا وہ زندہ گرفتار ہوا - علی قلیخان کے تیر پر تیر لگا وہ ہاتھی سے گرا - ایک فیلبان نے
اپنے ہاتھی کے پاؤن سے کچل ڈالا - اسی فیلبان سے علی قلیخان نے کہا کہ مین بڑا آدمی ہون
اگر زندہ مجھے پادشاہ پاس لیجائیگا تو بڑا انعام پائیگا - مگر اسنے مکار سمجھکر کچھ خیال نہ کیا - پادشاہ
علی قلیخان کا حال پوچھتا تھا کہ بہادر خان کو نظر بہادر پکڑکر پادشاہ کے روبرو لایا اوسے پادشاہ نے کہا
کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا جو یہ تلوار مجھ پر تو نے کھینچی - ندامت اور خجالت کے سبب سے اوسکو کچھ اور جواب نہ
بن آیا - سوا اس کے کہ اس نے کہا کہ الحمد للہ اس آخری وقت مین اس پادشاہ کا دیدار نصیب ہوا
جسکی ذات گناہون کی عفو کرنے والی ہے - پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ اسکو نیست کرے - مگر اولیاء
دولت نے بہت کہہ کر پادشاہ سے حکم دلایا - کہ اوسکے تن کو سر سے تلوار نے ہلکا کیا - پادشاہ کو علی قلیخان
کے حال دریافت کرنے کی بڑی جستجو تھی - کوئی کہتا بھاگ گیا - کوئی کہتا کہ لڑائی مین مارا گیا -
جب اسکا فوجدار یابو خان آیا تو اوس نے کہا کہ اوسکو ہاتھی نے مار ڈالا - تو پادشاہ نے
حکم دیا کہ ان نمکحرام مغلون کا سر جو لائے - وہ ایک مُہر طلا پاوے - اور جو ہندوستانیون کا ایک
سر لائے - وہ ایک روپیہ انعام پائے - عوام سرون کے پیچھے دوڑے - علی قلیخان کا بھی سر ایک شخص
لایا - اسکے خواجہ سرا نے اسے پہچانا اور بتایا کہ وہ ہمیشہ پان بائین دانتون سے کھاتا تھا دیکھو کہ اسطرف کے دانت اسکے
سیاہ ہو گئے ہین پھر سے یقین ہوا کہ یہ اسی کا سر ہے - پادشاہ نے خدا کا شکر ادا کیا امرا اولیاء دولت
جنہون نے جان سپاری اور حق گذاری کی تھی - انکو ازدیاد مناصب اور اعتلائے مراتب سے
سرافراز کیا - فتحیابون کے ساتھ علی قلیخان و بہادر کے سرون کو آگرہ - دہلی - ملتان اور ممالک
محروسہ مین بھیجا - یہ فتح الہ آباس کے پاس قصبہ سکراول مین ہوئی تھی - وہان ایک شہر آباد کرکے
اسکا نام فتحپور رکھا - پھر پادشاہ الہ آباس گیا - راہ مین اور باغیون کے جرم عفو کرتا گیا بہادر خان
کی عورتین اور بیٹیان پادشاہ کے ہاتھ آئین بنارس مین پادشاہ گیا تو نادانی سے شہر کا دروازہ
لوگون نے بند کیا - اس لئے پادشاہ نے شہر کو کچھ لٹوایا تھا پھر منع کر دیا - شہاب خان کو جونپور
کی حراست کے لئے اور قلیج خان کو سرھرپور بھیجا بعضی اوزبک وہان تھے - بنارس
مین تین روز رہ کر پادشاہ جونپور مین آیا - یہان کی رعایا کہ بہت دنون سے لکد کوب تھی

تسلط جب سے کہ بنگالہ پر ہوا تھا اُن کے دل مین اس ملک کے فتح کرنے کی تمنا تھی۔ لیکن یہ امید اُنکی بر نہ آئی۔ اس لئے کہ اس کے گرد بڑی عقبات خطرناک اور پست و بلند پہاڑ اور جنگل سخت دشوار گذار تھے کہ پادشاہون کو اس مملکت پر دست تصرف پہنچانا مشکل تھا اور اوس سرزمین مین لشکر لیجانا متعسر تھا۔ جو شخص ولایت بنگالہ سے بھاگ کر جگناتھ کے راجہ پاس چلا جاتا پھر والی بنگالہ کے ہاتھ نہ آتا۔ چنانچہ راجہ کی پناہ مین ابراہیم سور گیا راجہ نے اوسے کچھہ ملک اسکو دیدیا۔ ہرچند سلیمان کررانی نے اوس پر تسلط پانے کے لئے سر پٹکا مگر کچھہ نہ کرسکا بلکہ اُس سے ڈرتا رہا۔ جب پادشاہ جونپور مین تھا تو اُس نے حسن خان خزانچی کو اور مہاپاتر کو جو فنون شاعری سے ماہر اور موسیقی مین بے مثل تھے یہان کے راجہ پاس بھیجا کہ وہ اطاعت اختیار کرے۔ راجہ نے ان دونون کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور پادشاہ کی بندگی اختیار کی اور عریضہ بھیجا کہ اگر سلیمان پادشاہ کی اطاعت نہ اختیار کرے اور علی قلیخان سے ارتباط پیدا کرے تو مین ابراہیم جو اسکا خصم و جویدار سلطنت ہے ساتھہ لیکر بنگالہ مین جاؤن اور سلیمان کے لئے وہ کار پردازی کردن کہ اور فتنہ انگیزون کو عبرت ہو۔ راجہ نے تین مہینے کے بعد حسن خان اور مہاپاتر کے ساتھ اپنا ایلچی اور ہاتھی پیشکش بھیجے۔

خواجہ عبدالمجید خان کا ولایت پنہ کو فتح کرنا ۹۶۹

خواجہ عبدالمجید خان دیوان قوم کا تاجیک تھا۔ اہل قلم کے طبقہ مین داخل تھا۔ مگر قلم سے سیف پر تصدی کیا تھا اور سیف و قلم کا جامع اور طبل و علم کا صاحب ہوا تھا۔ خطاب آصف خانی رکھتا تھا۔ تیغ زنی مین ترک اسکا لوہا مانتے تھے۔ وہ کڑہ مین کہ ایک ولایت وسیع ہے جاگیر رکھتا تھا تو اوس نے اپنی کاردانی اور کارطلبی کے سبب سے خود یہ ارادہ کیا کہ وسیع مملکت پنہ کو اپنے تصرف مین لائے۔ رامچندر یہان کا راجہ تھا۔ مدتون سے اس کے باپ دادا یہان راج کرتے چلے آتے تھے۔ آصف خان نے اسکو نصائح ارجمند کے ساتھ یہ پیغام دیا کہ اب آپ کلاہ خودسری کو سر سے اوتاریئے اور حلقہ عبودیت گوش اطاعت مین پہنئے۔ ممالک محروسہ کے خراج گذارون مین آکر امن و امان سے کامیاب ہوجئے۔ غازی خان سوری کو جو پادشاہ سے باغی ہوکر آپ سے ملا ہے بھیجدیجئے۔ مگر راجہ اس اطاعت و عبودیت کی درخواست سے اور زیادہ مغرور ہوگیا اور جنگ پر آمادہ رہا۔ آصف خان شائستہ سامان کے ساتھ اس کے سر پر چڑھہ گیا۔ راجہ نے بھی غازی خان سوری کو ساتھہ لیا اور راجپوت و افغانون کا لشکر لے کر

کشتیان نہین چھوڑی تھین - اس لئے بادشاہی لشکر کو توان کشتیون کے جمع کرنے مین دو تین روز
کا توقف ہوا اس اثنا مین اسکندر نے اہل وعیال کی طرف سے خاطر جمع کرکے پیغام بھیجا کہ مین
اپنے عہد پر قائم ہون ——— راجہ ٹوڈرمل کی اور اس کی ملاقات کشتی مین ہوئی مگر اس ملاقات
کا نتیجہ نقش برآب اور گرہ برباد تھا - اولیاء دولت نے قسمین کھائین - اور لوازم استمالت کو بجالائے
مگر اسکندر اپنے قول پر نہ قائم رہا اور کہنے لگا کہ مجھ سے ایسی تقصیرات سرزد ہوئی ہین کہ بادشاہ
کی درگاہ مین جانے کی دلیری نہین کرسکتا - مناسب یہ ہے کہ بوسیلہ استغفار جرائم کے میری
جاگیر کو بحال کرادو اور کوئی خدمت اس صوبے مین نامزد کراؤ - تا کہ نیک خدمتی کی دستاویز پر
بادشاہ کی سعادت ملازمت حاصل کرون - غرض یون ہی باتین بنا کر وہ گورکھپور چلا گیا
بادشاہ نے بھی یہ سمجھ کر وہ ممالک محروسہ سے باہر چلا گیا اسکا کچھ تعرض نہ کیا اور اس کی تمام
جاگیر محمد قلی برلاس کو عنایت کی -

اسکندر خان اوزبک سلیمان کررانی حاکم بنگالہ پاس گیا - کچھ دنون وہان وہ رہا - افغانون
نے اسکا اپنے پاس رکھنا مناسب نہ جانا اسکی گھات مین لگے کہ اسکندر خان نے منعم خان سے التجا
کی جو کچھ مجھ سے ہوا نادانستگی مین ہوا - مین اس سے خجل ہون - اگر اس عاصی کی درگاہ والا مین شفاعت
کرادیجیے تو اس دنیا مین میری زندگی ہو جائے اور زندگانی باقی بھی ہاتھ آئے - منعم خان نے اس کے
نوشتہ کو اپنی عرضداشت کے ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش کیا - بادشاہ نے فرمان اس کے
امیدوار ہونے کا بھیجا یا وہ خود اور یوسف ولد سلیمان اوزبک کو ہمراہ لیکر ایلغار کرکے بادشاہ پاس
چلا آیا - افغانون کو خبر بھی نہ ہوئی - اسکی تقصیر معاف ہوئی - تھوڑے زمانہ مین ممالک شرقیہ مین کا
لکھنو سکندر خان کو عنایت ہوئی -

سال دہم ۹۷۲ھ کے واقعات مین سے یہ ہے کہ بادشاہ نے حسن خان خزانچی کو ولایت
اڑیسہ مین کہ ہندوستان کے شرقی اور جنوبی سمت مین واقع ہے اور جس زمانہ سے کہ ہندوستان فتح
ہوا ہے کسی سلاطین اسلام کا پرتو بھی اس پر نہین پڑا اور ولایت اڑیسہ کے فرمان روا ہمیشہ باعتبار
اقتدار کے ممتاز رہے - خصوصاً راجہ مکند جو آجکل یہان فرمان روائی کرتا تھا - افغانون کا

[illegible] ۹۷۲

ان راجاؤن کے مستحکم قلعون کے فتح کا ارادہ کیا۔ ۔ ۔ ۔ خیال تک نہین کیا۔ انہون
ہین کہ آصف خان جاگیردار کڑہ ہوا ولایت پنہ کو فتح کیا۔ تو اس ملک مین رانی درگاؤتی
راج کرتی تھی ۔ شجاعت وسخاوت وتدبیر مین نامور تھی۔ اور اپنی صفات برگزیدہ کے
سبب سارے ملک کو اپنی قلمرو مین رکھتی تھی۔ ۲۳ ہزار آباد موضع اسکے تصرف مین تھے۔ بارہ ہزار
موضعون مین اسکے تعلقدار تحصیلدار رہتے تھے۔ اور باقی موضع آباد تھے جنکے راجہ سب اس کے
مطیع تھے۔ اسکا شوہر یہان کا راجہ دلپت تھا۔ جب وہ مرگیا تو اسکا بیٹا بیرنارائن پانچ برس کا
جانشین ہوا۔ اور رانی درگاؤتی نے راجہ ادھار کایتہ اور راجہ مان برہمن کو اپنے ساتھ شریک
کرکے راج کے سارے کاروبار کا اہتمام اپنے ذمہ لیا جنہین وہی غالب رہی۔
لوازم شجاعت مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتی تھی۔ اپنی عقل دوراندیش سے عجیب عجیب
کام کرتی تھی۔ بازبہادر سے بہت دفعہ بڑی بڑی لڑائیان لڑی اور ہر ایک حرب مین غالب رہی۔
بیس ہزار سوار و ایک ہزار ہاتھی اپنے پاس جمع کر لئے۔ سارے راجاؤن کے خزانے اسکے ہاتھ آئے
تیر وبندوق خوب لگاتی تھی۔ ہمیشہ شکار کو جاتی تھی اور جانورون کو بندوق سے شکار کرتی تھی
اسکی عادت تھی کہ جب وہ سنتی کہ کہین شیر آیا ہے تو جب تک اسکو بندوق سے نہ ارلیتی پانی نہ پیتی۔
غرض اسکی بزم اور رزم دونو کی داستانین ہندوستان مین بہت مشہور ہین۔ خوشامدگویون
کے سبب سے اسکو اپنی ظاہری کامروائی پر غرور ہوگیا تھا۔
جب آصف خان نے پنہ کو فتح کیا تو درگاؤتی کو اپنے لشکر و شجاعت و عقل پر ایسا بھروسہ تھا
کہ وہ ایسے زبردست ہمسایہ سے ذرا خوف نہین کرتی تھی۔ آصف خان نے اس ہمسائگی کی حالت
مین ملائمت و موانست کا طریقہ جاری رکھا۔ جاسوسون اور ہوشیار تاجرون کو بھیجکر اسکے دخل و
مخارج کا واقعی حال دریافت کرلیا کہ اس رانی کے پاس بہت خزانے اور دفینے ہین تو اس بلاد
کی عروس کے ہم آغوش کرنے کا اور اس کے ساتھ کدخدا ہونے کا خیال وہ دل مین لایا۔ اول
لہو ولعب کے طور پر اس شاہد کے خط و خال پر دست درازی شروع کی اور سرحد کے مواضع و
قریات کو تاخت و تاراج کرنا آغاز کیا۔ اسی سال ۹۷۱ھ مین بادشاہ کے حکم سے دس ہزار

لڑنے کو کھڑا ہوا - طرفین کے لشکروں نے جنگ میں جان لڑائی - بے اندازہ زد و گیر کے بعد آصف خان غالب آیا - راجہ رامچند شکست پاکر قلعہ باندھو میں کہ یہاں کے قلعوں میں سب سے زیادہ مستحکم ہے متحصن ہوا بہت غنیمت بادشاہ کے لشکر کے ہاتھ لگی اور نامور راجاؤں کی استدعا اور استشفاع سے بادشاہ کا فرمان صادر ہوا کہ راجہ رامچند نے ہماری اطاعت اختیار کی اور وہ ہمارے پاس آنے کو ہے - اس لئے اس کے ملک پر کوئی تاخت نہ کرے - اس فرمان کے موافق آصف خان وہاں سے مراجعت کرکے اپنی جاگیر میں آگیا -

خواجہ عبدالمجید آصف خان کا ولایت گڈھ کٹنگہ کو فتح کرنا ۹۷۰ھ -

خواجہ عبدالمجید آصف خان نے اپنی حسن خدمت سے ولایت گڈھ کو تھوڑے اہتمام سے فتح کرلیا - ہندوستان میں ممالک وسیع ہیں ان میں ایک ملک کو گونڈوانہ کہتے ہیں جسمیں قوم گونڈ بستی ہے - اس قوم میں آدمیوں کی تعداد کثیر ہے - اکثر وہ جنگلوں میں رہتے ہیں - یہیں وہ توطن اختیار کرکے اکل و مشارب مناکح میں سرگرم رہتے ہیں - یہ قوم ہندوؤں کی رذیل قوموں میں سے ہے - ہندو اس قوم کو دین و دنیا کے قوانین اور آداب سے باہر جانتے ہیں اور کمین ذات سمجھتے ہیں - اس ولایت کے مشرق میں رتن پور کہ ولایت جہارکھنڈ میں سے ہے متصل ہے - اسکے مغرب کو اتصال رای سین سے ہے جو صوبہ مالوہ کے مضافات میں سے ہے اس کا طول ڈیڑھ سو کوس ہی اسکے شمال میں ولایت پنہ ہے اور جنوب میں دیار دکن - عرض اسی کوس - اس ملک کو ولایت گڈھ کٹنگہ کہتے ہیں - ایک مملکت وسیع ہے جسمیں بڑے بڑے قلعے وحصن بلند واقع ہیں - اور شہر و قصبات آباد ہیں - ستر ہزار دہات اسمیں بستے تھے سب شہروں میں بڑا شہر گڈھ ہے اور کٹنگہ ایک گانوں کا نام ہے - ان دونوں اسموں کے ساتھ ملکر یہ ملک موسوم ہوا ہے - اسکا دارالحکومت قلعہ چوراگڈھ ہے - پہلے زمانہ میں یہاں راجہ ایک نہیں ہوتا تھا - بلکہ بہت سے راجا و رای راج کرتے تھے - اب بھی گو نظم و نسق سابق درہم و برہم ہوگیا ہے اتنے راجہ ہیں - گڈھ کا راجا - کرولا کا راجہ - ہریا کا راجہ - سلوانی کا راجہ - دانگی کا راجہ - کھتولا کا راجہ - گدہ کا راجہ منڈلا کا راجہ - دیوہار کا راجہ - لانجی کا راجہ - سپاہ اس ملک میں زیادہ تر پیادہ پا ہوتی ہے اور سوار کم - . . . ہندوستان میں جب سے مسلمانوں کی حکومت ہوئی تو انہوں نے

جانا مصلحت ہو تو بتاؤ کہ لشکر کے جمع ہونے تک وہان بسر کرون۔ میرے دل مین تو یہ ارادہ ہے۔ کب تک درختون کی پناہ مین بسر کرونگی۔ میدان جنگ مین حملہ کرون جسکا جی چاہے میری ساتھ چلے ورنہین اپنی راہ لے۔ میری طرف سے اسکو اجازت ہے۔ لڑائی مین ان دو صورتون کے سوا کہ مرنا ہے یا فتح پانی کوئی اور تیسری صورت نہین ہے۔ آخر سب آدمیون نے اسکا ساتھ دیا۔ پانچ ہزار آدمی اس پاس جمع تھے۔ نظر محمد اور آق محمد نے اور بہادرون کی جمع نیز نے سرگریوہ کو کہ نکلنے کی جگہ تھی بزور لے لیا۔ رانی سلاح در بر مغفر بر سر ہاتھی پر سوار اپنے بہادرون کے ساتھ جنگ پر مستعد ہوئی۔ شائستہ طور پر آہستہ آہستہ روانہ ہوئی۔ دلیرون اور دلاورون سے کہتی تھی آگے بہت تیز نہ بڑھو۔ دشمن کو آگے آنے دو۔ غرض ایک جنگ عظیم ہوئی۔ بہت آدمی مارے گئے تین سو مغل قید ہوئے۔ اور رانی نے غلبہ کرکے بھگوڑون کا تعاقب کیا۔ اور گریوہ سے باہر آئی۔ دن ختم ہونے کو تھا۔ رانی نے پوچھا کہ کیا صلاح ہے۔ ہر شخص نے اپنی مردانگی کے موافق بات کہی۔ رانی نے کہا کہ آج ہی کی رات شب خون مارکر دشمن کا کام تمام کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہین منظور تو رات کو آرام کرکے صبح کو آمادہ جنگ ہون۔ مگر اس مین یہ خوف ہے کہ اس گریوہ کے سر پر آصف خان قبضہ کریگا۔ توپخانہ لگا دیگا۔ پھر آسان کام مشکل ہو جائیگا کوئی اسکی صلاح سے متفق نہ ہوا۔ وہ رات کو ٹھیرے۔ رانی نے ماتم رسیدون کو پرسہ دیا گھر آئی تو بعض اپنے دلی دوستون سے شبخون مارنے کے لئے کہا۔ مگر کسی نے اسکا کہا نہ مانا۔ صبح کو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا۔ رانی ہاتھی پر سوار ہوئی اور ہاتھیون کو اپنے مقام پر کھڑا کیا اور لڑنا شروع کیا۔ مردانہ حملے کئے۔ عجیب کارنامے دکھائے۔ تیسرے پہر تک ہنگامۂ جنگ گرم رہا۔ رانی کے بیٹے راجہ بیرساہ نے تین دفعہ بادشاہ کے لشکر کو بھگا دیا مگر آخر کو وہ زخمی ہوا۔ جب رانی کو بیٹے کا یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ اسکو میدان جنگ سے لیجا کر کسی امن مین بھیجدین۔ اس حکم کی تعمیل سے لشکر مین سے ایک جماعت کثیر میدان جنگ سے نکل گئی اور لشکر مین فتور پڑا۔ تین سو آدمی اس پاس رہ گئے

پیادے اور سوار لیکر گڈھہ کی تسخیر کا ارادہ کیا - اور حدود کے جاگیردارون عبد علیخان و مراد خان
و وزیر خان و بابا ے قشقال وغیرہ اور ایک جماعت کثیر کو جمع کیا - رانی کامرانی کے ساتھ بے خبر
راج کر رہی تھی کہ اوسکو خبر لگی کہ لشکر شاہی دموہ مین آ پہنچا - اسکی عملداری مین یہ بڑا شہر تھا - اس سے
اسکی کلول مین غلہ ... لگا - لشکر اسکا گرد آوری کے لئے اور اپنے اہل و عیال کو کسی مین بھیجنے کے لئے متفرق
ہوا - رانی پاس پانچسو آدمی رہ گئے - اسپر بھی رانی اپنی جرأت پر اعتماد کرکے پادشاہ کے لشکر کے مقابل
لڑنے کھڑی ہوئی - غرور کا قاعدہ ہے کہ تہور پیدا کردیتا ہے راجہ ادھار نے جو اشغال حکومت کا کفیل
تھا خیر اندیشی سے رانی سے اپنے لشکر کے متفرق ہونے کا اور شاہی لشکر کے زیادہ ہونے کا حال بیان
کیا تو رانی نے جواب دیا کہ اس لشکر کا برہم زدہ ہونا تو تیری بیوقوفی کے سبب ہے مین نے مدتون
اس دیار مین ریاست کی ہے - بھلا میری طبیعت مین بھاگنے کا خیال کب آ سکتا ہے بیعزت جینے سے
باعزت مرنا خوشتر ہے - اگر پادشاہ دادگر یہان ہوتا تو مین اس پاس جاتی - یہ لوگ میری
قدر کیا جانین - یہی بہتر ہے کہ جوانمردانہ مرجاؤن - چار منزل وہ پادشاہ کے لشکر سے لڑتی چلی
تو دو ہزار آدمی اس پاس جمع ہوئے - آصف خان نے دموہ مین توقف کیا - اعیان دولت نے رانی سے
متفق ہوکر کہا کہ جنگ کرنا مستحسن ہے - مگر سررشتۂ تدبیر کو ہاتھ سے دینا شجاعت و فرزانگی کا آئین
نہین ہے - چند روز مضبوط مقامون مین ٹھیرکر انتظار کرنا چاہیے کہ متفرق لشکر جمع ہو جائے -
رانی یہ بات سنکر گڈھہ کے مغرب رویہ ایک درخت زار مین چلی گئی شمال رویہ اسکے ایک اور درخت
زار تھا اسمین وہ آہستہ آہستہ روانہ ہوئی اور موضع نری مین کہ گڈھہ کے مشرق رویہ ہے پہنچی
وہان آدمیون کی درآمد و برآمد دشوار تھی - چارون طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ تھے - ندی گور
اسکے آگے تھی - ایک جانب اسکے دریاے نربدا بہتا تھا - نہایت تنگ ہولناک ایک گریوہ تھا جسکو دریا پار
جاکر طے کرنا پڑتا تھا تو اس موضع پر رسائی ہوتی تھی - آصف خان دموہ مین رانی کے آنے کی
خبر سنکر ٹھیرا - اسکو نہ معلوم ہوا کہ رانی کہان غائب ہوگئی یہ ملک ایسا تھا کہ اسمین کسی کا پتا لگانا
دشوار تھا - آخر وہ گڈھہ مین آیا - مواضع و قریات پر عمل و دخل شروع کیا - رانی کی خبر پاکر اسکے
پیچھے گیا - جب رانی کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے لشکر کے سردارون کو بلاکر مشورہ کیا کہ اگر کسی وجہ

جس کسی عورت نے اس مین تقاعد کیا اسکو جوج نے مار ڈالا ۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ حرمن
کل سب خاکستر ہو گیا اور اسکو ٹٹولا تو دو آدمی زندہ نکلے ۔ لکڑیان اُنپر ایسی حائل ہوئین کہ آگ سے
بچا دیا ۔ ایک اُنمین رانی کی بہن کملاوتی اور دوسرے پراگڈھ کے راجہ کی بیٹی تھی یہ دونو عورتین کہ
طوفان آتش سے زندہ بچین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گیئن ۔

القصہ جب قلعہ فتح ہوا تو سونا چاندی ۔ زر مسکوک و غیر مسکوک و مرصع آلات و جواہر و لآلی و
ہیاکل و تماثیل و اصنام مرصع سکل ۔ جانورون کی صورتین ساری سونے کی بنی ہوئین ۔ اور اور نفائس
و اجناس بے حساب آصف خان اور اوسکے آدمیون کے ہاتھ آئے ۔ کہتے ہین کہ آصف خان کے فقط
حصے مین سو دیگین اشرفیون کی سوا اور بہت اسباب کے ہاتھ آئین ۔ جب آصف خان کو ایسی دولت
ہاتھ لگی کہ جس سے وہ صاحب خزاین و جواہر ہو گیا تو اسکا اعتبار بہت بڑھ گیا ۔ مگر اُس کی عقل و ہمت
تھی ۔ اس بادۂ ہوش ربا نے اوسکا حوصلہ ظاہر کر دیا کہ ان نفائس اجناس و شرائف جواہر مین سے
بادشاہ پاس کچھ نہ بھیجا ۔ آئین اخلاص تھا نہ انصاف ۔ نہ یہ سمجھا کہ اس حرکت سے میرا دبارہ آئیگا
ہزار ہاتھیوں مین سے دو سو بادشاہ پاس بھیجے ۔ باقی ہاتھیون کو ہضم کر گیا اور ساری دولت و جواہر
خاک پوش کیا ۔ اور کرڑھ اور گڈھ مین تکیہ لگا کے حکومت کرنے لگا ۔

جب بادشاہ تیسری دفعہ علی قلیخان زمان کی تادیب کے لیے جونپور کی جانب گیا ہے تو اوسنے
آصف خان کو بلایا ۔ وہ بادشاہ سے آکر جونپور مین ملا ۔ بادشاہ نے اوسکو سپاہ مین منصب ارجمند
و پایہ عالی دیا ۔ مگر خیانت گزین کو ہمیشہ خوف دامنگیر رہتا ہے وہ فتنہ اندوزون کی باتون مین
آکر گڈھ کو بھاگ گیا ۔ اسنے اپنی کوتاہ خردی اور خست نفس و کفران نعمت کے سبب سے چوراگڈھ کے
خزانون کو چھپا یا تھا ۔ ہر چند اہلکاران سلطنت کو .... وہ رشوت دیتا تھا ۔ مگر ان کا جو بھوکا
پیٹ تو خاک سے ہی نہین بھرتا اس لئے یہ رشوت کام نہ آئی ۔ یہ رشوت خوار ہمیشہ اس کو
رمز و ایما مین ایسی باتین سناتے رہتے تھے جس سے اسکو توہم رہتا ۔ اندنون مین کہ لشکر شائستہ
بادشاہ نے اُسے عنایت کیا تو بڑے بڑے آدمیون کو اُسپر حسد ہوا ۔ متوہمات و تذویرات
مین کوشش کرنا انکا کام ہی ہوتا ہے ۔ اسکے ناقص و رک ۔ معاملہ نافہم ۔ فتنہ اندوزون کی باتون نے

مگر اسکے عزم میں کچھہ سستی نہین ہوئی اپنے بہادرون کو جنگ مین سرگرم کرکے اہتمام کررہی تھی کہ ناگاہ کمان کے قضا خانہ سے ایک تیر اسکی کنپٹی مین لگا۔ اس نے حرکت کرکے اس تیر کو زور سے کھینچکر نکال لیا مگر اسکا پیکان اندر رہا وہ نہ نکلا۔ دوسرا تیر آن کر گردن مین لگا اسکو بھی اپنی ہمت سے نکال لیا۔ مگر درد کی افراط سے غشی نے غلبہ پایا جب رفتہ رفتہ ہوش مین آئی تو ادھار کو کہ جو ہم کا کھیلا تھا اور شجاعت اور رایجہتی مین امتیاز رکھتا تھا اور اسکے آگے ہاتھی پر بیٹھا تھا اسنے مخاطب ہوکر کہا کہ مین نے اس لئے تجھے تربیت کیا تھا کہ کسی دن کام آئے آج وہ دن ہے کہ جنگ مین مغلوب ہوئی ہون مبادا ناموس و ننگ مین مغلوب ہون او مخالف کے ہاتھ لگون۔ حق نمک ادا کر۔ اور اس خنجر آبدار سے میرا کام تمام کر۔ ادھار نے کہا کہ مجھہ مین کہان توانائی ہے کہ اس کام کو کرون۔ جس ہاتھہ نے عطیہ لئے ہون وہ ایسا کار دوراز کار کب کرسکتا ہے۔ مگر ہان مجھہ سے یہ ہوسکتا ہے کہ اس معرکہ کارزار سے باہر لیجاؤن۔ اس فیل بادرفتار پر مجھے بھروسہ ہے۔ جب ادھار کی نرم دلی کی یہ بات سنی تو اس نے دشنام اسکو دی کہ مجھہ پر عار کو گوارا کرتا ہے اور خنجر لے کر اپنا کام تمام کیا۔ مردانہ اس دنیا سے رخصت ہوئی اور اس کے وفادار دوستون نے بھی وفاداری کرکے اپنی نقد حیات کو اس کے کام مین صرف کیا۔ آصف خان کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوئی ہزار ہاتھی اور بہت سا مال ہاتھہ آیا۔ ملک و جمیع ممالک محروسہ مین داخل ہوا رانی کی مدت حکومت سولہ برس تھی۔

جب رانی کی حکومت رانی ٹھنڈی ہوئی۔ آصف خان نے دو مہینے کے بعد قلعہ چوراگڈھہ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ۔ دفائن۔ نفائس جواہر سے بھرا ہوا تھا۔ پہلے راجاؤن کے زمانہ دراز کی کمائی یہان اندوختہ تھی جسکو وہ اپنی سلامتی کا سبب سمجھتے تھے اب وہ ہلاکت کا سبب ہوئی۔ بادشاہ کی سپاہ نے ان خزانون کی طمع مین قلعہ کے فتح کرنے مین جان لڑادی۔ رانی کا بیٹا کہ جنگگاہ سے یہان قلعہ مین آیا تھا کچھہ تھوڑا سا لڑا تھا کہ قلعہ فتح ہوگیا۔ اور راجہ مرگیا۔ بھوج کایتھہ اور میان بھیکاری رومی کو ہندوستان کے راجاؤن کی رسم کے موافق جوہر (جوہر) کی رسم کا مہتمم مقرر کیا۔ چوب وپینبہ وغیرہ وروغن۔ اور اس قسم کی چیزین جمع کین اور خواہی نخواہی عورتون کو اسمین دھکیل خاکستر کیا

پہنچے - اور اُنہون نے مستعد ہوکر بہادر خان کے آدمیون کو پریشان کر دیا - بہادر خان نے حکم بھیجا کہ ہاتھی پر آصف خان کا کام تمام کرین - دو تین تلوارین اس کے لگین و تین انگلیان اسکی اور ملگئین اور ناک پر زخم آیا کہ اسکے بھائی اور بھتیجے نے ایسی بہادری کی کہ اسکو چھڑا لیا اس کارزار مین بہادر پسر وزیر خان نے بڑے کار نمایان کئے - یہ سب حد و دکڑہ مین آگئے آصف خان نے پادشاہ کی خیر خواہی کا سچے دل سے ارادہ کرکے اپنے بھائی وزیر خان کو مظفر خان کے پاس اُسوقت بھیجا کہ پادشاہ پنجاب کو جاتا تھا مظفر خان نے پادشاہ سے عرض معروض کرکے اسکی تقصیرات کو معاف کرایا - اور آصف خان کے نام فرمان بھجوایا کہ وہ بالفعل حدود مانکپور مین مجنون خان قاقشال کے ساتھ رہے اور جب ہم آگرہ مین آئین تو وہ ہماری خدمت مین حاضر ہو +

گکھڑون پر پادشاہ کا فوج بھیجنا سنہ ۹۹۰

پادشاہ کی نیت درست و اندیشہ راست سے مہمات ملکی و مالی مربوط ہوتے ہین جو پادشاہ صاحب اقبال ہوتے ہین وہ شوکت ظاہری اور عظمت معنوی سے اپنے تئین بھول نہین جاتے وہ دلون کے آباد کرنے مین سعی کرتے ہین خرد و بزرگ کی رفاہیت مین اپنی ہمت لگاتے ہین - اور بہ خواہی دولت مندی سے بقدر گنجایش مطابق اپنی نیت کے عمل کرکے اہل جہان کے پاسبان ہوتے ہین - ایزد دانا ایسے پادشاہون کے کام بناتا ہے اور دولت اور عظمت انکی بڑھاتا ہے اور انکے مخالفون کو دوستون سے آزار پہنچا کر اور اقسام نکبت اور انواع نکبت مین گرفتار کرکے معدوم کرتا ہے جنکا باطن دنیا کی ہوا و ہوس سے خراب ہوتا ہے انکے لئے برخلاف نتیجے پیدا ہوتے ہین اسکا چراغ دولت شعلۂ خس کیطرح کم بقا - نہال اقبال اوسکا سایہ درخت کیطرح زود زوال ہوتا ہے اسکی تمثیل ہم آگے بیان کرتے ہین +

گکھڑون کا ملک دریای سند اور دریای بہت کے درمیان پہاڑون کے غار و لنگھٹیون اور شعاب تلال کے درمیان واقع ہے - کوہ سوالک سے لیکر کشمیر کی حدود تک انہین کا ملک گنا جاتا ہے اس ملک مین ہمیشہ انہین کا تسلط رہا - گو سلاطین ہند نے لشکر گران اور استعداد فراوان سے مدتوں تک اس ملک کی امنیت مین صرف کیا ہے اسکا حال پہلے بہت دفعہ لکھا گیا ہے +

ایک بات کی ہزار باتین دورویہ بنائین کہ جنسے وہ مبدل ہوا۔ روز یکشنبہ ۲۰ صفر سنہ ۹۷۴
کو مع اپنی بھائی وزیر خان کے ولایت گڈھ کی طرف چلا اور سب اسباب خیمہ یہین چھوڑا۔ بادشاہ کو
جب یہ خبر ہوئی تو شجاعت خان کو مع اور بہادرون کے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ گنگا کے کنارہ پر
اسکی آصف خان سے خوب بندوق چلی۔ مگر رات ہوگئی تہی اس لئے آصف خان گڈھ کو بھاگ
گیا اور شجاعت خان اسکا تعاقب مشکل سمجھا وہ بادشاہ پاس چلا آیا۔

مہدی قاسم خان کا ولایت گڈھ مین مقرر ہونا۔

جب بادشاہ آگرہ مین آیا تو اس نے آصف خان کی جونپور سے بھاگ جانے کے سبب سے
مہدی قاسم خان کو ملک گڈھ کی حراست کے لئے متعین کیا کہ وہ جاکر وہان بندوبست کرے
اور آصف خان کو پکڑ کر بھیجدے۔ مہدی قاسم خان شائستہ آئین کے ساتھ لشکر لیکر چلا تھا
اور ہنوز گڈھ مین نہ پہنچا تھا کہ آصف خان خبردار ہوکر تحسر و تاسف کے ساتھ ولایت گڈھ کو
چھوڑ کر وحشیون کی طرح جنگل کو چلا گیا۔ مہدی قاسم خان گڈھ پر باستقلال متصرف ہوا اور
آصف خان کے پیچھے پڑا علی قلیخان ہمیشہ اس تدبیر مین رہتا تھا کہ آصف خان کو اپنا رفیق بنائے
اسنے اس حالت مین اسکو خطوط لکھے۔ وہ مع اپنے بھائی وزیر خان کے جونپور مین علی قلیخان سے جاملا۔
مہدی قاسم نے ولایت گڈھ کا انتظام کرلیا۔ جب علی قلیخان کی کمند خدیعت اور دام عجب
مین آصف خان پھنس گیا تو اسکو صحبت خوش نہ آئی۔ اور علی قلیخان کے تکبر بیجا اور ترفع بے معنی
سے وہ رنجیدہ خاطر ہوا۔ علی قلیخان طمع سے اسکے اموال کی تاک مین لگا۔ آصف خان بھاگنے
کی فرصت پانے کا منتظر رہتا تھا۔ اس اثناء مین علی قلیخان نے آصف خان کو بہادر خان کے
ہمراہ بھیجا۔ وزیر خان کو اپنے پاس رکھا۔ وزیر خان نے حقیقت حال اپنی بھائی کو لکھی۔ اور

آصف خان کا قصور معاف ہونا۔

دونون بھائیون نے مل کر ٹھیرالیا کہ کب فرار کرینگے۔ ایک رات بہادر خان سے آصف خان
نے جدا ہوکر کڑہ مانک پور کی راہ لی اور وزیر خان بھی اسی راہ پر جونپور سے بھاگا۔ بہادر خان
کو جب آصف خان کا حال معلوم ہوا تو اس نے تعاقب کیا اور قلعہ چپادہ پر اسے جالیا۔ دونون
لڑائی ہوئی۔ آصف خان شکست پاکر گرفتار ہوا۔ بہادر خان نے اوسکو عماری دار فیل پر سوار کرکے
روانہ کیا۔ بہادر خان کے آدمی تو لوٹنے مین لگے کہ وزیر خان اور اسکا بیٹا بہادر خان آن

اور عذر بدتر از گناہ پیش کئے اور اپنے تسلط مستعار سے ہاتھ نہ اوٹھایا کہ کمال خان اپنے ملک موروثی پر کامیاب ہوتا۔ امراء نے فرط احتیاط سے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا تو از سرنو حکم شاہی صادر ہوا کہ گو سلطان آدم نے اول مرتبہ رابطہ عبودیت کو توڑا مگر اس سبب سے کہ عنایت پادشاہی اسپر چلی جاتی ہے اگر اپنا آدھا ملک اپنے برادرزادہ کو دیدے تو آدھا ملک اس پاس رہنے دو۔ اگر وہ ایسا ہی اپنی نافرمانی پر ثابت قدم رہے تو اوسکی تادیب کیلئے کمال خان کو سارا ملک دلادو۔ سلطان آدم نے پھر سرکشی کی۔ افواج شاہی اوسکے سرپر چڑھی۔ قصبہ ھیلان مین ایک جنگ عظیم ہوئی۔ گکھرون کی سرشت مین جرأت و جلادت داخل ہے۔ جدال و قتال واقع ہوا۔ مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اور ان صحرائی وحشی نژادون کو ہزیمت ہوئی۔ سلطان آدم دستگیر ہوا اور اسکا بیٹا لشکری خان بھاگ کر کشمیر گیا۔ اور کچھ دنون گمنام رہا۔ تھوڑے دنون بعد وہ بھی اسیر ہوا گکھرون کا تمام ملک پادشاہ کے قبضہ مین آیا۔ وہ کمال خان کو بالاستقلال دیا گیا۔ سلطان آدم اور اوسکا بیٹا اوسکے حوالہ ہوا۔ اس نے بیٹے کو تو وہان بھیجا جہان سے کوئی آ نہین سکتا اور باپ جب تک نہ مرا قید سے نہ چھوٹا۔ اگر وہ پادشاہ کے حکم کی اطاعت کرکے آدھے ملک پر قناعت کرتا تو کل ملک سے محروم نہ ہوتا۔ اس نافرمانی نے اسکو اور اسکے خانمان کو برباد کردیا۔

تنبیہ پرگنہ بھکنہ کا پادشاہ خود فرمانا سنہ ۹۶۹

دارالخلافہ آگرہ سے تین کروہ پر ایک قصبہ سکیتہ تھا اسکے دیہات کے باشندے بڑے سرکش خصوصاً پرگنہ بھکینہ کے آٹھ موضعون کے باشندے سرکشی۔ دزدی۔ آدم کشی۔ بے باکی۔ و بے اعتدالی مین اپنا جواب نہین رکھتی تھی وہ خود گھوڑے تھے اور اونکے محال و مساکن قلب تھے۔ بہتو جسکو نادان مردانگی کہتے ہین وہ انہین تھا۔ ہمیشہ حکام و عمال انکے بیداد کے ہاتھ سے فریاد کرتے تھے سنہ ۹۶۹ مین پادشاہ یہان شکار کھیلنے آیا تو ایک برہمن ھاپہ نامی فریادی آیا کہ یہان کے آدمیون نے میرے بیٹے کو مار ڈالا ہے اور اسکا اسباب لوٹ لیا ہے۔ اس مظلوم کی نالش سُنکر اس فرقہ متمردہ کی تادیب کے لئے صبحکو خود پادشاہ گیا تو وہ سرکش بھاگ کر موضع پرونکہ مین پہنچے۔ یہان پادشاہ نے پہلے اپنے آدمی بھیجکر فہمایش کرائی کہ راہ راست اختیار کرین مگر اونہوں نے نہ مانا اور

مگر اس زمانہ ۹۷۰ھ مین بادشاہ کی حسب لخواہ یہ کام ہو گیا اور ملک اُس کے تصرف مین آگیا جسکا بیان آگے ہوتا ہے کہ قوم گکھر ہمیشہ سے خاندان تیموریہ کی دولتخواہی اور یکجہتی کا دم بھرتی تھی۔ اس لئے بادشاہ کی توجہ اس ملک کے تسخیر کیطرف نہ ہوتی تھی سلطان آدم بادشاہ کی خدمت مین ۹۶۲ھ مین حاضر ہوا تھا اور اپنے ملک کی حکمرانی کا فرمان لکھا کر لے گیا تھا۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سلطان آدم کا بھتیجا کمال خان کسی طرح سے گوالیار کے قیدیون مین سے بچا تھا اور حضرت جنت مکانی کی خدمات بجالاتا تھا اور خان زمان خان جسوقت عدلی سے لڑا تھا تو وہ سرکار لکھنؤ اور پرگنہ مسوہ اور بھوراور اور محال جاگیر مین رکھتا تھا حکم بادشاہی جمعیت شائستہ ہمراہ لیکر وہ شریک خدمت ہوا اور اس جنگ مردآزما مین اتنے کارنامے ظہور مین آئے۔ جب بادشاہ کو اسکا اچھا حال معلوم ہوا تو بادشاہ نے کمال عنایت سے فرمایا کہ جو اسکا مقصد ہو اپنا وہ عرض کرے ہم اوسی پورا کرینگے تو اوس نے عرض کیا کہ مجھپر میری حیثیت سی زیادہ حضرت شہنشاہ نے عاطفت فرمائی۔ اب وطن کے سبب یہ آرزو ہے کہ مجھکو میرے باپ کا ملک ملجاوے۔ جب سے مین ناکام ہوا اور سلیم شاہ کی قید مین پڑا میرے ملک موروثی پر میرا چچا آدم متصرف ہوا۔ اس غم سے ہزارون غم میرے دل مین ہین۔ پہلے خاندان سور کی تاریخ مین ہم نے اس قوم اور سور افغانون کی حالات بیان کردیئے ہین۔

جب کمال خان نے اپنی ناکامی کو معروض کیا اور اپنے توطن قدیم کے لئے التماس کیا تو۔ بادشاہ نے یہ حکم جاری کیا کہ گکھرون کی جو ولایت سارنگ خان کے تصرف مین تھی اور اب وہ سلطان آدم پاس ہے اسکے دو حصے کیئے جائین اور ایک حصہ اسکو حوالہ کیا جاے دوسرے حصے پر کمال خان متصرف ہو۔ پنجاب کے جاگیردارون کو حکم ہوا کہ اگر سلطان آدم اس حکم سے سرتابی کرے تو اوس ولایت مین پنجاب سے افواج جاکر اسکی نافرمانی کا پاداش کرکے سر اسکی گود مین رکھے کہ اور وحشی سرشت صحراپرور ون کو عبرت ہو۔ کمال خان اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے پنجاب مین آیا۔ بادشاہ کے فرمان کے مطابق امراء عظام نے سلطان آدم سے حکم شاہی گذارش کیا۔ اس نے بادشاہ کے حکم کو نہ مانا اور

غنی خان کی اعانت اور کمک کے لئے بہت سے امیر اور ایک جماعت کثیر بسر کردگی
ابوالہاشم بھیجدی۔ یہ ابوالفتح منعم خان کا سگا بھتیجا اور فضیل بیگ کا بیٹا تھا۔ چند روز غنی خان
اور ابوالفتح نے معاونت و موافقت سے کام کیا اور ملک مین امن و امان رہا۔

بادشاہ کو ہمیشہ کابل اور اسکے حدود کے انتظام کی اور وہان کے سوانح کے استخبار کی طرف
توجہ رہتی تھی۔ اسنے سنا کہ ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم نے غنی خان کو اُسکی بے اعتدالیون کے
سبب عشرت سرائے کابل سے باہر نکال دیا۔ بادشاہ نے منعم خان کو مرزا محمد حکیم کا اتالیق
مقرر کرکے کابل کو رخصت کیا۔ اس سرگذشت کی تفصیل یہ ہے کہ اگرچہ فضیل بیگ آنکھون سے
اندھا تھا۔ مگر گربزی و شرارت مین ہمہ تن چشم تھا اور اپنے بھتیجے غنی خان کی حکومت سے
ہمیشہ پیچ و تاب کھاتا تھا غنی خان اصل مین ہوشمندی و سعادتمندی سے بے نصیب تھا
پھر اوسپر ریاست کی سرمستی نے اسے اور بھی پایۂ اعتدال سے گرادیا تھا اور بدمصاحبی نے
کہ آدمی زاد کی بدترین آفات ہے اور بھی اسکو شقاوت کے گڑھے مین دھکیلا تھا اس نے
ماہ چوچک بیگم اور اسکی جماعت کو اپنے ساتھ متفق کیا۔ شہریور ۹۸۰ھ مین غنی خان ایک دن
فالیز بر زمہ کی طرف گیا تھا کہ اس نے شہر کو مستحکم کرکے قلعہ کے دروازے بند کردیے اور لشکر آراستہ
کرکے کھڑا کردیا کہ غنی خان کو شہر مین آنے نہ دے وہ سیاہ سنگ کے پشتہ پر دروازہ کے
سامنے آیا مگر کچھ نہ کرسکا اور پہلوان عیدی کوتوال کو ایلچی بناکے بھیجا کہ مکر و تزویر سے کام چلائے
اس نے جاکر غنی خان سے کہا کہ تو بادشاہ کے حکم سے یہان کی حکومت کے لئے نہین مقرر
ہوا۔ تیری ستمگاری اور بے اعتدالی سے یہان کے آدمی تنگ آگئے ہین اس لئے مناسب
یہ ہے کہ صحیح سلامت بادشاہ کی خدمت مین جائے اور وہان اپنے اطوار کو درست کرے
اور بادشاہ کا فرمان یہان کی حکومت کے لئے لائے تو اوسپر عمل کیا جائے۔
اسی گفتگو مین غنی خان سے آدمی جدا ہونے شروع ہوئے۔ وہ ایک عرصہ تک کھڑا
رہا کہ شہر مین جانے کی کوئی صورت نہ ہوئی اور قریب تھا کہ گرفتار ہوجائے کہ حمزہ
عرب اور میر سید غیاث الدین نیشاپوری کی ہدایت سے وہ جلال آباد مین آگیا۔

جلال آباد میں غنی خان کا چلا جانا ۹۸۰ھ

موضع کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے کھڑے ہوئے۔ انکی جمعیت چار ہزار آدمیونکی تھی اور پادشاہ کے پاس دو ہزار آدمی تھے۔ طرفین مین ہنگامہ زد و خورد گرم ہوا۔ پادشاہ نے دیکھا کہ ہوا کی شدت سے اور آگ کی گرمی سے جوان موضع کے اطراف مین لگ رہی تھی۔ کچھہ آدمی اس کے درختونکے سایہ مین بیٹھے تھے۔ انسے چشم پوشی کرکے پادشاہ خود لڑائی مین مصروف ہوا۔ پادشاہ نے دیکھا کہ ایک جیبہ پوش مقبل خان ایک کوٹھے پر ایک دشمن سے کشتی لڑرہا ہے اور اسکو کوٹھے سے پھینکنا چاہتا ہے کہ دشمن نیچے اور آدمی آگئے اور اوسکا کام تمام کرنے کو ہین تو اوس نے ہاتھی لپکایا اور کوٹھے کے نیچے آنکر اپنے آدمیون کو اوپر چڑھایا۔ ایک آدمی خود پادشاہ کے اوپر سے چڑھا اور مقبل خان کو بچایا دشمن کا کام تمام کیا۔ سرکش ایک مضبوط حویلی مین تھے۔ پادشاہ نے خود جاکر اس حویلی کی دیوارونکو ہاتھیون سے ڈھوایا اور ایک ہزار سرکشون کو قتل کرایا۔ پادشاہ کی سپر پر رجپوتون کے سات تیر لگے جنمین پانچ پانچ انگل اسکے اندر گھس گئے۔ اور دو باہر لٹکتے رہے۔ عادل خان نے پادشاہ کو پہچانا نہین اسکی یہ بہادری دیکھ کر کہا کہ تو اپنا نام بتا کہ مین پادشاہ سے تیری اس بہادری کا ذکر کرکے سفارش کرون۔ پادشاہ نے اپنی صورت اسکو دکھائی اور اسکا شکریہ ادا کیا۔ پہر دن باقی تھا کہ بادشاہ اس کام سے فارغ ہوا۔ اس سے سرکشون کو بڑی عبرت ہوئی۔

کل معاملات و مہمات کابل جو اوس پادشاہ کی عہد سلطنت مین واقع ہوئے

منعم خان کا کابل مین تعین ہونا سنہ ۹۷۰ھ —

ہم اول کابل کا بیان وہانتک بیان کرچکے ہین کہ مرزا سلیمان کا خطبہ کابل مین منعم خان نے پڑھوایا اور مرزا سلیمان بدخشان چلا گیا اب آگے داستان سنو۔ جب پادشاہ نے منعم خان کو تو اسنے کابل اپنے پسر غنی خان کے سپرد کیا۔ حیدر محمد خان اختہ بیگی کو اسکا مساعد و معاون بنایا کہ حدود کابل کی مہمات کا انتظام دونو ملکر کرین۔ مگر دونو کوتہ حوصلہ اور طفل مشرب تھے آپسمین نہ بنی بگاڑ ہوا تو پادشاہ پاس دہلی مین غنی خان کی عرضداشت آئی جس سے معلوم ہوا کہ حیدر محمد آختہ بیگم نارامن ہے۔ پادشاہ نے منعم خان سے مشورہ لے کر حیدر محمد کو بلالیا۔ اور

غنی خان فتحیاب ہوکر کابل مین آیا۔ تحکم و ترفع خود رائی و خود آرائی مین مصروف ہوا۔ اور سرکار محمد حکیم کو بے حقیقت سمجھکر اس کی پروا نہ کی۔ اس سبب سے مرزا کی آدمی اور کل اہل کابل اس سے تنگ دل ہوئے۔ وہ فضیل بیگ اور اوسکے بیٹے ابوالفتح کے ساتھ شریک ہوکر اسکے دفع کے درپے ہوئے۔ غنی خان ایک دن فالیز پر گیا۔ تو خربوزہ خورترا لبفالیز گاہ کو نہ سمجھا۔ رات کو وہین آرام کیا۔ ابوالفتح بیگ و شہر کے ناموروں نے مرزا محمد حکیم کو قلعہ کابل کے آہنین دروازہ پر لاکر نقارہ اور نفیر کا آوازہ بلند کیا اور ایک غلغلہ عظیم شہر والون نے مچایا۔ غنی خان یہ سنکر سراسیمہ ہوا۔ شہر کی طرف دوڑا۔ جب وہ اسکے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ ابواب موافقت مسدود اور مداخل مخالفت مفتوح۔ توپخانہ سے ایک گولہ بھی اسکے شامیانہ پر لگا۔ غرض یہ حال دیکھ وہ ہراسان حسرت و حرمان کا داغ دل کی آرزو اور ارمان کا درد لیکر اور خان و مان و حکومت کابل سے دل برکندہ ہوکر ہندوستان کو چلا۔ جانے کے بعد ماہ چوچک بیگم نے مرزا محمد حکیم کی وکالت فضیل بیگ کو دی۔ مگر وہ نابینا تھا اس لئے اسکا بیٹا ابوالفتح بیگ باپ کی نیابت مین مہمات و معاملات فیصل کرتا تھا۔ باپ آنکھونکا اندھا تھا۔ مگر بیٹا عقل کا اندھا تھا۔ اس نے جاگیرین اندھا دھند تقسیم کین۔ بُری بُری جاگیرین سرکار مرزا کے ملازمون اور اچھی اچھی جاگیرین چن کر اپنے یگانون کے واسطے تجویز کین مرزا خضر خان کو کہ سرداران ہزارہ مین تھا غزنین آیا اور بابوس بیگ کو مقید کرکے اسکے حوالہ کیا۔ اس نے اس بیچارہ کا تمام اموال اور اسباب باقیماندہ لیکر اسکو مار ڈالا۔ جس شخص کو نہ عقل صلاح بین ہو کہ اوسکی روشنی سے مسالک اعمال مین چلے۔ نہ دیدۂ بینا ہو کہ اوروں کے احوال کو دیکھ کر عبرت پکڑے۔ نہ مصاحب خیر اندیش و رہبین ہو کہ اوسکے سخن پر اعتماد کرے تو وہ اس سرا کے مکافات مین اپنے کئے کی سزا پاتا ہے ابھی دو مہینے بھی نہ گذری تھی کہ مرزا کی والدہ اور قدیمی ملازم اس کی ستم کی برداشت نہ کرسکے اونہون نے ایک دن دعوت مین اپنے خیمے مین بلایا اور

اور شہر مین اوسکا تمام مال و اسباب غارت ہوا۔ کابلیون کو یہ دلیری اس سبب سے ہوئی
کہ اسنے توکل خان قوچین سے بدسلوکی کی ہتی جسکی سرگذشت یہ ہے کہ غنی خان کو جوانی
اور ریاست کی مستی نے شقی بنا دیا تھا وہ اپنا فائدہ اورون کے نقصان مین دیکھتا تھا
ستیزہ کاری اور ہرزہ درائی مین لگا رہتا تھا کسی کے پایۂ قدر کو جانتا نہ تھا۔ بدمستانہ سلوک
کرتا تھا۔ توکل خان قوچین ناموردلاورون اور جنت آشیانی کے مقربون مین سے تھا
اس سبب سے اسکو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کرکے قید کردیا **شعر** بد با تو نہ کرد ہر کہ
بد کرد ✤ آن بد بیقین بجائے خود کرد ✤ بعض ارباب صلاح نے بیچ مین پڑکر اسکو قید
سے خلاص کرایا توکل خان نے اس بے آبروئی کے سبب سے یہان کا رہنا چھوڑا—
بابا خاتون کے موضع مین صبر کئے منتظر بیٹھا رہا۔ کہ کب موقع ملے کہ انتقام لون۔ اندنون مین
بلخ سے ایک قافلہ آیا تھا۔ اسکا اسباب انتخاب کرنے کے لئے غنی خان چار یکاران مین
کچھ تھوڑے آدمیون کو ساتھ لیکر آیا۔ یہان آکر بزم بدمستی ترتیب دی اور ترانۂ خود پرستی
ساز کیا۔ توکل خان نوگاہ و بیگاہ انتظام کی گھات مین لگائے رہتا تھا۔ اسکو خوب
یہ موقع ہاتھ لگا۔ آدھی رات کو وہ غنی خان پر چڑھ گیا۔ وہ شراب پیئے خواب مین تھا
اسکو پکڑ لیا۔ اور زبانی سرزنش مین اپنی بھڑاس نکال کر دل کو ٹھنڈا کیا۔ یہ سمجھ کر کہ جب
حاکم کو گرفتار کر لیا تو شہر لے لینا کیا بڑی بات ہے۔ وہ لشکر لے کر شہر پر گیا۔ مگر ناکام رہا۔
صلح اسطرح ہوگئی کہ کابل کا پانچوان حصہ سنار سے حد ضحاک تک اس پاس رہے اور
غنی خان خلاص ہو ✤ **ابیات** در اندیش اے حکیم از کار ایام ✤ کہ پاداش
عملہا بی سرانجام ✤ سلامت بایدت کس را میازار ✤ ادب را در عوض تیر است بازار ✤
غنی خان نے کابل مین آکر اپنی جگھ ابھی گرم نہین کی ہتی کہ اُس نے عہد و پیمان کے
دفتر کو چھپر پر رکھا اور جمعیت تمام کے ساتھ توکل خان سے انتقام لینے کے لئے اسکے
سر پر چڑھ گیا۔ توکل خان اس سے لڑ نہ سکا۔ کوئی لکھتا ہے کہ وہ پادشاہ پاس
ہندوستان بھاگا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ غنی خان سے لڑا اور اسکا سارا کنبا مارا گیا

منعم خان کا حال سنہ ۹۷۰ھ — ابوالمعالی کا حال سنہ ۹۷۱ھ

قریب مقام خواجہ رستم مین منعم خان اور لشکر کابل مین لڑائی ہوئی اور منعم خان کو شکست فاحش
ہوئی۔ تیس لاکھ ٹنکہ کا اسباب اسکا غارت ہوا۔ گر سپاہ لوٹ پر نہ جھک پڑتی تو منعم خان
بہی گرفتار ہو جاتا۔
اب منعم خان بکرام مین آیا۔ پادشاہ پاس اپنے حال کی عرضداشت بھیجکر درخواست کی
کہ حج کی اجازت پاوے۔ اور اگر یہ اجازت نہ ہو تو پنجاب مین جاگیر عنایت کیجیے۔ پادشاہ
نے اسے لکھا کہ جو تمہاری پہلے جاگیر تھی وہ بدستور تمہارے لئے مقرر ہوئی۔ یہان ہمارے
پاس چلے آؤ۔ وہ اواخر سنہ ۹۷۰ھ مین پادشاہ پاس چلا آیا۔ مگر نہایت شرمندہ و خجالت زدہ
رہتا تھا
ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ ابوالمعالی اپنے رنگ بو و مکر و تزویر سے پاگھبانون کی بدنیتی
و کرسنہ چشمی سے اول سال جلوس مین لاہور سے کلکز کوتوال کی بند سے بھاگا تھا۔ باقی
آیندہ حال اسکا بطریق اجمال لکھتے ہین۔ وہ کابل کی مہمات سے بھی کچھہ تعلق رکہتا ہے *
یوسف کشمیری اسکا خدمتگار تھا۔ اسکے توسل سے وہ گکھرون کی ولایت مین گیا۔ کمال خان
زمیندار نے اسے مقید کیا۔ حیلہ سازی کرکے یہان سے بھی بھاگا اور نوشہرہ مین کہ بھمبر اور راجوری
کے درمیان ایک قصبہ ہے گیا۔ اندنون مین حاکم کشمیر غازی خان سے کشمیر مین شورندہ خاطر
ہو رہے تھے۔ یہان ابوالمعالی پاس آٹھہ سات سو کشمیری اور تین سو مغل اور فراہم ہوگئے
شمس ملک چارورہ اور خواجہ حاجی ملازمان جنت مکانی نے آنکر اور اسکے ہنگامہ کو رونق
دیدی۔ دولتخان ملک حاکم کشمیر جسکو غازیخان مذکور نے کور کیا تہا اور کشمیر کے اور بڑے بڑے
امیر اُس پاس مجتمع ہوگئے۔ اس جماعت کو لیکر وہ پٹن مین غازی خان سے لڑا۔ مگر
ناکام رہا۔ آوارہ ہوکر پھر ہندوستان مین آیا۔ آشفتہ و پریشان تغیر وضع کرکے گاؤن
گاؤن پھرتا پھرتا دیبالپور مین آیا۔ جو بہادر خان کے برادر علیقلیخان کی جاگیر مین تہا۔ بہادر خان
کے ایک نوکر تولک کے گھر مین چھپا پڑا رہا۔ تولک کی بیوی اپنے خاوند سے ناراض تھی
اسنے بہادر خان سے جاکر کہدیا کہ ابوالمعالی میرے گھر مین چھپا ہوا ہے اور تیرے مارنے کو

اسکو خوب شراب پلا کر مست کیا۔ جب نشہ کا زور ہوا اور وہ سو گیا تو اوسکو اس جماعت
نے کہ خونریزی سے مخمر ہو رہی تھی مار ڈالا۔ سر کاٹ نیزہ پر لگایا۔ دھڑ کو پھینک دیا۔
جب ابو الفتح کی سرگذشت فضیل بیگ نے سنی وہ سب اپنا اسباب لے دلو دکر اپنے داماد مرزا
سنجر لیسہ خضر خان پاس جانا چاہتا تھا کہ اہل کابل نے اوسے بھاگنے کی فرصت نہ دی۔ اور
بیٹے پاس جلد پہنچا دیا اس واقعہ کے بعد بیگم نے ولی بیگ کو وکیل سلطنت مقرر کیا۔ یہ بھی عقل کے
پورے تھے اپنا لقب عادل شاہ رکھا۔ بادشاہ ہی اپنے تئین کم سمجھا۔ جو خطاب پادشاہ
دیتے ہیں وہ اس نے عطا کرنے شروع کئے۔ تھوڑے دنوں میں بیگم نے اسکی نیت کے فساد
کو سمجھ کر اسکو عدم آباد میں بھیجدیا۔ خود آپ کابل کا انتظام کرنا شروع کیا اور مصلحت وقت
سمجھ کر حیدر قاسم کوہ بر کو جسکے باپ دادا بابر و ہمایون کے وقت سے امیر چلے آتے تھے مرزا
کا وکیل مقرر کیا۔

جب پادشاہ کو مہمات کابل کی پریشانیوں پر علم ہوا تو اس نے مرزا محمد حکیم کا اتالیق منعم خان
کو مقرر کیا کہ وہان جا کر اپنے بیٹے کا انتقام وہ لے اور کابلیوں کے احوال کی پریشانیوں کا
تدارک کرے اوسکے ساتھ اور امراء بھی گئے۔ منعم خان دوڑا دوڑ جلال آباد میں آیا اور
اپنے ہمراہیان کے ساتھ چلنے کی بھی پروانہ کی۔ ماہ۔ چوچک بیگم نے جب سنا کہ منعم خان
آتا ہے تو وہ ڈری کہ معلوم نہین منعم اپنے برادر و پسر و برادرزادہ کے انتقام کے لئے کیا
کیا ستم برپا کریگا۔ اسنے اپنے امراء سے مشورہ لیکر ایک سپاہ کو اور اسکے ساتھ مرزا
محمد حکیم کو کابل سے روانہ کیا کہ لمغانات مین جا کر منعم خان سے لڑین۔ اس نے کہا کہ
اگر مصاف مین ہم غالب ہوئے تو اس سے بہتر کیا ہے اور اگر مغلوب ہوئے تو پادشاہ
پاس بھاگ جائینگے۔

وہ غلامان مین منعم خان پہنچا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ عیدی سرمست جلال آباد مین
آیا اور اوس نے قلعہ کو مستحکم کیا۔ دوسرے روز خانخانان نے جلال آباد کے قلعہ کا
محاصرہ کیا۔ اسی اثناء مین اس پاس خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم اور لشکر کابل کا آپہونچا۔ چہار باغ

منعم خان کا کابل کی طرف جانا اور شکست پانا ۹۷۰ سنہ

ابوالمعالی کا جالور مین [illegible]

کہ قلعہ عہد و پیمان کر کے حسین قلی کو حوالہ کیا۔ حسین قلی نے قلعہ اپنے معتمد کو حوالہ کیا اور مرزا کو پیچھا کیا۔ اس کو ممالک محروسہ سے باہر نکال دیا +

جالور مین ابوالمعالی اور مرزا شرف حسین مین ملاقات ہوکر یہ عہد و پیمان ہوئے کہ ابوالمعالی تو کابل جائے اور وہان سے مرزا محمد حکیم کو لاکر ہندوستان کا بادشاہ بنائے اور یہان جسقدر ہوسکے بغاوت پر لوگون کو مرزا آمادہ کرے۔ ابوالمعالی مرزا کے تین سو آدمی لیکر حاجی پور کی طرف گیا۔ جہان حسین قلیخان اور اور امراء کے اہل و عیال تھے۔ مگر یہان پہلے بادشاہی لشکر آگیا تھا کچھ کام اوسکا نہ بنا۔ مایوس ہوکر نارنول گیا۔ نارنول سے کچھ خزانہ بادشاہ پاس جاتا تھا کہ ابوالمعالی نے اسے لوٹ لیا۔ اور شہر کو بھی غارت کیا۔ جب بادشاہی لشکر وہان بھیجا گیا۔ احمد بیگ و اسکندر بیگ نے نارنول سے بارہ کوس پر ابوالمعالی کے بھائی خانزادہ محمد کو گرفتار کیا۔ بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر نارنول کو ابوالمعالی بھاگا۔ لشکر شاہی نے بھی اسکا پیچھا کیا۔ دھرسو کے مقام مین احمد بیگ و اسماعیل علی قلیخان کے آدمیون کو دو شتر بار زر ہاتھ آگئے .. زبردست آدمیون مین ایسا نزاع ہوا ان کو مناجون مین کچھ گفتگو و رنجش ہوئی۔ اس سبب سے اسمعیل قلی دھرسو مین رہا اور احمد بیگ و اسکندر بیگ آگے ایک منزل گئے۔ بدخشیون اور ماوراء النہریون نے بھی غدر مچایا [illegible] ایک نمکحرام ان سے جدا ہوکر ابوالمعالی پاس گیا اور کیفیت حال پر مطلع کیا وہ ایک درخت زار مین کمین مین بیٹھا۔ جب احمد بیگ و اسکندر بیگ نکلے تو اس نے کمین سے نکل کر انپر حملہ کیا۔

جب ابوالمعالی کو بادشاہ کے لشکر کے آمد کی خبر ہوئی تو وہ بھاگ کر کابل کی طرف بے راہ چلا بادشاہ اوسوقت متھرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اس نے ابوالمعالی کے تعاقب مین بداغ خان اور سردارون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب تک ابوالمعالی ہاتھ نہ آئیگا یوسے وہ باز نہ آئین جب ابوالمعالی ملک سندھ مین پہنچا تو اوسنے ماہ چوچک بیگم والدہ مرزا محمد حکیم کو ایک عرضداشت بھیجی اور اپنی پیشانی پر یہ شعر لکھا ؎ تا برین در نہ پئے عزت وجاہ آمدہ ایم + از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم + بیگم نے بھی اس عرضداشت کے جواب مین یہ مصرع لکھا ہیچ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

ارادہ رکھتا ہے۔ بہادر خان نے فوراً آنکر ابوالمعالی کو گرفتار کرلیا۔ اور مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوادیا۔ اس نے اپنے بہنوئی ولی بیگ کو سپرد کیا کہ بکر کی راہ سے گجرات اسے بھیجے کہ وہان سے وہ حج کو جاوے۔ شاہ ابوالمعالی جب گجرات مین آیا تو یہان ایک خون کرکے دیار شرقیہ مین علی قلیخان کے پاس بھاگا۔ اس نے پہر اسکو مقید کرکے بیرام خان پاس بھجوایا۔ بیرام خان نے بیانہ مین اسکو مقید کیا۔ مگر جب اسکے کام مین تذبذب واقع ہوا اور وہ الور گیا تو راہ مین بیانہ مین اُسے قید سے رہا کردیا۔ پھر وہ پادشاہ پاس آیا۔ پادشاہ نے اس کو حج کے لئے بھجوایا۔

سنہ ۹۷۰ھ مین وہ حج سے فارغ ہوکر ہندوستان مین آیا۔ حاجی ہونے سے اور زیادہ پاجی ہوگیا۔ نہ وہ اپنے مرتبہ کی حد کو پہچانتا۔ نہ پادشاہ کے عفو کی قدر کرتا۔ نہ اخلاص گری دل مین رکھتا۔ نہ عقل معاملہ دان۔ وہ گجرات سے جالور مین آیا۔ مرزا شرف الدین حسین سے ملا وہ پادشاہ سے بگڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس مرزا کا حال سنو۔

مرزا شرف الدین حسین بڑا اشراف زادہ خواجہ احرار کی اولاد مین تھا۔ پادشاہ نے اس اشراف خاندانی کے سبب سے اپنی بہن بخشی بیگم کا نکاح اس سے کیا تھا وہ بڑا اعتبار اور امیر الامرا کا خطاب رکھتا تھا۔ اسکے لئے جاگیر سرکار ناگور اور اس کی حدود مقرر ہوئی تھی + معلوم نہین کہ مرزا کو کیا سودا ہوا کہ پادشاہ کی درگاہ سے صفر سنہ ۹۷۰ھ کو اجمیر و ناگور کی طرف بھاگ گیا۔ ششم صفر اسکی تاریخ ہوئی۔ پادشاہ کو اس حرکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اسکا سبب ئے مالیخولیا کے کچھ اور نہ معلوم ہوا۔ پادشاہ نے حسین قلی بیگ پسر ولی بیگ ذوالقدر کو ناگور مین بجائے مرزا کے مقرر کیا اور حکم دیا کہ اگر مرزا اپنے کردار ناہنجار سے باز آئے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر کافر نعمتی کرے تو اسکو ایسی سزا دو کہ اوروں کو عبرت ہو۔ حسین قلی حاجی پور مین اہل و عیال کو چھوڑ کر ناگور اس طرح گیا کہ فتنہ پردازی کا منصوبہ زنانہ بن پڑا۔ وہ اجمیر مین اپنے معتمد ترخان دیوانہ کو حاکم مقرر کرکے جالور گیا جسے اب قبضہ کیا تھا۔ جب پادشاہ کا لشکر اجمیر گیا تو اس دیوانہ نے عاقلانہ کام یہ کیا کہ

مرزا شرف الدین حسین کی بغاوت اور اس کا شاہ ابوالمعالی سے ملنا

ہو کر وہ تنخواہون کی تعلیم سے پوشیدہ اپنے آدمی مرزا سلیمان کے پاس بھیجے
اور اوسکے آنے کی اور انتقام کی چارہ جوئی کی استدعا کی ۔
مرزا سلیمان کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ کابل پر اُدھار کھائے ہوئے
بیٹھا تھا فوراً خرم بیگم کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوا ۔ ابو المعالی اپنی بیخردی سے مرزا
محمد حکیم کو اپنے ساتھ متفق جانتا تھا ۔ ادہر یہ اسکو اور کابلی لشکر کو لیکر آب غوربند کے
پل پر پہنچا اور اُدھر مرزا سلیمان کا لشکر بھی یہان پل پر آیا دونون لشکرون مین
لڑائی ہوئی ۔ کابلیونکو شکست ہوئی ۔ مرزا محمد حکیم کو لوگ لشکر کا افسر بنا کے لیگئے
اور اس بہانہ سے مرزا سلیمان کے پاس لے آئے اب حقیقت حال سے ابو المعالی کو اطلاع
ہوئی تو آنکھین کھلین اوسنے لڑنے سے دل برداشتہ ہو کر بھاگنے کی ٹھیرائی مگر دشمنون نے بھاگنے
نہ دیا اسکو پکڑ کر مرزا سلیمان کے پاس لائے اسنے مرزا محمد حکیم کے پاس اسے بھیج دیا اسنے عید رمضان ۹۷۱ کو اوسے پھانسی دی

٥ چو بد کردی مباش ایمن ز آفات + کہ واجب شد طبیعت را مکافات +

مرزا سلیمان مہمات کابل کی سرانجام کرنے مین اور مرزا محمد حکیم کی تربیت مین مصروف
ہوا ۔ بدخشان سے اپنی لڑکی کو بلا کر مرزا سے نکاح کر دیا ۔ امید علی کوکہ اسکے امراء
معتمد مین تھا مرزا کا وکیل بنایا اور خود بدخشان چلا گیا ۔ خرم بیگم بجد تھی کہ کابل کو
بدخشان مین مرزا سلیمان ملالے ۔ مگر اس نے یہ بات نہ مانی اور کہا کہ اس کام کے جلد کرنے
مین نیک نامی نہین ہے کچھہ دنون بعد یہی صورت ہو جائیگی ۔ بالفعل اس نے کابل پر
قبضہ رکھنے کی بسم اللہ یہ کی کہ ولایت کابل کا تین چوتھائی حصہ جو عمدہ تھا وہ بدخشانیونکو
جاگیر مین دیا اور ایک چوتھائی حصہ جو برا تھا وہ کابلیون کو جاگیر مین دیا ۔
مرزا سلیمان کو بڑا ارمان تھا کہ وہ کابل پر متصرف ہو ۔ اور بدخشان کے کسی محال
مین مرزا محمد حکیم کو رکھے اس لئے وہ دوستی کے لباس مین دشمنی کا کام کر گیا کہ بدخشیون کو
کابل مین جاگیردار بنا کے خود بدخشان چلا گیا ۔ جو کابلی عاقل تھے وہ کچھہ سمجھے کہ مرزا
سلیمان کا کیا اصل مقصد ہے مگر یہ مقصد انکے نزدیک ایسا مشکل تھا کہ اسکے پورا

کابل سے مرزا عبداللہ خان کا بھاگنا اور دوبارہ سلیمان کا آنا اور چلا جانا +

اسکے اعزاز و احترام کے ساتھ کابل مین بلایا۔ بیگم کو بعض آدمیون نے یہ سمجھا دیا تھا۔ ترمذ کے سادات کرام مین سے ابوالمعالی ہے۔ بلوچستان و کاشغر کے سلاطین سے وہ سلسلہ پیوند رکھتا ہے جب وہ یہان آجائیگا تو اسکو گران قدر بناکے اپنی بیٹی ہمشیرہ مرزا محمد حکیم کی شادی اس سے کردینا جس سے سب اندیشے رفع ہو جائینگے اور سب طرف کے کھٹکے اُٹھ جائینگے۔ یہ بیگم بڑی لیاقت رکھتی تھی اور اپنے خاص وزیرون اور اہلکارون سے جسقدر خائف رہتی تھی۔ ویسی بیگانہ دشمنون اور اجنبی غنیمون سے نہین ڈرتی تھی۔ مگر اس کے اہلکارون نے ایسی پٹی پڑھائی کہ اس نے ابوالمعالی جیسے خبیث باطن کو کاروبار ریاست سپرد کردیا۔ اوّل یہ بدباطن ایسی چالین چلا کہ جس سے بیگم کو کچھہ شبہ نہ رہا کہ یہ وزیر بڑے کام کا ہاتھ آیا۔ اس نے اپنی بیٹی خیرالنسار بیگم کا نکاح اس سے کردیا۔ جب ابوالمعالی کو گھر مین یہ اختیار ملا تو اس نے بیگم کو اور اوسکے بڑے بڑے ملازمون کو پوچھا کہ تم کون ہو۔ ابتگون لیسر قراحنہ خان اور شادمان جو بیگم سے پہلے سے رنجیدہ خاطر ہوئے تھے ابوالمعالی سے جاکر مِلے اور اسکو سمجھایا کہ بیگم جب تک قید حیات مین ہی تم کو امور ملکی مین استقلال نہین ہوگا۔ فضیل بیگ و ابوالفتح اور شاہ بیگ کی طرح تم بھی جلد مارے جاؤگے بہتر ہوگا کہ تم پیش دستی کرکے بیگم کا کام تمام کرو۔ مرزا محمد حکیم تو خردسال ہے اوسکو جس راہ پر چاہوگے لگالوگے۔ ابوالمعالی کی سمجھہ مین یہ بات آگئی۔ اوسنے وسط شعبان میں بیگم کو عدم کا رستہ بتایا او سوقت وکالت کا منصب جسکو حیدر قاسم رکھتا تھا۔ دوسرے دن اوسکو قتل کیا اور اوس کے بھائی محمد قاسم کو مقید کیا تو چند امیرون نے متفق ہوکر ابوالمعالی کے قتل کا قصد کیا۔ مگر انکا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ابوالمعالی کو سارا حال معلوم ہوگیا تو ان امیرون سے لڑائی ہوئی۔ ابوالمعالی کا پلہ بھاری رہا۔ اس ہنگامی مین محمد حیدر قاسم کے بھائی محمد قاسم کو قید سے رہائی ہوئی وہ بدخشان مین مرزا سلیمان پاس گیا اور ابوالمعالی کی فتنہ انگیزی کا حال بیان کیا اور کابل چلنے پر اوسکو برانگیختہ کیا۔ مرزا محمد حکیم نے باوجود خردسالی کے اپنی والدہ کے واقعہ سے غمناک ہوکر خدا

معروض کرکے ہر طرح کی استعداد اور استعانت چاہی۔ اور آب سند ساگر پر توقف
کیا۔ ان دنون مین ولایت پنجاب میر محمد خان برادر کلان اتکہ خان کو تفویض ہوئی
تھی۔ مرزا نے اپنے دیوان خواجہ بیگ محمود کو اس پاس بھیجکر امداد طلب کی
میر محمد خان اور امراء پنجاب نے قاضی عماد کے ساتھ مرزا کی خدمت مین بہت تحفے
تحائف . . . بھیجے۔ مرزا سلیمان نے جب سنا کہ مرزا محمد حکیم آب سند سے پار چلا
گیا ہے تو وہ پشاور مین آن کر اولٹا جلال آباد مین چلا گیا۔ اثناء راہ مین . .
شنواری افغانون سے لڑائی ہوئی۔ بدخشانیون کا بازار لٹا - ہارون شنواری
جو سب مین بڑا سردار تھا وہ قتل ہوا - جلال آباد مین قنبر اور ایک جماعت کو
چھوڑ کر مرزا سلیمان کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ اور آنکر کابل کا محاصرہ کر لیا۔
اہل قلعہ نے قلعہ داری مین اہتمام کیا پادشاہ پاس نگر چین مین مرزا کی عرضداشت
پہونچی - پادشاہ نے قطب الدین خان کو مرزا کا اتالیق مقرر کیا اور میر محمد خان
کو حکم ہوا کہ پنجاب کا لشکر لیجا کر مرزا حکیم کو کابل مین مسند حکومت پر بٹھا دے -
خزانہ عامرہ سے نقد وافی اور اسباب شوکت اور اجناس فراغت ساتھ لیجائے
حسب الحکم یہ سارا لشکر مرزا کے ساتھ گذرا اور اٹک بنارس سے گذر کر کابل کیطرف
چلا - مرزا پاس وہ اسباب سامان جمع ہو گیا کہ اسکے خواب خیال مین نہ تھا - جب
لشکر جلال آباد مین آیا تو قنبر پاس جسکو مرزا سلیمان نے یہان چھوڑا تھا نصیحت
کی گئی کہ قلعہ حوالہ کرے مگر جب اُس نے قلعہ نہ دیا تو اوسپر پادشاہی لشکر نے حملہ کیا
اور نردبانین لگا کر قلعہ کے اندر داخل ہوا - بدخشانیون نے اپنی قوت و
توانائی کے موافق دشمنون کی مدافعت کی قنبر اور تین سو آدمی جو اُسکی ہمراہ
تھے سب ہلاک ہوئے - صرف دو آدمی بچے جنہون نے مرزا سلیمان کو یہ ساری
بکٹ کہانی سنائی ادھر مرزا سلیمان نے یہ حال سنا ادھر پادشاہی لشکر
کی آمد آمد کی خبر ہوئی تو وہ کابل کا محاصرہ چھوڑ کر بدخشان بھاگ گیا راہ مین

ہونے کا یقین انکو نہ تھا۔ مرزا سلیمان نے اس پر اکتفا نہین کیا کہ کابل مین جن
بدخشانیون کو جاگیردار مقرر کر چکا تھا اونہین برطرف کرتا بلکہ اوسنے از بدخشی جلالرحمن بیگ
پسر توانکا و تنگری بردی قوش بیگی کو ایک جماعت کے ساتھہ داخل کیا تو پھر کابلیونکو
مرزا سلیمان کے ارادہ کا پورا حال کھلا وہ اسکے معالجہ کے درپے ہوے۔ خواجہ حسن نقشبندی
و باقی قاقشال و سیدوک بیگ و علی محمد اسپ اور شیدہ علی میدانی مع تمام میدانیون خواجہ
خضریون کے و یار محمد آخوند و فیروزہ و خلیفہ عبداللہ نے بدخشانیون کے نکالنے کا عمدہ اہتمام
کیا۔ حقیقت معاملہ مرزا محمد حکیم سے جو اب سن تمیز کو پہنچ گیا تھا عرض کیا اور مرزا بھی تنگی
معاش و بدخشانیون کی بدسلوکی سے تنگ ہو گیا تھا۔ وہ بھی انکے نکالنے کے درپے ہوا
اوسنے ولایت غزنین جو مرزا سلیمان نے قراتیم و ابن حسین کابلی کو دی تھی اوسنے انکو
بدل کر قاسم بیگ پروانچی کو دیدی اور جلال آباد اور اوسکے حدود نیلاب تک جو مرزا
سلیمان نے قاضی خان وغیرہ کو دیدی تھی وہ اوس سے لیکر خالصہ بنایا۔ غرض
یون بتدریج اُس نے بدخشانیون کے تسلط کو اوٹھا کر انکو نکال دیا۔ اہل بدخشان یہان
سے ذلیل ہوکر مرزا سلیمان پاس گئے اور غازیخان نے ہندوکوہ مین مرزا سلیمان
سے ملاقات کر کے شرح و بسط کے ساتھہ تمام حالات جو گذرے تھے عرض کئے مرزا
سلیمان جلدی سے کابل کیطرف متوجہ ہوا۔ جب اس کے آنے کی خبر مرزا محمد حکیم کو
ہوئی تو اوس نے کابل کے قلعہ کو باقی قاقشال اور اپنے تجربہ کار معتمدون کو سپرد
کیا اور خود اپنے ہوا خواہون کی جماعت کو ساتھہ لیکر جلال آباد اور پشاور کی
طرف چلا۔ جب مرزا سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مرزا کے گرفتار کرنے کے لئے کابل
کو چھوڑ کر جلال آباد کی طرف چلدیا۔ مرزا جلدی سے پشاور مین نواحی قبیلہ جیب
مین چلا آیا اسکو غاکی گلہ بان نے خبر دی کہ مرزا سلیمان جلال آباد مین آگیا اور یہان
حرم بیگم کو چھوڑ کر خود ان حدود کی طرف چلا ہے۔ مرزا نے آب سندھ سے عبور
کر کے ایک عرضداشت اپنے بھائی پاس بھیجی جسمین کابل کی سرگزشت اور اپنی تہیدستی

تو اوس نے قلعہ کابل معصوم کوکہ کو سپرد کیا وہ اسکے معتمدون مین مردانگی و فرزانگی مین ممتاز
تھا اور خود خواجہ حسن نقشبندی کو جو اسکا وکیل کل تھا ساتھ لیکر شکاردرہ اور غوربند مین گیا
مرزا سلیمان نے کابل کا محاصرہ کیا۔ مگر اپنی کمند قدرت کو تسخیر قلعہ کے کنگرہ تک نا پہنچنے مین کوتاہ
دیکھا اور مرزا کے حال سے اطلاع پائی کہ غوربند اور اوسکے نواح مین ہے تو حرم بیگم کی تلبیس سے
کام نکالنا چاہا۔ یہ بیگم غوربند کو روانہ ہوئی اور مرزا سلیمان کو حوالی کابل مین چھوڑا۔
سخن سنج آدمیون کو مرزا حکیم پاس ایلچی بناکے بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ مین نے تجھہ کو ہمیشہ
سگے بیٹے سے زیادہ عزیز سمجھا۔ خصوصاً جب سے کہ میرے اور تیرے درمیان رشتہ ہوا
میرا دل چاہتا ہے کہ مجھہ مین اور تجھہ مین یکجہتی رہے۔ اس دفعہ میرے آنے کی کچھہ غرض سوا
اسکے نہین ہے کہ تجھہ سے ملون۔ اور بنیاد ارتباط مستحکم کرون۔ بیگم کے دم مین مرزا محمد حکیم آگیا۔
اور یہ قرار پایا کہ قریہ قراباغ مین کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے وہ بیگم سے ملاقات
کرکے قواعد ارتباط کو مستحکم کرے۔ بیگم پاس اپنے معتمد بھیجے کہ عہد و شرط بغیر کسی مکر و فریب کے
قرار پائین۔ جب یہ آدمی بیگم پاس آئے تو اوس نے سخت قسمین کھائین کہ کوئی فریب نہوگا
زبان اور دل ایک ہونگے۔ قول کے موافق عمل ہوگا۔ مرزا کے آدمیون کے واپس جاکر
اسکو قراباغ مین آنے پر برانگیختہ کیا کہ بیگم سے ملاقات کرکے عقد فرزندی اور عہد یگانگی
کمال وثوق کے ساتھہ باندھا جائے۔ بیگم نے یہ سمجھہ کر کہ میرا فریب چل گیا مرزا سلیمان پاس
قاصد بھیجا کہ قراباغ مین مرزا سے ملاقات کی ٹھہری ہے تم قلعہ کے کنارہ پر سپاہ کو چھوڑ
کر تھوڑے آدمیون کے ساتھہ قراباغ کے حوالی مین چلے آؤ اور پشتہ کے پیچھے کمینگاہ مین
بیٹھے رہو۔ جب مرزا آئے تو اوسے دستگیر کرلو۔ مرزا سلیمان اس خبر کو سنکر محمد قلی شغالی
کو کابل کا محاصرہ حوالہ کرکے راتون رات قراباغ مین اس پشتہ کے پیچھے کمین مین بیٹھا
مرزا کو ہر چند باقی قاقشال نے سمجھایا کہ بیگم تمکو اس بہانہ سے مرزا کے پنجہ مین پھنسانا
اور جھوٹی قسمونکا جال ڈالکر دشمن کے کمند مین ڈالنا چاہتی ہے تم ہرگز نہ جاؤ
جاؤگے تو پچھتاؤگے۔ مگر مرزا حکیم نے کچھہ نہ سنا اور چند آدمیون کے ساتھہ قراباغ روانہ

آب پردان پر ایک سیل مین اسکا اسباب و پرتال ڈوب گیا - کابل مین مرزا محمد حکیم
آیا - لشکر شاہی کے افسرون نے اپنے وطن مین جاکر سیرین کین اور پھر ہندوستان کو
معاودت کی اور مرزا حکیم کی چھوٹی بہن سکینہ بانو بیگم لشکر کے ساتھ بھائی سے ملنے یہان
آئی - مہمات کابل کے انتظام کے واسطے خان کلان وہان آیا - مرزا محمد حکیم کی طبیعت مین
سعادت ذاتی نہ تھی - اس لیئے نہ عقل صحبت مین ٹہرتی تہی - نہ اخلاص مند سعادت منش
ملازم اوسکو بہم پہونچے تھے - جب حضرت شہنشاہی کی توجہ سے مہم کابل کا انتظام ہو گیا -
اور خواجہ کلان وہان کے مہام کا سربراہ ہوا تو کابل کے فتنہ پردازون نے اپنی بدخوئی
سے فتنہ انگیزی شروع کی - محمد حکیم باوجود حداثت سن کے عقل معاملہ رس سے بہرہ وافر
نہین رکھتا تھا - ہمیشہ واہی باتون پر دل لگاتا تھا - میر محمد خان درست اخلاص و تیز مزاج
تھا - ذرا سی بات سے اسکا مزاج متغیر ہو جاتا تھا اور کام مین سختی کرنے لگتا تھا - اسلیئے
مرزا اور کابلیون سے اسکی نہ بنتی - مرزا اگرچہ تبعیت کا اظہار یک گونہ کرتا تھا مگر بڑے
بڑے کام وہ بغیر استصواب خان کلان کے کرتا تھا - چنانچہ اس نے اپنی بہن کا نکاح
خواجہ حسین نقشبندی سے کردیا جکی پہلی شادی مان نے ابو المعالی سے کی تھی نہ اپنے
حضرت شاہنشاہی سے استصواب لیا اور نہ خان کلان سے صلاح لی - جب خواجہ کو
اس نسبت عالی کا افتخار حاصل ہوا تو وہ مرزا کے گھر کا بندوبست کرنے لگا - اور جن کامون
سے اوسکو مناسبت نہ تھی انہین دخل دینے لگا اور مرزا کے اکثر آدمی ایسی حرکتین کرنے لگے
کہ خواجہ کلان کو ناگوار تہین اس لئے وہ وہان سے چلا آیا - میر محمد خان نے بہی کابل کو
سلام کیا اور بادشاہ اور مرزا کے گھر کا اور کابل کا حال شرح و بسط سے لکھ بھیجا -
اب پھر کابل کا میدان خالی ہوا امراء شاہی مین سے وہان کوئی باقی نہین رہا - مرزا سلیمان
ہمیشہ کابل کی تاک مین لگا رہتا تھا - اب اوسنے دیکھا کہ کابل پادشاہی امراء سے خالی ہے
جسکے خوف سے بھاگا تھا وہ چوتھی دفعہ ۹۷۳ھ مین لشکر فراہم کرکے اور اپنی بیوی
حرم بیگم کو لیکر کابل کیجانب روانہ ہوا - جب مرزا محمد حکیم کو اسکے آنے کی خبر ہوئی

مرزا سلیمان کا چوتھی دفعہ کابل آنا اور مرزا محمد حکیم کا بھاگ جانا ۹۷۳ھ

پادشاہ کا اس فساد مٹانے کے لئے پنجاب آنا + مرزا سلیمان کا کابل سے بھاگنا + اور مرزا

غرض مرزا مین تو نہ عقل و دور بینی تھی نہ دل حقیقت گزین تھا وہ آب نیلاب سے گذر کر لاہور کی سمت مین آیا اور اسکے آدمیون نے بھیرہ مین دست اندازی کی جب امراء پنجاب کو یہ خبر ہوئی تو میر محمد خان حاکم پنجاب نے لاہور کے قلعہ کو مستحکم کیا اور صورت حال پر پادشاہ کو مطلع کیا۔

پادشاہ اس خبر کو سنکر آگ بگولا ہوا۔ محمد حکیم کو یہ خیال تھا کہ فریب و فسون سے امراء پنجاب میری جانب ہو جاینگے وہ لاہور مین مہدی قاسم کے باغ مین اوترا۔ دوسرے روز قلعہ کے کنارہ پر پہنچکر لشکر کی صف بندی کی۔ مگر قلعہ کی توپ و تفنگ نے کسی آدمی کو قلعہ کے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ آگرہ کو منعم خانخانان کو اور دیوانی مظفر خان کو دیکر پادشاہ ۳ جمادی الاولی سنہ ۹۷۴ کو پنجاب کیطرف روانہ ہوا۔ دس روز مین دہلی مین آیا۔ یہان بزرگون کے مرقدون کی زیارت کی اور اونکے مجاورون اور معتکفون کو بہت کچھہ نذر کیا اور حضرت جنت آشیانی کے روضہ کی زیارت کی پنجاب کو روانہ ہوا۔ جب دریاے ستلج کے کنارہ پر پہنچا تو اوسکو معلوم ہوا کہ مرزا اُسکے آنے کی خبر سُنکر بھاگ گیا۔ اوسط رجب مین پادشاہ لاہور مین آیا۔ یہان سب امرا اور غربا کو خوشدل کیا۔ مرزا محمد حکیم بھاگ کر کابل گیا تو اوسکو مرزا سلیمان سے خالی پایا۔ اسکی سرگذشت اس طرح ہے کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ محمد قلی شغالی اور ایک جماعت کثیر کو قلعہ کابل کے محاصرہ مین چھوڑکر مرزا سلیمان مرزا حکیم کی گرفتاری کے لئے گیا تھا معصوم کوکہ نے محمد قلی کو شکست پر شکست دی اور بدخشانیون کا سارا اسباب چھین لیا۔ محمد سلیمان مرزا کی دو بیٹیون کو محمد قلی ایک باغ کی چاردیواری مین چھوڑ گیا۔ کابلیون نے انکو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر معصوم کوکہ نے انکو اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھا مرزا حکیم کو مرزا سلیمان گرفتار نہ کرسکا تو کابل کے قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا۔ ادھر اہل قلعہ نے بدخشانیون کو اپنے بہادرانہ حملون سے تنگ کیا اور ادھر وبا نے بھی اسکے لشکر مین قدم رکھا اس لئے مرزا سلیمان نے صلح کرلی۔ اوّل بدخشان بیوی کو روانہ کیا اور پھر آپ چلا گیا + مرزا محمد حکیم کی ناہنجاریان پادشاہ سُنتا تھا مگر گوشمالی

ہوا اثنا راہ مین ایک کابلی نے جو مرزا سلیمان کے لشکر کی ساتھ آیا تھا اسنے مرزا کے آدمیون سے کہا کہ مین رات کو مرزا سلیمان کے ساتھ آیا ہون اس پشتہ کی پناہ مین کمین گاہ مین مرزا کی امید مین بیٹھا ہے۔ جب مرزا نے یہ سنا تو اسکے کان کھڑے ہوئے۔ کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ جب مرزا سلیمان کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے مرزا کا تعاقب کیا اور اسکے چند آدمیون کو گرفتار کیا۔ خدا خدا کر کے باقی قاقشال اور اسکے بھائی مرزا کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا کر غوربند مین لیگئے۔ خواجہ محمد حسن کا ارادہ ہوا کہ مرزا کو حاکم بلخ پاس لیجاے۔ مگر باقی قاقشال اس کو بادشاہ کے خدمت مین مشرف ہونے کے لئے آب نیلاب پر لے آیا اور مرزا سے بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھجوائی۔ بادشاہ کو کابل کا حال پہلے سے معلوم ہوگیا تھا۔ اس لئے مرزا کے خال فریدون کو وہان جانے کے لئے حکم دیا تھا۔ کہ مرزا خورد سال و بے پرواہ ہے۔ وہ وہان جا کر اسکی مہمات کا منتظم ہوا اور اس کی محافظت کرے کہ فتنہ انداز آدمی مرزا کی صحبت مین نہ آنے پائین۔ یہ مرزا فریدون ہان ہنوز پہنچا نہ تھا کہ مرزا سلیمان کابل مین آگیا اور یہ واقعہ پیش آیا۔ جب مرزا محمد حکیم کے ایلچی عرضداشت لائے تو اوس نے خوشخبر خان کو نقود اور اجناس وافی اور خلعت و اسپ خاص دیکر مرزا کے پاس بھیجا اور امیر پنجاب کو حکم دیا کہ کابل کی یورش کا سامان کر کے مرزا سلیمان کو دفع کرین۔ خوشخبر خان جب مرزا پاس گیا تو اوس نے بادشاہ کے فرمان کو سر آنکھون پر رکھا۔

خوشخبر خان سے پہلے فریدون مرزا محمد حکیم پاس آگیا تھا۔ اس نے مرزا کو یہ بہکایا کہ کابل مین جو نقصان ہوا ہے بہت آسانی سے اسکا معاوضہ یون مل سکتا ہے کہ پنجاب اور لاہور پر قبضہ کر لیجئے اور خوشخبر خان کو گرفتار کیجئے۔ مرزا نے اپنی بیوقوفی سے فریدون کی اور باتین مان لین۔ مگر اتنی بات عقل کی کی کہ خوشخبر خان کے قید کرنے پر راضی نہ ہوا اور اوسکو رخصت کر دیا۔ سلطان علی المخاطب بہ لشکر خان اور حسن خان جو درگاہ شاہی کے مردود تھے وہ اور فریدون کے ساتھ فساد اور افساد مین شریک ہوگئے۔

مرزا محمد حکیم کی لاہور پر چڑھائی

پادشاہ کا پنجاب جانا ۔

ہوا وہو جاندیشی کے سبب ایک فوج لشکر گرد کی زین الدین علی آگے روانہ کی ـــ حدود
راولپنڈی مین ساحل سند پر شادمان کے پہنچنے کی خبر اس پاس آئی وہ جلد لڑنے
کو چلا ۔ نورالدین کے سانحہ سے مرزا اپنی غنودگی خرد سے واقف نہ ہوا ۔ اوس نے
شادمان کو بہت انبوہ کے ساتھ روانہ کیا ۔ مرزا اسکو اپنے لشکر کی سپر سمجھتا تھا ۔
ہودہی کو وہ مغرور آب سندھ سے گذرا ۔ قلعہ نیلاب کے محاصرہ پر پانو جمائے زین الدین علی
اور کنور مان سنگھ اور گماشتون نے استحکام حصار مین ہمت و حوصلہ کو صرف کیا
تب کنور نزدیک آیا ۔ تو ابو خان کچھواہہ کو ہراول اور اپنے بھائی سورج سنگھ کو التمش
بنایا ۔ مخالف بے خبر تھا نقیرہ کی آواز سے بیدار ہوکر پیکار کے درپے ہوا میدان جنگ کو
رونق دی ہاہوس و دست ہستی دشمن آپس مین خوب لڑے ۔ اس جنگ مین راجہ
سورج سنگھ زخمی ہوا مگر شادمان نیست ہوا ۔ شادمان سلیمان بیگ اندجانی کا
بیٹا تھا ۔ اسکا دادا القمان بیگ جنت مکانی کا منظور نظر تھا ۔ اسکی مان مرزا کے گھوڑہ اتہ
کی خدمت مین رہتی تھی اس نے مرزا ہی کے ساتھ نشو و نما پایا تھا ۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر
فرمایا کہ مرزا شادمان کے مرنے کی خبر سنکر بیٹیا یا نہ ہندوستان کو آئیگا ۔ ہماری پنجاب
کی سفر کی بھی تیاری کرو ۔ پیش بینی و معاملہ شناسی کے سبب رائے رایان سنگھ و جگنناتھ
و راجہ گوپال اور بہت سے اخلاص پیشہ امیرون کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ روانہ
کیا ۔ امرائے سند پاس حکم بھیجا کہ اگر مرزا دریائے سندھ کے عبور کرنے کا ارادہ کرے
تو اوسکو سر راہ روکنا نہین مگر لڑائی مین توقف کرنا ۔ ہم خود عنقریب وہان آئینگے اور جو ہمارے
دل مین ہے وہ ظہور پائیگا ۔ ہوا یہ ہی کہ پادشاہ پاس خبر آئی کہ مرزا پنجاب کی طرف آیا
ہے ۔ پادشاہ کے اشارہ سے منجمون کی جماعت نے ساعت نیک بتانے کے لئے
مشورہ کیا ۔ پادشاہ کو دیار شرقی کی نگرانی کا اندیشہ تھا ۔ آسایش و ملک و خلق کے
لیئے پادشاہ کو آئین یہ چاہا کہ سلطان سلیم کو امراء کے ساتھ دارالخلافہ مین چھوڑ جائے
اور خود پنجاب مین آئے مگر شاہزادہ نے مریم مکانی کے وسیلہ سے ہمراہ

نہین کرتا تھا وہ اکثر اپنے نوکرون سے کہا کرتا تھا کہ یہ مرزا والد ماجد کی نشانی ہے
بیٹا اور پیدا ہو سکتا ہے مگر بھائی نہین پیدا ہو سکتا۔ مگر یہ بھائی بادہ پیمائی اور برنائی کی
بدمستی اور خوشامد گویون کی دمسازی سے باز نہین آتا تھا۔ کوئی ناصح عاقل اس پاس
ایسا نہین تھا کہ وہ اسکو بادشاہ کی بدسگالی سے باز رکھتا اور سمجھاتا کہ آتش بلند کو تھوڑا
سا پانی نہین بجھا سکتا ناسور کہن کا مرہم خارش نہین بن سکتی۔ مرزا نے پہلے سال لوٹ
مین چاہا تھا... کہ ہندوستان کی عافیت گاہ مین حکومت کرے۔
اور پنجاب کا کابل پر اور اضافہ کرے۔
مگر مرزا سلیمان اسکو بدخشان کی طرف لے گیا۔ اس چیرہ دستی سے وہ اور دلیر ہوا
اور جب ہند مین ۹۸۸ھ مین جو پار مشرقی مین شورش پیدا ہوئی تو یہان کے فتنہ پردازون
نے اوسے بہکایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ آپ کے نام کا خطبہ پڑھوائین اور سکہ چلائین کچھ
اہل کابل نے اغوا کیا۔ اس نے واسطے آذر ۹۸۸ھ مین حاجی نورالدین کو بھیجا کہ وہ آب سند اترے
اس نواح مین مرزا یوسف خان اقطاع دار تھا اس نے ایک فوج کو بسرکردگی حسن بیگ روانہ کیا
سعید خان گکھر اور مجاہدین اسے راہ مین ملے۔ جلدی مین لشکر کمتر روانہ ہوا تھا اس لئے وہ ارادہ
یہ تھا کہ چندر روز بعد لڑائی ہو لشکر جمع ہو جائے مگر لڑائی جلد ہو گئی اور بادشاہی لشکر کو
فتح ہوئی۔ ناگاہ ہرنون کا ریوڑ نظر آیا حسن بیگ کو شکار کا شوق بہت تھا وہ اسکے
پیچھے دوڑا۔ ایک ہرن کو تیر مار کر زخمی کیا۔ اتفاقاً نورالدین بھی اسطرف سیر و تماشے کو آیا
تھا۔ دونو آمنے سامنے آ گئے۔ ہرنون کے شکار سے آپسمین ایک دوسرے کے شکار کرنیکو
آمادہ ہوئے۔ ان دونومین خوب آویزش ہوئی۔ دونو کوشش مردانہ کام مین لائے
نورالدین زخمی ہو کر بھاگ گیا اسکے ساتھی کچھ اسیر ہو گئے۔ بہت سے ڈوب مرے۔ وہ
خود حدود ویٹ ور مین مارا گیا۔ اس ہنگامہ مین یہ معلوم ہوا کہ مرزا یوسف خان نے
سرحد پر دور بینی و حزم سگالی نہین کی بادشاہ نے اسے وہان سے بدل دیا اور کوہان سنگھ
کو حوالی سندھ کی حکومت سپرد کی۔ وہ اس ملک کے انتظام کے لئے سیالکوٹ سے روانہ

مرزا محمد حکیم کا نورالدین [illegible] وہان کا بھیجنا اور فوج کا بھیجنا [illegible] سنہ ۹۸۸ھ

ہماری خوشنودی کے خیال سے راستی کو چھوڑتا ہے اور درست عیار نہین ہے تا اور
سپاہ و رعیت کو تنگ گیری سے ہماری کشائش طلب کرتا ہے اُس سے تھوڑے دنون
مین ہمارا دل پھر جاتا ہے اور ہماری سیاست سے وہ مشک بنایا جاتا ہے - اس حال کا
مصداق خواجہ منصور شاہ کی حالت ہے کہ وہ ہمیشہ جاہ طلبی و آزمندی سے محاسبات
دیوانی مین خردہ گیری و سخت گیری کرتا - آدمیون کی غمخوارگی اسکے دل ہی مین نہین آتی
تھی وہ اپنا گھر ہی بھرنا چاہتا تھا - یکدفعہ مین وہ ناستودہ کردار نیست ہو گیا جب
کنور مان سنگھ نے شادمان کو کشتہ کیا تو اوسکی رخت گاہ مین سے چند پروانے
مرزا محمد حکیم کے منشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے برآمد ہوئے کنور مان سنگھ نے انکو بادشاہ
پاس بھیجدیا - انہین سے ایک خواجہ کے نام تھا - جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ نیک خواہی
و نیک اندیشی کی عرائض تمہاری پیہم پہونچین اس سے ہماری توجہ تمہاری حال پر زیادہ
ہوئی - اب قریب اسکے نتائج سے تم متمتع ہو گے - بادشاہ نے اسکو بدکارون کی
سازش سمجھکر خواجہ کے منہ پر کچھ نہ کہا - نواحی سنپت مین ملک مانی (ثانی) جو مرزا کے
قدیمی نوکرون مین تھا بنہ و بار کے ساتھ درگاہ مین آیا - یہ شہرت ہوئی کہ مرزا نے اسکو
اس لئے بھیجا ہے کہ رنجش کو اپنا پیش رو بنائے اور جاپلوسی کے لوازم بجا لائے -
سادہ لوحون کو بہکا کر اپنے بس مین لائے اور بدکارون کو زیادہ تیز بنائے - دُور اندیشی
و احتیاط گزینی سے اسکو تصرف سے باز رکھا تو خواجہ سے بہت سی باتین اسکی جانبداری
کی ظہور مین آئین طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک مانی جو مرزا کا وزیر تھا اور
جسکا لقب وزیر خان تھا - خواجہ کی منزل مین اوترا اور خواجہ کی معرفت وہ بادشاہ
کی خدمت مین جانا چاہتا تھا - خواجہ نے بادشاہ سے اسکے ملنے کی تقریب کی
بادشاہ نے خواجہ کو خلوت مین طلب کرکے اس نامہ کو اُس سے پڑھوایا اوس نے
ایسے جواب دئے کہ جس سے بدگمانی اور زیادہ ہوئی بادشاہ نے اسکو اختلاط سے
باز رکھا اور دوربینی کو کارفرمایا - وارکو ملک علی کوتوال شہر کچھ نوشتے بادشاہ کے

جانے کی درخواست کی۔ پادشاہ نے اُس کی ملتمس کو قبول کیا اور مرزا داتیالی کو لاہور
مین چھوڑا۔ دوم محرم ۱۰۰۹ھ کو اس ساعت مین کہ نجومیون نے بتائی پنجاب کی طرف روانہ
ہوا تھا۔ حزم و احتیاط سے جنگ کا سامان کیا اور پنجشنبہ و جمعہ کے کشکداران کو
تو اپنے پاس رکھا۔ اور شنبہ و چہارشنبہ کے امراء سے برانغار کو آرایش دی اور
دوشنبہ و سہ شنبہ کے امیرون کو جرانغار اور یکشنبہ کے مبارزون کو ہراول بنایا
۷ ارکو تھانیسر مین پادشاہ آیا۔ شیخ جلال سے ملا شیخ پیر خدا پرست تھا۔ اس لاہ
کے آدمی اسکے معتقد تھے۔ پادشاہ کے اشارہ سے ابوالفضل نے شیخ سے پوچھا کہ
آپ کی ساری عمر نیکون کی صحبت مین گذری۔ روحانی مرض کا علاج آپ بتلائیے
کہ دل سراسیمہ کو اختلاف کے تفرقہ سے نجات ہو۔ اول شیخ نے آنکھون کے آنسوؤن سے
جواب دیا اور پھر یہ بیت زبان پر لایا۔ آہ ز استغنائے دلبر آہ آہ + کز تعظم
بست بر کونین راہ + سکندر ذوالقرنین ہمیشہ اپنی بزم سلطنت کے
خاصون سے کہا کرتا تھا کہ ندیم اور برلہ گو اور ہوتے ہین اور ارکان دولت و بزرگان
درگاہ اور ہوتے ہین۔ اول کا کام یہ ہے کہ کسی شاداب نکتہ اور نادر حکایت
سے گو چھوٹی ہو وہ شگفتگی پیدا کرتے ہین۔ چراغ طرب مین روغن ڈالتے ہین اور
خوشحالی کو گزند دل شکنی کی حالت مین برقرار کرتے ہین۔ عروس تماشا کو شگرف کاری
سے آراستہ رکھتے ہین۔ اور دوم بمنزلہ دست و بازو کے ہوتے ہین۔ سارا مقصد انکا
یہ ہوتا ہے کہ فساد عالم کا علاج کرین شکستہ کارون کا تریاک اور زمانہ کے کھلے زخمون کا
مرہم بنین۔ زبان سے وہ بات کہین کہ پراگندگی زمانہ دور ہو۔ کار ہراہم شدہ
فراہم ہو جہان مین آسودگی بڑھے۔ شادمانی ایمنی کے ساتھ ہمدوش ہوتے
خریدار اسکا نایاب ہو تو خموشی و نیک اندیشی سے چارہ کار کرین۔ بارگاہ دود
کو جو آسیب پہنچتا ہے زیادہ تر اسکا سبب یہی ہوتا ہے کہ یہ دو فو گروہ اپنا کام
چھوڑ دیتے ہین اور ہمیشہ دہ لینے کا ریر واشان دولت سے فرمایا کرتا کہ جو شخص

۷ محرم ۱۰۰۹ ہجری کو ۲۰ جولائی عمر سے اکبر نے لوران دہلی مین کوچ تامیر لکھا ہے

حرکات ناشائستہ سرزد کرائین اس نے کچھ سپاہ پہلے بہیجی کہ فتنہ برپا کرین مگر وہ سپاہ
سرنگون ہوئی۔ اب اسکو چاہیئے تھا کہ اپنے پندار سے باز رہتا مگر اسکے برخلاف وہ پیکار کو
تیار ہوا۔ جب وہ دریائے سندھ سے پار اوترا تو اس نواح کے امرا فرمان شاہی کے
کاربند ہو کر دارالملک لاہور مین جمع ہو کر قلعہ داری کے لئے آمادہ ہوئے۔ مرزا یوسف خان
نے رہتاس کی پاسبانی کی۔ مرزا سے کوئی پادشاہ ناشناسا ہی جا کر نہین ملا۔ روشناسونکا
تو کیا ذکر ہے۔ وہ سپاہ سے ناکام رہا۔ رعیت کا دل اپنی طرف نہ دیکھا۔ ہر لحظہ ناامیدی
اسکے اندوہ کو بڑھاتی تھی۔ مگر ہرزہ گویون کی جھوٹی باتین اسکا دل خوش کرتی تھین پریشان
خیالی مین وہ اپنا وقت کاٹتا تھا۔ ہوا کو ہاون مین کوٹتا تھا اور پانی کو چھلنی مین چھانتا تھا
یہان تک کہ لاہور کے محاصرہ مین مشغول ہوا۔ شاہی مبارزون کی کنارہ کشی نے اسکے دل کو
کچھ دنون خوش رکھا۔ وہ انکے کارنامے بہت سن چکا تھا۔ اس وقت اسکا دل لڑائی پر نہین
لگا تھا۔ اسکے ارادون کی یاوری کرتا تھا۔ پادشاہ کے نہ آنے کی خبر سننے سے اسکے دل کو
تقویت ہوتی تھی۔ جب پادشاہ پنجاب کو دارالخلافہ سے چلا تو مرزا لاہور کے قریب بڑی
شورش مچا رہا تھا۔ مہدی قاسم کے باغ مین بیس روز تک خوب شادمانی کرتا رہا اور شیخ چلی
کے سے خیالات کرتا رہا۔ سعید خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگھ و سید حامد و محمد زمان
اور جاگیرداران نے قلعہ کو کسی قدر استحکام دیا تھا۔ وہ کارزار کے لئے آمادہ رہتے تھے پادشاہ کا
حکم پیکار کے ہنگامہ برپا کرنے کا نہ تھا۔ بہادر اپنے مورچون مین ہوشیار رہتے تھے۔
عامہ بندیا وہ گویون کے اختلاط سے شہر کو باز رکھتے تھے۔ دروازے کھلے رکھتے تھے۔ مرزا کی
طرف سے بارہا شبیر خواجہ و نادعلی و قربان علی و مرزا اسکندر جوشش مردانگی کرتے تھے۔ مگر منہ کی کھاتے
تھے۔ مرزا اپنے کار کی ناروائی سے زیادہ آشفتہ ہو رہا تھا کہ ناگاہ لشکر شاہنشاہی کے آنیکا
آوازہ اسکے کان مین پہنچا۔ تو وہ حیران پریشان ہو کر آب راوی سے عبور کرکے کابل کو بھاگا بہیرہ کے
نواح مین دریائے بہت سے عبور کرتے مین کچھ اسکے آدمی سیل فنا مین ڈوبے۔ اسنے کھیب کی
راہ سے آب سند کو عبور کیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔ جب پادشاہ نے اسکا یہ حال سنا تو منزل

روبرو لایا۔ جسنے خواجہ کی تباہ سگالی تازہ ہوئی۔ ان نوشتون سے معلوم ہوا کہ فیروزپور جو خواجہ کی جاگیر مین تھا وہان کی سپاہ مرزا سے یکتائی رکھتی ہے اور عنقریب اُس سے ملنے کو ہے۔ اس سے پادشاہ کو غصہ آیا۔ اس نے حکم دیا کہ اگر خواجہ کسی راستی منش کو ضامن دیسے تو بدستور زندان مین رہے ورنہ وہ ٹھکانے لگایا جاوے۔ جس سے کوتہ اندیشون کی گوشمالی ہو۔ اور بدگوہرون کی تنبیہ۔ خواجہ نے جواب مین بیہودہ باتین بنائین مگر ضامن اسکو میسر نہ ہوا۔ ناگزیر حکم سیاست ہوا۔ سرای کوٹ کچھوانہ مین درخت سے لٹکا کے اسکو پھانسی دیگئی۔ اس سے لشکر کو بڑی خوشی ہوئی۔ حقیقت مین حسودان سخن ساز اور بادسرایان غرض گذار نے اسکو یہ دن دکھایا۔ خواجہ جیسا امارہ نویس خردہ گیر نکتہ سنج بار بردار شیوا زبان مشخص گو کمتر پایا جاتا ہے۔ پادشاہ نے بارہا فرمایا کہ اسکے مرنے سے حساب کے بازار کی رونق گئی اور سررشتہ محاسبہ ہاتھ سے نکل گیا۔ خواجہ کے حالات کو طبقات اکبری مین یہ لکھا ہے کہ ملک علی کے قاصدون کو گذر لدھیانہ کی سرائے مین ایک پیادہ ملا جسکے پاؤن سوجھ رہے تھے اس نے اُنسے کہا کہ مین خواجہ کی شقدار شرف بیگ کا ملازم ہون مینے یہ خطوط خواجہ پاس بھیجے ہین۔ میرے پاؤن کا حال دیکھتے ہو کیا ہو رہا ہے۔ تم ان خطون کو لیکر جلد خواجہ پاس پہنچا دو۔ جب مہر توڑ کر اُن خطون کو نکالا تو اُنمین ایک عرضداشت شرف بیگ کی تھی جسمین پرگنہ فیروزپور کا حال لکھا تھا دوسرا خط ایک شخص نے دوسرے شخص کے نام اسمضمون کا لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان سے ملاقات کی وہ مجھے مرزا محمد حکیم پاس لیگیا۔ باوجودیکہ اور سارے پرگنون مین اپنے عمال اس نے بھیجدیے مین مگر ہمارے پرگنون مین نہین بھیجے ہمین معاف رکھا ہے۔ پادشاہ نے اس خط کو شرف بیگ کا خط خواجہ کے نام خیال کیا۔ خواجہ سے ارکان دولت ناراض تھے سب نے متفق ہو کر اسکو پھانسی لگوائی۔

ہندوستان مین کچھ شورش برپا تھی اور کچھ قرنون سے آشوب کی آتشگاہ بن رہا تھا تو اس دیار کے آدمیون نے اور کچھ کابل کے فتنہ پردازون نے اس آشفتہ رائے جوان مرزا سے

مرزا حکیم کا ملک پنجاب میں آنا ۹۸۹ھ

سعادت پذیر نیک اختر اپنی بیدالتی نے بیدار ہوکر شرمندہ چہرہ اور حق پذیر دل لیکر
اسکی انجمن مین آتے ہین اور ظاہری اور باطنی نیایش کرکے چارہ گری اپنی کرتے ہین اور
جو بدگو ہر تیرہ رائے ہوتے ہین وہ حیلہ و بہانہ بناتے ہین اور بیہودہ تجنین گھڑتے ہین جنسی تباہ
ہو جاتے ہین۔ ای میرے بھائی تو مجھے بیٹے سے زیادہ پیارا ہے آگاہ ہو کہ اور سلاطین شرادو والا
تبار ہر سرزمین کے بزرگ میری عنایت سے بہرہ ور ہوتے ہین تو میرا بھائی ہوکر کب تک
ناسپاس رہیگا اور پاجی ہمنشینون کی صحبت سے اپنا نقصان کریگا۔ ان کم طینتون کی باتون پر
کان نہ لگا۔ اور اندیشۂ درست۔ دل پشیمان و اعتقاد شائستہ و خاطر امیدوار لیکر میرے
پاس چلا آکہ آیندہ زندگی تیری عزت و آبرو سے بسر ہو۔ نیک نامی ہو۔ دُنیا اور عقبی درست
ہو۔ اگر تو اپنی شرمندگی اور بدکاری کے سبب سے ہمارے پاس نہین آتا اور خوف کے مارے
ہماری خدمتگاری پر دل نہاد نہین ہوتا تو ہماری بخشش و بخشایش مشہور ہے۔ سب نزدیک
دور کو اسکا یقین ہے۔ وہ پادشاہ ان نصائح کو افسانہ سمجھا اور اسکا جواب گفتار فروغ
مین لکھا پھر پادشاہ نے اپنی محبت کے سبب سے مرزا کو اشارہ کیا کہ اگر دل و زبان دونون ایک
ہین اور وہمون کی زیادتی کے سبب سے چندروز تک ملازمت مین نہین آتا تو کسی اپنے
بیٹے کو اپنی بہن بخت نسا بیگم کے ساتھ روانہ کردے اور اگر یہ بھی منظور نہین ہے تو خواجہ
حسن نقشبندی کو اس سرزمین کے اعیان کے ساتھ بھیج کہ رسوم پیمان و سوگند کو بجا لائے جیسے
ہم اسکو قبول کرلین تو بخشایش و بازگشت کو دست آویز بنائے۔ مگر پندہاے ہوش افزا
کو خوابیدہ بخت شوریدہ اپنے نہ سنتے ہین ناچار پادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ مان سنگھ
دلاورون کو ساتھ لیکر آب سندھ سے گذر کر اوس زمین جائے اور وہان کو سرکشون کو
نیکو خدمت بنائے۔ اور تیر کو شاہزادہ سلطان مراد کو بہت سے امراو کے ساتھ دریا
سے عبور کرکے ولایت پشاور کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ اگر مرزا بیدار ہوکر فرمان پذیری
اختیار کرے تو اوسکو بہت سی نوازشون کا امیدوار کرے۔ اور نہین کابلستان مین
دوڑ جائے پھر پادشاہ نے نوجوان کو اس طرح ترتیب دیکر قول کو خود زینت دی ہزار

حکم بھیجا کہ مرزا کے تعاقب سے ہمارا لشکر باز رہے مبادا دریاؤن کی شورش مین مرزا کی کشتی ڈوب جائے کہ پھر اس سلیم دل کا علاج کچھ نہ ہوسکے۔ ہم عاقل ہوکر کیا اسکی نقش ہستی کو اس طرح مٹانا چاہتے ہین امید ہے کہ وہ سعادت پذیر ہو۔ اور نیز مرزا ان قدردانی مین بیٹے سے زیادہ بھائی ہوتا ہے۔

بادشاہ ۲۴۔ فروری کو سہرند مین پہنچا۔ ۲۸ حوالی ماچھواڑہ کی حوالی مین دریائے ستلج کا پل باندھ کے عبور کیا۔ امرائے پنجاب یہان آنکر ملازمت سے مشرف ہوئے۔

اب بادشاہ نے پنجاب سے ساحل سندھ کی طرف سفر کیا۔ یہان اسکا ارادہ ایک قلعہ بنانے کا تھا۔ کہ وہ سرکشون کو راہ پر لائے۔ اور بندگان خدمت گذار کی بزرگی بڑھائے۔ اسنے راہ مین نگرکوٹ کی سیر کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے ۱۷۔ کو کلانور مین آیا۔ دھم اردی بہشت کو ایک باغ کی بنیاد یہان رکھی۔ نندنہ مین شکار کھیلا۔ بالناتھ ٹلہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوا۔ یہ ایک بڑا اونچا پہاڑ رہتاس کے قریب ہے۔ وہ بالناتھ جوگی کا نیائش کدہ ہے۔ اسکو لوگ بزرگ سمجھتے ہین اور بہت آدمی یہان آتے ہین۔ ہندوستان مین طرح طرح سے آزادی کی راہ کھلی ہوئی ہے۔

ایک گروہ کا نام جوگی ہے۔ پاتنجل کے قانون پر چلتے ہین۔ فنا مین اپنی بقا جانتے ہین۔ بہت خلاف عادات انسے ظہور مین آتے ہین۔ اکثر انمین خرسندی و کم آزاری مین نامور ہین اور عرصہ آگہی مین تیز رو ہین۔ بالناتھ اس گروہ کا سرآمد ہے۔ بادشاہ کو تو پژوہش آگہی منظور تھی ہر طائفہ اور ہر جانب مین متوجہ ہونے کو ایزدی پرستش جانتا تھا۔ اس سبب سے وہ ایزد پرستون کی خلوتگاہ مین جاتا تھا۔ اس جوگی کے بھی پاس گیا۔ یہان سے ۱۳ خرداد کو ساحل سندساگر پر پہنچا۔ یہان سے اسنے اپنی شیرین گفتار عقیدت گزینون کو مرزا پاس بھیجا کہ سخنان دلاویز اسکو سنائین ؎ توان ساخت دلہائے فولاد نرم + بہ نیروئے پیوند گفتار گرم +

بادشاہ نے جو فرمان بھیجا اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہر والا شکوہ باوجود توانائی اور قوت مالش سے باز رہکر نصیحت کرتا ہے اسکا مطلب سوائے خیر سگالی اور خلوص کے کوئی امر اور نہین ہوتا۔

مگر بادشاہ کیا اپنے ارادہ سے باز رہتا تھا۔ ابوالفضل کو حکم دیا کہ ان سب کا بیان اور وجوہ
کلیہ ہمارے سامنے پیش کرے۔ وہ جانے میں دیر اس لئے کرتا تھا کہ عقل مصلحت بین مرزا کی یاوری
اور سعادت اندوزی دستگیری کرے مگر وہ اس دیر سے روز بروز زیادہ مغرور ہوتا
جاتا تھا ۔ دشمنان از سخن نرم تو مغرور شدند + وقت باشد کہ زیان کار بود خوش
سخنی + بادشاہ اکثر کہا کرتا کہ جس عضو میں فساد ہو جائے تو عاقلوں نے اسکے قطع کرنے کا
آئین مقرر کیا ہے کہ اور اعضا میں گزند نہ پہنچے۔ اس طرح اگر افراد انسانی میں کسی کے جوہر سعادت
میں ایسا خلل پڑے کہ وہ اوروں کو پراگندہ کرے تو اسکا نقش ہستی صفحہ جہان سے مٹانا
چاہیئے۔ لیکن بادشاہ اپنی مہر ورافت کے سبب سے اسپر عمل نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ کو دریا سے
عبور کرنے میں یہ خوف تھا کہ کہیں مرزا کی زندگی نہ ختم ہو جاوے اسلئے اسمیں توقف کرتا تھا
جب عاطفت اپنے اندازہ سے گذری اور . . . مدارا مداہنہ ہو گئی تو اس نے یکم تیر کو دریا سے
عبور کیا اور جہان دریا سندھ اور دریا کابل ملتے ہیں وہاں نزول ہوا اور اُسنے دو بزرگ اور
بہت سے پرتال کو سندھ کے کنارہ پر چھوڑا اور اس سرزمین کی حکومت قاسم خان کو سپرد
کی کہ یہاں کے سرکشوں کو مطیع کرے اور عمدہ پل بنائے۔
۸ امرداد کو حاجی حبیب اللہ مرزا کی عرضداشت لایا جسمیں مرزا نے کچھ پشیمانی و شرمندگی کا اظہار
اور فرمان پذیری کا پیمان سوگند کے ساتھ کیا تھا لیکن بادشاہ کے فرمان کو نہ مانا۔ اس لئے
اوسکی گفتار سچی نہ معلوم ہوئی۔ عذر اس وقت مقبول ہوتا ہے کہ گفتار و کردار ایک ہوں و گرنہ
دستان سرا فریب آرا زبان سے نیائش گری اور عمل میں بیکاری کرتے ہیں۔ پہلے بہت سے
سادہ لوحوں نے کار کرد اور گفتار کی ناشناسائی سے بہت نقصان اوٹھائے ہیں۔
مدارا کے لئے شائستہ یہ ہے کہ گلشن سرائے دانائی سے علمانہ نگارین تر نہ ہو تو کمتر بھی نہ
ورنہ گریزی وابلہ طرازی کو بازار میں لانا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اسکے عذر کو نہ مانا۔
اور شاہزادہ مراد کو بکرام سے آگے جانے کا حکم دیا اور خود بھی کوچ کر کے آب کابل کے کنارہ
پر پہنچا۔ خواجہ محمد علی اور ایک جماعت کو پھر مرزا پاس بھیجا کہ وہ کہا مان جاوے۔ خود

یوسف خان و رای رائسنگھ راے درگا و گوجر خان و سورج سنگھ۔ و مدن چوہان۔ و
شیخ عبدالرحیم و بالکا رائے۔ و راءچند و ٹھاکرسین و سلیم خان و کاکر علی و سید محمد موجی و کرم اللہ
کنبو و پرتھی راج و رامداس چوہان و متھرا داس و سونول و ... و کچواہہ اسکرن و کجرہ۔ و
جرارہ بیگ و شیخ ولی جلال و میر حسن اور ایک جماعت کثیر اس سپاہ مین افسر مقرر ہوئے جرانغار کی
سپاہ و رای سپ حامد بخاری و مخصوص خان و سید مہدی قاسم و ابوالقاسم نمکین و عرب و ابوالقاسم و
سید حسین و حسن قلی بیگ و عبداللہ بلوچ اور نامور جوانمردون کے سپرد ہوئی۔ برانغار کو قلیچ خان
و جلال خان و شیخ جمال بختیار و نور لیح و مرزا فولاد و جمال خان بلوچ و شیخ گکھڑ و ملک درویش
جالونہ و عالم لوحانی و مولانا الہداد امروہہ و شہباز خان لودی نے رونق دی و راجہ آسنگھ
و تونر خان و شیر و یہ خان و مادھو سنگھ و محمد بیگ تکلو و مان سنگھ درباری و جمال الہداد و بہادر خان
قوروار و سرجن و پہلوان علی و سکت سنگھ و جگت راے و راءچند و بھگوانداس و شیخ کبیر و جبار قلی و
نقیب لوانہ اور ایک گروہ اور ہراول کی آرائش مین مشغول ہوئے۔ بادشاہ نے بمراہی عاطفت فطری و رافت
ذاتی کے سبب حکیم پاس منشور حاجی حبیب کاسن کے ہاتھ بھیجا۔ یورش کا موسم نکلا جاتا تھا اور لشکر
کثیر کو تنگنائون مین کسی قدر دشواری تھی۔ اسکو لکھا کہ تجکو چاہیئے کہ فرمان پذیری کی طرزون مین سے
کسی طرز کو قبول کرے تاکہ لشکر حدود بگرام سے واپس چلا جاے۔ اور تیرا کام نیکنامی کے ساتھ ہو اور نوید شاہانہ
نوازش کی دستاویز سرانجام پائے ۔ بادشاہ کو یہ خوف تھا کہ مبادا لشکر شاہی کے شکوہ و خوف سے
مرزا فرصت جو بیگانون مین نہ چلا جاے۔ اور کارگذارون کو حکم ہوا کہ دریا کا پل بنائین انہون نے
کشتیان جمع کرنے مین تکاپو کی اور کشکداران ہفت روزنے منازل دریائی کے بنانے مین سعی کی
بادشاہ نے ارادہ کیا تھا کہ اگر مرزا فرمان نہ مانے تو خود جاے۔

جن دنون مین بادشاہ ساحل دریای سندھ پر مقیم تھا۔ اور دریا سے پار زابلستان جانے کا قصد تھا
تو اکثر لشکر کے مخصوص امرا اس یورش سے باز رہنے مین کچھ نارسائی کے سبب ایک گروہ تنگ حوصلگی
کی وجہ سے ایک طائفہ ولایت سردسیر کے خوف کے مارے ایک طبقہ تن پرستی و ہندوستی کے
سبب کچھ سفر کے نقصانون کی وجہ سے بعض مرزا کی ہوا خواہی کی وجہ سے دستانسرائی کرتے تھے۔

اور صلاح کار اپنی صلاح گذارش کریں سب نے متفق ہو کر کہدیا کہ حکیم مرزا کی بخشائش کیجائے اور جھوٹ موٹ یہ بھی کہدیا کہ ابوالفضل کی بھی یہی رائے ہے۔ وہ اسوقت درد سر وغیرہ کے سبب سے موجود نہ تھا۔ بادشاہ اس صلاح سے نہایت ناراض ہوا۔ ابوالفضل نے بھی خفا ہو گیا پھر جب ابوالفضل نے ساری حقیقت حال عرض کی تو خفگی جاتی رہی۔ غرض بادشاہ منزل بمنزل زابلستان میں چلا گورکھتری میں پہنچا۔ یہاں ایک غار بڑا گہرا ہے کہ اوسکے اندر مرتاضان باستانی کے خلوتکدہ کی راہ ہے۔ راہ کی دشواری اور تاریکی اور پیچیدگی سے وہان رسائی مشکل ہے۔ مگر بادشاہ تنہا اسکے اندر گیا۔ پھر بادشاہ حصار بگرام میں آیا۔ یہاں کے عوام اس ولایت کو پرشاور کہتے ہیں اور اس شہر کا نام بھی یہی لیتے ہیں۔ یہاں کی حکومت یار علی ناظر کے سپرد ہوئی۔

انہیں ایام کے سوانحہ میں سے ہے کہ ۱۵ خرداد کو انتہائے شرقی ممالک میں ایک قلعہ کی بنیاد رکھی اور اٹک بنارس اسکا نام رکھا اور خواجہ شمس الدین خانی کو اسکی تعمیر کا اہتمام سپرد کیا۔ تھوڑے دنون میں وہ بند ہو گیا۔ ہندوستان و کابلستان کے درمیان ایک عجیب برزخ بن گیا۔ گردنکشونکی فرمان پذیری کا سرمایہ ہوا بے مایہ آرزومندونکی روزی کا دستاویز بنا۔ مالدارونکی بضاعت کا اطمینان ہوا۔ مسافرون کے لئے ایمنی کا مقر تھا

کابل کے واقعات

بادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ مرزا کسی طرح راہ پر آجائے۔ اسلئے وہ آہستہ جاتا تھا۔ اور ہر منزل میں چند مقام کرتا تھا۔ شاہزادہ مراد کو بھی حکم بھیجدیا تھا کہ رفتار میں سرعت نہ کرے۔ مگر مرزا خوشامدگو بدگو بروان کی ہمنشینی کے سبب سے کسی طرح بادشاہ پاس آنے پر راضی نہوتا تھا۔ ہرچند اسکی بہن نے چاہا کہ میں بادشاہ پاس جاکر ملاقات کرون مگر وہ اسپر راضی نہوا۔ خواجہ حسن بدخشانی کی گرانی سے بدخشان کی طرف چلا گیا۔ مرزا نے اپنے بنہ و بار کو مستحکم مقامات میں بھیجا اور قزاقی کے ارادہ پر آمادہ ہوا۔ جب اسکو معلوم ہوا کہ بادشاہ حدود بگرام میں مقیم ہے اور لشکر بسرکردگی شاہزادہ مراد آتا ہے تو اسنے کارزار کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے آپ جریدہ تیزروی کو اختیار کیا۔ سلطان سلیم کو لشکر عظیم کی نگہبانی سپرد کی۔ اور حکم دیا کہ لشکر منزل بمنزل آہستہ روانہ ہو اور خود

قلعہ اٹک بنارس کی تعمیر ۹۸۹ھ

بادشاہ کا ایلغار کرکے کابل جانا ۹۸۹ھ

بادشاہ دولت آباد مین آیا۔ اس منزل مین ایک شاطر مرزا کی عرضداشت لایا جسمین گزار گذشتہ سے پشیمانی اور آیندہ پیمان نیکو خدمتی کو عرض کیا تھا۔ مگر بادشاہ نے اسے جھوٹھ سمجھکر نہ مانا۔ اور مجلس شورہ امراء کو بلاکر منعقد کی اور حکم دیا کہ ہر ایک اس عرضداشت کا جواب اپنی کارشناسی سے لکھے —

۔اور ابوالفضل کو حکم دیا کہ ہر ایک کی صوابدید کو دل نشین کرکے عرض کرے۔ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ ہر شخص نے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ کسی کا ارادہ جانے کا نہ ہوتا تھا۔ اسلئے سب نے اپنے اس مطلب کو کہ مرزا کی خطائین معاف ہوں اور لشکر واپس مختلف زبانون سے ادا کیا۔ ابوالفضل نے کہا کہ جب شاہزادہ مرزا مراد کی سرکردگی مین ایک لشکر دور دست راہ پر روانہ کیا گیا ہے اور یہان سے منزل مقصود تک پہنچنا آٹھ سات روز کی راہ ہے مجرد گمنام فرستادون کی گفتار اور جھوٹے نوشتون پر اعتبار کرکے مراجعت کرنا سزاوار نہین ہے۔ ہندوستان مین بارش کا موسم ہے۔ حدود سند مین برسات کے ختم ہونے تک توقف کرنا پڑیگا۔ اگر کوچ کیا جائیگا تو بارش مین اسباب سپاہ گری کا نقصان ہوگا اور کچھہ فایدہ نہ ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ جو کام قریب الاختتام ہے . . وہ پورا کیا جای بہرحالش سزا یا بخشش شایان کی جاے۔ اس کہنے پر ابوالفضل سے اہل مشورہ ناراض ہوئے لیکن سلامت روی نے دوستانہ ابوالفضل سے یہ کہا کہ اگرچہ مین جانتا ہون کہ اس تیری صلاح سے شناسائی اور حق گوئی ظہور مین آئی ہے لیکن آشوب گاہ تعلق مین اہل زمانہ اور بارگاہ کے سلطنت کے چیرہ دستون کے ساتھ سازش و موافقت ناگزیر ہے ابوالفضل نے جواب دیا کہ رازگوئی کی انجمن مین اور شورہ کے صفوت کدہ مین جو وقت کے مناسب بات ہو اسکے چھپانے سے اور اسکے خلاف پر مائل ہونے سے ناخوشی پیدا ہوتی ہے اور دین و دنیا کا زیان ہوتا ہے صورت گاہ زوال کے لئے جان فرساے معنوی ہوتا کیون آدمی قبول کرے جو راہ فضول مین آے اور نہ اینو اوسکے دامن پر گرد نہین بیٹھتی۔ مجھے جب تک بادشاہ پوچھینگا نہین مین کچھہ نہین کہونگا

استواری کو اپنی پناہ بنائی۔ کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ بنگش کی راہ سے ہندوستان میں جاکر فساد مچائے بعض کا یہ ارادہ تھا کہ حصار کابل کو استحکام دیکر کوہستان کی تنگنائی میں زاویہ نشین ہون۔ مگر بادشاہ کے لشکر کی خبر سنکر سب بلے وسان تھے کچھ سامان نہین کرتے تھے کابل کی رعایا کو پسند نہ تھا کہ وہ اپنے شہر کے دروازون کو بند کرین کہ اپنے ولینعمت کو آنے نہ دین۔ مرزا نے قلعہ کی کنجیان ارباب شہر کے حوالہ کین کہ بادشاہ کی نذر کرین اور خود قرا باغ مین چلا گیا۔ ہر شخص نے اپنا اسباب در دور بھیجدیا۔ مرزا کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہ کا لشکر زور کرے تو توران میں بھاگ جائیے اور نہین تو نہین کوہ صحرا نوردی کرے جس شخص کے اندر خود خرد نہ ہوا اور کوئی دوست تلخ گو نہ ہو تو وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ مرزا غور بند کے کنارہ پر سراسیمہ و پریشان پڑا تھا کہ کیا کرنا چاہئیے۔ یارون نے سمجھایا کہ بادشاہ کا لشکر تھوڑا ہے آگے قدم نہین بڑھائیگا۔ اسکے لشکر مین یکتا دلی نہین ہے۔ غرض اسکو ایسی پٹیان پڑھائین کہ وہ کارزار کے لئے سرگرم ہوا اسکے ساتھ ان دوستون نے دشمنون کا کام کیا۔ مرزا نے فریدون کو بہت ہمراہیون کے ساتھ بھیجا کہ آق سرا مین رہ کر سپاہ و رعیت کے فراہم کرنے مین اہتمام کرے اسکے پیچھے خود بھی جاکر لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ جب بادشاہ کا لشکر قریب آیا تو اسکا لشکر پراگندہ تھا مرزا نے ارادہ کیا کہ جب تک لشکر جمع ہو درہ سنجد مین ٹھیرے اور فریدون کمین گاہون مین ٹھیر کر بادشاہی لشکر کو گزند پہنچائے۔ حیدر علی کو کابل روانہ کیا کہ وہان سے فارغ ہوکر نبرد گاہ مین آئے۔ جب بادشاہی سپاہ کمین گاہ سے گذری اور سید حامد بخاری و مخصوص خان کہ لشکر کے چنداول تھے۔ دور اندیشی کو چھوڑ کر بہت آگے چلے گئے۔ سوای سید بہاء الدین اور چنداور امیرون کے کوئی پیچھے نہ رہا۔ ۱۸ امرداد کو دشمنون نے پرتال شاہی پر دراز دستی کی اور بہت سا اسباب لوٹ کر لے گئے۔ جب چنداول سپاہ کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے گئے۔ دشمن بھاگ گئے اعدی سننے جو بادشاہ کو ناخوش خبر سنائی تھی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ یہی شورش تھی جسنے اسکو بری طرح بیان کیا۔ شیخ جمال بختیار ایک طائفہ کو ساتھ لے کر یہ چاہتا تھا کہ چارتو کی راہ سے اپنی منزل گاہ پر پہنچے۔ اگر غنیم دو چار ہون تو اسپر دست برد کرے۔ اس روز مرزا چارتو مین آیا تھا۔

اور خود گرم رفتار ہوا اور خیبر کے سخت گریوون کو طے کر کے حوالی دکہ مین دریا کے کنارہ کچھ آرام کیا جلال آباد مین خان درویش خان و شمس الدین کروری کو لشکر کے آرام کے لئے متعین کیا۔ پادشاہ پاس مرزا کی خبر روز آتی تہی کہ وہ کیا کرتا ہے۔ پادشاہ باغ صفا مین تھا کہ کوئی شخص مرزا کی خبر نہ لایا اور قراول بہی آدہی راہ سے پہر آئے۔ افغانون نے راہ بند کر کے انہین آگے نہین جانے دیا جب پادشاہ گندمک مین آیا تو حاجی محمد احدی جسکو پادشاہ نے بلانے کے لئے بھیجا تھا وہ خبر لایا کہ لشکر شاہی کو گزند پہنچی ہے۔ پادشاہ نے رازگوئی کی مجلس جمع کی۔ ہرایک سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک لشکر آن کر ملے توقف کرنا چاہیئے بعض نے کہا کہ ہم اتنے کم آدمی ہین کہ توقف کرنا مناسب نہین۔ واپس جا کر لشکر سے ملنا چاہئے بعض نے کہا کہ آگے بڑھنا چاہیئے۔ پادشاہ کے خوف سے مخالف پراگندہ ہو جائینگے غرض شہریار اپنی شجاعت خداداد اور خاطر ہمیشہ بہار کے سبب سے آگے بڑھا لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خود رہا۔ اور برانغار مین زین خان کوکلتاش۔ جرانغار مین مطلب خان تختہ بیگی واحدی ہراول مین نامزد ہوئے۔ پھر پادشاہ پاس فتح کی خوشخبری آئی۔ مگر یہ عرضداشت کرم اللہ کمبو کی تہی اور قاصد افغان تہے اس لئے اسپر اطمینان خاطر خواہ نہ ہوا۔ مگر جب پادشاہ سرخاب مین آیا تو شاہزادہ کی عرضداشت آئی جسمین فتح کا بیان لکھا ہوا تھا۔

حکیم مرزا فرمایا یہ بدگوہرون کی دمسازی سے کہ خانہ برباد کرنے والی ہوتی ہے پادشاہ کی فرمان پذیری کی راہ سے باہر نکل گیا اور ہندوستان کی شرقی دیار کی شورش سے پادشاہ بر خلاف ہوگیا۔ مگر جب یہان ہندوستان مین آن کر ناکام اولٹا گیا تو کبھی وہ اپنے نصیبونکو روتا کبھی اپنی کج گرائی پر ہنستا۔ کبھی اپنے اہل مجلس کو سرزنش کرتا۔ اس پریشانی مین تھا کہ پادشاہ کی آمد آمد کا شہرہ ہوا۔ اسے رای بودن نہ رای آوختن۔ نہ گوہر عقل کی صفائی تہی کہ پادشاہ کی خدمت مین آتا۔ نہ اوسکے ہمراہیون مین ہوشمندی تہی کہ اسکے بیٹون مین سے کسی کو پادشاہ کی خدمت مین لاتے اسکی ہمشیرہ اور خواجہ حسن دونو خوف کے مارے بدخشان کو چلے گئے فریدون اور کچھ اوباش کہ سرمایہ شورش تہے انکا کبھی یہ ارادہ ہوتا تھا کہ خیبر سے کہ دو کی

لڑنے آیا۔ امراء ہراول میں سے تولک خان سے لڑکر اوسکو پسپا کیا ہے۔ تولک بیگ و
مردان بیگ شیخ مبارک پادشاہی لشکر میں کام آگئے۔ مرزا کو اس سے دلیری ہوئی
جب لشکر میں شمشیر زنی خوب ہونے لگی تو زابلیوں کو کچھ غلبہ ہوا اسوقت راجہ مان سنگھ نے
جنبش کی۔ اسطرح سے افسروں کو ہاتھیوں پر بٹھا کر لشکر کو آراستہ کرکے لڑایا۔ اور
توپوں کو چلایا کہ اس نے دشمنوں کی دل شکنی کی۔ غرض اس ہراول سے کہ چند دیوار آہنی کا
حکم رکھتی تھی کابلیوں کو شکست ہوئی۔ علی محمد اسپ اور چند اور ہواخواہ مرزا کے بھاگ گئے
انکا تعاقب اس سبب سے نہ ہوا کہ خبر مشہور تھی کہ مرزا عقب سے حملہ کریگا۔ یوں یہ فتح
بزرگ آسانی سے حاصل ہوئی۔ اس بھاگنے میں دشمن کے بہت سپاہی کام آگئے۔ مرزا کے
آدمی شیخی بگھارا کرتے تھے کہ پادشاہ کے لشکر میں جتنے آدمی ایرانی تورانی ہیں وہ بے جنگ
مرزا سے ملجائینگے۔ رجپوتوں اور افغانوں کو ہم مارلینگے اور ہندی نژادوں کو گرفتار
کرلینگے۔ اس افسانہ طرازی سے غنودہ خرد مرزا کا خواب پندار زیادہ ہو گیا تھا۔ بظاہر
باتیں بھی وہ نہیں سمجھتا تھا کہ ایرانیوں اور تورانیوں کا اخلاص پادشاہ کے ساتھ مشہور تھا
راجپوتوں کی بہادری اور ہندی شیخ زادوں کی نادرہ کاری اور ہندوستانی زمینداروں
کی جوانمردی کے کارنامے پوشیدہ نہیں تھے۔ مرزا محمد حکیم کا ارادہ تھا کہ تاخت کرکے مرجائے
مگر علی محمد اسپ نے اس سے کہا کہ پہلے مجھے فراشخانہ نیستی میں بھیجئے پھر اب تاخت وتاز کیجئے۔ غرض اسکے
کہنے سے پادشاہ جنگ گاہ سے باہر گیا پھر اپنے بیٹے کو ہمراہ لیکر غوربند تک پہنچا۔
شاہزادہ مراد ۱۰ مرداد کو سیاہ سنگ میں آیا اور جشن فتح آراستہ کیا۔ پادشاہ
سرخاب سے جگدلک کو جاتا تھا کہ اس فتح کی نوید شاہزادہ مراد نے اس پاس بھیجی۔
پادشاہ بھی سیاہ سنگ میں آیا۔ راجہ مان سنگھ اور شاہزادہ اثنائے راہ میں ملے۔
ترک وتاجیک جوق جوق اس سرزمین میں پادشاہ کی کورنش بجالائے۔ یہاں
چند روز رہ کر اس نے تمام سیرگاہیں دیکھیں اور ان مقاموں کا ملاحظہ کیا جہاں
وہ اپنی خرد سالی میں جایا کرتا تھا۔ پادشاہ نے یہاں رہکر جا بجا زمینداروں کے

اور فریدون کے حال کا جویا تھا۔ ناگاہ ایک فوج کی دور سے سیاہی نظر آئی معلوم ہوا
کہ لشکر بادشاہی کچھ آتا ہے۔ علی محمد اسپ کی سرکردگی مین مرزا کی سپاہ روانہ ہوئی شیخ
قالین پر مقیم تھا۔ اس نے جنگ گاہ کو خوب درست کیا۔ اس زد و خورد مین فریدون عقب سے آیا
غنیم یہ سمجھا کہ لشکر شاہی کمک کو آیا۔ وہ لڑائی چھوڑ کر دور کھڑا رہا۔ شیخ نے اوسکو بیگانہ لشکر
جانا اور اس طرف لڑنے لگا۔ طرفین سے دلاوروں نے خوب دانگی دکھائی پادشاہی لشکر
لڑتا بھڑتا خرد کابل مین شاہزادہ کے لشکر سے جا ملا۔ اوسی روز شگونہ قراول جان نثار
ہوا۔ اور کئی سردار بادشاہی کام آئے۔ اس سے دشمنون کی نخوت بڑھی۔ میر عبداللہ کے
ہاتھ لشکر کے لئے خزانہ جاتا تھا وہ بھی سب لٹ گیا۔ حکیم مرزا ایک بلندی پر جو لشکرگاہ
شاہی کے قریب تھی اترا۔ اس آویزش و تاراج سے اسکی سپاہ کا دل بڑھا۔ وہ سپاہ و
رعیت کے فراہم کرنے مین ایک رات دن لگا رہا۔ ایک قدیمی دستور یہان کے فتنہ انگیزون
اور مکر اندیشون کا چلا آتا ہے وہ اپنے دشمن کے امراء و افسران کے نام جعلی خط لکھتے ہین جنسے
معلوم ہو کہ وہ ہم سے سازش رکھتے ہین تاکہ انکی نسبت بدگمانی ہو۔ چنانچہ مرزا کے آدمیون نے
بھی ایک جعل گرفتہ کے ہاتھ خطوط قلیچ خان و مرزا یوسف خان و نورنگ خان و علی مراد خان
اور بعض اور امرا چغتائی کے نام بھیجا اور انکے ساتھ یکجہتی کا بیان انہین کیا۔ مرزا یوسف خان
نے تعلقہ سوکران خطون کو معرکہ مین پھاڑ کر پھینک دیا اور علی مراد نے جو خط لایا تھا اسکو
بھی مار ڈالا۔ مخالفون پر مرزا کی یہ تدبیر نہ چلی۔

۳۰ امرداد کی رات کو پہاڑ پر آگ روشن کر کے کابلیون نے شورش مچائی اور شبخون مارنے
کا قصد کیا۔ قزاق و امیر خان اسلام آبادی اور افضل توکلچی کو داہنی طرف سے
اور نور محمد و خواجہ جعفری اور ہزارہ کے پیادون کو بائین طرف سے روانہ کیا کہ اندھیری
رات مین بادشاہ کے لشکر کو گزند پہنچائین۔ شاہی لشکر ہوشیار تھا آمادہ پیکار ہو
۲۰ امرداد چارشنبہ غرہ رجب کو مرزا تنگنا سے نکلا۔ نبردگاہ کو آراستہ کیا +
لڑائی شروع ہوئی ابھی ہراول کے سب لیر نہ لڑے تھے کہ مرزا بھاگ گیا تھا فریدون

زاری کی اپنی نارسائی خرد ونامساعدی بخت وہمراہیون کی بیوفائی اور اپنی شرمساری کی۔
داستان پڑھی اور کہاکہ مجھے اول پادشاہ کی آستان بوسی کرنی چاہیئے تھی اب میرا یہ حال ہے
کہ بول دل ساتھ ہے۔ کس دل سے کس دست آویز سے پادشاہ کے حضور مین حاضر ہون۔ کیا
منہ دکہاؤن اور کیا آرزو لیجاؤن ہمشیرہ وخواجہ حسن سے ہرچند کہاکہ پادشاہ کے پاس جاکر
عذرخواہی کرین مگر میری بدنصیبی سے وہ بدخشان چلے گئے۔ اب پادشاہ کے پیغام روح
افزاسے میری جان مین جان آئی۔ امیدوار ہون کہ اس مرتبہ حاضری سے مجھے فخار کہین
اپنے بیٹے کو پادشاہ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ جب میری خاطر کو آرام ملے گا۔ تو مین پادشاہ
کی کورنش کے لئے حاضر ہونگا۔ اس مضمون کی عرضداشت لکہہ کر علی محمد اسپ کے ہاتھ بھیجی۔ غرہ
شہر بو لطیف خواجہ وقاضی عبداللطیف نے پادشاہ سے مرزا کی پریشانی کا حال عرض کیا
پادشاہ کو وہ گران گذرا۔ حکم ہواکہ ابہی بہادر پکڑ کر مرزا کو لے آئین کہ اتنے مین علی محمد اسپ پادشاہ
کی خدمت مین آیا۔ وہ اس خاندان کا قدیمی رفیق تھا اس نے ایسی باتین بنائین کہ پادشاہ نے
مرزا کا قصور معاف کیا۔ اور ازسرنو زابلستان اسکو عنایت کیا۔ پادشاہ کے یہان رہنے سے
مرزا سراسیمہ ہوتا۔ اسلئے وہ ہندوستان کو رہ نورد ہوا۔ اور سلطان مراد اور امراء کو
حکم ہواکہ منزل بمنزل راہ سپر ہون۔ اور خود جلال آباد کو جہان اردوی بزرگ تھا ایلغار فرمائی۔
پادشاہ فتحپور سیکری مین تھا اور پنجاب مین سیر وشکار کا ارادہ رکہتا تھا کہ اس پاس خبر
آئی کہ مرزا حکیم مرزبان کابل ۶ امرداد کو دنیا سے رخصت ہوا اور زابلستان مین شورش برپا
ہوئی۔ پادشاہ نے اس اپنے بھائی کے ساتھ بہت نیک سلوک کئے۔ جب اس نے ابتدا
مین ناسپاسی کی تو اسکو خردسال اور نادیدہ کار سمجھ کر کوئی گزند نہین پہنچائی اسکے ہمراہیونکو
جنہون نے اسکو دستاویز شورش بنایا تھا مناسب سزائین دین۔ جب اس نے ہندوستان
مین فتنہ پردازی کی اور بعد ازان لڑا بہی اسکی خطائین معاف کین اور کابلستان اسکو پھر
دیا۔ لیکن پہر بہی اس بھائی نے پادشاہ کی رضا جوئی نہین کی۔ بدکرداری اور کج گرائی سے
باز نہ آیا۔ بادہ پیمائی مین گرفتار ہوا اور ایسی بیماریون کا چشمہ سار بنا۔ جنکا علاج نہوا

مرزا حکیم کی وفات ۹۹۳ ہجری

زخمون پر مرہم رکھو۔ جلال آباد کو ہاتھی روانہ کئے اور سید حامد و سید بہاء الدین کو اسکے ہمراہ کیا۔ انہین دنون مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ مرزا دیوانہ وار سراسیمہ غور بند مین ہے اور اوسکو یہ خیال ہے کہ اگر لشکر شاہی اسکا جویا ہو تو قلندرین کر توران چلا جائے اس سے بادشاہ کو اندیشہ تھا کہ اگر ایسا ہوگا تو عبداللہ خان حاکم توران بادشاہ کو دق کریگا۔ اس نے لطیف خواجہ و قاضی عبداللطیف کو اندرزگوئی کے لئے بھیجا کہ الطاف شاہنشاہی اسکے دل نشین کرکے یہان لے آئین۔ ۲۹ کو ارک کابل مین بادشاہ آیا جشن عالی ترتیب دیا ✤

بادشاہ ایسا خداشناس یزدان پرست تھا کہ جہان اور اہل جہان کی آرایش مین بزم و رزم کے آراستہ کرنے مین دادار جان آفرین کی رضامندی کا طلب گار رہتا وہ اپنے کامون کو خویشتن داری سے آلودہ نہ کرتا۔ وہ اپنی نیک نیتی سے دشمنونکو دوست بنالیتا۔ بڑے بڑے جرمونکا معاف کردینا اور ملکون کا دیدینا اس کے آگے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ ندامت گزینون کی پہلی ناہنجاریان اسکی مہربانی مین مخل نہ ہوتی تھین۔ جب کسی کی پشیمانی کی زبان پشیمانی کی گویائی کرتی تو فوراً قہر سے لطف پر وہ مائل ہوجاتا۔ بعض جان نثار مخلصونکی رائے یہ تھی کہ وہ کسی آدمی کو کمین گاہ مین لگاکر حکیم مرزا کو ٹھکانے لگادے۔ مگر اسکی رائے یہ تھی کہ کیون اپنے نفس نیرنگ ساز کی خواہشون کی برآمد کے لئے تائید ایزدی کی نبرد کو چھوڑدے اور اپنی آسایش کے واسطے اپنے بھائی کی جانکاہی مین کوشش کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی نیک اندیشی سے ہمارے خلاف کام کرتا ہے تو وہ عبادت کرتا ہے ورنہ بیمار نادانی ہے۔ نادانی کے رنجورون کو آزار دینا روا نہین ہے جب بادشاہ کابل کے ملک مین تھا تو مرزا مرہی گیا ہوتا مگر اس جانکاہی کی حالت مین بادشاہ کے فرستادون نے بخشش و بخشایش کا مژدہ اسکو سنایا جس سے اسمین جان آگئی۔ اوّل اسکو وہ خواب و خیال سمجھا پھر اسکو فریب کاری جان کر باور نہ کیا جب حقیقت حال پر اسکو اطلاع ہوئی تو اوس نے معذرت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھکر گرگرو

مرزا محمد حکیم کا مرجانا ۹۹۳ھ

فریدون کو جو فتنہ گری کا خوگر تھا اسکو زین خان کوکہ کے حوالہ کیا۔

ہندوستان کابلستان کے تعلقات

مرزا کامران کے عہد سے ہندوستان کے بادشاہ سے کابلستان کا عجیب تعلق ہوگیا تھا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مصیبت اور آفت آن پڑے تو کابلستان سے اسکو اعانت و استعانت کی کوئی امید نہ تھی اور اگر کابل میں زبردست حاکم ہو جائے تو اندیشہ تھا کہ وہ ہندوستان چھین لے۔ اگر وہاں کوئی کمزور اور ضعیف حاکم ہو تو اس خوف سے اسکی امداد کرنی پڑتی تھی جیسا کوئی اور زبردست بادشاہ اس پر غلبہ تسلط کرے اور ہندوستان سے ڈانڈا ملائے جس سے ہمیشہ خطرہ رہے۔ ہمیشہ زبردست ہمسایہ خوفناک ہوتا ہے اور زیردست ہمسایہ کو کھائے بغیر چھوڑتا نہیں ایسا تعلق ان دونو ملکوں میں برٹش گورنمنٹ میں بھی چلا آتا ہے۔

واقعات متفرقہ جو سنہ ۹۶۹ سے سنہ ۹۷۵ یعنی چھ سال جلوسی میں واقع ہوئے۔

سنہ ۹۶۹ ایران کا خط

سنہ ۹۶۹ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ پاس شاہ طہماسپ والی ایران کا ایلچی آیا یہ ایک رسم قدیم چلی آتی ہے کہ بزرگان دانش منش دینی و دنیوی مہامن کی تحصیل کے لئے اور صوری و معنوی مقاصد کے حصول کے لئے اقبالمند بزرگوں کے ساتھ اتحاد پیدا کرتے ہیں اور ایک دلی و یک جہتی کی بنا کو مستحکم کرتے ہیں اور اس طرز سے نظام دولت کو سرانجام دیتے ہیں۔ اس لئے شاہ طہماسپ نے اپنے چچا کے بیٹے سید بیگ بن معصوم بیگ کو ایلچی کے طور پر یہاں بھیجا کہ وہ حضرت جنت آشیانی (ہمایون) کی تعزیت کرے اور جلوس شاہنشاہی کی تہنیت دے۔ وہ عربی عراقی گھوڑے اور نفائس و امتعہ و بدائع اشیاء تحفہ کے طور پر ایک مکتوب کے ساتھ لایا جسکا مضمون یہ تھا کہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے اور بادشاہ غفران دستگاہ

ساغر زندگی اسکا لبریز ہوا۔ نابکار پاجیون کی صحبت سے اور احمق بد ذاتون کی دمسازی
سے اپنے نخل حیات کا ثمر چکھا نہ تھا۔ دولت دیکھی نہ گل مراد چنا۔ اس دنیا سے چلدیا۔ پادشاہ
کو بھائی کا غم ہوا۔ اس کی اولاد کی پرورش کا خیال ہوا بعض کابلی اسکے بیٹون کو توران
مین لیجانا چاہتے تھے۔ اور اس سے اپنا کام نکالنا چاہتے تھے۔ سپاہ کو بھی توران جانے
کا خیال تھا۔ پادشاہ نے ولی بیگ ذوالقدر و فتح اللہ کو بہت جلد کابل بھیجا کہ وہ ان ہیچ بزرگ
کج گرا کابلیون کو اپنے ارادہ سے باز رکھین اور کنور مان سنگہ کو حکم ہوا کہ تھوڑا لشکر لیکر بہت جلد
کابل جاے۔ مرزا کے پس ماندون کو اور آدمیون کو جو ترک و تاجیک ہون ہمارے پاس لے آئے
فریدون مرزا یہ نہین چاہتا تھا کہ مرزا کے کم عمر بیٹے اور توزک پادشاہ کی خدمت مین جائین
اس فکر مین تھا کہ انکو ماوراء النہر لے جائیے۔ کنور مان سنگہ آن پہونچا۔ شاہ بیگ پرشاور
سے کابل مین آگیا۔ ساحل سندھ سے دریا پار خواجہ شمس الدین اور بہادر لگے کر پہلے سے چلے
پشاور مین لشکر جمع ہو گیا۔ خواجہ شمس الدین اسکو ساتھ لے کر چلا۔ کابلیون نے درہ خیبر کی راہ بند
کردی تھی اُسے کھول لیا۔ راہ زن اور فتنہ اندوزون کو کونون مین بٹھا دیا۔ یہ لشکر جلال آباد
مین آیا۔ مرزا نے اپنی زندگی مین بخت نساء بیگم کے ساتھ اپنے بیٹے افراسیاب کو روانہ کیا تھا مرزا
شاہرخ کے بیٹون حسن و حسین کو پادشاہ کی خدمت مین بھیجا تھا۔ باپ کے مرنے کی خبر سنکر
افراسیاب تو کابل چلا گیا تھا۔ مگر باقی اور سب جلال آباد مین موجود تھے وہ لشکر سے ملے
۹ آبان سنہ ۹۹۳ کو مان سنگہ بتخاک مین تھا۔ مرزا کیقباد اور افراسیاب و نو لشکر سمیت
کنور مان سنگہ سے ملے اور پادشاہ کی نوازش کے امیدوار ہوئے صبح کو وہ کابل مین آئے
کشادہ دستی اور شیرین زبانی سے گروہا گروہ آدمیون کے دلون کو ہاتھ مین لائے۔
چہارم آذر کو کنور مان سنگہ نے ملک کی پاسبانی اپنے بیٹے جگت سنگہ و خواجہ شمس الدین کو
حوالہ کی۔ اور خود مرزا حکیم کے اہلخانہ اور ملک کے سردارون کے ساتھ مراجعت کی
۱۵ آذر کو قصبہ راولپنڈی مین پادشاہ پاس آیا۔ اوسوقت افراسیاب کی عمر چودہ برس کی
اور کیقباد کی عمر پندرہ برس کی تھی ان پر پادشاہ نے سب طرح کی عنایت کی۔

مرزا کے بیٹون کا دربار شاہی مین آنا ۔ سنہ ۹۹۳

فراہم کرکے اس خاندان کا نام ونشان باقی نہ رکھے۔
شہنشاہ اکبر نے چغتو خان کو اجازت دی کہ راجہ کو بلالے۔ جب وہ قصبہ دیوسہ مین
آیا تو یہان کے آدمی فرار ہوگئے اسپر شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم تو سوا عنایت ورافت
کے کوئی اور امر جمہور خلق کے ساتھ کرتے نہین۔ کوئی وجہ اس گروہ کے ملک کے ویران کرنے
کی نہین ہوسکتی۔ مگر ان صحرانشین وحشیون نے جو مرزا اشرف حسین سے آزار کھینچا ہی اسپر
ہم کو قیاس کرکے وہ ہراسان ہوئے ہین۔ راجہ بہاری مل کے بھائی روپسی کا بیٹا جے مل
شہنشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ روپسی اس قصبہ مین راجہ تھا۔ اسکو شہنشاہ نے بلایا
وہ بھی آیا۔ دوسرے دن قصبہ سانگانیر مین چغتو خان راجہ بہاری مل کو لایا اور بساط
بوس کرایا۔ راجہ نے اپنی بیٹی کی شہنشاہ سے بیاہ کرنے کی درخواست کی اس نے منظور
فرمائی۔ اور اسکو اس بیاہ کی تیاری کے لئے رخصت کردیا۔ قصبہ سانبھر مین جب شہنشاہ
آیا تو مرزا شرف الدین حسین مرزا اس پاس آیا۔ شہنشاہ نے راجہ بہاری مل کی خاطرداری کے
لئے اس سے جگن ناتھ وراج سنگھ وکنگار کو جو مرزا کے گرو مین تھے مانگے۔ مرزا نے اس کو قبول
کیا مگر وقت کو ٹالتا رہا۔ شہنشاہ اسکو سچا جان کر ان کے آنے کا منتظر رہا۔ پھر شہنشاہ
نے اجمیر مین جاکر حضرت خواجہ کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اسکا ارادہ ہوا کہ یہان سے جلد
سعادت کرون۔ اس لئے شرف الدین حسین کو میرٹھ (میرتھا) کی تسخیر کا حکم دیا اور اوسکی
کمک کے واسطے اور امرا مقرر کئے اور دارالخلافہ کو روانہ ہوا اور مرزا کو حکم دیا کہ گروگرفتہ کو حاضر
کرے۔ سانبھر مین مرزا ان آدمیون کو لایا۔ راجہ بہاری مل نے اپنی بیٹی کی شادی شہنشاہ سے
بڑی دھوم دھام سے کی یہ پہلا ہی راجپوت راجہ ہے جس نے شہنشاہ کی اطاعت قبول کی
اور اپنی بیٹی بیاہی۔ اس کے چار بھائی تھے۔ جنکے نام پورن مل روپسی۔ اسکرن۔ [illegible]
تھے۔ اس خاندان نے رتبہ والا پایا۔ اسکی اولاد کی خیرخواہی اور والاجاہی کا بیان
اپنے اپنے موقع پر ہوگا۔ جب شہنشاہ جھنجھنو کے سواد مین آیا تو راجہ بہاری مل مع فرزندون
اور خویشون کے خدمت شاہی مین آیا اور مان سنگھ خلف راجہ بھگونت داس خلف

مرزا شرف الدین حسین اور راجہ بہاری مل کے معاملات اور بادشاہ کا راجہ کی لڑکی سے بیاہ کرنا ۹۶۹ ھ

(ہمایون) کے ساتھ خصوصیت ذاتی اور نہایت رابطہ صوری ثابت و محقق تھا اور ہم مین محبت و دوستی کا عہد اور یکجہتی و برادری کا عقد ہوا تھا۔ اس پادشاہ عالی شان کے اعلائے شان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ رہی۔ اب اس محبت موروثی کی تجدید کی جاتی ہے کہ جس سے مراسم مخالصت و موافقت کی تقدیم ہو۔ پادشاہ نے اس ایلچی کو دو لاکھ روپئے دیکر رخصت کیا۔ اور مکتوب کا جواب باصواب لکھا۔

سنہ ۹۶۹

شہنشاہ نے آگرہ کے دار الخلافہ سے فتحپور کی طرف جانے کا قصد شکار کے ارادہ سے کیا جب منڈھاکر گاؤن کے قریب آیا تو خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین قدس سرہ کے تفاخر و مناقب قوالون نے اسکے روبرو گائے۔ خواجہ کے جلائل کمالات و خوارق عادات بارہا اسکی مجلس مین پہلے بھی مذکور ہوچکے تھے وہ ہمیشہ حق اور حقیت کا جویا رہتا تھا اور فرط طلب سے وہ ملک تقدس کے مسافرون سے توسل اور استمداد ہمت چاہتا تھا۔ اس سبب سے خواجہ کے مرقد کا شوق دل مین پیدا ہوا عین شکارگاہ مین صید معنوی کا عزم مصمم ہوا۔ چہارشنبہ ۸۔ جمادی الاولی ۹۶۹ھ کو چند ہمراہیون کے ساتھ اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ جب موضع کلاولی مین وہ آیا تو چغتی خان نے عرض کیا کہ راجہ بہاری مل کچھواہہ رجپوتون کا بڑا راجہ ہے وہ ہمیشہ حضور کے خاندان کا دولت خواہ رہا ہے وہ ایک مدت سے شرف الدین حسین مرزا کی بدسلوکی سے پہاڑون مین متحصن ہے اگر ارشاد ہو تو اسکو بلالون۔ اس راجہ کے ستمزدہ ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ میوات اور اسکے حدود مرزا شرف الدین کو جاگیر مین ملگئین تو مرزا نے یہ کہا کہ قصبہ انبیر پر قبضہ کرلون۔ یہ قصبہ ولایت مارواڑ مین راجہ بہاری مل کے بزرگون کا دار الریاست تھا اس اثنا مین راجہ بہاری مل کے بڑے بھائی کے بیٹے سوجامل نے جو ریاست اپنی لینی چاہتا تھا مرزا سے مل کر لشکرکشی کرادی۔ مرزا پاس جمعیت زیادہ نہ تھی اس طرح صلح کرلی کہ کچھ روپیہ راجہ نے مقرر کیا اور بہاری مل کے بیٹے جگن ناتھ کو اور بھتیجون راج سنگھ پسر اسکرن اور کنگار پسر جگمال کو گرو کیا جسکو ہندی مین کہتے ہین کہ اول لیا۔ اور اجمیر کی طرف مرزا چلا گیا اس سال مین اسکا ارادہ مصمم تھا کہ لشکر

پادشاہی لشکر مین تھے۔ اور وہ اہل قلعہ سے قدیم نزاع رکھتے تھے۔ اسلئے مرزا شرف الدین حسین سے کہا کہ ان آدمیون نے نقض عہد کیا کہ اپنے اسباب کو جلایا اور قرارداد یہ تھی کہ اسباب کو چھوڑکر باہر جائینگے جب وہ اپنے پیمان پر ثابت نہین رہے تو انکو سلامت جانے دینا ایسے حال مین کہ وہ مغلوب ہوئے ہین دوراندیشی سے دور ہے۔ مرزا نے بھی یہ رای انکی پسند کی۔ لڑائی کی تیاری کی دیوی داس بھی پھر کر پادشاہی لشکر سے ایسی مردانہ لڑائی لڑا کہ داستان رستم کو دکھایا۔ بلکہ اسکو بھلا دیا۔ آخرکار وہ گھوڑے سے گرا اور ایک گروہ نے اسکو پارہ پارہ کیا بعض یہ کہتے ہین کہ وہ زخمی ہو کر بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ اور تمام ولایت میرتھ اور قلعہ میرتھ۔ اولیاے دولت کے قبضہ مین آئے۔ جو رجپوت زندہ باقی رہے وہ مالدیو پاس چلے گئے۔ اس قلعہ نے میواڑ کے راجہ اور شہنشاہ کے درمیان چھیڑ چھاڑ شروع کرادی۔

شمس الدین محمد خان اعظم خان اتگہ کا پادشاہ پاس آنا ۹۶۹ھ

اوائل ربیع الاول ۹۶۹ھ مین شمس الدین محمد خان اتگہ جسکو اعظم خان کا خطاب ملا تھا پنجاب سے شہنشاہ کی خدمت مین آیا۔ شہنشاہ نے اپنی عنایت سے معاقد مالی و ملکی کی تنظیم و سپاہی ورعیت کی مہام کا انصرام اوسکو سپرد کیا۔ ماہم انگہ حسن خدمات اور فزونی خرد و فراوانی عقیدت سے اپنے تئین وکیل السلطنت بالاستقلال سمجھتی تھی وہ اس بات سے آزردہ ہوئی منعم خان خانخانان کہ بظاہر وکیل ہوکر مسند وکالت کو آرایش دیتا تھا۔ وہ بھی آزردہ دل ہوا۔ وہ انصاف و فارغی خاطر و ناچیاقی مشاغل دنیوی کہان ہین کہ ایسے شخص کو کہ مشاغل گیتی کا بوجھ اپنے سر پر اوٹھائے۔ اور اشتغال مہمات کا متکفل ہو اسکو عظم عطیات الٰہی جانکر شکر بجالائین کہ اس زمانہ مین خان اعظم کو منعم خان و ماہم انگہ امداد غیبی سمجھا کرتے۔ اور سچے دل سے آداب شکر بجالاتے اور نہ اس سے افگار درون اور آزردہ دل ہوتے۔ انصاف کی پیشگاہ مین حقیقت کار یہ ہے۔ جب کوئی خدمت گذار کامون کو اچھی طرح کرے تو اس سے آزردہ ہونا بیراہ جانا ہے۔ اور خواہش نفس کا مغلوب ہونا۔ بلکہ اپنے پانٔون کو آپ گرانا اور اپنے ہاتھ سے خراب کرنا ہے۔ ادہم خان چھوٹا بیٹا ماہم انگہ کا جسکی عقل درست نہ تھی جوانی مین مست و دولت مین مدہوش تھا۔ عہدہ سے معزول تھا ہمیشہ شمس الدین اتگہ پر حسد کرتا تھا۔ منعم خان خانخانان بھی اس بیماری سے دردمند تھا مگر وہ دور کی سوچتا تھا گتھی چھری تھا۔

راجہ بہاری مل اول دفعہ شہنشاہ کی نظر عنایت سے سرافراز ہوا۔ راجہ یہین سے رخصت ہوا۔ اور راجہ بھگونت داس اور مان سنگہ اور معزز رجپوتون کو وہ اپنے ساتھ لیکر دار الخلافہ مین ۷ ور جمعہ ۸ جمادی الاخری سنہ ۹۶۹ کو داخل ہوا۔

اس زمانہ مین قلعہ میرتھ (میرٹھا) مالدیو راجہ مارواڑ کے قبضہ مین تھا۔ ہندوستان کی رسم و اسم کے اعتبار سے یہ راجہ اور رایون اور راجاؤن مین مزید اعتبار اور وفور اقتدار مین امتیاز رکھتا تھا۔ اسنے اس قلعہ کو جگمال کو جو اسکے بزرگ سرداران مین سے تھا حوالہ کیا تھا اور پانچسو چیدہ رجپوت اسکی کمک کے واسطے مقرر کر رکھے تھے جنکا سردار دیوداس تھا۔ وہ جرأت و ہمت مین اس گروہ مین پیشدست تھا۔ حکم شاہی کے مطابق شرف الدین حسین افواج کے ساتھ اس قصبہ مین آیا اور بے محابا ہو کر کے لشکر کو قلعہ کے نیچے لے آیا۔ ابھی سپاہیون نے اپنے چہرہ کی گرد نہ جہاڑی تھی۔ گھوڑے آب و آتش مین غرق تھے۔ چار سوارون نے جا کر قلعہ کے دروازہ پر تیر لگائے۔ رجپوتون نے انپر خشت و سنگ و تیر و تفنگ چلائے۔ دو سوارونکو مار رکھا۔ دو کو زخمی کر کے بھگایا۔ پھر مرزا شرف الدین نے آہستہ کام کرنا اور قلعہ گیری کا اسباب فراہم کرنا شروع کیا۔ شہر مین قیام کیا۔ قلعہ نشین روز لڑتے۔ قلعہ کے ایک برج کی تہ تک سرنگ لگائی گئی اور بارود سے بھری گئی اور اڑائی گئی۔ جس سے برج دھنیے کی روئی کی طرح اڑ گیا۔ حصار مین ایک جھنپا قائم ہو گیا۔ پادشاہی لشکر اندر گھسا۔ راجپوت جان سے ہاتھ دہو کر دن بھر خوب لڑتے رہے۔ رات کو دونو لشکر اپنے اپنے مورچون پر گئے۔ رجپوتون نے راتون رات قلعہ کے رخنون کو پھر کر مستحکم کر لیا۔ مگر آخر کار اہل قلعہ کا قافیہ ایسا تنگ ہوا کہ قلعہ انکے لئے زندان بن گیا۔ اہل قلعہ پناہ مانگتے تھے اور باہر جانا چاہتے تھے مگر مرزا راضی نہوتا تھا۔ آخر کو یہ قرار پایا کہ اہل قلعہ تمام اسباب چھوڑ کر باہر چلے جائین ملک گیری کے آداب مین داخل ہے کہ زینہاریون کا عجز قبول کیا جائے۔ اس لئے لشکر شاہی نے انکو راہ دی جگمال نکلکر باہر چلا گیا۔ دیوداس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اور سارا اسباب اپنا جلا دیا۔ چار پانچ سو سواروں کے ساتھ لشکر شاہی کے روبرو گیا۔ ایک رجپوتون کی جماعت جنمین جی مل اور اون کرن داخل

مہمان آنکر دیکھا کہ خود شہنشاہ نے انصاف کر دیا تو وہ پھر کچھہ نہ بولا۔ شہنشاہ نے حرم سرا مین جاکر ماہم انگہ سے کہہ دیا کہ ادہم نے ہمارے انگہ کو مارا ہم نے اسے مارا۔ وہ یہ سنکر بادشاہ کے ادب کے سبب سے ظاہر مین تو کچھ نہین مگر دل اسکا زخم جانستان سے مجروح ہوا چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ بیٹے کو دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر بادشاہ نے اسکی تسلی تشفی باتین کہہ کر روک لیا۔ اوسی روز بادشاہ نے دونو نعشین دہلی بھیجدین۔ ماہم انگہ پہلے سے بیمار تھی۔ اب بیٹے کی سوگواری مین اور زیادہ مریض ہوئی اور بیٹے کے چہلم کے دن شوال مین جان بحق ہو گئی۔ بادشاہ کو اس اپنی انگہ کا نہایت غم ہوا وہ رویا اور اسکا جنازہ دہلی روانہ کیا۔ کچھہ قدم خود بھی اسکے ساتھ گیا۔ ان مان بیٹون کے مقبرہ پر ایک عمارت عالیشان تعمیر کرا دی جو ابتک تین سو برس گذرنے پر بادشاہ کی شان و شوکت نیک سیرت ہونے پر شہادت دیتی ہے ✣

منعم خان کا بھاگنا اور پکڑا جانا سنہ ۹۷۱ھ

آدمی زاد کی نہاد مین دو امر غریب ہین۔ اول طبیعت کہ نہ اس مین تمیز ہے نہ اسکی آنکھین ہین دوم عقل کہ دوربین کارشناس ہے۔ اکثر آدمی بے پروائی سے تباہ اندیشون مین گرفتار ہو کر خرد کو کہ کارفرما صلاح اندیش ہے معزول کرتا ہے اور طبیعت کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اور جو کام اسکے لئے کہ دشمن سو فکر و تدبیر سے نہین کر سکتا۔ وہ بے فکری سے اپنے لئے آپ سامان کر لیتا ہے اسکی مثال خانخانان منعم خان کا حال ہے کہ بادشاہ نے اسکو کس اعزاز و احترام سے کابل سے بلایا۔ اور منصب وکالت و حکومت کل عنایت کیا۔ ان نعمتون کی قدر اس نے کچھہ نہ کی۔ اس خوف سے کہ واقعہ خان اعظم و ادہم خان مین وہ بھی اس آتش کی شعلہ فروزی مین متہم تھا اُسی روز بھاگ گیا۔ وہ اپنی ناعاقبت فہمی سے یہ سمجھتا تھا کہ بعد اس واقعہ کے اس خاندان کی کارگاہ حل و عقد اور جمیع مہمات ملکی و مالی کا بندوبست اسی کی اختیار و اقتدار مین بغیر کسی دوسرے آدمی کی شرکت کے ہوگا۔ مگر یہ بات بنی نہین تو اسکو یہ سودائے خام ہوا کہ بادشاہ کی درگاہ سے بھاگ کر کابل اپنے بیٹے غنی خان حاکم کابل پاس جا رہے۔ اس ارادہ سے دار الخلافہ سے بھاگ کر دامن کوہ کی راہ لی محمد قاسم میر بحر اسکے ساتھ تھا۔ جب بادشاہ نے سنا تو فرمایا کہ منعم خان کہین جانے کا نہین جلد آ جائیگا۔ فرصت جو امیرون نے ہر چند بادشاہ سے تصریحًا و کنایتًہ عرض کیا کہ اسکا اسباب و اموال ضبط کیا جائے مگر اس فراخ حوصلہ قدردان

ادہم خان فتنہ و غدر پر کمر باندھتا تھا۔ شنبہ ۱۲ رمضان سنہ ۹۶۹ھ میں ایک عجیب امر یہ واقع ہوا
کہ دولتخانہ کے دیوان میں منعم خان و اتگہ خان شہاب الدین احمد خان اور بڑے بڑے آدمی بیٹھے
ہوئے مہمات سلطنت میں مشغول تھے۔ کہ ادہم خان بے اعتدالانہ ایک جماعت کے ساتھ جو اس سے
زیادہ بے اعتدال تھی بارگاہ دولت میں آیا۔ حاضرین مجلس اسکی تعظیم کو سروقد کھڑے ہوئے مگر اتگہ خان نے
بھی نیم قد سے تعظیم کی سروقد تعظیم نہ دینے کا بہانہ بناکے خنجر کھینچکر اوسکی طرف لپکا اور اپنے آدمیوں کو کہا کہ
کیا دیکھتے ہو۔ ہاتھ صاف کرو۔ غرض اس بزرگ کو دولتخانہ کے صحن میں شہید کیا پھر اس بیباکی کو دیکھیے
کہ یہ خون کرکے بھاگا نہیں۔ حرم سرا کیطرف متوجہ ہوا۔ دولتخانہ سے صفہ پر گیا جو چاروں طرف سے
آدمی کے آدھے قد کی برابر اونچا تھا۔ تلوار ہاتھ میں تھی اندر جانے کا ارادہ تھا۔ حاضرین مجلس پر ایسی بیہوشی
چھائی کہ نہ اونہوں نے اسے مارا نہ سبنے ملکر اوسکو پکڑا۔ نہ وہ اسکے معنی سمجھے کہ تلوار ہاتھ میں لیکر کس ارادہ سے
وہ محل کے اندر جاتا ہے۔ جب اس قتل سے غوغا مچا تو بادشاہ نے قصر کی دیوار سے جہانک کر حال
پوچھا۔ رفیق نے سارا ماجرا سنایا۔ تعجب کرکے اس سے دوبارہ پوچھا تو اس نے لاش کو دکھایا۔ بادشاہ
غصہ میں بھر کر دوسرے دروازہ سے تلوار ہاتھ میں لیکر آیا۔ ادہم خان کو دیکھ کر کہا ای لاڈلے
بچے تو نے میرے اتگہ کو کیوں مارا۔ اس گستاخ نے بادشاہ کے دونو ہاتھ پکڑ لئے۔ اور کہا کہ
آپ تفحص کیجیے غور رسی فرمائیے۔ کچھ تلاش کیجیے۔ بادشاہ نے تلوار کو چھوڑ کر دونوں ہاتھ اپنے
چھڑائے اور اسکی تلوار کیطرف ہاتھ پھیلائے کہ اس اثنا میں وہ بھی اپنی تلوار کیطرف متوجہ ہوا۔
شہنشاہ نے ایک گھونسا اسکے منہ پر مارا کہ وہ گرا۔ اس گھونسے کا نشان اسکے چہرہ پر گرز لگنے کا نشان معلوم
ہوتا تھا۔ فرحت خان و سنگرام وہان کھڑے تھے۔ انکو شہنشاہ نے غضب سے کہا کہ کیا تماشہ
دیکھتے ہو اس دیوانہ کو باندھو۔ اونہوں نے اوسے باندھ لیا۔ حکم دیا کہ صفہ کے اوپر سے اوندھا منہ کرکے
نیچے پھینکو۔ لوگوں نے اسکا ملاحظہ کرکے اس طرح پھینکا کہ اسکی نیمجان باقی رہی تو بادشاہ نے پھر
اوپر گھسٹوا کر نیچے پھینکا تو جان نکل گئی۔ منعم خان خانخانان و شہاب الدین احمد خان بھی غضب
شاہنشاہی کے خوف کے مارے بھاگ گئے۔ یوسف محمد خان پسر بزرگ اتگہ خان نے اپنے باپ کے واقعہ
کا حال سنا تو اتگہ خیل کو مسلح ساتھ لیا اور ادہم خان اور ماہم انگہ کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر جب اس نے

کتا ہی کیا اپنی وفا دکھاتا ہے۔

سلطنت کے منصب والا کا یہ اقتضاء ہے کہ معاملات کی بازپرس مین دوست دشمن خویش و بیگانہ کو منظور نظر نہ رکھے اور مظلوم کی داد دی اور ظالم سے مظالم کی عوض سزا دی اور دولت عظمی کے مخصوص اپنی خصوصیت کی نسبت سرمایہ ستم وستیزہ نہ بنائے۔ اور اگر کوئی ناہنجاری اُن سے ظہور مین آئے تو راست کردار بے خوف وخطر اس مظلمہ کی اطلاع دین۔ اور ستم رسیدون کے عرض احوال مین دلیری کرین۔ اس وقت شہنشاہ نے اپنے مین اسی خصلت کو خواجہ معظم کے معاملہ مین دکھایا۔ خواجہ معظم مریم مکانی کا برادر اخیافی (سوتیلا بھائی جسکا باپ ہو) تھا وہ اس نسبت کے سبب سے بے اعتدالیان کرتا تھا۔ بارہا جنت آشیانی (ہمایون) کے زمانہ مین حرکات ناشائستہ کر چکا تھا مگر بادشاہ اپنی بیوی کے خاطر سے چشم پوشی کرتا تھا۔ یورش بدخشان جس سال مین ہوئی ہے اسنے خواجہ رشیدی دیوان جنت آشیانی کو مار کر کابل بھاگ گیا مقربین شاہی نے اسکا قصہ معاف کرایا مگر پھر وہی اعمال ناپسندیدہ اس سے سرزد ہوئے جسکے سبب سے نکالا گیا۔ حجاز گیا۔ وہان حج کرکے اپنی شرارتون پر اور شرارتین بڑھا کر ہندوستان مین آیا۔ ایک دفعہ دولتسرای شاہنشاہی مین اعیان اور ارکان سلطنت جمع تھے۔ مرزا عبداللہ مغل کو بے وجہ گھونسے مارے اور لاتین خوب لگائین۔ دوسری دفعہ بیرام خان سے بدرشتی پیش آیا اور خنجر پر ہاتھ دوڑایا پھر وہ خارج ہوا۔ گجرات مین گیا اپنی بدخوئی کے ہاتھ مین گرفتار تھا وہان سے شہنشاہ پاس اول مرتبہ آگرہ مین آیا۔ اسکے ساتھ رعایت وعنایت کی گئی۔ بی بی فاطمہ جنت آشیانی کی اُردو بیگنی تھی۔ اور شہنشاہ اکبر کے محل مین پایہ اعتبار رکھتی تھی۔ اسکی بیٹی آغا دختر خواجہ کی بیوی تھی۔ ہمیشہ اسکی ناجنسی و بدخوئی کے سبب سے زندان بلا مین گرفتار رہتی تھی۔ اور طرح طرح کے آزار اوٹھاتی تھی۔ ایکدن مضطربانہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر یہ استغاثہ پیش کیا کہ خواجہ اپنے پرگنہ کو جاتا ہے اور میرے بیٹی کو ہمراہ لیجاتا ہے۔ اپنی بدخوئی اور بدگمانی سے بار بار وہ کہہ چکا ہے کہ مین

خواجہ معظم کی بیوی کا قتل ہونا اور خواجہ معظم کو سزا ملنا ۹۷۱ھ

پادشاہ نے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ کابل مین چلا جائیگا تو وہ بھی ہمارا ملک ہے اس حال مین بھی
وہ ہمارا ملازم ہے۔ وہ تنگدلی کے سبب بھاگا ہے یہ نہین ہے کہ وہ ہمارا دو لتخواہ نہین ہے اگر
وہ نہ آئیگا تو اوسکا مال و اسباب اس پاس ہم روانہ کردینگے۔ کوئی شخص اسکے اسباب کو نہ انگلی لگا
چھہ روز کی آوارہ گردی کی بعد حوالی پرگنہ سوات مین منعم خان پہنچا۔ یہ پرگنہ میر محمد منشی کی جاگیر مین تھا
اسکے نوکر قاسم علی سیستانی کو جو یہان شقدار تھا خبر ہوئی کہ وہ شاہی امیر جاتے ہین اسنے جاکر دونو
کو گرفتار کرلیا۔ سید محمود بارھہ نے منعم خان کو پہچان کر بڑی خاطرداری کی۔ اور پادشاہ پاس لے آیا جس نے
سر پر تیغ سیاست چلانے کی جگہ تاج ریاست رکھا وہی منصب وکالت اور خطاب خانخانانی عنایت کیا

پادشاہ کے تیر لگنا اور حالات

۱۵ جمادی الاولی سنہ ۹۷۱ھ ۱۵۶۴ء کو دہلی مین پادشاہ آیا تھا۔ ۲۰ کو شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے مزار منور
پر زیارت کو گیا تھا۔ وہان سے اولٹا اپنے خیمہ گاہ کو آتا تھا۔ ماہم انگہ کے مدرسہ کے قریب ایک کافر
نعمت کھڑا تھا۔ اسنے پادشاہ کو نشانہ بنا کر تیر مارا وہ اسکے داہنے شانہ مین لگا اور ایک وجب اتر
گیا۔ تیر کے لگنے سے اس خطاوار کو گرفتار کیا۔ پادشاہ کے خیرخواہون نے عرض کیا کہ اول اسکے
حال کی تشخیص کرین پھر اسکو خاک مین ملائین۔ مگر شہنشاہ نے فرمایا کہ فوراً اسکو نشانہ اجل بناؤ
توقف مین یہ اندیشہ ہے کہ معلوم نہین وہ ہمارے اخلاص مندون مین سے کس کس کو متہم کرے۔
اسی وقت اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ پادشاہ نے اپنا تیر نہایت استقلال سے نکلوایا۔ گھوڑے
پر سوار ہو کر گھر آیا۔ تھوڑے دنون مین زخم اچھا ہوا۔ اگرچہ پادشاہ نے اس نابکار کے تشخیص حال
سے بمقتضائے دوربینی پردہ پوشی کی۔ مگر اس قدر مشخص ہوا کہ یہ شخص شرف الدین حسین کے
باپ کے غلامون مین تھا اور تعلق فولاد اسکا نام تھا۔ مرزا نے پادشاہ کے قتل کے لئے شاہ
ابوالمعالی کے ساتھ اسکو کیا تھا۔ جب ہندوستان سے کابل کیطرف شاہ ابوالمعالی بھاگ
گیا تو وہ اسی سبب سے یہان پڑا رہا کہ پادشاہ کی جان نکالون۔ پادشاہ کی کُتیا کا نام مہوہ
تھا اسنے پادشاہ کے زخمی ہونیکے غم مین سات روز تک کچھ کھایا نہ پیا دیوانی ہو گئی۔

تھانیسر کے تہان مین گرون اور پوریون کی لڑائی کا تماشا دیکھنا ۹۷۵ ۱۲

مرجاویگا- مگر وہ سنگدلی اور سخت جانی سے زندہ رہا تو شہنشاہ نے اسکو مقبل خان کے حوالہ کیا اور قید کرکے قلعہ گوالیار بھیجدیا- یہان دیوانہ ہوکر قید مین مرگیا-

تھانیسر مین ایک ایسا بڑا تالاب ہے جسکو چھوٹا دریا کہنا چاہیئے- وہان ایک فضاء وسیع ہے جسکو کورکھیت (کرکھیتر) کہتے ہین گرہن کے دن یہان ہندوؤن کا بڑا اجتماع ہوتا ہے- سونا- چاندی- جواہر- اقمشہ- امتعہ نفیس ظاہر و پوشیدہ پن ہوتے ہین- زر کو یہان پانی مین ڈالتے ہین جس سے کہ گفتہ است نکوئی کن و در آب انداز- کا مضمون سمجھ مین آتا ہے- اس سال مین بادشاہ کے آنے سے پہلے بہت سے سناسی یہان جمع ہوگئے تھے- اسکے دو گروہ تھے ایک کا نام کر تھا- دوسرے کا نام پوری- ایک جگہ پر دونو کا جھگڑا ہوا ہر ایک کہتا تھا کہ ہم وہان اترینگے- ان لوگون کی تجرد و گزینی اس وجہ سے نہین ہے کہ انکا دل دنیا سے سرد ہے- اگر نفس الامر مین تارک دنیا ہوتے تو ہمیشہ آزمند ہوکر شہوت و غصہ کے مغلوب حرص و قہر کے مقہور نہین ہوتے- انمین نزاع کا باعث یہ تھا کہ تالاب کے کنارہ پر ایک مکان متعین تھا کہ وہان گروہ پوری بیٹھکر دام گدائی بچھاتے تھے- ہزارون ہندو وان کو پن دیتے تھے- ان دنون مین گروہ کر نے غلبہ کرکے پوریون کی جگہ چھین لی- یہ کرون سے لڑ نہین سکتے تھے کہ اپنی جگہ ان سے چھڑا لیتے انکے گرو کیسو پوری نام قصبہ انبالہ مین شہنشاہ کی خدمت مین داد خواہ آئے کہ ہماری جگہ کرون نے زبردستی چھین لی ہے- اگرچہ ہم انکا مقابلہ نہین کرسکتے مگر ہمت کرکے ان سے لڑینگے اپنا خون خاک مین گرائینگے- یا اس قطعہ خاک کو ان سے لینگے- کرون کے گرو نے آنکر یہ عرض کیا کہ یہ جگہ موروثی ہماری ہے پوریون نے چند مدت سے چھین لی ہے- اب ہم یہان آنکر بیٹھے ہین جو ہمیشہ بدن سے یہان کا تعلق ہے ہم کو اس مین سے تعلق ہے جب بادشاہ تھانیسر مین آیا تو انکے معرکہ مین گیا- دونو گروہ ایسے اپنے اپنے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ شہنشاہ نے ہرچند انکو سمجھایا کہ لڑو بھڑو نہین مگر اس سمجھانے سے اور زیادہ بگڑے تو بادشاہ نے انکو لڑنے کی اجازت دیدی- گروہ اپنے کیئے کی سزا پائین- اتفاقاً اس دن ان سناسیون کا ہجوم بہت زیادہ ہوگیا تھا- دونون طرف سے صفین آراستہ ہوئین- اول ہر طرف سے ایک مرد لاف زن آگے آیا اور تلوار سے لڑا

تیری بیٹی کو مارڈالونگا۔ مگر یہان دارالخلافہ مین حضور کے خوف سے اس امر کا مرتکب نہین ہوتا
اب معلوم نہین اپنی جاگیر مین لیجاکر اسکا حال کیا کرے شہنشاہ نے اس قدیم الخدمت عورت کی گریہ
وزاری پر رحم فرماکر ارشاد کیا کہ اب مین شکار کو جاتا ہون۔ تیری خاطر سے مین خواجہ معظم کے
گھر کے طرف سے جاؤنگا۔ وہ بر سر راہ مجھے سلام کرنے آئیگا۔ مین اُسے سمجھا کر منع کردونگا
کہ وہ تیری لڑکی کو ساتھ نہ لیجاے۔ جب بادشاہ اسکے گھر کی طرف چلا تو اسنے دستم خان و
مقبول خان کو بھیجکر خواجہ کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ بادشاہ کا مطلب جو اس اطلاع سے تھا
وہ سمجھ گیا۔ اسنے جھنجلا کر بادشاہ کے آدمیون سے کہدیا کہ تم جاکر حضور سے کہدو کہ وہ نہین آتا۔ اور غصہ
مین لال پیلا ہوکر اپنی حرم سرا مین گیا۔ وہان زہرہ آغا حمام مین نہا کر کپڑے پہن رہی تھی کہ اس
سفاک نے خنجر سے اسکا کام تمام کیا۔ روزن خانہ سے سر نکال کے جسجگہ دستم خان کھڑا تھا خون سے
بھرا ہوا خنجر ڈالدیا۔ اور چلایا کہ مین نے خون کیا خون کیا جاکر کہدو۔ دستم خان نے اس خنجر کو حضور
مین پیش کیا۔ یہ دیکھکر شہنشاہ قہر وغضب مین بھر کر خواجہ کے گھر مین آیا۔ خواجہ بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ دھر سامنے آیا۔ شہنشاہ نے للکار کر کہا کہ یہ کیا وضع ہے کہ شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ دھرا
ہے۔ اگر تو نے اسکو ذرا حرکت دی تو تیرا سر اسی تلوار سے اڑا دونگا۔ خواجہ کے ہاتھ پاؤن دبدبہ
شاہی سے پھول گئے۔ آدمیون نے اُسے مقید کرلیا۔ اُسکا ایک گجراتی غلام تلوار لئے خواجہ کے پیچھے کھڑا
ہوا تھا اوسکے تیور بگڑے ہوئے شہنشاہ نے دیکھ کر قتلق قدم خان سے فرمایا کہ بزن۔ یہ حکم ہوتے ہی
قدم نے اس صفائی سے اسکا سر اڑایا کہ بن سر اگچہ دیر تک کھڑا رہا۔ اسکی گردن سے خون بہتا رہا۔
دیوانہ خواجہ سے پوچھا گیا کہ تو نے اس عاجزہ کو کس گناہ کے سبب سے مارا۔ تو یہ سفاک بیباک بیہودہ
بکواس کرنے لگا۔ لات گھونسون سے خاموش کیا گیا۔ پھر دربار پر اسکو لاتین مارتے ہوئے بال کھینچتے ہوئے لائے
اسکے لئے اور اسکے ملازمون کے واسطے جو اسکی بدمستی و آشفتہ دماغی مین ہم کاسہ تھے حکم ہوا کہ ہاتھ
اور گردن باندھ کر جمنا مین غوطے دیئے جائین۔ ہرچند خواجہ کو بہت غوطے دیئے گئے مگر وہ اپنی
سخت جانی سے ہرزہ گوئی سے باز نہ آیا اور بزرگان دین کو گالیان دیتا رہا جس سے
جانتا تھا کہ بادشاہ کو سخت رنج ہوتا ہے۔ سب کو یقین تھا کہ ان غوطون مین موج فنا کی تھپیڑ ور

فتح خان کو تنگ کر رکھا تھا - مگر اسی اثنا میں جب اس پاس خبر آئی کہ بادشاہی لشکر اس کے سر پر چلا آتا ہے تو اس نے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھا کر قلعہ گیری کے دائرہ سے قدم باہر رکھا فتح خان دو بدوئی اور تزویر سے اپنا کام چلاتا تھا - جب سلیمان کے لشکر کی مزاحمت سے خالی قلعہ خالی ہوا تو اوس نے ذخیرہ و آذوقہ کی گردآوری میں اہتمام کیا اور اپنے بھائی عثمان پاس جسکو قلیج خان اپنی ہمراہ بادشاہ پاس لایا تھا مخفی پیغام بھیجا کہ آذوقہ و ذخیرہ کی طرف سے میرا دل بیفکر ہے تو جس طرح ہو سکے یہاں قلعہ میں چلا آ - حسن خان کا علانیہ جانا تو دشوار تھا اس نے یہ بہانا بنایا کہ بادشاہ کسی خاص آدمی کو میری ہمراہ کردے کہ وہاں جاکر میں اپنے بھائی کو استمالت شاہی سے یہاں لے آؤن کہ وہ قلعہ کی کنجیاں حضور میں نذر دے - اس لئے بادشاہ نے یہ خدمت قلیج خان کی حوالہ کی وہ فتح خان پاس گیا - اسنے ظاہری ملائمت منافقانہ بہت کی اور جھوٹے وعدے کرکے وقت کو ٹالا - قلیج خان نے یہ حال دیکھ کر مراجعت کی - اور بادشاہ سے یہ سارا حال عرض کیا - بادشاہ نے اس قلعہ کی فتح کو ولایات شرقیہ کی فتح کے ساتھ موقوف رکھا

حدود سامانہ میں شیر محمد کی تاخت و تاراج سنہ ۹۷۳ھ

سال دہم جلوس ۹۷۳ھ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حدود سامانہ میں شیر محمد نے تاخت و تاراج کرنی شروع کی - خواجہ معظم کا خدمتگار وہ تھا - پھر بیرم خان پاس وہ آیا اس نے حسن صورت کی وجہ سے اپنا مقرب بنایا اور اوسکے اقبال کے زمانہ میں اس نے اعتبار پایا اسکے ادبار کے زمانہ میں وہ سامانہ گیا تھا - ان دنوں میں کہ بادشاہ علی قلی کی بغاوت مٹانے کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے فساد برپا کیا - ملا نور محمد ترخان نے کہ ان حدود میں فوجدار تھا میر دوست محمد کو سامانہ میں مقرر کیا تھا - شیر محمد نے اسکو اپنی گھر مہمان بلایا اور اپنی مجلس میں ناگاہ ایک تیر اس کے سینہ میں لگایا اور کام تمام کیا - اس پرگنہ میں اس کا مال و اسباب جو تھا لے لیا اور پھر مالیر کیطرف گیا اس پرگنہ میں خالصہ کی مقدار کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور آدمی جمع کرکے ولایت محروسہ میں تاخت کرنے لگا - ملا نور الدین نے ایک جماعت کو ساتھ لیا اور موضع دھنوری میں کہ سامانہ کی حدود میں ہے پہونچا

پھر تیر و کمان سے۔ آپسمین خوب تیر باران ہوا۔ پوریون کے گروہ نے گروں پر تیر مارنے شروع کیئے۔ پوری کم تھے اس لئیے بادشاہ نے چند نفر کہ جنگ سنگ خوب جانتے تھے۔ اور پچھاسے توران اور چیرو ہائے ہندوستان کو اشارہ ہوا کہ پوریون کی کمک کرو۔ اس کمک شاہی سے پوریون کا پلہ بھاری ہوا۔ انہوں نے گرون کے گروہ آنند کو مار کر انکو پراگندہ کر دیا۔ بادشاہ نے یہ تماشا دیکھکر اپنی سپاہ سے ایسا انتظام کرادیا کہ گذگہ فساد کچھہ نہین ہوا۔ لاہور سے بادشاہ دہلی کو آتا تھا کہ راہ مین یہ واقعہ پیش آیا۔

سال نہم جلوس ۹۷۲ھ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے کہ صوبہ بہار مین ہندوستان کے قلاع والا ارتفاع مین سے ایک قلعہ رہتاس ہے جو ایک پہاڑ پہ نہایت بلند ہے اور عرض و طول اسکا پانچ کوس سے زیادہ ہے۔ زمین ہموار سے اس قلعہ کی سطح کا ایک کوس کا ارتفاع ہے اس مین سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس بلندی کے اسمین جسجگہ چاہو دو دو گز نیچے کھودو تو میٹھا پانی نکل آتا ہے۔ اس قلعہ کی بنا کی ابتدا سے کسی فرمانروا نے سوا شیر شاہ کے اس پر استیلا نہین پایا۔ ہم آیندہ لکھینگے .... کہ شیر خان نے اسکو کس فریب لیا تھا۔ یہ قلعہ فتح خان پٹنی کے ہاتھ آیا۔ وہ شیر خان کے بڑے سرداروں مین تھا۔ اس قلعہ کی پشت گرمی سے وہ سلیمان کررانی حاکم بنگالہ سے خودمنائی کرتا تھا اور دوربینی کے سبب شہنشاہ اکبر پاس بھی ہمیشہ عرضداشت بھیجتا رہتا تھا اور اسمین اپنی دولتخواہی کا اظہار کرتا تھا۔ جن دنون مین علی قلیخان کی بغاوت نے شہرت پائی تو بادشاہ نے قلیچ خان کو فتح خان پاس بھیجا کہ اوسکے احوال سے آگاہ ہو کر اسکو اور خاطر جمعی بخشے اور اسباب پختہ کرے کہ جب ہم جونپور مین آئین تو وہ وہان آجائے۔ قلیچ خان نے بہت جلد فتح خان کو اطاعت شاہی مین پختہ بنایا اور اوسکے چھوٹے بھائی حسن خان پٹنی کو دار الخلافہ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا +

جب بادشاہ جونپور مین سال دہم ۹۷۳ھ مین آیا تو قلیچ خان کو بادشاہ نے دوبارہ فتح خان پاس اس نظر سے بھیجا کہ سلیمان حاکم بنگالہ نے قلعہ رہتاس پر فوج بھیج رکھی تھی کہ علی قلیخان کی مساعدت و معاضدت سے اسکو فتح کرلے۔ سلیمان کے لشکر نے علی قلیخان کے استظہار سے

محمد حسین مرزا نے علم بغاوت بلند کیا۔ اپنی ساتھ آدمیون کو جمع کرکے ولایت سنبل اور اسکے نواح
مین تاخت تاراج شروع کی۔ جب اس نواح کے سب جاگیردار اس سے لڑنے کے لئے کھڑے ہوے
تو انہین انسے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین تھی۔ اس لئے وہ خان زمان و سکندر خان پاس چلے گئے مگر ان
کجرو خودسرون کی ان شورش طلب بدنہادون سے صحبت نہ بنی۔ کیونکہ انہین سے ہر ایک کو سری اور
سرداری کا دعوی تھا۔ وہان سے پھر گرد دوابہ مین آن کر اور فساد مچا یا نیمکار (نمکھار) مین
گئے۔ کہ یہان کا جاگیردار بادشاہی خواہرزادہ حاجی خان سیستانی تھا وہ انکی مدافعت کے لئے کھڑا
ہوا۔ مگر اس نے لڑکر شکست پائی اور ان شہزادون کو بہت اسباب رہا تھی زر نقد اور اشیاء
ہاتھ لگے۔ اس طرح لوٹتے مارتے دہلی کی حدود مین آئے۔ تاتار خان دہلی کو مستحکم کرکے اور منعم خان
آگرہ سے چلکر انکے مدافعت کے لئے آئے تو مالوہ کو خالی سمجھ کر اسطرف چلے قصبہ سنپت مین میر معز الملک
سے جو بادشاہ پاس پنجاب جاتا تھا دوچار ہوئے۔ اسکا اسباب لوٹ لیا منعم خان نے انکا
تعاقب صلاح وقت نہ دیکھا وہ آگرہ چلا آیا۔ اس جماعت نے جاکر مالوہ کو قبضہ مین کر لیا۔
اوسوقت مالوہ مین محمد قلی برلاس حاکم تھا اور وہ بعض مہمات کی ضرورت کے سبب سے بادشاہ پاس
گیا ہوا تھا۔ اسکے داماد خواجہ ہادی معروف بہ خواجہ کلان نے اجین کو مستحکم کیا۔ مگر اسکے
جو ہمراہی تھے وہ ایسے ذلیل و رذیل نکلے کہ وہ مرزاؤن سے جا ملے۔ خواجہ کی بساط مین جو کچھ
تھا وہ اونہون نے لوٹ لیا۔ ھنڈیہ مین قدم خان برادر مقرب خان دکنی تھا۔ محمد حسین مرزا نے
جاکر اسکا محاصرہ کیا۔ مقرب خان دکنی قلعہ سنتواس مین تھا۔ قاسم خان حج کو جاتا تھا اسکا
بھانجا حسین خان اسکے ساتھ کچھ دور گیا تھا کہ وہ پھر کر سنتواس مین آیا تھا کہ مرزاؤن کا غوغا
سنا تو اس نے بھی قلعہ سنتواس مین پناہ لی۔ ابراہیم حسین خان نے اسکا محاصرہ کیا۔ اس اثنا مین
محمد حسین مرزا ھنڈیہ پر متصرف ہوا۔ قدم خان کو مارا۔ اسکے سر کو قلعہ سنتواس مین لائے تو
مقرب خان کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ وہ مرزا پاس آنکر ملا۔ حسین خان بھی باہر آیا۔ مرزا
نے ہرچند اسے نوکری کو کہا۔ مگر اس نے اسے قبول نہ کیا۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے
حکم دیا کہ محمد سلطان مرزا کو اعظم پور کے قلعہ بیانہ مین پہنچا دو۔

شیر محمد اپنی عشرت مین مشغول تھا۔ ملا نور الدین فی الحقیقت کچھ نہ سمجھا۔ چند آدمیون کو لیکر مقابلہ کو
آیا کہ اوسکے گھوڑے نے درخت کے تنہ سے ٹکر کھائی وہ گرا۔ پیادون کی جماعت نے اُسے قید
کر لیا۔ ملا نے اُسے قتل کیا۔

سال یازدہم ۹۷۴ھ کے واقعات مین سے یہ واقعہ ہے کہ خاندان تیموریہ کے شہزادون نے
غدر مچایا۔ جسکی تفصیل یہ ہے محمد سلطان فرزند رشید سلطان اویس مرزا ابن بایقرا ابن منصور ابن بایقرا
بن عمر شیخ بن امیر تیمور تھا۔ والدہ محمد سلطان مرزا کی سلطان علی مرزا کی بیٹی تھی۔ اس مرزا نے
اپنی فرمانروائی کے عہد مین محمد سلطان مرزا اپنے نواسے کو خود تربیت کیا تھا۔ جب وہ مرگیا
اور خراسان مین تفرقہ عظیم برپا ہوا تو محمد سلطان مرزا حضرت فردوس مکانی (بابر) کی خدمت مین
آیا۔ جسنے اسپر بہت عنایت کی۔ اور جب جنت آشیانی (ہمایون) کی سلطنت ہوئی تو بدستور
سابق اسپر مہربانی شاہی رہی۔ اسکے دو بیٹے تھے ایک الغ مرزا۔ اور دوسرا شاہ مرزا۔ یہ دونو
بادشاہ کے ملازم رہے۔ انکے معاملات جو ہمایون کے ساتھ ہوئے وہ ہمایون کی سلطنت کے
تاریخ مین بیان ہو چکے ہین۔ الغ مرزا کو اپنے اعمال کی مکافات لشکر ہزارہ کی تاخت مین ملی
اسکے دو بیٹے تھے سکندر مرزا اور محمد سلطان مرزا الغ مرزا کے کشتہ ہونے کے بعد شہنشاہ ہمایون
نے ان لڑکون کی تربیت کی اور اسکندر مرزا کو الغ مرزا کا اور محمد سلطان مرزا کو شاہ مرزا کا خطاب دیا
جب شہنشاہ اکبر کی سلطنت ہوئی تو اسنے محمد سلطان مرزا کو مع بنا بر عمر و کبر کے اپنی عنایت سے سرفراز
کیا۔ محمد سلطان مرزا بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اسکو سپاہ گری سے معاف رکھکر پرگنہ اعظم پور
کہ سرکار سنبل مین تھا خرچ معیشت کے لئے مرحمت کیا۔ کہ یہان آرام کرکے اشغال دعا مین مشغول ہوا
بڑھاپے مین اسکے کئی بیٹے ہوئے۔ اول ابراہیم حسین مرزا۔ دوم محمد حسین مرزا سوم مسعود حسین مرزا
چہارم عاقل حسین مرزا۔ شہنشاہ نے ان مرزاؤن مین سے ہر مرزا کو لائق جاگیرین سرکار سنبل
مین دین۔ اکثر مہمات مین وہ بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے۔ جب اس سے فارغ ہوتے تھے تو اپنی
جاگیرون مین چلے جاتے تھے۔ ان دنون مین کہ بادشاہ مرزا حکیم کی شورش کے مٹانے کے
لئے دار الخلافہ آگرہ سے پنجاب کو روانہ ہوا تو الغ مرزا اور شاہ مرزا اور ابراہیم حسین مرزا۔ و

تیموری مرزاؤن کا فساد سنہ ۹۷۴ھ

ایک ایسے قلعہ عالی کی تعمیر کا حکم دیا کہ وہ اس سلطنت کے لائق ہو۔ پہلے ایک قلعہ شہر کی شرقی سمت مین
جمنا کے کنارہ پر تھا۔ حوادث روزگار کے لصادم سے اسکے ارکان مین اختلال آگیا تھا۔ اسکو بالکل
اوکھیڑ ڈالا۔ اور اسکی جگہ حصن حصین و حصار نگین بنایا۔ بنیاد اسکی ایسی گہری کھودی کہ وہ پانی
سے بھی نیچی گئی۔ احاطہ اسکا ڈیڑھ میل تھا۔ دیوار کا عرض تین گز پادشاہی اور ارتفاع مین ۲۰ گز تھا
(۷۰ فیٹ) ہر روز تین چار ہزار معمار۔ چابکدست اور قوی بازو مزدور اور عملہ فعلہ ہمیشہ کام
کرتا تھا۔ بنیاد سے کنگرہ تک دہ سنگ سرخ سے بنایا گیا۔ پتھرون کو آہنی حلقون سے ایسا جکڑ دیا
کہ اوسکے اندر بال برابر بھی درز نہ رہی۔ آٹھ سال مین یہ قلعہ مع کنگرون و فصیل و سنگ انداز دکھنی
تیار ہوا اور ۳۵ لاکھ روپیہ اس مین خرچ ہوا۔ قاسم خان میر بحر و بر اسکی تعمیر کا مہتمم تھا۔ وہ نہایت
لائق و قابل فن انجنیر (میر عمارت) تھا۔ یہ قلعہ ابتک موجود ہی فرنگستانی سیاح اسکو دیکھ کر بہت
تعریف کرتے ہین اس زمانہ مین وہ حقیقت مین ایسا مستحکم نہین جیسا وہ بظاہر دکھائی دیتا ہے اِس
زمانہ کی سائنٹفک انجنیری اسمین بہت نہین خرچ ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ سارے شہر اور دریا پر اپنی فرمانروائی
کی شان دکھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کا ارادہ فتحپور سیکری مین اپنے دار الخلافہ بنانے کا تھا
اور وہان قلعہ کی بنیاد کے نشان بھی ہین مگر حضرت سلیم چشتی نے اسے فرمایا کہ یہ مقام فقیر کے
حوالہ کرو۔ اور اپنا قلعہ آگرہ مین بناؤ۔ فتحپور سیکری کی آب و ہوا خراب تھی۔ کوئی دریا وہان نہ تھا
اسلئے یہان جمنا کے کنارہ پر جسمین کشتیان و جہاز چل سکتے ہین یہ قلعہ تعمیر کرایا۔ شاہجہان نے
اور عمارت بنواکے اسکو اور زیادہ رونق دلائی جسکا بیان اسکی سلطنت مین ہو گا۔

پادشاہ کا اقبال سال بسال و ماہ بماہ و ہفتہ بہفتہ و روز بروز بڑھتا جاتا تھا ملکون کی
فتوح۔ ولایتون کی معموری۔ راہون کی امنی۔ اور نرخ اشیا کی ارزانی نے ترک و تاجیک و
سپاہی و سوداگر و ملا و درویش اور تمام اقسام کی خلق کو چارون طرف سے پادشاہ کی
خدمت مین بلایا۔ سال ہشتم ۹۷۰ھ مین کاشغر سے خواجہ معین خاوندمحمود آئے۔ یہ خواجہ
عبد اللہ معروف خواجگان خواجہ کی اولاد مین سے تھے۔ جب وہ حوالی آگرہ مین آئے تو۔
اکثر امرا انکے استقبال کو گئے۔ اور شہنشاہ نے بھی درویش نوازی کی مراسم کو ادا کیا وہ

جب بادشاہ چتوڑ کے قلعہ کو خود گیا تو اوسنے سال دوازدہم ۹۷۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اُن مرزاؤن کے مالوہ سے نکالنے کی خدمت حوالہ کی۔ شاہ بداغ خان مراد خان حاجی محمد خان سیستانی اور ایسے ہی اور امیرون کو مالوہ مین جاگیرین دے کر انکے ذمہ اس کام کو کیا۔ وہ قلعہ اگاگرون سے رخصت ہو کر جلد اُجین مین پہنچے۔ مرزا پہلے اس سے کہ بادشاہی لشکر پہنچے گجرات بھاگ گئے۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ الغ مرزا جو سب مین بڑا تھا وہ بادشاہی لشکر کی خبر سنکر ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا پاس اجین مین گیا۔ تاکہ سب بھائی متفق ہو کر اپنے لئے کوئی تدبیر نکالین۔ جب انکو یہ خبر ہوئی کہ لشکر شاہی قلعہ گاگرون کے قریب ہوگیا تو وہ سب منڈو مین آئے۔ بادشاہی لشکر کا خوف اُنپر ایسا طاری ہوا کہ انکے قدم یہان بھی نہ تھمے۔ وہ گجرات کی جانب بھاگے۔ اور چنگیز خان کا دامن پکڑا۔ وہ سلطان محمود گجراتی کا غلام تھا اور اب یہان فرمان روائی کرتا تھا۔ اب آگے ہم حال لکھینگے کہ گجرات کے فتح ہونیسے ان مرزاؤنکا کیا ستیاناس ملا +

سال نہم ۹۷۲ھ کی سوانح مین سے نگر چین کا بسانا ہے۔ ایک موضع گکرالی تھا۔ اس گانو مین کی آب و ہوا دلکشا۔ اور زمین و صحرا کی طراوت بڑی دلکش تھی۔ اسمین اور دار الخلافہ مین ایک فرسنگ کا فرق تھا۔ بادشاہ نے اس حصار دولت افزا مین دلکش عمارت بنائین اور جان پرور باغ لگائے تھوڑے دنونمین چابکدست معمارون نے انکو تیار کردیا۔ اور اعیان مملکت اور ارکان خلافت نے اپنے حسب حال یہان مکانات تعمیر کرائے اور باغ لگائے۔ بادشاہ نے اس جگہ کا نام نگر چین یعنے مکان آرامش و آسودگی رکھا۔ یہان بادشاہ چوگان بازی اور سیر و شکار سے دل اپنا خوش کیا کرتا تھا۔ نگر چین اس بادشاہی کے عہد مین بالکل ویران ہو کر بے نام و نشان ہوگیا بادشاہ کبھی جاندارون کی حیات کے لئے زراعت و تخم ریزی و آبدہی سے زمین کی اصلاح کرتا کہ اسباب امیری میسر ہون۔ کبھی حفظ اموال و اقوات و حراست نام و ناموس اور وادی انسانی کی بقا کی نگہبانی کے لئے مستحکم قلعے بناتا کہ دولت صوری و معنوی کی مراد حاصل ہے۔ ان دنون دار الخلافہ آگرہ مین کہ ہندوستان کا مرکز تھا۔ ملکی و مالی مصالح کے لئے

نگر چین کا بسانا و بنانا ۹۷۶ — [illegible]

ملک پر متوجہ ہوا ◆

قلعہ چتوڑ کے معاملات

شہنشاہ اکبر ہمیشہ یہ چاہتا تھا کہ گردن افراز سرکشون کو پائمال کرون۔ تمام ہندوستان کی وحدت انتظامی یعنی سب جگہ ایک ہی بادشاہی انتظام قائم کرون۔ آسودگی و آسایش خلق کو پہنچاؤن رعیت کے سکھ چین مین اپنی راحت سمجھون۔ جن فاسد دماغ گردن کشون کے دماغ مین سرداری کا مالیخولیا پیدا ہوتا تھا انکا معالجہ وہ خوب کرتا تھا۔ جب وہ اپنے دارالخلافہ مین پنجاب سے آیا تو اسکو محمد سلطان مرزا کے بیٹون کے فساد اوٹھانے کا حال معلوم ہوا جنکا علاج اس نے بخوبی کیا۔ اس کا آگے بیان آئیگا۔

مالوہ کو بادشاہ لشکر لئے جاتا تھا جب وہ دھول پور مین آیا۔ رانا اودے سنگہ کا بیٹا سکت سنگہ شہنشاہ کی ہمراہ تھا۔ اس سے بادشاہ نے خطاب کر کے فرمایا کہ ہند کے اکثر زمیندار اور بزرگ آستانہ بوسی سے سرافراز ہوئے۔ مگر تمہارا رانا ہماری پائے بوسی کو نہین آیا۔ اگر ہم ایلغار اسپر کرین تو ہماری خدمت تو کیا کریگا۔ بادشاہ نے یہ بات خوش طبعی سے اسسے کہی تھی کہ مالوہ کے فتنہ انداز غافل ہون کہ بادشاہ کا قصد اور طرف ہے۔ مگر یہ راجہ کا لڑکا اس رمز کو نہین سمجھا۔ بلکہ اسنے یہ جانا کہ حقیقت مین بادشاہ میرے باپ کو سزا دینے جاتا ہے اسکو اپنی اس بدنامی کا خوف ہوا کہ لوگ کہینگے کہ وہ خود جاکر بادشاہ کو باپ پر چڑھا لایا ہے۔ ان وہمون کے سبب سے وہ بھاگ گیا۔ ہنسی کی پھبتی ہوئی۔ مغربی ہندوستان کے حصہ اعظم مین رانا اودے سنگہ چتوڑ کا راجہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ قدیمی راجہ تھا۔ وہ اپنے خاندان کا افتخار اور کوہستان محکم اور متین قلعے ملک و مال رجپوتون کی سپاہ جان نثار۔ غرض ساری سامان دنیا کے جن سے انسان کو نخوت ہوتی ہے رکھتا تھا۔ اسکا باپ رانا سنگا بابر سے لڑا تھا۔ اس نے اپنے غرور اور خودداری کے سبب سے یہ نہ جانا کہ اکبر کون ہے۔

اب بادشاہ نے رانا سے لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔ اواسط ربیع الاول ۹۷۵ھ کو وہ اس کام کے لئے چلا۔ اول ولایت ہندوارہ مین قلعہ سیوی پور مین آیا۔ یہ رانا کا قلعہ آگرہ سے ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر جنوب یا مغرب مین میواڑ کے تھا۔ رنتھنبور کے رائے سرجن ہاڈا کی سپاہ کے کچھ

پیشوائی کو گیا۔ مرزا شرف الدین حسین جنکا ذکر اوپر ہوا انہین کے صاحبزادہ تھے۔
سال نہم ۹۶۹ھ مین سید اجل امیر مرتضی جو علامہ جرجانی کی اولاد مین سے تھے اور فنون معقول
و منقول مین ید طولی رکھتے تھے حرمین شریفین کا طواف کرکے پایہ تخت مین آئے۔ بادشاہ نے بھی انکے آنے کو مغتنم جانا۔
امرا کی بغاوتین سات سال تک رہین۔ جب عبد اللہ خان اوزبک
مالوہ سے شکست پاکر گجرات بھاگا ہے تو اور اوزبک سردارون کے دلون مین یہ خیال پیدا ہوا
کہ یہ نوجوان بادشاہ بابر کی اولاد ہے جو اوزبکون کی سپاہی تھی وہ اپنے باپ دادا کا
بغض ہم سے نکالیگا اور ہمکو ذلیل و خوار کریگا ۹۷۲ھ مین اکثر اوزبک سردار باغی ہوئے خان زمان
اور آصف خان سکندر خان وغیرہ نے سرکشی اختیار کی۔ بادشاہ نے ان باغیون کی لڑائیون کا
خاتمہ اس خوبی سے کیا کہ وہ اسکی عقل و دانش کا کارنامہ ہے۔ ان باغیون کی لڑائیون کی صورتین
مختلف رہین — ان مین بادشاہ کی فتح اکثر رہی۔ مگر کبھی کبھی باغیون کو ہی فتح ہوئی۔
ان سب لڑائیون مین بادشاہ نے اپنی اطاعت کیلئے نہین بلکہ انہین کے فائدہ کے لئے انکو اپنا دوست بنایا۔
بعض باغیون نے اطاعت اختیار کرکے اپنی حالت پہلے سے بہتر کرلی۔ بعض نے اپنے قصور بار بار معاف
کرائے۔ مگر اپنی شرارت سے باز نہ آئے۔ آخر کو بادشاہ نے اپنی ذاتی کوشش و سعی سے سب
بغاوتون کو خاتمہ پر پہنچایا۔

امراء اوزبک کی بغاوت ۹۷۲ھ

بیگانہ ملکون پر شہنشاہ اکبر کے متوجہ ہونیکا بیان

اب تم نے دیکھ لیا کہ کن کن بادشاہی سردارون نے بغاوت کی اور ان سرکشون کے دفع کرنے
مین بادشاہ کو کیا کیا دشواریان پیش آئین۔ ادھر ان اپنے سردارون سے کارزار کرتا اودھر
شیر شاہ کے جانشینون سے برسر پیکار رہتا۔ اس نے اپنے بد خواہون کو خواہ اپنی زور اور قوت
سے غارت و معزول کیا۔ خواہ اپنی عنایت و مروت سے خیر خواہ بنایا۔ وہ اپنی چھبیس ۲۶ برس
کی عمر مین پختہ ہوگیا۔ تو اب اسکو فرصت ملی کہ بیگانہ ملکون پر وہ متوجہ ہو۔ اول وہ چتوڑ کی

چتوڑ کا محاصرہ۔

کالی گھٹاؤن نے پہاڑون کو گھیر لیا اور قلعہ پر تاریک نقاب ڈالدی۔ عواصف و ریاح کی شدت نے اور بوارق و صواعق کے صدمات نے زمین و زمان کو متزلزل کیا۔ اور ابر اور رعد کے شور نے کون و مکان مین جوش و خروش مچایا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انسان کے معاملات مین نیچر حصہ لینا چاہتا ہے۔ اور یہ شدید طوفان آیندہ طوفان کا تجربہ آثار رہا ہے۔ ایک سچا ہندو تو ان بادلون کی گرج کا ترجمان یہ ہوگا کہ وہ اندر کی آواز ہے اور یہ یقین کریگا کہ چتوڑ کا محافظ دیوتا جو سورج ہے غصہ سے بول رہا ہے۔ اور رنج والم کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ غرض مسلمانون کو باد و باران کے طوفان سے اذیت ہوئی۔ ایک گھنٹہ مین ہوا صاف ہوئی تو قلعہ دور سے نظر پڑا۔ دوسرے روز بادشاہ نے پہاڑ کے گرد دورہ کیا۔ اور ارباب مساحت کو حکم دیا کہ وہ مساحت اور حساب صحیح کرین کہ اسکے موافق حملہ کی تیاری اور سپاہ کی تقسیم ہو۔ دورہ کوہ دو کروہ اور مابین کوہ آمد و رفت خلائق کی راہ پانچ کروہ پیمائش ہوئی۔ اسکی تسخیر کے لئے بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ مورچونکی تقسیم کرین۔ جو بادشاہ کی ہمراہ سپاہ تھی اوسنے اپنے مورچے جمائے۔ اور جو سپاہ نئی آتی جاتی تھی وہ جدا اپنے مورچل بناتی تھی۔ اس طور سے ایک مہینے مین قلعہ تمام دور کو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ اسی اثنا مین بادشاہ نے اپنے امراء کو بھیجا کہ وہ اس کے ملک کو تاخت و تاراج کرین اور اس حدود کے سرکشون کی تادیب و تنبیہ کرین۔ شہر رامپور کے لئے آصف خان کو ایک جماعت امرا کے ساتھ متعین کیا۔ اس نے جاتے ہی تلوار کی کنجی سے فتح حاصل کی۔ لوگ بتاتے تھے کہ اودے پور و کوہ کیر گوہری کی طرف رانا ہے۔ اس لئے وہان حسین قلیخان کو روانہ کیا کہ رانا کو گرفتار کرے۔ حسین قلیخان شہر اودیپور مین جو رانا کی دار الایالت تھی آیا۔ یہان کے گردن کشون کو مارا دھاڑا۔ اور جہان رانا کے آدمیون کی گروہون کو دیکھا انکو تہ تیغ کیا۔ اور بہت کچھ لوٹ کا مال حاصل کیا اور رانا کی جستجو مین تگاپو کی مگر اوسکا پتا نہ پایا تو بادشاہ نے اوسکو اپنے پاس بلا لیا اس عرصہ مین لشکر کے بہادر چتوڑ کے قلعہ پر حملہ آوری کرتے اور دلیری اور دلاوری کی داد دیتے خاص کر عالم خان و عادل خان لیکن کچھ سود مند نہ ہوا۔ اہل زمین کا

آدمی اسمین تھے۔ وہ پادشاہی لشکر کے قریب آنے سے بھاگ گئے۔ پادشاہ دو روز یہان ٹھیرا اور یہان کی نواح و حوالی سے آذوقہ کا سامان قلعہ مین فراہم کرکے نظر بہادر کو اسکی حراست سپرد کی۔ یہان سے چند کوس سفر کرکے وہ کوٹہ مین آیا۔ یہ بھی ان حدود مین ایک محکم جگہ تھی۔ یہ ولایت شاہ محمد قندھاری کو سپرد ہوئی۔ پھر وہ مالوہ کی سرحد پر گاگرون مین آیا۔ کوٹہ کی طرح یہان بھی قیام کیا۔ یہان سے لشکر بسرکردگی شہاب الدین احمد خان مالوہ مین محمد سلطان مرزا کے بیٹون کی بغاوت کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ پادشاہی لشکر کے آنے کی خبر سنکر اجین سے منڈو مین بھاگے۔ جب یہان بھی انکے کان مین پادشاہی لشکر کے نقارون کی آواز آنے لگی تو الغ مرزا کی جان نکل گئی اور باقی مرزا گجرات مین چنگیز خان پاس چلے گئے۔ اسکے ساتھ ہی پادشاہ نے آصف خان اور اسکے بھائی وزیر خان کو حکم دیا تھا کہ قلعہ مانڈل گڈھ فتح کرے۔ وہ رانا کے مستحکم قلعون مین سے تھا۔ اور راوت بلو سولنگی یہان قلعہ دار تھا۔ اسنے سخت مقابلہ کیا۔ مگر پادشاہی لشکر نے اسے فتح کرلیا۔

شہنشاہ اکبر پاس تین چار ہزار سوار تھے کہ وہ چتوڑ کی طرف چلا کہ شاید رانا لشکر کی کمی کا خیال کرکے پہاڑون مین سے میدان مین باہر آئے۔ اور اسکا کام آسانی سے تمام ہو جاے۔ مگر اودی سنگھ بہادر رانا سنگا کا نامرد وارث تھا۔ اسمین یہ کہان جرأت تھی کہ وہ اپنی جان نثار سپاہ کے ساتھ اکبر کی برابر مرد میدان ہوتا۔ وہ جانتا تھا کہ پادشاہ پاس قلعہ گیری کا سامان اس قدر کم ہے کہ وہ قلعون کی طرف متوجہ نہین ہوگا۔ اس گمان سے قلعہ چتوڑ کو مستحکم کرکے چند سال کا آذوقہ وہان جمع کیا۔ اور میرٹھ کے جوان مرد جےمل کو اسے حوالہ کیا اور پانچ ہزار راجپوت نامور سورمے اس قلعہ مین متعین کئے اور اطراف و نواح کو ایسا ویران کیا کہ دشمنون کو صحرا مین گھاس کا پتا بھی نہ ملے اور خود ککنا اروَلی پربت مین دور چلا گیا کہ عافیت مین اس خوف سے بسبب جو اسکے ملک پر چھا رہا ہے۔ پادشاہ نے یہ سوچا کہ رانا کے پیچھے پہاڑون مین سرگردان پھرنے سے قلعہ چتوڑ کا فتح کرنا بہتر ہوگا۔

پنجشنبہ ۱۹ ربیع الاول سنہ ۹۷۵ھ کو اس نے قلعہ چتوڑ کے سامنے خیمے ڈالدیئے۔ اسی روز

اس سخن کو سخن جان کر عرض کیا کہ اس قرار داد پر اس شغل کو چھوڑنا مین صلاح ہے لیکن سلطنت
کی غیرت اس بات کو نہ مانتا۔ اور بادشاہنے فرمایا کہ خلاصی جب ہی انکو ہوگی کہ انا اپنے تئین حوالہ
کرے۔ بادشاہی آدمی ایسے بہ تنگ ہو رہے تھے۔ کہ اس مہلکہ سے نکلنے مین کوشش کرتے تھے مگر اس
سے کچھ فایدہ نہ ہوتا تھا۔

فتح کے یقینی حاصل کرنے کے لئے اور اپنی سپاہ کے جان بچانے کے لئے بادشاہنے ساباط بنانے کا
حکم دیا۔ یہ ساباط بیجدار سلامت کوچے تھے جو قلعہ سے ایک تیرانداز کے فاصلہ سے شروع ہوتے تھے
اور وہ دو دیوارون کے بیچ مین تھے۔ اور یہ دیوارین اوٹھا کر قلعہ کے قریب اس طرح لیگئے تھے
کہ لکڑی کی بناوٹ کے بڑے بڑے بیلن یعنی اسطوانہ کی شکل اندر سے خالی بنائے تھے
اور انکے اندر مٹی بھری تھی۔ انہین باہر سے بھینس کی کھالون سے منڈھا تھا۔ اور بیلدار انکو
اپنی سپر متحرک بناتے تھے۔ اور انکو آگے آگے لڑھکاتے لیجاتے تھے اور انکی آڑ مین اپنا کام بناتے تھے
جب وہ قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو وہان کوٹھیان ڈالین اور سیڑھیان بناکے زمین کی
اندر نقبین لگائین جنمین بارود بھری گئی اور پھر وہ اڑائین گیئن ان کامون کے کرنے
مین وقت اور روپیہ بہت صرف ہوا۔ باوجود احتیاطون کے جانین بہت تلف ہوئین
پانچہزار گلکار و نجار و سنگتراش و آہنگر و نقاب رات دن کام کرتے تھے۔ انمین سے بحساب
اوسط ہر روز سو دو سو آدمیون کو اہل قلعہ کے چابکدست توپچی اڑا دیتے تھے۔ یہ سب کاریگر
اپنی خوشی سے آتے تھے۔ بادشاہ نے انکو بیگار مین پکڑنے کی ممانعت کردی تھی۔ اور اس
کام کے عملہ فعلہ کو انعام دینے مین بادشاہ نے روپیہ کو ٹھیکری کر دیا تھا۔ اس لئے اس
خطرناک کام مین جو کاریگر مارے جاتے تھے انکی جگہ اور آجاتے تھے۔ اور ساباط آگے
بڑھتے چلے جاتے تھے مُردون پر کچھ خیال نہین کیا جاتا تھا ان کے جسم اینٹون کی جگہ دیوار مین
چنے جاتے تھے۔ غرض باوجود ان سب موانع کے کام بہت ہوتا تھا۔ بادشاہ کے مورچل
خاص نے جو ساباط بنا تھا وہ ایسا وسیع تھا کہ دس سوار برابر برابر اوسکے اندر چلے جاتے
تھے اور بلند ایسا تھا کہ فیل نشین نیزہ کو ہاتھ مین لیکر اوسکے نیچے چلا جاتا تھا۔ ان تیاریون مین

ہاتھ آسمان پر کب پہنچا ہے کہ اس قلعہ پر انکی دسترس ہوئی۔ اکبر ہمیشہ تاکید کرکے تیز جلو بہادرون
کو فرماتا کہ اس طرح کی تاخت کو شجاعت نہین کہتے ہین۔ بلکہ وہ تہور مین داخل ہے کہ ارباب دانش
اسکو اعتدال سے باہر جانتے ہین اور اخلاق ذمیمہ مین سے گنتے ہین۔ ان آدمیون کو تہور
نے ایسا مغلوب کر رکھا تھا کہ بادشاہ کی نصائح ہوش افزا کو نہ سنتے تھے اور ہمیشہ قلعہ کے گرد دوڑے
جاتے تھے۔ اور بہت سے مردان نبرد اپنے شجاعت کے چہرہ پر زخمون کا گلگونہ ملتے۔ اور
اس انجمن مردآزمائی مین شہادت کا خوش مزہ جام پیتے۔ اسلئے کہ یہ صفدر جو تیر و تفنگ پھینکتے
وہ برج و کنگرہ کے سطح کو چھیلتے ہوئی گذر جاتے اور کچھہ کام نہ کرتے۔ اور اُس طرف سے جو وہ
آگے تو گھوڑون اور آدمیون کا کام تمام کرتے اسواسطے بادشاہ نے ان سب باتون پر خیال
کرکے حملہ کی نہایت مناسب تدبیر یہ سوچی کہ وہ اپنی تمام سعی اور کوشش کو تین مورچلون
پر جمع کرے۔ اول مورچل لاکھوٹہ کے دروازہ کے محاذی۔ یہان کا اہتمام اسنے خود کیا
اور حسن خان چغتا اور راجہ بہرداس و قاضی علی بغدادی اور اختیار خان فوجدار و کبیرخان کو
اپنے ساتھہ شریک کیا۔ اس طرف خارا تراش نقابون نے نقب لگانے مین بازوے ہمت کو
قوی کیا۔ دوسرا مورچل شجاعت خان وراجہ ٹوڈرمل و قاسم خان میر بر و بحر کو سپرد ہوا
اس مورچل مین ایک تیر کے فاصلہ سے عین بارش مین کمر کوہ سے جس کے قلہ پر قلعہ تھا ساباط
کی بنیاد رکھی گئی۔ مورچل سوم کا اہتمام خواجہ عبدالمجید آصف خان و وزیر خان وراورونکو
سپرد ہوا۔ بڑی بڑی توپون کو اپنی جگہہ سے یہان لانے مین کام کو طول ہوتا تھا اسلئے
بادشاہ نے خود یہین اپنے سامنے توپین ڈہلوائین۔ مگر اونہون نے کچھہ کام نہ دیا۔ بادشاہ کے
پاس ایک دیگ بزرگ (بڑی توپ) آئی جو آدھہ من (۱۹ سیر) کا گولہ پھینکتی تھی۔
جب اہل قلعہ کو اس حال پر جو انکے وہم و خیال مین نہین گذرتا تھا اطلاع ہوئی تو ہوش اُڑ گئے
کہ روز بروز انکے استیصال کا سامان زیادہ ہوتا جاتا ہے ناچار حیلہ و تزویر کے درپے ہوئے۔
ایک دفعہ سانڈا سلحدار کو اور دوسری دفعہ صاحب خان کو بھیجا کہ بادشاہ سے عرض کرین کہ وہ
بادشاہ کی اطاعت کرتے ہین اور ہر سال پیشکش دینے کا اقرار کرتے ہین۔ بعض اولیاء دولت

اس صدمے سے پادشاہی لشکر کو اگرچہ کوئی آسیب نہین پہنچا۔ مگر اسنے کچھہ کام بہی نہین کیا
ان سرنگون کے اڑنے نے پادشاہ کے لشکر کی مہانت اہل قلعہ سے کرائی اور انکی نخوت بڑھائی
مگر پادشاہ کی توجہ پہلے سے بیشتر ہوئی۔ پادشاہ نے لشکر کو سمجھایا کہ تیزدستی اسیطرح کامون مین
کچھہ کام نہین کرتی۔ صبر سے کام کو سرانجام دینا چاہیے۔ پادشاہ ساباط کو قلعہ گیری کی
بہتر روش جانتا تھا۔ اسکے انتظام مین اہتمام زیادہ کرتا تھا۔ بارہا وہ ساباط مین قلعہ کے نزدیک
جاتا اور بندوق اندازی کرتا۔ ایک دن وہ حصار کے گرد پھرتا تھا۔ مورچل ملا کوٹ کے
نزدیک آیا۔ پادشاہی لشکر ساباط بنا کر لوازم محاصرہ کی تقدیم کرتے تھے۔ ایک دیوار کی
پناہ مین پادشاہ کھڑا ہوا اور دیوار کے روزن مین سے بندوق اندازی کرنے لگا۔ قلعہ مین
ایک قدر انداز کم خطا ایسا تھا کہ اہل لشکر نے اوسکی شکایت پادشاہ سے کی کہ اسنے مورچل مین
ایک آفت مچا رکھی ہے کہ ناگاہ اسی بندوقچی نے جلال خان کے سر کو تاک کر بندوق لگائی
گولی اسکے کان مین لگتی ہوئی چلی گئی۔ کچھہ بڑا آسیب نہین پہنچا۔ پادشاہ نے کہا کہ جلال خان
قدر انداز مجھے نظر نہین آتا۔ اگر وہ دکھائی دے تو تیرا انتقام لون۔ ابھی مین اس بندوقچی
کی بندوق سے انتقام لیتا ہون یہ کہہ کر اوسنے اپنی بندوق اسکی بندوق کی طرف ماری
اسکی گولی روزن سے نکل کر بندوقچی کے ایسی لگی کہ وہ مر گیا۔ اس وقت تو یقین نہین ہوا کہ بندوق اس
بندوقچی کے لگی۔ مگر اس کی بندوق کے نیچے ہٹنے سے یہ قیاس ہوتا تھا مگر احوال تحقیق کرنے سے
معلوم ہوا کہ اس بندوقچی کا نام اسماعیل تھا اور وہ پادشاہ کی اس گولی سے مر گیا۔ اسی طرح
اہل حصار کے نامدار پادشاہ کی گولیون سے فنا ہوتے تھے۔ چتوڑ کی ایک پہاڑی قلعہ کے نزدیک تھی
اسکی جانب کے مورچل پر پادشاہ گیا۔ اتمام کار مین خود اہتمام کرتا تھا۔ وہان گولے
گولیان آتے تھے وہ کچھہ پروا نہ کرتا تھا۔ الا آہستہ آہستہ وہان جاتا تھا۔ کہ ایک گولہ
ایسا آنکر پڑا کہ بیس آدمی اُس سے مر گئے۔ ایک دن خان عالم اسکے پاس کھڑا تھا کہ ایک گولی
آنکر اسکو لگی۔ اسکے جیبہ سے گذر کر نیچے کے کپڑون مین آئی اور پسینو سے ٹھنڈی ہو گئی۔ ایسے
ہی مظفر خان کے ایک بندوق لگی اور خیر رہی۔ یہ سب باتین لوگ پادشاہ کے قدمون کی

تین ہفتے صرف ہوئے - قلعہ کو دو جگہ سے مجوف کیا تھا - ایک مجوفہ میں ایک سو بیس من
بارود - اور دوسرے مجوفہ میں اسی من بارود بھری تھی - بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ سپاہی
مسلح و مکمل مستعد رہیں کہ سرنگ کے اڑتے ہی جب دیوار پھٹے تو وہ اوسمین سے قلعہ کے اندر جاکر
متصرف ہوں - اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہر نقب میں جدا جدا فتیلے لگائے جائیں اور الگ الگ وہ
اڑائی جائیں لیکن کبیر خان نے جو اس کام کا مہتمم تھا ایسی تدبیر کی کہ دونوں ایک ہی دفعہ ایک
شتابہ سے اڑائی جائیں نتیجہ سے یہ معلوم ہوا کہ شہنشاہ کی رائے درست تھی - چہارشنبہ ۱۵ جمادی الآخری
[illegible] کو بارود میں آگ لگائی گئی - ایک برج بیخ و بنیاد سے اکھڑا اور اوس پر جو مخالف کی
سپاہ لڑ رہی تھی اوسکو ہوا میں لے اڑا - اور اوسکو پراگندہ و پریشان کر دیا - دیوار کے پھٹتے ہی اسپر
بادشاہ کی سپاہ بے تشخیص و ملاحظہ پھر گئی کہ قلعہ کے اندر جائے - کہ ناگاہ دوسرا مجوفہ اڑا - اس سے
وہ لشکر جو قلعہ کے اندر گھسنے کو تھا - اور دشمنوں کا وہ گروہ جو اسکی مدافعت کے لئے آیا تھا -
دونوں اڑ گئے - جسموں سے انکی جانیں جدا ہوئیں - انکے اعضاء کی پیوستگی میں گسستگی آئی - سنگ
و سنگوں پر جا کر گرے - پچاس کوس کے گرد میں اسکی ہیبت آگئی - جس سے لوگوں کو تعجب ہوا
یہ خطا اس سبب سے ہوئی کہ ان دونوں مجوف جاؤں میں فتیلہ کو ایک ہی جگہ سے روشن کیا تھا
ایک جلد بارود میں جا لگا - اور دوسرا دیر میں پہنچا - چاہیئے یہ تھا جیسا کہ بادشاہ نے ارشاد کیا
تھا - کہ جدا جدا شتابے لگا کے الگ الگ سرنگیں اڑائی جائیں - بادشاہی دو سو آدمی مرے -
جنمیں سے بیس بادشاہ شناس تھے - سید جمال الدین پسر سید احمد سادات بارہہ - میرک بہادر جوان
محمد صالح پسر میرک خان کولابی اور بعض اور نامور کام آئے - دربار کوہ میں چالیس آدمی عافیت
کے لئے بیٹھے - ان پر قلعہ کے اینٹ پتھر ایسے گرے کہ وہ مرے کے مرے رہ گئے - دشمنوں کے
بھی چالیس آدمی مرے - جب بادشاہی بہادروں کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اہل قلعہ سے لڑنے لگے
اہل قلعہ بھی ایک طرف لڑنے میں جان لڑاتے اور دوسری طرف اپنی شکستہ دیوار کی مرمت کرتے
تھوڑے عرصہ میں اُنہوں نے اپنی دیوار پہلی سی عریض و بلند بنالی - اُس روز آصف خان
مورچل کی سرنگ میں شتابہ لگایا گیا - مگر وہ خوب نہیں اڑی - مخالفوں کے صرف تیس آدمی

مارے جاتے ہین۔ تو یہ سنگدل ان بے گناہ عورتون کو آتشکدہ کی آگ مین ڈال کر خاکستر کرتے مین
فارسی مین اسکو جوہر کہتے ہین۔ اور حقیقت مین وہ جوہر ہے یعنی جانون کا کھونیوالا) تحقیق ہوگیا کہ
پادشاہ کی بندوق نے شیر دل جیمل کو ہلاک کیا جس سے قلعہ کا کام تمام ہوا۔ یہ آگ بھی جو ہوئی
تھی۔ قوم سیسودیہ خاصان رانا کے خانہ پتا مین۔ اور راٹھورون کے گھر مین۔ اور چوہانون کے
گھر مین ایسر داس کے اہتمام سے یہ جوہر ہوئے۔ تین سو عورتین انمین جلین۔

جیمل کے مرنے سے ہر راجپوت بیدل ہوگیا۔ جب اسکی لاش شہر کو چلی تو سب پر مایوسی چھا گئی قلعہ
کی دیوار پر کوئی نہ ٹھیرا۔ جب عورتین جل چکین تو مردون نے زعفرانی لباس پہنا اور پان کا
بیڑا اٹھایا کہ اب مار کر مرنا چاہیئے۔ جب صبح ہوئی تو اکبر شہنشاہ نے حکم قلعہ کے اندر جانے کا دیا اور
آسمان شکوہ ہاتھی پر بیٹھا اور اپنی سپاہ کو قلعہ کے اندر لیگیا۔ کئی ہزار پیادے ہمراہ تھے جنگی ہاتھیون
نے بڑے بڑے کام کئے۔ مطلع فتح مین پچاس ہاتھی اور آخر مین تین سو ہاتھیون نے قلعہ کے اندر دشمنونکو
پائمال کیا۔ یون تو ہر جگہہ کشتون کے پشتے لگے۔ مگر ان تین مقامون پر بڑی خونریزی ہوئی
رانا کے محل پر۔ مہادیو کے مندر پر۔ اور رامپورہ کے دروازہ پر۔ قلعہ کے ہر محلہ پر حملہ ہوا۔ ہر قدم پر
خونریزی ہوئی۔ ہر بازار و گلی و ہر گھر ایک قلعہ تھا جسکو حملہ کرکے لیا۔ رات کے پچھلے پہر سے
دن کے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ راجپوت شیرون کی طرح لڑے۔ سور داس چوہان نے
ایک ہاتھی کا دانت اپنے ایک ہاتھ مین پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا کہ یہ میرا مجرا
پادشاہ سے کہدینا۔ جب پادشاہ گوبند سیام کے مندر پاس آیا تو جسم لرزان ایک لڑکے کا جسکا
نام پتا تھا۔ ہاتھی کے پانون تلے کچلا گیا۔ اگرچہ اس لڑکے کی عمر ۱۶ سولہ برس کی تھی۔ مگر وہ
سورج دروازہ کا محافظ تھا۔ اس نے بڑے بڑے بہادری کے کام کئے۔

[illegible]لاسیان پانچ انکی لڑکیان۔ دو چھوٹے لڑکے اور سپہ سالارون وغیرہ بڑے بڑے راجپوتون کی بیویان جوہر
مین جلین۔ اور اس قلعہ مین آٹھ ہزار جنگ جو راجپوت تھے۔ رعایا جو اس لڑائی مین انکے ساتھ شریک تھی
اور خدمت گذاری مین کوئی کسر باقی نہین رکھتی تھی۔ چالیس ہزار یا تیس ہزار سے زیادہ تھی قلعہ
پہلے ۲ محرم ۷۰۳ھ کو سلطان علاؤالدین خلجی چھ ماہ سات روز مین فتح کیا تھا سلطان [illegible]

برکت کے سبب جمع ہوئے تھے۔ ہمت شاہنشاہی سے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر و بر نے مورچل کے
کام کو بہت اچھی طرح انجام دیا۔ ساباط کے اوپر منازل ہوا و کشا بنائے گئے۔ انکے تمام ہونے
سے پہلے دو رات اور ایک دن بادشاہ یہان اہتمام کرتا رہا۔ اسکی سپاہ نے قلعہ کشائی پر دل لگا رکھا
تھا۔ اور قلعہ کی دیوار کو وہ ویران کرتے تھے۔ دشمن بھی خوب لڑتے تھے۔ اور بادشاہ خود بندوق انداز
کی داد دیتا تھا اور سطح ساباط کے نشیمن مین مقام کرکے اپنے پر دل دلیرون اور زنجیر گسل شیرونکا تماشا دیکھتا تھا
ان ایک دن دو رات مین اسکی سپاہ لڑنے مین ایسی مصروف رہی کہ خواب و خور کا خیال کچھ نہین کیا۔
۲۵ شعبان صبح سہ شنبہ کو یہ قلعہ مفتوح ہوا۔ اس سانحہ کی شرح یہ ہے کہ شب گذشتہ سے قلعہ کے اطراف
و جوانب سے لشکر نے ہجوم کرکے جنگ شروع کی۔ اور کئی جگہہ دیوار مین رخنہ ڈالدیا۔ ساباط کے نزدیک
بادشاہی سپاہ نے پیشدستی کرکے قلعہ کی دیوار استوار کو بہت گرا دیا اور جانفشانی اور جانستانی کی
داد دی۔ آدھی رات گئی ہوگی کہ اہل قلعہ شگاف دیوار مین ہجوم کرکے ایک طرف جان کو فنا کرتے
تھے اور دوسری طرف کرپاس و پنبہ و روغن و ہیزم سے اس لئے پر کرتے تھے کہ اگر بادشاہی سپاہ
اسمین آئے تو اسمین آگ لگا کر کسی کو نہ آنے دین۔ اسی اثنا مین بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شخص جیبہ ہزارہ
پہنے جو سرداری کی نشانی ہے پہنے ہوئے اس شگافگاہ مین آنکر اہتمام کر رہا ہے مگر معلوم نہوا
کہ کون ہے۔ بادشاہ نے اپنی خاص بندوق سنگرام کو لیکر اسکی طرف چھوڑا۔ شجاعت خان اور
راجہ بھگونت داس سے کہا کہ مین سادی وسکی کے سبب جو فکار کہولنے کے وقت ظہور مین آئی ہے یقین
کرتا ہون کہ میری گولی اس آدمی کے لگی ہوگی۔ خانجہان نے کہا کہ یہ شخص دو رات کو آنکر اہتمام کرتا ہے
اگر پھر وہ نہ آئے تو غالباً اس آدمی کو بندوق لگی ہوگی۔ اس واقعہ پر ایک ساعت گذری تھی۔
کہ جیار مل دیوانہ خبر لایا کہ اس شگافگاہ مین مخالفون مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اسی حال مین قلعہ کے
اندر کئی جگہہ آگ لگی ہوئی نظر آئی۔ امراء شاہی اس پر خیال کر رہے تھے کہ راجہ بھگونت داس نے معروض
کیا کہ یہ آتش جوہر (جوہر) ہے کہ ہندوستان کی رسم ہے کہ جب ایسی حالت پیش آتی ہے تو صندل و عود
وغیرہ کا ڈھیر اپنی مکنت کے موافق جمع کرتے ہین اور طرح طرح کی خشک لکڑیان اور روغن بہا کے
مین حکم سردار سنگدل معتمدون کو عورات پر متعین کرتے ہین جو وقت شکست متیقن ہوتی ہے اور مرد

(اقبالنامہ) لکھا ہے کہ میواڑ کے
راجہ کمان رس میں (یہ ایک کتاب ہے جسمین رانا کمان کی داستان لکھی ہے) لکھا ہے کہ میوار کے
اور اسی مضبوط قلعون مین چترکوٹ (چیتوڑ کا قلعہ) سب سے زیادہ مستحکم و متین ہے۔ وہ زمین کے
سطح سے اوپر نکلا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین نے اپنی پیشانی پر قشقہ لگایا ہے
کسی دشمن کا ہاتھ اس تک نہین پہنچ سکتا۔ اور نہ وہان کے رئیس کو خوف کا خیال دل مین آتا ہی
اسکی چوٹی پر سے گنگا بہتی ہے۔ اسکی بلندی پر جانے کے رستے ایسے پیچدار ہین کہ اگر تم وہان
کسی طرح پہنچ بھی جاؤ تو پھر وہان سے آنے کی امید نہین۔ پہاڑ پر پیچ اسکی حفاظت کے لئے بنے
ہوئے ہین۔ انمین جو لوگ رہتے ہین وہ کبھی خواب مین بھی خوف سے نہین چونکتے۔ اسکے کوٹھار مین
غلے بھرے ہوئے ہین۔ اسکے تالاب حوض اور کنوئین بھرے اور چھلکتے رہتے ہین۔ رام چندر
یہان خود آنکر بارہ برس رہے ہین۔ یہان چوراسی بازار ہین۔ لڑکون کے لئے مدارس
ہر قسم کی علم کی تعلیم کے لئے بنے ہوئے ہین۔ قوم جلاہ کی بہت بستی ہے اور اٹھارہ قسم کے
اہل حرفہ رہتے ہین۔ پھر اس کتاب مین قلعہ کے اندر اور گرد کے ہر ایک درخت اور جھاڑی
اور پھول کا حال لکھا ہے۔ سب اقوام کے راجہ بھیلوت مین سوار اور پیادے بکثرت آنکی ہمراہ
ہین اور راجپوتون کی کل چھتیس ۳۶ قومین انکی باجگذار ہین۔ وہ چھتیس ۳۶ کلیان سنگھار ہین
ایک تعجب کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کو اس قلعہ کے قدر انداز و کم خطا بند و قچیونکی تلاش تھی
وہ اسطرح قلعہ سے نکل گئے کہ بادشاہی لشکر تو لوٹ مین مصروف تھا۔ اونہون نے بیوی
بچون کو اسیرون کی طرح مقید کیا۔ انکی مشکین باندہین۔ اور پیچھے کلاوہ ادہر ادہر پہرہ دار تھے
گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہی پیادہ قیدیون کو لئے جاتے ہین اس تدبیر سے ہزار
بندوقچی باہر چلے گئے۔ غرض یہ قلعہ ۲۵ شعبان ۹۷۵ھ کو فتح ہو گیا۔ اور یہان بادشاہ
نے قیام کیا۔ ۱۱ سہ شنبہ ۲۹ شعبان کو نقارہ مراجعت بلند آوازہ ہوا۔ خواجہ عبد المجید
آصف خان کو ساری سرکار مرحمت ہوئی۔ رانا نے اپنے تئین حوالہ نہین کیا۔ وہ کچھ دنون
چھپا رہا اور سب آفتون سے بچا رہا۔ اسکے پاس دو قلعے رنتھنبور اور کالنجر تھے۔ جنکی فتح کا ذکر آگے
آتا ہے *

بیوی بچون کا قلعہ سے نکلنا۔

نہ تھی اس لئے اسکو امن دیا گیا تھا۔ مگر بادشاہی لشکر سے وہ خوب کاٹ کر مار گئی۔ اسلئے قتل
عام کا حکم ہوا اور ایک جماعت کثیر ابتر ہوئی

مہم قلعہ چیتوڑ کے بیان جس طور سے رجپوت بیان کرتے ہیں ہم آگے لکھینگے جس سے معلوم ہوگا سلطان
علاءالدین اور شہنشاہ اکبر کی آئین فتح میں کیا کیا کارنمایاں کئے۔ زمانہ دراز سے یہ قلعہ میواڑ
میں اپنی متانت میں مشہور ہے۔ اور تاریخ و افسانہ دونو اسکی متانت اور استواری کی تعریف کرتے
ہیں ایک مسافر بوندی سے جنوب مغرب کو پھرتی دفعہ ندی بناس کی جنگ جھیریوں میں پھرتا ہوا
اور بہت سے قلعوں کے ڈھیر دیکھتا ہوا ایک سبز ناکستان پر پہنچیگا۔ جو دریاے بناس کے شرقی کنارہ پر کھڑا
ہوا ہے۔ اسکو ستان چیتوڑ کہتے ہیں وہ ایک دائرہ کی شکل کا ہے جسکا محیط تین میل ہے۔ وہ ایک بڑا کتل
ہے۔ جسکو ٹیٹان نے اپنے ہاتھوں سے پہاڑ سے کھینچ لیا ہے۔ اسکا ارتفاع ۵۰۰ فیٹ ہے
اور اسکا محیط قاعدہ پر قریب آٹھ میل کے ہے اسکو سب طرف سے خوفناک ڈھلان اور دندانہ دار کھندالے
حفاظت کرتے ہیں صرف اسکے جنوبی رخ پر آدمی چڑھ سکتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر قلعہ کا
حصار ہے جسکی جا بجا نیچر خود حفاظت کرتا ہے اور اسکے ضعیف مقامات جنوب میں ہیں جنکو قلعہ
بنانیوالوں نے نیچر سے بھی زیادہ دہشت ناک متین کر دیا ہے۔ حصاروں کی دوہری فصیلیں ہیں
جسکے باہر کی فصیل بلندی کوہ کے کنارہ پر ہے۔ اول تو پہاڑ ہی خود فصیل بنا ہوا ہے جسمیں آدمی کا
گذرنا دشوار ہے اور پھر اس میں جہاں پانی کے چشمے یا کسی اور طرح کی پستی ہے۔ وہاں بڑی
بڑی اونچی دیواریں بنا دی ہیں اور ان پر برج اور کنگورے بنائے ہیں۔ جنوبی سرے پر
تنگ نصف چاند کی شکل کی پہاڑی ہے۔ جسکو چیتوڑی کہتے ہیں وہ قلعہ سے ۱۵۰ گز سے زیادہ
فاصلہ پر نہ ہوگی۔ وہ چیتوڑ سے ملی ہوئی ہے لیکن اتنی نیچی ہے اسکو دانائی کے ساتھ قلعہ کے احاطہ
سے باہر رکھا ہے مگر یہ ایک ضعیف مقام ہے جس سے حملہ آوروں نے فائدہ اوٹھایا ہے اسکے پہلو یہ
میں قلعہ کی بلندی پر ایک رستہ پہاڑ میں کٹا ہوا بنا ہے جو اول شمال کیطرف جاتا ہے اور پھر پیچدار
ہو کر اوپر جاتا ہے جسمیں متواتر سات دروازے آتے ہیں جنمیں سے ہر ایک میں گذرنا پڑتا ہے
تو اسکی بلندی پر رسائی ہوتی ہے رام پول اصدر اپہورا دروازے سب سے زیادہ اونچے ہیں۔

اور ایسا محاصرہ کیا کہ اہل قلعہ کسی طرح آ جا نہین سکتے تھے۔ اہل قلعہ توپ اندازی اور آتشباری مین گرم
ہوئی۔ بادشاہ نے ساباط کہ دشمنون کے سر کو بنیان بنائے۔ قاسم خان میر بر و بحر و راجہ ٹوڈرمل
نے اس کام کا اہتمام نہایت خوبی و شتابی سے کیا ور دو رن مین چابکدست معمارون کی
سخت بازو خاراتراشون اور آہنگرون اور نجارون اور عملہ فعلہ عمارت نے ایک ایسا ساباط
بنایا کہ وہ حصار کی بلندی کا دستہ گرہبان ہوا۔ ایسی بڑی بڑی توپین جنکو دو سو جوڑ زیان
بیلون کی کھینچتی تھین ہزار جر ثقیل سی بڑی مشکل سے ان پہاڑونکی نشیب و فراز اور پر پیچ
راہون مین آہنین بازو کہارون اور سنگین دوش حمالون نے کوہچہ پر چڑھائین۔ وہ توپین
قلعہ کے ڈھانے کے لئے چلائین گئین۔ جنکی گونج پہاڑون کے اندر کانون کے پردے پھاڑتی
تھی جنکے گولے ہر دفعہ دیوار مین ایک رخنہ ڈالتے رہتے تھے۔ غرض اس آتش زنی سے سورجن کی
آتش پندار ٹھنڈی ہوئی + سنے محاصرہ کی یہ کیفیت دیکھکہ بادشاہ کی خدمت مین اپنے دو
بیٹے اودے سنگہ و بھوج سنگہ بھیجے۔ انہون نے باپ کا جرم بادشاہ سے معاف کرایا۔ بادشاہ
نے حسین قلیخان کو سورجن سنگہ کے پاس بھیجدیا۔ وہ اسکو سہ شنبہ سوم شوال کو قلعہ سے بادشاہ
پاس لایا۔ اس نے قلعہ کی چاندی سونے کی کنجیان بادشاہ کی نذر کین اور تین روز کی اجازت
مانگی کہ مین اپنا اسباب مال قلعہ سے باہر نکال کر قلعہ کو بندگان حضور کو سپرد کرونگا۔ بادشاہ نے
اُسے اجازت دیدی اور اوس نے تین روز بعد اپنا اسباب مال نکال کر قلعہ کو مع انبار و جمیع آلات
و ادوات قلعہ داری کے بادشاہ کے حکم سے جہتر خان کو حوالہ کیا۔ وہ قلعہ کہ سلطان علاء الدین نے
ایک سال مین فتح کیا تھا۔ بادشاہ نے ایک مہینہ مین فتح کرلیا۔ بادشاہ اجمیر مین درگاہ کی زیارت
کرکے چہارشنبہ ۲۸ ذی قعدہ کو دار الخلافہ آگرہ مین آگیا۔

یہ قلعہ کالنجر وہی ہے جسکی تسخیر مین شیر شاہ کی جان گئی تھی۔ وہ پہاڑ پر نہایت بلند و مضبوط
قلعہ ہے اس قلعہ پر راجہ رامچندر والئی ولایت پٹہ متصرف تھا جب فتح افغانون کا ادبار آیا تو
اوس نے اس قلعہ کو بجلی خان پسر خواندہ بہار خان سے نہایت گران قیمت نقد دیکر خریدا تھا اور
اُس پر اپنا قبضہ و تسلط جمایا تھا۔ جن دنون مین بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی فتح کو گیا تھا تو اس نے

جب قلعہ کے فتح کرنے کا بادشاہ نے ارادہ کیا تھا تو اوس نے یہ منت مانی تھی کہ اگر فتح ہو گی تو مین پیادہ پا خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کو اجمیر مین جاؤنگا۔ جب یہ فتح ہوئی تو اوس نے لشکر کو حکم دیا کہ وہ سوار آئے مین خود پیادہ پا جاؤنگا۔ لو ئین چلتی تھین۔ ریت اڑتی تھی۔ اس مین ۷۔ ۹ ۲ر شعبان ۹۷۵ھ کو پیادہ پا چلدیا مگر جب اسطرح قصبۂ منڈل آگیا تو شگونہ قراول جو پہلے اجمیر روانہ کیا تھا وہان سے واپس آیا اُس نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے خواب مین آکر پیادہ پا آنے سے منع کیا ہے کہ اس سے آپ کو تکلیف و شرمندگی ہوتی ہے۔ تو وہ سوار ہوا۔ اور جب اجمیر ایک منزل رہا تو پھر پیادہ پا چلا۔ اور ۷ ر رمضان ۹۷۵ھ کو روضہ کی زیارت کی اور دس روز قیام کیا۔ پھر اجمیر سے راہ مین شکار کھیلتا ہوا ۱۵ر شوال ۹۷۵ھ کو آگرہ مین داخل ہوا۔

جب بادشاہ قلعہ چتوڑ کو فتح کر کے آگرہ مین آیا تو اوسنے قلعۂ رنتنبھور کی فتح کا ارادہ کیا۔ یہ قلعہ اجمیر سے ۱۱۵ میل ہے۔ اور وہ سردار اور فوج شاہی جو قلعہ چتوڑ کو نہین گئی تھی وہ اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بسرکردگی اشرف خان روانہ کئے یہ لشکر تھوڑی دور چلا تھا کہ یہ خبر آئی کہ ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا گجرات سے شکست پاکر مالوہ مین آئے ہین اور اجین کو لے لیا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے اس لشکر کو مرزاؤن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ یون اس قلعہ کی تسخیر کے لئے سپاہ کی روانگی مین توقف ہوا۔

بادشاہ دوشنبہ غرہ رجب ۹۷۶ھ کو حصار رنتنبھور کی فتح کو دہلی سے روانہ ہوا اور سہ شنبہ ۲۱ شعبان کو قلعہ کے میدان مین آیا۔ یہ قلعہ کوہستان کے درمیان واقع ہے اس سبب اور قلعون کو برہنہ کہتے ہین اور اسکو خوش پوش۔ اور اس قلعہ کا اصل نام رن تہ پور ہے، رن ایک بلند کوچہ ہے جو قلعہ کا سرکوب ہے قلعہ اس کے نیچے واقعہ ہے اس لئے اسکو رن تہ پور یعنی ایسا شہر کہ کوہ رن کے نیچے واقع ہے۔ وہ بہت بلند اور مستحکم ہے۔ ان دنون مین رای سرجن اس قلعہ پر تسلط رکھتا تھا۔ اس نے سب طرح کے سامان سے اسکو تیار کیا۔ اور اول ہی سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا۔ بادشاہ نے اس قلعہ کے گرد پہاڑون کو دیکھ بھال کر گرداگرد مورچے بنائے

رنتھنبور کی تسخیر کے لئے جو سپاہ جاتی تھی اُسکو مالوہ مین بھیجکر اس فتنہ کا دفع کرنا مقدم جانا۔ حسب الحکم پادشاہی لشکر مالوہ کیطرف عنان تاب اور برسات کی شدت مین منزل پیما ہوا۔ پادشاہ نے قلیج خان و خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو اس لشکر کی کمک کے لئے اور بھیدیا۔ جب سرونج مین لشکر شاہی آیا تو شہاب الدین احمد خان کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ ان اُمراء سے سامان شائستہ کے ساتھ ملا۔ اور سارنگ پور مین شاہ بداغ خان جو یہان کا حاکم تھا وہی آنکے شریک ہوا مرزاؤن نے جب اس لشکر کا حال سُنا تو وہ منڈو کیطرف بھاگے مراد خان اور میر عزیز اللہ دیوان اور تمام اُمراء عظام نے انکا تعاقب کیا۔ مرزا سراسیمہ ہوکر دریاء نربدہ کے پار گئے۔ بہت سے آدمی انکے اس دریا مین ڈوب کر مرگئے۔ اس نواح مین جہجہار خان حبشی نے گجرات مین تفرقہ برپا کرکے چنگیز خان کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس لئے مرزا گجرات کو اپنا مفر عظیم سمجھکر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر نے آگے تعاقب نہین کیا۔ ان مرزاؤن نے گجرات کو حاکم سے خالی پایا۔ قلعہ چانپانیر و سورت کو بے جنگ و جدال لے لیا اور ابراہیم حسین قلعہ بروچ مین پہنچا۔ رستم خان ترکی غلام جو چنگیز خان کا بہنوئی تھا اُس نے قلعہ کو مضبوط کیا اور اوسمین متحصن ہوا۔ دو سال تک یہ مرزا قلعہ پر جھولا کیا۔ مگر کچھ نہ کرسکا۔ رستم خان ہمیشہ قلعہ سے نکلکر اون سے لڑتا اور اپنی رستمی دکھاتا مگر جب بے مدد تھا امداد اور اعانت سے ناامید تھا اس لئے صلح کرلی۔ فند و مکر سے ارباب شرارت نے اسکی جان تن کے حصار سے باہر نکال لی۔

یہ خدا پرست پادشاہ بغیر اپنی اغراض کے خلق کی آسودگی مین اپنی آسائش جانتا اور ہمیشہ اہم اور مہم مین تمیز کرتا۔ زمانہ کی پراگندگیون و پریشانیون کے دور کرنے مین توجہ کرتا۔ شہرونکی فتح اور ممالک کی تسخیر مین اول فکر و اندیشہ اسکو یہ ہوتا کہ زمانہ کے ستم رسیدون کی غمخواری و اور غور رسی کرے۔ اسیواسطے جس ملک مین فرمانروا ہشیار دل و رعیت پروری کے ساتھ فرمانروائی کرتا باوجود اسباب تسخیر کے اس ملک کی طرف وہ نگاہ طمع نہین کرتا۔ اسکے دل مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ جسقدر ملک مین وسعت بڑھیگی تو ہندوستان مین سلطنتونکی کثرت ایک فرمان داد گری وحدت مین آئیگی۔ اور اسے عموم رعایا اور خصوص خلائق کا حال اچھا ہوگا۔

بادشاہ کا صوبہ گجرات پر لشکر کشی کرنا ۹۸۰ھ

مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلائر کو اور امراو کو جو شرقی سمت مین جاگیرین رکھتے تھے
حکم دیا تھا کہ قلعہ کالنجر کو فتح کرین ان بادشاہی امرا نے جاکر اسکا محاصرہ کیا اور کسی اہل
قلعہ کو باہر نکلنے کے لئے جا ے باقی نہین رکھی قلعہ چیتوڑ اور رنتھنبور کی فتح کی شہرت نے یہان اہل قلعہ کا
دل سرد کیا۔ راجہ رامچند نے امان طلب کی اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے سپرد کر دیا۔ بادشاہ
اس اس فتح کی خبر آگرہ مین چہارشنبہ ۲۹ ذی القعدہ ۹۷۶ھ مین آئی۔ مجنون خان قاقشال کو
یہان کی قلعہ داری مرحمت ہوئی۔

فتح گجرات اور محمد سلطان کے فرزندون کی بغاوت

ہم نے پہلے بیان کیا ہی کہ محمد سلطان کے فرزندون نے بغاوت اختیار کی اور مالوہ مین جاکر اپنے
پاؤن جمائے اور جب لشکر شاہی مالوہ مین آیا تو وہ گجرات مین بھاگ گئے سلطان محمود کی شہادت کے بعد
اسکا غلام چنگیز خان قلعہ جانپانیر و سورت و بروج پر مسلط ہو گیا تھا۔ اور اس وقت وہ احمدآباد
پر قبضہ کرنے کا قصد رکھتا تھا۔ ایسے وقت مین مرزاؤن کے آنے کو مغتنم سمجھا اور جو جمعیت لیکر احمدآباد
پر چڑھا۔ حوالی شہر مین معرکہ نبرد گرم ہوا۔ اور اعتماد خان کو شکست دیکر احمدآباد پر متصرف ہوا۔
وہی یہان کا حکمران ہوا۔ مرزاؤن نے اس پیکار مین کارہاے نمایان دکھائے تھے۔ چنگیز خان نے اُن پر
مہربانی کرکے حوالی بروج مین انکو جاگیرین دیدی تھین مگر یہ جاگیرین ان شاہزادون کی شاہ
خرچی کے لئے کافی نہ تھین اسلئے اُنہون نے چنگیز خان کی اجازت بغیر اورون کی جاگیر پر
قبضہ کرنا شروع کیا اور ناحق کے حق اپنے جتانے اور شیخیان بگھارنی شروع کین چنگیز خان
نے انکے رفع کرنے کے لئے لشکر بھیجا۔ اس سے تاب مقابلہ نہ لاسکے۔ خاندیس مین بھاگے۔ وہان
بھی دنگہ و فساد کرکے اجین مین مالوہ کے قصد سے آئے۔ مراد خان جاگیردار اجین اور
مرزا عزیز اللہ دیوان سرکار مالوہ کو دو روز پہلے اہل فتنہ کا حال معلوم ہو گیا تھا انہون
نے قلعہ اجین کی تاسیس و تعمیر کرلی تھی۔ جب بادشاہ کو اس فتنہ و فساد کی خبر آئی تو قلعہ

ونذوقہ و دولقہ وغیرہ سید حامد نبیرہ سید مبارک کو ملے۔ جونہ گڈھ ولایت سورٹھ میں خان
غوری کے لئے معین ہوے۔ اعتماد خان اپنی گریزت سے اس نو عمر خرد سال کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ ان
بے سرے سرداروں میں آپس میں جھگڑا شروع ہوا چنگیز خان کو جھجھار خان حبشی نے مارڈالا۔ اور شیر خان
فولادی کے بھاگنے سے احمدآباد سے بھاگ کر پٹن میں آیا۔ اور شیر خان فولادی نے احمدآباد پر لشکر کشی
کی۔ اعتماد خان احمدآباد میں متحصن ہوا۔ اور اس نے مرزاؤں سے التجا کی۔ ایک ہنگامہ شورش برپا
ہوا اور بازار فتنہ و فساد گرم ہوا۔ بادشاہ نے تسخیر گجرات کو اہم مہام میں جان کر اس شورش کے
اسباب کا انتظام کیا۔ اور شنبہ ۲۰ صفر ۹۸۰ھ کو دارالخلافہ میں فتحپور سے گجرات کے تسخیر کے ارادہ سے
سفر کیا۔ اور اجمیر میں پہنچکر بہت سے امیرونکو برسم منقلا گجرات کیطرف روانہ کیا اور خود دوشنبہ
۲۲ ربیع الثانی کو اجمیر سے سفر کیا کہ خود شکار کھیل کر خوش ہو۔ اور امرا جو آگے گئے ہیں وہ
کارطلبی میں اپنا جوہر دکھائیں اور گجرات کو جلد تر تصرف میں لا کر ستم رسیدہ رعایا کا تدارک کریں
جب بادشاہ ناگور سے دو منزل تھا کہ شاہزادہ سلیم کی ولادت کا مژدہ اس پاس پہنچا جسکا حال
ہم پیچھے بیان کرینگے۔ بادشاہ چہارشنبہ ۹ جمادی الاولی کو قصبہ ناگور میں آگیا۔

امراء عظام جو پہلے سے بھیجے گئے تھے وہ قصبہ بھادراجن (بھارو راجن) میں کہ سروہی کے
نزدیک ہے ٹھیرے ہوئے تھے۔ سروہی کے راجہ رائے را سنگہ دیوڑہ نے راجپوتوں کو
برسم رسالت بھیجا۔ اور اطاعت کا دم بھرا۔ خان کلان ان راجپوتوں میں سے ہر ایک کو پان
دے کر رخصت کرتا تھا کہ ایک راجپوت نے اس کے جمدھر مارا کہ تین انگل اس کے شانہ سے
نکلکر باہر آیا۔ اس راجپوت کو اور آدمیوں نے مارڈالا جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو وہ یہاں آیا
اس نے سروہی میں فوجکو بھیجا کہ یہانکے سرکشوں کو ہلاک کرے۔ یہاں کے آدمی شعاب جبال میں بھاگ
گئے۔ بھادر راجپوت اپنے معمول کے موافق مہادیو کے مندر پر جو سروہی سے ایک کوس پر تھا
خوب جان لڑا کر لڑے۔ یہ مرمٹے مگر ہٹے نہیں۔

بادشاہ نے رائے رائے سنگہ کو حدود جودھپور اور سروہی میں مقرر کیا کہ اگر کوئی گروہ
باغیونکا گجرات سے نکل کر ممالک محروسہ میں فساد مچائے۔ تو اسکو جانے نہ دے۔ جب بادشاہ

سروہی کے راجہ کا مطیع ہونا ۹۸۰ھ

اسلئے وہ اُن ہی ولایات پر توجہ کرتا کہ جو عدالت دوست فرمانروا یون سی خالی ہوتین اور انکو اپنی معدلت کی روشنی سی روشن کرتا۔ رعایا کو حوادث کی تفسیدگی سی بچا کر اپنی سایۂ عاطفت مین لاتا۔ اور وحدت قہری کی وحدت آزادی کے ساتھ دلخواہ صورت پیدا کرتا۔ قدرت ایزدی نے طبقۂ انام کی ... استعداد اُن مین تفاوت عظیم رکھا ہی۔ ایک طائفہ تو ایسا ہی کہ وہ پادشاہ کی خرد مندی وطرز نشست وبرخاست وبخشش وبخشایش وخلق کی خطاؤن کے اغماض نظر کو دیکھ کر اوسکو بزرگ جانتا ہے۔ اور یگانہ درگاہ الٰہی شمار کرتا ہے اور اسکی خدمت کو عبادت ایزدی جانتا ہے اور اپنے عقیدت واخلاص کو بڑھاتا ہی۔ ایک گروہ ایسا ہی کہ وہ ان کاموں کو نہین دیکھتا۔ بلکہ سطوت صوری اور افزائش ملک ظاہری کو دیکھ کر پادشاہ کی بزرگی معنوی کا گرویدہ ہوکر کمند ارادت کو گلے مین ڈالتا ہے اور اپنے تئین مخلصان جان سپار کے زمرہ مین داخل کرتا ہے۔ لہذا اس زمانہ مین کہ ملک ہلی شور انگیز نمک طینتون سے پاک ہوا اور فتنہ اندوز کوڈل نیستی وناکامی کے گڑھے مین گرے تو پادشاہ نے ملک گجرات کی طرف توجہ کی۔ وہان کی رعایا حد سے زیادہ ستمزدہ ہورہی تھی۔

سلطان محمود والی گجرات نے اپنی بے پروائی سے چرب زبان دشمنون کو دوست بنایا۔ اور اُس کے تیرہ درون ملازمون نے اپنی صاحب ومنعم کے زیان مین اپنے فائدہ کو دیکھا تو اس دنیا سے وہ رخصت ہوا۔ جسکا حال صوبۂ گجرات کی تاریخ مین مفصل بیان ہوگا۔ اس دیار کے امرا نے خصوصاً سید مبارک اور اعتماد خان اور عماد الملک نے خودکامی اختیار کی۔ اور اُنہون نے سلطان احمد کے فرزندون مین سی کسی کو پیدا کر کے برائے نام اُسکو پادشاہ بنایا اور درپردہ خود حکمرانی کرنے لگے۔ اور جب پادشاہ سن شعور کو پہنچا تو اُسکا بھی کام تمام کیا۔ اور اراذل مین سی کسی کا چھوٹا سا لڑکا لے لیا۔ جسکا نام نتھو تھا۔ اور یہ مشہور کیا کہ وہ سلطان محمود کا بیٹا ہے اُسکو تخت پر بٹھایا اور مظفر شاہ اسکا لقب رکھا اور مملکت کو اس طرح آپس مین تقسیم کر لیا کہ گجرات کا دار الحکومت احمد آباد اور کنبایت اور اکثر حصہ اس ولایت کا اعتماد خان کے تصرف مین آیا۔ سرکار پٹن موسیٰ خان وشیر خان فولادی کے حصہ مین آئی اور سورت۔ بروچ۔ وبڑودہ وچانپانیر عماد الملک کے بیٹے چنگیز خان کے حصہ مین آئے

مالکون کو دلوایا۔ اور انکو فیلان مست سے پامال کرایا۔ ۱۹ رجب کو پادشاہ احمد آباد میں آیا
مظلومون پر نوازش کی ظالمون کی گدازش کی۔ آرزومندون کا کام نکلا۔ نیازمندون کی
دعائین قبول ہوئین۔ جشن ہوا جسمین شادی پر شادی اور خرمی پر خرمی ہوئی۔ احمد آباد مصر
جامع ہی۔ تین سو اسی پورے یعنی محلے اوسمین آباد ہین۔ ہر محلہ بمنزلہ شہر کے ہے

پادشاہ کا کھنبایت مین جانا اور دریاء شور کی سیر کرنا ۲۲ شعبان ۹۸۰ھ ۔

جب گجرات مین امن آمان ہو گیا۔ تو احمد آباد اور دریاء مہندری کی اس طرف کا ملک خان
اعظم مرزا کوکہ کو عنایت ہوا۔ اور جانپانیر و سورت اور اسکے حواشی و حوالی جنپر مرزا استسلط و متصرف
تھے۔ ان امراء گجرات کو عنایت کئے کہ ابھی تازہ مطیع ہوئے تھے۔ انکا سرگروہ اعتماد خان
گجراتی کو مقرر کیا۔ ان امراء قدیم و جدید نے اس مملکت کی مہمات کے انتظام کا عہد و
پیمان لیا۔ اور خود پادشاہ نے مرزاؤن کے استیصال کا کام اپنے ذمے لیا۔ اب پادشاہ کا
ارادہ ہوا کہ دریاء شور کی سیر کرکے دار الخلافہ کو مراجعت کرے۔ ۲۲ شعبان ۹۸۰ھ کو وہ
کنبایت کی طرف جو احمد آباد سے تیس کوس ہی چلا۔ امراء گجرات نے چندروز کی رخصت
لی کہ شہر مین جاکر اپنے کامون کا سرانجام کرین۔ پادشاہ نے ان خود آرایون کے اصلاح کے
لئے حکیم عین الملک کو یہان چھوڑا۔
اثناء راہ مین پادشاہ نے سنا کہ اختیار الملک بھاگ گیا۔ اعتماد خان اور اور امراء
گجرات سرکش ہونے کو ہین۔ پادشاہ نے شہباز خان کو بھیجا کہ اس خائف و خائن گروہ کے
پاس چلا جائے اور اسکا علاج کرے۔ پادشاہ کنبایت مین آیا۔ روم و شام و ایران کے
تاجر اسکی خدمت مین آئے۔ انپر اس نے بہت مہربانی کی۔ پھر اس نے جہاز مین سوار ہو کر
سمندر کی سیر کی۔ اعتماد خان اور بعض اور امرائے گجرات کو شہباز خان گرفتار کرکے
پادشاہ کے روبرو لایا۔ اونہون نے پیمان بندگی کو توڑا تھا۔ اسلئے اس جماعت مین سے ہر ایک کو
پادشاہ نے اپنے امراء کے حوالہ کیا۔ یہ جماعت گجراتی ایک معجون مرکب ہراس و فریب اور نادرستی
کی تھی جسمین قدرے راستی و سادگی و فروتنی بھی تھی۔ انکا سرگروہ اعتماد خان بنا۔
جب ان امراء نے پادشاہ کی آمد سنی تو سررشتہ تدبیر انکے ہاتھ سے نکل گیا حیلہ اندازی

گجرات کی حدود مین پہنچا تو یہان سے شاہ فخر الدین کو منشور دیکر اعتماد خان پاس بھیجا کہ اوسکو سمجھا کر ہمارے پاس لے آئے - وہ ہمیشہ عرضداشتین بھیجا کرتا - اور پادشاہ کے پاس آنے کی استدعا کرتا تھا - پادشاہ پاس خبر آئی کہ شیر خان فولادی نے حضور کے لشکر کے آمد کا حال سنکر احمد آباد کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سورت اور جوناگڈھ کی طرف بھاگ گیا - اپنے بیٹون محمد خان و بدر خان کو پٹن بھیجدیا کہ اہل عیال و اسباب کو وہان سے لیکر محکم مقامون مین پہنچاوے - اور اب وہ سب اپنا اسباب لیکر باپ پاس جاتے ہین اور ابراہیم حسین مرزا کہ اعتماد خان کی کمک کو آیا تھا وہ بھی اپنی محال مین گھر جاتا ہے - اعتماد خان حضور کی خدمت مین آتا ہے -
پادشاہ نے راجہ مان سنگہ کو بھیجا کہ شیر خان کے بیٹون کو پکڑ لائے ان لڑکون کی ساتھ کی جماعت نے بھاگ کر تنگنائون مین پناہ لی اور پادشاہ کی سپاہ نے اونکے اشیا و اسباب دستبرد کی - پادشاہ غرہ رجب ۹۸۰ھ کو شہر پٹن مین کہ پہلے نہروالہ مشہور تھا آیا - یہان سے احمد آباد کی طرف چلا - موضع جوتانہ مین اسنے آدمی بھیجکر نتھو مظفر شاہ کو پکڑوایا اور اوسکو کرم علی کے حوالہ کیا - گجرات کے عمدہ امرا میر ابو تراب - اعتماد خان - اختیار الملک مشرقی - جھجھار خان حبشی و وجیہ الملک و مجاہد خان پادشاہ کی خدمت مین آئے -
۱۴ رجب ۹۸۰ھ کو پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا - جب پادشاہ قصبہ کہی مین پہنچا تو یہان امرا گجرات کو بلا کر ... فرمایا کہ اس ملک کو ہم نے اعتماد خان کے سپرد کیا اور وہ جن امیرون کو کہے گا ہم چھوڑ دینگے - مناسب یہ ہے کہ ہر امیر اپنا ضامن دے تاکہ مراسم حزم و دوراندیشی مین فتور نہ ہو - اور لوازم فتوت مین قصور نہ ہو - اعتماد خان کا ضامن میر ابو تراب ہوا سب امیرون کا سوائے حبشیون کے اعتماد خان ضامن ہوا - پادشاہ نے فرمایا کہ حبشی جو کہ سلطان محمود کے غلام تھے - ہمارے غلام رہینگے انکو امرا و غلام کے حوالہ کیا -
پھر ملک مین ہزارون رندواو باش و مفسد آدمی رہتے ہین انہون نے مشہور کیا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ گجراتیون کے لشکر کو خلق لوٹ لے - یہ سنتے ہی بد معاش و باش لوگ پھر جھگڑنے لگے - پادشاہ نے خود آخر اسکا یہ بندوبست کیا کہ غارتگرون سے مال چھین کر

قصد پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا تھا۔ پہلے تو بادشاہ نے امیرون کو اُن میرزاؤن سی لڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر اب اسکا خود ارادہ انسے جاکر لڑنے کا ہوا۔

ابراہیم مرزا پر بادشاہ کا ایلغار کرنا اور لڑنا اور اسکو شکست دینا ۹۸۰ھ -

بادشاہ نے جو لشکر پہلے مرزاؤن کے لئے بھیجا تھا اوسکو اُلٹا بلا لیا۔ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا لشکر اوسنے لیا۔ اسکو خوف تھا کہ ابراہیم حسین مرزا لشکر کی کثرت سُنکر کہین اور نہ چلا جائے رات دو گھنٹے باقی تھی کہ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ملک اشرف گجراتی راہ بتانے کے لئے ساتھ ہوا۔ مگر تیزروی مین راہ بھولا۔ اسلئے دشمن تک پہونچنے مین کچھہ توقف ہوا۔ دشمن بھاگ کر دریائے بیکانیر سے گذرکر قصبہ سرنال مین بہت سی جمعیت کے ساتھ چلا گیا۔ پادشاہ سے وہ چار کوس پر تھا۔ پادشاہ نے اپنے ساتھیون سے مشورہ کیا۔ اُنہون نے یہ عرض کیا کہ لشکر ابھی آیا نہین اور غنیم پاس جمعیت بہت ہے۔ دن کو لڑنا نہین چاہیئے رات کو شب خون مارنا چاہئے پادشاہ نے کہا کہ مجھے شب خون پسند نہین۔ وہ تلبیس و تزویر کی صورت رکھتا ہے۔ یہی بہتر ہے کہ دن کے کام کو رات پر نہ ٹالین۔ پادشاہ تیزروی کرکے قصبہ سرنال مین کہ ایک ٹیلے پر واقع ہے پہنچا۔ اُس وقت پادشاہ کے ساتھ چالیس آدمی تھے کہ لڑنے کا ارادہ کیا۔ پادشاہ کا لشکر رستہ بھُول گیا تھا۔ اسلئے اسکے آنے مین توقف ہوا غرض پادشاہ دوسو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑنے گیا۔ دریا مین گھوڑا ڈال کر پار اُترا۔ دریا کا کنارہ اونچا نیچا بڑا تھا کہ پادشاہ کا لشکر اس کنارہ کی کجیون کے سبب . . . جدا جدا ہوگیا۔ ابراہیم مرزا لڑنے کھڑا ہوا۔ پادشاہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ دروازہ سرنال پر گیا تھا۔ کچھہ آدمیون نے اوسے روکا۔ ان سب کو مار ڈالا۔ جب وہ شہر مین آیا تو معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین دوسری طرف سی نکل کر لڑ رہا ہے۔ پادشاہ شہر سے نکل کر اس طرف گیا دوستون کی دلدہی اور دشمنون کی جان ستانی مین کوشش کی۔ بھوپت سنگہ برادر راجہ بھگونت سنگہ اس لڑائی مین کام آیا۔ یہان زمینین کیکرون سے خارستان بن رہی تھین دو سوار ہم پہلو نہین گذر سکتے تھے۔ ان تنگناؤن مین پادشاہ آہستہ آہستہ جاتا۔ راجہ بھگونت اسکے ساتھ تھا۔ ہر طرف ہنگامہ جانفشانی اور جان ستانی گرم تھا۔ مخالفون مین سے تین آدمی دلیر شہریار شیردل کی طرف آئے۔ انمین سے ایک نے راجہ بھگونت سنگہ کے نیزہ مارا مگر وہ خالی گیا

کر کے بادشاہ کے پابوس ہوئے۔ سب یہ سوچتے تھے کہ کسی طرح پھر ان کو اس ملک کی ایالت بدستور سابق ملجائے مگر وہ یہ جانتے تھے کہ جب تک بادشاہ اس ملک مین ہے حکومت ملنی دشوار ہے۔ اسلئے انھون نے ارادہ کیا کہ الغ الملک ہو کر شورش برپا کیجئے۔ اختیار الملک تو فرصت پاکر بھاگ گیا! ور اعتماد خان اور اسکے ساتھ اور بھاگنے کو تھے کہ میر ابو تراب ور حکیم عین الملک نے انکو باتین بنا کر روکا کہ شاہباز خان پہنچ گیا وہ اختیار الملک کے پیچھے نہیں پڑا کہ اعتماد خان وغیرہ ہاتھ تلے سے نکلجائینگے۔ اس لئے وہ انکو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا۔ اگر بادشاہ انکو پہلے سے قید کرلیتا تو خلقت پر بادشاہ کی خیر اندیشی اور بزرگ منشی ایسی ظاہر نہ ہوتی اب انکی گرفتاری کی وجہ معقول تھی خلقت اس سے نہایت مسرور تھی۔

مرزاؤن سے بادشاہ کی لڑائی۔ سنہ ۹۸۰

جب بادشاہ کو ان نامعقول امیرون کی مہم سے فراغت ملی تو اوس نے مرزاؤن کے استیصال پر کمر باندھی۔ یہ مرزا مالوہ سے بھاگ کر گجرات مین آئے تھے تو بڑودہ اور اسکے حدود مین مرزا ابراہیم حسن کا غلبہ اور سورت اور اسکے نواح مین محمد حسین مرزا کا تصرف اور چانپانیر اور اسکے مضافات مین شاہ مرزا کا تعلق تھا۔ بادشاہ نے بندر کھنبایت کا انتظام حسن خان خزانچی کو تفویض کیا۔ اور خود بڑودہ کیطرف روانہ ہوا۔ اور شاہباز خان قاسم خان بازبہادر خان کو چانپانیر کو روانہ کیا کہ اس قلعہ کو دشمنون سے خلاص کرے خان اعظم مرزا کوکہ کو احمد آباد کی ایالت اور اس حدود کی حراست عنایت کی۔ ان سب امیرون کو بادشاہ کی رعیت پروری کے رموز و فراخی حوصلہ و دوستداری معدلت و دوام آگاہی و طبقات مردم کا حفظ مراتب ور عموم خلائق کی عرض ناموس کی حمایت و عاطفت عام و صلح کل خوب سمجھا دیے اور فرمایا کہ مجھے خیال ہے کہ جو ہم نے تم مین جوہر کاردانی سمجھ رکھی ہین اس کا یقین تم دلادوگے۔ بادشاہ قصبہ بڑودہ مین آیا۔ دوسرے روز اس نے سنا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو مستحکم کیا ہے اور وہ حدود چانپانیر مین جمع ہوئے ہین۔ بادشاہ نے خان عالم و سید محمود خان بارہ و راجہ بھگونت سنگھ و مان سنگھ اور بعض امیرون کو ان مرزاؤن کی سرزنش کے لئے روانہ کیا۔ آدھی رات کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ کے لشکر کی آمد کی خبر مرزا ابراہیم حسین نے سنکر قلعہ بروچ مین رستم خان رومی کو اس سبب سے مار ڈالا کہ اسکا

کردیا تو وہ گجرو دوشنبہ ۷ رمضان ۹۸۰ھ کو حوالی قلعہ مین ایک کوس پر آن پہنچا اور اس روز
مداخل و مخارج کو دیکھکر مورچلون کو امرا مین تقسیم کیا - دو تین روز بعد دولتخانہ عالی ایسا قلعہ کے
نزدیک آیا کہ وہان توپ و تفنگ کے گولی و گولیان آتی تھین داروغہ فراشخانہ نے عرض کیا کہ پاس
یہان ایک کولاب (تال) ہے جسکو بلاب کہتے ہین اگرچہ وہ دیوار قلعہ سے متصل ہے لیکن زمین
کی پستی و بلندی اور بعض درخت ایسے حائل ہین کہ وہ توپ تفنگ کے مانع ہین - بادشاہ وہان
اپنا دولت خانہ لے گیا غرض ایک مہینہ سترہ روز محاصرہ رہا - بادشاہ کے لشکر نے اہل قلعہ کا پانی
کھینچنا بند کردیا - اور سرنگ لگانیوالون نے دیوار تک سرنگون کو پہنچا دیا - دمدمے ایسے اونچے بنائے
کہ اہل قلعہ کو تیرانداز کرنے لگے - توپ اندازون نے کارپردازی نمایان کی - بہت گولہ بارود خرچ کیا -
اہل قلعہ کا آنا جانا بالکل بند کردیا تو انکا غرور ٹوٹا - ہمزبان نے اپنے خسر ملا نظام الدین لاری کو
بادشاہ پاس بھیجا - اس زبان آور کاردان کی تقریر نے بادشاہ عجز دوست عاجز پرور پر تاثیر کی -
اگرچہ امرا نے عرض کیا کہ اہل قلعہ مین جب تک قوت و طاقت جگر مین تھی تمرد و عصیان کیا اور
اب جو دیکھا کہ بادشاہ کی فتح آج کل مین ہونیوالی ہے تو امان مانگتے ہین - انکو امان دینے کی جگہ قتل کرنا
چاہیئے - مگر بادشاہ نے فرمایا ؎ بدی را مکافات کردن بدی + بر اہل صورت بود بخردی +
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند + بدی دیدہ و نیکوی کردہ اند + مولوی نظام لاری بادشاہ سے
رخصت ہوا - اہل قلعہ کو مژدۂ امان سنا دیا - بادشاہ نے حکم دیا کہ مولانا نظام الدین کے ساتھ
قاسم علیخان و خواجہ دولت ناصر جائین اور ہمزبان اور تمام قلعہ کے آدمیون کو دلاسا دے - کر
اپنے ہمراہ لائین - دیانت مند محرر جاکر تمام صامت و ناطق اموال قلعہ کو ضبط کرکے ہمارے سامنے
پیش کرین - اور تمام آدمیونکی نام نویسی کرکے ہماری نظر سے گذارین - حکم کی تعمیل ہوئی - ہمزبان
باوجودیکہ بادشاہ کو گالیان دینے مین بڑا زبان زور تھا اوسکی زبان کاٹی گئی بعض اور مفسد تادیب
کے موکلون کو سپرد کئے گئے - یہ فتح ۲۳ شوال ۹۸۰ھ کو ہوئی تھی جسکی تاریخ ہمزبان واد قلعۂ
سورت - ہوئی - دوسرے روز جو بادشاہ قلعہ کو دیکھنے گیا - وہان کی بڑی بڑی بھاری بھاری
توپین نظر پڑین جنکو سلیمانی اس وجہ سے کہتے تھے کہ سلطان روم نے جس سال مین ...

راجہ نے اس کے برچھا ایسا مارا کہ اوسکا حال دگرگون ہوا۔ باقی دو آدمیون نے بادشاہ پر حملہ کیا۔ کانٹون کے جھاڑ جھنکار درمیان مین تھے۔ بادشاہ نے جب انکو دیکھا تو گھوڑے کو اُن جھاڑی سے کدایا تو وہ دونو ڈرکر بھاگ گئے۔ ابراہیم مرزا کا دل لڑائی سے ہار گیا۔ اور وفعتہً وہ سراسیمہ ہوکر بھاگ گیا۔ بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب کیا اور اوسکے بہت آدمیون کو مارا۔ بادشاہ نے سرنال مین آکر شکرانہ ادا کیا۔ اور چہارشنبہ ۱۰ شعبان کو اپنے لشکر سے آن ملا۔

بادشاہ نے شاہ قلیخان محرم وصادق کو بھیجا کہ قلعہ سورت کی حدود مین جاکر کسی اہل قلعہ کو باہر نہ جانے دین۔ مرزا کامران کی بیٹی گلرخ بیگم کو جو ابراہیم حسین مرزا اپنے بیٹے مظفر حسین مرزا کو نکال کر دکن مین چلی گئی۔ بادشاہی آدمی ہرچند اوسکے پیچھے پڑے مگر یہ فرزانہ عورت ایسی مردانہ گئی کہ کسی کے ہاتھ نہین آئی۔ بادشاہ کو تحقیق ہوگیا کہ مرزاؤن نے قلعہ سورت کو اپنی پناہ گاہ سمجھ کر مستحکم کیا ہے اور تمام فوج جمع کرکے اوسکی حراست ہم زبان کو سپرد کی۔ جو پہلے جنت آشیانی کے قورچیون مین تھا مگر باغی ہوکر ان مرزاؤن سے مل گیا تھا۔ بادشاہ نے جب اسکی تسخیر پر توجہ کی اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا کہ اس حصن حصین کے مداخل و مخارج کو ملاحظہ کرکے اطلاع کرے کہ اسکی تسخیر آسان طور پر کیجائے۔ یہ امر قرار پاگیا تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کریگا۔ راجہ نے اس دشوار کار کو آسان بتلایا۔ اس نے اقبال شاہنشاہی پر نظر کی اگر زمانہ کے مزاج کا ملاحظہ کرتا تو عرض مطلب مین یہ جرأت نہ کرتا۔ اُس وقت ایک نیا وسیع ملک ہاتھ آیا تھا جہانداری کا انتظام ابھی ڈور تھا۔ چند مہینے سے لشکر برابر سفر کر رہا تھا۔ واقعہ طلب شورافزا ہر گوشہ مین بھرے تھے۔ کچھ اس دیار کے فتنہ اندوز تھے۔ کچھ دیار مشرق کے۔ مناسب نہ تھا کہ بادشاہ خود اس قلعہ کو فتح کرتا۔ مگر بادشاہ جانتا تھا کہ اگر مین خود اپنی ذات سے اس قلعہ کی فتح مین نہین مصروف ہونگا تو ان سرکشون کی جڑ نہین کٹے گی وہ پھر بحال ہوجائینگے۔ ناحق طول ہوگا۔ اس لئے اوسنے اس دشوار کار کو آسان اس طرح کیا کہ خود اوسپر متوجہ ہوا۔ اس نے شاہم خان جلائر کو حکم دیا کہ فوج کو قلعہ چانپانیر پر لے جائے۔ قاسم خان میر بر و بحر کو جو وہان سے یہان ساباط و نقب لگانے کے لئے بھیجدے۔ جب بادشاہ نے احمدآباد اور اس نواح کا سب طرح سے بندوبست

بارگاہ مین آئی اور کورنش بجالائی اور اپنے ملک کی طرح طرح کی نفیس دستکاریان بادشاہ کو دکھائین
بادشاہ نے انمین سے ہر ایک کو اپنی عنایت سے مخصوص کیا اور پرتگال کے عجائب و غرائب کا اور وہان
کے اوضاع کا حال پوچھا غرض اس وحشی گروہ سے ایسی باتین کین کہ انکو موانست بادشاہ سے ہو گئی

مرزاؤن کا حال سنہ ۹۸۰ھ

محمد حسین مرزا اور شاہ مرزا تو پٹن کی حدود مین شورش کے کمین مین بیٹھے تھے۔ ابراہیم مرزا
سرنال مین شکست پاکر ان مرزاؤن سے آ ملا تھا۔ ابراہیم حسین مرزا کو جو شکست ہوئی تھی اسکے باب مین ان تینون بھائیون
مین گفتگو ہوئی۔ نکتہ گیری سے درشتی پر اور درشتی سے رنجش پر نوبت آئی جسکا انجام یہ ہوا کہ ابراہیم حسین
مرزا جو شمشیر زنی مین مشہور تھا۔ مگر دماغ عقل سے خالی رکھتا تھا اپنے بھائیون سے رنجیدہ ہو کر دار الخلافہ
آگرہ کیطرف چلا (طبقات اکبری مین اس رنجش کا ذکر نہین ہے اوسمین لکھا ہے کہ وہ بھائیون کی صلاح
سے گیا) ان دو بھائیون نے اسکی کچھ پروا نہ کی۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر سید محمود خان بارہہ
اور شاہ قلیخان محرم و راجہ بھگونت سنگہ داس کو دار الخلافہ کی طرف تعین کیا کہ وہ ابراہیم مرزا کا
تعاقب کرین۔ اس تعاقب سے مرزا ابراہیم کی شورش نے تسکین پائی جسکا آگے بیان ہوگا۔
محمد حسین مرزا و شاہ مرزا و فولادیون نے جو کوہستان مین پڑے پھرتے تھے پٹن مین ڈیرے ڈالے
سید احمد خان بارہہ نے قلعہ کی حراست مین کمر ہمت چست کی۔ جب خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو
اسکی خبر ہوئی تو اسنے سپاہ جمع کی اور مالوہ کا لشکر جو گجرات کو آتا تھا وہ بھی اس پاس آگیا شیخ
محمد بخاری کو بھی دولقہ سے خان اعظم نے بلالیا۔ خان اعظم اس لشکر کو لیکر پٹن کی طرف چلا
۱۸ رمضان سنہ ۹۸۰ھ کو حدود پٹن مین آیا۔ طرفین کے لشکر مرتب ہوکر لڑنے کے لئے میدان جنگ
مین آئے شیر خان فولادی نے حیلہ سازی سے خان اعظم پاس آدمی مصالحت کے لئے بھیجے
خان اعظم نے اسکا جواب دیا کہ اگر حرف صلح سچ ہے تو تم اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہم تمہاری
جگہ پر آجائین۔ ہمارے آئین مین پھرنا جائز نہین ہے۔ اس بات کو مخالفون نے نہ مانا۔ وہ
انکا صلح کا پیغام جھوٹا تھا۔

جنگ پٹن

دونطرف کی فوجین مرتب ہوکر میدان نبرد مین آئین۔ مرزاؤن کی ہراول کی فوج نے بادشاہی
ہراول کو شکست دی۔ اور خان اعظم دست راست پر قطب الدین محمد خان تھا۔ اسکو بھی

کہ فرنگیون سے بنادر ہندوستان کے لے لینے کا ارادہ کیا تھا۔ تو اُس نے اُن توپون کو جو ناگڑھ
مین اپنے لشکر کے ساتھ جو جہازون مین آیا تھا بھیجا تھا۔ مگر کچھ موانع ایسے عارض ہوئی کہ لشکر سے کچھ کام
نہوسکا تو توپون کو قلعہ جوناگڈھ مین وہ چھوڑ گیا اور خود اپنے ملک کو چلا گیا۔ سمندر کے کنارہ پر یہ توپین
پڑی رہین۔ جب خداوند خان نے قلعہ سورت بنایا تو آن توپون کو قلعہ پر لگایا۔ بادشاہ نے ان توپون کو
دارالخلافہ آگرہ مین بھجوایا۔ اس قلعہ کی حکومت و حراست قلیچ خان کو سپرد ہوئی۔
سورت کے قلعہ کا حال یہ ہے کہ وہ چھوٹا سا ہے۔ مگر جدید قلعون مین نہایت متین و استوار ہے کہتے
ہین کہ صفر آقا نام غلام سلطان محمود گجراتی مخاطب خداوند خان نے سنہ ۹۴۷ مین دریا تاپتی کے
کنارہ پر اُسکو بنایا۔ جو سمندر سے ۲۰ میل ہی کہ فرنگیون کے حملون کو دفع کرے۔ جب تک یہ نہ بنا تھا
فرنگی مسلمانون کے ساتھ ہر طرح کی شرارت کرتے تھے۔ جب قلعہ بن رہا تھا تو کئی دفعہ جہاز تیار کرکے حملہ کرنے
کے لئے فرنگی آئے مگر کچھ نہ کر سکے۔ خداوند خان نے ہوشیار معمارون کو جو اوس وقت مین دستیاب
ہوئی بلا کر استحکام حصار مین اہتمام کیا۔ دقیقہ رس معمارون نے اسطرح قلعہ کو تعمیر کیا کہ قلعہ کی دو طرفین جو
خشکی کے متصل تھین ایک خندق ۲۰ گز عریض ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا اور پانی کے اندر سے
چونہ و خشت پختہ و سنگ سے وہ بنائی۔ پتھرون کو لوہے کے قلابون سے جوڑ کر انمین پارہ پلایا۔ کہ
کوئی درز انمین باقی نہین رہی۔ کنگرے اور سنگ انداز نہایت ہیبت ناک بنائے۔ اور ہر برج
پر چوکھنڈی بنائی جسکو اہل فرنگ پرتگیزون کا ایجاد بتاتے ہین۔ جب اہل فرنگ اس قلعہ کی تعمیر
کو زور سے نہ روک سکے تو زر سے انکو روکنا چاہا اور بہت روپیہ پیش کیا کہ قلعہ نہ بنایا جائے لیکن
خداوند خان نے انکی اس درخواست کو نہ مانا اور قلعہ بنا لیا جسکی دیوارین بیس بیس گز بلند تھین
اور دو دیوارون کا آثار پانچ پانچ گز کا تھا۔ اور چارون طرف کی دیوارون کے آثار کل کر
پندرہ گز تھی۔
بندر گوہ سے ایک جماعت نصاریٰ بادشاہ کی خدمت مین آئی۔ اصل مین اس گروہ کو
اہل سورت نے اپنی حمایت کے لئے بلایا تھا کہ قلعہ ان کو سپرد کرکے آپ سلامت رہین جب
اس گروہ نے بادشاہ کے سامان قلعہ گیری اور لشکر کو دیکھا تو اپنے تئین ایلچی بنا کر بادشاہ کی

اس زمانہ مین کہ شہنشاہ نے گجرات کو فتح کیا تو بھرجی نے پادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہوکر اور خدمات شائستہ بجالاکر سرخروئی حاصل کی ۔

شرف الدین حسین مرزا کا پادشاہ پاس آنا ۹۸۰ھ

شرف الدین حسین جسکا پہلے حال بیان ہوا ہے کہ وہ پادشاہ سے باغی ہوگیا تھا وہ فولادیون سے ملگیا ۔ اور جالور انکو دیدیا جسکو اس نے خود فتح کیا تھا ۔ کچھ دنون پٹن مین رہ کر چنگیز خان سے الجھا کی پھر مرزاؤن سے ملگیا ۔ اس وقت کہ حاکم خاندیس گجرات کی فتح مین ناکام رہا اسکا ہمراہ ہوا ۔ پھر تباہ حال ہوکر محمد حسین مرزا سے ملا ۔ جب مرزاؤن مین تفرقہ پڑا ۔ تو دکن کو بھاگا ۔ یہان کے زمیندار نے اسکو دولتخواہی پادشاہ کی نظر سے یا اپنے فوائد کی وجہ سے گرفتار کیا اور مال اسباب لوٹ لیا ۔ ابراہیم حسین کی بیوی بھاگ گئی تھی اسکی گرفتاری کے درپے یہ زمیندار ہوا ۔ مگر ناکام رہا ۔ مرزا کی دو برس کی لڑکی اسکو ہاتھ لگی ۔ پادشاہ نے اس لڑکی اور اور قیدیون کو اپنے آدمی بھیجکر بلالیا ۔ لڑکی کو محلسرا مین دیدیا ۔ اور اس خواجہ زادہ کو ہاتھی سے کہ مست تھا ڈرایا اور پھر قیدخانہ مین بھیجدیا ۔

سنہ ۹۸۰ھ پادشاہ کا بہادرانہ کام سے زخمی ہونا

سال سیزدہم ۹۸۰ھ کا ایک سانحہ یہ ہے کہ پادشاہ کی مجلس مین ہندوستان کے شجاعون کا ذکر ہوتا تھا کہ وہ اپنی جان کی قدر کچھہ نہین کرتے ۔ چنانچہ بعضے راجپوت ایک برچھی کہ دو سنان رکھتا ہے لیکر کھڑے ہوتے ہین اور دو مردانہ ہمسر ورسے ان دونون سنانون (انیون) کے محاذی دوڑتے ہین کہ یہ سنان انکی پیٹھون سے گذر جاتے ہین یہ سنکر اس پہلوان الٰہی کے دل مین یہ آئی کہ شمشیر خاصہ کا قبضہ دیوار مین مضبوط گاڑا اور پھر تلوار کے سر پر سینہ رکھکر کہا کہ اگر راجپوت اس طور پر اپنی شجاعت ظاہر کرتے ہین تو ہم اس شمشیر پر حملہ کرتے ہین ۔ سب دیکھنے والے یہ دیکھہ کر سکتے کے عالم مین تھے کہ مانسنگہ نے دوڑ کر ایسی سبکدستی کی کہ اس شمشیر کو دور پھینکدیا ۔ پادشاہ کی گھائی مین کچھہ زخم لگا ۔ اور نوکر شمشیر کو دور لے گئے ۔ پادشاہ نے غصہ ہوکر مان سنگہ کو زمین پر دے مارا اور رگڑنے لگا کہ سید مظفر نے پادشاہ کی زخمی انگلیونکو مروڑ کر مانسنگہ کو چھڑایا جس سے زخم بڑھ گیا مگر تھوڑے دنون مین اچھا ہوگیا بعض نے لکھا ہے کہ اہل مجلس مین سے کسی نے شراب کے نشہ مین راجپوتون کی شجاعت کی تعریف

پریشان کیا۔ شاہ محمد اتکا زخمی ہوکر بھاگ گیا۔ جب فوج کے ان دو حصون نے شکست پائی تو
وہ احمد آباد کی طرف بھاگے۔ قطب الدین احمد کا خیمہ گاہ اکھڑ گیا۔ شیخ محمد بخاری جاگیردار دولقہ
مارا گیا۔ جب اعظم خان نے یہ حال معائنہ کیا تو اوس نے ارادہ کیا کہ خود اسکا انتقام لے اور جب
لڑے کہ بداغ خان نے جو خود مرد معرکہ تھا —— اعظم خان کی باگ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پھیر لی
اور جانے نہ دیا۔ غنیم کا لشکر لوٹ کی تلاش مین متفرق ہوا اور اوسکے غول مین تھوڑے آدمی رہ گئے۔
اعظم خان نے بداغ خان کے ساتھ اتفاق کرکے میدان جنگ مین آن کر غنیم کے قلب لشکر پر
حملہ کرکے شکست دی اور بادشاہی لشکر کو فتح ہوگئی اور اس کے مخالف اطراف مین چلے گئے۔
شیر خان فولادی نہایت عجز و ناتوانی کے ساتھ امین خان حاکم جونہ گڈھ پاس گیا اور
وہان آسایش سے رہا۔ اور محمد حسین مرزا اور اور امرا دکن کو گئے۔ یہ فتح ۱۸ رمضان ۹۸۰
کو ہوئی۔ ابوالفضل نے قطب الدین کو لکھا ہے کہ اوس نے حملہ کرکے فتح پائی۔ اعظم خان و
امرائنے مرزاؤن کا تعاقب کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو اپنے پاس سورت مین بلایا۔ اور اور
اُمراء کو تعاقب مین بھیجا۔ اعظم خان نے پٹن کا انتظام کرکے بدستور سابق سید احمد خان بارہ
کو حوالہ کیا اور ۲۰ شوال کو سورت مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور تمام امراء اور نوکرون
کی جان سپاری کا فرداً فرداً بیان کیا۔ اثناء راہ مین قطب الدین محمد خان اور امراء کو محمود آباد
مین بھیجا کہ اختیار الملک اور لشکر مفرور کی تنبیہ کرے وہ جنگلون کے حصار مین متحصن ہو رہے۔ قصبہ
محمود آباد مین قطب الدین خان پہنچا تو اوس نے افواج کو بھیجکر اختیار الملک اور حبشیون کو جنگل سے نکال کر قلعون
پر متصرف ہوا اور اپنے تھانے وہان بٹھائے اور قصبہ محمود آباد مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا
بگلانہ ایک ولایت ہے کہ جسکا طول سو کوس اور عرض تیس کوس ہے ہمیشہ دو ہزار سوار اور
دس ہزار پیادے آمین رہتے ہین۔ جمع اسکی ساڑھے چھ کروڑ دام ہے۔ اس ملک مین جو حاکم
ہوتا ہے اسکو بھرجی کہتے ہین۔ سالھیر و مولھیر دو سنگین قلعے قلہ کوہ پر واقع ہین۔ دو بڑے شہر
انتاپور اور جنتاپور اس مین ہین۔ یہ ملک گجرات اور دکن کے درمیان واقع ہے اس کے
حاکمون کی یہ عادت ہمیشہ رہی کہ جس جانب کو غالب دیکھتے ہین اسکی ہر ایک طرح کی وہ اطاعت کرتے ہین

ناہمواریون کو پادشاہ نے معاف کردیا تھا - صوبہ مالوہ عنایت ہوا - مان سنگھ
و شاہ قلی خان محرم کو اور بعض بعض امراء کو حکم ہوا کہ ایدر کی طرف سے
ڈونگرپور اور اس کے حدود مین جائین اور پھر دارالخلافہ مین آئین +

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا

ابراہیم حسین مرزا کا گرفتار ہونا ٩٨١ھ

١٠ محرم کو اجمیر مین پادشاہ آیا اور زیارت سے مشرف ہو کر اپنے دارالخلافہ فتحپور مین دوم صفر ٩٨١ھ کو آگیا - اس سفر مین پادشاہ سروہی مین تھا کہ اس پاس امراء پنجاب کی عرضداشت آئی کہ مرزا ابراہیم گرفتار ہوگیا اور مرگیا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ ہمنے پہلے لکھا تھا - کہ وہ ایدر سے اپنے بھائیون سے جدا ہو کر دارالخلافہ کی طرف چلا ہے - اوس نے اپنے چھوٹے بھائی مسعود مرزا کو بھی ہمراہ لے لیا تھا - وہ گجرات سے ایلغار کر میرٹھ (میرٹھا) کی نواح مین آیا - اور ایک قافلہ کو کہ گجرات سے آگرہ کو آتا تھا - اس قلعہ سے گیارہ کوس پر لوٹ لیا اور ناگور مین آیا - فرخ خان پسر خان کلان جو پادشاہ کی طرف سے یہان حاکم تھا وہ قلعہ مین متحصن ہوا - مرزا ابراہیم نے چند غریبون اور فقیرون کے گھر جو شہر سے باہر تھے لوٹے اور نارنول گیا - رای رام سنگھ اور امراء جو پادشاہ نے گجرات کے جانے کے وقت ہزار سوارون کے ساتھ جودھپور مین تعین کئے تھے - وہ ایلغار کر کے ناگور مین آئے اور فرخ خان کو ساتھ لیا - اور مرزا کے تعاقب مین چلے موضع کھتولی مین کہ ناگور سے بیس کوس پر ہے رات کو پہونچے - مرزا ہوشیار ہو کر بھاگنے کا انتظام کرتا تھا - ٢ ر رمضان ٩٨٠ھ کو لشکر کے آدمی ایک بزرگ حوض پر افطار کو آئے - مرزا کچھ تھوڑی دور گیا تھا - الٹا آیا - اور اس نے اس سپاہ پر جو اسکے تعاقب مین تھی حملہ کیا - اس جماعت نے ثبات قدمی کر کے اپنی حفاظت کی - مرزا نے تین دفعہ اپنی سپاہ کے دو توپ بنا کے دو طرف سے شاہی لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین نکلتا تو وہ بھاگ گیا - ایک توپ سپاہ کا رات کو اس سے جدا ہوگیا تھا وہ اس نواح کے مواضع و قریات مین گرفتار ہوا - اکثر آدمی انہین مارے گئے - انہین سے

۲ ـ انصاف خان حبشی کا ۱۰۱۔

کی تھی + جب بادشاہ سورت سے چلکر بروج مین آیا تو والدہ چنگیز خان داد خواہ بادشاہ پاس آئی کہ اس جھجار خان حبشی زبردست نے براہ دوستی میرے بیٹے کو بلاکر اسکا پیالۂ زندگانی لبریز کیا۔ اگرچہ یہ بات مشہور تھی۔ مگر پھر بھی بادشاہ نے اس معاملہ کی خوب تشخیص و تحقیق کرائی۔ اور اسمین سوال و جواب ہوئے تو خوب صحیح ہوئی۔ مدعی کا دعوی سب طرح سے سچ ثابت ہوا تو بادشاہ نے عدالت سے خاص و عام کے روبرو اس حبشی کو ہاتھی کے پانوٴن تلے مسلوایا۔ جس سے اس بیچاری بڑھیا کے دل مین ٹھنڈک پڑی جھجار خان حبشی گجرات کے امراء بزرگ مین سے تھا۔ اور جمعیت اور قوت مین ممتاز تھا ایسے قوی دست کو سزا دینے سے بادشاہ کی عدالت کی شہرت ہو گئی ـ

۳ ـ بادشاہ کا احمد آباد میں آنا اور وہان سے آگرہ روانہ ہونا ـ ۹۸۰

۲ ذی القعدہ کو احمد آباد کے باہر بادشاہ کے خیمے لگے اور بادشاہ نے دس ونسہ کر یہان کا یہ انتظام کیا کہ اس سرزمین کو کہ ایک سلطنت کبریٰ تھی۔ خان اعظم کو تفویض کی اور سرکار پٹن خان کلان کو عنایت ہوئی۔ سرکار بروج اور اسکی حدود قطب الدین خان عم خان اعظم کو و دولقہ و دندوقہ سید حامد بخاری کو اور ایسے ہی اور محال اور امراء کو مرحمت ہوئین۔ اگرچہ خان کلان و قطب الدین محمد خان عم خان اعظم عمر مین بڑے تھے مگر بادشاہ کے نزدیک آئین سلطنت مین عدالت یہی ہے کہ مدار عنایت عقل پر ہے نہ سال پر ع بزرگی بعقل است نہ بسال۔ اور اعتماد فزونی اخلاص پر ہو نہ درازی عمر پر۔ دُور بینی عمدہ ہوتی ہے۔ نہ بزرگی جثہ۔ اہل جوہر معقول ہوتے ہین۔ نہ عظیم ہیکل محسوس۔ اساس فرماندہی شمائل اخلاق پر موقوف ہے ـ

دوشنبہ ۱۰ ذی الحجہ ۹۸۰ھ کو بادشاہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ جب سدھ پور مین آیا تو خان معظم کو یہ نصیحتین لکھین کہ فزونی آگاہی۔ فراخی حوصلہ۔ آدمیون کی خطاؤن سے اغماض نظر۔ گناہگارون کا عذر قبول کرنا۔ فصل خصومات مین غور عظیم کرنا۔ اور جان و انجان کو یکسان جاننا ـ اوسکو اور امراء کو اپنی اپنی جاگیرون مین رخصت کیا۔ اور راجہ علی خان حاکم خاندیس جو آیا تھا وہ بھی رخصت ہوا۔ اور مظفر خان کو جو ایام محاصرہ سورت مین حاضر ہوا تھا اور اسکی

کھڑا ہوا ہے ؏ صف مغلوب را ہوائی بسنداست ✦ بھیل غالب ہوئی۔ مرزا کی گردن
مین سر کے نیچے ایسا تیر لگا کہ وہ مُنہ کی راہ سے نکل گیا۔ اب مرزا نے اپنا حال دگرگون
پایا تو وہ لباس بدل کر اپنے آدمیون سے جدا ہوا۔ اس کے دو ایک قدیمی غلام قلندرون
کا لباس پہنا کر باہر لیجانا چاہتے تھے۔ مگر مرزا کو ضعف اس قدر تھا کہ ناچار ایک درویش
گوشہ نشین شیخ زکریا کے گھر مین مقام کرنا پڑا۔ شیخ نے بظاہر تو مرزا کے جراحت پر ملائمت کے
مرہم رکھے۔ مگر ملتان کے حاکم سعید خان کو خفیہ اطلاع دی ؏ ہر کجا گوشہ نشینی است درو
مکرے ہست ✦ سعید خان نے اپنے غلام دولت خان کو بھیجا۔ وہ مرزا کو مقید کر کے لے
آیا۔ بادشاہ کو اسکی اطلاع دی۔ بادشاہ نے قیدی کو اپنے پاس بلایا۔ مگر بادشاہ کے
پاس روانہ ہونے سے پہلے اوس جہان کو روانہ ہوا۔ جب حسین قلیخان بادشاہ پاس فتحپور
سیکری مین آیا مسعود حسین مرزا کو اور اسکے تین سو آدمیون کو قید کر کے اس طرح لایا کہ مرزا
کی آنکھین سی ہوئی تھین اور قیدیون کے مُنہ گائے کی کھالون مین جنکے سینگ الگ نہین کیے
گئے تھے لپٹے ہوئے تھے ✦ بدایونی لکھتا ہے انکے منہ گدھے۔ سُور کی کھالون مین لپٹے
ہوئے تھے ✦ طبقات اکبری مین لکھا ہی کہ چرمہائے گاؤ در گلو انداختہ جسکے معنے یہ ہین۔ گلون
مین تسمے گائے کے چمڑے کے پڑے ہوئے تھے۔ غرض ان قیدیون کی ایک عجیب ہیئت تھی
بادشاہ نے دیکھتے ہی فوراً مسعود حسین کی آنکھین کھلوائین۔ اور چند سرغنون کو تو بری طرح مارا
باقی سب کو رہا کر دیا۔ سو آدمی مرزاؤن کے ساتھ ایسے بھی تھے۔ کہ خانی کا خطاب رکھتے تھے۔
انکو حسین خان نے جو سنبل سے چلکر اس لڑائی مین شریک ہوا تھا۔ اپنے گھر جانے کی اجازت دی
اور اس نے حسین قلیخان سے کہہ دیا کہ بادشاہ کی اجازت نہین ہے کہ کوئی قیدی مارا جاوے
اس لئے مین نے ان قیدیون کو بادشاہ کے صدقہ مین چھوڑ دیا۔ اُسی روز سعید خان ابراہیم حسین
مرزا کو بادشاہ کے روبرو لایا۔ انہین دنون مین بادشاہ نے حسین قلی خان کو خان جہان کا
خطاب دیا ✦

اس سنہ کے واقعات مین سے ایک یہ ہے۔

ابو الفضل نے اکبر نامہ مین یہ لکھا ہے کہ راجہ جے چند راجہ نگر کوٹ بادشاہ کی خدمت مین تھا

سنہ ۱۸ / ۱۷۶ [illegible]

سو آدمی زندہ فرخ خان کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے۔ مرزا ابراہیم خان تین سو آدمیون
کو ساتھ لیکر چلا۔ اور راہ مین جو قصبات آئے۔ انکو لوٹتا مارتا جمنا گنگا سے پار اُترکر پرگنہ
سرکار سنبل اعظم پور میں جو اسکی جاگیر مین تھا آیا۔ اوسکو یقین تھا کہ سرکار سنبل اور اس کا قلعہ
مثل کوہ کمایون جس کی خندق دریاء گنگ ہے ہاتھ آجائین گے۔ اور بہت جمعیت اس
پاس جمع ہوجائیگی۔ مگر یہ صورت نہ ہوئی۔ حسین خان جو میں قاسم خان کانٹ گولہ کے
جاگیردار اسکے رفع کرنے کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ چھہ روز یہان رہ کر پنجاب کی طرف
بھاگا۔ قصبہ پانی پت اور کرنال کو کہ سر راہ تھے غارت کرتا ہوا آگے چلا۔ راہ مین اوباش
واقعہ طلب بہت اس کے ساتھ ہوئے اور خلق خدا کو آزار پہنچانے لگے مرزا دیپالپور
مین آیا۔ تو اس نے سُنا کہ نگرکوٹ کے فتح مین جو امرا اور لشکر مصروف تھا وہ اس کے پیچھے
آتا ہے تو اس نے لاہور کا ارادہ ترک کیا۔ اور ملتان کی طرف چلا۔ جب لشکر شاہی تنبہ
کے قریب آیا۔ تو معلوم ہوا کہ مرزا کل اس قصبہ مین آیا تھا۔ اور آج مقیم ہے۔ ترتیب افواج مین
افسران سپاہ مشغول ہوئے حسین قلی خان و اسمٰعیل قلی خان اور ایک اور جماعت قول بنی۔
محب علیخان و مرزا یوسف خان برانغار مین مقرر ہوئے۔ حزم خان و دولت خان مہدی
و شاہ غازی خان تبریزی جرانغار مین قرار پائے۔ جعفر خان۔ فتو۔ اور بعض اور دلاور
ہراول مقرر ہوئے۔ اس طرح انتظام کرکے روان ہوئے۔ اس روز ابراہیم حسین مرزا کچھ
آدمیون کے ساتھ شکار کو گیا ہوا تھا۔ مسعود مرزا نے جب لشکر شاہی کے آنے کا حال سُنا تو
خود جنگ کے لئے مستعد ہوا اور سپاہ کو بلایا اور فوج کے قریب گیا۔ اور لڑائی مین مشغول ہوا
مگر وہ گرفتار ہوگیا۔ اور بہت آدمی اوسکے مارے گئے۔ ابراہیم مرزا بہت تنگ ہوکر کے
بھاگا اور ملتان کے قریب آیا۔ بلوچون نے اسکی راہ روکی۔ دریاء گارا سے جو اس دیار
کا نام ہے جو بیاس اور ستلج کے ملنے سے بنتا ہے اُترنا چاہتا تھا۔ مگر رات تھی کشتیان
نہ تھین اوسکے کنارہ پر سو رہا۔ قوم جھیل نے جو مچھلیان بیچا کرتے تھے۔ اس پر شب خون مارا
مرزا کے ساتھ آدمی بعض مجروح و بعض مغلوب بے حال تھے وہ اس گروہ کو ہلے کر اُٹھ

دیکھا کہ وہ قلعہ کا سرکوب ہو سکتا تھا۔ اس پہاڑ پر نہایت مشقت سے توپین چڑھائین
اور وہان سے انہین قلعہ پر چلایا۔ گولون سو قلعہ کی عمارات شق ہونی شروع ہوئین اور
بہت سے آدمی اس کی دیوار کے نیچے دب کر مر گئے۔ اور قلعہ مین بڑی کھلبلی پڑی۔ جب عصر کا
وقت آیا تو حسین قلیخان اپنے خیمہ مین آیا۔ اور مورچے پر لشکر کو چھوڑ آیا۔ تو لوٹ
سے راجپوت جو قلعہ کے اندر تھے رات کو سب بھاگ گئے۔ جب صبح کو حسین قلیخان کو خبر
ہوئی تو وہ ڈنکہ بجاتا ہوا قلعہ کے اندر گیا۔ اور راجہ گوالیار کو یہ قلعہ دیدیا۔ جو اس کے باپ
دادا کا وہ تھا۔ مگر یہان اپنا تھانہ بھی مقرر کیا۔

اب حسین قلیخان آگے چلا تو ایک جنگلستان ایسا آیا کہ درختون کی کثرت سے وہان ہوا
کا گذر نا مشکل تھا۔ ایک گروہ جنگل کو کاٹ کر راستہ بناتا تھا تو لشکر چلتا تھا متواتر
کوچ کرکے اول رجب ۹۸۰ھ کو راجہ رامچندر کے باغ چوگان مین کہ نگرکوٹ کے تلے ہے پہنچے
پہنچا۔ لشکریون نے اپنے زور بازو و شجاعت سے پہلے ہی حملہ مین حصار بھول کو جو مہا مائی
کا مندر تھا لے لیا۔ یہان سوا پجاریون کے اور کوئی نہین رہ سکتا تھا۔ راجپوتان کی
ایک جماعت جنہون نے اپنا مرنا ٹھان لیا تھا خوب بہادری سے لڑی اور مری۔ وہ
برہمن جو ایک لمحہ اس بتخانہ سے جدا نہ ہوتے تھے اور چند سال سے اسکی خدمت کرتے تھے
انہون نے بھی لڑکر اپنی جان اس پر سے قربان کی۔ اس ہنگامہ فساد مین بت خانہ کو
دار الامن سمجھکر ہندوؤن کی دو سو کالی گائین چلی آئی تھین بعض سادہ لوح ترکون نے ان کو
ایسے وقت مین کہ تیر و تفنگ مینہ کی بوندیون کی طرح برس رہے تھے ذبح کیا اور انکے
خون کو اپنے موزون مین بھر کر بتخانہ کی دیوارون اور چھتون پر پھینکا۔ نگرکوٹ کا
شہر بند بیرونی ان کے قبضہ مین آگیا۔ انکی عمارات کو ڈھاکر لشکر کے اترنے کے لئے
میدان صاف کیا۔ پھر قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوئے۔ ساباط و سرکوب تیار کئے
چند بھاری توپین اس پہاڑ پر کہ قلعہ کے محاذی تھا چڑھائین۔ ہر روز چند توپین قلعہ اور
راجہ کے مکانات پر ماری جاتین۔ اتفاقاً ایک دن کارفرمائے توپ خانہ نے اس

اس نے اپنی تال اندیشی سے اپنے خرد سال بیٹے ہری چند کو راجہ گوبند چند جسوال کے حوالہ کیا تھا۔ اس زمانہ مین گوبند چند نے قلعہ مین آخر لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا۔ مگر تاریخ بدایونی مین اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا + پادشاہ کو ایام طفلی سے کل اصناف ہنود کی طرف رغبت دلی تھی۔ خاص کر برہمنون اور کبیون (شاعرون) کی طرف ایک برہمن کبی برہمداس نامی کالپی کا رہنے والا ہنود کی مداحی مین نامور۔ فہم و ادراک مین بلند پایہ پادشاہ کا ملازم ہوا۔ پادشاہ کی ہمزبانی سے اس نے مزاج مین دخل پیدا کیا۔ روز بروز اس کی تربیت سے منصب عالی پر پہنچا۔ شرف ندیمی سے مشرف ہوا۔ اول کب رائے (ملک الشعرا) کا خطاب ہوا۔ بعد ازان راجہ بیربر (یعنی بہادر نامور) کا خطاب ملا - راجہ جے چند حاکم نگرکوٹ سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا۔ جے چند کو مقید کیا۔ اور ولایت نگرکوٹ راجہ بیربر کو جاگیر مین عنایت کی۔ اور حسین قلیخان کو حکم ہوا کہ مرزا یوسف خان و جعفر خان و فتح خان چناری و مبارک خان گکھر و غازی خان اور امرائے پنجاب کو لیکر ہری چند سے نگرکوٹ لیکر راجہ بیربل کو دلا دی۔ راجہ بیربر لاہور مین آیا۔ حسین قلیخان مع اور امراء پنجاب کے نگرکوٹ پر متوجہ ہوا۔ جب یہ سپاہ دہری کے قریب پہنچی تو یہان کا ناظم چھوٹو نام جو جے چند کا رشتہ دار تھا اور اپنی قلعہ کی استواری پر مغرور تھا۔ خود تو ایک گوشہ مین چھپ گیا۔ اور اسنے وکلاء کو پیشکش دیکر بھیجا اور عرض کیا کہ مین خوف کے سبب سے خدمت مین حاضر نہین ہوا۔ مگر راہداری کا کفیل ہون۔ حسین قلیخان نے وکلاء کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ اور ایک قریہ مین کہ سر راہ تھا اپنا تھانہ مقرر کیا اور آگے چلا +

جب قلعہ کوٹلہ مین پہنچا تو یہان مقام کیا۔ یہ قلعہ بہت بلند ہے۔ وہ پہلے گوالیار (پہاڑون مین ہی) کے راجہ رامچند سے متعلق تھا۔ مگر راجہ دھرم چند اور راجہ جے چند نے بزور اسسے چھین لیا تھا۔ راجہ جے چند کی طرف وہان جو افسر محافظ مقرر تھے انہون نے اس لشکر پر کہ لوٹنے گیا تھا تیر و تفنگ چلائے .... جب حسین قلیخان خان جہان نے یہ حال سنا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اطراف قلعہ کو ملاحظہ کرنے گیا۔ قلعہ کے محاذی اس نے ایک پہاڑ

نثار کیا گیا۔ سکہ جاری کیا گیا۔ اس لئے ملا حسین قتلیخان یہان سے روانہ ہوا +
بہت سے کام ایسے ہوتے ہین جو تنگدل حسد اندوزون کے لئے سرمایہ خوشدلی اور پراگندہ خاطر نفاق اندیشون کے واسطے باعث نشاط۔ مگر حقیقت مین وہ افزائش اقبال شاہنشاہی کی مقدمہ اور آمال و امانی کی کنجی اور فتنہ فساد کے دروازہ کا قفل اور مواد اخلاص کی افزونی اور اہل نفاق کے لئے خمیر مایہ ہلاکت ہوتے ہین +

بادشاہ کا دوبارہ گجرات جانا اور فتح و نصرت کے ساتھ مراجعت کرنا ۹۸۱ھ

اسی قبیل سے گجرات مین شورشون کا برپا ہونا اور بادشاہ کا انکے مٹانے کے لئے جانا تھا۔ جس کی شرح یہ ہے کہ جب بادشاہ خان اعظم کوکہ کو گجرات کے سب اختیارات دیکر دارالخلافہ کو روانہ ہوا تو خان نے دیکھا کہ ایدر کی حدود مین رای نراین یہان کے زمیندار کے شیر خان فولادی کے بیٹون کے ساتھ اختیار الملک متفق ہو کر فساد برپا کر رہا ہے تو اس نے مہمات ملکی مین تاخیر کو مناسب نہ سمجھا۔ وہ احمد آباد نہ گیا اور ایدر کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا مقیم اس نواح مین جاگیردار تھا وہ فتنہ اندوزون کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ خان سے آن ملا۔
خان اعظم اس گروہ کے استیصال مین مصروف تھا کہ محمد حسین مرزا نے تازہ فتنہ برپا کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ محمد حسین مرزا کو دولت آباد دکن کی حدود کی طرف سے خبر پہنچی کہ سورت سے بادشاہ اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ تو اس نے سورت کے لے لینے کا ارادہ کیا اور اس کے حدود مین آکر شورش برپا کی۔ مگر قلیج خان نے اپنے قلعہ کو لڑائی کے لئے تیار کیا تو مرزا نے اس کے لینے کا منصوبہ چھوڑ دیا۔ بروج مین آیا اور قطب الدین خان کے ملازمون سے [illegible] لے لیا۔ اور وہان سے کھنبایت مین آیا حسن خان یہان کا شقدار اس سے مقابلہ نہین کر سکتا تھا وہ بھاگ کر احمد آباد چلا گیا۔ مرزا کو بے جنگ کھنبایت ہاتھ آگیا۔ خان اعظم نے سید حامد و سید بہاؤالدین و شیخ محمد بوکھیری کو قطب الدین خان کی مدد کو بھیجا۔ ان لوگون مین اختیار الملک و وہ جماعت کہ پہاڑون کی تنگنا ے مین چلے گئے تھے باہر آگئے۔
خان اعظم نے ایک مستحکم جا اپنی پناہ گاہ بنائی تھی۔ مخالفون کا گروہ اس پر دست اندازی نہین کر سکتا تھا۔ اب اس گروہ نے یہ ارادہ کیا کہ احمد آباد پر چڑھے۔ اگر

مکان پر توپ لگائی جسکو تحکم سمجھکر راجہ وہان کھانا کھانے آیا تھا۔ اسّی آدمیون کے قریب
اس مکان پر دب کر رہ گیے۔ انمین سے ایک بھوج دیو ولد راجہ بجتل راجہ مؤ تھا۔ اوائل
شوال سنہ ۹۶۰ھ مین خطوط سے معلوم ہوا کہ مرزا ابراہیم نے ملک مین شورش برپا کی ہے اسلئے
بعض امراء کی یہ صلاح ہوئی کہ قلعہ کا صلح سے معاملہ طے کرکے اس کوہستان سے نکل کر مرزا
کی شورافزائی کا علاج پہلے اس کے آنے سے کرنا چاہیے۔ بعض میرون کی یہ رای تھی کہ
بہت محنت اٹھاکر قلعہ کا کام اختتام کے قریب پہنچا ہے صلح نہین کرنی چاہیئے۔ امراء نے کہا
کہ اس قلعہ کے لینے اور نہ لینے کے ضرر و نفع کی مقدار معلوم۔ مگر مرزا کی فتنہ افزائی کا
ایک سانحہ عظیم ہے۔ خان جہان نے کہا کہ مین صلح اس شرط سے کرتا ہون کہ ہر ایک اہل مجلس
صورت مجلس کو لکھکر اپنی مہر کردے۔ اگر اس محاصرہ کا اٹھا دینا بادشاہ کی مرضی کے
خلاف ہو تو ہر ایک جوابدہی اپنی آپ کرے۔ امراء نے خط لکھ دیئے اور صلح ان شرائط
پر ٹھیری۔ جس سے راجہ بہت خوش ہوا اول راجہ اپنی لڑکی بادشاہ سے بیاہنے کے لئے
بھیجدے۔ دوم پیشکش لائق تیار کرے۔ سوم اپنے معتبر آدمی جیسے فرزند و خویش ہین ہماری
جمع خاطر کے لئے ہمراہ کرے کہ اگر شہریار کو یہ صلح نہ پسند ہو تو جب تک وہ قلعہ حوالہ کرے
یہ آدمی گرو (اول) مین رہین چہارم یہ ولایت راجہ بیربر کو ملی ہے بہت سے مبلغ اسکو
دے۔ راجہ نے چارون شرطون کو قبول کرلیا۔ خان جہان نے پانچوین یہ شرط
پیش کی۔ راجہ گوپی چند آکر ملاقات کرے۔ راجہ کی تسلی کے واسطے مرزا یوسف خان کو
قلعہ کے اندر بھیجا کہ وہ راجہ کے آنے تک وہین رہے۔ راجہ انکے ساتھ چلا آیا۔ خان جہان نے
راجہ کو رخصت کیا۔ مگر راجہ نے کہا کہ اب تم غنیم سے لڑنے جاتے ہو مین تمہارے لشکر کے ساتھ
چلتا ہون۔ طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ اہل قلعہ نے پانچ من سونا بوزن اکبرشاہی اور
اجناس قماش بادشاہ کی پیشکش کے لئے دے + راجہ جے چند کے محل کے سامنے ایک
مسجد (بیش طاق) بنایا گیا روز جمعہ اواسط شوال سنہ ۹۸۰ھ مین ممبر پر حافظ محمد باقر نے
بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ خطیب نے بادشاہ کا نام جتنی دفعہ لیا اس کے سر پر سونا

ساتھ سرراہ حاضر ہون - شجاعت خان - راجہ بھگونت سنگہ - سید محمود بارھہ - رائے رائے سنگہ کو پہلے سے روانہ کیا - مگر زبان سے یہ فرمایا کہ ہم سے پہلے سرکار پر کوئی نہین پہنچے گا - دہلی کی حراست راجہ ٹوڈرمل اور امیرون کو سپرد کرکے ۲۸ ربیع الآخر سنہ ۹۸۱ کو سوار ہوا - تین چار سو جان نثار اور نامی سردار اور منصب دار اس کے ساتھ تھے - سانڈھنیون پر بیٹھکر کوتل گھوڑا لگا نہ دن دیکھا نہ رات - جنگل اور پہاڑ کاٹ ساڑھے چار سو میل سفر کو نو دن مین ختم کیا جسکو قافلہ دو تین ماہ مین طے کرتا ہے - بادشاہ کبھی گھوڑی پر کبھی سانڈھنی پر سوار ہوتا - کبھی گاڑی مین بیٹھتا - گاڑیبان سے وہ کہہ دیتا کہ خواہ کیسا ہی تجھ کو آہستہ روی کے لئے لوگ کہین - مگر تو کچہہ نہ سنتا ---- اپنے آرام کی فکر اس سفر مین وہ نہین کرتا تھا - راہ مین جالور کی نواح مین ایک کاروان سے گھوڑے خرید کر بہت سے لشکر کو شائستہ طور پر مرتب کیا - راہ مین لشکر اس کے ساتھ جابجا سے ہوتا گیا یہان سے خود سو سوار لے کر چلا - جب وہ موضع مالینہ مین پہنچا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہان قلعہ کو مستحکم کرکے جنگ کے لئے تیار ہین - بادشاہ نے اپنے لشکر کو بھیجکر ان شخصون کو بھگایا اور مارا وہ قلعہ مین داخل ہوئے - بادشاہ نے محقر قلعہ کو اس لائق نہ جانا کہ خود اوس پر متوجہ ہوتا بعد ازان مرزا یوسف خان اور قاسم خان لشکر لئے آتے تھے - اُنکو دیکھکر اہل قلعہ بھاگ گئے - قلعہ فتح ہو گیا - بادشاہ جب احمد آباد سے تین کوس پر پہنچا تو - آصف خان کو احمد آباد مین بھیجکر سب امراء کو بلایا -

جب بادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو یہ واقعہ عجیب پیش آیا کہ بادشاہ نے خود جیبہ (زرہ و بکتر) پہنا اور اپنے خاص ملازمین کو جیبہ تقسیم کر رہا تھا کہ جیمل پسر روپسی کو دیکھا کہ وہ باپ کا جیبہ ایسا بھاری پہنے ہوئے کھڑا ہے کہ اُس کے بوجھ سے دبا جاتا ہے بادشاہ نے دیا کرکے اُسکو خاص اپنا ہلکا پھلکا زرہ بکتر جیبہ خانہ سے منگا کر عنایت کیا اور اسکا بھاری زرہ بکتر بال دیو کے پوتے کرن کو دیدیا اس پاس جیبہ نہ تھا جب روپسی جیمل کے پاس گیا تو اُس نے اپنی زرہ بکتر کو . . . .

بادشاہ کی خوش اخلاقی -

اگر اعظم خان ابھی پناہ گاہ سے باہر نکلے تو اس سے لڑئیے نہین احمد آباد پر قبضہ کیجئے۔ جب خان اعظم کو ان مخالفون کی احمد آباد کی طرف جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ جلدی سے اس شہر مین آگیا۔ اسی رات کو محمد حسین مرزا کو کھنبایت مین شکست ہوئی تو خان اعظم کے لشکر سے دور دور جاکر اختیار الملک و پسران شیر خان فولادی سے مرزا ملا۔ اس شکست کا حال یہ ہے کہ خان اعظم کے ملازمون اور قطب الدین خان و سید حامد بخاری اور نورنگ خان سے جو کھنبایت مین پہنچے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس کم آدمی تھے مگر بہت ہاتھ پاؤن مارے اور شکست پائی۔ سید بہاؤ الدین مارا گیا۔ امراء نے اس فتح کو غنیمت جانا۔ اسکا تعاقب نہین کیا۔

خان اعظم نے احمد آباد مین آکر اسکے مداخل و مخارج کو مستحکم کیا۔ چند روز بعد مخالف بھی احمد آباد مین آئے۔ دونون مین روز لڑائیان شروع ہوئین۔ اگرچہ پادشاہی لشکر اس قدر تھا کہ اگر وہ صف آرا ہوتا تو فتح کرتا۔ مگر خان اعظم کو اپنے ملازمون اور قطب خان پر اعتماد نہ تھا۔ اس لئے وہ اس کام مین مبادرت نہین کرتا تھا۔ پادشاہ کی نصیحت اوسکو یاد تھی کہ اگر مخالف جمع ہوکر ہنگامہ شورش گرم کرین تو جنگ مین نہایت حزم و احتیاط چاہیئے۔ ایک دن . . قوصل بیگ خان نکل کر مخالفون سے لڑا اور زخمی ہوا جس سے وہ مرگیا اور سلطان خواجہ گھوڑے سے گرکر خندق مین جا پڑا۔ اسکو رسیون سے نکالا۔ سب کی یہ رای ہوئی کہ ان مخالفون سے لڑنا نہین چاہیئے۔ خان اعظم نے ایک عرضداشت تمام حال کی لکھ کر سلطان خواجہ کے ہاتھ پادشاہ پاس بھیجی۔ پادشاہ کو اس عرضداشت سے جب سارا حال معلوم ہوا تو ارادہ ہوا کہ ایلغار کرکے وہان جاے۔ لشکر شاہی ابھی ایک برس لڑ کر گجرات سے آیا تھا اس نے اپنی جاگیرون سے روپیہ نہین وصول کیا تھا۔ اس لئے پادشاہ نے خزانہ شاہی سے روپیہ انکو دیدیا اور بہت سا لشکر کا سامان تیار کیا۔ پادشاہ جانتا تھا کہ سارا لشکر بھیر بنگاہ سمیت جلد نہین جا سکتا۔ اس لئے اس نے دو ہزار کارآزمودہ منچلے بہادر چنے جنا بے دلاور سپاہی ساتھ لئے اور راستہ کے حاکمون کو حکم بھیجا کہ جتنی کوتل سلطانی ہون تیار رکھے اپنی انتخابی فوج کے

رہبری کر۔ محمد حسین مرزا نے کہا کہ اے برادر تو مجھے ڈراتا ہے اور اپنی طرف سے باتین بناتا ہے۔ چودھوان دن ہے کہ میرے جاسوسون نے ایک خبر دی ہے کہ پادشاہ فتحپور مین ہی۔ اس پر سبحان خان نے قہقہہ مارا۔ مرزا نے کہا کہ اگر تو سچ کہتا ہے شہنشاہ یہان آیا ہے تو اسکے نشان کے ہاتھی کہان ہین جو اسکے ساتھ رہتے ہین۔ سبحان خان نے اسکا جواب دیا کہ بادشاہ کو نوان دن ہے کہ فتحپور سے چلا ہے۔ ہاتھیون کو کیا ہاتھ پر اٹھالاتا ہے تو مرزا کو یقین بادشاہ کے آنے کا ہوا اور وہ اپنے لشکر مین ڈرا گیا اور تسویہ صفوف مین مصروف ہوا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ غنیم اسکے آنے سے بے خبر تھا۔ تو اپنی مردانگی اور فتوت کے سبب لڑائی مین اتنا توقف کیا کہ اسکو خبر ہو جائے۔ نقارہ بجا کر اپنے آنے کی اسکو اطلاع کی کہ قراول خبر لائے کہ غنیم جبہ پوشی وصف آرائی کر رہا ہے۔ حکم شاہی صادر ہوا کہ دریا سے عبور ہو۔ ہر چند امراء نے سمجھایا کہ خان کلان کے لشکر کو آنے دیجئے۔ مگر اس نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈال دیا۔ دریا پایاب تھا لشکر اتر گیا۔

مرزا نے ولی خان پسر جھجھار خان حبشی کو دست راست کی فوج کا سردار بنایا اور حبشیون اور گجراتیون کی ایک جماعت اسکے ساتھ کی محمد خان پسر شیر خان فولادی کو افغانون کی انبوہ کے ساتھ دست چپ سپرد کیا۔ شاہ مرزا بہت سے بدخشی وماورالنہری کہ جنکے خود استخوان حرام نمکی سے پرورش پائے تھے اپنی ہمراہ لیئے اور بادشاہ سے لڑنے کو تیار ہوا۔ بیس ہزار سپاہ کی رعیت اس کے ساتھ تھی۔ پادشاہ دریا سے ایک کوس پر بلندی پر بیٹھا لشکر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ کہ آصف خان نے آکر عرض کی۔ مرزا کو کہ حضور کے آنے کی خبر نہین ہوئی۔ جب کوئی حضور کی تشریف آوری کی خبر دیتا تھا تو اسکو وہ ۔۔۔

میر ابو تراب اور تمام دولتخواہون کے لطائف الحیل سمجھتا تھا جب اس کو قسمین دیکر خاطر نشان کیا کہ حضور تشریف لے آئے ہین تو اب وہ لشکر گجرات کو آراستہ کر کے آنے پر مستعد ہوا ہے۔ ابھی اس نے اپنی سرگذشت پوری نہین کی تھی کہ غنیم کا لشکر درختون مین سے نمودار ہوا۔ ہراول پادشاہی لڑنے گیا۔ مگر شکست پاکر الٹا چلا آیا۔ پادشاہ نے راجہ

... پوچھا کہ کیا ہوا تو اُس نے تمام حال عرض کیا۔ روپسی اور مال دیو کے خاندان مین قدیم سے عداوت چلی آتی تھی۔ اس لئے وہ ایسا خفا ہوا کہ اس نے پادشاہ پاس آدمی بھیجکر زرہ بکتر اپنا منگایا۔ اس گستاخی پر پادشاہ خفا نہین ہوا۔ بلکہ نہایت خوش اخلاقی سے جواب دیا کہ زرہ بکتر کے عوض مین ہمنے اپنا خاص زرہ بکتر دیدیا ہے۔ یہ جواب سنکر روپسی نے اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور کہا کہ اب ہم بغیر زرہ بکتر کے لڑینگے۔ پادشاہ نے اس معاملہ نافہم کو بجائے تادیب کرنے کے خود اپنا زرہ بکتر اُتار کر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ مجکو یہ گوارا نہین کہ میرے سردار مجھہ سے زیادہ جان جوکھون مین پڑین۔ یہ مردمی نہین ہے کہ مین مسلح ہون اور وہ بے سلاح ہون۔ پیچھے پادشاہ سے روپسی کی طرف سے معذرت ہوئی کہ اس نے بھنگ کے نشہ مین یہ حرکت کی ہے۔ پادشاہ نے اسکی معذرت قبول کرلی

پادشاہ کا خود احمد آباد مین آنا اور محمد حسین مرزا پر فتح پانا سنہ ۹۸۱

پادشاہ نے ۵ جمادی الاول سنہ ۹۸۱ کو لڑائی مین فیروزی پائی جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب پادشاہ کا لشکر غنیم کے قریب آیا تو غنیم سامنے نہ آیا۔ بعض مقربین پادشاہ نے عرض کیا کہ شبخون مارنا چاہیئے پادشاہ نے کہا کہ اس مین خدعہ ہے ؎ شب خون بود پیشۂ بیدلان ازین ننگ دارند خیل یلان ٭ پادشاہ نے نقارۂ جنگ بجایا۔ مخالفون کو اپنی کثرت پر غرور تھا محاصرہ تنگ کر رکھا تھا اور شیر خان فولادی کے آنے کے منتظر تھے۔ جب پادشاہ کا لشکر سابرمتی کی ندی پر آیا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ فوج آئین کے ساتھہ مرتب ہوکر دریا کو عبور کرے۔ امراء لشکر گجرات کے منتظر تھے کہ اس اثنا مین تین سو سوار گجراتیون کے جو مقام سرکیچ سے پھرے تھے نمایان ہوئے۔ پادشاہ نے اپنے بندوقچیون کو حکم ان سے لڑنے کا دیا سوار بھاگ کر اپنے مورچل مین چلے گئے۔ جب پادشاہ کے نقارہ اور کرنا کا آوازہ دشمن کے لشکر کے کان مین پہنچا تو محمد حسین مرزا سراسیمہ ہوکر برسم قراولی آیا سبحان قلی ترک اور کئی اور بہادر اس دریا کے کنارہ پر کھڑے مخالف کا تفحص حال کر رہے تھے۔ مرزا نے یہ آواز لینا اس فوج کا حال استفسار کیا سبحان قلی نے مرزا کے ڈرانے کو جواب دیا۔ ای بے خبر تجھہ خبر نہین کہ یہ شاہی لشکر ہے اور یہ لشکر شہنشاہ ہے۔ کیا کھڑا پوچھتا ہے جا اپنی جماعت کو

اندر پہنچ گیا۔ جب اس کو کھینچا تو سنان اس کی ٹوٹ گئی کہ دوسرے آدمی نے آن کر پادشاہ کی ران مین تلوار ماری مگر پادشاہ بچ گیا۔ ایک اور آدمی نے آخر نیزہ مارا۔ مگر جیبیا گوجر نے برچھہ سے اُسکو مار ڈالا۔ اُسی وقت قول پادشاہی دردمند ہوکر پادشاہ سے نزدیک ہوئی۔ اس فوج مین میر بدخشی نے اپنی بدذاتی و بیخردی سے پادشاہ کی خبر ناخوش اُڑا دی تھی۔ پادشاہ نے جب اس قول کی فوج مین جاکر اپنی آواز اُسکو سُنائی تو اُسکی جان مین جان آئی۔ اور دشمن کے دفعہ کرنے مین وہ متوجہ ہوئی۔ سید محمود خان بارہا اور رای رائے سنگہ و فرحت خان قول سے جدا ہوکر لڑے اور فتح پائی۔ پادشاہ آہستہ آہستہ احمد آباد کی طرف جاتا تھا اور مرزا کوکہ اور لشکر گجرات کے دیر لگانے کا سبب پوچھتا تھا کہ مغل کلاوت نے آخر کہا کہ سیف خان کوکلتاش مارا گیا۔ پادشاہ اسکے مرنے کے افسوس مین تھا کہ مژدۂ فتح پہنچا کہ محمد حسین مرزا گرفتار ہوا۔ قول شاہی سے لڑنے مین اسکے چہرہ پر زخم لگا تھا وہ بھاگا جاتا تھا کہ گھوڑا اُسکا ببولون کے کانٹو سے گرا۔ گدا علی جو یکہ پادشاہی تھا وہ اس پاس گیا اس سے کہا کہ تو آ مین تجھے بچا لونگا۔ اس نے قبول کیا۔ اس کو اپنے آگے گھوڑے پر بٹھاکر پادشاہ پاس لے چلا۔ خان کلان کا ملازم ساتھ ہولیا۔ جب وہ حضور والا مین آیا تو دونو مین سے ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے مرزا کو پکڑا ہے۔ پادشاہ نے مرزا سے پوچھا کہ تم بتاؤ کس نے تم کو پکڑا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے کسی نے نہین پکڑا۔ حضور کے نمک نے گرفتار کیا ہے۔ پادشاہ نے مرزا کے ہاتھ جو پیچھے بندھے ہوئے تھے کھلوا کر رای سنگہ درباری کے حوالہ کئے۔ شاہ مدد کوکہ مرزا کا کوکہ تھا پادشاہ کے روبرو لائے اسکو پادشاہ نے اپنے نیزہ سے مار ڈالا اسنے سرنال کی لڑائی مین بھوپت برادر راجہ بھگونت داس کو مارا تھا +

محمد حسین مرزا نے مان سنگہ درباری سے پانی مانگا۔ فرحت خان چیلہ اُس کے سر پر دو ہتڑ ماری کہ ایسے شورانگیز بدخواہ دولت کو پانی پلانا کس آئین مین درست ہی۔ پادشاہ نے جب ان کا شور سنا تو فرحت خان پر اعتراض کیا اور آب خاصہ طلب کرکے اسکو پلا کر اپنی عنایت سے سیراب کیا۔ ابر رحمت برسایا۔ برق مہربانی چمکائی۔ حوصلہ کار و تربا زردکھایا۔ قدردانی کی

بھگونت داس سے کہا کہ اگرچہ غنیم کا لشکر بظاہر بہت ہے مگر عنایت ایزدی ہمارے ساتھ زیادہ ہے۔ آؤ ہم تم یک دل و یک روے و یک راہ ہو کر اُس فوج سے چلکر لڑیں۔ جس لشکر کی بیرقیں سرخ ہیں وہ محمد حسین مرزا کا لشکر ہے اگر اسکا کام تمام کر دیا تو بیڑا پار ہے۔ محمد حسین مرزا اپنے لشکر میں سب سے آگے بڑھ کر آتا تھا۔ شاہ قلی خان محرم و حسین خان نے عرض کیا کہ تاخت کا وقت ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ عقل دوربین معاملہ دان ہمیشہ واعظ و نگہبان و کار فرمائے آدمی زادی ہے۔ ابھی یہ دور کا ہے اور ہم بظاہر کم ہیں دور جا کر تاخت اور آویزش کرنے میں جمعیت لشکر میں پراگندگی ہو گی اور کوئی شائستہ کام نہیں ہو گا۔ جوہر مردانگی ظاہر نہ ہو گا اور مسلک احتیاط ہاتھ سے جائیگا مثال سے اسکی توضیح کی کہ ہاتھ کی انگلیوں کو باندھ کر گھونسہ ماریئے تو وہ زیادہ اثر کریگا اور کارگر ہو گا بنسبت اسکے کہ پانچوں انگلیوں کو کھول کر ماریئے۔ وہ دانستہ آہستہ آہستہ پُردلی و مردانگی سے خراماں خراماں چلا۔ اپنے لشکر کو مدارج خرد سکھاتا۔ مراتب دلیری بتلاتا۔ جس سے وہ یک دل سے ہزار دل ہوتے انکا اخلاص بڑھتا۔ معاملہ دانی رونق پاتی۔ بادشاہ کی فوج دشمن کے نزدیک ہوئی۔ مگر اس میں نظم و نسق نہ رہا۔ برانغار کی فوج شکست پا کر الٹی پھری۔ جب مخالف بہت نزدیک ہوا تو اسپر تاخت کی۔ اللہ اکبر کے غلغلہ کا اور سورن کے زمزمہ کا شور ہوا چپقلش عظیم ہوئی۔ ایک دو تلواروں کے ہاتھوں کی رد و بدل میں بادشاہ کے دست راست کی فوج کو غنیم نے پسپا کیا۔ محمد حسین مرزا نے بادشاہ کی جانب چپ کی سپاہ کو مار ہٹایا۔ وہ یہ جانکر کہ کھیت میرے ہاتھ آیا کچھ آگے گیا تھا کہ بادشاہ کی فوج قول نے مرزا کے جرانغار و برانغار کو مار کر تباہ کر دیا جسکی تفصیل آگے ہوتی ہے۔ مانسنگھ درباری اور رگھو داس کچھواہہ و محمد وفا و کرن نبیرہ مالدیو نے بڑی بڑی جوانمردیاں کیں۔ راگھو داس کی جان گئی اور محمد وفا زخمی ہوا۔ اس زد و خورد میں ایک جوان مرد نے بادشاہ پر شمشیر کا ہاتھ چلایا جو اوسکے گھوڑے پر پڑا جس سے وہ چیراغ پا ہوا۔ مگر اس شہسوار شہریار نے گھوڑے کو سنبھال کر شمشیر زن کو برچھہ مارا کہ اسکے

پا پچھو بھاگ نکل گئے۔ غرض ان مرزاؤن کا حال یہ ہوا کہ ابراہیم حسین مرزا تو سعید خان کی قید مین ہلاک ہوا محمد حسین مرزا اس لڑائی مین تلوار سے قتل ہوا۔ شاہ مرزا کہین بھاگ گیا۔ پادشاہ کی طرف سو آدمی مارے گئے جنمین نامور آدمی یہ تھے۔ سیف خان کوکہ۔ سہراب خالہ زاد صادق خان ور راگھو داس و عمر علی جلائر۔

جب پادشاہ کو اختیار الملک سے فراغت ہوئی کچھ دن باقی تھا کہ ایک فوج آراستہ نمودار ہوئی۔ قریب تھا کہ لشکر شاہی سے ایک مٹ بھیڑ ہو کہ شیخ محمود غزنوی نے اطلاع دی کہ مرزا کوکہ کا لشکر آتا ہے۔ پادشاہ اس سے خوش ہوا اور کوکہ مرزا پر ایسی عنایت شفقت کی جیسے کہ باپ بیٹے پر کرتا ہے۔ اختیار الملک کا سر پادشاہ پاس سہراب لایا۔ پادشاہ سجدۂ شکر مین جبہ سا ہوا۔ عبرت عوام کے لئے اس نے باغیون کے سرون کا منار بنایا۔ کوئی لکھتا ہے کہ آخر روز مین پادشاہ احمد آباد مین آیا۔ منازل سلاطین گجرات مین گیا اور فتح نامے تیز رو قاصدون کے ہاتھ چارون طرف روانہ کئے اور اپنے جان نثار مخلصون کو انعام اکرام دیا۔ اپنے دار الخلافہ آگرہ کی طرف مراجعت کا عزم مصمم کیا۔ مرزا کوکہ نے بعض ارباب عمائم اور اصحاب گوشہ نشین کا شکوہ کیا کہ وہ ان فتنہ اندوزون کے ہمراہ تھے انمین سے ایک شیخ وجیہ الدین کہ علم معقول و منقول مین متصف تھے اور آداب قناعت و عزلت و اصلاح نفس مین اشتغال رکھتے تھے۔ انہون نے حرام خورون کا مال اپنے گھر مین بہت کچھ جمع کر رکھا تھا۔ جب شیخ سے پوچھا کہ آپ کو ان امور سے کیا مناسبت تھی۔ مولوی نے عرض کیا کہ آشنائی اور آنکھون کی شرم اسکا سبب ہوئی۔ کہ مین نے اپنے گھرون مین سے ایک گھر انکو دیدیا۔ وہ سچا معلوم ہوتا تھا اس لئے پادشاہ نے چھوڑ دیا۔ میر غیاث الدین کے فرزندون کے گھر مین سو اختیار الملک کے اموال برآمد ہوئے۔ انکو بھی پادشاہ کی دوربینی اور عیب پوشی سے نجات ہوئی۔ شیخ مظفر خویش شیخ عبد النبی کہ صدر گجرات تھے اور رشوت ستانی کے سبب مرزا نے ان کے سر پر جوتیان لگوائین تھین ان کو بھی پادشاہ نے معاف کر دیا بہت مخالفون کو زخمی پادشاہ کے روبرو آئے انکو بھی نجات ہی

آرائش پدید کی۔ جرم بخشی و مجرم نوازی کا رتبہ بلند کیا۔ اپنی والا فطرتی و فتوت و اہلیت مردانگی کی داد دی۔

ابھی بادشاہ پاس کوکہ مرزا نہین آیا تھا کہ بادشاہ آگے بڑھا جاتا تھا۔ اُسنے رای رائسنگہ کو حکم دیا کہ محمد حسین مرزا کو ہاتھی پر ڈال کر ساتھ لے چلو۔ اس وقت اکثر آدمی بادشاہ کے استراحت کے لئے گوشون مین چلے گئے تھے۔ سو آدمیون کے قریب بادشاہ کے پاس تھی کہ سامنے سے ایک فوج نمودار ہوئی جس مین پانچہزار آدمیون سے زیادہ معلوم ہوتے تھے بعض یہ سمجھے کہ فوج گجرات مرزا کوکہ کی ہے۔ بعض نے کہا کہ شاہ مرزا کا لشکر ہے۔ جو محمود آباد کو ابتداء جنگ مین بھاگ گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ اختیار الملک اس لشکر کو لئے چلا آتا ہے۔ بادشاہ کا لشکر اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کے سبب سے ڈرا نقارۂ جنگ کا حکم ہوا۔ مگر نقارچی کے خوف کے مارے ایسے ہوش اڑے ہوئے تھے کہ اوسے بادشاہ کا حکم سنائی نہین دیا۔ برچھے سے ہوشیار کیا گیا۔ تو اوسنے نقارہ پر چوب لگائی شجاعت خان اور راجہ بھگونت سنگہ نے آگے بڑھکر مخالفون پر تیر چلائے۔ اس ہنگامہ مین بادشاہ کے حکم سے محمد حسین مرزا کا سر جدا کیا گیا۔ یہ فوج کہ پر شکوہ معلوم ہوتی تھی جتنی لشکر شاہی کے قریب آتی جاتی تھی۔ پراگندہ ہوتی جاتی تھی۔ اختیار الملک کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر اس سے جدا ہوا کہ مہلکہ سے نکل جائے۔ کہ خار بست زقوم کے صدمہ سے زین سے زمین پر گرا۔ سہراب ترکمان جو بادشاہی رکاب مین تھا۔ اسکے پیچھے جاتا تھا۔ اسکا سر تن سے جدا کیا۔ یہ لشکر احمد آباد کا محاصرہ کر رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ بادشاہ آتا ہے اور محمد حسین مرزا گرفتار ہو گیا ہے تو وہ حواس باختہ ہو کر گریزان ہوا۔ اختیار الملک دو سو آدمیون کے ساتھ بادشاہ کے لشکر کی دست راست کی طرف سے اور فوج کلان فیلان آراستہ کے ساتھ بائین طرف سے بھاگ گئی۔ بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نو دن مین بادشاہ نے وہ کام کیا جو برسون مین ہوتا ہے۔ میدان جنگ مین دشمنون کے بارہ سو آدمی مارے گئے۔ اور زخمی جو ادھر اُدھر بھاگے انمین پانچسو جنگلون مین مر گئے۔ اور

عدالت و نصفت کے موافق بغیر اغراض بشری و دواعی طمع منفعت مقرر کرے اور اسکی نقل بادشاہ پاس بھیجدے کہ متصدیان کارگاہ سلطنت اسکے موافق سپاہ و رعیت کے ساتھ عمل کرین - ۸ جمادی الاخری کو بادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا - تینتالیسواں دن اس آنے جانے مین لگے - بادشاہ کے کارہائے عظیم مین سب سے بڑا کام مہم گجرات کا انصرام دیا سمجھا جاتا ہے سپاہ جو ایدر کی طرف بھیجی گئی تھی اس نے قلعہ بدھ نگر پر قبضہ کیا - ایدر کا زمیندار نراین داس تھا وہ خدمات شائستہ بجالایا پیشکش بادشاہ کے لئے روانہ کی - گوگندہ مین جہان رانا رہتا تھا - اسنے بادشاہ پاس نہ حاضر ہونے کے بہت سے عذر کئے - اور راجہ بھگونت داس کو اپنا شفیع بنایا - اور چھوٹا بیٹا ساتھ کیا - اور عرض کیا کہ مین خود خوف کے مارے نہین حاضر ہوسکتا یہ خوف دور کرکے حاضر ہونگا - کچھہ دنون بعد راجہ ٹوڈرمل جو گجرات کی جمع مقرر کرکے بادشاہ پاس آتا تھا تو اس سے بھی رانا نے یہی عذر پیش کیا - بادشاہ نے مظفر خان کو وکیل سلطنت مقرر کیا - جب اسسے داغ سپاہی کا سخن درمیان آیا تو وہ حقیقت معاملہ پر نہ پہنچا [illegible] بہانے لگا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آقا اور نوکرون مین مخالفتون کا ہونا بادشاہ [illegible] تھا - دون ہمت زر بندہ ملازم جو عقل و اخلاص سے کچھہ فروغ نہین رکھتے - اور [illegible] نقصان مین اپنا فائدہ سمجھتے ہین - بہت بے انصافی و بے تمیزی و قدر ناشناسی [illegible] ہے - اس سبب سے نوکر تھوڑی سی ناملائمی مین بیوفا ہوکر دوسرا صاحب قبول کرلیتا ہے اور تبہ رائی سے اپنی بیوفائی کی برائی پر خیال نہین کرتا - آقا اور سردار بھی مغلوب زر ہوکر جمع مال مین کوشش کرتے ہین - ناموس کی بقا کا خیال نہین کرتے - کچھہ نوکرون کو دیتے ہین اور ناموس کی عوض مین درہم و دینار جمع کرتے ہین اس لئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ معاملہ قانون داغ اور ممالک محروسہ کا خالصہ بنانا - اعیان دولت کا پایہ مقرر کرنا - اور جمعیت و خدمت و اخلاص و بے غرضی و کارطلبی کی رعایت کرنی اور رواتب و وظایف و ادرارات مقرر کرنا یہ سب کام اپنی خرد دوربین سے عدالت کے موافق مقرر کرے اس کا ذکر راجہ ٹوڈرمل سے بھی کیا تو اس نے یہی عرض کیا کہ یہ اندیشہ صواب ہے لیکن

احمد آباد میں پادشاہ اعتماد خان گجراتی کے مکانات میں اترا ہوا تھا کہ شجاعت خان نے منعم خانخانان کی نسبت کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے اور مجلس معلی کا ادب مرعی نہ رکھا اور دولت شاہی کے اس تورہ کا لحاظ نہیں کیا کہ وہ حافظ حدود اور مرتب مراتب ہے اس بے ادب کی تادیب ضرور تھی۔ اس کو قاسم خان کے حوالہ کیا کہ اس کو خانخانان پاس لے جائے۔ اسکا جو جی چاہے وہ اسکا حال کرے۔ قطب الدین خان اور نورنگ خان کو بروج کی طرف بھیجا کہ شاہ مرزا اس طرف بھاگا ہے اسکا علاج کرے۔ راجہ بھگونت داس۔ اور شاہ قلی خان محرم اور شکر خان کو رخصت کیا کہ وہ ایدر کی راہ سے رانا کی ولایت میں جائیں اور ان حدود کے سارے گردن کشون کو تابع بنائیں اور جو سرکشی کرے اسکی تنبیہ و تادیب شائستہ کرکے خواب غفلت سے بیدار کرین۔ شہر پٹن کی حکومت بہادر خان کلان کو عنایت ہوئی۔ دندوقہ و دولقہ اور بعض اور محال وزیر خان کو مرحمت ہوئے ٭

گیارہ روز میں مملکت گجرات کی مہمات سے پادشاہ نے انفراغ پایا یکشنبہ ۱۲ جمادی الاولی سنہ ۹۸۱ھ کو دارالخلافہ کے قصد سے چلا۔ محمود آباد میں اول منزل ہوئی مرزا کوکہ کو رخصت کیا۔ خواجہ غیاث الدین علی قزوینی کو گجرات کی بخشیگری عنایت کی کہ وہ باستصواب مرزا کوکہ کے اپنے کام کو رونق دیا کرے اور آصف خان کا خطاب دیا۔ چار دن بعد جب ست پور میں پادشاہ آیا تو معلوم ہوا کہ راجہ بھگونت داس جو ایدر کی راہ سے بھیجا گیا تھا اس نے قصبہ بڈنگر میں شیر خان فولادی کے غلام راولیا نے قلعہ کو استحکام دیکر لڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ لڑا نہیں۔ جوگیون کے لباس میں قلعہ سے بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہو گیا۔ پادشاہ اجمیر میں آیا اور شرائط زیارت روضہ خواجہ معین کی بجا لایا۔ اور حکم دیا کہ لشکر آہستہ آہستہ چلے اور خود بطور یلغار دارالخلافہ کو روانہ ہوا بکر میں آیا تھا کہ راجہ تودرمل جسکو دارالخلافہ سے بلایا تھا وہ یہان آیا۔ اسکو جمع گجرات کی تحقیقات اور بعض مہمات کی تنقیح کے لئے گجرات روانہ کیا۔ کہ بمقتضاء وفور کاردانی

پادشاہ کا گجرات سے دارالخلافہ کو آنا سنہ ۹۸۱ھ

یہ دیکھ کر کہ خانخانان صلاح جو اور مصالحہ طلب ہی اس سے دوستی پیدا کر لی اور اس طرح افواج شاہی کے صدمات سے اپنے ملک کو ایمن کر لیا۔ اسکے اور منعم خان کے درمیان تحف و ہدایا و رسل و رسائل بھیجے جاتے تھے جس سے رابطہ رسمی کو ہر ایک طرح کا استحکام ہوتا تھا جبوقت کہ پادشاہ قلعہ چتوڑ کی فتح کو روانہ ہوا تو راجہ اڈیسہ و ابراہیم کے استیصال کے درپے سلیمان تھا منعم خانخانان سے اسکو اطمینان نہ تھا۔ اسلئے وہ لودی کے وسیلہ سے سلسلہ یکجہتی کا محرک ہوا کہ اس سے خاطر جمع ہو۔ دوستانہ خط و کتابت کے بعد یہ امر قرار پایا کہ منعم خانخانان اسکی ملاقات کو آئے۔ خانخانان یہ سوچا کہ سلیمان سے ملنے سے ظاہری انتظام ہوجاویگا اگرچہ دورہین خیرخواہ اس اندیشہ ناصواب کے مانع ہوئے۔ مگر وہ سو چنے چنے امیر ہمراہ لیکر پٹنہ چلا۔ راہ ہی مین لودی نے آکر تعظیم و احترام کی رسم کو ادا کیا۔ بعد ازان سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید آیا۔ جب پٹنہ پانچ چھہ کوس رہا تو سلیمان استقبال کو آیا۔ اوّل خانخانان نے سلیمان کو اپنی منزل مین بلا کر جشن کیا۔ دوسرے روز سلیمان نے خانخانان کی مہمانی کی اور منبر پر شہنشاہ اکبر کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ چلایا اور لائق پیشکش دین۔ اسکے اعیان مین سے ایک جماعت نے شورش انگیز ہوکر یہ چاہا کہ منعم خان کو گرفتار کر لیجیئے لیکن لودی نے سمجھایا کہ اُس شہنشاہ کے خانخانان کو گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اُٹھاؤگے۔ جوہر سکین کو تربیت کرکے خانخانان بنا سکتا ہے۔ سوا اس کے ابراہیم شاہ ہمارا مخالف کمین مین بیٹھا ہوا ہے سلیمان نے تو لودی کا کہا مان لیا۔ مگر اور افغان غل مچاتے رہے۔ منعم خان یہ خبر سنکر بلطائف الحیل اپنے لشکر سے جدا ہوا۔ اور لودی کی صلاح سے جریدہ چلا۔ بہت دور جا چکا تھا۔ کہ افغانون کو خبر ہوئی۔ مگر اب وہ کیا کر سکتے تھے ناچار ملائمت اختیار کرنی پڑی۔ بایزید و لودی جریدہ خانخانان کے روبرو آئے۔ اعزاز و اکرام کرکے واپس گئے۔ خانخانان گنگا سے دو تین منزل چلا تھا کہ قلعہ چتوڑ کی فتح کی خبر اس پاس آئی۔ جس سے اولیاء دولت کو تقویت ہوئی۔ اور سلیمان جمعی کے ساتھ بنگالہ مین آیا۔ اور اپنے مہمات کے انصرام مین مشغول ہوا۔ ملک اڈیسہ کو جسمین جگنناتھ کا مندر ہے اوس نے فریب سے لے لیا۔ اور وہان کی

لیکن ظن غالب یہ ہے کہ منعم خان و مظفر خان اس معاملہ پر راضی نہ ہون۔ بادشاہ نے جب
باتیں مظفر خان سے کہین تو ادس نے خود آرائی اور معاملہ نشناسی سے اس آئین کے رواج مین تامل کیا
اسلئے اکبر بادشاہ کی نظر عاطفت سے گر گیا۔ اکبر کا دوسرا بڑا کام یہ تھا کہ اوسنے بنگالہ و بہار کو فتح کیا +

جب مبارز خان عرف شاہ عدلی فرمانروائی و بادشاہی کا مدعی تھا تو تاج خان
کررانی اپنے بھائیون سمیت بہار مین آیا۔ محمد خان حاکم بنگالہ کے عہد مین شورش برپا کرتا رہا
اور بہادر شاہ کے زمانہ مین گریزت و نفاق کو رواج دیتا رہا۔ جب بہادر شاہ اپنی
موت مر گیا۔ اور اسکے بھائی جلال الدین نے بہار و بنگال کی ریاست کا دعوی کیا
تو ان دونو بھائیون تاج خان و جلال الدین مین کبھی مخالفت سے کبھی موافقت سے
بسر ہوتی تھی۔ بہت سے واقعات کے بعد جلال خان مر گیا۔ اور تاج خان ریاست
بنگالہ اور بہار کا مالک ہو گیا اور یہ بھی تھوڑے دنون مین ملک عدم کو روانہ ہوا۔
اسکا چھوٹا بھائی سلیمان کررانی بنگالہ و بہار اور اُس کے حدود پر مستقل حاکم ہوا۔ خانزمان
سے دوستی پیدا کر کے اپنے تئین مستقل کر لیا۔ بے سرے افغان سب اسکے گرد جمع ہو گئے
اُس نے خزانے اور ہاتھی بہت سے جمع کئے۔ جب خان زمان اپنی بدافعالی کی سزا
مین گرفتار ہوا اور شہنشاہ اکبر نے منعم خان خانخانان کو جونپور اور اوسکے نواح
کی حکومت حوالہ کی جسکا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ زمانیہ جسکو خان زمان نے آباد
کیا تھا اُس مین خان زمان کی طرف سے اسد اللہ خان حاکم تھا۔ جب خانزمان
مر گیا تو اسد اللہ خان نے سلیمان پاس آدمی بھیجکر ایک حاکم طلب کیا کہ زمانیہ اسکو
سپرد کر کے نمک حرام بنے۔ مگر خان خانان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے
آدمی بھیجکر اسد اللہ خان کو سمجھایا وہ نصیحت پذیر ہوا اور خانخانان کے گماشتہ قاسم
مشکی کو زمانیہ سپرد کر کے خود خانخانان پاس چلا آیا۔ افغانون کا لشکر جو زمانیہ کے
خیال سے آیا تھا وہ بے بہرہ پھر گیا۔ لودی کہ عقل و تدبیر مین افغانون کے اندر
ممتاز تھا وہ سون ندی کے کنارہ پر سلیمان شاہ کا وکیل مطلق تھا اس نے

بنگالہ اور بہار سلیمان حاکم بنگالہ و شہنشاہ اکبر کی مصالحت ہوا ۱۶ سنہ ۹۸۰

پٹنہ بھیجا۔ گوجر خان میں ان سے لڑنے کی قوت نہ تھی۔ اس نے تحفے و ہدیے بھیج کر یکجہتی کا دم بھرا۔ اور یہ قرار دیا کہ پادشاہ کے ملازمون مین داخل ہوتا ہون اور بنگالہ کی فتح مین شائستہ خدمات بجا لاؤنگا۔ میری ملتمس ہے کہ پادشاہ کے ملازمون کے زمرہ مین داخل کرکے گورکھپور میرے اہل وعیال کی جاگیر مین دیا جاے اور صوبہ بہار امراء شاہی اپنی جاگیر مین لے لین۔ یا یہ کہ سرکار حاجی پور اور بہار اس سال مجھے دیدین کہ مین اسکا حاصل نقد سرکار اعلی مین داخل کرون۔ اور دوسرے سال مجھے بنگالہ مین جاگیر دیدین منعم خانخانان نے اس کی درخواست قبول کی اور یہ ارادہ کیا کہ گورکھپور اس کو دیدے۔ اس اثناء مین لودی کہ اس دیار کی روباہ تھی حقیقت حال سے واقف ہوکر ہاشم خان سے کہ ہمیشہ دورنگی رکھتا تھا۔ اتفاق کرکے اس مہم کو اسنے درہم برہم کردیا۔ گوجر خان جب خانخانان سے مایوس ہوا تو وہ لودی سے جاکر ملا۔ لودی کو یقین تھا کہ افغان خراب ہونگے باوجودیکہ وہ داؤد سے مخالفت رکھتا تھا۔ اس نے خانخانان کے ساتھ صلح کا ڈول ڈالا۔ اسنے التفات اور آشنائی قدیم کو یاد دلایا۔ جو سلیمان کے ساتھ خانخانان رکھتا تھا۔ اور یہ قرارداد ہوا کہ دو لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کا قماش پیشکش لیکر افواج پادشاہی ابھی ہٹ جاے منعم خان نے پیشکش لیکر مراجعت کی۔

اندنون مین خبر آئی کہ گورکھپور کو یوسف محمد نے لے لیا اور فساد مچایا۔ اس سرگذشت کی شرح یہ ہے کہ یوسف محمد پسر سلیمان اوزبک کو منعم خان پادشاہ پاس لے گیا تھا۔ پادشاہ نے نصیحت پذیری اور اصلاح مندی کے واسطے دار الخلافہ آگرہ مین مقید کیا تھا جب پادشاہ نے مہم گجرات کے لئے سفر کیا تو یہ بندی خانہ آگرہ سے کسی طرح نکل بھاگا اور آدمیون کو جمع کرکے گورکھپور کو پاینده محمد سگ کش سے لیلیا۔ جب خانخانان کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے خان محمد بہسودی اور پاینده محمد سگ کش اور تنگری قلی کو بھیجا اور خود بھی قصبہ محمد آباد سے محمد قلیخان برلاس اور مجنون خان قاقشال وراور امیرون کے ساتھ روانہ ہوا۔ اثناء راہ مین مجنون خان

راجہ گوبند جہدی کرکے مار ڈالا۔ اور ابراہیم گو بند جسکی عقل درست تھی نہ نصیبہ بلند تھا۔ اور سرگردان ہوکر راجہ اڈلیسہ پاس گیا تھا اور سروری کا اندیشہ اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ اسکو قسم اور تزویر سے اس نے ہاتھ تلے لاکر عدم خانہ کو رخصت کیا۔ سلیمان کررانی اُڈیسہ و بنگالہ و بہار کا مستقل فرمانروا گیا۔ اس نے یہ عمل منافقانہ جاری رکھا کہ ہمیشہ عرائض اور پیشکش بادشاہ پاس بھیجتا تھا اس سبب اسکے نفاق دلی کا پردہ فاش نہین ہوتا تھا۔ وہ سنہ ۹۸۰ مین مرگیا۔ اوسوقت بادشاہ خود مہم گجرات مین مصروف تھا منعم خانخانان کو حکم بھیجا کہ وہ بہار و بنگالہ و اڈلیسہ کو تسخیر کرے۔ سلیمان کا بڑا بیٹا بایزید باپ کا جانشین ہوا۔ اسکی بیخردی کا ہیمانہ جلد سری ہوئی اسنے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ باپ غرور سرکشون کو اپنی مدارا سے مطیع رکھتا ۲
تھا۔ اس نے اوسے چھوڑ دیا۔ خودرائی سے تنگ گیری اور کینہ کشی اختیار کی اور اپنے باپ کے اعیان کا ذلیل کرنا اپنا پیشہ بنایا۔ عماد اسکے چچازاد بھائی کا بیٹا ہانسوہی تھا وہ اس کا داماد بھی تھا۔ اور یکجہتی اور دوستی بھی اسکے ساتھ رکھتا تھا۔ اس کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوا۔ اس حدود کے فتنہ جوئیون نے اسکو ملک کی طمع دلائی اور اسکو سمجھایا کہ بایزید کو ڈھونڈنے لگا ہے۔ اس بدبخت نے ان سب نسبتون کو جو اس کے ساتھ تھین چھپر پر رکھا اور بایزید کو مار ڈالا۔ یہ شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ یہ کام وہ ہوا کہ اسکے اولیاء دولت ہزار تگاپو کرتے تو نہ ہوتا۔ لودی اس ملک کا نفس ناطقہ تھا اسنے اس دیار کے اعیان سے اتفاق کرکے سلیمان کے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا اور ہانسوہی کو قید کرکے قتل کیا۔ گوجر خان کررانی نے جو اس ملک کی شمشیر تھا برخلاف لودی کی رائے کے بایزید کے بیٹے کو صوبہ بہار مین فرمانروا بنایا۔ بنگالہ سے لودی بہت سا لشکر لیکر بہار کے قصد سے چلا اور منعم خانخانان کی بے توجہی . . . . . اور لودی کے فسون و فسادنے گوجر خان کو مطیع بنایا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب سلیمان کے مرنے کی شہرت ہوئی تو منعم خانخانان چنارگڈھ سے صوبہ بہار کی طرف متوجہ ہوا اسنے تنگری قلی و فرخ بر طیتم و ماپندہ محمد تغلق سنگ کش اور ایک جماعت کو حاجی پور بھیجا اور طالبی اور مرزا علی اور زندیم بیگ کو

سلیمان کا مرنا اور بنگالہ و بہار میں فساد برپا ہونا سنہ ۹۸۰

تھا۔ اسکی طرف سے اسکو یہ اندیشہ تھا کہ لودی اسکو بلند پایہ کریگا۔ لودی تاج خان کا نوکر تھا اور اپنی بیٹی کو اس لڑکے کے ساتھ نامزد کرچکا تھا۔ داؤد سے لودی کے بداندیشون نے جو کچھ کہا اسکو سچ جانا۔ جب لودی کو یہ خبر ہوئی تو وہ داؤد سے برگشتہ ہوگیا۔ اور منعم خان سے بڑی نیازمندی کے ساتھ مصالحت کا طالب ہوا۔ اور لائق پیشکش درگاہ والا میں بھیجین داؤد نے جب لودی کے برگشتہ ہونے کی اور اس کے آنے کی خبر سنی تو سراسیمہ ہوکر گڑھی کو مضبوط کیا۔ اور سپاہیون مین باپ کا خزانہ تقسیم کیا۔ لودی۔ جلال خان سدھوری اور کالا پہاڑ راجو پھر گئے۔ جب اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ ناگزیر لودی جو داؤد کے قصد سے جاتا تھا وہ قلعہ رہتاس مین متحصن ہوا منعم خان سے استمداد چاہی۔ صریح لکھا کہ مین درگاہ والا کا ملازم ہون اور جلد آپ سے ملونگا اور آپ کے وسیلہ سے بادشاہ کی پائبوسی سے مشرف ہونگا۔ منعم خان نے ہاشم خان و تنگری قلی وغیرہ کو کمک کے لئے بھیجا۔ بادشاہ کی آمد کا مترصد تھا۔ بادشاہ جب گجرات کی جہات سے فارغ ہوکر دارالخلافہ مین آیا تو وہ ممالک شرقیہ کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا کہ مغرور گردن کشون کو ان حدود سے نکالے۔ نوارہ کا عملہ کو انتظام پرمانند خویش راجہ ٹوڈرمل سے متعلق تھا۔ اس نوارہ مین جنگی کشتیان ہوتی تھین۔ جنمین توپ خانہ ہوتا تھا۔ پرمانند اور لشکر خان میر بخشی کو نوارہ کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ان حدود کے امراء کبار اور جاگیرداروں کے نام حکم بھیجا کہ یکجہتی اور اتفاق کو اپنا آرزو یہ بناکر منعم خان خانخانان کی صلاح سے باہر نہ جانا۔ اگرچہ بادشاہ نے بہت سا لشکر ان مہمات کے لئے نامزد کیا۔ مگر سب آدمیون کی یہ حالت نہین ہوئی کہ مراسم خدمت کو غائبانہ حاضرانہ کی برابر بجالائین۔ اکثر ضعیف اعتقاد اور سوداگر طبیعت ہوتے ہین کہ خدمت بے بہا تردد بے مجرا کو اکارت جانتے ہین۔ اور منفعت نقد پر مرتے ہین۔ راجہ ٹوڈرمل کو کہ امانت و دیانت و عنایت و محرمیت مین امتیاز رکھتا تھا۔ بادشاہ نے مقرر کیا کہ وہ آدمیون کے حاضر کرنے مین اور لشکر کی شان دیکھنے مین اہتمام کرے۔ زر بندہ گروہ اسکو جاسوس خدمت سمجھکر کاہلی اور فتنہ اندوزی کی طرف مائل نہ ہون ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قاقشال سب قاقشالون کو ہمراہ لیکر خانخانان کے لشکر سے بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا سبب یہ تھا کہ بار لوگون نے جھوٹی خبر اڑا دی تھی کہ مہم گجرات مین بابا خان و جباری خان وغیرہ شہباز خان کو مار کر مرزاؤن کے ساتھ مل گئے ہین۔ اس سبب سے مجنون خان قاقشال کی گرفتاری کا حکم بادشاہ نے بھیجد یا ہی۔ منعم خان نے ہر چند اسکو تسلی دی مگر اس نے نہ مانا جب اُس پاس بابا خان و جباری خان کے خط آئے جنمین عنایات شاہی کا بیان لکھا ہوا تھا تو اس کی خاطر جمع ہوئی۔ منعم خان گورکھپور کو فتح کرکے واپس آیا تو مجنون خان اسکے لشکر مین خجل ہو کر آیا۔ خان خانان نے اسکی دلجوئی کی اس اثناء مین داؤد لشکر گران لیکر جونپور پر متوجہ ہوا۔ اپنے سے آگے لودی کو منتخب لشکر اور ہاتھیون کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے زمانیہ پر قبضہ کیا۔ بعض کہتے ہین کہ اسکو ویران کیا محمد قاسم خان مہردار امان لیکر نکل آیا۔ خانخانان نے بھی سزاول بھیج کر امراء کو چارون طرف سے جمع کیا۔ محمد قلیخان برلاس و مجنون خان و قیا خان و راجہ گجپتی اور ایک جمع کثیر کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ آہستہ چلا۔ خانخانان نے لسان الغیب مین فال دیکھی تو یہ شعر نکلا ؎

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی + دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی

اس غزل کو اپنے عریضہ مین ملفوف کرکے درگاہ والا مین بھیجا۔ لودی نے زمانیہ کو لیکر پانچ چھ ہزار سپاہ بسرداری یوسف محمد گنگا پار بھیجے۔ یہ یوسف محمد گورکھپور سے بھاگ کر افغانون سے مل گیا تھا۔ مرزا حسین خان و راجہ گجپتی وغیرہ ملازمان شاہی اس لشکر سے لڑے اور اسکو شکست دی اور بہت آدمی مارے۔ اسکے بعد محمد قلیخان برلاس اور امراء بھی آگئے۔

لودی نے سیاہ آب (کالی ندی) اور آب گنگ کے درمیان قلعہ بنایا اور بھاری لشکر لیکر اس مین ہو بیٹھا ہر روز اسکے اور بادشاہی لشکرون مین لڑائی ہوتی۔ اگرچہ بادشاہی لشکر دل بہادر ہو کر لڑتا مگر غنیم پاس لشکر و فیل و توپخانہ بہت تھا۔ بادشاہ سورت کے قلعہ کی فتح مین مصروف تھا اس لئے منعم خان صلح چاہتا تھا۔ لودی اس کو قبول نہین کرتا تھا۔ امراء شاہی کا عجیب حال تھا۔ نہ رائے جنگ کردن نہ روے برگشتن کہ ناگاہ یہ واقعہ پیش آیا کہ داؤد شاہ بنگالہ سے مونگیر مین آیا۔ یہان یوسف خان کو مار ڈالا۔ وہ اس کے چچازاد بھائی تاج خان کا بیٹا

لودی کا ادہر وادہر اور خانخانان کا مونگیر جانا

مصالحت۔

گرفتار کرنے لگے کہ اس کے ملازم نے قتلو کے ایک تلوار ماری مگر لوگون نے اس نوکر کو مار کر ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا۔ لودی کو مقید کر لیا۔ افغانون مین ایک شورش برپا ہوئی۔ سب اعیان نے اس کے
مارنے پر اتفاق کیا۔ داؤد نے اس سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لودی نے کہا کہ میری عرض
و ناموس مین دست درازی نہ کرنی چاہیے۔ کوتہ اندیشون کے اغوا سے اس بلا مین پڑا ہون
صلاح حال یہی ہی کہ خلوت کدہ عدم مین آرام کرون۔ ان احمقون نے اسکو اور پھول کو۔۔
نہانخانہ عدم مین بھیجدیا۔ یہ بھی شہنشاہ اکبر کی اقبالمندی تھی کہ لودی افغان جس کو
ہزار تدبیر سے دور کرنا دشوار تھا وہ مخالفون کے ہاتھ سے دنیا سے اوٹھ گیا۔ اسمعیل
لودی کو کہ بہت ہی چھوٹا تھا منعم خان پاس لائے۔

طبقات اکبری مین اس واقعہ کو یون تحریر کیا ہے کہ لودی نے
جلال خان کروری کو بھیجکر داؤد سے صلح کر لی۔ مگر داؤد ایک لونڈا اوباش تھا۔ اور سلطنت کے
کامون سے محض ناآشنا۔ ادھر قتلو خان نے جس پاس مدتون سے ولایت متعلقہ تھی
بہکایا۔ اور سری دھر بنگالی نے اسکو اکسایا۔ خود وہ عقل کا پورا ہی تھا۔ لودی کو کہ میرالامرا اور
مدار الملک تھا گرفتار کر کے مقید کر لیا۔ اور سری دھر بنگالی کو حوالہ کیا۔ لودی نے بندی خانے مین قتلو
اور سری دھر کو بلایا اور انکی زبانی داؤد کو پیغام بھیجا کہ اگر تو اپنے ملک کی اصلاح میرے مارنے
مین سمجھتا ہی تو مار ڈال۔ اگرچہ میرے مارنے کے بعد تو بہت پشیمان ہوگا۔ تجھے ہمیشہ خیرخواہانہ
نصیحت کرتا رہتا ہون۔ اب بھی یہ نصیحت کرتا ہون کہ مجھے مار کر تو بے تحاشا مغلون سے لڑ۔ تجھے
فتح ہوگی ع ہر گزشت پیشین را بدل نیست + اور اگر تو یہ کام نہین کریگا تو مغل تجھ پر چڑھ آئینگے
اور تو انکو نہ ہٹا سکیگا۔ مغلون کی مصالحت پر مت بھولنا وہ اپنے وقت پر کبھی نہین چھوڑتے ہین۔
افغانون کا ادبار آچکا تھا۔ خدا انکا زوال چاہتا تھا۔ اور شہنشاہ کے عدل و انصاف کا آفتاب
متمردون پر چمکانا منظور الہی تھا۔ داؤد نے یہ قرار دیا کہ لودی کو مار ڈالنا چاہیے۔ کہ میری حکومت
بالاستقلال خاطرجمعی کے ساتھ ہو۔ لودی سے قتلو و سری دھر عداوت رکھتے تھے جانتے تھے
کہ اگر لودی زندہ نہ رہیگا تو انکو وکالت اور وزارت ملجائیگی۔ ان کو یہ موقع خوب ملا بغیر ضمانت

بندگان اخلاص مند کے شعار کے موافق وہ خدمت آرا ہون اور ہماری غیبت مین چستی چالاکی
ایسی کرین جیسی ہماری حاضری مین۔ منعم خانخانان تربنی کے کنارہ پر جہان گنگا جمنا سرستی
ملتے ہین پہنچا تھا کہ راجہ ٹوڈرمل آخر اس سے ملگیا۔ ان پاس تھوڑے عرصہ مین لشکر گران جمع
ہوگیا لشکر شاہی کی ترتیب اس طرح ہوئی کہ قول سپاہ نے خانخانان کی شمشیر و تدبیر سے احکام
پایا اور جرانغار کا ناظم محمد قلیخان برلاس مقرر ہوا۔ ہراولی مین خان عالم کا رطلب ہوا چونکہ لشکر شاہی
دریا سے پار گیا۔ تو وہ انبوہ افغانون کا بھاگ گیا۔ جو اس قلعہ مین تھا کہ افغانون نے ابھی
بنایا تھا۔ اسی اثنا مین تنگری قلی خان کی تحریر آئی کہ داؤد خان سے لودی مل گیا اور ہم کو
رخصت کیا۔ اور اب وہ برسر پرخاش ہے۔ قتلو خان و گوجر خان کے دمون مین لودی آگیا
داؤد نے اسکو پیغام دیا کہ تو بجاے سلیمان کے ہے۔ اگر اس خاندان کی محبت کے سبب سے
تو مجھہ سے خفا ہو گیا ہے۔ حق دولت تو نے ادا کیا اور مین اس سے ناخوش نہین ہوا اور
تجھہی سے جمیع امور مین مجھے استظہار ہے۔ اس وقت سے کہ لشکر والا شکوہ سر پر آیا ہے۔ تو ہمیشہ
خیر اندیش رہا ہے۔ غنیمت بیکار کے لئے چست کر۔ لشکر و خزانہ و توپ خانہ تیرے ہمراہ کرتا ہون
غرض گوجر خان کے وسیلہ سے داؤد اور لودی مین صلح ہو گئی۔ اور داؤد نے لودی کو اپنے سے
پہلے لڑنے کو بھیجا۔ لودی نے لشکر شاہی کے روبرو قلعہ بنایا اور جنگ و ستیزہ سے پیش آیا دریا کے
سون کے کنارہ پر لڑائیان کشتیون پر ہوتی تھین۔ ایک دفعہ لعل خان نے تیزدستی کرکے مخالفون
کی جو وہ کشتیان چھین لین۔ اسمین لعل خان کا بیٹا جان دیدینے سے سرخرو ہوا۔ دشمن بہت ہلاک
ہوئے۔ اسی زمانہ مین لودی کا مارا جانا مشہور ہوا۔

لودی کا مارا جانا۔

اس قضیہ کی حقیقت اکبرنامہ مین یہ لکھی ہے کہ لودی مطمئن خاطر ہو کر ہنگامۂ نبرد کو گرم رکھتا تھا
کہ داؤد اسکے بعد یہان آیا۔ جلال خان کدھوریہ کے گھر مین اترا اور آدمی بھیجا کہ لودی اور اسکے
وکیل کالو اور پھول کو بلا لائے۔ ان سے بعض باتون کا مشورہ کرنا ہے۔ لودی دلجمعی کے ساتھ
پھول کے ساتھ آیا۔ کالو ساتھ نہ آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کام مین خیر نہین معلوم ہوتی۔
داؤد اول لودی کے لوازم تعظیم بجالایا۔ اور پھر خود چلا گیا۔ قتلو مرد ایک اور جماعت آئی لودی کو

نہایت شجاع اور دلیروں مین تھا - وہ مخالفون کے لشکر سے جدا ہوکر بادشاہی لشکر مین آگیا تھا۔ منعم خان نے اوسکو عواطف شاہی سے ستمال کیا۔ اور سرکار سارن اسکی جاگیر مقرر کی۔ وہ اولیاء دولت کی دلجمعی اور اپنے گرمی ہنگامہ کے لئے ہمیشہ دشمنون کے استیصال کے لئے دلنشین باتین کیا کرتا تھا۔ اُس نے یہ دو کام بتائے۔ جن سے یہ عقدہ مشکل نہایت آسانی سے حل ہو جائیگا۔ اوّل دریا پن پن (یہ دریا پٹنہ سے ۶۰ میل پر مشرق مین گنگا کے داہین کنارہ پر ہے) کا بند توڑ دینا چاہئے۔ کہ اس موسم مین جو پانی ہر روز بڑھتا جاتا ہے وہ گنگا مین جا ملے گا اور نہین تو قلعہ کے چارونطرف پانی کھڑا ہو جائیگا۔ جس سے محاصرین پر کام دشوار ہو جائیگا۔ دوم تدبیر کی کارفرمائی اور تیز دستی کے زور سے حاجی پور کو غنیم کے ہاتھ سے نکالنا چاہئے کہ قلعہ مین آذوق اس شہر سے پہنچتا ہے - منعم خانخانان نے حاجی پور کی تسخیر کے لئے خان عالم کو حکم دیا مگر اس نے عذر کیا کہ مین شہنشاہ کے حکم سے ہراول مین افسر مقرر ہوا۔ اس لئے یہ معاملہ التوا مین پڑ گیا۔ مجنون خان بند توڑنے کے لئے مقرر ہوا۔ اس نے راتون رات جاکر اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔ سلیمان اور بانگلی غنیم کے امرا کو کہ اس رات کو خواب غفلت مین سوتے تھے۔ شرمندگی کے مارے گھوڑا گھاٹ کو وہ چلے گئے۔

بادشاہ کا دار الخلافہ سے کشتیون مین سوار ہوکر پٹنہ جانا [illegible]

جب محاصرہ کو امتداد ہوا اور منعم خان کی یہ عرائض آئین تو بادشاہ نے خود یورش کا ارادہ کیا۔ اور بڑی بڑی کشتیون کے تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ قرار دیا کہ حضرت شہنشاہ اور شاہزادے اور بعض بیگمات اور بساط رزم و بزم کے مقرب کشتیون مین جائین اور باقی لشکر خشکی کی راہ سے روانہ ہو۔ سب طرف لشکر بہت جلد جمع ہوا اسباب یورش مین کشتیان عجیب و غریب تھین۔ انمین طرح طرح کے منازل دلکشا اور مناظر فرح بخش بنائے گئے اور وہ باغ اور چمن جنکا زمین پر لگنا مشکل تھا وہ لگائے گئے۔ ان خانہا آبی (کشتی) کے سر پر ایک جانور کی شکل بنائی گئی کہ جسکو دیکھ کر لوگ حیران ہوتے تھے۔ ایک بڑی کشتی کارخانہ کے واسطے تھی ہر امر کے لئے حسب مراتب

بناوٹ سے داؤد سے اُنہوں نے لودہی کے قتل کے مقدمات خوب گھڑے۔ داؤد بے بادہ ارغوانی مین مست اور جوانی مین مغرور تھا۔ اس نے داؤد کو قتل کروا دیا۔ ہاتھیوں اور خزانوں اور سب چیزوں پر قبضہ کرلیا۔ وہ حماقت اور نادانی سے بیہوش تھا۔ دفع غنیم کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور اس صلح ناتمام پر کہ لودہی نے کی تھی اعتماد کرکے کچھ پروانہ کی۔ لودہی اپنے حسن تدبیر و اصابت رای و حدت فہم سے مملکت بنگالہ کو آشوب سے بچاتا تھا۔ اسکے قتل کرنے کا داؤد کو دلی افسوس تھا۔ باوجودیکہ اس پاس اتنا لشکر اور سامان جنگ تھا۔ مگر بغیر اس کے کہ شمشیر میان سے نکالے۔ یا تیر کمان مین لگائے۔ پٹنہ مین آن کر متحصن ہوا۔ اور اس کی مرمت کرکے مورچے جمائے۔ خانخانان ان حالات کو سنکر خوش ہوا اور دریاء سون سے شائستہ آئین سے پار اترا۔ مراسم احتیاط کے برتنے سے آسان کام مشکل ہوگیا۔ افغانوں کا لشکر ایسا متفرق ہوگیا تھا کہ اگر لشکر پادشاہی ہمت کرکے تیز دستی کرتا تو آسانی سے کام انجام پاتا۔ چابکی و چستی کی جگہ تاخیر کی۔ لشکر تمام زرہ و بکتر پہن کر سوار ہوتا۔ راجہ تو ڈرمل آگے جاتا۔ لشکر کے اترنے کی جگہ تجویز کرتا اور اس زمین کو آدمیوں مین تقسیم کرتا۔ وہ جلدی سے قلعہ بناتے گہری خندق کھودتے۔ غرض پٹنہ تک یہی حزم و احتیاط جاری رہیں۔ افواج شاہی نے یہان آکر مورچلوں کو قسمت کیا اور محاصرہ کرلیا +

برسات شروع ہونے کو تھی کہ منعم خان خانان کی متواتر عرضیان پادشاہ پاس آئین کہ حصار پٹنہ کے محاصرہ پر مدت گذر گئی ہے۔ قلعہ کے ایک جانب دریا ہے۔ قلعہ کے اندر آذوق خوب پہنچتا رہتا ہے۔ انکے پاس سامان قلعہ داری دلخواہ ہے۔ لشکر و توپ خانہ خزانہ اور ہاتھی بہت ہین۔ ابر و باران کے موسم کے آنے نے اور آب و باد کی طوفان خیزی نے لشکر شاہی کو متزلزل اور مضطرب کر رکھا ہے۔ اگر حضور تشریف لائین تو یہ مشکل آسان ہو جائے۔ اکبر علیخان اور اسکے بیٹے نے بہادرانہ لڑکر جان دی۔ عالم خان نے پنج پہاڑی پر گرم روی کرکے بڑے بڑے ہاتھی اور غنائم حاصل کئے۔ حسن خان پنی اس زمانہ کے

ہوا شدت سے چل رہی یا گھنگھور گھٹائین اوٹھ رہی ہین۔ موسلا دہار مینہ برس رہا ہے۔ بجلی کوندتی چمکتی کڑکڑاتی ہے۔ بادل گرجتے ہین۔ قصبہ اٹاوہ کے قریب جمنا کی طغیانی نے چند کشتیان ڈبوئین قصبہ کالپی مین ایک دن توقف کیا۔ ایک برہمن کو اس قصور مین کہ اس نے دختر کو زوجہ بنایا تھا پھانسی دی۔ گو بعض نے یہ صلاح دی کہ اس برہمن کو مارنا نہین چاہئیے۔ جس سے معلوم ہو کہ ہندوؤن کے مذہب مین ایسی نامعقول حرکتین ہوتی ہین جسکے سبب سے مسلمانون کو ان سے نفرت ہو۔ الہاباس پہنچنے تک گیارہ کشتیان غرق ہوئین۔ نقارخانہ کو بھی آسیب پہنچا۔ مگر سب کشتیان سلامت باہر نکل آئین۔ جب بادشاہ چنارگڈھ مین پہنچا تو دریا کے چڑھاؤ اور ہوا کی شدت کو دیکھکر اکثر... آدمیون نے خشکی کی راہ اختیار کی۔ مگر بادشاہ بے خوف وخطر کشتی مین سوار چلا۔ بنارس مین تین روز توقف کیا۔ ہر روز کشتی سے اُترکر بادشاہ شکار بھی کھیلتا تھا۔ جونپور مین بادشاہ تھا۔ بادشاہ نے دل لگی سے عوام کی شوریدگی خاطر کے دور کرنے کے لئے سید میر عبدالکریم جفری سے اس یورش کے استخراج احوال کے لئے فرمایا تو اسنے علم جفر کے آئین ضوابط کے موافق مفردات حروف سے استنباط کرکے اس بیت کو ترتیب تالیف کیا ؎

برود ہی اکبر از بخت ہمایون + برد ملک از کف داؤد بیرون

احمقون نے یہ واقعہ دستاویز تسکین بنایا۔ جب بادشاہ آگرہ مین تھا تو میر جفر دان نے یہ حکم لگایا تھا ؎ گرچہ باشد لشکرے بے حد اربے حد وشمار + لیک بافتح ونصرت در قدوم شہریار

جب بادشاہ جونپور مین واپس آیا تو اس نے فال جفر یہ نکالی ؎

مژدۂ فتح بنا گاہ رسد + سر داؤد بدرگاہ رسد

کہتے ہین یہ علم اہل بیت کا حصہ ہے اور اس کی تحصیل کے لئے چند شرائط موقوف علیہ ہین غرض یہ بات اہل شیعہ نے گھڑ رکھی ہین۔ جفر کی فالین بھی مثل اور فالون کے جعلی اور اختراعی ہین۔ جس کسی کو تھوڑی سی بھی قوت عقل ہو تو مثل انکی فالین ایجاد کرسکتا ہے۔ علم جفر کی بابت عارف جامی کے اس قول کو یاد رکھنا چاہیے ؎

	چند حرفے نوشتہ بیہودہ ہم		وز عدد زیر ہر یک شان نہادہ رقم	

کشتی مین منزل تیار کی گئی اس لشکر کی سربراہی مرزا یوسف خان رضوی کو سپرد ہوئی
ابوالفضل لکھتا ہے کہ سلطنت کرنے والون کا اور فرمان دہان دادگری آئین کا
اقتضا یہ ہے کہ فرمان پذیرون کو تو قناعت اسپر کرنی چاہئیے جوان پاس ہو کر وہ
ان چیزون کی گرد آوری مین جو انکے ہاتھ مین نہین پراگندہ دل نہ ہون۔ اسی طرح فرمانروایان
انصاف گزین معدلت دوست کو لازم فطرت اور فرض وقت ہے کہ جن مملکتون کو
تصرف مین رکھتے ہین اکتفا نہ کرین۔ اور ملکون کی تسخیر مین دل لگانے کو عبادت جانین
اس مین منصف دانش پرورون نے زمانہ کی مزاج شناسی کرکے یہ نکتہ بیان کیا ہی
کہ معمورۂ عالم نے عالی فطرتون کی بےتوجہی سے انقسام پایا ہے ایک فراخ حوصلہ
کاردان دادگر کو قرار ہو تو اختلاف کا غبار نہ پیدا ہوا اور اہل جہان کو آسائش ہو
اس سبب سے شہنشاہ اکبر اور ملکون کے تسخیر کی فکر کرتا تھا۔ اس مضمون کا ماحصل انگریزی مورخ
اس طرح بیان کرتے ہین کہ اکبر کی یہ رای تھی کہ جب تک سارے ہندوستان کا ایک
بادشاہ نہ ہو اس مین امن و امان نہین رہ سکتا۔ اسی اصول کو برٹش گورنمنٹ نے اختیار
کرکے کل ہندوستان پر اپنی فرمان روائی جمائی ہے۔ انکے مدبرون کی بہی یہ رائے تھی
کہ جبتک ہندوستان مین سپریم گورنمنٹ پوری یعنی ایک قوت سب پر غالب ہو ہندوستان
مین امن امان نہین قائم رہ سکتا بادشاہ نے جب سامان یورش تیار کیا تو شہاب الدین احمد وکیل
دیوان خالصہ کو آگرہ تفویض کیا۔ اور سہ شنبہ ۹ صفر ۹۸۲ھ کو مع شاہزادون اور
بیگمات کے کشتی مین بیٹھا ع ساختہ از حکمت کار آگہان + خانہ گردندہ بگرداب جہان
نادرۂ حکم خدائے حکیم + خانہ روان خانگیانش مقیم + اہل سفر را ہمہ بروی گزار +
ہمراہ او ساکن و او در سفر + ایک کشتی مین ایک منزل مین ایک ہاتھی نامی
بال سندر مع دو ہتنیون کے سوار تھا اور ایک دوسری منزل مین فیل سمن۔ یہ عجیب تماشا
تھا کہ دریا مین طرح طرح کی کشتیان چل رہی ہین ان کے اونچے اونچے بادبان لگے ہوئے
ہین انکے نقش و نگار و پوششین طرفہ نگار ربار دکھا رہی تہین۔ دریا کی موجون کا تلاطم ہر

بادشاہ کے اقبال پر نظر کر۔ اپنے اوپر رحم کر۔ اور جانداروں کے خون اور آدمیون کے مال و ناموس کی ویرانی کا سبب نہ ہو۔ دنیا کی مستی کا بھی ایک اندازہ ہوتا ہے۔ کس لئے تو ہوش مین نہین آتا۔ اور بادشاہ کے فتراک کا وابستہ نہین ہوتا۔ داؤد خان نے بہت تامل کرکے۔ خالدین کے ساتھ اپنے اعیان مین سے ایک شخص کو بھیجا اور بہت سی نیاز مندی کی باتین بنائین کہ مین سروری اپنے لئے نہین چاہتا۔ لودی نے مجھے اس پندار مین ڈالا۔ اور وہ اپنی سزا کے کردار کو پہنچا۔ مین اب اطاعت شاہنشاہی کے لئے تیار ہون۔ کچھ جگہ مجھے ملجائے۔ اس کو مین سرمایہ سعادت جانونگا۔ خرد سالی اور مستی شباب کے سبب سے مجھ سے خطائین ظہور مین آئین۔ جبتک مین انکی تلافی خدمات شائستہ سے نہین کرونگا۔ آستان بوس نہین ہوسکتا۔

بادشاہ اسکے دل کی باتون کو خوب سمجھا اور یہ جواب دیا کہ ہم ظل اللہ ہین۔ اندک پذیر اور بسیار بخش ہین۔ اگر داؤد سچا ہے تو ہمارے پاس چلا آئے۔ سارا آزار اسکا ہم دور کردینگے وگرنہ ان تین باتون مین سے ایک بات قبول کرے کہ ہزارون آدمیون کی جان و نا تلف نہ ہون۔ اول ایک آدمی اپنا ہمارے لشکر مین اور ہم اپنا ایک آدمی اسکے لشکر مین بھیجدین کہ وہ نبردگاہ مین لشکر مین سے کسی آدمی کو نہ جانے دے۔ پھر مین اور تو دونو آخر جس ہتھیار سے تو کہے لڑین۔ جو کوئی فیروزمند ہو اسکا ملک ہو۔ اگر یہ تیری ہمت نہ ہو تو تو اور مین ایک ایک اپنے سردار کو لڑنے کے لئے بھیجین کہ انمین سے جسے نصرت ہو اسی کے لشکر کی ظفر سمجھی جائے اور اگر کوئی شیر مرد ایسا اس پاس نہ ہو تو ہاتھیون کو انتخاب کرکے لڑائین۔ جو غالب ہو۔ اسی کی فتح ہو۔ بادشاہ کی یہ باتین سنکر اس افغان کی ہوش اڑے۔ کسی بات پر راضی نہ ہوا بادشاہ پنج پہاڑی پر ہاتھی پر سوار ہوکر گیا۔ یہ پنج پہاڑی پانچ گنبد اینٹ کی ٹھوس قدیم زمانہ کے بنی ہوئی ہین اور ایسی بلند ہین کہ پہاڑیان معلوم ہوتی ہین۔ یہان بادشاہ پر افغانون نے توپین چلائین۔ مگر وہ محفوظ رہا۔

بادشاہ شاہم خان کے مورچل مین گیا یہان سے حاجی پور نظر آتا تھا۔ بادشاہ کے لشکر اور افغانون کے لشکر مین لڑائی شروع ہوگئی۔ لڑائی ترازو تھی۔ بادشاہ نے چند اپنی

داؤد خان کا صلح سے پیش آنا۔ سنہ [illegible]

حاجی پور کی فتح سنہ ۹۸۲

بستہ با خود بخیلے باطل	یکسر از حلیہ خرد عاطل
مرو را وقت اہل دل را دق	چیست این جبر جعفر صادق
جعفر صادق از تو بیزار است	صادقان راز کاذبان عار است
طرفہ تر آنکہ این جاہ وجلال	کہ ندارند در زمانہ مثال
نخرد گرچہ در جہان سمرند	این زخارف ازان خران بخرند
این جواہر کہ فاضلان سفتند	وان معارف کہ عارفان گفتند
ہمہ در گوش شان باد است	طبع شان زاجتناب شان داست

بادشاہ کی کشتیون نے جب گذر چونسہ پر لنگر ڈالے تو اس فتح کا مژدہ اسکو پہنچا کہ افغان بسرکردگی عیسی خان نیازی قیا خان کے مورچل پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم ہوئی۔ عیسی خان کارزار کرنے اور کارسر کرنے مین مشہور تھا۔ مورچل سے شاہی لشکر نکل کر لڑا۔ اور راجہ تو ڈرمل اسکی کمک کو آیا تو لشکر خان کے غلام کے ہاتھ سے عیسی خان مارا گیا اور فتح ہوئی بادشاہ اس فتح سے بہت خوش ہوا اور شاہزادون کو یہ مژدہ سنا کر انکے دل سے فکر دور کیا۔ غرض شہنشاہ ایسے پرشور موسم مین کہ ہمیشہ مینہ برستا اور سیل سیلابون کا زور تھا۔ چہارشنبہ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۹۸۲ کو پٹنہ کے قریب آیا۔ منعم خانخانان نے اس کے آنے کی خوشی مین آتشبازی اور توپون کی دھوان دھون کی وہ دھوم دھام کی کہ مخالفون کو خوف پیدا ہوا۔ دوسرے روز بادشاہ نے قلعہ کے اطراف کا معائنہ کیا حاجی پور قلعہ کے محاذی تھا اور ان دونون شہرون کے درمیان گنگا کا دو کوس کا پاٹ تھا اور بڑے زور شور سے بہتا تھا۔ اس کی فتح کو قلعہ کے فتح ہونے کے لئے ضروری جانا۔ دوسرے روز مرزا علی علم شاہی اور شمس الدین بخاری اور راجہ گجپتی اور سپاہ کو عالم خان کی سرکردگی مین بھیجا۔ وہ کشتیون مین سوار ہوا۔ اور توپ خانہ ساتھ لے کر روانہ ہوا انہین دنون مین داؤد کا ایلچی بادشاہ پاس آیا۔ خانخانان نے غالب خان کو داؤد پاس بھیجکر یہ نصیحتین کی تھین کہ ابھی سررشتہ کار تیرے ہاتھ مین ہے اپنے روزنامچہ کو بیڑ

قتل عیسی خان نیازی کی شکست ۹۸۲ ۱۹ + حاجی پور پٹنہ کی فتح

بطور ایلغار اسکے روانہ کیا مگر دشمن ایسے گریز پا تھے کہ یہ لشکر اس تک نہ پہنچ سکا۔ اس فتح مین دو سو بیٹھہ ہاتھی ہاتھ لگے اور بہت سی غنیمت حاصل ہوئی۔ دشمنون کے آدمی جو دریاے گنگ اور پن پن اور نہر مین ڈوبے تھے اُنکی لاشین نکال کرانکی کمر مین سے اشرفیون کی ہمیانیان پادشاہی لشکر نے نکالین حسین خان پسر سلطان عدلی ہاتھ آیا اسکو خان خانان نے قتل کرایا۔ اس فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع ملک سلیمان زداود رفت + اب بعض امیرون کی راے یہ تھی کہ برسات مین بہار کے مخالفون کو نیست و نابود کرنا چاہیئے اور بعد برسات کے بنگالہ کو تسخیر کرنا چاہیئے۔ بعض کی رای یہ تھی کہ ابھی بنگالہ پر لشکر کشی نہ کرنی چاہیئے۔ پادشاہ نے اس دوسری راے کو پسند کیا۔ وہ خود اس مہم پر جاتا۔ لیکن عقلمندون کے اس قول کو جانتا تھا کہ جس خدمت کو ادنے امیر سرانجام دے سکتے ہون وہ طبقہ اوسط کو سپرد کرنی نہین چاہیئے اور جس خدمت کو کہ طائفہ اوسط سرانجام دے سکے وہ نوئینان بزرگ کو حوالہ نہین کرنی چاہیئے اور جو کام اس گروہ والا سے صورت اتمام پائے۔ فرزندون اور خویشون کو نہ دینا چاہیئے اور جو مقاصد اس گروہ سے سرانجام پا سکین اسکو خود پادشاہ کو نہین کرنا چاہیئے اس لئے اسنے بنگالہ کی فتح کا اہتمام منعم خانخانان کے سپرد کیا۔ اور بیس ہزار لشکر اور بہت اسباب ملک گیری کا اسکو حوالہ کیا اور آسانی کار کے لئے حدود بہار مین اسکی جاگیر مقرر کی۔ جونپور کو خالصہ بنایا۔ اسکی وزارت رضوی خان کو سپرد ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کو علم و نقارہ مرحمت ہوا اور لشکر کے ساتھ بھیجا۔ غرض حسن خدمات کے جلدو مین اکو بزرگ منصب اور سیر حاصل جاگیرین عطا کین خود جونپور کی طرف روانہ ہوا اس شہر مین آنکر اس نے مقام کیا کہ بہار کے مفسدون کو تنبیہ کرے۔ قاسم خان جسکو کالو کہتے تھے اور محمود خان اور افغانون کی ایک اور جماعت نے حدود بہار مین فساد مچایا۔ میرزادہ علی خان و شاہ غازیخان تبریزی اور جاگیرداروں نے بہار کے تمام مفسدون کو برباد کردیا۔

پادشاہ نے جو سپاہ بنگالہ کی فتح کے لئے بھیجی تھی اسکی فتوحات کی

جنگی کشتیان کمک کو بھیجین۔ قلعہ نشینون نے بھی اپنے جنگی جہاز لڑنے کو اُسے بھیجے لڑائی
ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے انکو بھگا دیا۔ حاجی پور کی فتح ہونے کا حال یہ ہے کہ یہ مہم عالم خان کی
سپرد ہوئی تھی۔ وہ کشتیون مین سوار ہو کر رودباتون کی ہدایت سے اوپر کی طرف چلا
اور رات کو اس طرح کہ غنیم کو خبر نہ ہوئی اُس نہر مین پہنچا کہ دریاء گنگ سے جدا ہوتی ہے
اور حاجی پور تک جاتی ہے۔ قلعہ نشینون نے بھی کشتیون مین بیٹھ کر مبارزت پر مبادرت
کی۔ اول لشکرون کے درمیان کشتیون ہی مین ضرب زنی۔ بندوق بازی ہوئی غالب
معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کو فتح ہو ۔ مگر پھر غراب شاہنشاہی نے جو اپنا زور ڈالا تو
دشمن سامنے نہ ٹھیر سکے۔ بادشاہ کی کشتیان چڑھاؤ پر مشکل سے جاتی تھین اس لئے
مخالفون کا کام انجام کو نہ پہنچا سکین۔ پھر یہ دریا نورد گندک نہر ہی مین جا کر حاجی پور کی
طرف مڑے۔ قلعہ کے اوپر سے اُن پر توپون کے گولے برسنے لگے۔ مگر وہ کشتیون سے
اُتر کر گھوڑون پر سوار ہوئے۔ فتح خان پسر عادلخان و ابراہیم خان اللہ دیا ہوائی
کوچہ بند ہو کر سرگرم پیکار ہوئے۔ فتح خان مردآزمائی کر کے مارا گیا۔ بعض باشیون نے
شہر مین آگ لگا کر لوٹنا شروع کیا۔ بادشاہی لشکر کو قلعہ ہاتھ آیا۔ راجہ گجپتی و مرزا علی بیگ
اور سید شمس الدین بخاری اور اس کے بیٹون نے خان عالم کی ہمسایہ مین خدمات نمایان کین
جب حاجی پور فتح ہوا اور داؤد خان پاس پیغام شاہی پہنچا اور پر مذکور ہوا پہنچا
تو غفلت سے ہوش مین آیا۔ اب اسکی تدبیر مین نور تھا نہ ضمیر مین فروغ۔ وہ قلعہ سے
نکل کر کشتیون مین سوار ہو کر بھاگ گیا۔ گوجر خان جو اس گروہ کا سرشمشیر تھا ہاتھیون
اور سپاہیون کو لے کر خشکی کی راہ سے بھاگا۔ اب انکے ایسے ہوش اُڑے اور اوسان گئے۔ کہ
کشتی مین بیٹھنے والون نے قلت اور کثرت پر کچھ خیال نہین کیا۔ آدمیون کے زیادہ
بیٹھنے سے کچھ کشتیان ڈوب گئین لشکر کو سمجھ نہ فراز کو نہ کشتی کو نہ دریا کو۔ خندق مین
اتنے جاندار مرے کہ وہ بھر گئی۔ دریا مین بھی بہت آدمی غرق ہوئے۔ قلعہ پٹنہ یون
بے جنگ ہاتھ آگیا۔ بادشاہ قلعہ کے اندر گیا اور سپاہ کو داؤد کے تعاقب مین تعین کیا

وقائع سنہ ۱۹ جلوس مطابق ۹۸۲ھ

طرف بھیجا کہ وہ داؤد کو سامان جنگ کرنے کی فرصت نہ دے۔ اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑے گھاٹ کی طرف روانہ کیا کہ اس طرف کے فساد کو مٹائے۔ اور مراد خان کو فتح آباد و بنگلہ کی طرف روانہ کیا کہ اسمین امن قائم کرے۔ اعتماد خان کو سارگانون مین بھیجا کہ ظالمون کے ہاتھ سے اس ملک کو چھٹائے۔

داؤد کا شکست پانا ۹۸۳ھ

جنید کررانی کہ درگاہ شاہی سے فرار ہوا تھا اور داؤد کا چچازاد بھائی تھا۔ گجرات اور دکن سے مایوس ہو کر جھارکھنڈ مین فتنہ اندوزی اور شر انگیزی کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ تو ڈرمل نے جاکر اس فساد کو مٹا دیا۔ قاقشال جب گھوڑا گھاٹ مین آئے تو سلیمان منگلی کہ یہان کا جاگیردار تھا۔ اور امرا افاغنہ مین شجاعت مین ممتاز تھا جمعیت کرکے دشمن کی ممانعت و مدافعت کے لئے آیا۔ سخت محاربہ ہوا۔ مجنون خان کو فتح ہوئی۔ سلیمان منگلی مارا گیا۔ سب اہل و عیال اسکے اسیر و دستگیر ہوئے۔ قاقشالون کو... بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ سلیمان منگلی کی لڑکی سے مجنون خان نے اپنے بیٹے جباری کا نکاح کیا اور... کاو لایت کو قاقشالون نے آپس مین تقسیم کرلیا۔ یہ سارا حال خانخانان کو لکھ بھیجا یہ سیر آباد و ملک اولیاء دولت کے تصرف مین آیا جنید جھارکھنڈ سے پہاڑون مین جاکر چھپ گیا اور... فوج شاہی پھر کر بردوان مین آئی۔

اس زمانہ مین محمود خان پسر سکندر خان و محمد خان اور جنید اور خود دسرون نے قصبہ سلیم پور مین شورش برپا کی۔ راجہ تو ڈرمل نے شائستہ فوج بھیجکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور اس گروہ کو پھر خاک مین ملایا پسر سکندر خان بھاگ گیا جنید نے پہاڑون سے نکل کر شورش برپا کی راجہ تو ڈرمل نے اس طرف توجہ کی جنید جھارکھنڈ سے داؤد پاس گیا تھا۔ خود سری اور زیادہ طلبی کے سبب سے اس سے صحبت نہ نبھی وہان بغاوت کی اور نظر بہادر و ابوالقاسم نمکین اور امرا آگے آگے لشکر سے جاتے تھے۔ وہ اس سے دور دور رہے مگر جنید نے انپر حملہ کیا۔ راجہ تو ڈرمل نے لشکر شاہی کو شکست سے بچایا۔ جنید تاب مقاومت نہ لا یا جھارکھنڈ کی جانب بھاگا۔ اس کا فتنہ بھی فرو ہوا۔

تفصیل یہ ہو کہ اس نے قصبہ سورج گڈھ کو فتح کیا۔ یہان سے افغانون کو بھگایا۔ پھر
قصبہ مونگیر پر تصرف کیا۔ راجہ سنگرام زمیندار گورکھپور اور پورن مل راجہ گیدھور اور اس
نواح کے بہت زمینداروں نے اطاعت اختیار کی۔ خانخانان اس موسم باران مین لشکر گران
دریا کی اور خشکی کی راہ سے اپنی کاردانی کے سبب سے نہایت شائستہ طریقہ سے لے گیا۔
اور فیروزمندی مین اہتمام کیا۔ بھاگلپور و کہلگانو (کہل گانو) مین افغان ٹھیرے ہوئے تھے وہ بے جنگ [illegible]
آیا۔ جب موضع کوتہ مین لشکر شاہی پہنچا تو یہان تحقیق معلوم ہوا کہ اسماعیل خان سلحدار جس کو
داؤد نے خانخانان کا خطاب دیا تھا اسنے گڈھی کے حصن حصین کو بڑے اہتمام سے مستحکم کر رکھا تھا
دیا ہے۔ بڑی مشکل یہ آ کر پڑی کہ بادشاہ کے لشکرگاہ سے گڈھی تک پانی ہی پانی بھرا ہوا
لشکر کا گذر نہین ہو سکتا۔ گڈھی کو دروازہ بنگالہ کہتے ہین۔ اُسکے ایک طرف بڑے اونچے
اونچے پہاڑ ہین۔ جنپر پیادہ کا چڑھنا دشوار ہے۔ سوار تو کیا چڑھے گا۔ اس طرف گنگا
مین بہت سے دریا ملے ہین اور وہ بہت زور سے بہتے ہین۔ اس مرحلہ مین مجلس شورہ
منعقد ہوئی اور یہ قرار پایا کہ پہلے اس عقدہ کی کشائش کا طلبگار ہونا چاہیئے۔ اس نواح
کے زمینداروں نے بتلایا کہ ولایت تیلی ارہ (تیلی یا تیلی) .. مین ایک پوشیدہ راہ ہے جسمین
باربردار چوپایہ تو نہین جا سکتا مگر تیز سوار جا سکتے ہین۔ پس اس راہ سے گڈھی کی فتح کا
ارادہ کیا مجنون خان قاقشال اور قیا خان دونو الگ الگ لشکر لیکر اس طرف روانہ ہوئے یہان
دونو فوجون کے آنے سے گڈھی مین غنیم ایسا ڈرا کہ وہ بے لڑے بھاگ گیا۔ اس طرح گڈھی
جو لڑنے سے بھی کمتر ہاتھ آتی ہے بہ آسانی ہاتھ آ گئی۔ گڈھی کے فتح ہونے سے داؤد بھاگا
ٹانڈہ پہ دریاء گنگ کے دو شقین ہو گئی ہین۔ ایک شعبہ ساتگام کو جا کر ملک اڈیسہ پر منتہی ہوتا
ہے اور دوسرا محمود آباد و فتح آباد و سنار گانو و چٹ گانو کو جاتا ہے۔ داؤد دریا کی راہ سے
ساتگام کی طرف بھاگا۔ کالا پہاڑ و سلیمان و بابو منگلی گھوڑا گھاٹ کو بھاگے۔ منعم خان ٹانڈہ
مین کہ مرکز بنگالہ ہے پہنچا ۔۔۔ اور راجہ ٹوڈرمل بھی یہان آیا۔ انتظام ایسا کیا کہ سب جگہ
بنگالہ مین انتظام ہو جاوے ۔ چارون طرف سپاہ بھیجی محمد قلیخان برلاس کو ساتگام کی

پادشاہ پاس چلے جائین - جنید کے دفعہ کرنے کو دست آویز کورنش بنائین راجہ تو ڈرمل
اپنے عقل و اخلاص کو بہت کام مین لایا مگر وہ سود مند نہ ہوا - خانخانان پاس آدمی
بھیج کر روپیہ منگایا - اور ان زر بندون کو بقدر آرامش روپیہ دیا منعم خان و شاہم خان
و خواجہ عبد اللہ اس لشکر سے آخر لے تو کچھ انتظام ہوگیا - داؤد کے استیصال کے واسطے
یہ لشکر ناخوش راہ نورد ہوا -

داؤد جو اقصائے ہندوستان مین بھاگ گیا تھا - جب اس نے سنا کہ پادشاہ کے
لشکر مین اختلاف ہی اور جہان خان نے جو اسکی طرف اڑیسہ مین ریاست رکھتا ہے
اس کی دلدہی کی تو اس نے لڑنے کے ارادہ سے بغاوت کی - امراء شاہی بردوان سے
نکل کر مدارن کی راہ سے کوچ بکوچ چتوہ مین آئے مگر اعیان لشکر کی پیشانی سے یہ
معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے سے دل چراتے ہین - راجہ نے دور بینی کر کے یہ خیال کیا کہ لشکر کا
حال یہی رہا تو لڑائی کے دن کہ عقیدت اور شجاعت کی جوشش کا زمانہ ہوتا ہے - کام
کیونکر چلے گا - اس لئے اس نے خانخانان کو لکھا کہ اگر آپ اس لشکر سے ملجائینگے تو لشکر
کی بددلی کم ہو جائیگی - خانخانان پاس پادشاہ کا حکم بھی آیا تھا کہ دیدہ وری اور دوربینی
سے مہم کی زبونی کو آسان نہ شمار کرنا - داؤد کے استیصال کی بھی ہمت کرنا تا کہ ایک ہی
دفعہ مین اس ملک کے رہنے والے اسکی شورش سے آسودہ ہو جائین - پادشاہ کے حکم
کے موافق وہ چتوہ مین لشکر شاہی سے آملا - داؤد بہت سا لشکر لیکر ہرپور مین آیا - جو
بنگالے اور اڑیسہ کا برزخ ہے - اس نے مداخل کا استحکام کیا - پادشاہ کے لشکر مین بہت
سے اعیان لشکر اور عموماً سپاہی کوتہی حوصلہ و پستی فطرت و ناشناسائی کار و بداندیشی
باطن اور کاہلی سے اپنی خدمات پر دل نہاد نہین ہوتے تھے اور سب یہ چاہتے تھے کہ صلح
ہو جائے - خانخانان نے کارآگاہون کی انجمن جمع کر کے اول اقبال شاہنشاہی کا
دفتر کھول کر دلدہی اور جگر بخشی مین استادی کی اور بعد ازان اس عقدہ مشکل نما
کی کشایش مین اور ناموس اور دولت کی پاسبانی مین سخن سرا ہوا - ہر ایک نے

یار محمد ارغون قراول موئلعبہ کے نزدیک آیا او بیاخت و تاراج کی اور اسباب اموال بہت
تصرف مین لایا۔ اور بابو ستامو ہاتھی کو اس نے لے لیا۔ ہر چند منعم خان نے اسے طلب
کیا۔ مگر اس نے معذرت کر کے نہ بھیجا اور جھارکھنڈ کی حدود مین جا کر مال جمع کیا۔ اور یہان سے
شہر بلگھتہ تک لوٹتا مارتا جنگل لونی وکنکر مین جہان افغان اپنا بنہ وبار رکھتے تھے پہنچا۔
وہان دست برد کر کے خوب مال مارے۔ اسکی نیت مین یہ تھا کہ جھارکھنڈ سے بھاگ کر بادشاہ
پاس چلا جاؤن اور اپنا جمع کیا ہوا مال مامن مین پہنچاؤن۔ جب وہ تارہ مین آیا تو بہوت
چوہان کی رہنمائی سے جنید نے اس پر شب خون مارا اور سارا اسکا اندوختہ اور مال سوداگری
اور اس قافلہ بزرگ کا اسباب لوٹ لیا۔ چورون پر مور پڑے تو وہ لشکر شاہی مین راجہ
تو ڈرمل پاس آیا۔

محمد قلیخان برلاس ہوشمندانہ داؤد کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ جب ساتگام بیس کوس
رہا تو داؤد بھاگ کر اڈیسہ مین چلا گیا۔ لشکر شاہی بندر ساتگام مین آیا اس نواح کا
انتظام کیا مسرعان راست گو نے اطلاع دی کہ سرہری کہ داؤد کا نفس ناطقہ ہے
نفائس خزانہ کو چھتر مین لئے جاتا ہے محمد قلیخان نے ہر چند سرعت کی کہ اس کو لوٹے۔ مگر
سود مند نہ ہوئی۔ دشمن اپنی سبک پائی سے مامن مین پہنچ گیا۔ اس لشکر کے تمام اعیان کی
رائے یہ تھی کہ اپنی حدود میں آسائش سے رہین۔ اس اثنا مین راجہ تو ڈرمل اس فوج سے
آن ملا۔ اس نے اوڈیسہ کے فتح کرنے اور داؤد کے استیصال کے لئے لشکر کو سختی سے
ہمت افزا اور اخلاص طراز باتین سمجھائین اور اپنی دانش اور بردباری سے محمد قلیخان
برلاس کو چلنے پر آمادہ کیا۔ مگر جب قصبہ مندل پور مین لشکر آیا تو محمد قلیخان کا آخر وقت آگیا۔
پان کھانے سے ایسی حرارت ہوئی کہ وہ بالکل سرد ہو گیا۔ کوئی اور سبب مرنے کا نہین معلوم
ہوا ایک خواجہ سرا غلام کی بد اندیشی پر لوگون ...... کو گمان ہوا۔ اس سانحہ ناگزیر سے
لشکر مین بے انتظامی ہوئی زمانہ کے واقعہ طلبون کا بازار گرم ہوا۔ اکثر آدمیون نے
قیا خان کو جو خانخانان سے رنجیدہ رہتا تھا سردار اپنا کے یہ ارادہ کیا کہ جھارکھنڈ

ان کے سامنے نہ ٹھہرے اور شکست ہوئی۔ شاہم خان کا گھوڑا تلوار کے زخم سے جراح پا ہوا۔ وہ زین سے زمین پر گرا۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر لڑا۔ مگر ایک ہاتھی نے اوس کو زمین پر دے پٹکا اور زمین کا پیوند بنا دیا۔ جب ناظم فوج کا یہ حال ہوا تو گوجر خان نے اس کی ساری فوج کو مار کر ہٹا دیا اور التمش پر جھکا۔ اسکے سردار خان زادہ محمد خان کو ملک بقا کا مسافر بنایا۔ اس سپاہ کو بھی اپنی جگہہ سے مار کر ہٹایا۔ قول پر متوجہ ہوا۔ اور اوس میں ہل چل ڈالدی۔ منعم خانخانان لشکر کی دلدہی کرتا تھا اسکے خود تین زخم لگے لشکر خان اور حاجی خان سیستانی اور ہاشم بھی زخمی ہوئے۔ منعم خان ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اگرچہ سر کا زخم اچھا ہو گیا مگر بینائی میں فرق آگیا۔ گردن کے زخم نے اندمال پایا۔ مگر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکتا کندھے کے زخم سے ہاتھ سر تک نہیں پہنچ سکتا۔ غرض گوجر خان نے بادشاہی لشکر کا خستہ حال کیا اور اوسکو بالکل تاراج کیا۔ اور پکار پکار کر اپنے لشکر کی دلدہی اس طرح کرنے لگا کہ میں نے منعم خان کو زخمی کیا اب امتداد جنگ کس لئے ہے کوشش کرو اور کام ختم کرو۔ اب اسکا لشکر لوٹ پر جھک پڑا اور پریشان ہو گیا کہ اس اثنا میں میا خان اور اسکا بیٹا جو بھاگ گئے تھے پھر کر مرنے پر تیار ہوئے اور خواجہ عبداللہ اور اور سردار آپس میں مل کر آب رفتہ را بجوی آوردند۔ یہ لشکر شاہی لڑ رہا تھا کہ ایک تیر گوجر خان کے ایسا لگا کہ وہ سفیر مرگ ناگہانی ہوا اسکے مرتے ہی اس کے ہمسر اور ہم بازو دل شکستہ ہو کر بھاگے۔ منعم خان بھی جو تین کوس بھاگ کر چلا گیا تھا الٹا میدان جنگ میں آکر لڑنے لگا۔ راجہ ٹوڈرمل اور داؤد کے لشکروں میں لڑائی ہوئی۔ ایک شخص نے راجہ کو منعم خان اور عالم خان کی خبر ناخوش سنائی تو راجہ نے مستقل ہو کر یہ کہا کہ شاہنشاہی اقبال ہمارا یاور ہے۔ اگر ایک مر گیا دوسرا زخمی ہوا تو اس سے لشکر شاہی کو کچھہ گزند نہیں پہنچا اب عنقریب فتح ہوتی ہے شاہم خان بھی شکست پا کر آیا تھا اسکو سید شمس الدین نے تلخ و شیریں باتیں کہہ کر آمادہ جنگ کیا۔ غرض بادشاہ کے لشکر شکست یافتہ نے پھر ہنگامہ کارزار خوب گرم کیا۔ اور داؤد کو بھگا دیا اس کے لشکر کو پریشان کر دیا۔ بہت آدمیوں کا کشت و خون

اپنی شناسائی و مردانگی کے اندازہ اور عقیدتمندی وفراخی حوصلہ کے مقدار کے موافق جواب دیا۔ بعض نے صلح کو جنگ پر مقدم رکھکر سلامت جوئی کی۔ بعض نے محاربت کو مصالحت پر ترجیح دیکر جوہر مردانگی کو دکھایا۔ بعض نے جنگ کو پسند کیا۔ مگر راہون کی صعوبت کے سبب سے تامل کیا۔ بعض نے اپنی شجاعت کے سبب سے مشکل اور آسان کو یکسان سمجھکر پیکار کا شوق ظاہر کیا غرض راجہ تو ڈرمل کی سعی اور منعم خان کی ثبات پائی سے لڑائی کی ٹھیری۔ مگر راہ اور تلاش کی روبرو جانے سے کام مشکل ہوتا تھا۔ الیاس خان لنگاہ اس ملک کی راہون سے خوب واقف تھا۔ اس نے ایک آسان رستہ بتلایا۔ اور کارطلب ملازمون نے اس رستہ کو صاف کرکے آسان گذار بنایا۔ اس راہ سے چستی و چالاکی سے لشکر ملک اڈیسہ مین آیا۔ داؤد کی ساری تدبیرین جو استحکام راہ کے لئے تھین وہ بیکار تھین وہ پھر کر بیکار پر آمادہ ہوا اور مقام تکروہی مین دونون لشکرون کا آمنا سامنا ہوا۔ طرفین سے دلاورون اور نام آورون مین تلوار چلنے لگی۔ جمعہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۸۲ھ کو داؤد کو شکست ہوئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ منعم خان نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ قول کا انتظام خود لیا۔ لشکر خان و ہاشم خان و محسن خان کو اپنا شریک بنایا۔ شجاعت خان و خان زادہ خان سے التمش کو رونق دی (التمش ایک ترکی لفظ ہی جسکے معنے ساٹھ کے ہین مگر اس فوج کو کہتے ہین جو ہراول اور سپہ سالار لشکر کے درمیان ہوتی ہے) فوج ہراول خان عالم کو اور برانغار شاہم خان جلائر اور جرانغار اشرف خان و راجہ تو ڈرمل کو سپرد کی۔ سپاہ مخالف مین۔ قلب لشکر مین داؤد اور میمنہ مین سکندر برادر خان جہان اور میسرہ مین اسمٰعیل خان اور مقدمہ مین گوجر خان منتظم تھے۔ خان عالم اپنی نوجوانی سے میدان جنگ مین سب سے آگے بڑھکر تلوار چلاتا تھا وہ اب بھی بہت آگے بڑھ گیا۔ خانخانان نے درشت گوئی کرکے اسکو واپس بلایا۔ ابھی بادشاہی لشکر مین انتظام نہین ہوا تھا کہ گوجر خان لپنے سب باتیزرو ہاتھیون کو آگے اور سپاہ کو پیچھے رکھکر لڑنے آیا۔ ان ہاتھیون کے دانتون اور سروگردن مین درندے جانورون کی سیاہ اور ہراؤنے پوست لگا دئے تھے جس سے انکی شکل عجیب ہو گئی تھی۔ بادشاہ کے ہراول کے گھوڑے

نا سا ب پیکار نہ جائے گریز۔ داؤد کو متواتر شکستین ہو چکی تھین گوجر خان اسکا وزیر مارا گیا تھا۔ اس لئے اس نے مکرو فریب سے عجز وزاری کے ساتھ صلح کی درخواست کی فتو و شیخ نظام کو بھیجا جو یہ فریب کار و جادو منش لشکر منصور کے سردارون کو زرو سخن سے صلح پر لائے۔ ان کمبخت سردارون نے داستان مصالحت کو غنیمت جانا اور اس کو اپنے مزید اعتبار کا ذریعہ جانا راجہ تو ڈرمل حقیقت کار سے آگاہ تھا اس لئے بہت ہاتھ پانؤن مارے کہ صلح نہ ہو مگر غرضمندون نے اس کی ایک نہ سنی داؤد کے پیغام کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانون کا تباہ کرنا اچھا نہین ہے۔ بندون اور نوکرون کی طرح بادشاہ کی خدمتگاری کے لئے بندہ حاضر ہے۔ مگر التماس یہ ہے کہ مملکت وسیع بنگالہ مین کچھ جگہ مجھ بھی ملجائے کہ اوقات گذاری اپنی جماعت کے ساتھ ہوجاے مین اس پر قانع ہوکر کبھی سرکشی نہین کرونگا۔ امراء نے ان شرائط کو خانخانان سے عرض کیا۔ اس نے امراء کی ملتمس کو اس شرائط سے منظور کیا کہ داؤد میرے پاس آئے اور میرے پاس اپنے عہد و پیمان کو سوگند سے موکد کرے۔ داؤد نے اس شرط کو قبول کیا۔ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ خانخانان نے ہاشم خان کو بھیجکر شرائط صلح کی تنقیح کرائی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول داؤد بادشاہ کی نوکری تسلیم کرے اور نامور ہاتھی اور پیشکش درگاہ والا مین بھیجے اور کچھ دنون کے بعد خدمات پسندیدہ کرکے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو اور بالفعل اپنے معتمد خویشون مین کسی کو درگاہ والا مین بھیجدے داؤد نے شرائط منظور کرلین۔ غرہ محرم ۹۸۳ھ کو داؤد مع اپنے امراء کے خانخانان کے خیمہ مین آیا۔ اسکا استقبال اور اعزاز و احترام کیا گیا۔ داؤد نے کمر سے تلوار کھولکر خانخانان کے آگے رکھدی۔ جسکے معنے یہ تھے کہ مینے سپہ گری کو چھوڑا اور اپنے تئین بادشاہ کے حوالہ کیا۔ جو بادشاہ کا دل چاہے اسکے ساتھ سلوک کرے طبقات اکبری مین لکھا ہے کہ اس نے یہ کہا کہ آپ جیسے عزیزون کو زخم پہنچایا ہے اس لئے مین سپاہ گری سے بیزار ہون۔ خانخانان نے تلوار لیکر اپنی خواص کو

تین دن روز تک ہوا اور خون سے صحرا لالہ زار بنا۔ رزم کی بزم میں بہت سے دلیر ایسے مست پڑے تھے کہ کبھی ہوشیار نہ ہوئے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ لگی۔ خانخانان کو ناامیدی کے بعد ارجمندی حاصل ہوئی۔ اس کے زخم نصرت کے مرہم سے بھر گئے۔ اگرچہ بنگالہ پہلے بھی بادشاہ کے تصرف میں آگیا تھا مگر حقیقت میں آج کے روز سے سمجھنا چاہیئے کہ یہ وسیع ملک فتح ہوا۔ منعم خان اسیرون کے جمع کرنے میں غصے کو کام میں لایا اور انکو قتل کیا اور ان کے سرون کے آٹھ مینارا اونچے اونچے بنائے۔ لشکر خان نے جو لڑائی میں زخمی ہوا تھا اس کی بے پروائی سے نقاہت اُس پر غالب ہوئی اس نے قالب خالی کیا۔ یار محمد ارغون جسکا پہلے حال لکھا ہے کہ فیل اپار اسکو ہاتھ لگا تھا جسکو منعم خان نے طلب کیا وہ اس نے نہ دیا تھا اور اپنی نیکوکاری کو خودرائی سے برباد کیا تھا اس لڑائی میں بھی اس نے بعض ملازمون سے غنائم کے چھیننے میں زیادتی کی۔ اس گروہ نے اپنی داد طلب کی۔ منعم خان کے دل میں پہلے ہی اس سے کینہ تھا اس کو ایسا پٹوایا کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس پر یہ ظلم ہوا۔

منعم خان نے داؤد کے تعاقب میں شاہم خان جلائر اور راجہ ٹوڈرمل کو بھیجا جب وہ قصبہ بھدرک میں پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ جب داؤد بھاگا جاتا تھا تو جہان خان مدارا دلدہی کر کے اُس کو کٹک میں لے گیا جو اس دیار میں بڑا مضبوط قلعہ ہے اس ملک کے آدمی اسکے گرد جمع ہوئے اور ان لوگون کو یہ خیال تھا کہ اگر بادشاہی لشکر ادھر آئے تو اس سے میدان رزم گرم کیجئے اور جو شکست پہلے ناگہانی ہوگئی ہے اسکا عوض لیجئے اس خبر کو سنکر لشکر شاہی میں سراسیمگی پھیلی ہر چند راجہ ٹوڈرمل نے لشکر کو تسلی و تسکین دی مگر کارگر نہ ہوئی اس لئے راجہ نے خانخانان کو لکھا کہ اگر یہ سپاہ لڑائی میں کام نہ کریگی تو بڑی دشواری پیش آئیگی اس لئے آپ اس کام کا اہتمام اپنے ذمہ لازم جانیں بے توقف یہان تشریف لائیے خانخانان کے زخم باوجودیکہ بھرے تھے مگر وہ سنگاسن میں بیٹھکر اس شہر میں آیا۔ کچھ اپنی بخشش و بخشایش سے کچھ غصہ کی نگاہ سے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا جس سے حصار حصین میں افغانون کو لغزش ہوئی۔ نہ سامان قلعہ داری

منعم خان اور داؤد کی ملاقات ۹۸۲ھ

اس خدمت پر فرحت خان کو نامزد کیا اور مظفر خان کو ہمراہ کیا اور بڑے بڑے
امیرون کو لکھا کہ اس کی کمک کرین۔ مظفر خان نے اپنے اندوختہ سے لشکر کا سامان
درست کیا۔ جونڈہ اور سہسرام کو کہ بادشاہ نے اب تک کسی کو جاگیر مین نہین دی تھی
تھے۔ اپنی شجاعت سے اُن پر قبضہ کیا اور اپنا سامان مہیا کیا۔ بہادر خان پسر
ہیبت خان قلعہ رہتاس سے نکل کر شورافزا ہوا مظفر خان نے تیزدستی کر کے
اسکے مال منال اور ہاتھی چھین لئے۔ اس زمانہ مین اور امراء قلعہ رہتاس کے محاصرہ
مین مصروف ہوئے۔ کچھہ عرصہ گذرا تھا کہ بادشاہ کا فرمان مظفر خان پاس آیا
کہ اگر وہ اور ملازمون کے ساتھہ اتفاق کر کے قلعہ کے تسخیر کی میعاد مقرر کر سکے تو اس
کام مین مصروف ہو۔ اور اگر اسکا تعہد نہ کر سکے اور اس کی تسخیر مین زمانہ دراز
لگے تو صوبہ بہار کے تمام متمردون کی سزا مین تگاپو کر کے ہمارے پاس چلا آئے
جو سرکش تجھہ سے التجا کرے اوسکو بخشش و بخشایش سے سربلند کرے اور جو نہ
کرے تو اسکو ایسی مالش دے کہ اورون کو عبرت ہو۔ مظفر خان نے اس فرمان کی
جواب مین عرض کیا کہ قلعہ گیری کا اسباب لشکر مین موجود نہین ہی اس لئے مین
کوئی تعہد نہین کر سکتا۔ مناسب یہی ہے کہ اس عرصۂ دلکشا کو ناسپاسون کے خار و خس سے
پاک کرون۔ بعد ازان وہ لشکر کو لے کر اس خدمت پر مستعد ہوا۔ بادشاہ جو لشکر
چھوڑ گیا تھا اوسکو ساتھہ لیا محسن خان و آفاق و عرب بہادر جو منعم خان کی جاگیر کا
اہتمام رکھتے تھے اس کے ساتھہ شریک ہوئے اور اہنون نے شائستہ کام کئے اور
سارے صوبے مین متمردون کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم لور سے آدم خان ٹیپی اور
چرکان (جرکان) سے دریاخان کاشی بے جنگ بھاگ کر جھار کھنڈے مین چلے گئے
جب اس ملک مین کوئی کام باقی نہین رہا تو منعم خان کے گماشتون کو
مظفر خان کی روز بہی پر حسد ہوا اس لئے بے آزرمی سے اوسے رخصت کیا اس کی جاگیر
کوئی معین نہ تھی اس لئے جونڈہ اور سہسرام کو معاودت کی۔ خداداد برلاس اور خواجہ

سپہر گردی کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا۔ دونون نے کھانا پر تکلف ساتھ بیٹھ کر کھایا۔ غرض عہد و پیمان قسم کے ساتھ ہوئے صلح نامہ لکھا گیا۔ بعد اسکے خانخانان نے پادشاہ کی طرف سے ایک خلعت و شمشیر و کمر مرصع اسکو پہنایا۔ داؤد نے اپنی فروتنی دکھانے کے لئے دار الخلافہ کی طرف سجدہ کیا۔ اس دیار کے نفائس امتعہ و شرائف اسباب و نامور ہاتھی اور بہت سا خزانہ پیشکش کے طور پر دیا۔ شیخ محمد پسر بایزید کو جو اسکا بھتیجا تھا۔ پادشاہ کی خدمت کے لئے ہمراہ کیا۔ غرض اس روز خوب جشن ہوا اور جب وہ رخصت ہوا تو بعض محال اڑیسہ اس کو تیول مین دے گئے۔ راجہ تو ڈرمل اس صلح کو پسند نہین کرتا تھا۔ اس نے نہ اس صلحنامہ پر دستخط کئے نہ وہ اس مجلس مین حاضر ہوا وہ فکرمند ہی رہا۔

گھوڑا گھاٹ کی شورش سنہ ۹۸۳ھ —

گھوڑا گھاٹ کی سوانح شورش کا حال یہ ہے کہ جب خانخانان کٹک کو روانہ ہوا تو جلال الدین سور کی اولاد کالا پہاڑ و بابو منگلی نے زمینداروں کے ساتھ اتفاق کرکے شورش برپا کرکے قاقشالوں پر گرے۔ قاقشال لڑے مگر ذلیل ہو کر وہان سے نکالے گئے اور گھوڑا گھاٹ کی ولایت پر افغان متصرف ہوئے اور قاقشال کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑے کہین انکا پانو جمنے نہ دیا وہ حوالی ٹانڈہ مین رہے خانخانان جلد غنیم کے روبرو آیا۔ دریائے گنگ کے دو شعبے ہوتے ہین وہان ایک پل باندھا اور دوسرے پل کے باندھنے کی تیاری تھی کہ غنیم کے پیر اکھڑے اور بھاگے۔ خانخانان حدود ٹانڈہ تک آیا۔ یہان سے لشکر کو بسرکردگی مجنون خان ولایت گھوڑا گھاٹ مین بھیجا اس نے اس ملک کو فتنہ پردازون سے خالی کرکے لیا۔ مخالف پریشان ہو کر جنگلوں مین ناپدید ہوئے۔

صوبہ بہار کی سوانح اور مظفر خان کی کار افزائی - پادشاہ کی یورش سنہ ۹۸۳ھ —

پادشاہ کو قلعہ رہتاس کی تسخیر منظور تھی۔ یہ قلعہ متانت مین بے نظیر تھا۔ اس کے اوپر بہت سے دہات آباد تھے وہان زراعت ہوتی تھی جس سے قلعہ کے نگہبانوں کو کافی آذوقہ ملتا تھا۔ خوش گوار چشمے اس مین جاری رہتے تھے۔ باوجودیکہ وہ پہاڑ پر تھا مگر اس مین پانی تھوڑی دور پر کاوش سے نکل آتا تھا۔ اس قلعہ کو ہیبت خان کررانی اور اسکے بیٹے بہادر خان استحکام دے کر خواب غفلت مین پڑے سوتے تھے کہ پادشاہ نے

اور افزونی اہتمام کا سبب ہو۔ پہلے اس سے کہ ان خودسرون سے جنید ملتان کا
کام تمام کیا جاوے۔ یہ تو معلوم نہین کہ دس روز مین اس نواح مین جنید آئیگا۔ مگر یہ امید ہے
کہ ایک روز مین دشمن پراگندہ کر دئیے جائینگے اس سے لشکر کی شکستہ ہمت مین توانائی
آئی۔ وہ اس ملک کے راہ شناسون سے راہ پوچھ کر گریوہ مین لشکر کو مرتب کرکے لیگیا
اور خواجہ شمس الدین کو سپاہ کے ساتھ دشمن کے عقب مین بھیجا۔ دشمن نے جب دیکھا کہ غنیم کی سپاہ
نے آگے اور پیچھے آکر گھیر لیا تو وہ بھاگا لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ لگی امراء نے تعاقب
کیا۔ دشمن نے گریوہ آرام پور مین جو جھارکھنڈ کی اعمال مین سے ہے جا کر لشکر کو مرتب کیا
اور وہان سے وہ پھرا۔ ان مین عمدہ سردار آدم خان بٹنی پسر فتح خان و دریا خان کاکر
اور جلال خان سور و حسین خان و غازی خان و یوسف بٹنی و عمر خان کاکر اور محمود کاسو کھی
مظفر خان نے بھی میدان کارزار کو آرایش دی۔ جنگ عظیم ہوئی حسین خان و غازیخان و
جلال خان سور ہلاک ہوے۔ آخر کو جب افغانون کا ہاتھ نہ چل سکا تو پاؤن سے کام لیا بھاگ
نکلے۔ بادشاہی فوج کو فتح ہوئی اور وہ اپنی جگہ پر چلے گئے۔

افغان اور مظفر خان کی لڑائی کا بیان ۹۸۲ھ

جنید جسنے بہار کا قصد کیا تھا جب اس واقعہ کا حال سُنا تو اس نے کچھہ توقف کیا
پھر بہار مین جا کر شورش مچائی۔ اس دیار کے امراء پٹنہ مین جمع ہوے اور مظفر خان سے
دوستانہ خط و کتابت کرکے اوس سے امداد چاہی۔ ان دنون بادشاہ نے اس کو
جاگیر مین غازی پور مرحمت کیا تھا اس سے اور بھی اس کا دل بڑھ گیا تھا فتنہ انگیزون
کی استیصال مین اور زیادہ کوشش کرنے لگا۔ اور پن پن کا پل باندھ کر پار گیا۔
اس اثنا مین خانخانان کا پیغام مظفر پاس آیا کہ جنید سے لڑنے مین شتابی نہ
کرے مین خود آتا ہون۔ امراء نے اپنی عزیمت کو فسخ کیا مظفر خان نے داستان موعظت
اور کارستان حالت کی تنقیح تفصیل کے ساتھ کی مگر سودمند نہ ہوئی۔ یہان کے پھر جانے
سے آزردہ خاطر تھا وہ ایسا طالب تھا کہ جنید سے تنہا لڑنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر
حاجی پور کی شورش برپا ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ اس طرف اُس کو جانا پڑا۔ یہان

شمس الدین نے اس کی رفاقت کی۔ اثناء راہ مین آ سے معلوم ہوا کہ ان دونو قصبون پر اہل ہتاس نے قبضہ کر لیا ہے۔ اپنی شمشیر و تدبیر سے ان قصبون کو دشمنون سے چھین لیا کچھ اپنے اندوختہ سے کچھ ادھر ادھر کی لوٹ مار سے اپنا کام چلایا کہ ناگاہ بہار مین شورش برپا ہوئی اور اس ملک کے ناظمون نے مظفر خان کو بلایا۔ اس نے انکے پہلے سلوک پر نظر نہ کی۔ وہان دوڑ کر خدمات شائستہ بجالایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ خان خانان نے بہیرہ کہ ولایت بہار اور جھارکھنڈ کے درمیان مین ہی عرب بہادر کو منتظم مقرر کیا تھا۔ حدود جھارکھنڈ سے حاجی خان و غازی خان دو بھائی افغانون کو ساتھ لیکر نکلے اور قلعہ بہیرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل قلعہ کو شربت واپسین چکھایا۔ عرب بہادر بھاگ گیا۔ اس صوبہ کے امراء جمع ہو کر شورش کے مٹانے کے درپے ہوئے۔ افغان کوہستان کی تنگناؤن مین چلے گئے امراء نے انکی برابر جاکر توقف کیا۔ اب نہ الٹے جانے کو نہ آگے بڑھنے کو مصلحت سمجھتے تھے۔ ایک دن افغانون نے گربوہ مین راجہ بھگونت داس کے ملازم تین سو راجپوت اور انکے سوا اور جوان مردانہ گھس گئے یہ احمقانہ کام انکا سرسبز نہ ہوا۔ ہزیمت اوٹھائی۔ تین بڑے سردار اور سو آدمی اس لڑائی مین کام آئے اس واقعہ سے امراء کے استقلال مین بھی خلل آیا۔ ناگزیر اپنے پہلے ناہموار سلوک سے شرمگین ہو کر کاردانون کو بھیجا اور مظفر خان سے استمداد چاہی۔ یہ عالی ہمت لشکر کو لیکر آ موجود ہوا اعیان لشکر کی عزیمتون مین منعم خان کی تحریر کے سبب سے فتور آگیا تھا۔ اس تحریر کا خلاصہ تھا کہ جھارکھنڈ کی راہ سے جنید بہار کی طرف جاتا ہے۔ تنگری بردی بہت سے لشکر کے ساتھ اس کام کے لئے مقرر ہوا ہے مگر جبتک کمک نہ پہنچے وہ جنگ پر مبادرت نہ کرے اور محمد خان گکھر کے مارے جانے کا اور یار محمد قراول کے لٹ جانے کا..
حال اس مین لکھا ہوا تھا۔

مظفر خان نے ثبات پائی اور دلدہی مین کوشش کر کے اس تحریر کا جواب لکھا کہ عقل و دین کا مقتضا یہ ہے کہ جو سرگزشت گزری ہے وہ پیکار مین مزید دلیری

لشکر مین جا پہنچا جس نے تردد دور کیا۔ خداداد برلاس و مہر علی تین سو سپاہ کے ساتھ
دریا سے پار ہو کر روبراہ ہوئے۔ دشمن سے لڑائی شام تک ہوئی رات کو دشمن بھاگ گیا۔
شکست کے بعد فتح سے لشکر شاہی مین غوغا و جوش ہوا افغان بھاگ کر تاج خان
بنوار پاس گئے اس کی تدبیر کے موافق فتنہ انگیز ہوئے مال اور سپاہ کی افزونی
سے اور عقل کی کمی سے لڑنے پر تیار ہوئے۔ مظفر خان نہایت احتیاط سے آب
مدھ گنڈک سے پار گیا اور اسباب نبرد کو فراہم کرنے لگا۔ وہ ایسی جگہ اُترا کہ جسکے
تین طرف پانی تھا اور ایک طرف دلدل افغانون نے اسکے لشکر کے گرد دائرہ بنایا۔
مگر یہ جگہہ ایسی قابو کی تھی کہ وہ ناکام رہے۔ جتنی کوشش ہوتی تھی اتنی ناامیدی بڑھتی
تھی۔ اب مظفر خان کا لشکر ایسا بڑھتا گیا کہ اس نواح کے زمیندار اس کے طرفدار
ہوتے گئے۔ پل بنایا خندق کھود کر ایک پناہ بنائی۔ اس کی آڑ مین لشکر کو مرتب کیا
پل پر سے لشکر گذرنے لگا۔ تو افغانون کے لشکر نے اس پر حملہ کیا۔ پادشاہی پیادے
بھاگے۔ تو سوارون کا دل بھی چھوٹا۔ بھاگنے والون کے صدمون سے پل ٹوٹا۔ تین سو
پیادے و سوار دریا مین ڈوبے۔ خواجہ شمس الدین و خداداد برلاس دشمنون پر ..
تیراندازی کرتے تھے کہ ایک تیر حسین خان کے گھوڑے کے لگا وہی سپاہ کا سردار
تھا وہ گھوڑے سے گرا کہ افغانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ پھر شیر مردون نے پل بنایا
اور اوس سے لشکر کو اُتارا۔ افغان بھاگ کر تاج خان کی قلبگاہ مین گئے مظفر خان
نے انکا تعاقب کیا۔ انکے قریب پہنچا۔ اکثر اعیان افغان خندق کی جا کو تلاش کرتے
تھے۔ انکو خبر نہ تھی کہ دشمن کا لشکر قریب آگیا ہے۔ ناگاہ مظفر خان کے آدمی ان کی
سر پر پہنچے وہ بھاگے بہت سے مارے گئے۔ ان مین سے تاج خان بنوار کا سر
حاجی خان پہلوان کاٹ کر لایا۔ اور جمال خان غلزئی زندہ گرفتار ہوا۔ اور بہت سے
اسیر شمشیر اور گرفتار کمند ہوئے۔ رات کی تاریکی اور درختون کے جھنڈون نے لشکر
شاہی کو انکے منازل پر جانے نہ دیا۔ مگر بہت سے بہادرون نے اس سرزمین مین

اس کی طرف سے میر محمود دستو کشتی انتظام کرتا تھا اس کو اور سو آدمیون کو تاجخان جو آ
و فتح خان موسی زئی و شہباز خان بحری و سلیمان بنوارا و رہان رائے نے مار ڈالا و و ....
خداداد برلاس اور عرب اور خواجہ شمس الدین کے ساتھ حاجی پور کی طرف گیا۔ دشمن کے سامنے
سے جانا دشوار تھا اس لئے وہ قصبہ سوانہ مین گنگا سے اُتر گیا اور حاجی پور اور اوس کے
درمیان دریائے گندک طغیانی پر تھا۔ اودی کرن زمیندار چنیارن اس کے دوستون
مین ہو گیا۔ اسنے اپنے برادری کے آدمیون سے کشتیان دلوائین اور آسان راہ
بتائی مظفر خان نے تین سو سپاہی بسر کردگی قاسم علی سیستانی اور عرب بہادر کے
اس راہ سے بھیجے۔ جب اسکے پہونچنے کی خبر آگئی تو وہ کشتیون مین لشکر کو خود سوار کر کے غنیم
کی برابر آیا۔ افغانون نے تیرون بندوقون سے بہت کچھ زور مارا مگر آخر کو بھاگنا
پڑا۔ حاجی پور فتح ہوا اور بہت سی غنیمت مظفر خان کو حاصل ہوئی۔ اس کو معلوم ہوا کہ
نہر بدھہ گندک کے اس طرف فتح خان موسی زئی و جلال خان عربی و سلیم برمیہ اور ستری
اوجہیری اور بہت سے افغان شورش برپا کرنے کے لئے جمع ہین مظفر خان اپنی کاہلی
اور دوربینی کے سبب اس گروہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ وہ خود چند آدمیون کو لیکر
ندی پر گذرگاہ کی تجویز کرنے گیا۔ اس ندی کا عرض بہت کم اور عمق بہت زیادہ تھا سامنے
دو سو سوار نظر آئے۔ ان سے لڑنے کے لئے خواجہ شمس الدین و عرب بہادر کو اشارہ کیا
وہ گئے کہ دشمن نے کمک طلب کی مگر اس فوج کو دیکھکر اپنے لشکرگاہ مین وہ چلا گیا مگر جب
کمک ان پاس گئی تو وہ پھر لڑنے کے لئے آیا۔ مظفر خان بھی اپنے لشکر سے جا ملا۔ مگر اسکی
سپاہ تھوڑی سی لڑکر بھاگی اور بہت سی دریا مین غرق ہوئی۔ مظفر خان بھی دریا کی
موج خیزی مین جانا چاہتا تھا کہ خواجہ شمس الدین اسکی باگ پکڑ کر کوہستان کی طرف لیگیا
غرض مظفر خان کا حال نہایت تنگ ہو گیا پچاس آدمیون کے ساتھ دامن کوہ مین وہ
پڑا تھا۔

لشکر شاہی مین مظفر خان کے مارے جانے کی شہرت ہو گئی مگر اس کا ایک قاصد

دارالملک تھا۔ اس کو افغانون نے اس لیے کہ اس کی آب و ہوا انکو ناموافق تھی چھوڑ کر خواص پور ٹانڈہ کو اپنا دارالسلطنت بنایا تھا۔ منعم خان نے اس نظر سے کہ گھوڑاگھاٹ خود فتنہ اندوزون کا سرچشمہ ہے لشکر کے قریب ہو جائیگا۔ اور ان حدود کی شورش بالکل فرو ہو جائیگی اور اس لکھنا جگہ مین عمدہ قلعہ موجود ہے اور بڑی بڑی عمارات بنی کھڑی ہین حکم دیدیا کہ تمام آدمی اور سپاہ اور رعیت خواص پور ٹانڈہ کو چھوڑ کر گور مین آباد ہون۔ مگر اس سے وہ غافل تھا کہ تداول روزگار اور خرابی عمارات سے اس جگہ کی ہوا مین خواص سمیت آگیا ہے۔ خصوصًا یہ سمیت او زیادہ ہو جاتی ہے کہ برسات کا موسم ختم ہوتا ہے۔ اور بنگالہ کے اکثر حصہ پر پانی پھر جاتا ہے ہر چند حقائق شناسون نے اسکو سمجھایا۔ مگر اس نے عام پسند توکل اختیار کرکے شہر گور مین ایک خلق کو گور مین سلایا۔ توکل کے معنے یہ ہین مراتب تدبیر و فروغ خرد کو کہ عالم اسباب کے نگہبان ہین ملحوظ کرکے اسکی کارسازی کو خدا کے حوالہ کرے۔ نہ عقل صواب اندیش و اسباب ظاہر کو ترک کرے اسی سبب سے بہت سے امیر کہ جنمین سے ہر ایک معرکہ آرائی کے لائق تھا۔ بستر خواب پر ہم آغوش نیستی ہوئے اور عام آدمیون مین موت کا بازار گرم ہوا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ مردون کے دفن کرنے سے آدمی عاجز ہو گئے اور پانی مین بہانے لگے اگرچہ اس سال مین تمام دنیا مشرق مین تندباد فنا چل رہی تھی۔ مگر اس شہر مین اسکا طوفان اٹھ رہا تھا۔

خان خانان اپنی بات پر ایسا اڑا کہ اس مرگ عام سے خبر نہ ہوا کہ اس اثنار مین خبر مشہور ہوئی کہ جنید نے بہار مین فتنہ برپا کیا۔ اس بہانہ سے گو کے گورستان سے آدمیون کو نجات ہوئی۔ تعجب ہے کہ اس طوفان وبا مین منعم خان تندرست رہا ــــ مگر ٹانڈہ مین جاکر رجب المرجب ۹۸۳ھ کو تھوڑی بیماری سے پیمانہ حیات اوسکا لبریز ہوا۔ اس لشکر کی جمعیت مین خلل عظیم واقع ہوا۔ اگرچہ اولیاء دولت نے شاہم خان کو سردار بنایا۔ اور اعتماد خان خواجہ سرا کو کارساز اپنا کیا۔ مگر اعیان لشکر کی بے اتفاقی اور اکثر کی وہم گرائی اور عام مصلحت بینون کی کوتہ حوصلہ اور ارباب نفاق کی شعلہ افروزی نے کسی ایک بات پر مشورہ نہ دیا۔ خیر اندیشون کی شمع افروزی سے نور یکجہتی نہ چمکا۔ جب داؤد نے

غنیمت پائی صبح کو لشکر اپنی منازل پر آیا دولت کے آنے سے پہلے دریا پر بھاگ
چلے گئے تھے اس دریا کو وہ اپنی پناہ سمجھتے تھے مگر اس نے انکو ہلاک کیا۔ بہت سے
غرقاب ہوئے وہ نکل کر ساحل نجات پر پہنچے وہ پریشان و پراگندہ ہوگئے۔ کچھ دریا میں
ڈوبے۔ کچھ ادھر ادھر پراگندہ ہوئے۔ انکا سارا گھربار لٹا۔

جب اس یورش سے تسکین ہوئی تو ستری و چتری نے افغانون سے اتفاق
کر کے ولایت بگرہ (نگرہ) پر تصرف کیا۔ اس ملک کا طول تیس کوس اور عرض
بیس کوس منگیر کے محاذی ہے۔ درمیان مین گنگا موج خیز تھی۔ مظفر خان نے
وزیر جمیل و خداداد برلاس و خواجہ شمس الدین اور بعض امرا کو انکے استیصال کے لئے بھیجا
لڑائی ہوئی فتح خان کہ مخالف گروہ کے اعیان کا سردار تھا مارا گیا اور اناسی آدمی
اور مارے گئے۔ اور اس ملک پر قبضہ شاہی ہوگیا۔

منعم خان نے جب مظفر خان کی فیروزمندی دیکھی تو اس نے یہ چاہا کہ وہ یہان
پر نہ رہے۔ پادشاہ پاس چلا جائے۔ اس پاس حکم تھا کہ جب چاہے مظفر خان کو پادشاہ
پاس بھیجدے۔ اب اس نے لکھا کہ یہان سے پادشاہ پاس چلے جاؤ۔ مگر اس وقت
اس پاس پادشاہ کا یہ حکم آگیا کہ وہ ان حدود کی خدمات مین سرگرمی کرے
اور جب تک ہم نہ بلائین وہ نہ آئے۔ گو منعم خان اس کو ہمارے پاس آنے کو
کہے۔ جیسا وہ خانخانان کی تحریر سے پژمردہ خاطر ہوا تھا۔ ایسا ہی وہ پادشاہ
کے فرمان سے شادمان و شگفتہ خاطر ہوا حاجی پور مین جا کر بساط انبساط بچھایا۔
پادشاہ نے اس ملک وسیع کی حراست گذر ہو سے گڈھی تک اسکی تدبیر و شجاعت
کو تفویض کی اور حکم دیدیا کہ سپاہ مین سب چھوٹے بڑے اس کی صلاح پر چلین
وہ قوانین سلطنت اور احکام خلافت کا پابند ہو کر عدالت پیرا ہوا۔

داؤد کے ساتھ منعم خان صلح کر کے گھوڑاگھاٹ دوڑا گیا۔۔۔۔۔۔
اور اس طرف کے فتنہ کو فرو کر کے وہ شہر گور مین آیا۔ یہ شہر پہلے زمانہ مین۔۔

خان جہان کو احکام خلافت کا کار فرما جانین اور اسکی صلاح دید کو ہماری مرضی سمجھین اور ملک کی فتح اور آبادانی مین تگاپو کرین۔ امرا بنگالہ صوبہ بہار مین بھاگل پور کے حوالی مین پہنچے تھے۔ کہ خان جہان لشکر لے کر وہان آ گیا۔ یہ اہل غرض سراسیمہ ہوئے کہ نہ رائے برگشتن و ہمراہی گزیدن نہ روئے تافتن و عزیمت درگاہ نمودن اکثر نے شرم کے ساتھ خوب توضیح سے کہا کہ ہمکو یہ ملک نا سازگار ہے۔ اور اس دیار کی ہوا مسموم ہے۔ ہزارون آدمیون کی جان لے چکی ہے۔ ہم معاودت نہین کرینگے بعض نے یہ فتنہ اٹھایا کہ مذہب کو چھیڑا کہ خان جہان قزلباش ہے اور ہم اس کی سرداری نہین قبول کرینگے۔ راجہ تودڑمل کی تدبیر افزائی اور خان جہان کی فراخ حوصلگی نے سب کو خاموش کر دیا اور سب نے اوسکی ہمراہی کو قبول کیا۔ اسماعیل قلیخان نے پیش دستی کی کہ وہ گڈھی کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ داؤد نے یہان تین ہزار آدمی معین کئے تھے اور ایاز خاصہ خیل کو یہان کا منتظم بنایا تھا۔ اس کو لشکر شاہی نے زندہ گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ داؤد کو یہ خیال نہ تھا کہ پادشاہی لشکر ایسا جلد آ جائیگا اب وہ اپنی چارہ گری مین مصروف ہوا۔ اک محل کو اپنا معسکر بنایا جسکی ایک طرف دریا حصار بنا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف پہاڑ تھا جو کسی کو جانے نہ دیتا تھا۔ آگے دلدل تھی جسنے رستہ بند کر رکھا تھا قطع نظر اس سے کہ وہ پناہ استوار تھی ولایت بنگالہ کی پیشگاہ تھی۔ چنانچہ اس مرحلہ دشوار گذار کے بیٹھنے والے جیسے حوادث سے محفوظ رہے ایسی ہی بالفعل یہ مملکت لشکر کی بے سپری سے عموماً محفوظ رہی۔ خانجہان نے دشمن کی برابر صفوف نبرد کو آمادہ کیا لیکن عوائق مکانی اور زمانی نے عرصہ مبارزت کو آراستہ نہ ہونے دیا۔ ہر طرف سے جوانمرد آنکھ سرفشانی اور جانفشانی کرتے جس سے انکی مردانگی ظاہر ہوتی پادشاہ پاس یہ پیغام آیا کہ اگر کوئی تازہ فوج کمک کو جلد بھیجی جائے تو بنگالہ کی فتح دلخواہ ہو جائے۔ ورنہ پھر برسات کا موسم آتا ہے جو بنگال مین طوفان مچاتا ہے۔

بہار کی تسخیر پر مظفر خان کا مامور ہونا ۔ سنہ ۹۸۲ ۲۱

پادشاہ نے مظفر خان اور تمام امراء صوبہ بہار کے نام حکم بھیجدیا کہ اس ملک کی سپاہ

یہ قضیہ سنے تو اس نے صلح کی پردہ کو اٹھا دیا اور شکست عہد کیا۔ نظر بہادر کو جو قصبہ بھیدرک میں محاصرہ کرلیا۔ عہد و پیمان کرکے اس کو مار ڈالا۔ مراد خان جلیسر سے بہت ہار کے بے آویزش کے ٹانڈہ میں آیا۔ شاہ بردی اس صوبہ کے کارخانہ کشتی اور توپخانہ کا سربراہ تھا اس سے عیسٰی خان زمیندار لڑا۔ اگرچہ شاہ بردی کو فتح ہوئی مگر توہم کے وفور سے اس سرزمین کو چھوڑ کر توپخانہ اور نوارہ سمیت امراء سے آن ملا۔ غرض امراء پادشاہی کہ ٹانڈہ میں تھے ان کا کوئی معتبر سردار نہ تھا وہ اس ملک کو خالی چھوڑ کر حاجی پور میں چلے آئے۔ سپاہ کے افسر دربار سے ایسے دل گرفتہ ہوئے کہ گنگا پار شہر گور میں آئے۔ اصل میں سب کی نیت میں یہ تھا۔ کہ اس طرح اپنے اندوختوں کو اس دیار سے نکال لیں۔ اس لیے بات انہوں نے یہ بنائی کہ دریا کو بیچ میں ڈال کر ہم جنگ پر دل نہادہ ہوتے ہیں اور حدود گھوڑا گھاٹ کے آدمی بھی ہم سے ملجائیں گے۔ جب دریا سے عبور کیا تو . . قتلق قدم نے ایک مزور نامہ بنا کے پادشاہ کی طرف سے یہ خبر مشتہر کیں اسکو آز منشور اور ناموس و شمنو نکے دست آویز بنا کر پیرہنہ اور ترعت کی راہ سے بہار کی طرف راہ لی تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں کہ آدم ج بنیاد . . . جو پادشاہ کے فرامین خانخانان اور امرای بنگالہ کے نام لے گیا تھا شرارت ذاتی سے اس شورش میں منعم خان کے فیلخانہ اور اموال کو اپنے تصرف میں لایا۔ اور ہزاروں ابواب اخذ و جر کے کھول کر یہ ظاہر کیا کہ پادشاہ کے حکم والا سے حراست اموال میں کوشش کرتا ہوں۔ مگر حقیقت میں آز مند ہو کر اپنے زعم میں اپنے گھر کو آباد کرتا۔ اور اپنے لئے اسباب نکال ہمیشہ کے لئے سرانجام دیتا تھا خانخانان کے اولاد کوئی نہ تھی اس لئے اسکا سارا مال صامت و ناطق دیوان اعلی کی سرکار میں ضبط ہوا اور اس کی تفصیل پادشاہ پاس بھیجی گئی۔ جب امراء کی عرضداشت ان واقعات کی پادشاہ کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے خان جہان کو جو پنجاب کا حاکم خود مختار تھا اور اب بدخشان کو لشکر لیجانے کو تیار تھا اس کو بنگالہ کی فتح اور اس ناحیہ کے تصفیہ کے لئے مقرر کیا اور وہ بنگالہ کو روانہ ہوا۔ راجہ تو ڈرمل اس کے ہمراہ گیا۔ حکم نافذ ہوا کہ بنگالہ کے کل امراء اور زمیندار

بڑی قیمت پر خرید کر کے اپنے جوہر مذمت کو قابل تحسین بناتے تھے۔ غرض اس لشکر
کی صورت کچھ دیتی تھی کہ اس سے کچھ کام نہو گا۔ لشکر بہار کا انتظار تھا جس کو بادشاہ
بنگالہ مین جانے کا حکم دیچکا تھا۔ مظفر خان اسکو ٹال رہا تھا کہ بادشاہ کے سزاول اس پاس
متواتر آئے۔ وہ لشکر تیار کر کے کاکل پور (بھاگل پور) مین لایا اور یہین اقامت کا ارادہ کیا۔
اکثر بزرگان لشکر سے وہ سخن آرائی اور نکتہ گوئی کرتا کہ موسم باران نے طوفان مچا رکھا ہے
اس ملک مین جانا اور کام کا نہ بنانا دل کا توڑنا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جب تک سات
ختم ہو یہین قیام کرین۔ خانجہان امتداد مقابلہ اور اشتداد عسرت سے تنگ ہو گیا ہے موافقت
کرے طلوع سہیل کے شروع مین کہ ہوائین اچھی چلتی ہونگین پانی کم ہو گیا ہو گا اس وقت
یکتا دلی کے ساتھ بنگالہ کی تسخیر اور افغانون کا استیصال مناسب ہوگا —اس اثنا
مین محب علیخان آیا اس نے مظفر خان سے کہا کہ جب بادشاہ کا حکم جزم ہو کہ بنگالہ مین جا کر
پیکار آرا ہو تو یہ مصلحت بینی اور تدبیر اندیشی و توقف گزینی شائستگی نہین کہتین وہ عقیدت
اور معاملت سے بعید ہین۔ بادشاہی حکم کی اطاعت کر کے ایکدل و یکجہت ہو کر خدمت
کے لئے جانا چاہیئے۔ اور جس کام کا طول کھچ گیا ہے اسے سرانجام دینا چاہیئے۔ یہ بات
محب علیخان نے ایسی سچی عقیدت و اخلاص سے کہی کہ سب کے دلنشین ہو گئی۔ اور طالع
نے بھی جو تاخیر کے درپے تھا خواہی نہ خواہی اسے قبول کر کے ایک یہ شاخسانہ نکالا۔
کہ کارشناس آدمیون کو بھیجکر پہلے لشکر بنگالہ سے عہد و پیمان استوار کرنے چاہئین کہ
جب دو لشکر ملجائین تو کارزار کو تاخیر مین نہ ڈالین اور اس بزرگ کام کو انجام دین مبادا
اعیان لشکر جنگ پر دل نہاد ہو کر یہ بہانہ بنائین کہ حضرت شاہنشاہی کو آجانے دین —
بادشاہ بنگالہ کے قصد سے ۲۵ ربیع الاول ۹۸۳ھ کو فتحپور سے چل چکا تھا) جس سے موسم
کی خرابی مین یہ لشکر بھی پھنس جائے۔ میر معز الملک اور وزیر جمیل کو بھیجکر خاطر جمع کی گئی
پھر یہ دو لشکر ۲۰ تیر ماہ الٰہی ۹۸۳ھ کو مل گئے اور آپس مین خوب عیش و طرب کی مجلس
جشن ہوئے۔ خانجہان اور مظفر خان یکدل و یکزبان مشورہ ہو کر ترتیب افواج اور تسویہ صفوف

تیار کر کے بنگالہ پر متوجہ ہوں۔ پادشاہ کو سپاہ بنگالہ کی تنگ دستی اور کم آذوقی کا حال بھی معلوم ہو گیا تھا۔ اس لئے نقد و جنس سے کشتیان مالامال کر کے روانہ کین۔ جس سے سپاہ بنگالہ کے ضعیف دلون کا چارہ ہوا اور دشمن کے دلون مین خطر پیدا ہوا۔ خواجہ عبداللہ نقشبندی اپنے مورچل سے آگے بڑھ کر گئے اور دشمنون سے لڑ کے شکست پائی اور اپنی جان گنوائی۔

لشکر شاہی اک محل پر آیا اور اس سے داؤد کے ساتھ ہنگامہ کارزار گرم ہوا جاے ایسی قلب تھی کہ میدان رزم آراستہ نہین ہو سکتا تھا۔ یون ہی جوان مرد اپنے جوہر مردانگی کو بازار رزم مین دکھلاتے تھے۔ مخالفون کو یہ خیال تھا کہ برسات آئی ہے وہ اس لشکر شاہی کو پراگندہ کر دیگی۔ پادشاہی لشکر کے اعیان اکثر الوس چغتائی سے تھے۔ وہ یہ نہین چاہتے تھے کہ یہ مہم بزرگ خان جہان کے اہتمام سے تمام ہو۔ وہ قزلباش تھا۔ اُن مین وہ عقیدت نہ تھی کہ اپنے صاحب کے کام کے لئے کیش اور دین کی مخالفت کا خیال نہ کر کے برآمد مراد مین کوشش کرتی۔ لشکر بنگالہ وبا کے پھیلنے سے اس ملک سے برداشتہ خاطر تھا۔ وہ یہ سعی کرتا تھا کہ یہ کام آگے نہ چلے اس مین یہ عقل نہ تھی کہ پیمانہ زندگی کے پر ہونے مین زمان و مکان کو سود و زیان مین دخل نہین ہے بلکہ جو مدت عمر کہ علم ایزدی مین ہے اس قدر ہوتی ہے۔ خواہ آدمی شیرون کے جنگل مین رہے یا عشرت کدہ بزم مین۔ نہ اس مین یہ اخلاص تھا کہ اپنے ولی نعمت کی خدمت مین جانفشانی کر کے اپنے اوپر احسان کرتا۔ ظاہر مین انکو کیفیت اور کمیت مین غنیم زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے وہ لڑنے پر دل نہین لگاتا تھا اور استحکامی جا کے سبب سے بھی ہنگامہ نبرد رونق نہ پاتا تھا۔ برسات کی شدت اور پانی کی طغیانی بھی بزم آرا نہین ہونے دیتی تھی۔ اور غلہ کی کمی اور نرخ کی بیشی بھی ہمت ہراتی تھی۔

خانخانان اور راجہ تو ڈرمل اخلاص بندی اور زمانہ کی مزاج شناسی کے سبب دلدہی و ہمت بخشی و جدکاری مین بڑی کوشش کرتے تھے مگر اپنون کی ناملائمی

تلوارین خون سے لال ہوئین۔ کسی نے جان سپاری کی۔ کسی نے گریز کی۔ لڑتے لڑتے کمرین شکستہ ہوئین۔ ہاتھ مین قوت رہی نہ سر مین نیرو۔ غنیم کا سرگروہ مقدمہ خانجہان مارا گیا۔ اور مخالف کی جمعیت مین تفرقہ پڑا۔ وہ سراسیمہ ہوکر بھاگا۔ پادشاہی لشکر اسکے پیچھے پڑا۔ بہت سے سرکش دریاؤن اور ندیون کی طرف بھاگے اور وہان ڈوبے داؤد کا گھوڑا دلدل مین پھنسا۔ طالب بدخشی پسر خواجہ ابراہیم کہ مرزا ہندال کے معتبرون مین تھا اپنی بدگوہری سے داؤد کو عرصہ کارزار سے اپنے گھوڑے پر لے گیا کہ مراد بیتانی اور حسین بیگ گرد کو اسکی خبر ہوئی وہ داؤد کو مقید کرکے خانجہان پاس لائے۔

خانجہان نے اس سے پوچھا کہ وہ عہد و پیمان جو قسم کھا کر لئے تھے کہان گئے تو آنخ شرمندہ ہوکر جواب دیا کہ وہ سب خانخانان کے ساتھ تھے اب وہ از سر نو تمھاری ساتھ ہو جائین خان جہان نے یہ سنکر اسکا سر اڑا دیا۔ اور سید عبد اللہ کے ہاتھ پادشاہ پاس سر اور ٹانڈہ مین دھڑ بھجوایا۔ پادشاہ نے اس فتح کی خبر سُنی بڑا جشن کیا۔ اور ناظمان ملک کے نام فتحنامے روانہ کئے۔ پادشاہ نے خود بنگالہ جانے کا قصد نہ کیا۔ ایک منزل چلکر وہین اُلٹا آگیا۔ جانے سے اس دور دست بے ہنگام یورش سے اس کے لشکر کو تکلیف ہوتی۔ خانجہان کی حسن سعی اور راجہ تو ڈرمل کی یاوری سے یہ ملک وسیع نیا ہاتھ آیا۔ جس سے عموم خلائق کو آسودگی ہوئی۔

صوبہ بہار کے نامور زمینداروں مین سے راجہ گجپتی تھا۔ وہ ہمیشہ لشکر شاہی کی ہمراہی کرتا اور بنگالہ کی مہمات مین خدمات شائستہ بجا لاتا۔ رخصت لے کر اپنی ولایت مین آیا۔ جب خانجہان افواج لیکر اسکے پاس ہوکر گذرا تو اسکو کچھ ایسا وہم پیدا ہوا کہ وہ لشکر کی ہمراہ نہ ہوا۔ جب لشکرون کے مقابلہ مین طول ہوا تو وہ رہزنی کرنے لگا اور ضعیفون کو آزار پہنچانے لگا۔ واقعہ جو آدمیون کا ہجوم اسکے گرد ہوا۔ بلاد امصار پر پھر رفتہ رفتہ اسکی فتنہ زائی کا ہنگامہ گرم ہونے لگا۔ قصبہ آرہ کے نواح مین اس کا غلبہ تھا یہان کا جاگیردار فرحت خان اُس سے لڑ نہ سکا۔ ناچار متحصن ہوا۔ راجہ نے اوسی

[illegible]

اس طرح ہوئی کہ قول کو خان جہان آراستہ کرے۔ برانغار کو لشکر بہار رونق دے
جرانغار کو راجہ توڈرمل و جباری و بابا قاقشال و اعتماد خان خواجہ سرا و راجہ گوپال آراستہ
کریں۔ ہراول میں شاہم خان و مراد خان و خان محمد بہسودی و اسماعیل بیگ ورزبک
ہنگامہ فروز ہوں۔ التمش میں اسماعیل قلیخان و قیا خان مقرر ہوئے اور غنیم کی فوج کی ترتیب
یہ تھی کہ قول میں داؤد اور دست راست میں کالا پہاڑ اور دست چپ میں جنید اور
ہراول میں خانجہان حاکم اڈیسہ مقرر ہوئے تھے۔ اسماعیل افغان کو داؤد نے خانجہان کا
خطاب دیا تھا۔ پنج شنبہ ۱۵ ربیع الثانی ۹۸۴ھ کو رزمگاہ کی طرف لشکر نے رخ
کیا۔ سب جگہ پانی پانی ہی تھا اور پل باندھنے کو بھی جگہ نہ تھی مگر دامنہ کوہ میں ایک
راہ لشکر کو مل گئی جس کی بڑی خوشی ہوئی۔ مگر تھوڑی دور چلکر آب عمیق سد راہ آگے
آیا۔ ابنا روے گذشتن و نہ راے برگشتن تھی۔ سب عجم کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے مگر
تھوڑی دیر میں ندی کا پانی اتر کر پایاب ہو گیا۔ غنیم حقیقت حال پر آگاہ ہو کر نبرد کا
طلب گار ہوا ادھر سے بابا خان جرانغار کا لشکر لیکر لڑنے کو آگے بڑھا۔ ادھر سے
کالا پہاڑ سرپے آیا۔ ہنگامۂ کارزار گرم ہوا سیفوں پر سنان چلنے لگے خون کی روان
سروں کو گیند کی طرح لڑکانے لگی۔ بابا خان عنان تاب ہوا مگر جباری اور بہادروں
نے مدد کی۔ سخت لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کو شکست ہو کر راجہ توڈرمل
حمایت کو آ گیا اور جنگ حیرت افزا میں کالا پہاڑ زخمی ہوا۔ خانجہان بچاؤ بھاگنے میں سمجھا
آگے دلدل بڑی تھی اس لئے بادشاہی لشکر نے اسکا تعاقب نہیں کیا۔ التمش چلے آئے۔ برانغار
شاہی سے دشمن کچھ نہ لڑا۔ جنید کہ شمشیر افغانان تھا۔ فنون نبرد سے خوب آگاہ تھا۔
وہ اپنی چارپائی پر سوتا تھا کہ بادشاہی لشکر کی توپ کا گولا اسکو لگا جس سے اوسکی
ران ٹوٹ گئی۔ بادشاہی ہراول کو مراد خان دریا سے پار لیکر گیا۔ اور پیشدستی کی
ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا۔ دشمنوں نے شاہی لشکر کو بھگا دیا تھا کہ اوسکی مدد کو ہراول کا
لشکر اور التمش آ گیا اور پھر مغرور سپاہ کو لڑنے کے لئے اولٹا لایا۔ سپاہ پہنچی

اور جب جنید مر گیا اور مظفر خان نے اس حصار کی تسخیر کا ارادہ کیا تو اہل قلعہ نے اپنے معتمد کو شہباز خان پاس بھیجکر امان طلب کی۔ اُس نے کشادہ پیشانی سے قبول کی۔ قلعہ یون ہاتھ آگیا۔ مظفر خان بھی اس واقع کو سنکر بہت خوش ہوا۔ جب قلعہ رہتاس ہاتھ آیا شیرگڈھ کو سر برام نے حوالہ کر دیا۔ ان نیک خدمتون کو بجالا کر شہباز خان پادشاہ پاس گیا پادشاہ نے قلعہ رہتاس کی حراست محب علیخان کو سپرد کی۔

سات گانو مین داؤد کا زہ وزاد تھا۔ اور متی و جمشید خاصہ خیل اور بہت افغانون نے یہان شورش برپا کر رکھی تہی۔ جب میانہ ولایت بنگالہ متمردون سے صاف ہوا تو . . . خان جہان اس طرف متوجہ ہوا۔ متی نے داؤد کا اندوختہ گزیدہ جمع کیا تھا اور نہایت مجتہی سے چاہتا تھا کہ بندگان پادشاہی مین داخل ہو جمشید نے تمام افغانون کو اپنی ساتھ بلا کر اس سے لڑائی ٹھانی۔ متی اس سے لڑا مگر آخر کو کہین چھپ گیا۔ اوس کا سارا مال اسباب افغانون کے ہاتھ آیا۔ یوسف بلوچ و سرمست افغان اور متی کے کچھ دوست جمشید سے عوض لینے پر آمادہ ہوئے۔ وہ ایک دن ان لوگون کی دلدہی کرنے گیا تھا کہ اسکا پیمانہ زندگی آب خنجر سے انہون نے لبریز کیا۔ پادشاہی لشکر کی آنگی بھی یہ بلی کہ وہ شورش مٹ گئی۔ داؤد کی مان نے مع سب اپنے متعلقین کے پناہ مانگی اور یہ قرار پایا کہ جب لشکر حدود ٹانڈہ مین جاے تو وہ مع اپنے بیٹون کے خانجہان کی خدمت مین حاضر ہو۔ خان جہان نے اسکی نیازمندی کو قبول کیا۔ اور سات گانو سے پھر اپنی قرارگاہ پر چلا آیا۔ اس گروہ نے اپنے پیمان کا پاس کیا اور خان جہان پاس چلا آیا سنہ ۹۸۵ مین خانجہان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ملک بنگالہ قبضہ مین آیا و ولایت بھاٹی مین ابراہیم نرل و موسی زئی فتنہ و فساد کے گھات مین بیٹھے ہوئے ہین یہان کا زمیندار عیسی باتین بنا کر اپنا وقت گذارتا ہے۔ شاہ بردی میر نوارہ بھی اپنے گھمنڈ مین پھول رہا ہے۔ خان جہان نے سپاہ آراستہ کر کے اس طرف بھیجی ہے۔ قصبہ کو اس مین تولکا مادر داؤد نے مع اپنے متعلقین کے اور محمود خان خاصہ خیل

گھیر لیا۔ اور داؤد سے مل گیا۔ بادشاہی ملازمون کی راہ روکنے لگا۔ خبیثہ خان کشتی
مین سوار ہو کر دار الخلافہ سے بنگالہ کو ایلغار کر کے جاتا تھا اسکو پکڑ کر مقید کر لیا۔ فرہنگ خان کو فرحت خان
نے سنا کہ گجپتی نے اس کے باپ کو گھیر رکھا ہے تو وہ اپنے تیول سے اس طرف متوجہ ہوا قراطاق
بھی اس نواح مین تھا وہ اسکے ساتھ گیا۔ جب فرہنگ خان کی راجہ کے نواڑہ سے لڑائی
ہوئی اور اوسکو وہ شکست دیکر دریاے سون سے گذر گیا۔ پھر راجہ اس سے لڑنے کھڑا ہوا
فرہنگ خان نے گجپتی پر تلوار کے دو وار کئے قریب تھا کہ اسکو مار ڈالتا۔ مگر شمشیر بازون نے فرہنگ خان
کے گھوڑے کے پے کاٹ دیئے۔ وہ پیادہ ہو کر لڑا اور مارا گیا۔ پھر قراطاق خان اپنی مردانگی دکھا کر
نیست ہوا۔ فرحت خان مہر پدری کے سبب سے قلعہ سے باہر آیا اور جان سے گیا۔ گجپتی غازی پور
کی غارت گری کے فکر مین ہوا کہ شہباز خان لشکر سمیت وہان جا پہنچا۔ گجپتی ڈر کر گذر جہنہ سے بھاگا
لشکر شاہی نے کشتیون کو جمع کر کے دریا کو عبور کیا۔ اور گجپتی کے وہ پیچھے پڑا۔ اس کا کچھ اسباب
و توپ و کشتیان چھین لین۔ اثنا راہ مین قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یہان کے قلعہ دار سنگرام نے قلعہ
کی کنجیان حوالہ کین۔ شہباز خان نے قلعہ اپنے آدمیون کو سپرد کیا۔ اور گجپتی کے پیچھے پڑا مگر وہ ہاتھ نہ
نہ آیا۔ لشکر شاہی نے معاودت کر کے ایک اور راہ لی۔ دوسرے روز دریا کے کنارہ پر گجپتی
آنکر رات تک لڑا۔ اور اپنے سامنے سے لشکر کو عبور نہ ہونے دیا۔ سنگرام کی رہنمونی سے لشکر
اسکی بنگاہ کے لوٹنے کے لئے گیا۔ کئی جگہ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین گجپتی نے لشکر شاہی پر شبخون
مارا۔ مگر ناکام رہا اور جگدیس پور مین چلا گیا۔ یہ جگہ نہایت مستحکم ہے۔ دو مہینے تک جنگل کو
لشکر شاہی نے کاٹا پھر قلعہ کو فتح کیا اور گجپتی کے زن و فرزند پر قبضہ کیا۔ گجپتی بھاگ کر...
کوہستان رہتاس مین چلا گیا۔ یہان اس کا بھائی بیری سال بہت سے بہادرون کے ساتھ
رہتا تھا۔ لشکر شاہی نے دفعتہً جا کر اسکا کام تمام کیا۔ جب گجپتی پامال حوادث ہوا تو اسکا
بیٹا سری رام قلعہ شیر گڑھ کی قلعہ داری کے لوازم مین مصروف ہوا۔ شہباز خان مع لشکر کے
وہان آیا اور سامان قلعہ گیری کا مہیا کیا۔ اس سرزمین کے اکثر سرکش اس کے مطیع ہو گئے۔ اتفاق
سے یہ نیا گل کھلا کہ یہ قلعہ رہتاس جنید کے ہاتھ آیا اس نے اپنے معتمد سید محمد کو سپرد

اسمعیل قلیخان یعنی پسر خانجہان کو حکم دیا گیا کہ جب نیا مرزبان اس سرزمین میں آئے تو کشادہ پیشانی سے ملک اس کے حوالہ کرکے ہمارے پاس جلد آئے کہ اسکی سوگواری کے زخم پر نوازش شاہ کا مرہم لگے۔ بقیا خان اور بابا خان قجباری اور کل امراء بنگالہ کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ سپہ آرا کی صوابدید سے باہر کوئی کام نہ کرین۔

اُمراء بہار و بنگالہ کی سرتابی اور انکی سزا کے واسطے سپاہ کی فراہمی۔

منصف پادشاہون کا بڑا فرض یہ ہے کہ وہ شہرون اور ملکون مین جنمین طبع الفت اہام اور گوناگون جانور فراہم ہوتے ہین۔ دوربین معدلت اندوز فراخ حوصلہ ملازمون کے سپرد کرین۔ تاکہ فروغ بینش سے آدمیون کا جوہر روشن ہو۔ اور راستی کی ترازو مین تلے۔ داد دہی اور دولت افزائی اپنی شائستہ جگہ پکڑے اور کشادگی ہمت بار برداری اور ناملائم کشی ہو۔ اور خوی گزیدہ کی قوت ناکامی کے وقت اپنی پاسبانی کرے اور پیش بینی کو اپنا یار بنائے۔ تاکہ روزگار کی پریشانی کا انتظام ہو اور آسودگی افزونی ہو گرچہ انہین باتون پر خیال کرکے پادشاہ نے امراء مذکور کو بنگالہ مین مقرر کیا تھا۔ مگر روزگار بوقلمون کی نیرنگی اور دیر گیہان کی شگرف کاری بیان نہین ہوسکتی۔ اسکی سبسے بدتر خوبی یہ ہے کہ وہ بدسیرت فتنہ اندوزون کی پرورش کرتا ہے اور باطل ستیزون کے گروہ کے ہنگامہ کو رونق دیتا ہے اور نیک سگال سعادت گزیدون کی غم افزائی اور خردپژوہ حقیقت فہمون کی جان گزائی کرتا ہے۔ دوربین ہشیار خرام اس نقش بدیع کی پردہ کشائی نہین کرتے اور چون و چرا کرنے مین خاموش رہتے ہین۔

بسے اندیشہ کردم پیش و پس را ✤ بجز تسلیم ہا را دو رہ نیست کس را ؛
درین بستان زبان باید درو کرد ✤ خموشی را بحیرت پیش رو کرد ؛

اس دشوار معمہ کی گرہ کشائی دشوار ہے۔ سوانح روزگار کے دیکھنے والے کم ہین اور

مشہور بہ متی اور بہت سے سرکش افغان خان جہان کی پناہ مین آئے۔ بہت
مال ہاتھ لگا اور بہت عمدہ اندوختے لئے گئے۔ نو لکھا اور متی مین دشمنی ہوئی خانجہان
متی کو مار ڈالا۔ تا کہ مال جو لیا گیا ہے پوشیدہ رہے۔ شاہ بردی سمجھانے سے راہ پر
آ گیا ہے۔ قصبہ بھوال مین لشکر شاہی آیا۔ ابراہیم نرل و کریم داد اور اس سرزمین کی
اور افغانون نے فرمان پذیری کی داستان درمیان مین لا کر کچھ بھی مین سخن سرائی کی
عیسی نے جو گریو نشین تھا ایک لشکر گران بھیجا جسکے سردار شاہ بردی اور محمد قلی تھے۔
وہ دریار کنارہ سند سے گذر کر حدود کتل مین آیا۔ یہان سخت لڑائی ہوئی۔ عیسی بھاگ
گیا۔ اور بہت سے نفائس غنائم لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ مگر عیسی کے نامدار امرا مین سے
مجلس داور و مجلس پرتاب ندیون اور دریاؤن سے نوارہ لائے۔ اور مار دھاڑ کی آگ کو
بھڑکایا۔ بادشاہی لشکر مین لغزش آئی اور اس نے پیٹھ دکھائی۔ اس چپقلش مین کچھ
دریا نوردون مین سے کشتیان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ محمد قلی نے تیزدستی اور مردانگی سے
مخالفون کی کشتیون پر قبضہ کرکے لڑنا شروع کیا۔ مگر وہ گرفتار ہو گیا کہ اس عرصہ
مین تیلہ غازی زمیندار آ گیا اور اس نے ایسی جرأت و بہادری کی کہ بادشاہ کے لشکر
کو نا امیدی کی حالت مین فتحمند کیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور بہت غنیمت ہاتھ آئی
اس حال مین ابراہیم نرل نے اپنے بیٹے کو مع تحائف کے بھیج کر پناہ مانگی۔ سپہ آرا
خان جہان نے اسکو پناہ دیکر معاودت کی صحت پور مین کہ حوالی ٹانڈہ مین ہے
عشرت و کامرانی سے وہ اوقات بسر کرنے لگا سنہ ۹۸۶ھ مین اسی مقام پر تابش
تپ و بستگی شکم کے امراض مین ڈیڑھ مہینہ مبتلا رہا اور مر گیا۔ اسکی جگہ ایالت بنگالہ پر
مظفر خان مقرر ہوا۔ ۳ فروردین ماہ الٰہی سنہ ۹۸۷ھ کو بنگالہ کی طرف روانہ ہوا۔ سپاہ
کی بخشیگری رضوی خان سے متعلق ہوئی اور شغل دیوانی میر ادہم و رای پتر داس کی
کاردانی کو مفوض ہوئی اور حکیم ابوالفتح صدارت اور امینی پر مقرر ہوا۔ اور اور امرا کو
بھی لکھا گیا کہ اسکی ہمراہ جائین۔ سب کو خلعت فاخرہ اور اسپ عنایت ہوئے اور

خان جہان کا مرنا اور مظفر خان کا صوبہ دار ہونا ۹۸۶ و ۹۸۷

انتظام نہین پاتا۔ چھوڑ دیا۔ ایک دو نے تو اخلاص کے سبب سے اپنی طبیعت خرد دوست کا
عقیدت سے علاج کیا۔ اور کئی ایک نے معاملہ پر نظر کر کے پہلی نعمتون کی فراموشی کو اپنے حال
کی ناکامی سمجھ کر کوئی شکوہ نہین کیا۔ اور بعض نے سوداگری سمجھ کر محنت کی اور ظاہر مین اپنا
کچھ نہ بگاڑا۔ مگر بہت سے بد ذات ایسے طمع کے امیر تھے کہ وہ اپنے پادشاہ سے برگشتہ
ہوئے اور شورش مین سر اوٹھایا۔ اور مخالفت مین گردن بلند کی۔ نہ ان کے دل مین اخلاص تھا
اور نہ انکو اپنے معاملہ مین سود و زیان کی شناخت تھی نہ عقل صواب اندیش نہ رائے
ظاہر بین تھی۔ نہ کوئی دانا انکا ہمنشین نہ دل ہمت گزین تھا۔ پٹنہ اور اس کی نواح مین
معصوم علی کابلی کے اقطاع تھے و سعید بیگ بخشی د عرب جاگیردار سہرا لو کے تھے سعادت علی کے
پاس پرگنے متو دائن (متوداری) کے تھے۔ حاجی کولابی اور بعض لوہر کی تیول مین دیپارہ تھا
سعید بخشی اور اسکا بیٹا بہادر اور درویش علی سحر ترہٹ اور اس کے نواح مین خوان نعمت پر
بیٹھے تھے انہون نے اور اور آدمیون نے کاربردازون کی سخت گیری سے بغاوت اختیار کی اور قسم قسم
آدمیون کو اس نے اپنی چرب بانی اور سخن سرائی سے بہکایا جیسے کہ شاہم خان جاگیردار
حاجی پور اور میر معز الملک و میر اکبر و سماجی خان پرگنہ دار آرہ اور اس کے نواح کے تھے۔ یہ سب
ملک شور افزا ہوئے۔ پادشاہ کا اخلاص چھوڑا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ آدمی دیوار سے گر کر خاک کی
برابر ہوتا ہے۔ ہم جو پادشاہ کی اخلاص کی بلندی سے گرتے ہین ہمارا کیا حال ہوگا۔
کتے بھی کو نہ دیکھا کہ وہ کیسے انسان کے بندۂ احسان ہوتے ہین اور کیسے اس کے ساتھ
دوستی و موانست کرتے ہین اور ہمسران جنسی مین کیسی مواسا و مدارا ہوتی ہے۔ آشناؤن اور
یگانہ شیون اور احسان و نوازش کے اسیرون پر کون سے امر ناگزیر ہوتے ہین ان
معاملہ نشناس آزمندون نے ملک اپنی خواہش کا دروازہ کھول دیا اور عموم لشکری
پر کار دشوار کر دیا وہ لوگ کہ زربندگی کے سبب سے بجائے سپاہ کے زر جمع کرتے وہ رشوت
دینے سے عاجز ہوئے اور جو لوگ کہ سپاہ مین روپیہ صرف کرتے وہ ان حریصون کی
پیٹ بھرنے سے متحیر ہوئے اس لئے دو گروہون نے اس کو فتنہ اندوزی کا بہانہ بنایا

گوتاہ حوصلہ ہین اور انکی آنکھ تمام نشیب و فراز کو نہین دیکھتی ہے وہ پانوین کانٹا چبھنے کو آشوب جہان اور ایک شخص کے گزند پہنچنے کو بلای عام سمجھتی ہین۔ مگر تیز نگاہ و حقیقت پژوہ جانتا ہے کہ زہر گیاہ اور تریاق دونو نشو و نما پاتے ہین اور جانورون مین دل صیاد اور جان شکر نشاط کرتا ہے آدمیون مین بہی نیک بد کا ظہور اور خفا ہوتا ہے اور جسطرح ادویہ جسمانی مین دونو زہر اور تریاق کام مین آتے ہین ایسے ہی معالجہ روحانی مین دونو گروہ نیک و بد زمانہ شناس پر ظاہر ہے کہ نیک اختر والا گوہرون کی کارروائی اور بد کیش لئیمون کی تباہی سے ہستی کو فروغ ہوتا ہے اور اسباب دانش سرانجام پاتا ہے۔ آسائش خلق مین فتنہ اندوزون کی سرافرازی اسی کے لئے ہوتی ہے کہ وہ زیان و نقصان کے گڑھے مین نگونسار کئے جائین ؎

این بادہ کہ روزگار دارد	تاک مستی و صد خمار دارو
گر برد فراز از نشیبت	ہشدار کہ میدہد فریبت

اسی سے چمن اہمیت کی بہار پیرائی اور نونہالان شہادت کی طراوت فیروزی ہوتی ہے۔ حضر تعلق کا دانا جانتا ہے کہ حق پرست دولتمندون کی کامیابی آرایش جمال ہے اور بطلان منشی شقاوت اندوزون کی برآمد زیب زینت جلال ہے غرض ان دونون مین لطف ایزدی و جمال الٰہی۔ جلوہ دکھاتا ہے۔ اس تمہید کی تفصیل یہ ہے کہ امراء بہار بادشاہ سے پھر گئے۔ ہر ایک اپنی اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش ہوگیا۔ سنہ ۹۸۷ کے شروع مین بادشاہ نے پرکھوتم و مولانا طیب و شیخ نجم الدین و شمشیر خان خواجہ سرا کو بہار کی طرف روانہ کیا کہ اس صوبہ معمورہ کے انتظام مین اپنی کارروائی کام مین لائین ملک کی آبادی مین سپاہ کی تیمارداری مین بیدستون کی غمخواری مین کوشش کرین مگر فرمایہ تنگ حوصلون نے پٹنہ مین جاکر ڈیرے ڈالدئے اور اپنی حرص کا دامن دراز کیا۔ کار و داغ مین سخت گیری اور خیرہ روئی اختیار کی اور اپنے اندھے پنے سے مدارا اور پرورش پذیری کو کہ جسکے بغیر دار و گیر جہان

بہانہ سازی اور حیلہ اندوزی اختیار کی اور اس کو گذر چونسہ روانہ کیا کہ مین وہان
آخر بجھ تو سے ملون گا۔ یہ سادہ لوح اسکے دم مین آگیا اور بکسر مین آیا اور اس ولایت کی
سپاہ جمع کی اور کئی جاگیردار اس کے ساتھ متفق ہوئے۔ ایک دن وہ گنگا کے کنارے
پریشان کر رہا تھا اور ایشور کی پوجا مین لگ رہا تھا کہ ناگہانی عرب بہت سی سپاہ لیکر
اس حدود مین آیا۔ تقابو پاکر چہرہ دستی کی راہ کے بیدل ساتھیون نے آمادگی کا بہانہ کر کے کنارہ
کیا۔ وہ خود لڑائی مین سرگرم ہوا۔ زخمی ہوا۔ ہمراہی کشتی مین ڈال کر اوسکو غازی پور مین
لائے۔ دو روز بعد یہ نیک نام دنیا سے سدھارا۔ محب علی خان میدان جنگ مین آیا۔
جش خان نے شربت جانفشانی پیا۔ عرب بھاگا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی اطلاع
ہوئی تو راجہ توڈرمل و شیخ فرید بخشی و مہر علیخان سلدوز و راجہ اسکرن و رای لونکرن و نقیب خان
و قمر خان و شاہ خواجہ ابوالقاسم و ابوالمعالی و باقر سفرچی اور ایک گروہ انبوہ کو فرمان ہوا
کہ اس ملک مین جاکر تا سپاس بدسگالون کو سزا دین۔ ترسون خان و معصوم خان فرنخودی
و غازی خان بدخشی و رای سرجن اور اور جاگیرداران صوبہ الہ آباد و اودھ کو فرمان بھیجا
گیا کہ جب لشکر شاہی اس دیار مین آئے تو اسکے ساتھ ساز و سامان پسندیدہ لیکر یکتائی
و یکجہتی اسکے ساتھ کرین۔ اور ترسون خان اور راجہ کی صوابدید سے باہر نہ ہون یہ
بھی اشارہ ہوا کہ صادق خان و باقی خان و الغ خان حبشی و طیب خان و میر ابوالمظفر
چندیری و ترور سے اس طرف جائین۔

امرا کا ملاحظہ کر کے سرگرانی و سزا پانا

جن اقبالمند بادشاہون کی خدا تائید کرتا ہے وہ اپنی ہمت کو ان وکامون کے
آراستہ کرنے مین لگاتے ہین۔ اول فرومایہ بداندیشون کو جو روباہ بازی و حیلہ سازی
سے نیک سگالون کی صورت مین ظاہر ہوتے ہین انکے کار پر سے پردہ اوٹھا کر اپنی سلطنت
کے خس و خاشاک سے پاک کرتے ہین۔ اور سعادتمند حقیقت اندوزون کو جو نارسیدگی دولت
اور بدکارون کی پیش آمد کے سبب سے ناشناسائی مین رہتے ہین شناخت کر کے عشرت سے
کامیاب کر کے اپنی دولت کو بڑھاتے ہین۔ زیادہ تر روزی کے فراخ کرنے کو اسباب جہانبانی

اور شورش کا خیال کیا۔ محب علیخان سب کو پٹنہ سے محب علی پور مین جو رہتاس کے قریب تھا لیلیا۔
اور داغ کے کام مین مصروف ہوا فقط وہی کام روائی کرتا۔ اور اور امرا و سپاہ روئی اور
غیرہ چشمی کرتے اس اثنا رمین کہ محب علی داغ مین سرگرم تھا بنگالہ سے ایک بڑا قافلہ آیا جس کی
سپاہ دردنی برملا تھی۔ مظفر خان نے خانجہان کے اندوختون اور منتخب ہاتھیون کو اور داؤد کی
ماتونکا کو مع سارے خاندان اور سامان کے فتح چند منگلی کے ہمراہ پادشاہ کے پاس روانہ کیا تھا
اسکے ساتھ بہت سی سپاہ تھی اور سوداگر بیرتال لئے ہوئے ہمراہ تھے۔ فرصت جو نا سپاہی لوٹنے
کی گھات مین لگے۔ اور آپس مین عہد و پیمان کرنے مین تگا پو کرنے لگے۔ محب علیخان نے انکو نصیحت
کرکے اس ناشائستہ حرکت سے باز رکھا اور اس سبب سے کہ عموم اہل کاروان فتنہ اندوزون کی
چیرہ دستی سے ہراسان تھے اس لئے سپاہ بسرکردگی حبش خان اس کے ہمراہ کر دی اس
زمانہ مین فتنہ پردازون نے شہر پٹنہ کو لوٹ لیا۔ محب علیخان قلعہ رہتاس مین قلعہ داری کے
لئے چلا گیا۔ رای پرکھوتم اس خیال سے کہ معصوم خان فرنخودی کو لڑائی کے لئے لائے غازی پور
گیا۔ شمشیر خان بنارس اس خیال سے گیا کہ راجہ تو ڈرمل کی سپاہ کو جا کر آمادہ پیکار کرے۔
عرب عربدہ جو نے ارادہ کیا کہ قافلہ مذکور کو لوٹ لے مگر وہ گذرپہچون سے گذر گیا اور اوس کو
سوائے چند ہاتھیون کے جو پیچھے رہ گئے تھے کچھ اور ہاتھ نہ آیا۔ حبش خان نے مردآزمائی مین
کار پردازی کی مگر گرفتار ہو گیا۔ عرب نے یہ چاہا کہ محب علیخان کے ساتھ حبش خان ایسی بازی
کرے کہ وہ اسکا ہمداستان ہو جائے۔ مگر حبش خان نے کہا کہ محب علیخان میری باتون مین نہین آئیگا
اور وہ کسی طرح آپ کی ساتھ یکدل نہین ہوگا۔ اگر آپ لدہی کا پیمان استوار کرین اور
میری خواہش کو قبول فرمائین تو مین رہتاس مین جاکر اہل قلعہ کو آپ کا طرفدار بناؤن۔ پھر
بہ آسانی اس مرزبان کے پیمانہ حیات کو لبریز کرون اس طرح سے یہ بلند قلعہ ہاتھ آجائیگا
اور پناہ حوادث ہوگا۔ غرض یہ دوست دشمن نما اپنی چرب زبانی اور افسانہ گوئی سے
اس خطرگاہ سے نکلا اور اپنے خداوند پاس گیا اور یہ ساری باتین کہہ دین اسی اثنار
مین ملاے پرکھوتم کا واقعہ ناگزیر پیش آیا۔ جب وہ غازی پور مین گیا معصوم خان فرنخودی

حالت میں مدارا نہ رکھنے سے کیسے منزل مقصود پر پہنچ سکتا تھا۔
دیار بنگالہ ایسی سرزمین ہے کہ اُس کی آب و ہوا کا اثر سفلہ پروری ہے جس سے ہمیشہ فتنے
برپا ہوتے۔ خاندان کے خاندان تباہ ہوتے ہیں۔ دولتیں زوال پاتی ہیں۔ اسواسطے
پہلے زمانہ کی کتابوں میں اس ملک کا نام بلغاک خانہ لیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ نے اسکو لکھا ہے
کہ وہ ایک جہنم ہے جو نعمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ یا یوں کہو کہ ایک آتشناک جنت ہے
سپہ آرا اپنے جاہ کے پندار میں ایسا آیا کہ آشنا و بیگانے کو دلاسا نہ دیتا۔ اور اس کے کارپردان
رشوت ستانی پر پل پڑے۔ زور سے زر کو لے کر اپنے لئے جمع کرنے لگے۔ کاش یہ آزمندی اُسی
ہوتی اور راہ آزرم سے برا بھی نہ ہوتی اور سررشتہ معاملہ دانی کو ناہنجاری سے نہ توڑتے
جو کوئی زیردستوں کا خانہ خراب کرکے اپنے مکان کو نگارین بناتا ہے وہ تھوڑے دنوں
میں اپنی آبرو کھوتا ہے اور اپنی زندگی کی بنیاد اکھیڑتا ہے۔ اول یہ ہوا کہ خان جہان کے
اندوختوں کے وہ درپے ہوئے۔ اسمعیل قلیخان اور تمام ترکمانوں سے پرخاش شروع کی
ترکمانوں نے انکے معدۂ حرص کو ناشتا دیکر گرگ آشتی کی اور بادشاہ پاس چلے گئے۔ پھر
علی العموم اس ناحیہ کے ترکمانوں کے ساتھ زرطلبی و سخت گیری اس طرح کرنی شروع کی
جیسے کہ صوبہ بہار میں کارگذار کر رہے تھے۔ بابا خان اپنا یہ دکھڑا رویا کرتا تھا کہ ستر ہزار روپیہ
خرچ کر چکا ہوں مگر ابھی سو سوار داغ نہیں ہوئے ہیں۔ اور تبول داروں کا حال اس سے بھی
زیادہ بدتر تھا۔ غرض ناظم اپنی آبادی کے لئے اوروں کی خرابی کے درپے ہوئے۔ زرروت
شوریدہ مغزوں نے آزار پاکے فرمان پذیری سے گردن نکال لی اور گنگا پار جاکر دار الملک
ٹانڈہ کے گرد چلے گئے۔ اور یکم ذی الحجہ ۹۸۷ھ میں فتنہ برپا کیا۔ انہوں نے سودت چھوڑی
حقوق نعمت رسیدگی فراموش کئے۔ نمک شناسی کی نظر سے پنہان کیا۔ بنگالہ میں بابا خان
جباری۔ وزیر جمیل سرغنہ فتنہ تھے اور باقی اور سعید توقبائی۔ و مرزا حاجی بیگ۔ وعرب بخشی
و صالح و میرکی خان و مرتضی قلی ترکمان و فرخ بھی فسادکی ہنگامہ میں چنگاری ڈال کر دور
کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور قیا خان حاکم اڑیسہ و مراد خان حاکم فتح آباد اور شاہ بردی

جمع کرنے کو۔ نا ملائم کے پیش لانے کو۔ اور آدمیون کو شکنجۂ غم مین کھینچنے کو آغاز سے انجام پر
پہونچاتے ہین۔ جو شخص کہ درستی دریافت کو شائستگی کردار کے ساتھ ہم آغوش رکھتا ہے
وہ آرامش سے بے آرامی مین نہین جاتا اور افزونی جاہ اور فراوانی مال سے اپنی آگہی
گزند نہین پہنچاتا۔ آزمایش کے دن دونو زمانون مین فرمان پذیری اور خدمتگذاری کو سر
رکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اپنے نفس کی بیہودگی کو روکتا ہے مگر جسکی اصل سرشت بدگوہر
ہوتی ہے وہ شناخت کی شاخسار سے پھل نہین کھاتا ہے اور اگر کچھ اس سے فائدہ اٹھاتا
ہے تو کردار کی گلشن کے نسیم اس کو نہین پہونچتے اور وہ اپنی معیشت کی افزونی مین اپنا
چراغ ہوا مین رکھ دیتا ہے اور بدمست ہو جاتا ہے اور ناکامی مین سعادت سے
کنارہ کرکے بے اعتدالی کرتا ہے۔ یہی حال امراء بنگالہ کا ہے۔ ایمنیٔ روزگار اور
آبادی اقطاع اور افزائش مال سے انکی بینائی زمان زمان تاریک ہوتی گئی۔ اور
سیہ دانشی اور کج گرائی سے اپنے فائدے زیانکاری مین سوچ کر روپیہ جمع کرتے اور
سپاہ پر نگاہ کمتر رکھتے اور شورش کے دانون گھات مین لگے رہتے۔ ان دنون مین
مظفر خان یہان آیا۔ اس نے اپنے بزرگ عہدہ کی قدر نہ کی اور ملک و لشکر کے انتظام
مین کوشش نہ کی حسابدانی کو جو اسکے اعتبار کا سرمایہ تھا چھوڑ دیا اور ہمیشہ اس
سے چین بہ جبین رہنے لگا اور زبان کو شکایت اور آزردگی سے آلودہ کرنے لگا ہم
نے لکھا ہے جس وقت وہ ریاست بنگالہ پر مقرر ہوا ہے تو اسکی امداد کے لئے دیوان اور
بخشی اور امین بھی مقرر ہوئے تھے۔ کوتاہ بینی سے اس نے انکو اپنا حریف جانا اور انسے
آزردہ ہوا اور کام سے ہاتھ اوٹھالیا اور شکوہ فروش ہو گیا اور اس گروہ کو مہمات
سپرد کرکے خود رعیت اور سپاہ کی تیمارداری کو چھوڑ بیٹھا۔ یہ نہ سمجھا کہ ملکداری کی
جتنے یار و یاور زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی انجام کار شائستگی کے ساتھ ہوتا ہے مان
لیا جاے کہ اس سودے مین اس کو زیان ہوا۔ پایۂ جاہ اسکا پستی کی طرف مائل ہوا مگر
ان کو ایسے فتنہ زار مین اس طرح جینا کیونکر سزاوار ہو سکتا تھا۔ اور تعلق کی

جان گزا ہین تو انھون نے بنگالہ مین سپاہ کا وظیفہ دس بیس اور بہار مین دس پندرہ بڑھا کردیا تھا۔ خواجہ نے وقت کو نہ دیکھا۔ بنگالہ مین دس پندرہ اور بہار مین دس پانچ وظیفہ کا فرمان بھیجدیا۔ مظفر خان حکم کا پابند ہوا۔ اور امارہ نویسی سر سال سے کی۔ اور بہت مال ان سے طلب کیا۔ فتنہ اندوز زر دوستون کو بدکاری کے لئے یہ بہانہ ہاتھ آیا۔ اگر وہ انصاف کرتا۔ بادشاہ کے حکم پر عمل کرتا تو یہ ناسپاسی اور گردن تابی ظہور مین نہین آتی۔ ہنہم بادشاہ کا مذہب صلح کل کا اختیار کرنا۔ جسکا ذکر بادشاہ کے مذہب کی باب مین بیان کرینگے۔ لوگون نے جانا کہ بادشاہ مذہب اسلام سے پھر گیا اسکو بھی انھون نے اپنی آزمندی اور حرص کا بہانہ بنایا مظفر خان نے مع اور بہت سے سردارون کے گنگا کے کنارہ پران فتنہ اندوزون سے معرکہ نبرد آراستہ کیا نجات خان آیا نہین وزیر جمیل آیا۔ مگر دوروئی اختیار کی۔ اس سرکش گروہ نے اپنا نقصان دیکھکر مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اعیان دولت نے اُس سے بے اعتنائی کی۔ وہ اس کے منتظر تھے کہ کوئی بندۂ خیر سگال تنگ گیریون کو بادشاہ کو سُناکر فرمان عاطفت لے آئے۔ بادشاہ کا فرمان بھی مظفر خان کی نکوہش مین آیا اور انکو بخشش و بخشایش سے شاد کیا۔ لڑائی ہو ہی رہی تھی کہ قاسم توچہ گھوڑے کی ڈاک مین اولیا، دولت پاس پہنچا تو اولیا، دولت کی آنکھین کھلین خوشامد و معذرت گذاری کرنے لگے۔ بادشاہ کے حکم سے خود سرون نے تازہ جان پائی انھون نے جشن کیا اور یہ چاہا کہ بعض اعیان لشکر کے ذریعہ سے مظفر خان پیمان نیک اندیشی استوار کرے تاکہ خوف ہمارا دور ہوا اور ہم بندگی اختیار کرین۔ مظفر خان نے اپنے امراء کو اُن پاس بھیجا۔ اور اس گروہ کے سردارون نے خلوت کدہ مین اُن سے خاکساری کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی باتین کین مگر یہ اتحاد خدا کو منظور نہ تھا اس لئے دوستی مین کدورت پیدا ہوئی اور گرد فتنہ اوٹھی۔ نرائن داس گھلوت اور راے پتر داس کے بعض رجپوتون کے دل مین آگئی کہ ان تھوڑے ایک ناسپاسون کے مار ڈالنے کا موقع

عالم سنار گانو کو بھی نیکو خدمتی کی توفیق نہ ہوئی۔ نیک جہتی کرکے اپنی قوت نہ دکھائی بے راہ جانے کے اسباب بہت سے ہین۔ آول عقل کی گمراہی ہی کہ وہ سیدھی راہ سے باہر نکالتی ہی اور سود کو تیان مین بتلاتی ہے دوم بدذاتی ہے کہ دل کو سیاہ کرتی ہے اور چراغ احسان سے روشنی نہین لیتی سوم افزائش مال جو نیک سرشت خردمندون کو گمراہ کرتا ہی بیخود بدنہادون کا ذکر تو کیا ہے۔ چہارم حواشی جونپور مین معاملہ داغ مین رضوی خان کی دغابازی ہے خطاب بخشی گری کا اوسکے نام پر تھا۔ وہ طمع کرکے گدا طبع بنا۔ پہلے داغون کی تصحیح نہین کی اور از سر نو کام شروع کیا جس سے زر بندہ تنک چشمون پر کار دشوار ہوا اور وہ اندیشۂ تباہ سے سراسیمہ ہوئے پنجم کوئی مرد خیر سگال ایسا نہ تھا کہ اپنی دانادلی و حسن سیر جی وکار دانی و نیک اندیشی سے اس ہنگامۂ شورش کو فرو کرتا۔ زر پرست غافل نہ ایسے گرامی گوہر کی جستجو کرتے تھے ششم خالدین خان کی آبروریزی اسکی تیول داری سے جلیسر نکال کر میر جمیل الدین حسین انجو کے حوالہ کیا اور چونکہ اُس نے روپیہ تحصیل کیا تھا۔ اسلئے مظفر خان نے مدارا کو چھوڑ کر شکنجہ مین اسکا ایک ہاتھ رکھ کر لٹکایا۔ اس سے اور زر دوستون کو خوف پیدا ہوا جب خان جہان مرگیا تھا تو اسمعیل قلیخان نے بعض آدمیون کی جاگیرین بے حکم شاہی کے بڑھا دین پہلے مظفر خان نے ان کی بازخواست کو مصلحت وقت نہ دیکھا ہفتم روشن بیگ کو قتل کرنا۔ وہ پہلے خالصہ کا عمل گذار تھا خیانت کے سبب سے کابل سے بھاگ گیا تھا۔ وہان سے فتنہ اندیشون کے اشارہ سے بنگالہ مین آیا۔ شورش افزائی اور بدآموزی پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے یہ حال سن کر اسکی نسبت حکم فرمایا کہ وہ ٹھکانے لگایا جاوے۔ مظفر خان نے زمانہ کو نہ دیکھا اوس کے قتل کرنے سے یہ جانا تھا کہ او سرکش اسکے نیازمند ہونگے۔ برخلاف اس کے وہ اور سرکش ہوگئے۔ اور زر دوستی اور خویشتن داری اور کین توزی پر آمادہ ہوئے۔ ہشتم عتاب منصور دیوان کی کفایت اندوزی جب بہار و بنگالہ فتح ہوئے تو بادشاہ نے اس سبب سے کہ اس ولایت کی آب و ہوا گھوڑون کو ناسازہ ہے اور آدمیون کے لئے بھی ناخوشگوار

کر لیا- جب بہار کے سرکشون کے آنے کی خبر آئی تو مظفر خان نے تمر خان و خواجہ شمس الدین کو
بھیجا کہ وہ گڑھی کی جو بنگالہ کا دروازہ ہی پاسبانی کرین مگر ان کے پہنچنے سے ایک دن
پہلے سرکشون نے اس گڈھی پر قبضہ کر لیا تھا- اگرچہ لڑائی ہوئی- مگر تمر خان کے ہمراہیون نے
بیدلی کی اور خواجہ شمس الدین زخمی ہوا دونو اسلئے چلے آئے- اس زمانہ مین بابا جان
قاقشال بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کر اگ محل مین دریا گنگ سے پار جا کر بہار کے
سرکشون کے ساتھ جا ملا گیا مظفر خان نے حسین بیگ عنبر علی (عنبر علی) کو سپاہ کے ساتھ
بھیجا کہ کھاری گڈھی گنگ پر مخالفون کو روکے- مگر دشمن دریا پار چلے آئے مظفر خان کے
پاس سے اور آدمی بھاگ کر انسے جا ملے- ہر روز بادشاہی لشکر سے لڑائی ہوتی-
ناموس کی پاسبانی مین جانین جاتین- تیر و خدنگ کے مرغ ہوا مین اُڑ کر خون
پینے کے لئے چونچ کھولتے- جام کی طرح ہاتھ مین شمشیر خون سے بھری ہوئی رہتی-
اور اپنی جرعہ سے خاک کو مست کرتی- سردارون کے سر پاؤن مین روندے جاتے-
خواجہ شمس الدین نے فتح پائی- مگر حسین بیگ کی جان گئی- دس روز تک لڑائی رہی-
سرکشون کو ایسی شکستین پے در پے ہوئین کہ انکے دانت کھٹے ہو گئے تو انہون نے اس مین ایک
مجلس راز جمع کی اور یہ کہا کہ ابھی یہ حال ہے جب لشکر شاہی آجائیگا تو معلوم نہین کیا حال
ہوگا اس لئے بہتر ہوگا کہ اس ندی کی راہ سے گنگا مین جائین اور وہان سے ڈیلسیہ
مین پناہ لین اور اگر کہین قابو پائین تو بادشاہی مورچل پر دست جرأت دراز کرین
غرض انہون نے ندی مین کشتی کا لنگر اوٹھایا اور قاقشال اور بہت سے اور فتنہ انگیز
گنگا مین آپس مین مل گئے- راہ مین بادشاہی مورچل پر توپ چلائی- جس سے سپاہیون کے
پانوٗن اُکھڑ گئے اور بے لڑے بھاگے اور زلف علی بدخشی اور کوچاپ قندوزی کہ
اس گروہ مین عمدہ تھے بہت سے آدمیون کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے مظفر خان
کو جب اس حال پر اطلاع ہوئی تو وہ سٹ پٹایا- بدگمانی اور بیدلی سے دیوانہ
ہو گیا نہ عقل چارہ گر اوسکی رہ نما تھی نہ کسی فریادرس کی بات سننے کی طاقت تھی جنید

اس سے زیادہ اچھا نہین لگے گا - انہین سے ایک نے رائے سے کان مین چپکے سے یہ کہدیا - اُس نے سادہ لوحی سے اور آدم شناسی سے رضوی خان سے گذارش کی اُس نے رمز و اشارے سے اس گروہ کے سردارون کو مطلع کیا - انہین سے ہر ایک بہانہ بنا کے مجلس اتحاد سے باہر آیا اور فتنہ و فساد برپا کیا - ابو اسحاق نے رضوی خان کو جس نے بیوقوفی سے پردہ دری کی مجلس گیر کیا - غرض ہر طرف سے ایک طوفان فتنہ اُٹھا اور اس مین جوانمردون نے میدان جنگ مین خواب السین مین آرام کیا - عقلمندون نے اس واقعہ سے جان لیا کہ پیمان توڑنا اور بیدلی کی راہ پر چلنا اور فرمان پذیری سے سر پھیرنا - اور راز گوئی کی جگہ کو نہ پہچاننا - زیان و بلا کو سر پر بلانا ہے - جب پادشاہ کو ان حالات پر اطلاع ہوئی تو وہ خود بنگالہ جاتا - مگر مرزا حکیم کا اندیشہ ہندوستان مین آنے کا لگا ہوا تھا اسلئے اس نے مرکز سلطنت سے سرکنا مناسب نہ جانا - داد و دہش سے کام چلایا -

بہار و بنگالہ کے سرکشون کا باہم ملجانا ۹۸۸ھ

پادشاہی لشکر و سرکشون مین دریائے گنگ کے کنارہ پر تیر و تفنگ رواں رہتے - گو مخالفون کا انبوہ زیادہ تھا - مگر وہ لشکر شاہی سے ہزیمت پاتا - اس سبب سے پادشاہ کے کارپردازون کو سخت گیری پر اور جرأت ہوئی - مرزا بیگ قاقشال لشکر کو ساتھ لیکر گنگا پار گیا اور ٹانڈہ کی طرف چلا کہ پادشاہ کے لشکر کو دو دو لکر سے مظفر خان اور خواجہ شمس الدین اور امراء نے اس سے لڑکر شکست دی - گردن فرازون نے پناہ مانگی اس نمک پروری کے زمانہ مین بزرگان دولت کا تکبر اور بڑھا اور لا بہ گری اور زمانہ گذاری کام نہ آئی - اگرچہ بہار کی آشوب کی خبرین سنتے تھے مگر اس کی پروا کچھ نہ کرتے تھے اور اس کا خیال بھی نہ کرتے - بہار و بنگالہ کے سرکش آپس مین ملجائینگے - مستیٔ غرور کے در پے خمار ناکامی ضرور ہوتا ہے - بہار کے فتنہ اندوز بنگالہ کے سرکشون سے یون ملے کہ جب بہار کے سرکشون نے سُنا کہ پادشاہ کی سپاہ آنیوالی ہے تو وہ حیرت مین ہوئے کہ اب رائے آویزش ہو نہ راہ گریز تو اس سراسیمگی مین اُنہون نے اپنے آدمیون کو بھیجکر بنگالہ کے سرکشون کے ساتھ یک جہتی کا پیمانہ

مگر پھر بھی دشمنون کو خوف تھا کہ مظفر خان سے لڑائی مین معلوم نہین کہ کیا حال ہو گا۔ اسی اثنار مین ان پاس خبر آئی کہ مظفر خان قلعہ نشین ہو گیا ہے جس سے وہ دلیر ہوئے اور جلد اسکو جا گھیرا۔ مظفر خان کے پاس سوائے میر جمال الدین انجو و حکیم ابو الفتح و جعفر بیگ و باقر انصاری و تردی بیگ یکہ او یر عیسی ترکمان اور چند اور ملازمون و خیلتا شون کے کوئی پاس نہین رہا تھا۔ ناچار وہ شہر بند ٹانڈہ مین بیٹھ رہا تھا۔ اور اندوختہ کو پراگندہ کر رہا تھا۔ مگر بے ہنگام خوش خوئی و گرم خوئی سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور بے وقت زرفشانی اور کالا دہی سے کیا ہنگامہ کو رونق ہوسکتی ہے۔ جو دانشمند فرزانہ ہوتے ہین وہ بیکاری کے زمانہ مین شیر مردون پر بخشش و عاطفت کرتے ہین اور ناکامی کی جانگزائی سے پہلے واقف ہو کر اس کی چارہ گری کرتے ہین سرکشون نے مظفر خان سے کہا کہ اگر وہ ہمارا طریقہ اختیار کرے تو ہم اسکو سب سے زیادہ پایہ والا پر اختصاص دینگے اور اگر اسکو یہ نہ منظور ہو گا تو ہم اسکو حجاز جانے کی اجازت دینگے۔ مظفر خان نے اسکا جواب یہ دیا کہ ناسپاسی و بیراہہ روی تو دین و دنیا کی زیان افزائی ہے۔ پاسبانی ناموس کے ساتھ مجھے دریا کی راہ سے بادشاہ پاس جانے کی اجازت دی جائے سرکشون نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور اقرار کیا کہ اسکو بنا تھائی مال لیجانے دینگے۔ مگر اس گروہ کی باتون پر اسکو اعتبار نہ تھا۔ اس لئے اس نے معصوم خان پاس بیس ہزار اشرفیان بھیجین اور پرانی دوستی یاد دلائی کہ اس کے ناموس کی پاسبانی کرے معصوم خان نے بھی اسکو جواب لدہی کے ساتھ دیا۔ مرزا شرف الدین حسین خان قلعہ سے بھاگ کر معصوم خان پاس آیا۔ یہ شرف الدین حسین خان وہی ہے جو واجب القتل تھا۔ مگر بادشاہ نے اسکو چند روز قید کر کے بنگالہ ۹۸۸ھ مین بھیجدیا تھا کہ اگر اس کی اطوار درست ہون تو اس ملک مین جاگیر دیدی جائے۔ اور نہین حجاز بھیجدیا جائے اس خواجہ زادہ مین کوئی ندامت کا اثر نہ تھا۔ مظفر خان کی فرمان پذیری اور خیر اندیشی سے قلعہ ٹانڈہ مین زندانی اس کو بنایا اور موسم کشتی کا منتظر تھا کہ یہ

کارشناس خیر سگالون نے گذارش کی کہ اس گروہ کے ویرانی سے کیا بگڑا ہے لشکر کو شائستہ آئین کے ساتھ بھیجنا چاہیئے مگر یہ پند سودمند نہ ہوئی۔ اسکا حال روز بروز زیادہ آشفتہ ہوتا گیا۔ اختلاف رائے و تذبذب عقل و توہم بیجا و دشمن شناسی اور دوست داری جان سے انتظام اس کے ہاتھ سے گیا۔ نہ خود افواج شاہی کو لڑنے کے لئے بھیجتا نہ اور امراء کو جو ہر جگہہ پر اُس کے حکم کے انتظار مین بیٹھے تھے لڑنے کی اجازت دیتا۔ بہت سی گفتگو کے بعد خواجہ شمس الدین کو کچھہ لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہان جاکر قابو کی تلاش مین بیٹھے اور حقیقت حال سے اطلاع دے ایک جماعت اپنے عیال کے اندیشہ سے اسکے ساتھ نہ گئی۔ ایک جماعت کو شتر دلی سے ہمراہی کی توفیق نہین ہوئی جبکہ فرماکا دل برقرار نہ ہو تو فرمان پذیر کی گرفت کیا ہوسکتی ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی +

خواجہ شمس الدین نے گذارش کیا کہ مین نے کچھہ راہ طے کی تہی کہ کیا دیکھتا ہون گروہ کے گروہ آدمی غنیم پاس چلے آتے ہین۔ اور اوسکے ہمراہی اُس سے روز بروز جدا ہوتے جاتے ہین تھوڑے دنون مین کوئی اُس پاس سوائے مُطّلب مصاحب کے پاس نہ رہا۔ ناچار وہ میدان کارزار مین آیا . . . . اور زخم کھاکر زندگانی کو نیکنامی کی عوض مین بیچا۔ اس اثنا مین محمد علی ارلات آیا جسکو اس نے جانا کہ ایک دوست آیا مگر اس نے ایک نیزہ اسکے مارا جس سے وہ گر پڑا۔ مرنے کے قریب ہوا کہ ناگاہ مرزا محمد کہ جس سے کچھہ امید امداد نہ تھی آیا۔ مہربانی کر کے معصوم خان پاس اسکو لے گیا۔ اس نے دلدہی کر کے قاضی زادہ کو حوالہ کیا۔ ہاتھی پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ زمانہ کی نیرنگی سے نصیحت کا سبق پڑہتا تھا۔ اگرچہ لڑائی نہ تھی اور سرکشون کا گروہ بڑھتا جاتا تھا مگر انکو عجب طرح کا خوف و خطر تھا۔ ناگاہ ایک بڑا لشکر نظر آیا جو معلوم ہوتا تھا سرکشون کے گروہ کو پراگندہ کریگا۔ مگر اسکا سردار وزیر جمیل دشمنون سے دوستی کے قصد سے آیا تھا لڑنے کے لئے نہین آیا۔ وہ پادشاہی حقوق کو فراموش کر کے غنیم سے جاملا

خطبہ پڑھنے کے سے اُنہون نے انجمنین منعقد کین - خانجہان کی بارگاہ کو لگایا اور آراستہ
کیا اور اس مین سب اکٹھے ہوئے - خانجہان خان وکیل بنا - خاندوران خان کا خطاب
ملا - بابا قاقشال خانخانان بنا - اور ریاست بنگالہ سپرد ہوئی - جباری خانجہان خان
ہوا اور دس ہزار سپاہ کا سردار ہوا - وزیر جمیل خان زمان ہوا - اور توزک بیگی کا
منصب ملا - خالدین خان نے اعظم خانی کا اور خان محمد بہسود نے خان عالمی کا اور عبدالباقی
نے خداوند خانی کا اور مرزا بیگ نے بہادر خانی کا خطاب پایا - خواجہ شمس الدین کو
لشکر خانی کا اور جعفر بیگ کو آصف خانی کا خطاب ملا تھا - مگر انہون کی تدبیر سے
اسکے قبول کرنے کو اور وقت پر ٹالا - عرب یہان موجود نہ تھا مگر اس کو شجاعت خانی
کا خطاب ملا - اسی طرح اور امراء کو مناصب اور خطاب عنایت ہوئے - جب مناصب اور
اقطاع کا فیصلہ ہوا تو یہ قصد ہوا کہ مرزا حکیم کے نام کا خطبہ پڑھایا جاوے - مگر مینہ کا وہ
طوفان آیا کہ بارگاہ کے ٹکڑے ہو گئے اور تمام خیمے اور شامیانے کیچڑ سے پر ہو گئے
اور ہر ایک میر افتان و خیزان اپنے گھر چلا گیا کہ اس اثناء مین پادشاہ کی سپاہ
کی آمد کا آوازہ ہوا جس سے وہ منبر پر خطبہ پڑھوانے کو بھول گئے اور کچھ اور ہی فکر مین
ہوئے - زبردستی کو چھوڑ کر میدان جنگ مین آنا پڑا - اب ہم یہ لکھتے ہین کہ اس عرصہ مین
بہار کے سرکشون کا حال کیا ہوا -

بہار کے سرکشون کا حال ۹۸۸

اس زمانہ مین کہ بہار کی سرزمین مین سرکشون نے سر اوٹھایا بہادر سعید بدخشی
ترہٹ مین عمل گذار تھا اس نے شورش و فساد برپا کیا - اپنے بیٹے کو یہان چھوڑ کر وہ اور
سرکشون کے ساتھ مل گیا اور مال خالصہ کو سپاہیون مین تقسیم کر کے خود بڑا سردار بن گیا
معصوم خان نے سعید بدخشی کو بھیجا کہ پدرانہ نصیحت کر کے اپنے بیٹے کو اس حرکت سے روکے
مگر بیٹے نے باپ کی نصیحت کو کچھ نہ سنا اور اپنے خداے مجازی کو قید کیا - اسی کشاکش
مین پادشاہ کا لشکر آ گیا معصوم خان بہت سے سرکشون کو ساتھ لے کر
بنگالہ چلا گیا - اور پٹنہ مین عرب کو مقرر کیا - شاہم خان نے سرکشون سے اپنا پیمان

طوفان آشوب اٹھا۔ اس نے قلعہ کے نگاہبانون کے ساتھ سازش کر کے باہر جانے کی
تدبیر کی وہ قلعہ سے نیچے اتر رہا تھا کہ ایک جماعت کو اسکی اطلاع ہوئی تیر اس پر چلائے
مگر وہ زخمی ہو کر مخالفون سے جا کر مل گیا۔ اور مخالفون کو اس نے یہ بتلا کر کہ اہل قلعہ
بڑے خوف زدہ ہو رہے ہین انکو اور دلیر کیا۔ دوسرے دن سحر کو سرکشون نے اپنے
پیمان شنوار کو توڑ کر شورش برپا کی۔ قاقشالون نے تاراج کرنے مین پیش دستی کی۔
ہر جانب سے ایک گروہ قلعہ پر چڑھ آیا اور اس مصر معمور کو لوٹ لیا۔ معصوم خان نے
اپنے قرار کے موافق بنگالہ مظفر خان پر آرام کیا تاکہ اسکے ناموس مین سرکش خلل انداز
نہ ہون اور بہت سا مال خود اس کے ہاتھ آئے۔ مظفر خان اپنے چند غلامون کے
ساتھ ہتھیار لگائے حیران تھا کہ کیا کرون نہ راہ فرار نہ روے گریز۔ معصوم خان
ایک دو آدمیون کے ساتھ آیا اور منافقون کی طرح باتین کرنے لگا کہ مظفر خان
کے حرم سرا مین غوغا ہوا۔ معصوم خان وہان بھاگ گیا اور قلعہ سے باہر جان
سلامت لے گیا۔ سب سرکشون کو بہت دولت ہاتھ آئی۔ خاص کر مرزا شرف الدین
کو بہت روپیہ اسطرح ملا کہ اس برہم زدگی مین مظفر خان نے آٹھ لاکھ روپیہ صندوقون
مین بھر کر ایک تالاب مین ڈالدیا تھا کہ عافیت کے زمانہ مین کام آئے مگر مرزا کو اس سے
اطلاع ہوئی اسنے اس روپیہ کو صندوقون سے نکال لیا اس مین پتھر بھر دیے اس
روپیہ کے ذریعہ سے مدتون تک وہ شورش برپا کرتا رہا۔ سرکشون نے بعض امرا کو
قید کیا۔ بہت سے امرا سے مل گئے۔ حکیم ابو الفتح اور راے پتر داس دل کر کے
تدبیر سے بھاگ کر بادشاہ پاس چلے گئے۔ خواجہ شمس الدین کو سعید بیگ نے . .
آشنائی کا پاس کر کے اپنی پناہ مین رکھا۔ اس طرح جان کاہی کے سبب سے
رستگاری ہوئی۔ مگر زرطلبی کے شکنجہ مین گرفتار رہا۔ جعفر بیگ نے بندہ گوئی
و بختہ سرائی سے اس بازخواست سے رہائی پائی۔ مظفر خان کو سرکشون نے مار ڈالا
اور منصبون کے مقرر کرنے کے دے اور ولایت کی تقسیم کے واسطے اور مرزا حکیم کے نام کا . .

سرکشان بنگالہ ۹۸۸ھ ۲۵

راجہ نے عذر کیا۔ اس طرح معصوم کا پردہ ڈھکا رہا۔

اس زمانہ مین بنگالہ کے سرکش گڈھی سے گذر کر بادشاہی لشکر کے قراولون سے کچھ لڑے راجہ تودرمل نے اپنے لشکر کے عاقلون کو انجمن مشورہ مین جمع کیا۔ بعض بہادرون نے اُن مین سے کہا کہ ایزدی تائید پر بھروسہ کرکے لڑائی شروع کرنی چاہیئے۔ بعض ژرف نگاہ ہشیار خرام نے گذارش کی کہ آج شورش کی تند باد کا طوفان اُٹھ رہا ہے۔ اور نیک اندیش نیک سگال کی تمیز دو روئے تباہ پیچ سے نہین ہوتی۔ معصوم خان فرنخودی جسپر بادشاہ کی بہت احسان ہین وہ تذبذب کی حالت مین ہو رہا ہے۔ دوربینی کا اقتضا یہ ہے کہ حصاری ہونا سزاوار ہے اس عرصہ مین یہ حال معلوم ہو جائیگا کہ سرکشون کے لشکرون مین سے کون آن کر ہم سے ملتا ہے اور ہم مین سے کون اُنسے جا کر ملتا ہے۔ آخر یہی رائے پسند ہوئی۔ قلعہ منگیر مین بادشاہی لشکر کی گنجایش نہ تھی۔ اس لئے ایک اور سرزمین مین شائستہ حصار بنایا گیا۔ امرائے خدمتگار نے مورچال بنائے اور خندق اور دیوار بنانے مین کوشش کی۔ تھوڑے دنون مین بلند چار دیواری چوڑی تیار ہو گئی اور حصار شہر ایک قلعہ بن گیا۔ سرکشون نے اُس کے حوالی مین شورش برپا کی اور توپ و تفنگ طرفین سے چلنی شروع ہوئین۔ اسی دوگیر مین بادشاہ کے لشکر مین سے بہت سے آدمی دشمنون سے جا ملے۔ انکے سرگروہ تمر خان و ہمایون و قلی شاہ تھے۔ اُس طرف سے بھی گروہا گروہ آدمی ادھر آ کر ملے۔ قلعہ گزینی کی سرگزشت ہمراہیون کی بدگوہری۔ مخالفون کا ہجوم اور تازہ کمک کے لئے گذارش عرائض مین لکھ کر امرای لشکر نے بادشاہ پاس بھیجین بادشاہ نے مرزا کوکہ کو پنج ہزاری منصب اور اعظم خانی کا خطاب دیکر روانہ کیا اس کی اطاعت کے لئے لشکر کے نام فرمان جاری کیا۔ انہی دنون بنگالہ سے حکیم ابوالفتح بادشاہ پاس آ گیا تھا۔ اس نے بادشاہ کے روبرو بنگالہ کی بیہودگی اور سپاہ کی ناسپاسی کا بیان شیوا زبانی سے ادا کیا اور اپنا حال بھی قلعہ پر سے کودنے کا۔ اور پیدل چلنے سے پانؤن مین چھالون کے پڑنے کا ذکر کیا۔ عرض کیا کہ میرمعز الملک اگرچہ اول سرکشون کے ساتھ گیا تھا لیکن دوراندیشی کر کے ان سے جدا

توڑا اور حاجی پور مین چلا گیا۔ اور علم دولتخواہی بلند کیا اور اولیاء دولت کو اپنی بیت
دکھانے کے لئے اوس نے ایک لشکر بہادر سے لڑنے کے لئے بھیجا مگر وہ شکست کھا کر الٹا
چلا آیا جس نے سرکشون کی اور نخوت بڑھی تو پھر خود لشکرکشی کرکے اُس نے فتح پائی اور سعید کو مارا
محب علیخان دوبارہ عرب سے پٹنہ مین لڑا اور اسکو شکست دیکر شہر مین بھگایا یہان
سعادت علیخان کہ اوسکی بنگاہ کا نگہبان تھا اس سے پھر گیا۔ عرب اس سے لڑا زخمی ہوکر
بھاگ گیا۔ شہر پٹنہ پر محب علیخان کا قبضہ ہوگیا پادشاہ کی سپاہ اپنا سامان درست
کرکے جونپور مین آئی اور اس حدود پر ترسون خان۔ صادق خان غازی خان کے
الغ خان اور بہت سے اور امراء لشکر شاہی اُس سے آ ملے۔ غازی پور سے دو کوس پر
معصوم خان فرنخودی بھی لشکر شاہی سے ملا۔ مگر اس کی ہرزہ درائی کو سب جانتے تھے
اس لئے اس کو حکم ہوا کہ وہ ہراول بن کر آگے جاوے کہ بالفعل اس کی گزند سے کچھ خوف
نہ رہے۔ گنگا کے کنارہ پر جاکر مظفر خان کی سرگزشت لشکر کو معلوم ہوئی محب علیخان و
شاہم خان وسمانجی خان و باقی کولابی بھی لشکر شاہی سے آن ملے۔ پٹنہ کے حوالی مین
ایک عمدہ مجلس جمع ہوئی اور بزرگان دولت نے یک جہتی و یکتا دلی کا عہد و پیمان کیا اور
سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قول مین ترسون خان راجہ توڈرمل رای سرجن راجہ اسکرن
جبھتر شاہان۔ اور برانغار مین محب علیخان۔ شاہم خان۔ میر ابو المظفر اور جرانغار مین صادق خان
الغ خان نقیب خان قمر خان اور ہراول مین معصوم خان فرنخودی۔ شیخ فرید بخاری سید
ابو القاسم سید ابو المعالی۔ سید عبد الواحد سید عبد الہادی مقرر ہوئے اس منزل
سے سپاہ سلاح بند ہوکر اس سبب سے چلی کہ بعض بزرگان لشکر کا دل دگرگون تھا اور سرکشون کا
طائفہ قزاقی کر رہا تھا۔ عرب و جیب و بعض و سرغنہ تنگناؤن مین جا چھپے۔ لشکر شاہی
پر دشمن کوئی وار نہ کرسکے۔ جب لشکر منزل منگیر مین آیا تو معصوم فرنخودی نے یہ ارادہ کیا
کہ راجہ توڈرمل کو مار ڈالے جسکی تدبیر و شجاعت و اخلاص سے لشکر کا انتظام تھا۔ اس نے
چند آدمیون کا لشکر آراستہ کرکے راجہ سے درخواست کی کہ آپ اس کو ملاحظہ فرمایئے

راجہ سنگرام سے مل گیا۔ راہ کے بند ہونے سے لشکر سے تو نہ مل سکا لیکن دشمن کی سراسیمگی
کا سبب اس طرح ہوا کہ لشکر مخالف مین جو سوداگرون کا کاروان جاتا تھا اس کو لوٹ
لیا اور جو اس گروہ کے مویشی چرنے آتے انکو دستبرد کرتا۔ تھوڑے دنون مین حسن علی عرب و
آفاق دیوانہ و مرزا حسین نیشاپوری و علی قلی دغیرہ اور بہت سے آدمی جو بیچارگی کے
سبب غنیم سے ملے تھے اس سے آن ملے اور بارہ سو آدمیون کے قریب اس پاس
جمع ہوگئے جس سے بدکارون کے کامون کے رونق کم ہوگئی۔

شاہ منصور دیوان کا معزول ہونا سنہ ۹۸۸ھ ۲۵

یہ شاہ منصور دیوان آوارہ نویسی اور کفایت اندوزی سے سپاہ کی داد و ستد مین
باریک بینیان کرتا۔ اور وزارت کے کام کو چھوڑ دیا۔ آئین استیفا کو اختیار کیا۔ وزیر
اسے کہتے ہین کہ دیدہ وری اور راستی سے مال کی پاسبانی کرے۔ بندگان
پادشاہی کی نگاہداشت مین ہمت لگائے۔ داد و دہش نرمی و درشتی مین میانہ روی
کرے۔ دوست و دشمن کے ساتھ یکسان رہنے کو راست مزاجی جانے۔ بائست وقت
اور سزاوار حال کو ہاتھ سے نہ دے۔ زراندوزی کو سب سے بہتر کام نہ جانے —
کشادہ پیشانی و شیرین زبانی اور دل توانگر و خاطر مہربان اور انصاف ہمیشہ کرے
ناتوان بینی مشکل پسندی و سخت گیری نہ کرے فراخ حوصلگی کرے اور خلقت کی خدمت
کو نرخ گران سے خریدے۔ تاکہ گروہا گروہ سود و زیان کے بازار سے نکل کر عقیدتمند
ہوجائین خواجہ نے اپنی حد سے پرے پاؤن نکالے۔ کفایت اندوزی شروع کی۔
اور نہ زمانہ کی شورش کا خیال کیا نہ دستبرد روزگار کو منظور رکھا۔ بقایا کی بازخواست
کی۔ راجہ تو ڈرمل نے پادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ اولیاء دولت ہنگامہ نبرد گرم
رکھتے ہین۔ اور سر بازی کا بازار تیز ہے۔ کارپردازان سلطنت بی تاملی اور وقت ناشناسی
سے ایسے معرکہ زد و گیر مین آویزش جانفشانی و دل شکری کے درمیان داد و دہش کے
کیسے کا منہ بند کر کے مال برگرفتہ کو طلب کرتے ہین۔ اس بازیافت کا نام کیا رکھنا چاہئے
اور طلبگار بے ہنگام کو کس گروہ مین سے شمار کرنا چاہیئے۔ شہریار نے شاہ منصور کو

ہوگیا- اس زمانہ مین کہ سرکشون کا ہنگامہ شکست ہو رہا ہے تعجب ہے کہ اپنے آدمیون
کو جمع کرکے جونپور مین فساد مچا رکھا ہے اور مولانا محمد تبریزی فتنہ اندوزی مین اسکے
ساتھ کند ملا کے چلتا ہے - پادشاہ نے حکم دیا کہ اسد خان ترکمان مانک پور سے
اس حدود مین جاکر ان زیادہ سرون کو پادشاہ پاس حاضر کرے - وہ پادشاہ کے
فرمان کا کاربند ہوا اور سرکشون کو پکڑ کر پادشاہ پاس لے چلا- راہ مین اٹاوہ کے قریب کشتی
ڈوب گئی جس مین یہ سرکش تھے- خان اعظم کے نام حزم اندوزی کے سبب پادشاہ نے
حکم دیا کہ معز الملک کے چھوٹے بھائی علی اکبر کو مسلسل کرکے زمانیہ سے ہمارے پاس بھیجدی
اگرچہ وہ سرکشون مین شریک ہوتا تھا- مگر آتش فساد مین پھونکین مارتا تھا- پادشاہ پاس
وہ آیا اور زندان مین بھیجا گیا -
قلعہ نشین لشکر شاہی پاس آذوق بحر و بر سے آتا تھا- مرزا شرف الدین حسین
اور معصوم خان نے پٹنہ کی راہ سے خشکی کی گذرگاہ کو بند کیا اور ایک نوارہ دریائی
بنا کر دوسری راہ روکنے کا ارادہ کیا- جب لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی کہ کشتیان
دشمنون کی نو کوس کے فاصلہ پر آگئی ہین تو صادق خان- الغ خان- نصیب خان و
باقر سفرچی خشکی کی راہ سے دوڑے- رائے پترداس دریا کی راہ روانہ ہوا- مہتر خان
دریا سے پار گیا- غرض اس خوبی سے یہ تیز دست بہادر چلے کہ دشمن کی تین سو کشتیون
کو کہ ساز پیکار سے پر تھین تصرف مین لائے جس سے لشکر کو بڑی تقویت ہوئی -
ہمنے پہلے لکھا ہے کہ جب مظفر خان جہان سے گیا تو معصوم خان نے خواجہ شمس الدین کو
مالدار سمجھ کر اپنی حمایت مین لے لیا تہا- مگر جب روپیہ خوشخوئی سے نہ وصول ہوا تو خیرہ روئی
شروع ہوئی- قریب تھا کہ اس شکنجہ فرسائی مین قالب تہی ہو کہ عرب بہادر نے اس کی
دوستی سابق کا بدلہ کرنا چاہا اور اس خیال سے کہ اس کے اندوختہ کو نصیحت کرکے
لے لے اپنے پاس بلا لیا- اس کے پانون کو زنجیرون سے نکالا اور اسکی لابہ گری شروع
کی- خواجہ نے فرصت پا کر ان ستیزہ کارون کی انجمن سے کنارہ کیا اور قصبہ کھڑک پور مین

لشکر شرقی کو مخالفون کا نوارہ ہاتھ لگنا سنہ ۹۸۸ھ -

بھیجا۔ اس نے راہ کے درمیان جب قتلو کی چیرہ دستی سنی تو اُس سے بھگلوٹ مین لڑا اور شکست پائی۔ تو بابانے کین توزی کا ہنگامہ آراستہ کیا۔ قتلو نے آشتی کے لئے افسانہ سرائی کی۔ مرزا شرف الدین حسین جبار‌ی بنگالہ کی طرف گئی۔ معصوم خان کابلی کید ھور کے زمیندار کی رہنمونی سے بہار کی طرف گیا۔ عرب بہا۔ درکورم پسر ترخان قزاقی کرنے لگے۔ چودھری کشنہ پادشاہی لشکر کے لئے خزانہ لئے جاتا تھا کہ عرب بہا در کورم نے اس کے لوٹنے کو قدم اوٹھائے۔ مگر وہ چالاکی کر کے خزانہ کو حصار پٹنہ مین لے گیا۔ انہون نے قلعہ کو گھیرا۔ بہادر خان نے قلعہ کی حفاظت خوب کی۔ پادشاہی لشکر دشمن کے پیچھے آہستہ آہستہ جاتا تھا۔ اُس نے معصوم خان کابلی کی طرف جانے سے منہ موڑا۔ اور پٹنہ کی طرف چلا۔ آئین یہ قرار پایا۔ کہ افواج تو منزل بمنزل کوچ کرے اور بعض تیز دست دلاوری کر کے آگے جائین۔ معصوم خان فرنخودی نے اس خدمت کی درخواست کی راجہ تو ڈرمل اس سے عاجز آرہا تھا اس کو رخصت کیا اور احتیاطاً اسکے پیچھے محب علیخان اور مہر علیخان کو روانہ کیا۔ ان سب نے مل کر پٹنہ کے اہل قلعہ کو بچایا۔ جنکو دشمن گھیر کر ستا رہا تھا۔ دشمن کچھ لڑ کر بھاگ گئے۔ قلعہ اور خزانہ انکے ہاتھ سے بچ گیا۔ اگرچہ معصوم خان فرنخودی شائستہ خدمت بجالایا۔ مگر بے جہالو مشورہ پادشاہ کے لشکر سے جدا ہو کر جونپور چلا گیا۔ اور راہ مین بہادر خان کے گماشتون سے حاجی پور چھین لیا۔ اور حوالی ترہت سے نکل کر بہت سا ملک دبا بیٹھا اور سرکار حاجی پور کا مالک بن گیا۔

شورش عرب فرو ہوئی تھی اور لشکر شاہی سرائے رانی سے بہار کو جاتا تھا کہ معصوم علیخان کابلی کا کام تمام کرے۔ مگر بارش کی شدت کے سبب دریاؤن پاپین پر اسکو توقف کرنا پڑا۔ جب ہوا مین اعتدال ہوا تو لشکر چلا۔ معصوم خان بہار سے نکل کر کوہستان شمالی کے دامنہ مین آیا۔ لشکر شاہی قصبہ گیا مین پہنچا۔ غنیم شہر بہیرہ مین آیا اور چار کوس چلکر اس نے حلقہ باندھا۔ پانی کی کثرت سے لشکر شاہی کا

معصوم خان کابلی [illegible] ۹۸۹ [illegible] ۱۵۸۱

موقوف کرکے اس کا کام شاہ قلی محرم کو سپرد کیا اور وزارت کا منصب والا وزیر خان کو حوالہ کیا۔ اس سے شرقی دیار کی سپاہ نے بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور لڑنے پر کمر ہمت چست کی اور بہت سے سرکشون نے اطاعت کی۔

ترسون خان و راجہ تودرمل و محب علیخان و معصوم خان فرنخودی سرداری کا پاس کرکے حصار سے باہر آکر نہ لڑتے۔ مگر صادق خان و شیخ فرید و الغ خان جانون کی داد دے ستدیہ ہنگامہ گرم رکھتے۔ اس دو مہینے کے عرصہ مین کہ سرکشون سے جنگ رہی پادشاہ خزانہ اور لشکر سے برابر مدد کرتا رہا۔ پیشرو خان و ملیح و زین الدین و تاراچند کو لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اگرچہ خان اعظم اور شہباز خان اور اور امرا پادشاہی لشکر سے ہنوز آن کر نہین ملے انکے آنے کی شہرت نے سرکشون کے لشکر مین ہل چل ڈالدی اور وہ بھاگ کر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر نے یہ سمجھکر کہ اس بھاگنے مین انکی کوئی تزویر ہو۔ حصار سے باہر انکے انکے پیچھے پڑے مگر بعض عاقلون نے ہمت کی اور محب علی خان و مہر علیخان کو ہراول بناکے بھیجا مگر وہ احتیاط اور ناشناسائی کے سبب سے دردلی کے ساتھ قدم اوٹھاتے تھے کہ خواجہ شمس الدین بارہ سو سوارون کو لیکر ان سے آن ملا۔ اور اس نے دشمن کی برہمزدگی و تباہ حالی کو عام لشکر پر روشن کیا۔ اور افزونی بدسگالی اور کمی خیراندیشی اور گرم بازاری دوروئی کو دور کیا۔

اب بنگالہ مین اڈیسہ مین قیا خان و رفتح آباد مین مراد خان اور ستگانون مرزا نجات زبان سے باتین تو نیک خدمتی کی بناتے مگر گفتار سے کردار مین آدھا قدم بھی نہین اوٹھاتے۔ مراد خان تو عمر طبعی پر پہنچ کر مرگیا۔ اور اس ناحیہ کے زمیندار مکند نے اسکے بیٹون کو بھی مہمان بلا کر طعمۂ اجل چکھایا۔ قیا خان کی بھی حیات ختم ہوئی اس نواح کے بومیون (دیسیون) نے چیرہ دستی کی۔ مرزا نجات پر قتلو چڑھ گیا۔ حدود سلیم پور مین مرزا بری طرح لڑکر بھاگ گیا۔ اور پرتاب بار فرنگی کی پناہ مین گیا باباقاقشال سخت بیمار ہوا۔ مگر اس حال کنی مین بھی ہمزبان کو مرزا نجات کے سر پر

سرکشون اور پادشاہی لشکر کی لڑائی سنہ ۹۸۹ھ ۲۵

بنگالہ کا حال سنہ ۹۸۹ھ ۲۵

سعادت علیخان اُس سے لڑنے گیا اُس نے دشمنون کو پراگندہ کر دیا۔ رہتاس کے متصل قلعہ کہنت مین سعادت علیخان کو شہباز خان نے مقرر کیا۔ دلپت اور عرب بہادر نے اُسپر حملہ کیا۔ اور قلعہ لے لیا اور سعادت علیخان کو مار ڈالا۔

جب لشکر شاہی سے خان اعظم مل گیا تو سرکشون نے بنگالہ کی طرف رُخ کیا۔ لشکر شاہی مین بعض ایسے بد اندیشہ تھے کہ انہوں نے سرکشونکا تعاقب کرکے ایکہی دفعہ بیچارے سرکشی کو فرو نہ کیا۔ مگر ہان مالک بہار کے انتظام مین خوب ہمت صرف کی۔ بہیرہ سے رہتاس تک کی دیدبانی محب علیخان کو سپرد ہوئی۔ یہ لشکر شاہی گیا مین آیا۔ راجگدہ کے پاس دوست محمد بابا دوسو آدمیون سے آن ملا۔ وہ باغی ہو گیا تھا۔ جب لشکر شاہ غیاث پور مین آیا تو معلوم ہوا کہ شہباز خان عرب بہادر شکست پا کر سارنگ پور کی طرف جاتا ہے ضعیف کشی اور زیردست آزاری مین دست درازی کرتا ہے شاہم خان کو اس نواح مین جاگیر دیکر روانہ کیا کہ اس سرکشی کا علاج کرے۔ انہین دنون مین بہار مین غازیخان بدخشی کو متعین کیا۔ معصوم خان فرنخودی کی فتنہ پردازی کی بڑی شہرت ہو رہی تھی اس لئے ترسون خان کو جونپور جانے کی اجازت ہوئی۔ صادق خان و شیخ فرید بخاری و الغ خان حبشی و طیب خان کو منگیر کی طرف روانہ کیا کہ اس نواح کو مخالفون کے خس و خاشاک سے پاک صاف کرین۔ خان اعظم و راجہ تو ڈرمل اور اور سپاہ پٹنہ و حاجی پور کو روانہ ہوئی۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ پٹنہ مین امرا رہین شہباز خان نے وہان آنکر اپنی اور ہی دکان جما رکھی تھی۔ اُس نے دلپت اور عرب کی مالش کی تہی اور بہادر کے ہاتھوں سے حاجی پور کو چھٹایا تھا۔ اس لئے وہ اپنے تئین کچہ اور ہی سمجھنے لگا تھا معصوم خان فرنخودی جونپور آیا۔ خان اعظم و راجہ تو ڈرمل نے حاجی پور مین اقامت کی۔ شہباز خان نے پٹنہ مین اپنے کامون کو رونق دی۔ امرا کو منصب و جاگیرین دیکر اپنا اقتدار خوب بڑھا لیا۔ خان اعظم سب سے دلگرفتہ ہوا۔ راجہ نے بھی طرح دی اس طرف کی تمام مہمات شہباز خان کے ہاتھ مین آئین نیک اندیشون اور سچے کارگزارون نے چاہا کہ اُن کی

سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا۔ دو فرسنگ پر غنیم تھا۔ بادشاہی لشکر اپنی کثرت کی نخوت سے اور دشمنون کی قلت کے سبب سے خواب غفلت مین ہوا۔ لیکن راجہ ٹوڈرمل اور صادق خان خوب ہشیار تھے اور پیکار کے لئے تیار تھے۔ رات کو خان بیگ۔ اور الغ بیگ حبشی کی قراولی تھی۔ سرگروہ خواب غفلت مین خود سوتے تھے۔ اور خواب آلودہ نوکر کار آگہی کے لئے بھیجے تھے۔ غنیم نے دن کو اپنے مین لڑائی کی توانائی نہین دیکھی رات کو الّو کی طرح دست برد کا ارادہ کیا۔ ایک پہر گذری تھی کہ بہت سے سپاہیون کو لے کر جنگ کا آہنگ کیا۔ اور غافلون پر غالب ہوا۔ ماہ بیگ اور چند حبشیون کو مارا اور لشکر شاہی صادق خان کے لشکر پر گرا۔ وہ بہادری سے لڑا کہ کمال خان فوجدار دو فیل با رفتار لایا۔ جس سے لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ اور دشمنون کے سوارون کو انہون نے سونڈون مین پکڑ پکڑ گرانا شروع کیا۔ ان ہاتھیون پر جو تیر لگا اونکو اور زیادہ تیز دست بنایا۔ ایک ہاتھی کے بیاسی اور دوسرے کے پچپن تیر لگے بادشاہی سپاہ کے بہت آدمی زخمی ہوئے۔ مگر کوئی مرا نہین اسکو فتح حاصل ہوئی اور معصوم خان بنگال کو بھاگا۔ اور گڈھی پر بادشاہی لشکر کا قبضہ ہو گیا۔

خان اعظم کے لشکر پہنچنے سے پہلے بہت سی سرکشی فرو ہو گئی تھی۔ خان اعظم کے لشکر کے آنے مین دیر اس سبب سے لگی کہ جب لشکر گذرہی سے گذرا تو رحبنہ کے زمیندار دلپت نے سرکشی اور مردم آزاری کے لئے سر اٹھایا۔ خان اعظم۔ اس سرکشی کے سزا کے درپے ہوا۔ شہباز خان بھی آن پہنچا اُس نے دلپت کی بنگاہ جگدیس پور کو غارت کیا۔ اور درخت زارون مین سرکش چلے گئے اور لڑائی ہوتی رہی۔ اس اثنا مین خان اعظم اور شہباز خان مین رنجش ہو گئی۔ خان اعظم یہان سے جا کر اس لشکر شاہی سے جا ملا جس پر ایک دن پہلے معصوم خان کابلی نے شبخون مارا تھا۔ اس سے لشکر مین رونق ہی اور ہو گئی۔

عرب بہادر لشکر لے کر شہباز خان سے لڑنے آیا۔ شاہی لشکر جن سے

کی مردانگی سے فتح ہوئی نیابت خان بھاگ کر کہین چھپ گیا۔ لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی

معصوم خان فرنخودی کی بغاوت

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان فرنخودی لشکر شاہی سے جدا ہو کر اپنی خود سری سے جونپور چلا گیا تھا۔ بہت آدمیون کو اُس نے یہان جمع کر لیا جب اسنے سُنا کہ بادشاہ پنجاب مین مرزا حکیم کے آنے کی خبر سنکر گیا ہے تو اوس کے باطن مین جو خبث بھرا ہوا تھا وہ اُسنے باہر اُگلا۔ اور ترسون خان کے گماشتون سے اسنے جونپور کو بزور لے لیا۔ کھلی بغاوت اختیار کی۔ بادشاہ کو اسکے باغی ہونے کا یقین نہین ہوتا تھا۔ اس نے چند عاقل صلاح اندیش اس پاس بھیجے کہ اس کو راہ پر لائین اور کہین کہ یا وہ لشکر شاہی سے جا ملے یا ہمارے پاس چلا آئے۔ مگر بادشاہ کے اس کہنے نے اسکا مالیخولیا اور بڑھایا۔ اس نے نامعقول عذر کرکے اپنی فتنہ اندوزی کو اور بڑھایا۔ پھر بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ اگر وہ ان دو کامون سے کوئی ایک کام نہین اختیار کرتا تو جونپور کو چھوڑکر وہ اودھ مین چلا جائے۔ یہ صوبہ اوسکی جاگیر مین دیا جاتا ہے اس کا انتظام کرے۔ وہ اودھ مین چلا گیا۔ ظاہر مین فرمان پذیر ہوا۔ مگر حقیقت مین وہ یہان اس لئے آیا کہ اسباب شورش کے تیار کرنے کی فرصت پائے۔ بادشاہ نے شگوفہ قراول اور آدمیون کو اسکا حال دریافت کرنے کو بھیجا اُنہون نے اپنی کوتاہ عقلی اور حرص درازی سے بادشاہ کو اسکے مخلص اور خدمت گذار ہونیکا یقین دلانے کے لئے عرض کیا کہ اگر وہ اپنے مقربین سے ایک دو کو اسکے پاس بھیجے تو وہ حضور کی آنکر قدمبوسی کرے۔ بادشاہ نے شاہ قلی محرم و راجہ بیربر کو اس خدمت پر رخصت کیا۔ جب وہ اس کے قریب آئے اور نامہ بھیجا تو وہ ناشائستہ کلمات زبان پر لایا اس لئے یہ دونو اُلٹے چلے آئے۔ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ خان اعظم اور راجہ تو ڈرمل ترہت کی جانب منزل پیما ہوئے اور شہباز بہت سا لشکر لیکر جونپور کی طرف آیا۔ اس سبب سے بنگالہ کے سرکشون کی سزادہی کا کام کھٹائی مین پڑا۔ جب شہباز خان حوالی قصبہ بھیہ مین آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ترسون خان سے

درمیان یکجہتی رہے اور دوتائی نہ ہو مگر مدارا نہ رہو لشکر شاہی کے دو حصے ہوگئے
آپس مین اغراض نفسانی کے سبب سے یہ بات بہی قرار نہ پائی کہ ایک گروہ خدمت بنگالہ کو اپنے
ذمہ لیتا۔ اور دوسرا مہمات بہار سے دارالخلافہ تک پاسبانی کو اپنے اہتمام مین لیتا
خان اعظم و راجہ تھوڑا لشکر لیکر رخصت کو روانہ ہوئے۔ منافقانہ شہباز خان کو بھی بلایا
مگر وہ بہت سا لشکر لیکر جونپور گیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین معصوم خان فرنخودی کو مطیع کرنے
جاتا ہون۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ اس ہنگامہ سے اور ہر روزہ کی گفتگو سے نجات ہوجائے
جب معصوم خان کابلی بھاگ کر بنگالہ مین گیا تو مرزا شرف الدین حسین اور اسکے
درمیان بگاڑ ہوگیا۔ اور ایک دوسرے کی گھات مین لگا۔ مرزا پاس لوٹ کا مال بہت
جمع تھا۔ اسکے پاس آدمی بہت تھے۔ معصوم خان نے روبہ بازی کرکے چاپلوسی و رلا گہری
کی اور اسکو اس طرح مسموم کیا کہ ایک پسر ہندی مرزا محمود نام اسکا دوست تھا معصوم نے
اسکو روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے خشخاش مین زہر ملاکر مرزا کو دیا۔ تھوڑی دیر مین وہ
مرگیا +

میر ہاشم نیشاپوری کا بیٹا نیابت خان تھا چھوٹی عمر مین پادشاہ نے اوسکی
پرورش کی تہی اور اسکا اعتبار بڑھایا تھا وہ خالصہ کا عمل پرداز تھا۔ خردہ گیر آوارہ نویسون
نے باقی نکالی تہی۔ اُس نارسیدہ نے حق گذاری سے سرکشی کو بہتر جانا اور فتنہ اوٹھایا قصبہ
کڑہ کا محاصرہ کیا۔ الیاس خان لنگاہ اسمٰعیل قلیخان کے تھوڑے نوکرون کو ساتھ لیکر
اُن سے لڑا۔ اور مارا گیا۔ پادشاہ نے اسماعیل قلیخان و عبدالمطلب خان و شیخ جمال بختیار
اور اور اخلاص مند بہادرون کو اجازت دی اور وزیر خان کو جسکو پادشاہ نے اودھ
کا جاگیردار مقرر کیا تھا اور امرا کو لکھا کہ یکجہتی کرکے اس سرکش کو سزا دین۔ جبتک آیا
تو وہ بعض قلعون کو مستحکم کرکے اریل مین چلا گیا۔ وزیر خان نے اُس قلعہ کی فتح کرنے سے پہلے
الہاباس کے لینے کا قصد کیا۔ نیابت خان کے پیچھے اسمٰعیل قلیخان گیا۔ غرض دونون مین
خوب لڑائی ہوئی۔ دوست دشمن نے ایک دوسرے کے لڑنے کی تعریف کی۔ اسمٰعیل قلیخان

مرزا شرف الدین حسین کا مرنا + نیابت خان کا سر اٹھانا

لوٹنا شروع کیا۔ لوٹ کا مال لشکر لیکر ہمون مین لائے تھے کہ معصوم پھر لڑنے آیا اور زخمی
ہوکر ایک بلندی پر چڑھ گیا۔ میدان جنگ پادشاہ کے لشکر کے ہاتھ آیا مگر اس کو یہ توفیق نہیں
ہوئی کہ آگے بڑھکر دشمن کا کام تمام کرتے وہ اودھ کو چلا گیا۔ پادشاہی لشکر اکبرپور مین
اودھ سے بارہ کوس پر آنکر ٹھیرا۔ شہباز خان وہم کے مارے جونپور مین میدان جنگ
سے بیس کوس پر چلا آیا۔ غرض پادشاہی لشکر کو ایک فتح بزرگ حاصل ہوگئی۔

بنگالہ کے باسپاہون مین بہادر بدبخت بھی سربرآوردہ تھا۔ اسنے اقصای بہار
مین خان محمود بہبودی سے اتفاق کرکے ظلم کرنا شروع کیا پادشاہی امراؤ مین دورنگی
کی ہوا چل رہی تھی اور بنگالہ کی طرف لشکر کی روانگی مین تاخیر ہورہی تھی۔ صادق خان
منگیر مین واسغ خان حبشی و بابو منگل بھاگلپور مین غافل پڑے تھے ان سرکشون نے ان کو
ستایا۔ اور ایسے غالب ہوئے کہ وہ بھاگ کر منگیر مین آئے۔ صادق خان نے بعض
سردارون کو بھیجا۔ ان سے لڑائی ہوئی اور بہادر مارا گیا اور سب اوسکے ساتھی بنگالہ
کو بھاگ گئے۔ بہار اب بالکل سرکشون کے خس و خاشاک سے پاک ہوا۔

شہباز خان کی پہلی کام روائی اور ناکامی اوپر بیان ہوئی۔ اب وہ زبردستی
اور کاروانی سے پھر ہنگامہ آرا اور تھوڑے عرصہ مین آمادہ کارزار ہوا۔ معصوم خان
شکست پاکر لشکر کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اور پادشاہی دولت کو جو اوس
پاس جمع تھے خرچ کرنے لگا۔ پادشاہی فوج بھی دشمن سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئی
معصوم خان بھی اوسنے لڑنے نکلا۔ اسکی فوج مین دست راست پر عرب بہادر تھا۔
اور دست چپ پر نیابت خان اور مقدمہ مین شاہ دانہ تھا اور خود کمین مین بیٹھا تھا
۲۴ بہمن ۹۸۸ھ کو دونو لشکرون نے میدان جنگ آراستہ کیا۔ معصوم خان نے کچھ
توقف کیا۔ پادشاہی لشکر نے خندق کو کھود لیا۔ دوسرے روز جنگ شروع ہوئی
پادشاہی ہراول اور ہاتھیون نے غنیم کے ہراول کو شکست دی مخالف کے برانغار نے
لشکر شاہی جرانغار پر زور ڈالا اور اس کے کام کو دشوار کیا۔ مگر پادشاہی ہراول

بہار دریا کا مارا جانا ۹۸۸ھ

معصوم خان فرنخودی کا بغاوت شہباز خان کا ۹۸۹ھ

عرب بہادر شکست پاکر یہان ٹھہر رہا ہے اور زیردستون کو تکلیف دیتا ہے
اسنے بعض اپنے بہادرون کو بھیجکر اسکو خوب سزا دی اور خود جگدیس پور مین آیا
یہان گردن کشون کی تلاش مین مصروف ہوا۔ اسکو یقین ہوگیا کہ معصوم فرانخودی سے
بالکل باغی ہوگیا۔ نیابت خان اور عرب بہادر اسکے ہنگامہ کو رونق دیتے ہین تو
وہ اودھ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک نامہ اسکو اس مضمون کا لکھا۔ نیابت خان شاہ دانہ
کو گرفتار کرکے عرب بہادر بادشاہ پاس روانہ ہو۔ یا پہلے انکو بھیجدے تاکہ اس کے کام
سے پردہ نہ اُٹھے۔ مگر اس نامہ کو وہ افسانہ سمجھا اور آب سرو سے پار اپنا بنہ و بار قلب جا
مین بھیجدیا اور خود ترکون کو لیکر آمادۂ جنگ ہوا۔ شہباز خان بھی کارزار پر آمادہ
ہوا اور لشکر کو اس طرح مرتب کیا۔ قول کا اہتمام خود لیا۔ برانغار ترسون خان
کو دیا۔ جرانغار مطہر خان و بہار خان و سید عبداللہ خان و قمر خان کو دیا۔
ہراول مین مہر علیخان سلدوز و جیون خان کوکہ و مرزا ابو القاسم و میر ابو المعالی کے حوالہ
ہوا۔ مفاخر محمار کو کمین مین بٹھایا۔ مخالف نے اپنے لشکر کو اس طرح مرتب کیا کہ دست
راست مین عرب بہادر کو دست چپ مین شاہ دانہ و عابد کو مقدمہ مین۔ مرزا قلی توقبائی
کو اور التمش مین نیابت خان کو مقرر کیا۔ قلب گاہ مین خود رہا۔ ۱۴۔ بہمن ۹۸۸ھ کو
اودھ سے پچیس کوس پر سلطان پور بلہری پر دو نون لشکر ملے۔ اوّل بادشاہی ہراول نے
دشمن کو شکست دی مرزا قلی مارا گیا۔ بادشاہی برانغار نے بھی اپنے مقابل کی سپاہ
کو ہٹایا۔ معصوم خان نے قول مین آ کر ہنگامہ شروع کی۔ شہباز خان کے دل مین ہول اٹھا
اور وہ بھاگا مگر جب برانغار اور ہراول کو اسکی خبر ہوئی تو وہ اوسکی مدد کو آئے۔ مخالف کے
لشکر مین یہ افواہ اُڑ گئی کہ معصوم خان مارا گیا جس سے ہنگامۂ مخالف پراگندہ ہوگیا
جب معصوم خان کچھہ چل کر میدان مین آیا تو اوس نے اپنے لشکر کو نہ پایا سامنے اس کے
ایک لشکر نمودار ہوا جسکو وہ اپنا سمجھہ کر خوش ہوا اوسکی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ برانغار
شاہی ہے۔ وہ اور زیادہ سراسیمہ ہوا لشکر شاہی نے اس کے خیمہ گاہ پر پہنچکر

جب سے بنگالہ مین ہنگامہ شورش برپا تھا قیا خان ملک اڈیسہ مین اپنا زمانہ
گذارتا تھا اگرچہ اسکی ہمت نے یاوری نہین کی کہ اسباب شورش کو تسکین دیتا۔ مگر اس
سرزمین کو مخالفون کی گرد سے پاک و صاف رکھتا تھا۔ ان دنون ملک بنگالہ پادشاہی
سپاہ سے خالی ہوا تو قتلو خان نے غلبہ پایا۔ قیا خان اس سے لڑکر حصار نشین ہوا
استداد پکارا اور ہمراہیون کی جدائی سے ناکام رہا اور مردانہ لڑکر جان اپنی دیدی

عرب بہادر و نیابت خان و شاہ دانہ معصوم خان سے جدا ہوکر حدود
سنبل مین فتنہ مچانے گئے کہ اس ملک سے دولت لوٹ کر سامان فتنہ سازی بہم
پہنچائین۔ اور اگر یہ نہ ہو تو مرزا حکیم پاس راتون کو سفر کرکے چلے جائین۔ اس حدود
کے فوجدار عین الملک نے قلعہ بریلی کو مستحکم کرکے سپاہ کو جمع کیا۔ تام بردون نے اول
یہ خیال کیا کہ امید و بیم کی داستان گذارش کرکے حکیم کو اپنا یار و یاور بنائین جب اس
کام مین انکو ناامیدی ہوئی تو حصار کے گرد آئے اور آدھے شہر کے گردہ مین آگ لگائی
حکیم استقلال سے قائم رہا۔ اس شورش مین رات ہوگئی تو سرکشون نے دن کو لڑنے
کا ارادہ کیا۔ زمین شکستہ تھی اور لشکر کے آنے کی بھی انکو خبر تھی اس لئے وہ قلعہ سے زیادہ
دور جاکر ٹھیرے۔ حکیم نے ایک ہوشیار مغرور جاسوس بناکر غنیم کے لشکر مین بھیجا کہ وہ خود
غنیم کے ہاتھ مین گرفتار ہوجائے اور جب اوسکو وہ بہت تکلیف دین تو یہ ان سے کہے کہ
لشکر شاہی چارون طرف سے جمع ہوگیا ہے انکا ارادہ شبخون مارنے کا ہے اور مجھے
اسی کی خبرگیری کے لئے بھیجا ہے یہ تدبیر چل گئی۔ آدھی رات کو دشمن بھاگ گیا
ناامید حصاریون کو بڑی خوشی ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین مختار بیگ بداؤن سے شیخ
محمد غزنوی شمس آباد سے شیخ معظم و میر ابو الحسن امروہہ سے غلام حسین سلیم پور سے و قاسم
لکھنؤ سے و مولانا محمود اور ابو القاسم سنبل سے آخر ملگئے اولیاء دولت کو ایک رونق
تازہ ہوئی۔ سرکش اس نواح سے بہت دور چلے گئے لیکن اس ملک کے اطراف مین
لوٹ مار کرتے رہے وہ غریبون کے مارنے کو مردانگی جانتے رہے راجہ کماؤن و

قیا خان کا مارا جانا ۹۸۹ھ

عرب بہادر کی شکست ۹۸۹ھ

اور التمش نے آنکراسے سنبھال لیا۔ اور دشمن کو سب طرح سے میدان جنگ سے بھگا دیا۔
اور بہت مال اسباب اسکا لوٹ لیا۔ شہباز خان نے فیروزمندی کو غنیمت جانا
نبرد گاہ سے آگے آدھا قدم نہ بڑھایا۔ لشکر نے جاکر شہر کا کنارہ لوٹا۔ عرب بہادر نے
اونکو مار کر بھگایا۔ مشہور یہ ہوا کہ شہباز خان بھاگا۔ معصوم خان تھوڑی دیر سنکر
خوش ہوا۔ شہر کے اندر اور باہر نگاہداشت کی اور برج دوبارہ درست کیا۔ ایک توپ
دروازہ پر لگائی لڑنے پر آمادہ ہوا۔ مگر یہ توپ پھوٹ گئی۔ جس سے چھوٹے دوست نے
زر بندے پراگندہ ہوگئے۔ اب معصوم خان کو شہر بند حوادث سے نکلنے کو چارہ نہ
بیٹھنے کی جا تنگنائے آشوب مین تھی۔ بنہ و بار اس کثرت سے تھا کہ اوس کے چھوڑنے
کو دل نہین چاہتا تھا۔ اس اندیشۂ جانکاہ مین عرب نیابت خان و شاہ دانہ جنکی
اس کا سارا کام بنا ہوا تھا اس سے جدا ہوگئے اور اپنا اندوختہ نہین چھوڑ گئے۔
معصوم خان سات آدمیون کو لیکر پوشیدہ بھاگا۔ اس بری حالت مین زمیندار
کورج اس سے ملا اور اپنے گھر لے گیا اور سارا مال اسباب اسکا سنگوایا۔ دوستی
کے لباس مین قزاقی کرکے اسکو باہر نکال دیا۔ وہ نہایت تباہ حال ہوکر دریاے سرو سے
پار اترا۔ راجہ مان زمیندار نے اسکی دستگیری اپنے گھر لے جاکر کی۔ شہباز خان نے
امید و بیم کی داستان راجہ کو لکھ کر بھیجی کہ وہ معصوم خان کو حوالہ کرے یا مارڈالے
مگر اس نے انکار کیا اور پوشیدہ معصوم خان کو اپنے آدمیون کے ساتھ روانہ کیا
وہ کہین جاکر چھپ گیا۔ شہباز خان قطلبۂ دھ مین آیا اور تمام معصوم خان کے زن و زاد
و بنہ و بار پر قبضہ کیا ڈیڑھ سو ہاتھی ہاتھ آئے۔ پادشاہ پاس فتحنامہ بھیجا گیا۔ پادشاہ نے
شہباز خان کو لکھ بھیجا کہ معصوم خان زن و زاد اپنے پاس رکھے لوگون مین مشہور
تھا کہ معصوم خان دامنہ شمالی کوہ سے کابل جانا چاہتا ہے۔ پادشاہ نے اسکے
روکنے کے لئے قلیچ خان کو اس طرف روانہ کیا۔ اس نے واپس آنکر پادشاہ کا
اطمینان کردیا کہ وہ ادھر نہین گیا۔

ہوا ہے کوہستان ترہت کو اپنی شورش گاہ اُسنے بنا رکھا تھا ہنگام فرصت مین لوٹ مار کرتا۔ یہ نواح غازی خان بدخشی کی جاگیر مین آئی خان اعظم نے اسکی یاوری کی سامنے کار دانی کو مردانگی کے ساتھ پیوند دیا اور خدمت گزینی کو آگاہ دلی کے ساتھ ہمدوش کیا تو بہاذر اُس ہنگامہ مین شکستین پائین۔ بنہ و بار اسکا تاراج مین گیا۔ اس لئے اوس نے گریز ت ولابہ گری اختیار کی۔ غازی خان پاس آکر ملاقات کی۔ اس کی گفتار و کردار سے.. فتنہ اندوزی و شور افزائی کے آثار نمودار تھے اس لئے اوسکو غازی خان نے مقید کر کے خان اعظم پاس حاجی پور بھیدیا اس نے بادشاہ پاس روانہ کیا۔ زنجیر گردن مین اور کندہ پانو مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو قتل کروادیا۔

شہباز خان بادشاہ پاس حدود پانی پت مین آیا۔ وہ معصوم خان فرنخودی کو شکست دیکر دار الخلافہ فتحپور کی پاسبانی کرتا تھا۔ لیکن وہ حوصلہ سے زیادہ بادہ پیمائی کیا تھا اس لئے پرسش کے وقت خود آرائی اور خویشتن فروشی اور خودسری کرتا تھا ۲۲ ذی قعدہ ۹۸۹ھ کو تسلیم جو کی مین بخشیان بارگاہ نے مرزا خان کو جو خطاب عالی خانخانان کا رکھتا تھا اسپر تقدیم دی۔ شہباز نے حکم کے ماننے مین سرتابی کی۔ کچھہ بڑبڑانے لگا۔ بادشاہ نے پند پذیری و سعادت آموزی کے لئے اوسکو رائے سال درباری کے حوالہ کیا کہ معاملہ دانی کے مکتب مین سبق پڑھے۔

اواسط بہمن سنہ ۹۹۰ مین معصوم خان فرنخودی فتحپور مین آیا اپنی مستی اوسکی پاگل جہڑی نہ تہی دار الخلافہ سے باہر ٹھیرا۔ اسکا منتظر تھا کہ بادشاہ اس کی پرسش کرے خان اعظم کی سفارش نے اُس کی یاوری کی تہی اور دامنہ کوہ بہی ولایت مین اسکو دی تہی اور یہ قرار پایا تھا کہ جب بادشاہ کابل سے دار الخلافہ مین آئے تو وہ اسکی خدمت مین جائے۔ وہ خان زمان سے رخصت لیکر اپنے اقطاع مین گیا۔ بہت سے آدمی اس پاس جمع ہو گئے خان اعظم اوسکے بہیجنے سے پشیمان تھا۔ چارہ گری کے درپے ہوا اس سے معصوم خان گزند نہین سکتا تھا اس لئے وہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اسکے دل مین

شہباز خان کا سرزا پانا

معصوم خان فرنخودی کا کوٹاہ دکا

ورام شاہ و مکت سین راجہ اور بہت سے سرکش زمیندار انکے ساتھ ہو گئے اور بڑی شورش مچائی۔ حکیم نے ائین تفرقہ ڈالا نیابت خان کو اپنے ساتھ بلا لیا ان سب کو ہراول شاہ کے شاہ دانہ سے لڑایا۔ غرض بادشاہی لشکر کو سب طرف فتح ہوئی۔

شہباز خان سے معصوم خان شکست پاکر بیدرخت صحرا مین چلا گیا اور ہر روز خانہ بخانہ پھر کر اپنے پاؤن کو زخمی کرتا اس سرگردانی مین اس کے ملازمون مین سے مقصود اس پاس آیا جسکے پاس مدتون کی دولتین جمع تھین وہ سب اس نے اپنے آقا پر نثار کین پھر اس تھوڑی بیت نے آدمیون کو جمع کر کے شہر بھرائچ کو لوٹ لیا۔ قمر علی وزیر خان اس سے کچھ لڑے مگر اپنے ہمراہیون کی نااتفاقی سے کچھ کام نہ کر سکے تیر آباد شہر مع توابع اسکے قبضہ مین آیا۔ وزیر خان و مہتہ خان اور اقطاع دارون نے یکجہتی کی اور اس سے لڑنے کو آمادہ ہوئے دریا سرد کو درمیان مین رکھ کر توپ بندوق سے لڑنا شروع کیا معصوم خان دن کو لڑتا رات کو شکر سے باہر کنج تنہائی مین چلا جاتا تھوڑے عرصہ مین اس سرزمین کے رہنے والے لشکر شاہی کے خدمت گزین ہوئے۔ جس سے لشکر کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ ایک رات کو معصوم خان اپنا بنہ و بار چھوڑ کر فرار ہوا۔ کلیان پور تک لشکر نے اوسکا تعاقب کیا۔ وہ سارے رستہ لوٹ مار کرتا ہوا اور محمود آباد کو ویران کرتا ہوا جونپور لوٹنے کے ارادہ سے گیا۔ ترہٹ سے شاہم خان۔ غازی پور سے بہادر خان چاند پور سے قاسم خان آئے۔ تو معصوم خان گھبرایا ایک بھتیجے کو ساتھ چھوڑا اپنے اندوختون کو چھوڑ کر آب سرد سے گذر جلدی سے پار گیا۔ فتنہ اندیشی سے بس کی۔ حاجی پور مین مرزا کوکہ پاس نیاز نامہ بھیجا اس نے پرانی آشنائی کا پاس کر کے مردمی کی اور نقد و جنس و جاگیر سے یاوری کی اور بادشاہ سے التماس بخشش کی۔ شہریار نے بخشش کر کے سفارش سے اسکی تقصیرین معاف کین جس سے ایک خلق شگفتہ خاطر ہو گئی۔

بہادر خان سعید بخشی کا بیٹا تھا۔ اس نے جو عیب آلودگی اور سرکشی کی اس کا بیان اوپر

معصوم خان فرنخودی کی مصالحت کی سعی ۹۸۹

بادشاہ سے خالفت بہادر خان ۹۸۸

نہ لگائین۔ مرزا خانخانان نے التماس کیا کہ چھوٹے چھوٹے جانوروں کا پکڑنا چاہیے کیونکہ چڑیان
اور مچھلیان ہین ناشائستگی مین داخل ہے تھوڑے فائدہ کے لئے بہت جانون کا نقصان
ہوتا ہے وہ موقوف کیا جائے۔ راجہ تو ڈرمل نے کہا کہ بارگاہ دولت مین روز خیرات ہوتی
ہے اس لئے ایک قانون مرتب کیا جائے کہ ہر ہفتہ یا ہر ماہ یا ہر سال مفلسون کے حال پر
امرا متوجہ ہون۔ مرزا یوسف خان نے استدعا کی کہ تمام شہرون اور قصبون کے
سوانح کا روزنامچہ آیا کرے۔ راجہ بیربر نے یہ خواہش کی کہ ہمیشہ سب طرف اسی
منش جدگزین جاسوسی مین نگاہ کرین۔ اور درد خواہ مظلومون کا حال و ضروریات ہون
کو پادشاہ سے عرض کرین۔ قاسم خان کی ملتمس یہی کہ قلمرو کی رہ گذرون پر سرائے
آباد کی جائین کہ جن سے مسافرون کو آسائش ہو۔ شیخ جمال نے عرض کیا کہ مردم شناس
بے غرض آدمی کچھہ مقرر کئے جائین کہ وہ کم مایہ مفلسون کو بارگاہ حضور مین لائین شیخ فیضی
نے یہ آرزو کی کہ شہرون و بازارون مین کچھہ کارشناس نگران مقرر ہون کہ وہ ہر چیز
کا نرخ دیدہ وری سے مقرر کرین حکیم ابوالفتح نے دارالشفا کے مقرر کرنے کے لئے درخواست
کی۔ ابوالفضل نے عرض کیا کہ ہر شہر و قصبہ کے داروغون کو حکم ہو کہ اپنے علاقہ کے
ٹہیکہ دارون کے نام بنام اور حرفہ بحرفہ لکھہ کر بھیجدین اور ہمیشہ انکی آمد و خرچ کو غور سے
دیکھتے رہین۔ بیکار و ہرزہ گرد اور بدروشون کو برباد کرتے رہین۔ یہ وہی باتین تھین جو
پادشاہی گفتار سے امرا نے دریوزہ کی تھین وہ سب منظور ہوئین جس سے افسردہ جہان
نے تازہ روئی پائی۔

خان اعظم مرزا کوکہ کا بنگالہ کی مہم پر تعین ہونا

جب نوروز کی عشرت ختم ہوئی تو ملک کے کام مین پادشاہ مشغول ہوا۔ اس مہم
کی نیت کے لئے خان اعظم اور بہت سے امرا آئے تھے۔ ۲۷ فروری کو خان اعظم کو بہا
کے ساتھہ بنگالہ روانہ کیا۔ ترسون خان۔ شاہم خان۔ شاہ قلی خان محرم۔ شیخ فرید اور
بہت سے امرا کو اس لشکر مین شامل کیا۔ صادق خان و محب علی خان اور صوبہ بہار
و اودھ کی سپاہ کو فرمان ہوا کہ آمادہ پیکار ہو کر اس لشکر سے ملین اندنون مین

ارادہ تھا کہ اگر قابو ملے تو شورش مچائیے۔ نہیں درگاہ والا مین جائیے۔ اسنے سارے رستہ مین فتنہ پردازی کے لئے بہانے ڈھونڈے۔ مگر اس پاس سامان جنگ نہ تھا اسکی مان وبہن وبیوی قید مین تھین اس لئے ناچار اس نے پادشاہ کی قدمبوسی سے اپنا پیندا بڑھانا چاہا۔ دار الخلافہ کے پاس عشوہ فروشی کرتا رہا حضرت مریم مکانی کی سفارش کے لئے ڈھب لگایا اور زنہارنامہ حاصل کیا عین الملک سے ملکر شورش کا ارادہ کیا مگر کچھ کام نہ بنا۔ شہباز خان کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا لیکن مریم مکانی کا زنہارنامہ اس پاس تھا۔ کون اس سے بول سکتا تھا۔ پادشاہ پاس اسے بھیجدیا اسنے اسکی تقصیرات معاف کردین خان اعظم اور بہت سے امراء ودیار بہار کے پادشاہ کے جشن نوروزی سنہ ۹۹۰ھ مین مبارک آباد کے لئے پادشاہ پاس آگئے تھے خبیثہ وجباری اور ترخان دیوانہ نے بنگالہ سے بہار مین آکر رعیت آزاری اور زبردستوں پر دراز دستی شروع کی —

جشن نوروزی ۹۹۰ھ

۱۵ صفر سنہ ۹۹۰ھ کو نوروز کا جشن ہوا محفل آراستہ ہوئی۔ پادشاہ نے اہل مجلس سے ارشاد کیا کہ انمین سے ہر ایک کسی پسندیدہ کار کو عرض کرے۔ اول اس نے خود فرمایا۔ کہ حقیقت مین سوا ایزد بے ہمال کے کسی کو خداوندی سزاوار نہین اور مردم کو بندگی لائق ہے۔ مجھ مشت ضعیف کی کیا مجال ہے کہ اپنے تئین صاحب کہون اور بنی نوع سے بندگی چاہون۔ اسی وقت کئی ہزار غلام آزاد کردیئے اور زبان سے فرمایا کہ جو آدمی بزور گرفتار ہون انکو بندہ (غلام) بنانا۔ اور ان سے پرستاری چاہنا شائستگی سے بعید ہے۔ آج سے اس گروہ کا نام چیلہ اس لئے رکھا کہ چیلہ کے معنے ہندی مین مرید کے ہین۔ شاہزادہ سلطان سلیم نے عرض کیا کہ زناشوئی بارہ برس کی عمر سے کم مین نہین ہونی چاہیئے۔ اس سے نقصان بہت ہوتے ہین اور فائدہ کم۔ خان اعظم مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ عمالک محروسہ مین مرزبان کسی کی جان لینے مین دلیری نہ کرین۔ اور جبتک پادشاہ کی منظوری نہ منگائین اس بنا ایزدی کی خرابی مین ہاتھ

ناخون شیر بنگالہ سے ترہت کی راہ سے آیا اور خواجہ عبدالغفور نقشبندی سے ہندستان ہو کر سارن کی حدود مین لوٹ مچائی۔ ان تباہ کارون نے بادشاہی لشکر کی آمد سنی اس سے لڑنے کا ارادہ کیا۔ سوداگرون کا بڑا قافلہ جاتا تھا اسکے لوٹنے کو وہ آگئے۔ سوداگرون نے جوالون (مٹی بھرے بورے) کو پناہ بنایا اور انسے لڑے۔ اور انکو بھگایا۔ پھر وہ ترہت سے بارہ کوس پر پہونچکر زیردستون کو آزار دینے لگے کہ بادشاہی لشکر آن پہنچا۔ اس نے باہر جانے کے لئے پل باندھا تو وہ بھاگ کر کلیان گور کے زمیندار پاس پناہ لے گئے مگر وہان سے ناکام آئے۔ بادشاہی لشکر کے کچھ آدمی انکے پیچھے ہو گئے۔ عبدالغفور کا ارادہ ہوا کہ ترہت کی راہ سے بنگالہ جائے مگر اسکو مع ستر آدمیون کے گروہ کھیتہ نے مار ڈالا۔ کھیتہ کی قوم کوہستان مین بہت رہتی ہے وہ صورت و سیرت مین قلماق ہین۔ نور محمد پور ترخان گیا کو جاتا تھا کہ وہ چنپاران کی پاس خان اعظم کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا۔ گردن مین طوق اور ہاتھون مین کندہ ڈالا گیا اور گردن مارا گیا جس سے اور بدگوہرون کی آنکھین کھلین۔

بنگالہ کا تیسری دفعہ فتح ہونا ۹۹۱ھ

۲۸ سنہ جلوس روز دوشنبہ ۲۶ صفر سنہ ۹۹۱ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ اس سال آغاز بنگالہ کی تیسری دفعہ فتح ہونے سے ہوا۔ پہلے سال مین بہار کے فتنہ اندوزون کی سزا کے لئے اور بنگالہ کی تسخیر کے لئے خان اعظم مرزا کوکہ کو لشکر کے ساتھ بادشاہ نے بھیجا تھا۔ مگر اس لشکر کے پہونچنے سے پہلے بہار کے سرکشون کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ صادق خان گھوڑے کی ڈاک مین بادشاہ پاس آیا۔ موسم بارش نے لشکر کو روکا اور اس سال مین ارادہ مذکور پورا نہ ہوا۔ جب یورش ابر اور ریزش باران موقوف ہوئی۔ شاہ قلیخان محرم صادق خان۔ شیخ ابراہیم۔ شیخ فرید کو بادشاہ نے رخصت کیا۔ تمام اور صوبہ الہ آباد و اودھ و بہار کے تمام تیولدارون کے پاس بادشاہ نے لائق سزاول بھیجے تھوڑے دنون مین بڑا لشکر حاجی پور مین جمع ہوا اور کشائش کار مین ہمتین طلبگار ہوئین۔ خان اعظم لشکر لے کر گڈھی کی طرف چلا۔ ترسون خان و شیخ ابراہیم و میرزادہ علیخان و سید

خبرآئی کہ بنگالہ مین باغیون نے شورش برپا کی ہے۔ جباری وخبیطہ و ترخان دیوانہ نے
اور بہت سے بدذاتون نے صوبہ بہار مین آکر رعیت آزاری شروع کی ہی۔ حاجی پور اور
کچھ اور بلاد پر قبضہ کرلیا ہے۔ خان اعظم کے آدمی انکو نہ بچا سکے۔ صادق خان و
محب علیخان انکے علاج کے درپے ہوئے۔ معصوم خان کابلی نے ان شورہ پشتون کی
یاوری سے سر اُٹھایا تھا۔ بہادر کورو ہ قتلو کے افغانون کی فوج لے کر شہر ٹانڈہ کے
حوالی مین آیا۔ صادق خان پٹنہ مین ثابت قدم رہا۔ اور اُس نے اس طرف کے اقطاع
دارون کو جمع کیا اور آپس مین یکتائی پیدا کی اور فوج یون آراستہ کی کہ قول مین خود
رہا۔ برانغار مین محب علی۔ اور جرانغار مین الغ خان حبشی اور ہراول مین پہار خان۔ و
ابوالمعالی۔ توپ خانہ محمد علی بیگ کو سپرد ہوا۔ جانب مخالف مین یون صف آرائی ہوئی
کہ خبیطہ جو سرکشون کی شمشیر تھا قلب گاہ مین۔ دست راست مین جباری اور
دست چپ مین خبیطہ کے بھانجے رستم و رستم۔ مقدمہ مین ترخان دیوانہ وسعید بیگ
کچھ پادشاہی لشکر اور توپ خانہ گنگا کے پار گیا۔ اور گنگا کے کنارہ پر ایک حصار
بنایا ہمیشہ دونو طرف سے خوب جنگ ہوتی۔ چالیس روز تک لڑائی ہوتی رہی۔
سرکشون نے شبخون مارا جسمین صادق خان کا عمزاد علی یار بیگ مارا گیا۔ مگر سرکش
ناکام رہے۔ امراء شاہی دریا سے گذر کر صف آرا ہوئے۔ خوب لڑائی ہوئی استا
زکریا و قادر علی نے توپخانہ شاہی کو خوب چلایا۔ لڑائی کا پلڑا کبھی ادھر جھکتا تھا۔
کبھی اُدھر۔ ناگاہ میرک حسین برادر عرف خانجہانی خبیطہ کا سر کاٹ کر لایا۔ توپ سے وہ مارا
گیا تھا ہوا خواہ اس کے تن بیجان کو لیکر چلے مگر سراسیمگی سے رستہ مین اس کو پھینک دیا۔
غنیم کا لشکر پانچ ہزار تھا اور پادشاہی لشکر صرف دو ہزار۔ مگر اس قلیل لشکر نے اس کثیر
سپاہ پر فتح کامل پائی اور دشمنون کو پراگندہ کردیا۔ مشرقی دیار کے ناسپاسون میں
نور محمد بھی نامور تھا۔ رعیت کی دل آزاری کی راہ مین ٹوگیں بھرتا تھا۔
جب خان اعظم مرزا کوکہ پادشاہ سے رخصت ہو کر حوالی جونپور مین آیا تو یہ

۹۹۰ھ ۱۵۸۲ع

طرف روانہ کیا۔ مگر یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن اس طرح پامال ہوئے۔ کہ قاضی زادہ جو بداندیشوں میں بڑا نامور تھا اور فتح آباد سے لڑائی کے لئے بہت سی کشتیاں شائستہ سامان کے ساتھ لایا تھا وہ توپ سے اڑ گیا۔ معصوم خان کالا پہاڑ کہ جنگ بحری میں یکتا تھا اس کا جانشین ہوا۔ وہ بھی توپ سے مارا گیا معصوم خان کابلی سے اور قاقشال و خالدین کا بگاڑ ہوا۔ بادشاہی سخن سرا کار دانوں نے دلاویز گفتار اُنکی دستاویز بنائی۔ بہت سے فرمان پذیر ہوئے اوّل خالدین سے سوگند و پیمان ہوئے۔ پھر مرزا بیگ قاقشال و جباری سے بہت سے آدمیوں سے غائبانہ عہد و پیمان ہوئے۔ یہ امر قرار پایا کہ وہ کارزار سے ہاتھ اٹھائیں اور اپنے بنگاہ کو چلے جائیں اور چند روز بعد لشکر گاہ میں آکر خدمات پسندیدہ بجا لائیں۔ گفتار کے موافق کردار کریں۔ مخالف سراسیمہ ہو کر آزردہ خاطر ہو کر بھاگ گئے۔ خان اعظم نے ہر چند انکا تعاقب کیا۔ مگر ایک جماعت کی تندخوئی اور بددلی سے کچھ پیش نہ گئی۔ جب اس فتح کی نوید بادشاہ پاس پہونچی تو اس نے جوکش کمک کے لئے بھیجا تھا واپس بلا لیا۔

جب معصوم خان بھاگا تو وہ قاقشالوں کی بنگاہ پر پہنچا کہ اُسکی زہ و زاد پر گزند نہ پہنچے اور وہاں سے اپنے کنبے کو نکالے۔ کابلی کی دوست داری کے سبب مرزا محمد قاقشال اس کے کنبے کو سلامت گاہ میں لے گیا تھا۔ قاقشالوں نے گھوڑا گھاٹ کی نواح میں ایک جگہ کو استوار کیا۔ اور آمادہ پیکار ہوئے۔ معصوم خان نے گھوڑا گھاٹ کو لوٹا۔ اور اس گروہ سے لڑنا شروع کیا خان اعظم نے محب علیخان و شیخ ابراہیم فتحپوری و بابوی منگلی و سکندر جلیبی کو چار ہزار سوار دیکر بسرکردگی ترسون خان اس ناحیہ میں روانہ کیا جس وقت قاقشالوں کا حال تنگ ہو رہا تھا یہ لشکر انکے پاس آیا سرکش بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے انکا تعاقب کیا۔ اور گھوڑا گھاٹ میں وہ آیا۔ مرزا بیگ و خالدین و دیگر جمیل

عبداللہ خان و کیچک خواجہ و سبحان قلی ترک دریا سے گذر کر اس طرف کے فتح کرنے
مین مصروف ہوے۔ راہ مین درخت زار اور ندیان اور گل آب بہت تھے سب کو طے کیا
منگیر کے قریب لشکر آپس مین ملے۔ اور سعد و کمل گانو (کمل گانو) سے ترسون خان و شاہ قلیخان
محرم و محب علیخان و میرزادہ علیخان و شیخ ابراہیم ورلے پتر وا اس اکیا دو منزل آگے
گئے سرکشون نے کالی گنگ کے پاس لڑنے کا ارادہ کیا۔ اس سے پہلے مرزا اشرف الدین
حسین و باباقاقشال اور بہت سے فتنہ اندوز مرچکے تھے۔ اب معصوم علیخان کابلی
تاسیاسون کے ہنگامہ آرا تھے و قتلو لوحانی ولایت اڑیسہ مین چیرہ دستی رکھتا تھا اور
بنگالہ کے کچھ حصہ پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ معصوم خان کابلی نے قتلو سے پیمان یکتائی
کر لیا تھا کہ امراء شاہی سے بڑے سامان کے ساتھ لڑینگے وہ گھوڑا گھاٹ مین آیا
اور جباری و مرزا بیگ اور تمام الوس قاقشال کو اپنے ہمراہ لیا اور ان کی خاطر جمع
کے لئے اپنا زن و فرزند ان کی بنگاہ مین چھوڑا اور خود لشکر لیکر کالی گنگ پر آیا۔ اور سلطان
جان اور آمادگی پیکار مین ہمت چست کی۔

۹ فروردین سنہ ۹۹۱ کو لشکر شاہی نے گڈھی کو کہ دروازہ ملک بنگالہ ہے لے لیا
۱۴ اکو دشمنون کے ساتھ صف آرا ہوئے کالی گنگ کے کنارہ پر مورچل جمائے اور پیکار کے
واسطے کشتیان تیار کین اولیاء دولت کو قتلو کی طرف سے تردد تھا اس لئے سید عبداللہ خان
و میرزادہ علیخان و خواجہ عبدالحی و شیخ محمد غزنوی کو بسر کردگی وزیر خان چار ہزار سوار
دیکر ...... کو روانہ کیا۔ یہ فوج معسکر شاہی سے بارہ کوس پر دید بانی و چارہ جوئی
کے لئے بیٹھی ہر روز تیر و تفنگ سے بڑی لڑائی ہوتی۔ پادشاہی لشکر مین کوچ بولن
کی بیہودگی سے لشکر کے بزرگون کی عزیمت مین خلل پڑا۔ لشکر غنیم بڑا گران وزن انکو
معلوم ہوا۔ پادشاہ سے کمک طلب کی۔ شیر بیگ تواچی باشی کو گھوڑے کی ڈاک مین
بھیجکر پادشاہ کو مطلع کیا جسپر پادشاہ کو تعجب ہوا۔ ۱۴ ارد یبہشت سنہ ۹۹۱ کو مرزا خان
و زین خان کوکہ و اسماعیل قلیخان و مخصوص خان اور بہت سے امراء کو شرقی دیار کی

دلخواہ بنائے۔ اس نے درخواست کی کہ مین اپنے بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجتا ہون۔ اور ملکر صادق خان جریدہ اپنے لشکر سے اور مین بھی چند آدمیون کے ساتھ آؤن اور اپنا دل خوش کرون اور اپنی خلاصہ زندگی کو اس کے حوالہ کرون۔ صادق خان نے دور بینی کے سبب اس امر کو قبول نہین کیا۔ شیخ فرید بخش کو یہ خدمت سپرد ہوئی وہ چند ہمراہیون کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو جگہ قرار پائی تھی وہان آیا۔ قتلو خان کا نشان نہ پایا تو لوگ باتین بنا کر قتلو کی منزل گاہ مین شیخ کو لے گئے۔ قتلو بڑی نیاز مندی کے ساتھ پیش آیا۔ مگر اس کی نیت میں یہ بات تھی کہ جب آدمی اپنی اپنی جگہ چلے جائین تو شیخ کو ایک کونہ مین بٹھاؤن اور اسکو گرو کر کے اپنا کام بناؤن۔ شیخ کو جب حال کھلا تو اس نے اول شب بھاگنے کا ارادہ کیا۔ جلو خانہ مین کوئی گھوڑا نہ تھا چند جگہ راہ مین اسکی آدمیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور کئی آدمی مارے گئے۔ شیخ اپنے ہاتھی پر سوار ہوا۔ مگر تقدیر سے فیل فرمان پذیر نہ تھا بیراہ چلا۔ رات اندھیری تھی۔ اس لئے اسکے پیچھے آدمی نہین پڑ سکتے تھے۔ شیخ نے ندی سے عبور کیا۔ کہ چند تیر اندازون نے اُسے آلیا اور زخمی کیا۔ وہ ہاتھی سے اُتر کر بھاگا۔ دشمنون نے جانا کہ وہ ہاتھی کی عماری مین بیٹھا ہے۔ اس روا روی مین ایک ملازم شیخ کا گھوڑا لے آیا۔ وہ لشکر مین آیا تو امراء نے خبر پا کر جمع ہوئے۔ اور آب دمودر پر سے گذر کر دو کوس پر اُس سے لڑنے گئے۔ اس نے قلعہ بنا کر لڑنا شروع کیا۔ حصار مین قتلو نے پناہ لی۔ اور دوسرے مقام پر بہادر کورہ آیا۔ جنگ ہوئی۔ غرہ امرداد سنہ ۹۹۱ کو صادق خان و شاہ قلی محرم نے بہادر سے لڑکر اسکا قلعہ لے لیا وہ بھاگ کر قتلو پاس چلا گیا۔ دوسرے روز بادشاہی لشکر نے توپین بلند جگہ پر لگا کر قتلو کو بھگا دیا۔

عرب بہادر حدود سنبل سے بہار مین آیا اور لوٹ مار شروع کی۔ جب خان اعظم بنگالہ سے اس نواح مین آیا تو اُس نے سبحان قلی کے ہمراہ لشکر بھیجا کہ اس سرکش کو ٹھیک بنائے۔ ترہت و چنپارن کے درمیان وہ لڑا اور شکست پا کر جونپور مین چلا گیا۔

عرب بہادر کا شکست پانا سنہ ۹۹۱ھ

اور آدمیون نے اپنے وعدہ کے موافق پادشاہی اطاعت کی اور لشکر سے اسلئے
جدا ہوے کہ معصوم خان کو ٹھکانے لگایئں۔

جب معصوم خان یون ناکام ہوا تو اب لشکر شاہی قتلو کے دفع کرنے کے درپے ہوا۔ اور اس کی طرف چلا۔ خان اعظم پاس دیار کی ہوا سے دل گرفتہ تھا اور ناحیہ کی خدمت چاہتا تھا۔ اس نے پادشاہ سے اپنی بدلی کی درخواست کی۔ شہریار مہربان دل نے فرمان بھیجا کہ اگر کوئی امرا مین سے لشکر کے انتظام کو اور آبادی ملک کو چندروز کے لئے اپنے ذمے لے تو خان اعظم اسکو حوالہ کرے اور اپنے اقطاع مین جاکر آسائش کرے اور نہین چندروز توقف کرے کہ شہباز خان وہان پہنچے۔ اسکو ہم نے خورداد سنہ ۹۹۱ کو اس خدمت پر مقرر کرکے بھیجا ہے۔

پہلے ہمنے لکھا ہے کہ خان اعظم اور کل امرا کی توجہ قتلو کے علاج کرنے کی طرف تھی۔ اس لئے صلح کی درخواست کی جسکا جواب یہ دیا گیا کہ اگر اوسکی گفتار کے موافق کردار کو کارگذاران شرقی دیار دیکھینگے تو اسکو ملک اڈیسہ دیدینگے۔ اس اثنا مین صادق خان کو خان اعظم اپنا کام سپرد کرکے چلا گیا تو قتلو نے ناروا خواہشین کین اور وزیر خان کی طرف رجوع کی۔ اس نے کشادہ پیشانی سے قبول کین اور خود حاجی پور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے چلے جانے سے قتلو نے کوتاہ بینی اور تنک حوصلگی سے نخوت بڑھائی اور ناہنجار شرطین پیش کین جس سے وزیر خان آشفتہ ہوا۔ اور حدود شیرپور سے قتلو سے لڑنے کو آیا۔ ۱۰ ارتیر سنہ ۹۹۱ کو ہردوان مین لشکر آیا پھر قتلو نے لشکر سے چھہ کوس پر آیا اور نیاز مندی کو اپنا پیشرو بنایا جس سے اڈیسہ مدارن اور بھدی پور کا اور اضافہ امرا شاہی نے کردیا اور اس نے بیان کیا کہ پادشاہ کی مین اطاعت کرونگا۔ اور اپنے بھتیجے کو بہت سے تحائف کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجونگا۔ جب یہ شرائط منظور ہوئین تو اوس نے اور پانو پھیلایا اور ارادہ کیا کہ تین ہزار لشکر کے سردار وغیرہ مین سے ایک کو اپنے ہاتھ مین لائے اور بہرایت کا کام

شکست یافتن قتلو و صلح کردن او با وزیر خان + بھیجا جانا شہباز خان کا بنگالہ کو سنہ ۹۹۱

جمنہ کے کنارہ پر شہباز خان آیا دوسرے کنارہ پر معصوم خان اس سے لڑنے کو
تیار ہوا ۔ معصوم خان نے فرمان پذیری کے لیے خط لکھے ۔ اور شہنشاہ کی شائستہ خوبی
کی تحسین اور اپنی لغزشوں کی تقریریں کی ۔ اور بہت سی چھپی خبریں لکھیں ایک رات دن میں
تین دفعہ پیغام بھیجے ۔ جنکے جواب امراء شاہی نے لکھے ۔ آخر کو پیمان نامہ پر لشکروں کے
سرداروں کی مہریں ہوئیں اور یہ ٹھیرا کہ کل کے دن بزم یکجہتی آراستہ ہو کہ تھوڑی
ایک فتنہ ؛ وسعتوں نے اُسے پوشیدہ لکھکر ڈرایا ۔ اور معصوم خان فرخودی کی ع اسکان
یاد دلائی ۔ اُس نے فریب اور پند میں تمیز نہیں کی ۔ اور اس سرگذشت کو لکھکر غدر آرا
ہوا ۔ شہباز خان برآشفتہ ہوا اور آشنا و بیگانہ سے ناہنجاری کے ساتھ پیش آیا
آپس میں دوئی ہو گئی ۔ جس سے سرکشوں کی نخوت بڑھی ۔ جنگ جو جوانمرد تیر و تفنگ کی مار میں
مین دریا سے پار گئے اور ہنگامہ پیکار گرم کیا ۔ آخر کو سرکش بھاگ گئے اور فتح شاہی کی آواز
دور و نزدیک سپاہ میں پہنچ گیا ۔ اس شتابی میں نوارہ شاہی نہ پہنچا ۔ لیکن نراین میدا
و امراء قاقشال اپنی کشتیاں لائے محب علیخان و سلیم خان سرمور سرکشوں کے تعاقب میں
گئے ۔ سرکشوں میں سے مرزا محمد اور رستم نے پھر کارزار اختیار کی ۔ شہباز خان کو جب
اسکی خبر ہوئی تو وہ بہت جلد اس وقت کہ پیش دست لشکر تنگ ہو رہا تھا آگیا ۔ سخت جنگ ہوئی
بہت سے سرکش مارے گئے ۔ فرانقدی گرفتار ہوا ۔ پیل ہر پرشاد ۔ ۔ اور ہاتھی اور
بہت سا اسباب غنیمت کا ہاتھ آیا ۔ مرزا بیگ قاقشال اور سنگرام اور دلپت شا
خدمت بجا لائے ۔ صبحکو لشکر ندیوں اور دلدلوں سے گذر کر گھوڑا گھاٹ کے قریب آیا
اس لشکر کا حصہ کچھہ لٹ گیا ۔ معصوم خان چند آدمیوں کے ساتھ ولایت بھاٹی میں گیا ۔
امید جاری ملک کوچ میں اور ہر گروہ ایک کونے میں چھپا ۔ اور غیر پور کی طرف جہان بہت
سے سرکشوں کا بنگاہ تھا وہ چلے گئے دوسرے دن ان سے کچھہ لڑائی ہوئی ۔ اور
گروہ وزاد انکا چھینا ۔ ڈیڑھ سو نامی آدمی انکے قید کیے ۔
پہلے ہی روز کہ امراء آپس میں طلداہ کے اندر صادق خان کا ہاتھی شہباز خان کی

یہان سے راجہ تودرمل کے بیٹے گوردھن نے اس کو پہاڑون مین بھگا دیا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ معصوم خان کابلی کو شکست دیکر اڈیسہ کی طرف گیا اور قتلو خان کررانی کو شکست دے کر وہ دریاے دامودر کے کنارہ پر مقیم ہوا لشکر کا ایک حصہ گھوڑا گھاٹ مین قاقشالون کے بچانے کے لئے گیا۔ تھوڑے دنون مین معصوم خان نے بہت سا لشکر جمع کیا۔ اور ملک بھاٹی سے مرزا بیگ قاقشال بھی لڑنے آیا۔ ترسون خان پاس تاج پور کی حدود مین چلا گیا۔ ترسون خان قلعہ نشین ہوا۔ سرکش شہر ٹانڈہ سے سات کوس پر آپہنچے۔ اور انہون نے اس ملک کو تاخت و تاراج کیا اور بڑی شورش مچائی۔ شہباز خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کچھ لشکر تیز رو کشتیون مین روانہ کیا کہ معصوم خان کے آنے کو روکین اور خود لشکر آراستہ کر کے پٹنہ سے خشکی کی راہ پر چلا اور تھوڑے عرصہ مین آشوب گاہ مین پہنچ گیا۔ معصوم خان کا دریاے جمنہ کے پاس پہنچ گیا تھا یہین ٹھیر گیا۔ اور امراے اڈیسہ جو ٹانڈہ مین تھے اُن کو لکھا کہ قتلو خان مین پادشاہی لشکر سے لڑنے کی قوت نہین رہی ہے اس لئے بہتر ہے کہ اُن مین سے کچھ اس جانب کو چلے آئین۔ اُمراے شاہی مین سے وزیر خان نے تو قتلو کے دفع کرنے کا اہتمام اپنے ذمہ لیا۔ اور شہباز خان نے اور سرکشون کے سزا دینے کا کام لیا وہ دریاے گنگ سے پار اُترا۔ یہ تائید ایزدی ہوئی کہ شاہ بردی ان دنون مین مر گیا تھا اس کے تین ہزار توپچی بھاٹی سے آن کر ملازم شاہی ہوئے۔ پھر ترسون خان اور مرزا بیگ قاقشال شہباز خان کے لشکر سے آن ملے شاہ قلیخان محرم اور اُمراء ہنگامہ آرا ہوئے۔ ان دنون مین خبر آئی کہ سرکشون کی سپاہ بسرکردگی بابای بھکری قصبہ سنتوس مین گئی ہے اور ترسون خان کے نوکرون نے ہزیمت پائی ہے۔ شہباز خان نے محب علیخان و قاسم علیخان و تیمور بدخشی و سلیم خان کو روانہ کیا اور بعد ازان خود جلد چلا۔ غنیم پہلے ہی سے فوج کی آمد سنکر بھاگ گیا۔ بہت سی غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔ اٹھارہ کوس کی بھرپاو دشوار کو طے کر کے

شہباز خان کا پٹنہ سے آنا اور معصوم خان کابلی کا آوارہ ہونا سنہ ۹۹۱ھ

حال ملک بھاٹی کا اور معصوم خان کا مارا جانا ۔ سنہ ۹۹۳ ۹۹۴

شہباز خان نے معصوم خان کو شکست دی تو وہ اوسکے پیچھے ملک بھاٹی کو
گیا اسنے ندی نالون دریاؤن کی طغیانی پر کچھ خیال نہین کیا۔ اس کو یہ خیال تھا کہ
اس ولایت کا مرزبان عیسیٰ جو زبان سے ہمیشہ عقیدت گذار رہتا ہے اس کا امتحان
ہو جائیگا۔ اگر وہ معصوم خان اور اور ناسپاسون کو ہمکو سپرد کر دیگا تو البتہ
اسکے دل اور زبان کی یکرنگی ظاہر ہوگی اور اگر یہ نہوگا تو اسکا پردہ فاش ہو جاگا
اور اپنی نادرستی کا پاداش پائیگا۔ بھاٹی کے معنے نیچی زمین کے ہین۔ چونکہ بنگالہ اسقدر
زیادہ اونچا ہے اس لئے اسکا یہ نام ہے مشرق سے مغرب تک اسکا طول قریب
چارسو کوس کے ہے اور جنوب سے شمال تک قریب تین سو کوس کے عرض ہے۔ اس ملک
کے مشرق میں دریاء شور و ملک حبشہ ہے۔ مغرب مین کوہستانی ملک۔ جنوب مین
گانڈہ۔ شمال مین دریاء شور و منتہا ہے۔ کوہستان تبت۔ اس ملک کے سردار کا
باپ راجپوتان بیس مین سے تھا۔ اس زمین مین بھی رود دریہ جنگل کے سبب سے وہ ہمیشہ
نخوت اور سرکشی کرتا۔ سلیم شاہ کے عہد مین تاج خان و دریا خان بڑی سپاہ لے کر
اس ملک پر چڑھے اور اسکو اپنا مطیع کیا مگر تھوڑی مدت کے بعد پھر وہ ناسپاس ہوا
انہون نے اوسکو پکڑ کر مار ڈالا اور اسکے دو بیٹون عیسیٰ اور اسماعیل کو سوداگرون کے ہاتھ
بیچ ڈالا۔ قطب الدین خان عیسیٰ کے چچا نے جب نیکو خدمتی کے سبب سے تازہ روئی
پائی تو وہ سخت تگاپو کر کے توران کی زمین سے ان دو بھائیون کو لایا۔ عیسیٰ نے
پختگی و آہستگی سے نام پیدا کیا۔ بنگالہ کے بارہ زمیندارون کو اپنا تابع کیا۔
پیش بینی اور دوراندیشی کے سبب سے بنگالہ کے مرزبانون کو ہمیشہ پیشکش بھیجتا
مگر انکے پاس کبھی نہین آیا دور ہی سے زبان سے پیرو ہونے کا اقرار کرتا رہا۔ جب دریاء
گنگ کے کنارہ پر خضرپور کے نزدیک پادشاہ کا لشکر اوترا۔ یہ جگہ اس دریا مین
آنے جانے کی گذرگاہ تھی۔ اس لئے یہان دریا کے دونو کنارون پر استوار قلعے بنائے
گئے تھے۔ تھوڑے دنون مین یہ دونو قلعے پادشاہی لشکر نے خوب لڑ کر فتح کر لئے

طرف دوڑا قریب تھا کہ اُسکا کام تمام کرے گروہ بچگیا اگرچہ ظاہر مین کوئی آسیب اُسکو نہین پہنچا مگر دل مین اُسکے کینہ بیٹھا۔ پھر ان مین آشتی کیجگہہ دشمنی برملا ہوئی۔ تو صادق خان بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

شہباز خان امرا و بھائی سے لڑ رہا تھا اور وزیر خان اڈیسہ کی طرف آمادہ آویزش تھا درمیان کا ملک خالی تھا۔ اس زمانہ مین ولایت کوچ سے جباری گھوڑا گھاٹ مین آیا تاجپور کو سلیم خان سرمور کے آدمیون سے اور پرنیہ کو ترسون خان کے خویشون سے لے لیا اور دار الملک ٹانڈہ کی طرف متوجہ ہوا۔ حسن علی کوتوال بیمار بستر پر پڑا تھا۔ شیخ الہ بخش صدر سستی و بازی کرتا تھا۔ اور آدمیون کی کمی سے حیرت مین تھا۔ ناگہان شیخ فرید آگیا اس کے آنے سے خوف جاتا رہا وہ آزردہ ہو کر لشکر اڈیسہ سے بادشاہ پاس جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے حکم سے اُلٹا پھرا۔ جب وہ اس حدود مین آیا تو جباری نے کنارہ کیا۔ شیخ تاجپور مین آدمیون کی دلدہی کرنے بیٹھا اور شاہی گماشتے اپنی تیول مین گئے۔

جب بنگالہ تیسری دفعہ فتح ہوا۔ کارآگاہون کی ہوشیاری سے میرزا بیگ و زبیر و جمیل و خالدین فرخ بر علیق اور بعض آدمیون نے دولتخواہی کی راہ لی لیکن اپنی بداعمالی کے سبب سے ہمیشہ ہمیناک و سراسیمہ رہتے تھے۔ جب شہباز خان سے بگڑ کر صادق خان بادشاہ کی خدمت مین جاتا تھا کہ امان خواہون نے اسکا ساتھ ڈھونڈا اور بادشاہ پاس اس کے جانے کا قصد کیا۔ مگر بادشاہ نے موہنداس کو گھوڑے کی ڈاک مین اس حکم کے لیجانے کے لئے بھیجا کہ صادق خان اُلٹا جا کر وزیر خان سے ملجاے اور امان خواہون کو نوازش فراوانی کا امیدوار کر کے ہمارے پاس بھیجدے یہ تیز رو قاصد ٹانڈہ مین صادق خان سے ملا وہ بادشاہی فرمان کا فرمان پذیر ہوا۔ بے قرارون ہمیناکون کی شکیبائی کے لئے اپنے بڑے بیٹے زاہد کو ان کی ہمراہ کر کے بادشاہ پاس بھیجا وہ بادشاہ پاس آئے اور بادشاہانہ نوازش سے سربلند ہوئے۔

اسکے خویش فرید و ان حسین و علی یار نے نقد زندگی دیکر ناموس جاودان خریدی۔
اور ترسون خان زخمی ہوکر زندہ گرفتار ہوا معصوم خان نے مہر و محبت کی باتین بنائین
کہ اسکو اپنا ہمداستان بنائے مگر اس اخلاص سرشت نے ان باتون پر سرزنش کی۔
اس نے اسکو مارڈالا۔ پیرانہ سری مین یہ نیک نامی جاوید حاصل ہوئی۔

قتلو کررانی کا مطیع ہونا ۹۹۲ھ -

ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ لشکر بنگالہ کچھہ تو شہباز کے ساتھہ بھاٹی گیا تھا اور
کچھہ وزیر خان کے ساتھہ حدود بردوان مین قتلو خان کی چارہ سازی کے لئے
بیٹھا تھا۔ اس لشکر سے قتلو مدارا کی باتین سنتا رہا تھا کہ صادق خان آیا۔ وہ
معاملہ دانی کا کاربند تھا۔ قتلو اس کے خوف سے بھاگ کر اڈیسہ مین گیا اور
اسکے تعاقب مین ایک کوس کے فاصلہ پر پہنچے۔ وہ سراسیمہ ہوکر جلو پور کے درخت زار
مین ٹھیرا۔ زر کے ساتھہ زاری شروع کی۔ امرا نے آزورزی اور آزار لشکر کشی کے
سبب سے اسے منظور کیا اور اُسی منشور شاہی کو دستاویز بنایا کہ اگر قتلو اطاعت اختیار
کرے تو اڈیسہ اس کو دیدیا جاوے۔ اس نے سپاس گذاری کے لئے اپنے برادرزادہ
کو بادشاہ کی خدمت گری کے لئے روانہ کیا اور ساتھہ ہاتھی اور اور اسباب نذر کے
لئے بھیجا۔ شیخ ابراہیم فتحپوری انکو اوائل تیر سنہ ۹۹۲ھ مین بادشاہ کی خدمت مین لایا
جب یہ انجمن آشتی پیراستہ ہوئی تو وزیر خان ٹانڈہ مین واپس آیا اور صادق
پٹنہ مین گیا۔ ہر ایک نے اپنی جاگیر مین جاکر ہنگامہ شادی آراستہ کیا۔

شہباز خان کا ملک بھاٹی سے ناکام پھرنا اور صلح کا ہونا ۹۹۲ھ -

جب شہباز خان حدود بھاٹی مین آیا۔ دریا برہم پتر کی ایک شاخ بنگا
ندی تھی اس کے کنارہ پر اسنے اپنا بنگاہ بنایا۔ اس نے تنہا سپاسوں کو مارا۔ نہ
اونکو آوارہ کیا۔ بلکہ . . . پیغام گذاری اندرز گوئی سے اونکو اپنی راہ پر لانا
چاہا۔ اس کے جواب مین عیسیٰ نے بھی چکنی چپڑی باتین ⁘ اور زمانہ باتون
مین کاٹا۔ جب معلوم ہوا کہ زبان و دل مین یکتائی نہین ہے تو شورش آویزش برپا
ہوئی۔ سات مہینے تک لڑائی رہی۔ مناسب یہ تھا کہ دونو چراغ آگہی کو روشن

سنا بجا تو اس کے ہاتھ آگیا کرابوہ (کراپور) مین کہ اسکا بنگاہ متعلقہ تھا اور اُس
آبادی شہر کو لوٹا۔ پھر فوجین بارہ سمندر پہ کہ ایک بڑا شہر ہے گیا اور وہان سے بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ پھر دریائے برہم پتر پر لشکر آیا۔ یہ بڑا دریا ہے اسام سے آتا ہے معصوم خان
تھوڑا سا لڑکر ایک جزیرہ مین بھاگ گیا۔ قریب تھا کہ وہ دستگیر ہوتا کہ اس پاس عیسی جو
ولایت کوچ مین گیا ہوا تھا۔ بڑا بہادر لشکر اور سامان لیکر آن پہنچا لشکر شاہی نے
کنارہ سمندر کی برابر مقام ٹوٹک مین دریائے برہم پتر کے کنارہ پر خیمے ڈالے اور قلعہ بنایا۔
بری اور بحری سخت حملے ہوئے۔ مگر ہر دفعہ لشکر شاہی کو فتح حاصل ہوئی۔ ترسون خان
کو بھیجا کہ سامان لشکر کرکے بجراپور مین جاکر غنیم کو دو دلہ کرے۔ قصبہ بھوال سے دو راہین
جاتی تھین۔ ایک مخالفون کے مقام سے بہت دور تھی۔ دوسری دریا کے کنارہ پر
وس سے بہت نزدیک۔ ترسون خان اس راہ سے گیا معصوم خان کو جب یہ خبر ہوئی تو
وہ تیزدستی کرکے جلد حملہ کرنے گیا شہباز نے یہ اطلاع پاکر محب علیخان وراجہ گوپال و
کھنگار کو روانہ کیا۔ اور ایک تیزرو قاصد کو بھیجا کہ وہ ترسون خان کو اس خوف کی
اطلاع دے اور کہے کہ جب تک یہ لشکر کمک کو نہ پہنچے وہ کسی مستحکم جگہ مین ٹھیرے اور
لڑائی نہ لڑے۔ ترسون خان کو شہباز خان کی طرف سے غم پیدا ہوا یہ فرقہ کیون
سے اس طرف سرکش اس لئے آئے ہین کہ ایک گروہ کو شہباز خان سے جدا کردین۔ فرستادہ
نے آنکر بہت کوشش کی۔ اور ہمراہیون نے احتیاط کی۔ اور سود مندی۔ بے پروائی
تزبان زدگی گذارش کی — ناگزیر اسکو مقام پناہ کی جستجو کرنی چاہئیے تھی۔ مگر اس نے
ان باتون کی کچھ قدر نہین کی۔ اسی اثناء مین ایک فوج نمودار ہوئی جسکو وہ اپنی
کمک سمجھا اور مہمانی کے سامان تیار کرنے لگا۔ چند قدم گیا تھا کہ معلوم ہوا غنیم کا لشکر ہے
ہرچند ہوا خواہون نے سمجھایا کہ پناہ گاہ مین چلا جاے اور وہان اپنا لشکر جمع کرے
کمک کا انتظار کھینچے۔ مگر کچھ سود مند نہ ہوا لڑنے پر تیار ہوا۔ کچھ آدمی یہ کہہ کر کہ سامان
نبرد تیار کرتے ہین جدا ہوگئے۔ پندرہ آدمی اس کے ساتھ تھے کہ لڑائی شروع کی

پر آمادگی ہوئی - ۱۹ رمہرماہ الٰہی ۹۹۲ھ کو عیسیٰ لڑائی پر متوجہ ہوا - امرار شاہی نے اپنی
کوتاہ بینی و تباہ سگالی سے اپنے نقصان مین فائدہ جانا - اور شہباز خان کی شکست
کو اپنی درستی - اول محب علی خان بغیر لڑے لشکر سے اوٹھکر چلا گیا - ہرایک امیر اپنی
جگہہ چھوڑ جہان اُسکا جی چاہا چنپت بنا - شاہ قلی محرم کچہہ لڑا - آدمیون کے ہمراہی نہ
کرنے سے زخمی ہوا اور بھوال کو چھوڑ دیا - شہباز خان خواب سے بیدار ہوا - تالیف قلوب
کرنے لگا - لیکن پشیمانی بیجا مین فائدہ نہ تھا - ناگزیر دار الملک ٹانڈہ کی طرف چلا - بسیاری
اندوختے برباد گئے - پسران بدال اور اور آدمی اس کے اسیر ہوے - شیخ محمد غزنوی اور
چند اور امرا ڈوب گئے - کھنگار و سید عبد الرحمٰن و راجہ گوپال و میرزادہ علی خان ان تینون
بازگشت مین ترخان دیوانہ و مرزا محمد و نوروز سی قاقشال سے جو غارتگری کو گئے واپس
آگئے تھے مل گئے اور بدنصیبی سے یہ سمجھے کہ وہ اپنے ہی ہین - جب دونون گئے تو لڑائی
ہوئی - نوروز مارا گیا اور ہر کس بھی بھاگ گئے - بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی - بہت
غنیمت ہاتھ آئی - آٹھ روز بعد یہ امرا شیر پور مین آئے - شہباز خان کا ارادہ یہ تھا
کہ یہین لشکر کو درست کرے اور پھر جاکر لڑے - مگر اسکی بدخوئی کے سبب سے اس کے
ہمراہی عاجز ہو گئے تھے وہ اس بات پر دل نہاد نہ ہوئے - جب وہ ملک ٹانڈہ مین آئے
تو وزیر خان کشادہ پیشانی اور گرم خوئی سے پیش آیا - شہباز خان اپنے پہلے منصوبون
کو کام مین لانا چاہتا تھا - مگر رایون مین اتفاق نہ ہوا اور دلون سے دورنگی نکلی
ناگزیر اس نے بادشاہ پاس جانے کا قصد کیا - بادشاہ نے آگہی پاکر چند سزاول بھیجے کہ
اُسکو واپس بھیجین - اور ہر ایک امیر کے مناسب سرزنش کرکے نصیحتین ہوش افزا فرمائین -
سعید خان اور اور صوبہ بنگ و بہار کے اور جاگیرداروں کے نام فرمان صادر کیا
کہ یکجہتی کرکے اس بومی کو سزا دینے مین کوشش کرین - اول پیشرو خان و خواجگی
فتح اللہ کو اس خدمت پر روانہ کیا اور بعد ازان رامداس کچھواہہ اور مجاہد کنبوہ کو
کہ تلخ سخنون سے شیرین کام کرکے ہنگامہ کو گرم کرین -

کرتے اور نیالش گری اختیار کرتے۔ مگر خود غرضی کی تیرگی نے افزائش پائی اور نخوت
بڑھائی۔ شہباز خان خود بینی سے دل آزاری کرنے لگا اور سر رشتۂ تدارک کو
چھوڑ کر بیہودہ باتین بنانے لگا۔ مخالف کی بھی تبہ کاری زیادہ ہوئی۔ لوٹ کا بازار
گرم ہوا۔ سرمایۂ زندگی گران ارز ہوا۔ غنیم کو یہ خیال تھا کہ برسات مین لشکر شاہی
خود بخود الٹا جلد جائیگا لیکن بارش کم ہوئی تو شرمندگی مٹانے کے لئے اس نے بہت
سے بیلدار جمع کرکے دریای برم پتر کو پندرہ جگہ سے کاٹ کر بادشاہی مورچلون
مین چھوڑ دیا کہ جس سے وہ بالکل ڈوب گئے اور بڑی جنگی کشتیان بلند سر اور لمبی
شہباز خان کے قلعہ کے پاس لایا۔ ان کشتیون کو یہان کے لوگ پتارہ کہتے ہین
طرفین سے توپ اندازی اور بندوق افروزی شروع ہوئی اور لشکر شاہی مین
پراگندگی آئی کہ مخالفون کی کشتیون کا سرگروہ بندوق سے مارا گیا۔ کئی کشتیان
ٹکرا کر ڈوبین اور دفعۃً پانی کم ہو گیا۔ ناچار دشمن بھاگے اور بہت سی سیلاب
نیستی مین دھسے۔ ہر مورچل مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی مگر سید حسن تھانہ دار
ڈھاکہ کو مغلوب کرکے پکڑ لیا اور اس گرفتار کی معرفت صلح کا ڈول ڈالا۔ شہباز خان نے
اسے قبول کیا۔ عیسیٰ خان نے فرمان پذیری پر کمر باندھی اور خدمت گذاری کو
وہ اپنی رستگاری سمجھا۔ قرار یہ پایا کہ بندر سنار گانو مین بادشاہی داروغہ ہووے
معصوم خان حجاز جاے۔ اور ہمیشہ پیشکش بھیجی جاے۔ عیسیٰ نے بہت سا مال خرچ
کرکے امرا کو راضی کر لیا۔ لشکر شاہی نے یورش کیا۔ جب شہباز خان ٹیلون
پر سے اتر کر بھوال مین آیا اور اوسکو امید تھی غنیم کی گفتار کردار کی صورت مین
آئے۔ لیکن لشکر شاہی کے بدگوہرون نے ایسی ناسزا گفتار اس زمیندار کے
ساتھ کین کہ وہ دودلہ ہو گیا اب وہ کچھ اور شرطین پیش کرنے لگا۔ سپہ آرا کا
دل آشفتہ ہوا۔ اس نے کہا کہ ہر وقت جاے کو بدلنا اور نئی باتین بنانی دور
اندیشون کا کام نہین ہے سخت روئی اور درشت گوئی کا آغاز ہوا اور آویزش

رستم قاقشال کا ہزیمت پانا ۹۹۳ھ + بادشاہی لشکر کی تفریق دو گروہون مین ہونا ۹۹۳ھ

جب لشکر شیرپور مین آیا معصوم خان اودیسہ کی طرف فتح آباد سے بھاگا اور
رستم خان قاقشال نے اس طرف توقف اس نظر سے کیا کہ بادشاہی سپاہ کے دو ٹکڑے
ہو جائین گے تو مجھے موقع ملے گا کہ مین اس پر دستبرد کرون ۔ ابھی معصوم خان کے آنے
کا علم بھی نہ ہوا تھا کہ اس سرکش نے لشکرگاہ شاہی سے بارہ کوس پر شورش برپا کی ۔
شاہ قلی محرم و محب علی خان و راجہ گوپال داس و میرزادہ علی خان اور خواجہ باقر لڑنے
کو چلے تو وہ بھاگا اور امراء شاہی نے اسکا تعاقب شہزادپور تک کیا ۔

تباہ بینی و غرض پرستی عقل صلاح اندیش کو دیوانہ بناتی ہے اور گوش حقیقت شنوا
کو سیماب غفلت مین آگندہ کرتی ہے ۔ بادشاہ کی نصیحتین کچھ کام نہ آئین ۔ بدسگالون کی
ہمراہی شہباز خان کو شورش مین لائی ۔ پھر اسنے مدارا کی راہ چھوڑی ۔ صادق خان
کا دل بیکار ہوا ۔ اور زبان دلشکنی کرنے لگی ۔ اس گروہ مین جانفشانی ہمت تھی مگر خرد
معاملہ دان ہمراہ نہ تھی کہ اپنے خداوند اور بادشاہ کے برآمد کار مین خویشتن بینی کو چھوڑ کر
بزم آرائے دوستی ہوتے ۔ اپنی ناستودہ خواہشون کے زیر بار ہوئے اور بے ہنگام خشم
شروع کیا اور انصاف کو چھوڑا اور بے راہ چلے ۔ اگرچہ سرگروہ حرف اخلاص کو زبان پر لاتے
تھے مگر اس مین راستی نہ تھی ۔

پہلے اخلاص مندون کی دو قسمین دانشمند کر گئے ہین ۔ ایک وہ اخلاص مند ہین جو اپنی آئین
یکتائی کو اپنی سود اندوزی کے لئے قبول کرتے ہین اور اس روش سے اپنی خودکامی کے پایہ
کو بلند کرتے ہین ۔ اگرچہ یہ لوگ سوداگرون سے آگے قدم رکھتے ہین لیکن آگاہ دل ان
سود بندون پر یگانگی کا نام نہین رکھتے ہین دوم وہ اخلاص مند والا نگہ حقیقت پژوہ ہین
کہ غرض دشمن دل کو فروغ دوستی سے روشن کرتے ہین ۔ خدا کے برگزیدون کو اپنا سردار
بناتے ہین اور تعجب اس مین یہ ہے کہ سرمایہ کامروائی انکو اس طرح ملتا ہے جیسے کہ کسان
کو سوختنی کا چارہ ۔ درازی داستان و کوتہی گفتار کے بعد امراء شاہی نے مدارا کے وقت
درشت گوئی اور سخت گیری اختیار کی ۔ ان دنون مین معصوم خان کی شورش کی شہرت

معصوم خان کا فتنہ سنہ ۲۹ جلوس ۹۹۲ھ

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ بھاٹی کے لشکر کو خود پستی اور ناتوان بینی سے کیا پیش آیا۔ شہباز خان شکایت کرتا ہوا پادشاہ کی طرف چلا۔ صوبہ بہار کے امرا میں سی محب علی خان کے سوا کوئی اپنے تیول میں نہین بیٹھا۔ جلینی نے دور اندیشی سے اپنا بنگالہ نہین چھوڑا۔ اس کے اشارہ سے معصوم شیرپور مین آیا۔ بعض سرکشون نے مالدہ سے لیکر ٹانڈہ سے بارہ کوس پر عمل دخل اپنا کرلیا۔ وزیر خان کو لڑنے کی تو توفیق نہ ہوئی مگر وہ اپنی جگھ کو سنبھالے رہا۔ اور شہر بزرگ ٹانڈہ کو دشمنوں سے بچالیا پادشاہی اولون نے تلخ گوئی اور راست گذاری سے شہباز خان کو بازگشت پر اور بہار کے اور جاگیرداروں کو مقصود پر رہ گراہی کیا او۔ یک جہتی اُن مین پیدا کی۔ شہباز خان پاس فرمان والا آیا کہ اگرا اور سپاہ درکار ہو تو راجہ تو ڈرمل اور مطلب خان و شیخ جمال بختیار کو بھیجی۔ وہان اس کی عرضداشت جواب مین آئی کہ یہان لشکر بہت ہے اور سب کارگذاری پر آمادہ ہین۔ ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۹۹۳ھ کو وہ بنگالہ مین آئے اور ولایت بھاٹی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ دشمن سراسیمہ ہو کر بے لڑے بھاگا۔ جمنہ کے کنارہ پر اطلاع ہوئی کہ معصوم خان شیرپور مین ہی اور اسکو خیال بھی نہین ہی کہ لشکر شاہی دریا سے پار آئیگا۔ شہباز خان نے دریا کے پار جانے اور آگے بڑھنے کو لشکر سے کہا امرا نے اسکو پسند نہین کیا۔ رامداس اور خواجگی فتح اللہ کی کاردانی اور کوشش سے بہانہ وزری اور گران پائی کو جا نہین ہی کام ونا کام اس دریا سے وہ گذرے۔ جب نزدیک پہنچے تو غنیم بھاگا۔ کچھہ دشمن اسیر ہوئے۔ بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ ملک کو چھوڑنا اور سب امرا کا دشمن کے پیچھے جانا مناسب نہ تھا۔ اس لئے شہباز خان اور شاہ قلی یہان رہی وسعید خان و وزیر خان و صادق خان و محب علیخان و سید عبد اللہ خان آٹھوین بہمن کو آگے روانہ ہوئے۔ رامداس و خواجگی فتح اللہ ان کے ساتھہ ہوئے۔ جو ملک پہلے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اب وہ حاصل ہوگیا تھا اور غنیمت بھی ہاتھ لگی تھی۔ اس لئے یہ سب شیرپور مین آئے۔ اب لشکر مین دوئی اور دورو ئی نہین تھی —

جیسکہ اس کی خوب مالش کی اور وہ ولایت مورنگ مین بھاگ کر مر گیا اور اس طرح طاہر بھی ناکام رہا۔

جب امراء بہار خدمت گذاری کے لئے بنگالہ دوڑے گئے۔ یوسف افغان نے تاخت و تاراج شروع کی۔ حبیب علی پور محب علیخان جوش جوانی مین آکر اس سے لڑا اور مارا گیا۔ محب علیخان اس سے بڑا پریشان ہوا اور جانے کے لئے بیتاب ہوا۔ مگر امراء بنگالہ نے اسے جانے نہ دیا۔ شاہ قلی خان محرم بادشاہ پاس جاتا تھا اس سے کہا کہ وہ راستہ مین یوسف کو ٹھیک بناتا جائے اس نے تھوڑے دنون مین سب باغیونکو برباد کر دیا۔

اوپر بیان ہوا کہ امراء بنگالہ نے اپنی خود بینی اور غرض پرستی سے رشتہ یکدلی کو توڑا۔ صادق خان ایک طرف ہوا اور شہباز خان دوسری طرف جہالت کی ترقی تھی اس لئے یہ جدائی سودمند نہ ہوئی۔ کام دونو نے چھوڑا لیکن آپس مین کین توزی شروع کی بادشاہ نے خواجہ سلیمان کو نصیحت کے لئے فرمان دیکر بھیجا کہ ایک کام دو گروہ کو سونپنا شائستگی نہین رکھتا خیر سگال کاردیدہ انجمن آراستہ کرین اور سپاہ کی سرداروں مین ژرف نگہی کو کام مین لائین ان مین سے جو چاہے بنگالہ کا انتظام اپنے ذمہ لے اور دوسرا صوبہ بہار مین چلا جاے۔ خواجہ اول صادق خان پاس گیا اس نے خامکاری سے بغیر اسکے کہ دونو گروہ جمع ہون بنگالہ کے انتظام کو اپنے ذمہ لے لیا۔ شہباز خان اور سعید خان اور سرداراس سے درہم ہوئے بغیر اسکے کہ بنگالہ بالکل فتح ہو وہ اس سے باہر نکل گئے۔

لشکر شاہی کے آنے سے عیسیٰ زمیندار اگرچہ پریشان خاطر تھا مگر اس نے دیکھا کہ بزرگان لشکر اپنی غرض پرستی اور کوتاہ بینی سے باہم عناد رکھتے ہین تو اس نے کچھہ دنون آرام کیا۔ عاقبت بینی سے اس نے صادق خان اور اور اور سرداران لشکر کے پاس اپنے کاروان آدمی بھیجے۔ اور لابہ گری اختیار کی

صادق خان کا بنگالہ مین مقرر ہونا سنہ ۹۹۳ھ * عیسیٰ زمیندار کا [illegible]

یہ قرار پایا کہ غنیم دو جگہ ہے اسلئے پادشاہی فوج بھی دو فوجین ہو کر خدمت بجا لائے
۲ بہمن سنہ ۹۹۳ کو وزیر خان و شاہ قلی خان محرم و صادق خان و محب علیخان و
راجہ گوپال و کیچک خواجہ نے معصوم خان کو شکست دینے کی خدمت لی اور جدائی اختیار کی
شہباز خان و بہادر خان و سید عبد اللہ و میرزادہ علی خان بابوے منگلی تمر بدخشی
و شاہ قاسم نے اور ترسون خان کے بھائیون ابابکر اور امرزنے اس طرف کے بد نہادون
کی چارہ گری کو اپنے ذمہ لیا۔ اسی طرح ہر روز کی خانگی ہنر تحاش دور ہوئی اور ہر گروہ
اپنی خدمت پر مستعد ہوا —

معصوم خان نے لشکر شاہی کی آمدسنی تو اس نے مقام ترمہانی جہان گنگا
جمنہ و سالبی اور سرو ملتی ہین دو قلعہ بنائے (آرایش محفل مین لکھا ہے کہ ڈھاکہ سے کچھ
فرسنگ پر گنگا کی دو شاخین ہوتی ہین۔ ایک شاخ پدما وتی تو مشرق کی طرف بدکر
ہرم پتر مین چٹ گام مین ملتی ہی اور دوسری شاخ شمال کو بہ کر تین شاخون مین تقسیم
ہوتی ہی جنکے نام سرستی جمنا۔ گنگا ہین) بیک محمد و الغ بیگ و رچندا و ربدگو ہرون کو زمینداروں کے
ساتھ یہان بٹھایا اس کو وہ دربند سمجھا اور آپ پیچھے جا کر ٹھیرا۔ امراء پیکار ہنگامہ آرا
ہوئے۔ عیسی نے کنارہ والون کو بھیجکر لا بہ گری کی مگر اس کی شنوائی نہ ہوئی لشکر شاہی
نے کشائش قلعہ پر ہمت لگائی سخت لڑائیان ہوئین۔ ہر بار غنیم ایک انبوہ کے ساتھ
بھاگا۔ ۱۲ فروردین کو ایک قلعہ کو کشتیون کی لڑائی سے لے لیا اور دوسرے کو دوسرے
دن فتح کر لیا۔ پھر معصوم خان کی طرف توجہ کی۔ اس مین لڑائی کی تاب نہ تھی اس نے
دریا نوردی اختیار کی۔ ناسپاسون کے ہجوم سے اور شورش دریا سے اس کی کشتی
ڈوبی۔ بہت تگاپو کرکے نیم جان کنارہ پر گیا۔ اسکی دوسری دفعہ بے آبروئی ہوئی
طاہر تاجیور مین شورش برپا کر رہا تھا۔ تمر بدخشی نے بری طرح لڑکر شکست پائی جس سے وہ
اور بد مست ہوا۔ ترخان دیوانہ دار الملک ٹانڈہ مین آیا اور فتنہ برپا کیا اور بعض
نے گھرون مین آگ لگائی۔ شہباز خان نے قاسم خان و محمد خان و محمد جان نثار کو

معصوم خان کابلی کا ذلیل ہونا سنہ ۹۹۳ [illegible]

بتالئے کہ دریا سے گذرنے کے وقت مخالف چیرہ دستی نہ کرے ۱۳ خرداد سنہ ۹۹۳ کو امرا کو
فتح ہوئی اور انجمن نشاط آراستہ ہوئی۔ رات بھر بارش رہی صبح کو سپاہ نے بارش مین
دریا سے عبور کیا۔ کچھہ آدمی اور گھوڑے سیلاب مین بہ گئے۔ غنیم نے صف آرائی کی۔
صادق خان صفین آراستہ کرکے قلعہ مین جاکر سو رہا اور کارآگاہون کو مقرر کیا۔ کہ
فوجون کو درست رکہین۔ دوپہر ہوئی تو دشمنون نے یہ خیال کرکے کہ آج لڑائی نہین ہوگی
وہ اپنے بنگاہ کو چلے گئے تو صادق خان نے لڑنے کا ارادہ کیا اور امرا سے کہا کہ
میری یہ تدبیر اس لئے تھی کہ دشمن عنان تاب ہو۔ اب مین لڑنے پر آمادہ ہون۔
دلاور میدان جنگ مین آئے۔ غنیم نے بھی اپنے لشکر کے دو حصے کئے۔ ایک وزیر خان
سے اور دوسرا صادق خان سے لڑنے لگا۔ وزیر خان کو شکست ہونے کو تھی کہ محب علیخان
و میرزادہ علیخان نے اُسے جاکر سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر مین مخالف کو بے آبرو کیا۔
تین سو آدمی غنیم کے مارے گئے اور سو آدمی بادشاہی کام مین آئے۔ شاہی لشکر
نے تعاقب کرکے ہزار آدمی اور مارے اس ملک سے فتنہ دور ہوا۔

جب بنگالہ کو بغیر انتظام کے چھوڑکر امرا باہر چلے آئے تو رستم قاقشال نے گھوڑا
گھاٹ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سیف الملک و خواجہ مقیم نے قلعہ کی اچھی نگہبانی کی اس
اثنا مین بابوے منگلی لشکر پور سے آیا۔ مشہور یہ ہوا کہ محب علیخان آنکر ملا ہے۔
غنیم قلعہ کو چھوڑکر دور چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے باہر آنکر ہنگامہ پیکار گرم کیا اور اپنے
گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ رستم بھاگا اور اپنے گروہ کے ساتھ مارا گیا۔ اسکا بیٹا قوش قال
اسیر ہوا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ تنہا وزیر خان اس ملک کی مہمات کو سرانجام
نہین کرسکتا اور ابھی سرکش اپنی ناسپاسی سے باز نہین رہتے۔ اس لئے شہباز خان کے
چھوٹے بھائی کرم اللہ کو بادشاہ نے بھیجا کہ وہ اپنے بڑے بھائے کو بنگالہ لیجاے
بادشاہ دریاے بہت کے کنارہ پر تھا کہ اس نے سُنا کہ شہباز خان اس کی خدمت
مین بیتابانہ چلا آتا ہے تو اس نے سزاوار نہ سمجھے کہ اسکو کام ونا کام الٹا لیجا مین

یہ قرار دیا کہ معصوم خان کابلی کو حجاز روانہ کرے اور خود بندگان سعادت سرشت
مین داخل ہو کر خدمت گذاری کرے اور اپنے خویشون مین سے ایک کو بادشاہ
کی پرستاری کے لئے بھیجے اور عمدہ پیش کش روانہ کرے اور اس شورش مین لشکر
شاہی کا جو کچھ گیا ہو اوسکو حوالہ کرے وہ اس سامان مین تھا کہ بنگالہ سے شہباز خان
وسعید خان اور امراء چلے آئے جسکا اوپر بیان ہوا تو پھر عیسیٰ نے سررشتہ نیاز کو
چھوڑا اور بڑی خواہشین کرنے لگا۔ امراء نے ولایت کا ایک حصہ اوسکو دیا اس نے
بھی کچھ اطاعت اختیار کی۔ ہاتھی اور توپ وغیرہ جو کچھ اسکو ہاتھ آئے تھے واپس
بھیجدئے معصوم خان کو اُس نے نہین بھیجا۔ مگر فتنہ اندوزی سے باز رکھا۔ شہریار
نے صلح کو منظور کرلیا۔ مگر امراء کے اس طرح چلے آنے کو ناپسند کیا۔ خواجہ سلیمان
نے عرض کیا کہ مین نے شہباز خان سے ہرچند کہا کہ چند روز بنگالہ مین توقف
کرے مگر اُس نے غصہ سے قبول نہین کیا۔ بادشاہ نے خواجہ کو ناظر دولت کے
ساتھ پھر روانہ کیا کہ وہان جاکر شہباز خان کے کام سے مطلع ہو اور امراء کو نکو ہوا
اس زمانہ مین کہ اس ملک کو کچھ امن تھا امیر اس سبب سے کہ عیسیٰ اپنی قرارداد کا کار بند
ہو نواحی اڈیسہ مین چشم براہ تھے کہ اس بدعقل نے سلیمان سرہٹی کی دستیاری
سے فتنہ انگیزی کی اور افغانون کا ایک ہنگامہ جمع ہوا اور لوٹ مار کرنے لگا۔
وزیر خان صالح پور پر گیا۔ بردوان کے قریب لڑائی ہوئی۔ خوب لڑکر بردوان
مین مجبوراً وہ حصاری ہوا امرائے اطلاع پاکر اس کی کمک کے لئے فوج روانہ کی
خود بھی پیچھے چلے۔ جب پہلے فوج غنیم سے چھہ کوس پر پہنچے تو دشمنون نے حصار کا
محاصرہ چھوڑ دیا اور کارزار پر آمادہ ہوئے۔ دریائے ننگل کوٹ پر لشکر شاہی
ٹھیرا اس پاس اور سپاہ بھی آگئی اور دریا سے ہاتھی پر سوار ہو کر پایاب
ہو سکتے تھے اس اثنا مین خواجہ سلیمان و ناظر دولت بادشاہ کے پاس سے
آئے اور فتح کی نوید لائے۔ تھوڑے عرصہ مین دریا کی برابر ہو گئی قصے

صوبہ بہار پر راجہ مان سنگھ کا انتظام ۹۹۸ھ

اس نے آگہی کو مردانگی کے ساتھ ہمدوش اور ہمت کو جد کاری کے ساتھ ہم آغوش کیا۔ اس طرف کا بالکل انتظام کرلیا۔ سرکشون کو فرمان پذیر بنایا۔ پورنمل گیدھوریہ بڑی خودبینی ونخوت فروشی کرتا تھا۔ راجہ چابک دستی کرکے اسکے بنگاہ پر چڑھ گیا۔ اور ناکامی مین وہ اپنے قلعہ کو پناہ سمجھتا تھا اسکو نہ بچا سکا اسکی شورش پدستی افسردگی خمار بنی لابہ گری کرکے پناہ مانگی۔ نامور ہاتھی اور منتخب اسباب سپاس گذاری کے ساتھ پیش کیا۔ اپنی بیٹی راجہ کے بھائی چندربھان کو بیاہی۔ پھر راجہ سنگرام کو درست کرنے راجہ گیا وہ فرمان پذیر ہوا۔ ہاتھی اور اس ملک کے تحائف نذر کئے۔ پٹنہ مین راجہ آیا۔ اننت پر چڑھ کر گیا۔ بہت غنیمت جمع کی راجہ کے بیٹے جگت سنگھ نے بھی یہ خدمت کی کہ ناگہانی بنگالہ کے سرکشون مین سے سلطان قلی قلماق اور کچلنہ نے فتنہ برپا کیا۔ گھوڑے گھاٹ کی راہ سے تاجپور اور پرنیہ کو لوٹا مارا اور دربھنگہ مین آئے۔ فرخ کی ہمت نے یاوری نہ کی وہ پٹنہ مین آیا جگت سنگھ جو قصبہ بہار کا پاسبان تھا پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ فرخ خان اور اقطاع داراوس کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ حاجی پور سے سات کوس پر پہنچے تو غنیم نے اپنے مین لڑائی کی طاقت نہ دیکھی۔ بھاگ گیا۔ تیزی کے ساتھ اوسکا تعاقب کیا۔ اور ان کے اندوختون پر قبضہ کیا۔ راجہ نے نفائس غنیمت اور ۵۴ ہاتھیون کو بادشاہ پاس بھیجا۔

اڑیسہ کی مہم اور راجہ کا بادشاہ سے ملنا

جب راجہ مان سنگھ کی کاردانی سے صوبہ بہار کا انتظام ہوگیا اور گردن کش تابع ہوگئے تو ۹۹۷ھ کے آخر مین جہارکھنڈ کی راہ سے ملک اڈیسہ کے فتح کا ارادہ راجہ نے کیا اور بھاگل پور کے نزدیک توقف کیا اور سعید خان حاکم بنگالہ کو ہمراہ لیا۔ برسات کے قریب آنے سے اوس وقت پر یہ کام مقرر کیا۔ ۹۹۸ھ کے شروع مین بردوان کی راہ سے روانہ ہوا۔ پہاڑ خان۔ بابوی منگلی رای پترداس کو توپخانہ کے ساتھ بنگالہ سے ساتھ لیا۔ جہان آباد مین بنگاہ بنایا۔ برسات کے ختم ہونے پر یہ خیال تھا کہ سعید خان و مخصوص خان امرا اور زمینداران آن ملینگے

وہ جونپور مین اس سے ملے۔ وہ ۲۰ بہمن سنہ ۹۹۴ کو بنگالہ کا پاسبان ہوا اور اپنی دل آسے سے
اور دست کشادہ سے اس نے دلون کو صید کیا۔ سب گج گرا افغانون نے اطاعت
اختیار کی اور شورشون کی گرد بالکل بیٹھ گئی۔ زیر دستون کو آسودگی ہوئی۔
عیسیٰ کی کین توزی کے سبب ملک بھاٹی کو سپاہ روانہ کی۔ صادق خان نے جو
ملک آشتی کے سبب سے دیدیا تھا وہ لے لیا۔ بندر چاٹ گام تک قبضہ ہو گیا۔ عیسیٰ نے
بہت سے تحائف بھیج کر لابہ گری کی اور گذارش کیا کہ معصوم نے اپنی بدبختی سے
ناسپاسی اختیار کی تھی اب وہ لرزان ہی چاہتا ہے کہ چند دنون غائبانہ شنا
پرستاری کرے اور اب وہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے۔ یہان جواب ملا کہ بہتر یہی ہے
کہ وہ حجاز جاے اور وہان سے پھر کر بادشاہ پاس آئے۔ قتلو سے بھی افغان
جدا ہو کر شہباز خان سے آن ملے اس نے ملک اڈیسہ اسکو دیدیا۔
اڈیسہ اور دکن کے درمیان ایک آباد ملک کوکرہ ہے۔ یہان کا زمیندار مادھو سنگہ
اس سبب سے کہ ایک کوہ دشوار گذار اس پاس تھا بڑا غرور کرتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے وہان
جا کر لوٹ مار کی اس نے بھی مالگذاری کا اقرار کر کے اطاعت اختیار کی۔ مرزبان کوکرہ نے
بہت سے ہاتھی اور مال اسباب بھیجکر یکجہتی اختیار کی تعجب ہی کہ امراے بزرگ مین سے سواے
وزیر خان کے کوئی اور نہ تھا کہ یہ سب کام شائستگی کے ساتھ ہوتے اس دیار مین سب سے
زیادہ ضروری اسباب نیرو مین سے نوارہ ہے۔ اس کا بھی انتظام کچھہ نہ تھا۔ اور
دشمن پاس جنگی کشتیان بہت تھین۔
۲۱ امرداد سنہ ۹۹۶ھ ۳۳ کو وزیر خان نے اس دنیا سے انتقال کیا اور اوسکی جگہ
سعید خان صوبہ بہار سے بنگالہ مین مقرر ہوا اور راجہ بھگونت سنگہ اور مان سنگہ
صوبہ بہار مین اقطاع ملین گھوڑا گھاٹ مین پایندہ خان جاگیردار مقرر ہوا جب
سعید خان بنگالہ پہنچ گیا تو شہباز خان بادشاہ پاس آگیا۔
۹۹۷ھ مین راجہ مان سنگہ کی پیش کش بہار سے بادشاہ پاس آئی

۱۔ صوبہ بنگالہ و بہار کا انتظام ۹۹۵ھ + ۹۹۶ھ [illegible]

قبول کر لیا اور یہ عہد ہوا کہ پادشاہی خطبہ و سکہ جاری ہو اور خدمت گذاری اور فرمان پذیری کے سوا اور کچھہ اور خیال نہ کیا جائے۔ جگنناتھ کہ سب سے بڑا پرستش کدہ ہے مع توابع کے خالصہ مین دیا جاے اور دولت خواہ زمیندارون کو کچھہ آسیب نہ پہنچایا جاے مخالفون نے زمانہ سازی اور فریب کاری سے سب شرطون کو قبول کر لیا۔ ۱۵ شہریور ۹۹۹ھ کو راجہ کے پاس اسیر قتلو کو خواجہ عیسی لایا۔ ڈیڑھ سو ہاتھی اور بہت تحف اشیاء پادشاہ کے پیش کش کے لئے روانہ کئے گئے۔ راجہ نے اوسکی دلدہی کی اور خود بہار مین چلا آیا۔

جب تک عیسی خان زندہ رہا۔ عہد و پیمان برقرار رہا۔ جب وہ مر گیا تو عہد و پیمان ٹوٹ گیا۔ افغانون نے پرستش کدہ جگنناتھ کو لے لیا۔ ولایت ہمیر کو جو پادشاہ کا فرمان پذیر تھا لوٹ لیا۔ راجہ مان سنگہ آشتی سے پشیمان تھا۔ اس نے پادشاہ سے اجازت حاصل کر لی کہ بنگ و بہار کی سپاہ اس خدمت پر نامزد کی جاے۔ ۲۳ آبان ۱۰۰۰ھ کو وہ دریا کی راہ سے چلا۔ اور تولک خان اور امیرون کو خشکی کی راہ پر روانہ کیا۔ مادھو اور لکھمی راے اور زمینداران کو جہارکھنڈ کی راہ سے بسر کردگی یوسف خان والی کشمیر روانہ کیا۔ جب سپاہ بنگال مین آئی تو یہان کا سپہ سالار سعید خان بیمار تھا۔ راجہ کا طلبی کے سبب سے آگے روانہ ہوا جب سعید خان اچھا ہوا تو وہ راجہ کے لشکر سے جا ملا۔ اس کے ساتھہ اور امرا اور چھہ ہزار پانچسو سوار تھے۔ بہت سے ملک پر قبضہ کر لیا۔ تب کار افغانون نے صلح چاہی۔ لیکن اس سبب سے کہ آزمودہ را آزمودن اہلی است انکے پیغام صلح کو کسی نے نہ سنا۔ اور انکو پیمان شکنی پر لعنت ملامت کی۔ اگرچہ امراء بنگالہ کہ آشتی کرنے پر راضی تھے گرد ناپور کے درخت زار مین جو اڈیسہ کے وسط مین ہے غنیم مقیم ہوا۔ ۱۰ فروردین ۱۰۰۱ھ کو راجہ نے اپنی ہراول کو اجازت دی کہ ایک سرکوب کو کہ غنیم کے نزدیک ہی لیکر قلعہ بنائین غنیم نے دریا کے پار آن کر اپنی سپاہ کو مرتب کیا۔ قتلو خان کے بیٹے نصیب خان اور جمال خان قلب لشکر مین تھے۔ تین ہزار سوار اور پچیس ہاتھی ان کے پاس تھے۔

قتلو خان جس پاس اڑیسہ تھا وہ لشکر شاہی سے پچیس کوس پر آیا اور لڑائی کی تیاریاں کرنے لگا۔ بہادر کو وہ کو بہت سپاہ کے ساتھ رائے پور بھیجا۔ راجہ نے اسکی فوج اسکی مالش کے لئے بسر کردگی جگت سنگہ روانہ کی۔ بہادر حصاری ہوا اور لابہ گری کی۔ جگت سنگہ نوجوان ناآزمودہ کار کو افسانے سنا کر بے پروائی کی خواب مین سلایا اور خود قتلو سے مدد مانگی۔ ۲ خرداد ۹۹۸ سنہ کو جسوقت جگت سنگہ بادۂ غرور کی سے خوش ہو رہا تھا ناگہانی بہادر بہت سا لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوا اور غالب ہوا۔ قتلو خان نے جلال خان کو اور بہت دلاورون کو بسر کردگی عمر خان برادر زادہ و میر دپور کا سو و خواجہ عیسیٰ اپنے وکیل کو روانہ کیا۔ ہرچند ہمیر زمیندار نے بہادر کی حیلہ سازی کو اور اسکی یاوری کے لئے لشکر کے آنے کو جگت سنگہ سے کہا مگر اسنے کچھہ نہ سنا۔ ہزارون کوشش سے کچھہ سپاہ قراولی کے لئے بھیجی۔ غنیم درخت زار مین آیا۔ خیمہ و پرتال کو یہان چھوڑ کر پوشیدہ راہ سے چلا۔ غنیم کے جلد چلے جانے نے لوگون کی غفلت کو اور زیادہ کیا آخر روز مین غنیم آیا۔ یہان نہ کوئی تدبیر تھی۔ نہ لشکر مین انتظام تھا۔ بہت سے بے لڑے پراگندہ ہوگئے کچھہ لڑے۔ بیکہ رٹھور و مہیس داس و نرو چارن نے لڑکر جان دی۔ بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ لیکن اس طرف بھی عمر خان و میرو او پسران ہمایون قلی مع اور عزیزون کے مارے گئے۔ نوجوان مدہوش جگت سنگہ کو ہمیر اپنے گھر لے آیا۔ مشہور ہوگیا کہ وہ مرگیا۔ راجہ نے انجمن آرائی کوئی مرتب کی اور چارہ گری کے درپے ہوا۔ بہت آدمیون نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سلیم آباد مین جہان سپاہیون کا تازہ ورود ہے الٹی جا بیٹھئے اور وہان سے آخر آمادہ پیکار ہون۔ راجہ نے جواب دیا کہ الٹا جانا غنیم کو اپنے اوپر دلیر بنانا اور مہم کو برباد کرنا ہے۔ اعزوق کو طلب کیا اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ قتلو بیمار تھا شتابی سے دس روز مین پیمانہ عمر اسکا لبریز ہوا۔ خواجہ عیسیٰ نے اسکے چھوٹے بیٹے نصیر خان باپ کا جانشین بنایا۔ اس سے افغانون کا ہنگامہ کچھہ افسردہ ہوگیا۔ لابہ گری اور حیلہ سازی کرکے وہ آشتی کے جویا ہوئے سپاہ کی نزار دلی اور بارش کی فزونی سے صلح کی تو راجہ

کاروانی کے سبب سے خواجہ سلیمان و خواجہ عثمان شیر خان و نصیب خان کو خلیفہ آباد مین تیول دیئے۔ طاہر خان و خواجہ باقر انصاری کو ہمراہ لیا۔ اور جو ہرزہ درامکار تھے۔ انکی جاگیرون کو ضبط کرکے انکو اپنے پاس طلب کیا۔ یہ جاگیردار ڈر گئے اور فتنہ افزائی کو اپنی دستاویز رہائی سمجھے۔ ۲۷۔ بہمن سنہ ۱۰ کو گورکھپور کے قریب باقر چند ہاتھیون کو لئے اپنی جاگیر کو جاتا تھا اسکو انہون نے لوٹ لیا وہ زخمی ہوکر الگ ہو گیا راجہ نے اپنے بیٹے ہمت سنگہ کو اوسکی مدد کے لئے بھیجا۔ مگر وہ کچھہ تھوڑی دور جاکر الٹا چلا آیا۔ ملک کو افغان لیتے ہوئے بندر سنار گانو کو چلے گئے۔ کچھہ قدرت نہ پاسکے ناکام آئے اور چاند رائے کی بنگاہ پر متوجہ ہوئے۔ اس نے باپ کے کہنے سے انکی گرفتاری کا ارادہ کیا۔ مگر جب ولاور و سلیمان و عثمان نے چار کوس پر دائرہ بنایا یعنی ڈیرہ ڈالا تو اس نے انکو مہمان بلایا۔ ۵۔ اسفندیار سنہ ۱۰ کو وہ اس کے بنگاہ مین آئے دلاور کسی کام کو اٹھا تھا کہ اوسکو دستگیر کرلیا سلیمان کو جب معلوم ہوا تو وہ تلوار ہاتھہ مین لے کر باہر نکل آیا اور کئی آدمیون کو مارا۔ چاند رائے اس کے پیچھے آیا۔ سلیمان کی مدد کو گیا۔ اس سے سلیمان نے اپنے بچنے اور دلاور کی گرفتاری اور غنیم کے آنے کا حال کہا اس سے ہنگامۂ جنگ برپا ہوا اس بوم مین لوگ اکثر افغان تھے وہ اس گروہ سے الگ ہو کر دوڑتے ہوئے چاند رائے کے قلعہ مین گئے۔ اہل قلعہ نے جانا کہ چاند رائے آیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اس طرح انکو چیرہ دستی حاصل ہوئی پھر وہ عیسیٰ زمیندار کی پناہ مین چلے گئے۔ اور قلعہ اور ضلع کو کیدار رائے پدر چاند رائے کو حوالہ کر گئے۔

تیئیسوین خرداد سنہ ۱۰ کو راجہ مان سنگہ نے شیر بیگ تواچی باشی کے ساتھ جو ایک سو ستائیس ہاتھی اور اسباب فتح اڑیسہ مین ہاتھہ آئے تھے پادشاہ پاس بھیجے۔

لچھمی نراین کوچ کا مرزبان تھا جسکے پاس چار ہزار سوار اور دو لاکھہ پیادے اور سات سو ہاتھی اور ہزار جنگی کشتیان تھین۔ یہ ملک بڑا آباد تھا۔ لمبا دو سو کوس اور چوڑا چالیس کوس سے سو کوس تک تھا مشرق مین دریا برہم پتر۔ شمال مین پایان تبت و آسام

[illegible]

جوانغار و برانغار مین دو ہزار سوار پچیس ہاتھی اور ہراول مین بارہ سو سوار اور اسی ہاتھی تھے خوب لڑائی ہوئی کچھہ دیر تک معلوم ہوتا تھا کہ کون مغلوب ہوگا اور کون غالب مگر آخر کو پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی اور دشمن کے تین سو آدمی اور پادشاہ کے چالیس آدمی مارے گئے – تین دن جب فتح مند سپاہ نے غلبہ پاکر تعاقب کیا تو دوسرے روز جلیسر مین کہ اوڑیسہ کے فتح کی گنجی سمجھی جاتی ہے وہ آئی – ممبر پر خطبہ شاہی پڑھا گیا – سکہ نے پادشاہ کے نام سے رونق پائی – سعید خان بنگالہ مین آیا – تھوڑے دنون مین سب زمیندار اسکے مطیع ہوگئے اور اسکا ساری ملک پر قبضہ ہوگیا – راجہ مان سنگہ نے یہان کے فتنہ کو مٹایا – قصبہ بھدرک مین معلوم ہوا کہ پسران قتلو اور خواجہ سلیمان اور امرا تین سو ہاتھی لیکر قلعہ کٹک مین فراہم ہوئے ہین – یہ ایک حصار انتہا پر شور دریا کے کنارہ پر تھا – افغان جنگل مین کہ دریاء شور سے ملا ہوا تھا بھاگ گئے – اور علاول خان خاصہ خیل قتلو نے قلعہ آل حوالہ کیا – کلکل گھاٹی کے قریب بنید راجہ کہ اس سرزمین کا منتخب زمیندار تھا پادشاہی لشکر سے آن کر ملا – راجہ رامچندر نے پناہ مانگنے والون کو سارنگ گڈھہ مین راہ دی – جب راجہ مان سنگہ کٹک پہنچا تو یوسف خان حاکم کشمیر کو اسکے گرد چھوڑ گیا اور خود جگنناتھہ کی جاترا کو اس قصد سے گیا کہ راجہ رامچندر سے نزدیکی ہو جاوے اور فرصت پاکر اس پر دست بازی کرے جو اُس نے سوچا تھا جب وہ عمل مین آیا تو وہ سیلی مین آیا ہر روز لڑائی ہوتی اوسکی نصیحت گذاری سے رامچندر نے فرمان پذیری قبول کی اور اپنے بیٹے بیربل کو پیشکش کے ساتھہ روانہ کیا راجہ کٹک مین پھر آیا اور قلعہ سارنگ گڈھہ کے قریب ٹھیرا – اس وقت یہ معلوم ہوا کہ پٹھانون نے جلیسر پر حملہ کیا – بابو منگلی نے اپنے مین لڑنے کی قوت نہ دیکھی تو کنارہ کیا – راجہ نے پہاڑ خان کو بھیجا اس نے جلیسر کو پھر لے لیا اور افغانون کو پراگندہ کر دیا – سارنگ گڈھہ مین جو افغان تھے وہ بھی راجہ پاس حاضر ہوئے – ہر ایک کو خسروانی نوازش کا امیدوار کیا –

جب اوڑیسہ کے سرتابون نے فرمان پذیری اختیار کی تو راجہ نے اپنی

[illegible] سنہ ۱۰۰۱ [illegible] + [illegible] ۱۰۰۱ [illegible]

اور جو اسباب لوٹ کر لے گیا تھا واپس کیا۔

سنہ ۱۰۰۸ مین عیسی زمیندار مر گیا۔ راجہ مان سنگھ اجمیر مین گیا مگر ناشناسائی سے اس دور دست ملک مین بیٹھے کو بنگالہ کی پاسبانی کو اپنے ذمہ لیا اور فتنہ اندوزون کو دولتخواہ جانا۔ عثمان و سجاول اور اور افغانون نے جو تابع تھے فتنہ اٹھایا۔ مہاسنگھ و پرتاب سنگھ نے اسکا علاج آسان جانا لڑنے کھڑے ہوئے۔ ۱۸ اردی بہشت سنہ کو بھدرک مین لڑکر شکست پائی۔ لشکر شاہی کو صدمہ پہنچا۔ گو سارا ملک بنگالہ ہاتھ سے نہین گیا۔ مگر کچھ حصہ دشمنون کو مل گیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہو کہ سیر قتلو کے ساتھ ایک گروہ افغانون کا بنگالہ مین فساد کر رہا تھا۔ کئی دفعہ راجہ مان سنگھ کے آدمی اُن سے لڑے مگر ہر دفعہ شکست پائی۔ میر عبد الرزاق معموری کہ سپاہ کا بخشی تھا اسیر ہوا۔ جب راجہ مان سنگھ شاہزادہ کے ہمراہ الہ آباد مین آیا تو اس نے بنگالہ جانے کی اجازت حاصل کی اور رہتاس مین آن کر سامان درست کیا اور پھر سرکشون کی مالش کے لیے آیا۔ شیرپور کے قریب دونو لشکر حلقہ بنا کے آمنے سامنے ہوئے۔ غرہ اسفندیار مذ سنہ کو کچھ لڑائی ہوئی۔ باغی پراگندہ ہوئے میر عبد الرزاق ایک ہاتھی پر سوار تھا گلے مین طوق تھا۔ پانون مین زنجیر تھی۔ ایک آدمی متعین تھا کہ اگر شکست ہو تو اسے مار ڈالے۔ لیکن وہ لڑائی مین بندوق سے مارا گیا۔

اب کی دفعہ باغیون کا بہت نقصان جانون کا ہوا اول راجہ مان سنگھ ولایت ڈھاکہ مین گیا۔ کیدر رائے یہان کے مرزبان کو امید و بیم کی باتین بنا کر مطیع کیا۔ پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ جلال کھکرہ والی قصبہ گڑہ و مالپرہ کو لوٹ مار رہا ہے سوداگر اور رعیت اس سے حیران ہو رہے ہین تو اس نے خواجہ باقر انصاری کو گھوڑا گھاٹ مین مہاسنگھ پاس بھیجا کہ اس کے ساتھ اتفاق کر کے شورش کو مٹائے۔ جب مہاسنگھ کہکرہ مین آیا تو جلال خان دریا مندری سے گذر کر پانچ ہزار جنگی پیادون اور پانچ سو سوارون کے ساتھ نمودار ہوا مہاسنگھ نے بے تامل دریا مین گھوڑا اُٹھا دیا۔ دریا کا کنارہ بلند تھا۔ گھوڑون کا اُس سے

عیسی زمیندار کا مرنا سنہ ۱۰۰۸

بنگالہ کے فتنہ اندوزون کا سر اٹھانا سنہ ۱۰۰۹

بنگالہ کی خونریزی سنہ ۱۰۱۰

جنوب مین گھوڑاگھاٹ مغرب مین ترہت سو برس پہلے کشنا یہان کا راجہ تھا اس کا
پوتا بال گسائین تھا۔ اس نے اکبر کی ستایش مین ایک کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب کو
بیش بہا اسباب کے ساتھ پادشاہ کی نذر مین بھیجا تھا وہ آزاد رہتا تھا۔ پچاس برس کی عمر
مین اپنے بھتیجے پات کنور کو اپنا جانشین کیا۔ اسکے بڑے بھائی شکل گسائین نے بھائی سے
بیاہ کی اجازت کی درخواست کی اس نے بھائی کی محبت کے سبب سے اس درخواست کو قبول
کیا بیٹا پیدا ہوا لچھمی نراین اسکا نام رکھا۔ وہ اپنے باپ کی جگہ راجہ ہوا اس سبب پات کنور نے
شورش برپا کی لچھمی نراین نے راجہ مان سنگھ کے وساطت سے پادشاہ کی اطاعت کرنی
چاہی۔ راجہ مان سنگھ سلیم نگر سے آنند پور گیا اسکا استقبال چالیس کوس سے ہوا
سوار دی شنبہ کو ملاقات ہوئی۔ پھر راجہ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بہن کی شادی راجہ
سے کچھ دنون بعد کر دی۔ مرزبان کوچ بھی حاکم بنگالہ پاس نہین جاتا تھا۔ سلیمان کررانی
اس سے لڑنے گیا مگر ناکام پھرا۔

لچھمی نراین مرزبان کوچ بہار کا مطیع ہو گیا تھا۔ پات کنور کچھ ملک دبا کے
اس سے لڑنے گیا۔ پادشاہی لشکر بسرکردگی جھجھار خان و فتح خان سور اوسکی مدد کو آیا۔
لڑائی ہوئی اور پات کنور کے بہت آدمی مارے گئے اور اسکو شکست ہوئی بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ عیسی زمیندار پات کنور کے یاوری کے لئے روانہ ہوا۔ راجہ مان سنگھ کو یہ معلوم ہوا
تو اس نے ایک شائستہ سپاہ خشکی کی راہ سے روانہ کی اور اپنے بیٹے درجن سنگھ کے ہمراہ
سپاہ دریا کی راہ سے بھیجی کہ وہ ان زمیندارون کی بنگاہ کو لوٹے اس لئے کہ خانگی شورش
سے بہت نقصان ہوا ہے مگر کسی نے انکو اس کی خبر کر دی۔ یہ دریائی سپاہ سب جگہ
لوٹ مار کرتی قصبہ کریوہ پر یورش کر رہی تھی۔ کرم پور سے چھ کوس پر عیسی و معصوم بہت
سی جنگی کشتیان لائے۔ پادشاہی لشکر کو ہر طرف سے گھیر لیا لڑنے کے بعد سرگروہ اور
بہت سے آدمی مارے گئے کچھ اسیر ہوئے کچھ بچ گئے۔ پادشاہی لشکر کو بھی صدمہ پہنچا
مگر مرزبان کوچ نے گزند سے رستگاری پائی۔ عیسی نے دور بینی کی کہ لا بہ گری ہنگامہ

[illegible]

سے ملنے آیا۔ یہان سے وہ سرہرپور و بکرام پور مین گیا۔ داؤد و کل افغان حدود شنار گانو مین بھاگ گئے۔ راجہ اپنے غنیم سے خاطر جمع ہوکر ڈھاکہ مین آیا۔

سرحد بنگالہ کے نامور بومیون مین کیدار تھا۔ زبردست نوارہ لے کر زمیندار کھیر کا وہ یاور ہوا اور تھانہ سری نگر پر زور ڈالا۔ راجہ مان سنگہ کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ توپ خانہ لیکر اس برگشتہ پر پہنچا۔ نگرسو کے نواح مین بڑی لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر نے غنیم کے بہت آدمیون کو مارا اور باقی کو بھگا دیا۔ کیدار تیر و تفنگ سے زخمی ہوکر بھاگا جاتا تھا کہ گرفتار ہوا راجہ کے پاس آتے ہی مرگیا۔ پھر راجہ بھوال مین عثمان افغان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ کھیر زمیندار نے بھی شورش مچا رکھی تھی اسکے دفعہ کرنے پر متوجہ ہوا۔ یہ زمیندار تو مقابلہ نہ کرسکا۔ اپنے ملک کو بھاگا۔ راجہ پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوا وہ بھی بھاگ گیا۔ غرض راجہ کو ان حدود کی طرف سے سب طرح اطمینان ہوا اور تھانون مین منتخب کاروان تھانے دار مقرر کردئیے خود ڈھاکہ مین چلا آیا۔

بنگال اور بہار دونو ملکون کی حالت ایسی تھی کہ وہان امن و امان کا مستقل طور پر قائم رہنا دشوار تھا۔ اوّل وہان اسباب بغاوت کی کمی نہ تھی۔ دوم جنوب کا بھاری جنگلی خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے آس پاس کی دلدل اور جنگل باغی مفسدون کے ایسے ٹھکانے تھے کہ وہان سے اُن کو رفع دفع کرنا نہایت مشکل تھا۔ سوم جب مغلون نے ہندوستان بالا کو فتح کیا اور پٹھانون سے سلطنت کو چھینا تو ان مین سے جن افغانون نے مغلونکی اطاعت اور ملازمت نہین پسند کی وہ سب کے سب ان ملکون مین چلے آئے انکی کثرت سے یہ ملک ہندوستان کا افغانستان بن گیا۔ وہ اکبر کی سپاہ سے پندرہ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے۔ وہ خاکستر کے نیچے کی چنگاریان تھین کہ جب ان کو ہوا لگتی وہ چمکنے لگتین مگر راجہ مان سنگہ نے ان چنگاریون کو ایسا ٹھنڈا کیا کہ پھر وہ نہ چمکین۔ سترہ برس مین بیسیون لڑائیون کے بعد صوبجات بنگالہ اور اڑیسہ و بہار بالکل قبضہ شاہی مین آگئے۔

بنگالہ مین امن بالکلیہ ہونا ۱۰۰۱ھ

ان سب لڑائیون کا انجام اور نتیجہ

نکلنا دشوار تھا۔ کچھ ہمراہی آب گیتی مین غرق ہوئے۔ اور بہت سے باہر آگئے اور انہون
مخالفون کے خرمن ہستی مین آگ لگائی۔ اور جلال خان ہوا کی طرح اڑگیا۔ مہاسنگہ
کو جب اُس سے فراغ ہوا تو قاضی مومن کے فتنہ دور کرنے پر متوجہ ہوا وہ پہلے نیچے
نواح مین لوٹ مار کر رہا تھا اُس نے ندی کے کنارہ پر قلعہ بنایا تھا۔ بھاگنے کے فکر مین
تھا کہ لشکر آیا تو وہ اپنا زہ و زار کشتی مین لیکر اس طرف بھاگا۔ مہاسنگہ نے اس کے
تعاقب مین پانچ سو سوار بھیجے۔ وہ جزیرہ مین آیا۔ جنگل انبوہی سے فوج شاہی کا
نشان برقرار نہ تھا۔ وہ پراگندہ ہوگئی تھی۔ ہر طرف سے اس جزیرہ پر چڑھتی تھی
قاضی مومن اس لئے انکو تھوڑا سا سمجھتا تھا اور لشکر سے اسکو خبر نہ تھی ان سے
لڑتا تھا۔ یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر شکست پائے مگر قاضی مومن گھوڑے سے گرا
اور وہین کشتہ ہوگیا۔ عثمان نے دریا برہم پتر سے عبور کرکے باز بہادر قلماق
تھانہ دار کو بھگایا وہ بھوال مین آیا۔ راجہ مان سنگہ ایک رات دن مین بھوال مین
آیا۔ دوسرے دن آب بہار پر دشمن سے لڑنے کو تیار ہوا۔ لڑائی مین بہت افغان
مارے گئے اور بادشاہی لشکر کو بہت اسباب اور نوارہ اور توپ خانہ ہاتھ لگا
یہان کے تھانہ کو استوار کرکے راجہ ڈھاکہ مین آیا اور ایک جماعت سپاہ کو حکم دیا کہ
آب اچھامتی سے گذر کر عیسیٰ و کیدرای مرزبان بکرم پور و سرصر کی مالش کرین افغانون
نے داؤد پسر عیسیٰ و زمینداروں سے اتفاق کرکے گذرگاہون کو بند کیا اور لڑنے کو تیار
ہوئے اور چند روز بادشاہی لشکر کو اُن سے اترنے نہین دیا۔ راجہ کو جب یہ حال
معلوم ہوا تو وہ ڈھاکہ سے شاہ پور گیا۔ یہان سے پہلے لشکر کو کمک پہونچی جب دیکھا
کہ یہ کام اس لشکر کی طاقت سے باہر ہے تو وہ خود گیا اور ہاتھی پر سوار ہوکر
بے محابا دریا سے پار گیا۔ جس سے سب آدمی اُس کے قوی دل ہوکر مردانگی کو دریا
مین تیرنے لگے دریا سے پار جاکر غنیم کو شکست دی۔ گروہ مخالف بھاگا۔ راجہ نے
ان کے پیچھے سفر کرکے برہانپور اور تیرہ میغ تعاقب کیا۔ شیر خان لودی یہان راجہ

عدالت سے روشن کیا۔ بروچ و بڑودہ و چانپانیر کے مشاغل کو سرانجام دے کر
احمد آباد مین آیا۔ یہان وزیر خان کے ساتھ متفق ہو کر دادوہی کر رہا تھا کہ ایک شورش
برپا ہوئی۔ ابراہیم حسین مرزا کے نوکرون مین ایک مہر علی کولابی تھا۔ اس نے آدمیون کو جمع
کیا۔ اور دکن سے گجرات مین خردسال مظفر حسین مرزا کو لایا اور سلطان پور کے گرد
فتنے کی گرد کو بلند کیا۔ شریف خان کے بیٹے عارف و زاہد بادشاہ سے بیوفائی کر کے
اس سے مل گئے وہ بڑودہ کے نواح مین آیا۔ وہان کا داروغہ اس کے سامنے نہ ٹھیر
سکا باہر بھاگا۔ ایسا بڑا شہر بے جنگ غنیم کو ہاتھ لگ گیا۔ بازبہادر لڑنے کو آیا۔ مگر
آس پاس والے ملازمون کی فرومائگی سے کچھ کام نہ کر سکا۔ وزیر خان کا ارادہ یہ ہوا کہ احمد آباد
مین قلعہ کے اندر بیٹھے۔ مگر راجہ تو ڈرمل نے اسکو مرد میدان بنایا اور شہر بند سے باہر
لایا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس شہر سے چار کوس پر آیا تو شہر کو چھوڑ
کر مخالف بھاگا اور کھنبایت کی طرف چلا۔ لشکر شاہی نے اس کے پیچھے جانے مین آہستگی
کی اس لئے کھنبایت مین وہ شورش برپا کرنے لگا۔ یہان کے عامل خالصہ سید ہاشم نے
اول نکل کر خوب دستبرد کی مگر دشمنون کی کثرت کے مارے آخر قلعہ نشین ہونا پڑا دشمن نے
آ کے گھیرا۔ مگر افواج شاہی پاس آئی تو وہ محاصرہ کو چھوڑ کر جونہ گڈھ کی راہ پر چلا حدود
دولقہ مین امراء شاہی سب آن کر ملے اور سپاہ اس طرح مرتب ہوئی کہ قلب گاہ
میں وزیر خان اور برانغار مین خواجہ یحیی نقشبندی و وجیہ الملک اور جرانغار مین راجہ
تو ڈرمل و روپ رای گجراتی و شیخ ولی و بیاگ داس افسر مقرر ہوئے۔ غنیم جانتا تھا
کہ بادشاہ کی فوج مین بیدلی اور دوروئی پھیل رہی ہے جب ہم سے اسکی لڑائی ہوگی
تو بہت سا حصہ اسکا ہم سے آن ملے گا کچھ بھاگ جائیگا اور وزیر خان و راجہ تو ڈرمل
کی جان جائیگی وہ اس لشکر کی جان راجہ تو ڈرمل کو جانتے تھے اس لئے اس کی
جان لینے کے لئے زیادہ درپے ہوا۔ وزیر خان سے لڑنے کے لئے مظفر حسین
نے قدم شکست اٹھائے۔ مگر راجہ سے لڑنے کے لئے مہر علی کولابی بڑی تیزدستی سے آیا

مہمات و معاملات گجرات

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ گجرات کی تسخیر مین مرزاؤن کا حال کیا ہوا ۔ ہر ایک بادیۂ ادبار
مین سرگردان ہوا ۔ گلرخ سلطان بیگم اپنے خورد سال بیٹے مظفر حسین مرزا کو دکن مین لیگئی
مگر یہان بھی اقبال نے یاوری نہ کی ۔ اب گجرات کو خالی دیکھ کر مرزا کچھ آدمیون کو ساتھ
لیکر اس طرف چلا ۔ پادشاہ نے جب یہ سُنا تو اس نے ان امیرون کو کہ خاندیس کی فتح
کو گئے تھے حکم بھیجا کہ گجرات کی شورش دفع کرنے کو خاندیس کی تسخیر پر مقدم جان کر اس طرف
چلے آئین مگر اس گروہ نے اس خدمت کے بجالانے کو اپنے حوصلہ سے باہر جانا اور
وقت کو یونہین ٹالا اور آزمندی سے یہ چاہا اس دیار کے حکام سے باتین بناکر
زر لین اور مصالحت کا ڈول ڈالین ۔ اس خیانت ملکی سے کہ جس سے بنیاد سعادت
کندہ ہوتی ہے اپنے قصر دولت کا بام بلند کرین ع زہی تصور باطل زہی خیال محال
بیجاگڈھ مین بیٹھے ہوئے یہ راگ گا رہے تھے ۔ کہ پادشاہ کا فرمان پہنچا تو ہر ایک اپنی اپنی
تیول مین گیا ۔

جو سبک سر کوتہ خرد مملکت مین شورش اوٹھاتا ہی اسکو زمانہ ہی خود سزا دیتا ہی
کبھی اسکا مال لٹوا دیتا ہی کبھی اوسکی جان لے لیتا ہے کبھی اسکے ناموس کی پردہ دری
کرکے رسوا کرتا ہی ۔ کبھی اس سے اسباب دنیا لیکر عریان پھراتا ہے ۔ کبھی اوس کو
سعادت کی راہ پر لاکر اسکی جان سلامت رکھتا ہے ۔ کبھی پھر گمراہ کرکے اس کی جان کھو برباد
کرتا ہی ۔ اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے جسکی تفصیل یہ ہے ۔ گجرات مین پادشاہ
نے وزیر خان کو منتظم مقرر کیا تھا ۔ وہ سپاہ کے انتظام مین ۔ زبردستون کی آسایش
مین اور بدکارون کے استیصال مین شائستہ طور پر کاربند نہ ہوا ۔ اس لئے پادشاہ نے
راجہ ٹوڈرمل کو کہ کاردانی اور خدمت گزینی مین یکتا تھا ۔ اس دیار مین بھیجا وہ اس
سرزمین مین جلد آیا اور اس نواح کی پراگندگیون کو دور کیا ۔ اول سلطان پور
اور ندربار مین آیا ۔ یہان کا مناسب انتظام کرکے گیا پھر سورت کی مہمات

مظفر حسین مرزا کی شورش اور فرار ۹۸۵ھ

وزیر خان اور راجہ ٹوڈرمل کی مہمات گجرات ۹۸۵ھ

الٹا آکر قلعہ نشین ہوا۔ دشمنوں نے اُس کا محاصرہ کیا۔ بہت سے واقعہ طلب اور فرصت جو مخالف سے مل گئے۔ اور ہنگامہ بد اندیشی سرگرم کیا۔ حصار کے اندر بھی نمک طینت آدمیوں کا حال کچھ اور ہو گیا وزیر خان نے ان کا علاج یہ کیا انہیں سے ایک گروہ کو مقید کیا اور دوسری گروہ کی دلدہی کر کے سرگرم پیکار کیا۔ ہر روز مورچل بدلتا تھا۔ قلعہ کے اندر کے آدمیوں کی دغا دوئی سے وہ عاجز ہو رہا تھا کہ یہ ایک تائید غیبی اس کی ہوئی کہ غنیم نے اندر کے آدمیوں سے سازش کر کے بہت سے سپاہیوں سے حملہ کیا اور قلعہ پر نردبانیں لگا کر چڑھنا شروع کیا۔ قلعہ میں کچھ آدمی داخل ہو کر لوٹنے لگے۔ کچھ ابھی راہ ہی میں تھے کہ مہر علی کے ایک بندوق لگی جس سے وہ فوراً نشانہ اجل بنا۔ اسکے مرتے ہی لشکر اسکا سراسیمہ ہوا اور ندربار کو بھاگ گیا۔ متحصن ہمیناک تھے۔ اس لئے دشمن کی فریب آرائی کے گمان سے باہر نہ نکلے۔ جب دوسرے روز پہر دن چڑھا تو وہ باہر آئے۔

مظفر حسین مرزا کا گرفتار ہونا ۹۸۵ھ و ۹۸۶ھ

مظفر حسین مرزا گجرات سے بھاگ کر پھر دکن میں آیا اور برار میں بدکیش فتنہ افزاؤں سے ملکر ہنگامہ آرا ہوا۔ اس ملک کی سپاہ اس سے لڑی اور اُس نے ہزیمت دی۔ وہ خاندیس میں آیا۔ راجہ علی خان نے اسکو گرفتار کیا کہ وہ تصرف و تسلط سے باز رہے اگرچہ اصلی مطلب اس گرفتاری سے یہ تھا کہ وہ اپنے ملک کو اس کی شورش سے بچائے۔ مگر اس نے ظاہر یہ کیا کہ اسکو پادشاہی دولت خواہی کا دستمایہ بنائے۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو مقصود دنبہ کے ہاتھ راجہ علی خان پاس فرمان بھیجا کہ وہ اوس کو درگاہ والا میں بھیجے۔ راجہ علیخان نے اسکے حوالہ کرنے میں تامل کیا اور شرائط دور از کار پیش کیں۔ پادشاہ نے قطب الدین خان و فتح اللہ خان بھیجکر اس کو سمجھایا تو اس نے انکی ہمراہ کچھہ سپاہ کے ساتھ پادشاہ پاس مرزا کو بھجوایا۔ وہ ۲۰ آذر ماہ الٰہی سنہ ۹۹۶ کو پادشاہ کی خدمت میں پابزنجیر آیا۔ پادشاہ نے اُسے بندی خانہ میں بھیجا کہ پند پذیر ہو۔

جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ گجرات میں عزیز خان سے احکام معدلت کی پاسبانی اچھی طرح نہیں ہو سکتی اور داد دہی کی ناروائی سے ملک میں خلل پیدا

میدان جنگ مین راجہ تو ڈرمل نے فتح پائی۔ اٹھارہ بڑے بڑے آدمی غنیم کے مارے
مگر دست راست پر پادشاہی سپاہ کو شکست ہوئی اور بُری طرح سے وہ بھاگے وزیرخان
کی جان پر آن بنی تھی کہ راجہ تو ڈرمل ہزار دل ہو کر اس کی مدد کو آیا اور غنیم کو پس پا کیا۔
مظفر حسین مرزا نے جونہ گڈھ کو بازگشت کی مگر یہ بازگشت ایسی تھی کہ بیت

چنان بازگشتند ہر کس کہ زیست + کہ بر زندگی شان بباید گریست

پادشاہ پاس عریضہ فتح اور غنائم کے برگزیدہ ہاتھی بھیجے گئے۔ پادشاہ اجمیر جاتا تھا
کہ یہان راجہ تو ڈرمل اس کی خدمت مین آیا اور بہت سے شورش منشون کو جنکا
سرغنہ دواہ بیگ تھا ساتھ لایا۔ جنکو عدالت نے قتل کرایا۔ راجہ کو عہدۂ وزارت عنایت
خدا کسی کی عقل کو خراب نہ کرے کہ اس سے دُنیا مین ہزارون خرابیان پیدا ہوتی
ہین۔ اگر اس خرابی عقل کی بلا سے نجات ملے تو بُری صحبت سے بچے۔ بُرون کی
صحبت اچھوا اچھون کو بُرا کر دیتی ہے۔ عقلمند کہتے ہین کہ آدمی کی طبیعت وزد ربائی
ہوتی ہے۔ خواہی نخواہی اپنے دمسازون کی خو اختیار کرتی ہے جس چیز سے کہ طبعی
نفرت ہوتی ہے۔ ایک مدت مین صحبت کے اثر سے اس کی طرف رغبت ہونے لگتی ہے
اس کی مثال مظفر حسین کا حال ہے۔ باوجودیکہ وہ پاک گوہر نیک ذات تھا مگر بُری
صحبت سے بُری چال چلا باوجودیکہ وہ اپنے باپ دادا کی بدحالی کو دیکھ چکا تھا مگر
وہ اپنی غفلت سے باز نہ آیا۔ مہر علی کے بہکانے مین آگیا۔ جب گجرات سے پادشاہ
کی خدمت مین راجہ تو ڈرمل آگیا تو پھر وہان فساد اندیشون نے مظفر حسین مرزا کو اپنی
دستاویز بنا کر اول کھنبایت مین آنہون نے سوداگرون کے مال پر ہاتھ صاف کیا اور
بہت دولت جمع کی۔ احمد آباد سے وزیر خان ان سے لڑنے کے لئے چلا۔
سیرپور کی حدود مین بازبہادر کے آدمیون کی بیوفائی سے اسکی ہمت ٹوٹ گئی
قصبہ سرنال سے وہ لڑنے کے لئے باہر نکلا ہی تھا کہ بہت سے اس کے سپاہی غنیم
سے جا ملے جب اس نے اپنے آدمیون کی بدذاتی اور ناہنجاری دیکھی تو وہ احمد آباد

۹۸۶ ھ مظفر حسین مرزا کی شورش کا ہونا اور مارا جانا

جسکا نام نتھو تھا لایا اور قسم یہ کہا کہ یہ سلطان محمود کا بیٹا ہے۔ اسکی ماں حرم خاص سلطان کی تھی۔ مگر وہ کنیزک تھی۔ جب وہ حاملہ ہوئی تو سلطان نے اسقاط حمل کے لئے اسکو میری حوالہ کیا۔ پانچ مہینہ کا حمل تھا۔ مین نے اُسکو اپنے گھر مین چھپا رکھا اور اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا جسکی مین نے اب تک پرورش کی۔ گجرات کا تخت خالی تھا۔ پس سید مبارک نے اس کی سر پر تاج سلطنت رکھا۔ مظفر شاہ اس کا لقب ہوا۔ اکبر کی فتح گجرات سے پہلے بارہ برس تک وہ سلطنت کرتا رہا۔ رعایا نے اس کو اپنا پادشاہ مانا۔ اول یورش گجرات مین مظفر کھیت مین چھپا پڑا تھا کہ پادشاہ کے آدمیون نے اوسکو گرفتار کر لیا۔ چغتائی کی رسم قدیم کے موافق اسکا سر اڑانا چاہیئے تھا۔ مگر اکبر نے اسکو لڑکا سمجھ کر اس سے آبائی رسم کے خلاف کام کیا اگر وہ اس وقت تحمل کا کارفرما نہ ہوتا اور اسکو گردن سے مارتا تو پھر بڑی خونریزی نہ ہوتی۔ مگر کون جانتا تھا کہ اناج کے کھیت کا پکڑا قیدی جسپر اکبر نے مہربانی سے تبسم کیا ہو چند سال مین ایسا بالغ ہو جائیگا کہ گجرات کا پادشاہ بن کر اکبر کا ایسا مقابلہ کرے گا بدایونی نے لکھا ہے کہ پادشاہ نے تیس چالیس روپیہ اس کا کو دیا تھا۔ مرآۃ احمدی اور بدایونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ پادشاہ اوسپر ایسا مہربان ہوا کہ اسکو اچھی جاگیر دیدی۔ فرشتہ نے اس جاگیر کا حال نہین لکھا۔ مگر یہ لکھا ہے کہ اکبر اس پر نظر عاطفت رکھتا تھا۔ جب وہ پکڑا گیا تھا تو کچھ دنون کرم علی داروغہ خوشبوخانہ کی حوالات مین رہا۔ پھر وہ منعم خانخانان کا زندانی بنا۔ بعد ازان خواجہ شاہ منصور اس کی دیدبانی کرتا تھا مگر اس کی بے پروائی سے ۲۳ سنہ جلوس مین وہ بھاگ کر اہی بنگاہ کی طرف چلا۔ راجہ بیلہ (بلیلہ) زمیندار کی پناہ مین آیا۔ قطب الدین نے اسپر لشکر کشی کی تو وہ جونہ گڈھ کے حواشی مین لونیہ کاٹھی کے پاس مقیم ہوا۔

جب پادشاہ نے اعتماد خان کو گجرات بھیجا اور شہاب الدین احمد خان کو اپنے پاس بلایا تو شہاب الدین کے نوکرون کا ارادہ اپنے آقا کی جان گزائی کا تھا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ یہ اس کے ملازم اکثر مرزاؤن کے ملازم تھے

ہوتے تھے اسکو معزول کرکے ۹۸۵ھ مین شہاب الدین احمد خان کو اس ملک کی حکومت
سپرد کی وزیر خان کو مہمات ایدر کے سرانجام کے لئے بھیجا۔
جب سے پادشاہ نے گجرات کو فتح کیا تھا۔ اعتماد خان گجراتی خدمات شائستہ
بجالاتا تھا۔ پادشاہ نے نوازش فرماکر سرکار پٹن اسکو اقطاع مین عنایت کی اور
خالصات گجرات کی آبادی اسکو تفویض فرمائی۔ ہاتھی اور سو گھوڑے اسکو بخشے۔ اور میر
ابو تراب کو اندرز گوئی اور صلاح اندیشی کے لئے ساتھ کیا۔ شہاب الدین احمد خان
نے ایک لشکر بسرکردگی مرزا خان کے امیر خان غوری پر حملہ آوری کے لئے بھیجا
کہ سورٹ کو اس سے چھین لے مگر اوسکی بے تدبیری اور بزدلی سے کوئی کام نہ ہوسکا
آسان بات دشوار ہوئی وہ ناکام پھرا۔ جب سپہ آرامین کار شناسائی اور
مردانگی سگالش نہین ہوتی تو اسکے ماتحت جوانمردون سے بھی کام نہین ہوتا
۹۹۱ھ مین گجرات مین شورش برپا ہوئی۔ اگرچہ شہاب الدین احمد خان
و قطب الدین خان کے ملازمون کی بدگوھری اس فتنہ کا سرمایہ تھا۔ مگر ان دونو
امیرون کی بے پروائی اور کار ناشناسی اس ناسپاسی کی دستاویز تھی۔ وہ
ہرزہ گویون سے مدارا رکھتے تھے اور غفلت سے ایسے یکجہت یارون کے
جمع کرنے مین کوشش نہین کرتے تھے کہ کار افتادگی کے زمانہ مین اپنے جوہر ذاتی
کو دکھاتے۔
اس دیار کی مرزبانی اعتماد خان کو سپرد ہوئی۔ تو اعتماد خان کو مال پرستی
و کم نگری سے اور کمک کے دیر مین پہنچنے سے بغاوت کے اسباب جمع ہوگئے
۲۲۔ شہریور ۹۹۱ھ کو فتنہ جویون نے مظفر شاہ کو احمد آباد مین فرمان روا
بنایا۔ ابو الفضل نے تو یہ لکھا ہے کہ مظفر کے باپ دادا کو کوئی شخص نہین جانتا تھا
اسکو ننو کہتے تھے۔ اعتماد خان نے اوسکو سلطان محمود کا بیٹا بنایا۔ طبقات اکبری
مین لکھا ہے کہ ۹۶۷ھ مین گجرات کی مجلس امرا مین اعتماد خان ایک لڑکے کو

اس شورش مین شہر کو خالی چھوڑنا۔ آسان کام کو مشکل کرنا ہی مگر یہ سمجھانا سود مند نہ ہوا
وہ رات کو میر ابوتراب اور نظام الدین احمد کے ساتھ گیا۔ راستہ بھولا مگر صبح کو گدہی
مین آیا۔ اور شہاب الدین احمد خان سے ملا۔ بعد گفتگو کے اسکا واپس جانا قرار پایا تمام
اسکی درخواستین مان لین۔ اقطاع کو اسکے مسلم رکہا۔ دو لاکھ روپے اور اسپر اضافہ کئے
بہت سے دن اس پیمان و سوگند کی استواری مین لگے۔ شہاب الدین احمد خان بنہ
و بار کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور احمد آباد سے آٹھ کوس پر پہنچا شہاب الدین کے نوہ
و میر معصوم بھکری نے پہلے سے آ خبر کہا کہ فتنہ اندوزون کے ہنگامہ مین نہ نو آن
ملا۔ اسکا ارادہ کھنبایت جانے کا تھا۔ مگر شہر کو خالی دیکھکر اب وہان وہ
جلوہ ریز ہے اور احمد آباد پر چیرہ دستی کر رہا ہے۔ پہلوان علی سیستانی کوتوال شہر مارا
گیا۔ آدمیون کا مال اور ناموس لٹ گیا اسکا چارہ یہ سوچا گیا کہ لڑائی ہو۔ صبح ہوئے کو
حوالی عثمان پور مین دریا سابرمتی کے کنارہ پر وہ آئے اور غفلت مین آن کر سو رہے
درست اندیش پیش بینون نے ہرچند کہا کہ شہر مین بڑے ناسپاس پھیل رہے ہین اور
تاراج کی کشاکش مین لگ رہے ہین ایسی حالت مین صفین آراستہ کرکے اس
شہر کے اوباشون کو مارنا چاہیئے جس سے شورش دور ہوا اور مراد پوری ہو۔ مگر
امرا نے سہل انگاری کرکے کچھہ نہ سنا اور یہ سمجھے کہ شہاب الدین احمد خان پرانا
مرزبان ہے استمالت نامون کے لکھنے سے اسکے نوکر سب آ ملجائینگے یون ہنگامہ
ناسپاسی پراگندہ ہو جائیگا۔ اس سگالش کے سبب سے اعتماد خان اور میر ابوتراب
لشکر سے ایک اپنے آشنا کے گھر چلے گئے۔ شہاب الدین احمد خان نے اپنے
نوکرون کو خطون سے دلاسا دینا شروع کیا اس عرصہ مین مخالف جمع ہو کر
آمادۂ پیکار ہوئے اور صف آرائی کا انتظام کیا تو شہاب الدین احمد خان خواب
سے بیدار ہوا سرانجام سپاہ پر متوجہ ہوا سید طفی شرولی اور حاجی بیگ ازبک
اور بہت سے امرا اپنی اپنی سپاہ کو ہمراہ لے کر مخالف سے جا ملے۔ قریب

اسکے برباد ہونے کے بعد وہ گورنمنٹ گجرات کے خواہ کوئی ہو ملازمت کرنے کو تیار تھی
ان ملازمون کی یاوری سے مظفر شاہ اپنے گوشہ سے نکلا اور فتنہ پروانہ ہوا۔
اشہر پور کو شہباز خان نے درگاہ والا کا قصد کیا۔ دوسرے روز شہر مین اعتماد خان
آنکر مسند آرائے حکومت ہوا۔ عابد بیگ و خلیل بیگ اور اور بدخشی و تورانی امرا دولت
کی طرف ناسپاس ہوکر چلے گئے اور ننو کے دستگیر بنے۔ عمر حاجی نے اور آتش فتنہ کو
بھڑکایا۔ یہ حاجی پہلے بادشاہ کا دیوان صدارت تھا اور تباہ کاری مین مرزا
شرف الدین کا پیشا پیش تھا۔ گجرات مین اس نے اعتبار پیدا کر لیا تھا۔ جب یہ ملک
فتح ہوگیا تو وہ دکن چلا گیا۔ جب شہاب الدین احمد خان یہان کی دارائی پر سرافراز
ہوا تو پہلی آشنائی کے سبب سے حاجی اُس سے آنکر ملا۔ ان سب بے حقیقت
بیہودون کا قول یہ تھا کہ اب جاگیرین تو ہاتھ سے گیئن۔ جب تک دار الخلافہ
جا مین نہین اور وہان سے خرچ ملے نہین اور داغ کا معاملہ درست نہ ہو روٹی ہاتھ
آنی دشوار ہے یہی بہتر ہے کہ ننو کو سردار بنا کر شورش برپا کرین۔ ہرچند کار آگاہ
خیر اندیشون نے اعتماد خان کو سمجھایا کہ شہاب الدین احمد خان ابھی بادشاہ
پاس چلا ہے کچھہ دور نہین گیا ہے اسکو الٹا بلا کر چند روز اس کی اقطاع اُس پاس
رہنے دو۔ یا خزانہ کا مُنہ کھول کر ان سگ نگس طینتون کا علاج کرو - ان چند حرام
نمکون کو جنکا ہنگامہ ہنوز فراہم نہین ہوا جلد کام تمام کرو مگر اعتماد خان نے ایک نہ سنی
اور یہ جواب دیا کہ شہاب الدین احمد خان کے نوکرون نے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے
آپ ہی اس کو مٹائے گا یا اس کی جواب دہی کرے گا۔ شہاب الدین احمد خان
کچھہ تھوڑی دور گیا تھا کہ بہت سے سرکش جمع ہوگئے اور انہون نے ننو کی لڑائی کا
آوازہ بلند کیا۔ ناگزیر پہلی رائے جو شہاب الدین کے واپس بلانے کی تھی قرار پائی۔
اعتماد خان اس لئے کہ پیغام گذاری کا وقت کوتاہ ہو خود چلا گیا کہ جس طرح ہوسکے
شہاب الدین احمد خان کو واپس لائے ہر چند دیدہ ورون نے اس کو سمجھایا کہ

خواجہ عمادالدین حسین نے چودہ لاکھ روپیہ بندر سے نکال کر تیز دستی سے قلعہ بروچ
مین قطب الدین خان پاس پہنچا دیا۔ قریب چالیس لاکھ دام کے سید دولت کو ہاتھ آئی
جب یہ سرگذشت بادشاہ نے سُنی تو اہم مہر ۹۹۱ھ سید قاسم و سید ہاشم و شیرویہ خان
اور بہت سے امرا کو بسر کردگی مرزا خان بیرام خان رخصت فرمایا کہ سید سے
گجرات کو جائین اور سرکشون کو سزا دین۔ قلیج خان اور نورنگ خان کو مالوہ جانے
کی اجازت دی کہ اس سرزمین کے اُمرا کو بیجا کر لشکر گجرات سے ملائین۔ وہ یکتاولی
و خیرسگالی سے نیکو خدمتی بجالائین۔ اور قطب الدین کو فرمان بھیجا کہ اگرچہ اوسکی
حسابدانی آشوب کے دور کرنے کے لئے کافی تھی مگر ہمنے حزم اندوزی کے سبب لشکر بھیجا
کہ اگر شر و فساد دور نہ ہوا تو وہ اُس سے کام لے۔

سلطان مظفر کی لڑائی کا نزدیک پٹن کے ہونا ۲۸ سنہ ۹۹۱

شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد خان کا ارادہ ہوا
کہ پٹن سے بھاگ کر جالور چلے جائین اور اس ملک کو بالکل چھوڑ جائین کہ اس وقت میر
محمد حسین و شیخ ابوالقاسم اور اور امرا پندرہ سو سپاہ لے کر کمک کو آئے اور ایکہزار
آدمی غنیم سے جدا ہو کر شہاب الدین احمد خان سے آن ملے تو پٹن سے جانے
کا ارادہ موقوف ہوا۔ اس ہنگامہ مین راولیہ خاصہ خیل شیر خان نے قصبہ جونہانہ
مین شورش اُٹھائی۔ بیگ محمد توقبائی نے مردانگی کر کے اس فتنہ کو مٹا دیا۔ شیر خان
نے بہت لشکر اپنے داماد حسین کو بہت سے آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بیگ محمد نے
جنگ مین صلاح نہ دیکھی پیچھے ہٹ آیا۔ بادشاہی امرا اسکی امداد کو آگئے۔ غنیم
اس فوج کی شکوہ سے خوف کر کے پھرا تھا کہ بیگ محمد ان سے جا بھڑا۔ اور سخت لڑائی ہوئی
راجپوتون کی طرح وہ گھوڑے سے اُتر کر لڑا اور قریب تھا کہ وہ مارا جائے لیکن
خواجہ نظام الدین احمد اوسکی مدد کو آیا۔ جس سے غنیم کو پراگندگی ہوئی۔ پھر شیر خان
بہت سی سپاہ کے ساتھ لڑنے آیا۔ لشکر شاہی نے تہیدستی سے نالش شروع
کی۔ ناگزیر اعتماد خان نے لشکر کی آز کا چارہ کچھہ کیا۔ خود مع شہاب الدین احمد خان کے

پانچ سو آدمیون کے چلے گئے۔ پہلے اس سے کہ لڑائی ہو عثمان پور کی پیچھے
سے غنیم آنکر لشکر شاہی پر چڑھ آئے۔ اس لشکر مین سے بہت سے تو غنیم سے جا ملے
تھوڑے ایک زہ و زراد کے سنبھالنے مین رہے۔ سات ہزار سوارون سے کچھ زیادہ
یہ لشکر تھا۔ اب اس مین سے سوا چند خویشاوندون کے کوئی اور نہ رہا۔ ایک نوکر
نے شہاب الدین احمد خان کے شانہ پر تلوار ماری اور بندوق سے اسکے گھوڑے
کو گرا دیا وہ زمین پر گرا۔ چند وفاکیشون نے پھر اسے گھوڑے پر سوار کیا اور اس
آشوب گاہ سے نکالا۔ لوٹ کے دشمن لدے تھے اس لئے انہون نے تعاقب نہین کیا۔
۲۸۔ کو شہاب الدین احمد خان و اعتماد خان و نظام الدین احمد تین سو آدمیون
کے ساتھ پٹن مین جمع ہوئے مظفر شاہ (نتھو) نے اپنے حسب دلخواہ احمد آباد مین
فرمان روائی شروع کی۔ اپنے ملازمون کو لمبے لمبے خطاب شاہانہ اور بڑی بڑی
عطا کیں یہ نہ سمجھا کہ ان دونون کو بزرگون کا نام دینا رسوا کرنا ہے تھوڑے عرصہ مین
یہ اہل خطاب بے آبرو ہو گئے۔ انمین سے بعض نے منصب طلبی و گفتگو مین اپنا
چھچھورپن دکھایا اور بعض نے بیتول کی خواہش مین ایک دوسرے کی آب رو کو
خاک مین ملایا۔ پایندہ محمد سگ کش اور تہمک ایک دوسرے پر گھات لگانے گئے انکی
دشمنی کی نوبت خونریزی پر آئی۔ مکار تہماسپ نے اسکی طرف سے شہاب الدین احمد خان
کو خط لکھا اور اوسکے پہرہ دار سے ملکر اپنا کام چلایا۔ مظفر نہ کچھ سوچا نہ سمجھا اس نے
پایندہ خان کو پابند کر دیا۔ یہ پادشاہ کی اقبال مندی تھی کہ اسکے لئے دشمنون نے
وہ کام کیا جو اس کے دوستون سے نہ ہو سکا۔
اسی زمانہ مین شیر خان فولادی سورت سے آنکر مظفر سے ملا۔ مظفر کو قطب الدین
خان کی طرف سے تردد رہتا تھا اور اوس کے نوکرون کو بلا لیا تھا۔ عابد کو اسنے
احمد آباد سپرد کیا۔ اور خود اوسکی طرف گیا اور شیر خان فولادی کو پٹن کو روانہ
کیا اسی شورش مین سید دولت نے کھنبایت مین دست درازی شروع کی۔

آسان سمجھنا اور لشکر کو نہ آراستہ کرنا کس لئے ہے؟ اس وقت ضرور ہے کہ سپاہ کو جو روپیہ کے لئے دہائی دے رہی ہے اور زبان درازی کر رہی ہے روپیہ دے کر اوسکی زبان کو بند اور اوس کے دلون کو صید کرنا چاہیئے مگر اس نے کچھہ نہ سُنا۔ یہان تک نوبت آئی کہ سلطان مظفر بہت سا لشکر لے کر نزدیک آیا دونو طرف سے فوجین آراستہ ہوئین اس اثنار مین چرکس خان اور میر کا فضل غنیم کی طرف آ گئے۔ قطب الدین خان دیوار بند مین بیٹھا۔ غنیم نے اسکو چارو طرف سے گھیرا۔ اس زمانہ مین یہ خبر آئی کہ شیر خان کو شکست ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے اس سے مظفر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ لشکر بادشاہی کہین احمدآباد پر چیرہ دستی نہ کرے اس طرف چلئے۔ مگر یہ لشکر شادمان سے اُلٹا چلا آیا تھا۔ اس لئے وہ حصار کے لینے مین اور دلیر ہوا۔ قطب الدین خان نے مال پرستی اور جان دوستی کے سبب جانفشانی مین ہمت نہ کی۔ دشمن پاس زین الدین اور سید جلال کو بھیجکر صلح کی خواہش کی اور مع مال جانے کی درخواست کی مگر اس نے یہ نہ جانا کہ مال اندوزی آبرو کی پاسبانی کے لئے ہوتی ہے پسندیدہ زندگانی وہی ہے کہ عزت کے ساتھہ ہو۔ سپاہی کا آئین یہی ہے کہ زیست ناپائدار کو اپنے خداوند کے کار مین مردانہ وار کام مین لائے۔ اور اس جوانمردی سے جاویدہ زندگی اور دائمی ناموس حاصل کرے۔ مظفر اس پیغام سے ایسا مغرور ہوا کہ اُس نے زین خان کو تو ہاتھی کے پانوئن تلے کچلوایا اور دوسرے کو زندانی بنایا۔ اس شورش سے بھی وہ بیدار نہ ہوا اور خوشامد کرکے عہدنامہ حاصل کیا۔ ۱۳ آذر کو مظفر کے پاس گیا اس نے اوسکو اور اس کے بھانجے عماد الدین حسین کو قتل کرایا پھر قلعہ بروج کا محاصرہ کیا خواجہ عماد الدین حسین نے پناہ مانگی لوگون نے قلعہ کی کنجیان سپرد کین۔ دشمن کو ۱۹ آذر کو یون قلعہ بے جنگ ہاتھہ آیا۔ انہون نے کھنبایت مین خزانہ شاہی اور مرزبان کا مال لوٹا۔ اور رعیت آزاری اور

بنگاہ داری کے لئے رہا اور امراو کو لشکر سمیت لبسر کردگی شیر خان اپنے بیٹے کے روانہ کیا۔ لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ کو پٹن سے اٹھارہ کوس پر میانہ کے نزدیک آتش جنگ روشن ہوئی۔ لشکر شاہی کے جرانغار کو لغزش ہوئی لیکن حسین خان مخالف کا سردار برانغار مین مارا گیا اس لئے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور پادشاہی لشکر نے فیروزی پائی اور بہت غنیمت پائی۔ بہت سے باطل ستیز ہلاک ہوئے۔ کار آگاہون کی سگالش یہ تھی کہ احمد آباد پر ابھی چلے چلین اور دشوار کار کو آسان کرین لیکن بیہودہ آدمیون نے اسے قبول نہین کیا اور اس عزیمت مین یکتائی نہین ہوئی۔

سب چھوٹے بڑون کو یہ خیال تھا کہ جب اسکے دیار مین مرزا خان پہنچے گا اور قطب الدین خان اس کے ساتھ مل کر کام کریگا۔ تو شایستہ طور پر فتنہ کی گرد بیٹھ جائیگی۔ مگر قطب الدین خان نے ناشناسائی اور خویشتن دای کے سبب سے چارہ گری نہ کی۔ امراء پٹن نے ہرچند اس سے کہا کہ سرکشون مین منصب و جاگیر کیلئے اب مین آپس مین جھگڑا ہو رہا ہے اور انکا حال غیر منتظم ہو رہا ہے۔ چاہیئے کہ چستی و چالاکی سے روانہ ہو تو ناسپاسون کا ہنگامہ پراگندہ ہو جائیگا اور دشوار کار آسانی سے سرانجام پائیگا مگر اس نے گران پائی کی کچھ لشکر کی بے سامانی کا عذر کیا کچھ مالوہ کی سپاہ کا انتظار کیا۔ اس عرصہ مین گرد فتنہ بہت بلند ہوئی۔ پادشاہ نے جب اسکو سرزنش کی تو چارہ گری شروع کی۔ اپنے سے پہلے فوج روانہ کی۔ وہ رود بارہ مہندری سے پار جا کر قصبہ نال پر دشمن سے لڑی اور اسکو شکست دیکر شرمسار کیا قطب الدین خان نے خودسری اور خویشتن بینی سے قلعہ بروج کا پسندیدہ سامان نہین کیا اور زربندون کا دل ہاتھ مین نہین لایا۔ یونہین ۲۸ آبان سنہ ۹۹۱ ھ کو بروج سے باہر چلا آیا۔ خیر سگالون نے اس سے پوچھا کہ اس شورش بزرگ کو

قطب الدین خان کا مارا جانا اور قلعہ بروج دشمنون کے ہاتھ آنا سنہ ۹۹۱ ھ ۲۸

کر کے استوار کیا۔ مظفر اس طرف روانہ ہوا اوس کے ایک گروہ نے بادشاہ کے
لشکر پر شبخون مارا مگر ناکام رہا۔ صبح کو لشکر شاہی نے اپنے خاربست کو مٹی کی
دیوار سے مستحکم کیا۔ غنیم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ کہین بادشاہ نہ آجائے
اور لشکر شاہی سے لشکر مالوہ نہ ملجائے اس لئے اُس نے لڑائی مین جلدی کی لشکر
شاہی کے امراء معرکہ آرائی مین تساہل امراء مالوہ کے انتظار کے سبب کرتے تھے
مگر اب ناچاری کو لڑنا پڑا۔ مشہور تھا کہ مظفر عقب سے دوسرے لشکر کے
روبرو آئیگا۔ اس لئے راے دُرگا اس طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مرتب ہو کر چلی
بیچ مین ایک بڑی جھیل ور ریگستان آئے۔ ہراول نے اُس سے باہر جانے مین
دل چرایا۔ مگر التمش نے پیش قدمی کر کے ہراول کی ہمت بندھوائی۔ اس تنگنا کے
گذر نے لشکر مین پراگندگی ہوئی اور کہین جگہ لڑائی ہوئی اور سر افشانی اور
جانفشانی نے آرایش پائی۔ سید ہاشم بارہ نے سترہ زخم کھا کر جان دی
جعفر آقا نے بھی خوب خدمات کین طرفین کے جوان مرد خوب لڑے ہراول اور
التمش کے پہلوانون نے پراگندہ چپقلش کین جدا جدا گروہ آپس مین لڑ رہے تھے
مرزا خان کے ساتھ تین سو جوان اور سو ہاتھی تھے وہ مظفر سے لڑ رہا تھا جس کے
پاس چھیاسٹھ ہزار سوار تھے۔ ہوا خواہ مرزا کو مظفر کے آگے سے پیچھے لیجانا چاہتے
تھے مگر وہ کب انکی مانتا تھا۔ اس نے صف شکن ہاتھیون کو جوش مین لا کر مخالف
کے پاؤن اُکھیڑ دیئے اور فتح حاصل کر لی۔ راے دُرگا نے غنیم کے ہراول مین بیم
پیدا کی ہر کس و ناکس کی زبان پر تھا کہ بادشاہ ایلغار کر کے آگیا مخالف اس
خوف کے مارے بے لڑے بھاگ گیا۔ مظفر بھی محمود آباد کی راہ سے دریاے
مہندری پر جلد آگیا اور ہر گروہ بے اوسان ہو کر جلد بھاگ گیا۔ تھوڑے سے مارے
گئے بہت سے بے آبرو ہوئے آخر دن تک یہ ہنگامہ گرم رہا۔ باوجودیکہ
بادشاہی لشکر دس ہزار سوار سے زیادہ نہ تھا اور دوسری جانب چالیس ہزار

بازرگان گیری کو اپنا پیشہ بنایا۔ اس سبب سے یورش گجرات پر بادشاہ کی توجہ ہوئی۔

جب مظفر پاس سپاہ اور مال بہت جمع ہوا تو امرا پٹن کا ارادہ ہوا کہ جالور چلئے اور اس ملک کو چھوڑیئے۔ اس وقت مرزا خان لشکر لے کر آ گیا اس سے جانے کا ارادہ موقوف ہوا۔ کچھ امرا کے آنے کے لئے انتظار ہوا کچھ کارشناسون کی ہرزہ درائی سے آہستہ سفر ہوا۔ خواجگی طاہر نے مرزا جان سے پٹن کی حقیقت سنائی۔ اُس نے قطب الدین خان کا حال ظاہر نہ ہونے دیا۔ ٢٠ دی ٩٩٢ سنہ ھ کو وہ پٹن کے باہر آیا۔ انجمن مشورہ کو جمع کیا۔ کسی نے کہا کہ جبتک مالوہ کا لشکر قریب نہ آئے یہین اقامت کرنی چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ جب تک خدیو عالم تشریف نہ لائین ہلنا نہین چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ سامان کارزار آمادہ ہے۔ کاروان جوان مرد بہت سے ہین پھر لڑائی مین توقف کرنا کیا ضرور ہے۔ غرض لشکر آئین جنگ کے موافق مرتب ہوا۔ مظفر بہت سا لشکر لے کر احمد آباد مین آیا۔ اور اسکو مرتب کیا۔ عثمان پور مین جہان پہلی لڑائی ہوئی تھی لڑنے کا قصد کیا۔ توپون کو شائستہ آئین سے لگایا۔ مصلحت آمیز ساختگی بھی پسندیدگی رکھتی ہے فرمان شاہی جعلی بنایا گیا اور اس مین یہ حکم لکھا گیا کہ ہم فلان تاریخ لشکر کی کمک کو خود روانہ ہوئے ہین جب تک ہم آن کر نہ ملین کارزار مین شتابی نہ کرنا اسی فرمان کے مشتہر کرنے کے لیئے بزم نشاط آراستہ ہوئی سراسیمہ دلون کو اطمینان ہوا۔ ہمت منشون کا قصد اور بڑھا۔ غنیم کو خوف پیدا ہوا۔ اولیائے بادشاہی نے اس خیال سے کہ ہم سے لشکر مالوہ ملجائے اور مخالف کی نبرد گاہ بدل جائے بادشاہ کے آنے کا مژدہ لوگون کے دلنشین کیا وہ دشمن کے روبرو سے ہٹ کر سرکیچ کو چلے۔ نہر بہمن کو وہان پہنچے۔ جنگ کا مقام تجویز کیا جسکی ایک طرف شہر تھا اور دوسری طرف دریا اس دل کشا جگہہ کو شاخ بندی درختوں کے تھمنے لگا کے

سلطان مظفر گجراتی کی شکست ... ١١ ... ٩٩٢ ھ —

لشکر کے ساتھ احمد آباد کی حفاظت کے لئے چھوڑا خود کھنبایت کی طرف جو مظفر
کی شورش گاہ تھی روانہ ہوا مظفر نے سید دولت کو کچھ سپاہ کے ساتھ دولقہ
بھیجا اور پہلوان اختیار الملک اور مظفر شروانی کو محمود آباد کی طرف لڑنے کو
روانہ کیا۔ جب سپاہ شاہی مظفر سے دس کوس کے فاصلہ پر آئی تو وہ قصبہ
سید مین جو اچل پور زمیندار کا بنگاہ تھا چلا گیا۔ شاہی لشکر بڑودہ مین آیا۔
تولک خان کو روانہ کیا کہ سید دولت کو سزا دے کر واپس آئے۔ اور باقی سپاہ
مظفر سے لڑنے چلین۔ ۱۹ اسفندیار مذ کو لڑائی ہوئی۔ شاہی لشکر غالب آیا گرمی
کے سبب سے تعاقب نہ ہوا۔ مظفر نربدہ کے پار قصبہ نادوت مین آیا۔ وہان
سے کوہ جھاتیہ مین گیا۔ یہ ایک قریہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے اس کی
استواری مشہور ہے تین طرف اوسکے پہاڑ ہے اور ایک طرف اس کے جوب
مین رود نا ہی ہے۔ جب لشکر شاہی نادوت مین آیا تو آگے چلنے اور پیچھے
ہٹنے اور ٹھیرنے کے باب مین مشورہ کیا گیا ہر ایک نے اپنی دانائی کے
موافق رائے دی نادان چپ رہے۔ انہین دنون مین تولک خان
شکست دیکر واپس آیا اور ملک مر گیا جو مظفر کا سرمایہ شورش تھا جب لشکر شاہی
کی شہرت گرم ہوئی تو مظفر نے بروج مین اسکو اور نصیر اور چرکس کو چھوڑا
تھا۔ قاعدہ ہے کہ دو رویان وہ دل زبان سے دوستی کی باتین بناتے ہین
و رباطن کی آگہی نہین رکھتے ہین۔ ہمیشہ پایندہ خان مغل کو کل اتحاد نامی
بھیجتا تھا۔ انہین سے کچھ نصیرا کے ہاتھ آگئے وہ اس کی جان کے پیچھے پڑا
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ملک عیادت کو آیا اسکو مار ڈالا۔ اور تین سو تورانی جو
اس کے ساتھ تھے۔ اونکو بھی قتل کر ڈالا۔ تولک خان نے جب سید دولت کو
شکست دیکر باہر نکال دیا اور خود واپس چلا آیا تو وہ کھنبایت آن کر قابض ہوا
اور سپلادکے تاراج کرنے کا ارادہ کیا۔ خواجم بردی تھانہ دار نے مردانگی

اور ایک لاکھ پیادے تھے۔ **نظم**

بس اندک سپاہے کہ روز نبرد	ز بسیار لشکر برآورد گرد
کہ در جنگ پیروزی از اختر است	نہ از گنج و بسیاری لشکر است

لڑائی بہت ہوئی تھی اور شام ہونے کو تھی اس لئے تعاقب نہیں کیا گیا۔ پہلی نصرت گاہ مین خدا کا شکر ادا کیا گیا۔ صبح کو احمد آباد مین بزم عشرت آراستہ ہوئی۔ ہر گلی کوچہ مین شادیانے بجائے گئے۔ ۲۵ کو حدود گھاٹم پور مین پادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی۔

ایک روز درمیان قلیچ خان و شریف خان و تورنگ خان جو تولک خان اور سپاہ مالوہ پادشاہی لشکر سے آن ملی۔ مظفر نے زرپاشی کرکے پھر سپاہ کو جمع کیا اور کھنبایت مین جا کر سوداگرون سے بہت مال لے لیا۔ بہت سی زربندی اس پاس جمع ہوئے اور رعایا نے اس سبب سے کہ اوسکو اپنے سلاطین پیشین کا فرزند جانتے تھے اس سے وفاداری کی۔ یون وہ بہت دلیر ہوگیا اولیائے دولت سپاہ کی تہیدستی کی نالش سے اور کارشناس بیدلون کی بیہودگی سے لڑائی پر متوجہ نہ ہوتے تھے اور پادشاہ کے مقدم ہمایون کی آرزو کرتے تھے اور خواہش کو فراخ تر کرکے نادرست اندیشی کرتے تھے۔ پادشاہ نے اُن کو بہت نصیحتین کین اور سمجھایا کہ بہت جلد یہ فتنہ دور ہوجائیگا جسکا اثر یہ ہوا کہ امرا نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ بہت سے امرا کی رائے یہ تھی کہ سب یک دل ہوکر مظفر کے آوارہ کرنے مین کوشش کرین۔ بعض یہ کہتے تھے کہ پہلا لشکر جو ابھی کارزار کی محنت اُٹھا چکا ہے وہ آرام کرے۔ تازہ لشکر قلیچ خان اور تورنگ خان لے کر اس کام مین دل لگائین اور احمد آباد مین مرزا خان اور اور امرا جا کر آبادی ملک مین مشغول ہوں۔ آخر کو اس تدبیر پر سب کا اتفاق ہوا لشکر مالوہ ایک دو منزل چل کر وقت کو ٹالنے لگا۔ مرزا خان نے سید قاسم و غیرہ کو اور بعض امرا کو دو ہزار

در پے ہوا وہ اپنا مال ومنال چھوڑکر حیلہ سازی سے دکن کی طرف چلا گیا۔ کچھ
سرکش جیسے کہ مہدی سلطان اور خواجہ خانؒ پسر مرزا محمد مقیم نقشبندی پادشاہی
لشکر سے آن ملے۔ سید دولت کا تعاقب کچھ کیا گیا اگر زیادہ کیا جاتا تو وہ گرفتار
جب مظفر خان کو دوبارہ شکست ہوئی۔ قلیج خانؒ تورنگ خان نے آغاز فروردین
سنہ ۹۹۲ مین بروچ کے حصار حصین کا محاصرہ کیا۔ اس کی کشایش مین دیر لگی تو خانخانان
نے شہاب الدین احمد خان کو بہت سے آدمیون کے ساتھ کمک کو بھیجا اور یہ
سرکار اسی کی تیول مین مقرر کی۔ امراء نے اب سخت کوشش کی ۱۰ مہر کو بندوقچیون
کا سرگروہ باہر آیا۔ اہل قلعہ کی عاجزی کو بیان کیا اور یہ پادشاہی افسرون سے کہا
کہ اگر وہ قلعہ کے دروازہ پر آئین تو میری طرف کے آدمی دروازہ کو کھولدینگے
اور دشوار کار آسانی سے ہو جائیگا۔ یہی کیا گیا جس سے قلعہ فتح ہو گیا۔ نصیرا
فکر کرکے مورچل سے باہر چلا گیا اور چرکس بہت سے سرکشون کے ساتھ مارا گیا۔
ستودہ خو آدمی ہین۔ جب تک یہ صفات نہ جمع ہون وہ افسر فرمانروائی
کے قابل نہین ہوتا۔ اول دریافت والا جسے حق گذاری اور کردار کی مرتبہ شناسی
ہوتی ہے۔ دوم داد دہی کے وقت خویش وبیگانہ دوست ودشمن کو نہ دیکھنا
تاکہ بے زر وزور ستم رسیدہ کامیاب ہون اور بدگو ہر مردم آزار کونون مین چھپتے
پھرین۔ سوم خداداد دلاوری کہ ستمگارون کے شکوہ کے سبب سے دادگری سے باز
نہ رہے اور شورشون کے وقت مستقل رہے۔ چہارم جدکاری جہانبانی مین رات
دن کو نہ جانے اور راحت کو محنت سے زیادہ نہ پسند کرے۔ پنجم فطرت عالی
اسکے دل مین سیم وزر کا وزن کچھ نہ ہو۔ بخشش وبخشایش سے زر بندون کو پرستار
بنائے۔ ششم فراخ حوصلگی کشادہ پیشانی سے زمانہ کی ناخوشیون کو برداشت
کرے۔ ناکامی سے غمناک نہ ہو۔ ہفتم دیگر گونگی کیش ومذہب اسکو پاسبانی
سے باز نہ رکھے اور گروہا گروہ آدمیون کو ایمن کرے۔ ہشتم مہر افزونی —

قلعۂ بروچ کی فتح سنہ ۹۹۲ھ

سلطان مظفر کی بربادی اور خودکشی سنہ ۹۹۲ھ

کرکے عرصۂ بردکو آرایش دی اور فتحمند ہوا۔ انہین دنون مین اتالیق بہادر بھاگ
گیا۔ اس یورش بزرگ مین یہ اوزبک غنیم سے جدا ہوکر لشکر شاہی مین آیا تھا۔
اور میان بہادر نے اسکی دولت خواہی کو گذارش کرکے اپنے پاس رکھا تھا۔ جب
لشکر شاہی نادوت مین آیا تو وہ بھاگ گیا۔ میان بہادر قید ہوا۔ ۲۹ اسفندیار مذ
کو لشکر نادوت سے نکل کر لڑنے آیا۔ مظفر بلند پہاڑ پر چڑھ گیا لڑائی خوب ہوئی۔
لشکر شاہی نے اُس پہاڑ کو لے لیا اور بندوق و توپون سے خوب کام لیا وہ
ایک جگہ پر قبضہ کرتا اور وہان سے دوسری جگہ توپین اور بندوقین کر اسکو لے لیتا
اس طرح دشمن کو بھگایا اس کے دو ہزار آدمیون کو مارا اور پانچ سو کو اسیر کرکے
قتل کیا۔ بادشاہ اس فتح نمایان سے بڑا خوش ہوا اور مرزا خان کو خانخانان
کا خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا۔ ہم نے اوپر یہ لکھا ہے کہ سید دولت کھنبایت
مین جا کر پھر چیرہ دستی کرنے لگا تھا۔ موٹہ راجہ۔ میدنی رائے۔ راجہ مکت من اور اور
راجہ اوسکی سزا کے واسطے نامزد ہوے۔ پہلے اس سے کہ لشکر اوس کے سر پر
آئے وہ معمورہ بیلا دکو تباہ کر رہا تھا۔ خواجہ بردی نے اسکو شکست دی وہ زخمی
ہوکر بھاگا۔ اس کے ہاتھی اور سب اسباب چھن گیا۔ انہین دنون عابد و میرک یوسف
و میرک فضال اور سرکشون نے راج پیلہ کے کوہستان سے نکل کر رعیت آزاری
شروع کی۔ خانخانان نے آب مندری سے خواجہ نظام الدین کو بھیجا وہ دولقہ
مین آیا سرکشون کا لشکر پراگندہ ہوا اور بادشاہی لشکر واپس گیا۔
۱۵ اردی بہشت سنہ ۹۹۲ھ کو خانخانان احمدآباد مین آیا ملک کی آبادی اور زیردستان
کے دلاسے مین مصروف ہوا۔ پراگندیان کچھ کم ہوئین۔ مظفر کوہستان راج پیلہ سے
نکل کر ایدر کی طرف گیا۔ پھر کاٹھیوارہ مین پناہ لی۔ بندہ کھوکھہ مین گمنامی کے
کونہ مین بیٹھا اور اپنے ہمراہیون مین سے ہر ایک کو ایک گوشہ مین چھپایا
شیر خان فولادی ولایت بگلانہ مین گیا۔ اس سرزمین کا مرزبان اس کی گرفتاری

اور سرداروں کو شہر سے آٹھ کوس پر ہیراول بھیجا یا۔ سید قاسم کو سادات بارہ
کے ساتھ پٹن مین چھوڑا اور ۹۹۳ھ کو نورنگ خان اور خواجہ نظام الدین احمد کو خود
لیکر مظفر کی تلاش کے لئے روانہ ہوا۔ وہ مورلی مین زمینداروں کی راہ دیکھ رہا تھا
اور ہر طرف اپنے آدمیوں کو بھیجکر مال جمع کرتا تھا۔ راد هن پور کو لوٹ لیا تھا۔ لشکر
شاہی کی خبر سنکر وہ گھبرا گئے اور راجوٹ کو کہ ملک کاٹھیواڑہ کا بڑا شہر ہے
روانہ ہوا۔ خانخانان نے لشکر کو چھوڑا اور تیز رو ہوا۔ بیرم گانو سے کھر رہی تک
ساٹھ کوس مین آبادی نہ تھی۔ پادشاہی لشکر نے آذوق ساتھ لیکر لوٹنا شروع
کیا مظفر اُس کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ کوہستان بورہ کی طرف چلا گیا یہ ایک پہاڑ
بڑا بلند سمندر کے قریب ہے تیس کوس لمبا اور دس کوس چوڑا ہے اسمین شیرین چشمے
روان رہتے ہین اور خود رو میوے فراوان ہوتے ہین اس سے بیس کوس پرہ
دوارکا شمال رویہ ہے اس نواح مین افواج شاہی نے قیام کیا۔ یہان کے زمیندار
لابہ گرائی سے پیش آئے اور اُنہون نے اپنی دولت خواہی کی دستاویز یہ بات
بنائی کہ مظفر یہان آیا اور ہم اس کے ساتھ نہین ہوئے۔ امین خان غوری
نے اپنا بیٹا پادشاہ کی پرستاری کے لئے بھیجا وکلاء جام نے عرض کیا کہ
مظفر چالیس کوس پرہ ہے تیز دست آدمی جائین تو اُسے گرفتار کرلین خانخانان
نے جریدہ تگاپو کی مگر اس کا نشان نہ پایا۔ لوگون نے کہا کہ وہ اس سرزمین
سے نکل کوہ پورہ مین چلا گیا ہے خانخانان نے لشکر کی چار توپ بنائے
اور اسکو چار گوشون مین بھیجا۔ اس سرزمین کے راجپوت اُس سے کٹ کٹ کر لڑے
اور مر مٹے۔ یہ آباد زمین لوٹ مار مین آئی اور پادشاہی لشکر کو بہت غنیمت
ہاتھ آئی۔ مگر سلطان مظفر کا نشان کہین نہ پایا۔ اس سے جام کی حیلہ اندوزی
اور فریب آرائی معلوم ہوگئی۔ مظفر ولایت جام کی طرف گیا اور اپنے بیٹے
کو وہان چھوڑ کر خود احمد آباد کی طرف چلا۔ خانخانان نے اوس کے اسطرف

آدمیون کی ناخوشی سے آزردہ ہو اور خوش خوئی سے چارہ گری کرے تاکہ جھگڑا
سرتاب غاشیہ بندگی دوش پر رکھین اور نزہت گاہ دولت سے غبار دوئی
نہ اوٹھے۔ ہشتم گزیدہ تدبیر شناسائی کو کردار مین لاے۔ بائست وقت کو شائستگی
کے ساتھ کرے تاکہ بدکاری کا خار بُن اُکھڑ جاے۔ اور آشوب گاہ جہان آرامش
پائے۔ دہم کم آزی خواہش ناہنجار کو پیدا نہ ہونے دے اور عقل کے خلاف کام
نہ کرے تاکہ خشم کی چیرہ دستی سے باز آئے اور دولت روز افزون ہو۔ یازدہم
رای زنی مین اپنی دانش و بینش پر اعتماد نہ کرے اور کار آگاہون سے پژوہش
کرے۔ ہر شخص پر راز نہ کھولے اور دیدہ ور خیر سگال سے شرم کو باز نہ رکھے۔ تاکہ اسکو
روزگار گزند نہ پہنچائے اور ہمیشہ خوش رہے۔ دوازدہم تقلید دشمنی ہمیشہ تحقیق
دوستی کو اپنا پیشکار بنائے۔ دلیل پرستی کو اپنا شعار رکھے۔ تاکہ بہت سے آدمیون کو
ایک روش خاص پر دیکھ کر ڈھل مل نہ ہو جاے۔ اور جستجوی صحبت سے صبر نہ کرے
مظفر خان مین یہ خصلتین نہ تھین کہ وہ فرمان روا بنتا۔ دولت کی کثرت نے اسکو
دیوانہ بنا دیا تھا با وجود یکہ دوبارہ اوسکے سر پر سنگ ادبار لگا۔ مگر وہ اپنی غفلت سے
بیدار نہ ہوا اور شورش زیادہ مچانے لگا۔ اپنے اندوختون کو لٹا کر ہنگامہ آرا ہوا
زر بندے اسکے گرد جمع ہوئے۔ قصبہ کوندل مین جو جونہ گڈھ سے پانچ کوس ہی
وہ فتنہ جو ہوا اور امین خان غوری اور جام سے دوستی کا ڈول ڈالا۔ ان
بومیون نے باتین بنا کر اس سے زر لے لیا اور اپنے ملنے کو اور وقت پر ٹالا۔ وہ
فرصت کی کمین گاہ مین بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت کہ لشکر شاہی واپس آیا اور اس
سرزمین کے تیولدارون کو شورش کے سبب کم حاصل ہوا اور کچھہ پراگندگی ہوئی تو
اسکو قابو ملا اور اوس نے فتنہ مچایا خانخانان نے قلیچ خان کو کارشناسون کے
ساتھ احمد آباد کی پاسبانی کے لئے روانہ کیا اور دو طرف فوجین نامزد کین
میدنی راے اور امیرون کو موضع حمد الہ مین دندوقہ سے سات کوس پر چھوڑا

ملجائین تو مین اس راہ سے مظفر کا تعاقب کرون اور دوسری جانب راہ سے لشکر شاہی اسکے پیچھے پڑے - اسواسطے قلیج خان وسید لاد اور امراء کو اس راہ مین بھیجا اور دوسری راہ سے اور سرداران شاہی تیز قدمی سے چلے امین خان نے قصبۂ راجکوٹ کو کہ اسکے پناہ گاہ تھے لوٹ لیا تو مظفر رن مین چلا آیا - یہ رن زمین شورہ زار ہے - دریا کا مد و جزر اس مین رات دن تماشے دکھاتا ہے - وہ دو سو کوس لمبا اور تیس کوس سے پچاس کوس تک چوڑا ہے - گرمی مین خشک ہو جاتا ہے - میٹھا پانی اس سرزمین مین گذرنے سے شور بن جاتا ہے داور الملک مزار کے نزدیک امرا آئے - یہان امین خان بھی اُن سے مل گیا اور جام بھی پیمان کے موافق آیا ان دونو زمینداروں کو دلاسا دیکر اپنے اپنے ٹھکانہ مین جانے کی امراء شاہی نے اجازت دی اُنھون نے اپنے فرزندون کو لشکر کی خدمت گزینی کے لیے چھوڑا دفعتہً اس طرح شورش مٹ گئی - انجام کار خانخانان بھی آگیا - اثناء راہ مین سروہی اور جامور کی مہمات کا انصرام بھی کیا - رای سروہی تو تھوڑے دنون مین راہ پر آگیا - غزنی خان جاموری نے سرتابی کی - جب دیکھا کہ رستگاری دشوار ہے تو پناہ مانگی اسکو خانخانان ساتھ لے کر چلا آیا - جالور اور رن اقطاع مین دیدیے - سروہی کے نزدیک شکار کو گیا - گرمی کے سبب درخت کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک شکاری نے گائے پر ستم کیا - اس سبب راجپوتون نے لڑنا شروع کیا - خانخانان بھی لڑائی مین شریک ہوا - جان پر آن بنی تھی مگر ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت * اسی کو فتح ہو گئی *

جب مظفر مین بیکاری کی نیرو نہ رہی تو اُس نے مکاری اختیار کی - ایک شخص کو جسکو ہامانی کا خطاب دیا تھا - پنہان احمد آباد مین بھیجا اور اولیاء دولت کو چند نامے لکھے جس سے مراد یہ تھی کہ اگر خطوط کارپردازون پاس پہنچ گئے تو انمین سے بعض اسکی طرف ہو جائینگے بعض دو روئی کرنے لگینگے بعض کی ہمت مین خلل ہوگا

سلطان مظفر گجراتی کا احوال

جانے پر خیال نہین کیا بلکہ جام کے سزا دینے کو مقدم جانا۔ جام بھی لشکر لیکر آیا۔ وہ جانتا تھا کہ مظفر کی خبر سُنکر لشکر شاہی سراسیمہ ہوگا مگر وہ جب چار کوس لشکر شاہی سے آیا تو خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ رلے درگا و کلیان رای کی معرفت اطاعت قبول کی اور اپنے بیٹے جستا کو بھیجا۔ خانخانان نوانگر سے جو اُسکی بنگاہ تھی واپس آیا اور احمد آباد کی طرف چلا۔ مظفر زمینداروں کو ساتھ لیکر اس فوج سے لڑا جو صدا زمین تھی پرانتی کے نزدیک لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہوئی اور بڑے بڑے مشہور ہمراہی اوسکے مارے گئے اور شورش مٹ گئی۔ خانخانان کو حکم تھا کہ جب گجرات سے اسکی خاطر جمع ہو تو وہ پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو وہ ۵ تیر سنہ ۹۹۴ کو چلکر ۲ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

پادشاہ کی خدمت مین گجرات سے خانخانان چلا آیا تو مظفر نے میدان کو خالی جانا اور فتنہ اٹھایا۔ اسکا منصوبہ یہ تھا کہ احمد آباد کو لے لے۔ جام نے نصیحت کی کہ وہان جلد جانا نہین چاہیئے اور بزرگ کام کو آسان نہ سمجھنا چاہیئے۔ اول امین خان غوری سے خاطر جمع کرنی چاہیئے اگر وہ ہمراہ نہ ہو تو اسکی مالش اول کرنی چاہیئے پھر جونہ گڈھ لینا چاہیئے۔ مین عمدہ سامان لیکر ملجاؤن گا اور آسانی سے ملک گجرات ہاتھ آجائیگا۔ ان باتون کو سُنکر اُسنے قصبہ بیریلی پر تاخت کی اور امین خان کی ولایت پر غلبہ پایا۔ اس زمیندار نے کارگذاران شاہی سے گذارش کی کہ مجھہ مین لڑنے کی قوت نہین ہے اگر میری کچھہ یاوری ہوگی تو یہ شورش آسانی سے مٹ جائیگی۔ قلیچ خان خود تو احمد آباد مین بچاؤ کے لئے بیٹھا اور سید قاسم و خواجہ نظام الدین احمد کو اس طرف روانہ کیا اور بیگ محمد توقبائی اور امیر محبت اللہ و سید سالم کو پہلے سے روانہ کیا۔ یہ لشکر تین کوس چلا تھا کہ مظفر بھاگ کر کاٹھی واڑہ مین چلا گیا۔ امین خان کو شاہی لشکر کے آنے سے بڑی تقویت ہوئی اور اُسنے گذارش کی کہ اگر ہزار سوار اور

پرتال کو چھوڑکر تیز رفتار ہوئے رن سے گذر کر قصبہ کٹاریہ مین انہون نے اپنا بنگاہ بنایا اور بہت اسباب جمع کیا۔ اس ولایت کے سرگروہ بھارہ نے لابہ گری شروع کی۔ اُمرا اُسے قبول کرکے قصبہ بالیہ مین شتاب رو ہوئی۔ رن کی ہولناک میدان کو ایک اور راہ سے طے کیا۔ فتنہ افزا ہاتھ نہ آئے مگر ملک کی لوٹ بہت ہاتھ آئی۔ قصبہ مورلی مین وہ آئے راہ مین بہت سی آبادیون کو لوٹا بڑی بڑی سنگرون کو فتح کیا۔ جب لشکر مورلی مین آیا تو زمینداروں نے پناہ مانگی وزیر خان نے یہ ملک کھنکا کو دیا تھا خانخانان نے بھی اُسے دیدیا۔

خان اعظم مرزا کوکہ کا فتح پانا اور مظفر گجراتی کا بے آبرو ہونا سنہ ۹۹۹ھ -

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ مضافات گجرات مین بگلانہ ایک وسیع ملک ہے جسکی ریاست مند کو بھرجی کہتے ہین اسکے بھائیون نے شورش برپا کی۔ اور بھرجی تو ایک مستحکم قلعہ مین چلا گیا وہ پادشاہ کا مطیع تھا اسلئے قلیچ و خواجہ رفیع انکی مدد کو گئی پہلے اس سے کہ یہ لشکر پہنچے بھرجی کو دوست نما دشمنون نے مار ڈالا جو امرا گئے تھے اُن سے سرکشون نے مدارا کر لی۔ امیر خان غوری کے چھوٹے بیٹے فتح خان نے باپ سے لڑنا شروع کیا۔ آلایش تحمہ کو ظاہر کیا۔ مظفر نے بھی اس سے ملکر فتنہ مچایا۔ امین خان نے اپنے مین لڑنے کی سکت نہین دیکھی کنارہ کیا اور اولیاء دولت کو نیاز نامہ بھیجکر یاوری طلب کی۔ نورنگ خان و خواجہ نظام الدین احمد و میدنی رائے اور اور سردار مدد کو گئے۔ مظفر اس لشکر سے ڈر کر کوہستان مین چلا گیا اس اندیشے سے کہ ملک ہاتھ سے نہ نکل جائے اور پسر پدر سے آشتی نہ کر لے۔ امین خان اور جام کے بیٹون کو میدنی رائے جا کر لے آیا یکبارگی یہ فتنہ مٹ گیا۔ قلیچ خان کی جگہ اسمٰعیل قلیخان بھیجا گیا۔ گجرات سے خانخانان بلا لیا گیا اور خان اعظم مرزا کوکہ اسکی جگہ بھیجا گیا۔ پھر یہان سرکشون نے سر اُٹھایا۔ جام ان سرکشون کا سرگروہ تھا اس نے سرکشون کے جمع کرنے مین خوب اہتمام کیا اور مدتون کے خزانے جمع کئے ہوئے باہر نکالے اور سلطان مظفر کو سپہ آرا بنایا۔ دوست خان پسر امین خان

یہ نامے پکڑے گئے اور باطل ارادے اوس کے معلوم ہو گئے - تا بان کی سیاست کی گئی اوس نے ایک جماعت کو اولیاء سلطنت کے جانون کے شکار کرنے کے لئے مقرر کیا تھا یہ مکر بھی کھل گیا چنانچہ شہباز خان افغان نے طمع زر مین آنکر مکمل بیگ کو مارا تھا وہ اس نمک حرامی کے جرم مین ہلاک کیا گیا -

ولایت کچھہ کے مرزبان کھنگار کے برادرزادہ پنچاین نے آدمیون کو جمع کرکے پیلود کو لوٹنا شروع کیا - راے سنگہ جھالا اُس سے لڑا اور مارا گیا - قلیچ خان اور چند اُمرا احمد آباد مین پاسبانی کے لئے بیٹھے سید قاسم اور نظام الدین احمد میدنی راے اور اور امرا اس سرکش کی سزا دینے کے لئے دوڑے بادشاہی لشکر کے آنے سے کہسار بری مین سرکش پناہ لے گئے - سارا بنگاہ انکا لٹ گیا - جام و کھنگار نے عاجزی شروع کی - امرا نے پھر کر بزم نشاط آراستہ کی - ایک ہفتہ نہین گذرا تھا کہ مظفر باہر آیا اور دولقہ کی طرف فتنہ برپا کیا - امراء شاہی اس کے درپے ہوئے تو وہ اسکی جانب چلا - تن آسانی کے سبب سے لشکر شاہی نے اس کی شائستہ جستجو نہین کی -

پنچاین وجیا برادرزادگان کھنگار نے مہراون عم جام و مظفر ارغون سے مل کر ایک شورش مچائی - قصبۂ دھن پور کو گھیر لیا - رادھن خان بلوچ اور اور جوانمردون نے مردانگی اور آگاہی کے ساتھ پاسبانی کی اور دو دفعہ دشمن پر شبخون مارا - اور دو روز تک باہر رہ کر سخت لڑائی لڑے سید قاسم و کامران بیگ اور اور سردار مدد کو دوڑے گئے - تھوڑے عرصہ مین یہ شہرت ہوئی کہ مظفر گجراتی اور کاٹھیون نے سر اوٹھایا ہے - خواجہ نظام الدین احمد بخشی و خواجہ رفیع اور اور افسر اونکے پیچھے پڑے اور بہریم گالوُن کی طرف جہان فتنہ اندوز رہتے تھے نورنگ خان دوڑا - قلیچ خان احمد آباد مین مقیم رہا - جب لشکر دس کوس پر غنیم سے پہنچا تو سرکش پراگندہ ہوگئے - جب دوسری فوج آن کر ملی تو دو

واقعہ سنہ ۹۹۵ھ

اس قدر دلاوروں کے ساتھ طرح جرانغار- دوسری طرف قلبگاہ مین مظفر سیاہ
چار ہزار گروہ لوشیہ کا تھی — برانغار مین چار ہزار پانچ سو سپاہ جرانغار مین جام
آٹھ ہزار سوار مقدمہ مین آجا پسر جام اور با بنیا اسکا چچا اور جسا اور اوسکے بھائی
چار ہزار پانچسو سپاہ یہ قرار پایا کہ سپاہ آب سے گذر کر ۳ محرم سنہ ۹۹۹ھ کو لڑائی
ہو- مگر جب اس دریا سے گذر ہوا تو ایسا مینہ برسا کہ دو رات دن تک لشکر ایک
دوسرے کو نہین دیکھ سکتے تھے- غنیم کا لشکر بلندی پر تھا اور اولیاء دولت نشیب
مین تھے- پانی کی افزونی سے اور آذوقہ کی تنگی سے وہ عاجز ہوئے تھے-
دو دفعہ شبخون مارا اور ناکام رہے- جب سختی حد سے زیادہ ہوئی تو ناچار لشکر
نوانگر بنگاہ جام کی طرف مسلوک ہوا- کہ کہین روزی ہاتھ آئے- ایک آنا د
گانو مین پہنچا- وہان علف اور بہت غنیمت ہاتھ آئی- دشمن بھی لڑنے آئے-
۶ امرداد سنہ ۹۹۹ھ کو سخت لڑائی ہوئی- تیر و شمشیر سے کارد و خنجر پر نوبت
آئی- غنیم کے راجپوت اپنی آئین کے موافق گھوڑون سے اترکے خوب لڑے-
مہراون مع برادر اور دو پسر وجسا اور پانچ سو راجپوت ایک جگہ لڑکر مرے-
ظریف خان وکیل دولت خان اسیر ہوا- جام و مظفر بے لڑے بھاگے- یہی
دولت خان زخمی ہوکر جونہ گڈھ مین گیا- دو ہزار غنیم کے مارے گئے اور بادشاہی
لشکر مین سو آدمی مارے گئے اور پانچسو سخت زخمی ہوئے- اور سات سو
گھوڑے تلف ہوئے- لشکر شاہی کو فتح ہوئی- اور فیلخانہ اور توپ خانہ
اور اور اسباب غنیمت ہاتھ آیا-
جب مرزا کوکہ نے فتح پائی تو وہ صبح کو نوانگر کی طرف دوڑا اور بہت غنیمت
جمع کی- جام و مظفر کہسار برہیرہ مین چلے گئے- کوکلتاش نے ان سرکشون کی
مالش کے لئے توقف کیا اور چارہ گری کے درپے ہوا- نورنگ خان- سید قاسم
خواجہ سلیمان کو جونہ گڈھ کے قلعہ کی فتح کے لئے بھیجا- ارادہ اس کا یہ تھا کہ اس

جونہ گڈھ [illegible] سنہ ۹۹۹ھ [illegible]

خوری مرزبان جونا گدھہ وسورت کو اور کھنگار کچہ کے سردار کو مدد کے لئے بلایا۔
پہلے اس سے کہ ان سرکشون کا ہنگامہ گرم ہو کوکہ وہان پہنچا اور کچہ سرکشون کی پروا
نہ کی کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ انکی حقیقت کچہ نہ سمجھا۔ یہان تک کہ بعض سرکشون نے
شور افزائی کی تو پھر وہ سب کام چھوڑکر اس سرکشی کی چارہ گری مین مصروف ہوا
قلیچ خان کے بھائیون اور اسمٰعیل خان قلی کے بیٹون نے جو اس ملک کے بڑے
اقطاع دار تھے نامعقول عذر کر کے اوسکی ہمراہی نہ کی۔ اس گروہ کا نہ آنا اچھا ہوا
اسلئے کہ سپہ کشی مین جسقدر جھگڑا خود سر کمتر ہوتے ہین اتنا ہی کام شائستگی کے ساتھ
بیشتر ہوتا ہے۔ ایک آدمی کی بیدلی ایک گروہ کو اپنی جگہہ پر قائم نہین رہنے دیتی
ایک ناہنجار سخن برہمی درہمی و برہمی پیدا کر دیتا ہے۔ بیرم گا لوکے نزد یا فتح خان
و چندر سین زمیندار حلود اور کرن پرمال کلا تھ مورلی اور بہت سے اور سرکش بادشاہی
لشکر سے لڑنے کو تیار ہوئے۔ نورنگ خان و سید قاسم و خواجہ سبحان آگے
پیچھے گئے یہ لوگ مورلی مین غنیم کے ملک سے پچیس ۲۵ کوس کے فاصلہ پر یونہی پڑے
رہے اور صلح کا پیغام دینے لگے اور کچھ کام نہ کیا اور فروتنی اختیار کی سرکشون نے
صلح منظور نہ کی اور لڑنے کا ارادہ کیا۔ کوکلتاش چارہ گری کے درپے ہوا۔ باوجودیکہ
پادشاہی لشکر دس ہزار سے کم اور غنیم کا لشکر تیس ہزار سے زیادہ تھا مگر اس نے
سات کوس سے لشکر آراستہ کیا۔ قول مین خرم خواجہ ابوالقاسم دیوان حکیم مظفر
اردستانی۔ قرل ابدال اور دو ہزار سپاہ اور برانغار مین نورنگ خان پندرہ
سو سپاہ جرانغار مین خواجہ رفیع محمد حسین شیخ قاضی حسین۔ سید ابو اسحٰق چندرسین
اٹھارہ سو سپاہ ہراول مین سید قاسم سید بایزید۔ سید بہادر۔ سید عبدالرحمن سید
سلیم۔ میر شرف الدین۔ سید مصطفی چودہ سو سپاہ۔ التمش مین سولہ سو سپاہ اور
کوکلتاش و کامران بیگ محمد توقبائی و خواجہ بابا و قادر علی کوکہ مع چار سو سپاہ کی
طرح التمش مین گوجر خان چھہ سو جوانون کے ساتھ طرح برانغار مین خواجم بردی

پہلے فرمانرواون مین سے کسی نے اسپر قبضہ کمتر پایا تھا۔ ۲۲ خرداد سنہ ۳۶ الٰہی
سپاہ اوسکے پاس آئی۔ سترہ مورچے بنائے۔ نورنگ خان نے کاٹھی کے گروہ کو
سزادی وہ اہل قلعہ کی مدد کرتے تھے۔ آج ہی قلعہ مین آگ لگ گئی اور بہت سا
اسباب قلعہ داری جل گیا۔ فرنگی توپ انداز کہ مسلمان ہوگیا تھا اور اس پیشہ مین
جا بک دست تھا بہ اسیمہ ہو کر خندق مین گرا مگر اہل قلعہ پاس آذوقہ بہت تھا اور جگہہ
استوار تھی۔ سو توپین ہر روز چندبار چلاتے تھے اور ہر توپ مین ڈیڑھ من کا گولہ
آتا تھا۔ سپاہ تو درماندہ تھی مگر کوکلتاش اوسکی دلدہی کرتا تھا اور سررشتہ کوشش
کو نہین چھوڑتا تھا۔ ایک کوہچہ معلوم ہوا اسپر سرکوب بنایا اور وہان سے توپ اندازی
شروع کی تو اہل قلعہ بیدار ہوئے۔ لابہ گری کرنے لگے۔ تین دن تک لڑائی
رہی۔ ۱۴ شہریور سنہ ۳۶ کو قلعہ نشینون نے پناہ مانگی اور کنجیون کے حوالہ
کرنے کو اپنی بستگیون کی کشایش سمجھے۔ سات برس کا لڑکا میان خان اور
بارہ برس کا لڑکا تاج خان جو امین خان کے پوتے تھے اور ستاون نامور
آدمی کو کلتاش خان پاس آئے۔ اُس نے درست پیمائی کے ساتھ انکے مال و جان و
ناموس کی پاسبانی کی اور ہر ایک کو اپنی آباد جاگیرون مین خلعت دیکر بھیجدیا۔
جب جونہ گڈھ فتح ہوگیا اور زمیندار مطیع ہوئے تو کوکلتاش نے اپنی ساری
ہمت مظفر کی گرفتاری مین صرف کی۔ مظفر سیوا آباد جھیل مین چلا گیا وہ ایک بڑھی
ولایت لارکی ہے اس مین دوارکا پرستش کدہ ہی۔ کوکلتاش نے نورنگ خان
اور امراء کو اس طرف بھیجا۔ ۱۶ مہر سنہ ۳۶ کو دوارکا مین پہنچے وہ بے آویزش
ہاتھ آیا۔ یہان معلوم ہوا کہ مظفر سیوا کے گھر مین بیشہ مین ہے۔ قصبہ امرہ مین
سنگ رام اس زمیندار کا خویش خیرہ سر ہو رہا ہے۔ قادر علی کو اس پرستش گاہ
مین چھوڑ کر سپاہ کے دو حصے ہوئے نورنگ خان تو ایک حصہ کو لے کر مظفر
کی تلاش مین مصروف ہوا نظام الدین احمد سپاہ لیکر دوسری طرف

مظفر گجراتی کا گرفتار ہونا اور اپنے تئین ہلاک کرنا ۱۰۰۱

سرزمین سے فارغ ہو کر خود قلعہ کی فتح کو جائے۔ لشکر جو بھیجا گیا اسکو ملک کی برائی
اور گران ارزی سے بہت تکلیف ہوئی۔ افسردگی اور گران پائی کے ساتھ قلعہ
سے نزدیک ہوئے۔ دولتخان جو زخمی ہوا تھا وہ مر گیا اس لئے قلعہ کشائی کا ارادہ
ہوا۔ اہل قلعہ سے کہا کہ مالک قلعہ مر گیا سپاہ شاہ فتحمند ہوئی۔ اب مناسب ہے
کہ قلعہ کی کنجیان پیمان کی دستاویز پر حوالہ کردو۔ اہل قلعہ نے جواب دیا کہ کسی معتمد کو
بھیجدو کہ جس سے ہم اپنی خواہش ظاہر کرکے دلجمعی کرین۔ اسی زمانہ مین معلوم ہوا
کہ ایک گروہ کاٹھی نے پرتال کو لوٹ لیا ہے۔ ناگزیر اس طرف کوچ کیا اتنے
مین مظفر بھی وہان پہنچ گیا۔ اہل قلعہ نے نخوت اختیار کی۔ خان اعظم برآشفتہ ہوا
اور قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ مظفر باہر آیا اور مشہور ہوا کہ وہ احمد آباد کی طرف جاتا
ہے۔ کوکلتاش نے فوج بسرکردگی خرم خواجہ اس کے پیچھے روانہ کی خود چاہتا تھا
کہ قلعہ فتح کرون اتنے مین معلوم ہوا کہ جام بنگاہ کے قریب جاتا ہے تو وہ بہت
جلد اس طرف آیا تو وہ پھر کر لابہ گری کرنے لگا۔ اسی زمانہ مین نظر بے اور اس کے
فرزندون نے شورش برپا کی۔ ناگزیر جام کا عذر قبول کرکے اسکی طرف متوجہ
ہوا۔ انہین دنون مین میر ابو تراب ندوقہ مین پادشاہ کے پاس سے آیا۔
خدمت گزار ملازمون کے لئے خلعت اور گھوڑے اور فرمان لایا۔ تالوچے سرکشون
کے بھی دب جانے کا مژدہ آیا۔ کوکلتاش خان کا ارادہ تھا کہ قلعہ کو فتح کرے
مگر ہمراہیون کی واماندگی سنگ راہ ہوئی۔

مگر جب سپاہ نے آرام لیا تو پھر اس قلعہ کی کشادگی کی طرف خیال ہوا
کھنگھن پسر جام اور بہت سے سرکش اس سرزمین کے عاجزی کرکے مطیع ہوئے
سومنات و کوکہ و منگلور و لیوہ و بیرد وغیرہ سولہ بندرون پر بے جنگ قبضہ ہو گیا
اسکے بعد جونہ گڑھ کے قلعہ کو سپاہ روانہ ہوئی وہ امین خان غوری کے
پوتون کے پاس تھا وہ بڑا نامور قلعہ تھا اور ولایت سورٹھ سے وابستہ تھا

کر اپنے پاس پوشیدہ رکھتا تھا اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا اور اگر یہ نہ کرتا تو خان اعظم اسکو بادشاہ کے بغیر حکم کے نہ مارتا اور اگر وہ بادشاہ پاس جاتا تو وہ بھی اس کی جان نہ لیتا مگر اس کی غیرت نے یہ خودکشی کرائی اس کے مرتے ہی گجرات کے سب جھگڑے تمام ہوئے *

مہمات گجرات کا بیان طبقات اکبری اور کتابون سے گجرات مین خانخانان کے جانے تک

طبقات اکبری کا مؤلف نظام الدین احمد گجرات مین بخشیگری کی خدمت رکھتا تھا۔ اسلئے اس نے جو حال اپنے تاریخ مین لکھا ہے وہ زیادہ اعتبار بہ نسبت ابوالفضل کے رکھتا ہے۔ اس نے اپنی آنکھون کا دیکھا ہوا حال نہایت قلیل اللفظ وکثیر المعنی لکھا ہے اور ابوالفضل نے ہزار کوس کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے لکھا ہے۔ سوا اس کے نظام الدین احمد کی برابر معاملات جنگ کو ابوالفضل سمجھتا بھی نتھا واقعات سنہ ۲۹ جلوس مطابق سنہ ۹۹۱ھ طبقات مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ کی خاطر اشرف مین آیا کہ اعتماد خان گجرات مین بہت رہا ہے اور گجرات کی آبادانی کا طریقہ اورون سے بہتر جانتا ہے اگر اسکو مہم گجرات عنایت کرین تو ان بلاد کے حکام جو ہمارے تصرف مین نہین ہین یہ دیکھکر ہمارے امیدوار ہونگے۔ اس لئے گجرات کی حکومت اسکو سپرد ہوگی۔ میر ابوتراب کو امین کیا۔ خواجہ ابوالقاسم کو دیوانگری کا منصب دیا اور نظام الدین احمد مؤلف طبقات اکبری کو بخشیگری کی خدمت مرحمت کی۔ محمد حسین شیخ و میر ابوالمظفر و میر حبیب اللہ ابو اسحاق و میر صالح و ہاشم و بنیاد بیگ و سید جلال بخاری و بیگ محمد توقبائی و میر حبیب اللہ و میر شرف الدین

چلا۔ حصہ بہر کو سیوا کے بنگاہ پر یہ پہنچے۔ کچھ دیر پہلے سپاہ کے آنے سے مظفر کو مع
زر و فرزند و کے کشتی مین بٹھا کر ایک استوار جزیرہ مین پہنچا دیا تھا اور بعد اس کے سیوا خود
چلا گیا تھا۔ جب لشکر شاہی آیا تو وہ پھر کر اس سے لڑنے آیا اور شام تک جنگ مین
دونو لشکر دست و گریبان رہے۔ اس زد و خورد مین سیوا کے ایک تیر لگا اور وہ
مرگیا۔ سرکش پراگندہ ہوے۔ بہت مارے گئے۔ جو سپاہ کہ سنگرام کی مالش کو
گئی تھی وہ بھی غالب آئی اور دونو جگہ سپاہ کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ مظفر ولایت
کچھ مین بھاگا۔ بھارا جو اس سرزمین کا لانستر تھا اسنے مظفر کو یہان ایک گوشہ مین
چھپا دیا۔ ۲۶ آبان ۱۰۰۱ھ کو خان اعظم جونہ گڈھ سے یہان آیا۔ اپنے بیٹے
عبد اللہ کو پہلے بھجوایا۔ نہم آذر کو ۵۵ کوس کل کو چون مین طے کر کے موضع امیران
مین آیا۔ جو ملک داور کی خوابگاہ تھا۔ جام مع فرزندون کے آکر ملا۔ مرزبان کچھ
نے اپنی کاردیدون کو بھیجا کہ جا کر گذارش کرین کہ مین فرمان پذیری قبول کرتا ہون
اور اپنے بیٹے کو پرستاری کے لئے بھیجتا ہون۔ کوکلتاش نے جواب دیا کہ اگر اپنی
خیر منظور ہی تو مظفر کو حوالہ کرو یا خود آؤ۔ انہین دنون مین کچھ کو صلاح بے اجازت اپنی بنگاہ کو بھاگ گیا
سپاہ جونہ گڈھ نے اسکا خان و مان لوٹ لیا اور اسکے تینون بیٹون کو مار ڈالا۔ خان اعظم نے اپنے بیٹے عبد اللہ
خرم کو ادھر بھیجا اور خود موربی سے ۱۳ کوس کو پانچ کوچون مین طے کر کے موضع جابارہ مین آیا
زمیندار ایسے جو دو پاہی گئے تھے انہین سے کوئی عمل مین نہین آئی تو کوکلتاش نے یہہ
چاہا کہ اسکے اقطاع جام کو دیدے پھر اس نے پیغام بھیجا کہ اگر قصبہ موربی کہ مدتون
سے اسکے باپ دادا پاس تھا مجھے انعام مین دیدین تو مین مظفر کو حوالہ کرتا ہون
کوکلتاش نے قبول کر لیا۔ کچھ سپاہ بھیجی۔ ۱۳ دے کو وہ وہان پہنچی۔ بہارا کے
گماشتون نے مظفر سے کہا کہ بہارا آپ پاس آتا ہے وہ خوش وقت ہو کر
استقبال کو آیا۔ جب وہ نزدیک آیا تو اسکو گرفتار کرنے کے لئے آگئے رات تو
رہ نوردی مین گذری۔ صبح کو خلاخانہ کا بہانہ بنا کے ایک جگہ گیا اور استرہ سے

اور میرے آدمی اپنے کنبون کو ساتھ لے کر شہر سے چلتے مین بہت تکلیف اٹھا چکے ہین
مگر نظام الدین یہ لکھتا ہے کہ شہاب الدین احمد خان نے یہ جواب دیا کہ یہ جماعت میرے
قصد مین تھی اور مدت سے اس کام کا فکر کر رہی تھی اب اُس نے اپنے کام پر سے
پردہ اٹھا دیا۔ میری باتون سے اسکو تسکین نہین ہوگی اور مجھ سے کوئی امداد متصور
نہین ہے۔ جب نظام الدین نے صورت حال کو اعتماد خان سے کہا تو اُس نے
اسی مین صلاح سمجھی کہ اس جماعت کی تسلی کرے ایک دو آدمی تسلی کے لئے امرا سرکش
کی جماعت پاس بھیجے مگر اسکو تسلی نہوئی اور وہ آگے کا ٹھیا واڑ کو بڑھی۔
مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ اعتماد خان نے شہاب الدین سے کہا کہ تم جبتک
ٹھیرے رہو کہ بادشاہ نے جو کمک بھیجی ہے وہ یہان آجاے۔ کئی مراسلات
بھیجکر اعتماد نے کوشش کی کہ شہاب الدین چند روز توقف کرے۔ مگر اس نے توقف
نہ کیا اور کری مین جو احمد آباد سے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہی روانہ ہوا۔ ۔ ۷ شعبان کو
خبر آئی کہ باغیون کی جماعت مظفر کو اور کاٹھیون کو ہمراہ لے کر دولقہ مین آگئی یہ قصبہ
احمد آباد سے ۴۲ میل تھا میر ابو تراب آقا شہاب الدین پاس خبر لایا کہ وہ قصبہ
کری مین توقف کریگا۔ اعتماد خان و نظام الدین و میر ابو تراب اسکی تسلی کر کے
لے آئین۔ اعتماد خان آخر روز فرار ہو کر کری کی طرف چلا۔ ہر چند اس کو سمجھایا
کہ غنیم بارہ کروہ (۲۴ میل) پر آگیا ہے ۲۰ کروہ (۴۰ میل) حاکم شہر کا جانا مناسب
نہین ہے مگر اسے کچھ فائدہ نہین ہوا۔ وہ کری کو اس ارادہ سے روانہ ہوا کہ شہاب الدین
کو سمجھا کر احمد آباد مین لے آئے اسکے ساتھ ابو تراب اور نظام الدین گئے نظام الدین
نے اس بات کو چھپایا کہ اس نے حاکم شہر کو دار الحکومت سے جانے پر سخت اعتراض
کئے تھے۔ شہاب الدین خان کے آنے کو اعتماد بڑا بکار آمد ضروری سمجھتا تھا اسکے
برخلاف جو نظام الدین خان نے سمجھایا وہ کچھ کام نہ آیا۔ شیر خان پسر اعتماد خان
کو شہر کی حفاظت سپرد ہوئی اور اسکے معاون میر معصوم بھکری اور پسر نظام الدین

برادرزادہائے میر ابو تراب کو گجرات مین جاگیردار مقرر کیا۔
اعتماد خان کو حکم دیا کہ ولایت سروہی کو دیورہ کے سرتابون سے لیکر رانا کے
بھائی جگمال کو کہ دولت خواہون مین سے ہے حوالہ کرے۔ نظام الدین احمد
کے ہاتھ اسکی مدد خرچ کے لئے ایک ہزار اشرفی بھجوائی جب اعتماد خان ہمالو
مین آیا تو نظام الدین و میر معصوم بکری دبھکری و منیر بیگ ایشک آغا و زین الدین
کنبوہ و پہلوان علی سیستانی کہ احمد آباد کا کوتوال مقرر ہوا تھا اس سے ملے محمد حسین
اور اکثر جاگیردار اس سے پیچھے تھے آ گئے جب جالور سے سروہی پہنچے اور
دیورہ کے سرتابون کو نکال کر جگمال کو غزنین خان و محمود خان جالوری و
بیجا دیورہ راے سنگہ ولد چندر سین ولد راے مالدیو کے ساتھ وہان چھوڑا اور
خود احمد آباد کی طرف چلے جب احمد آباد کے قریب اعتماد خان آیا تو شہاب الدین
احمد خان شہر سے باہر آنکر عثمان پور مین جو شہر کے محلون مین سے ہے فروکش
ہوا۔ ۱۲ شعبان ۹۹۱ھ کو اعتماد خان داخل شہر ہوا دو روز کے بعد
معلوم ہوا کہ عابد بدخشی امیرک بلاق و وفادار و مرزا بیگ و عبد اللہ و سید
محمد بیگ اور ایک جماعت کثیر شہاب الدین خان کے نوکرون کی جدا ہو کر بھی او
سلطان مظفر گجراتی اور اوس کی مان کے رشتہ دارون کی طلب مین گئے
ہین جو یہان بادشاہی لشکر کے خوف کے مارے چھپا ہوا تھا۔ وہ فتنہ و
فساد کا ارادہ رکھتے ہین اعتماد خان نے صلاح جانکر ابو تراب نظام الدین
کو شہاب الدین خان پاس بھیجا کہ اس باب مین گفتگو کرے انہون نے جا کر سکو
سمجھایا کہ جن امیرون کی جاگیرین ضبط کی ہین وہ ان کو پھر دیدے یا انسے
پہلے اس سے کہ وہ کسی زبردست کو اپنا سردار بنائین سخت حملہ کرے۔
اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے احمد آباد کی مراجعت کے لئے
کہا تو اوس نے یہ عذر کیا کہ سفر کی تیاری مین بہت روپیہ خرچ کر چکا ہون

مع خان و ہان کے لٹ گئے اور شہاب الدین خان اور اعتماد خان بھاگ کر نہروالہ مین جو
پٹن مشہور ہے ۵۴ کروہ (۹۰ میل) چلے گئے نظام الدین نے یہ سارا حال لکھ کر بادشاہ
پاس بھیجا بعد تین روز کے محمد حسین شیخ و خواجہ ابو القاسم دیوان و ابو المظفر و میر محب اللہ
و میر شرف الدین توقبائی اور جاگیرداران گجرات کہ پیچھے رہ گئے تھے پٹن مین پہنچے۔
قلعہ کو مرمت کر کے یہان استقامت کی سلطان مظفر گجراتی نے ارباب فتنہ و فساد کو
خطاب و جاگیرین دین اور جمعیت بہم پہنچائی۔ شیر خان فولادی کہ پٹن مین مدتون حاکم
رہا تھا اور چند سال ولایت سورٹھ (سوراشٹر) یعنی کاٹھیواڑ مین گذر اوقات کرتا تھا
دو سو سوارون کے ساتھ مظفر گجراتی پاس آیا۔ اس کو چار ہزار سوارون کے ساتھ
پٹن روانہ کیا وہ قصبہ کری مین آیا اور اس نے اپنی سپاہ کو جوتانہ مین کہ پٹن سے
۲۰ کروہ (۴۰ میل) ہے بھیجا۔ لشکر شاہی بھی اس سے غافل نہ تھا۔ اس سے یہان
نظام الدین آخر لڑا۔ اور شکست دی۔ میر محب اللہ و میر شرف الدین و بیگ توقبائی
کو اور سپاہیون کی ایک جماعت کو یہان چھوڑا شیر خان فولادی خود پٹن سے ۸ میل
پر آیا اسکو اعتماد کے بیٹے نے پٹن سے آخر شکست دی۔ احمد آباد پر مظفر کے قبضہ پانے سے
جنوب مین پادشاہی آدمیون کی آمد و رفت بالکل بند نہین ہوئی تھی۔ زین الدین کنبوہ سلطنت
کے سامنے سے قطب الدین حاکم بروچ و بڑودہ کے پاس آگیا۔ اور اسکو ترغیب دی کہ
احمد آباد پر جنوب کی طرف سے حملہ کرے۔ دونو قطب الدین اور زین الدین کے لشکر مل کر
بڑودہ تک آگے بڑھے۔ مظفر نے بہت سے لشکر سے اُن پر حملہ کیا۔ قطب الدین اس سے
سپاہیانہ نہین لڑا۔ جنگ مین شکست پائی اور بڑودہ مین محصور ہوا۔ اکثر اس کے
عمدہ نوکر اور آدمی مظفر سے جا ملے۔ یہ فسادون کا دریا ملاطم مین تھا کہ اس مین دولت
بھی مچھلی کی طرح تیرنے لگا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ وہ کلیان رای حاکم کھنبایت کا
ملازم تھا۔ اسلیے کچھ اپنا تعلق مظفر سے نہین پیدا کیا تھا خود سپاہ جمع کر کے کھنبایت
کو لے لیا۔ یہان کا عامل خواجہ امام الدین حسین کروری تھا۔ بڑودہ کو بھاگ گیا اور

مقرر ہوئے۔ کری مین شہاب الدین سے باتین ہوئین اس رنگ سے اُنکی تسلی ہوئی کہ سابق مین اُنکی جاگیر مین جو پرگنے تھے وہ چھوڑ دیئے جائین اور دو لاکھ روپیہ اوسکو اور دیئے جائین۔ غالباً یہ روپیہ اس خرچ کی بابت ٹھیرا ہو گا جو اُسکا سفر مین خرچ مین ہو چکا تھا اور جسکی شکایت وہ کرتا تھا۔ غرض شہاب الدین کو راضی کر کے اعتماد خان ساتھ گیا اور قصبہ کری سے احمد آباد کی طرف وہ چلے اس روز کہ اعتماد خان کری کو روانہ ہوا تھا مظفر گجراتی شہر احمد آباد مین آیا اور شہر کے آدمیون نے قلعہ حوالہ کیا قلعہ کی دیوار ایک جگہہ شکستہ تھی وہ بلا تکلف اُس مین سے چلا آیا۔ احمد آباد سے دس کوس پر شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان پہنچے تھے کہ میر معصوم بھکری وزین الدین کنبوہ یہ خبر لائے اس خبر کو سنکر ان دونو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ابھی ایک روز سے زیادہ نہین گذرا ہے اور مخالفون کے کار نے استقامت نہین پائی ہے اس راہ سے شہر مین جانا چاہیئے جسمین سے کہ دشمن داخل ہوا ہے شہر کی طرف متوجہ ہوے صبح کو عثمان پور مین کہ شہر و دریا کے متصل ہے پہنچکر اترے۔ مظفر گجراتی نے شہر سے باہر نکل کر دریا کی ریتی مین صف کشی کی۔ شہاب الدین کے ہاتھ پانو پھولے نوکرون کی نا اعتمادی سے صف آرائی کی فرصت نہ ملی کچھہ سپاہی کہ اس کے ساتھ رہے تھے حرکت مذبوحی کر کے بھاگ گئے۔

مراۃ احمدی مین لکھا ہے کہ شہاب الدین نے بڑی بہادرانہ کوشش کی مگر اس کے ۲۰ سو کے قریب سپاہی بھاگ گئے اسکا گھوڑا زخمی ہوا کوئی رشتہ مندی ہو کر آوگرگری بعض اسکے دوستون نے اوس کے گھوڑے کی باگ پکڑ اسکو مجبور کر کے میدان جنگ سے لے گئے۔ اعتماد خان مع ابوتراب کے لڑائی سے الگ کھڑا رہ اور عثمان پور مین کھڑا تماشا دیکھا کیا اور اس تاک مین رہا کہ کب موقع ہاتھ لگے کہ بھاگ جائے۔

نظام الدین نے اپنے تھوڑے سے آدمیون سے ہاتھ پانو مارے مگر کچھہ نہ ہوا اور اسکے بیٹے کے سپاہی کہ اعتماد خان نے شہر مین محافظت کے لئے متعین کیے تھے

لشکر بیچ مین رکھی گئی تھی وہ واپس آجائے یہ سپاہ امیرون کے اشارہ سے گئی تھی کہ انکی غنیمت کو دیکھ کر بیچ کی سپاہ کا بھی دل للچائے۔ اس عرصہ مین خبر آئی کہ قلعہ بڑودہ کو مظفر گجراتی نے فتح کر لیا۔ بڑودہ کا فتح ہونا ایک واقعہ عظیم ہے جسمین وہ واردات ہین جو مظفر گجراتی کی صفت ذاتی اور اسکی طرز حکومت کو بتلاتی ہین جو اسنے گجرات کے لئے سوچی تھین۔ اہل گجرات مظفر ہی کو فراخ حوصلہ و عالی ہمت سمجھکر اسی کی طرف رغبت کرتے تھے۔ وہ بھی اکبر کی طرح شجاع تھا اور اپنے ہمراہ وفادار جان نثار ملازم رکھتا تھا جب قطب الدین کو بڑودہ کے قریب شکست ہوئی تو وہ قلعہ بڑودہ مین متحصن ہوا۔ یہان اسکا محاصرہ ہوا۔ مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ مظفر کی سپاہ بیس ہزار تھی۔ قطب الدین نے ۲۴ روز تک اسکا مقابلہ حتی المقدور کیا۔ اسکو اپنے آدمیون پر اعتبار نہ تھا اور حقیقت مین اسکے نوکر قابل اعتبار بھی نہ تھے۔ چنانچہ انمین سے دو محمد میرک اور چرکس رومی نے مظفر کو یہ صلاح پوشیدہ بتلائی کہ وہ صلح کرلینے کے بہانہ سے انکو اور زین الدین کنبوہ و سید جلال بخاری اور خواجہ یحیی اور نورنگ خان وکیل کو بلاے اور جب وہ آجائین تو انکو اور خواجہ یحیی کو وہ قید کرلے اور زین الدین اور جلال کو مار ڈالے اور دوسرے روز قلعہ پر حملہ کرے تو قطب الدین کا کوئی سپاہی اس کا مقابلہ نہین کریگا۔ مظفر نے انکی تدبیر پر عمل کیا۔ قطب الدین نے ان پانچون میں سے اون مین کو بھیجا جنکا اوپر نام لکھا ہے۔ مظفر نے زین الدین کو تو آتے ہی ہاتھی کے پاؤن تلے کچلوایا۔ سید احمد بھکری کی سفارش سے سید خلیل بچ گیا۔ پھر قلعہ اور قطب الدین کو پاس جاکر گھیر لیا۔ قطب الدین نے دیکھا کہ سب اوسکے امرا چلے گئے تو ایسا مستحکم مقام مین وہ چلا گیا۔ دوسرے روز مظفر نے بقسم کہا کہ وہ قطب الدین کو کوئی گزند نہین پہنچائیگا۔ یہ عہد و پیمان کرکے اسکو بلایا۔ قطب الدین مجبور ہوگیا تھا وہ مظفر سے ملنے گیا اس نے اس کی بہت خاطرداری کی اور اپنی مسند پر بٹھایا

شہر کا خزانہ چودہ لاکھ روپیہ اپنے ساتھ لے گیا اور دشمن کے لئے ۴ لاکھ دام چھوڑ گیا
پٹن کے قلعہ نشینون کو معلوم ہوا کہ شیر خان فولادی میسانہ مین جو اُن کے مقام سے
۳۰ میل پر ہے آگیا ہے اونکو ایسا تذبذب ہوا کہ پٹن کو چھوڑ کر جالور مین جانے کا ارادہ
ہوا۔ اگر ایسا اُنہون نے کیا ہوتا تو مظفر کو گجرات کا حصۂ عظیم ہاتھ لگ جاتا نظام الدین
نے اونکو سمجھایا اور جنگ پر مصر ہوا۔ اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان پٹن مین
آئے اور اور امرا نظام الدین ساتھ متفق ہوئے۔ جب قصبہ میسانہ مین وہ آئے۔
شیر خان فولادی نے صف آرائی کی پانچہزار سوار مقابلہ مین لایا۔ پادشاہی لشکر
دو ہزار سوار کا تھا سخت لڑائی ہوئی شیر خان نے ہزیمت پائی۔ احمد آباد چلا گیا
بہت آدمی اسکے قتل ہوے لشکر شاہی کو بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ نظام الدین سجید
ہوا کہ احمد آباد مین جانا چاہیئے۔ مگر اسکے ہمراہی امرا راضی نہ ہوئے۔
بدایونی لکھتا ہے نظام الدین احمد ہی کی سعی سے شہاب الدین احمد خان اور
اعتماد خان پٹن مین ٹھیرے ورنہ وہ اپنے تذبذب و شتردلی سے جالور مین قرار
کرنے پر تیار ہو چکے تھے۔ شیر خان فولادی کے شکست دینے کے بعد نظام الدین
احمد کا سجید ہونا کہ انکا تعاقب کرکے احمد آباد چلنا چاہیئے عین صلاح وقت تھا
ہنوز قطب الدین کی شکست کی خبر نہین آئی تھی۔ اس مین سب امرا متفق تھے
کہ نظام الدین جانتا تھا کہ اس وقت مظفر کی سپاہ مندری اور نربدا کے درمیان
قطب الدین سے لڑ رہی ہے۔ دار الخلافہ اسکی سپاہ سے خالی ہوگا اور فولادی
کی سپاہ دو دفعہ شکست پا چکی ہے وہ اور بھی اہل شہر کی ہمت کو شکستہ کریگی
اور سوا اس کے احمد آباد کے لینے سے مظفر گجراتی کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔
اگرچہ شہاب الدین و اعتماد دونو سید سے احمد آباد جانے پر راضی نہوئے
مگر نظام الدین کے سمجھانے سے اُنہون نے اتنا قدم بڑھایا کہ وہ کری مین
آگئے۔ یہان وہ بارہ روز اس انتظار مین ٹھیرے کہ سپاہ جو لوٹ کا مال

دیکھا۔ نیچے یہ دیکھتا ہے کہ انسان کے حالات مین انقلابات کا تلاطم برپا رہتا ہے اقبال سے ادبار اور ادبار سے اقبال آتا جاتا رہتا ہے۔ اوپر یہ دیکھا کہ علی الدوام کواکب اپنے مدارون مین یکسان دورہ کرکے اپنی تاثیر بے تغیر کرتے ہین۔ اسنے میر ابو الفتح شیرازی سے پوچھا کہ انکی تاثیرات ہمارے دوست و دشمن کے باب مین کیا کہتی ہین۔ میر صاحب بادشاہ کے پوچھتے ہی آسمان کی سیر کرنے کو گئے اور وہان سے آنکر عرض کی کہ اس سال مین دو دفعہ عرصہ پیکار آراستہ ہوگا اور دونو دفعہ اولیای دولت کو نشاط فیروزی حاصل ہوگی وہی ہوا جو اُسنے کہا۔ اہل یورپ اسکی توجیہ یون کرتے ہین کہ ابو الفتح شیرازی بادشاہ کے دل کی بات کو سمجھتا تھا کہ اسکا ارادہ گجرات جانے کا نہین ہے اسلئے اسنے یہ کہدیا جو اوپر بیان ہوا۔ ظل اللہ اوسکو سنکر خوش ہوگئے۔ یہ امر اتفاقی ہے کہ جو حکم کیا تھا وہ وقوع مین آیا

معاملات پرتگیزون کے ساتھ جو گوہ مین رہتے تھے

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سورت کا محاصرہ بادشاہ کر رہا تھا تو پرتگیزون کا ایک گروہ اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا اس نے اس وحشی گروہ کو اپنے اخلاق سے گرویدہ کیا تھا۔ جب ولایت گجرات سنہ ۹۸۳ھ ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اکثر بنادر اسکے بادشاہ کے قبضہ مین آئے۔ بنادر فرنگ کے حکام بادشاہ کی درگاہ مین التجا لائے۔ اور اپنے ملک کی دستکاری اور ہنرمندی کے اشیاء کو بادشاہ کے آگے لائے۔ جنکو دیکھ کر بادشاہ کو ایسا شوق پیدا ہوا کہ حاجی حبیب اللہ کو مقرر کیا کہ وہ بہت سا روپیہ اور ہندوستان کی گزیدہ متاع کو گوہ مین لے جاے اور اس دربار کی عجائب و غرائب اشیاء کو یہان لاکر ہماری طبیعت کو خوش کرے اور اسکے ساتھ بہت سے ایسے دیدہ ور ہنرپیشہ

حاجی حبیب اللہ کا گوہ جانا اور واپس آنا سنہ ۹۸۵ھ

پیلہ کا زمیندار تروری نے اصرار کیا کہ مہمان قتل کیا جاوے مگر مظفر نے اس سے انکار کیا مگر آخر کو تروری نے اور اوروں نے جو اسکے ساتھ تھے مظفر کو قطب الدین کے قتل پر راضی کر لیا وہ اور اُسکا بھتیجا دونو قتل ہوئے۔ قطب الدین خان مظفر کے عذر و نقض عہد کو جانتا تھا۔ مگر اجل آگئی تھی دیدۂ بصیرت اوسکا کور ہو گیا تھا۔ اس خبر کو سنکر نظام الدین اور اور امرای نامدار نے کہ قصبہ کیری میں تھے پٹن میں مراجعت کی۔ مظفر بڑودہ سے بروچ میں گیا اور قطب الدین خان کے متعلقین سے صلح کے ساتھ قطب الدین خان کا سامان اسباب اور خزانہ دس کروڑ روپیہ (یا دام) جو اسمین تھے لے لیا اور چودہ لاکھ روپیہ جو امام الدین حسین کھنبایت سے بروچ میں لے گیا تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگا اور تقریباً تمام گجرات پر قبضہ ہو گیا۔ اُسکا لشکر قریب بیس ہزار کے ہو گیا۔ جسمین مغل افغان۔ گجراتی۔ راجپوت تھے

اب آگے حال اُن مہمات کا وہی اور کتابوں میں لکھا ہے جو ابو الفضل نے اکبرنامہ میں لکھا ہے اور میں نے اوسکو اوپر نقل کیا ہے۔

اہل ایشیاء کا تقدیر و نجوم پر اعتقاد

تقدیر و نجوم پر اہل ایشیاء جو اعتقادات رکھتے ہیں اس پر اس زمانہ میں اہل یورپ ہنستے ہیں اور اونکو باطل جانتے ہیں۔ مگر سولھویں سترھویں صدی میں وہ خود بھی تقدیر و نجوم کے قائل تھے اور اسکی بہت سی مثالیں یہودیوں اور عیسائیوں میں ملتی موجود ہیں۔ ان واقعات میں دو باتیں نجوم و تقدیر کے اعتقاد کی واقع ہوئیں اول قطب الدین خان کا اپنے تئیں مظفر کے حوالہ کرنا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ تروری اس کا جانی دشمن موجود ہے مظفر کے قول و قسم کا کچھ اعتبار نہ تھا۔ مگر وہ پکا سنی تھا اس لئے مرنے جینے کو تقدیر الٰہی سمجھکر اپنے تئیں دشمن کے حوالہ کیا۔ ایک دوسری بات یہ ہے کہ جب اکبر نے یہ ارادہ کیا کہ اپنی سلطنت کے دشمن سے خود جاکر لڑے تو اُس نے نیچے اوپر

جہازوں میں روانہ کردیا۔ فرمانروائی کا آئین عظیم کشورستانی اور ملک گیری سے اس طرز پر شکوہ میں کثرت کی پریشانی وحدت کی آسائش میں آجاتی ہے پراگندگی انتظام کی صورت پکڑتی ہے۔ فرنگیوں کا ایک گروہ حجاز کے جانیوالوں کا سدراہ ہوتا تھا۔ اُسکے دور کرنے کی خدمت امراء گجرات و مالوہ کو بسرداری قطب الدین خان ۱۸ بہمن ۹۸۶ھ کو سپرد ہوئی اور دکن کے مرزبانوں کے نام فرمان گیا کہ لشکر اس طرف روانہ ہوا ہے اسکے ساتھ شائستہ سامان کے ساتھ شریک ہوکر اس بندگی کا یقین دلائیں جسکی باتیں وہ بناتے ہیں اور وہ اپنی خدمت واخلاص کے موافق ہماری عنایت سے اختصاص پائیں اور رعایا دکن کو بھی اس لشکر سے آشوب نہ پہنچے۔

ہندو مسلمانوں کی تاریخیں

چونکہ عہد اکبری سے ہندو مسلمانوں کا ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اس لئے بعض مضامین ہندو مسلمانوں کی بابت ہم لکھتے ہیں۔

ہمنے جو ہندو مسلمانوں کی باہم لڑائیوں اور اور معاملات کا بیان لکھا ہے وہ ان تاریخوں سے بیان کیا ہے جنکے مصنف مسلمان مورخ ہیں۔ ان تاریخوں میں گو ایک طرفہ بیان ہے مگر کہیں ان میں ایسا جھوٹ نہیں ہے کہ مسلمانوں نے اپنی شکست کو فتح لکھا ہو۔ مگر ہاں اپنی فتوحات کی صورت میں اپنی مردانگی اور فرزانگی کا بیان مبالغہ سے کیا ہو اور شکستوں کے ذکر میں عذرات ایسے کئے ہوں جنسے انکی جوانمردی میں بٹا نہ لگے۔ انسان کو بالطبع اپنی اہانت وہزیمت کے بیان سے نفرت ہے سب قوموں کا حال یہی ہے اور یہی تھا اور یہی رہیگا کہ وہ اس طرح اپنی شکست و فتح کا بیان کرینگے جیسا کہ مسلمانوں کی تاریخ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ تاریخی

۱ — نادر فرنگ کی ملکی آمد و رفت کے لئے جہاز و بادشاہی لشکر کا روانہ ہونا ۹۸۶ھ

ساتھ لیئے کہ رسائی فہم و شناسائی کار کے ساتھ شوق کو جد کے ساتھ ہم آغوش
کرتے تھے تاکہ اس بلاد کی مصنوعات غریبہ کی وہ نقل اُتارین اور اس مُلک کی
صنائع عالیہ کی تحویل ہو جاوے۔

میر حاجی ۵ رجب ۹۸۵ھ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک گروہ کو ساتھ لایا
جو نصارا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ نقارہ اور سرنای فرنگی بجاتے تھے وہ پادشاہ کی
آستان بوسی سے سربلند ہوئے حاجی نے فرنگ کا اسباب نہایت عمدہ پیش
کیا۔ حرفہ گرون نے جو مشکل صنعتین سیکھی تھین وہ دکھائین اور مورد تحسین ہوئے
فرنگی اپنے ملک کے عمدہ عمدہ باجے بجاتے تھے خاص کر ارغنون (ارگن) بجا کے
سننے والون کو نہایت خوش کرتے تھے۔

تاریخ بدایونی مین لکھا ہے حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون لایا یہ
غلط لکھا ہے وہ گوہ سے لایا تھا۔ وہ ایک بڑا سا صندوق تھا قد آدم۔ ایک
فرنگی اندر بیٹھ کر تار بجاتا تھا دو باہر بیٹھتے تھے۔ پانچ طاؤس کے پر اس مین لگے ہوئے
تھے انکی جز جز پر انگلیان مارتے تھے۔ انکی آوازون سے لوگ محظوظ ہوتے
تھے۔ فرنگی ہر دم کبھی سرخ کبھی زرد نکلتے تھے اور ایک حال سے دوسرے حال
مین ہو جاتے تھے۔ اہل مجلس یہ رنگ دیکھ کر دنگ ہوتے تھے۔

جب پادشاہ اودے پور کے قریب آیا تھا تو صوبہ گجرات کے حقائق گذارون نے
پادشاہ کو اطلاع دی کہ حاجیون کا قافلہ جو روانہ ہوا تھا۔ اسکو بنادر فرنگ کے
حکام سے عوام الناس نے ڈرا دیا ہے۔ پادشاہ نے انکو خرد افزا نصیحتین کین اور
اعیان دولت نے دلدہی دی مگر اسکا اطمینان نہ ہوا تو قلیچ خان پاس بعض
بنادر فرنگ تھے اور وہ اس وقت اس لشکر مین تھا جو ایدر کو فتح کرنے گیا تھا
پادشاہ نے اسکو گھوڑے کی ڈاک مین بلا کر ساحل دریاے شور پر بھیجا کہ وہ اس
گروہ بیگانہ (فرنگی) کو خدمت پذیر بنا کے حاجیون کے قافلہ کو سلیمی اور اہی

ہندؤون و مسلمانون کے باہمی معاملات و مہمات کا بیان مسلمانون کی تاریخون
مین بالاجمال صحیح ہے انکی تفصیل مین غلطیان دانستہ یا نادانستہ ہوئی ہون
جیسی کہ اس تہذیب کے زمانہ مین بھی ہوتی ہین مجھے اپنی تاریخ مین ایک طرفہ
بیان مجبوری کرنا پڑتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہندؤون کی تصنیفات سے
تاریخین موجود نہین ہین کہ دونو کا مقابلہ کرکے ثالث بالخیر بن کو تاریخ لکھی جائے
اب ایک بڑا مسئلہ بحث کے لئے یہ پیش ہوتا ہے کہ ہندؤون کی تصنیف سے تاریخین
کیون نہین موجود ہین کیا انہون نے تصنیف نہین کین یا تصنیف کین پر برباد ہو گئین انگلستان کے محققون نے
اس مسئلہ مین بڑی بڑی موشگافیان کی ہین۔ اول سر ولیم جونز نے یہ تحقیقات شروع
کی۔ یہ فاضل جو بہت سے زبانون مین استعداد کامل رکھتا تھا اور سنسکرت کا پنڈت
تھا۔ اسکو توقع تھی کہ ہندؤون کے یہان کتب تواریخ اس قدر دستیاب ہونگی کہ وہ
تواریخ عالم کے علم کو بڑھا دینگی مگر اسکو بعد از تحقیقات مایوسی ہوئی سنسکرت مین اسکو
تاریخون کا پتا نہ لگا اور محققون کی تحقیق کا نتیجہ بھی یہی ہوا۔ مگر ایک فرانسیسی مشرقی زبانون
کا فاضل انگریزون پر جھنجلا کر کہتا ہے کہ وہ کیون نہین ان تاریخون کو بہم پہنچاتے ہین اگر
وہ موجود نہ ہوتین تو ابو الفضل نے کیونکر ہندؤون کے قدیمی زمانہ کا حال دریافت کرکے
اپنے آئین اکبری مین لکھ دیا۔ مسٹر ولسن نے تاریخ کشمیر راج ترنگنی کا ترجمہ کرکے اس امر کی
شہادت دی کہ علم تاریخ سے ہندو بے بہرہ نہ تھے وہ بھی سلسل تواریخ قومی اور ملکی
رکھتے تھے گو اس مستثنیٰ صورت سے انگلستان و فرانس و جرمن کے محققین نے نہ مانا کہ
ہندو علم تاریخ کی کتابین رکھتی ہین۔ انہون نے سنسکرت کی کتابون کے کتب خانون کو
چھان مارا مگر انکو تاریخونکی کتابون کا ذخیرہ نہ ہاتھ لگا انہون نے یہ فیصلہ کر دیا کہ
ہندؤون کے زمانہ قدیم کے حالات تاریخی کتب سے تحقیق ہونے ناممکن ہین۔ بلکہ ان
اور بہت سے اسباب ہین جیسے سلپچر (بت تراشی) و ڈرامہ (ناٹک) کتابے عمارتین
علم ادب۔ پوران۔ قوانین۔ قصص۔ شاعری۔ راجاؤن کے نسب نامے

واقعات تو عظیم الشان ہوتے ہین ۔ کھیل مین لڑکون کا حال اپنی تاریخ
کے بیان مین یہی ہوتا ہے ۔ جب کسی لڑکے کا کنکوا کٹ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
کہ اتفاقیہ پانون کے تلے ڈور آگئی تھی ۔ مسلمانون کی تواریخ کی غلط نمائیون
پر یوروپ کے محقق پلے بیٹھے ہین ۔ گو ابتدا مین ہندؤن کی زبان اور مذہب
اور عادات و اوضاع و اطوار اور بہت سے حالات پر مسلمان کی کتابون
کے ذریعہ سے اُنکو علم حاصل ہوا ہے مگر اب یورپ مین بڑے بڑے سنسکرت
سکالر جنکا علم یہان کے پنڈتون سے کچھ کم نہین ہے موجود ہین ۔ رات دن
تحقیقات مین لگے رہتے ہین ۔ اسباب تحقیق ان پاس بہت ہین ۔ اُنھون نے
ہندؤن کی بڑی بڑی تاریخین لکھی ہین اور لکھ رہے ہین علےٰ ہذالقیاس عربی فارسی دانون
فاضلون کی کمی نہین ہے وہ ہر طرح کے مسلمانون کی کتابون کی چھان بین کرتے
ہین مسلمانون کی نایاب کتابون کو بھی اُنھون نے اپنی سعی سے بہم پہنچایا ہے
انٹرنیشنل کونگریس کے سالانہ جلسہ ہین وہ جو اپنے کارنامے دکھاتے ہین خرق
عادات سے کم نہین ہوتے مگر افسوس یہ ہے کہ یوروپ مین مذہب نے سب
قومون کی نسبت خاص کر مسلمانون کی نسبت غلط معلومات کا دریا ایسا بہایا ہے
کہ اسکی مد کا جزر نہین آتا ۔ اس سبب سے کہ یورپ مین مذہبی جوش اس قسم کا نہین
رہا جیسا کہ ایشیا مین ہے تاریخی تحقیقات مین مذہب کے احکام لگانے
مہذب محقق معیوب سمجھتے ہین مگر وہ غلط معلومات خاکستر تلے کی چنگاریان ہین جب
اُنکو ہوا لگتی ہے تو وہ بھڑک کر آگ لگا دیتی ہین ۔ وہ مسلمانون کی تاریخون
کو نکتہ چینی اور عیب بینی کی نظر سے اس طرح دیکھتے ہین کہ ایک ایشیائی مورخ جو اپنے
ملک اور قوم کے حالات پر علم رکھتا ہے وہ اُنکی تحقیقات کو اس نظر سے دیکھتا ہے جس نظر
سے اہل یورپ ایشیائی تاریخون کو دیکھتے ہین اسکا بیان مقدمہ مین تفصیل سے بیان
کیا ہے

اپنی ذہانت کو الٰہیات-حکمت-فلسفہ-منطق-ہیئات-ریاضی-تصوف مین صرف
کرتے تھے-تاریخ کی واقعہ نویسی کو اپنے علم کے اعلےٰ درجہ کے آگے کمتر جانتے تھے
خیالات کی بلندی واقعہ نویسی کی پستی مین اُنکو نہین جانے دیتی تھی-جتنی ہندوؤنکی
علمی کتابین اور قومون کی کتابون سے مختلف طرح کی ہین-ایسی ہی اُنکی تواریخ
کی طرز اور طرح ہی نرالی ہے جنسے تاریخی حال اچھی طرح سمجھہ مین نہین آتا جن بزرگون
نے یہ کتابین لکھین-وہ دین کے کامون کے آگے دنیا کے کاروبار کو ہیچ و پوچ
جانتے تھے انکا زمانہ ایسا بھولا تھا کہ اس مین عجیب و غریب قصص افسانے مقبول
خاص و عام ہوئے تھے سوا اسکے یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب جغرافیہ دان کسی سرزمین کا
حال نہین دریافت کرسکتا تو وہ اوسکی جگہ نقشہ مین خالی چھوڑ دیتا ہے اور یہ لکھ دیتا ہے کہ یہ
سرزمین انسان کی آبادی کے قابل نہین اسمین حیوانات بستے ہین اور اگر انسان
کہین آباد ہین تو وہ بھی بہائم سیرت ہین ایسے ہی مورخ جس زمانہ کا حال نہین
جانتے تو اُس مین ملکتون جنون-دیوون دیوتاؤن کی سلطنت بتاتے
ہین-اور تمام لوازم سلطنت کو انکے بیان کرکے عجیب عجیب قصے بیان کرتے ہین-
مسلمانون کی بہت سی تاریخون مین ابتداء زمانہ کا حال جنون کی آبادی سے
اور ابوالحسن کی بادشاہی سے شروع ہوتا ہے یہی حال ہندوؤن کی بہت سی
کتابون کا ہے کہ ایسے قصے کہانیون سے بھرے پڑے ہین-سوا اس کے
اُنہون نے کبیشرون اور بھاٹون کو اپنا مورخ بنایا ہے-یہ سچ ہی کہ دنیا کی
تاریخ کا بڑا حصہ شاعرون کی کتابون مین موجود ہے اور بہت سے تاریخی
حالات اس سے معلوم ہوسکتے ہین مگر شاعرون کو یہ اختیار ہے کہ وہ ہر مضمون
کو کم و بیش کرکے اپنے حسب مدعا بنالین-ان کے قلم پر بادشاہون کے علم کا بس نہین
چلتا-شاعر اپنی طرف سے قصے سچی تاریخ مین شامل کرکے اسکی صورت کو مسخ کردیتے ہین
اور سچ مین جو جی مین آتا ہے ملا دیتے ہین بے حشیارانہ مبالغہ کرتے ہین مگر بعض قومون

کبیشر و بھاٹون کے کبت اور دا سے ایسے ہین کہ جنسے ہندؤن کی تاریخ کا بڑا
حصہ مرتب ہوسکتا ہے اور وہ انہون نے کیا ہے مگر اسمین واقعات کی نسبت قیاسات
بہت ہین اور ۔ ۔ ۔ محققین مین آپس مین رایون کا اختلاف ہے ۔
بعض فرنگستانی متعصب کوتاہ بین محقق ان تاریخون کی کمیابی و نایابی کو افتیا کر کے
مسلمانون کے سر اس طرح تھوپتے ہین کہ وہ کہتے ہین کہ اسکا تو ہمکو یقین نہین ہوتا کہ
ہند کی قدیمی مہذب قوم جو بہت سے علمون کی موجد ہو علوم ریاضیہ سے ماہر ۔
علم موسیقی و شاعری مین بے مثل ۔ سنگ تراشی و معماری مین علماً و عملاً واقف ۔
وہ علم تاریخ سے بے بہرہ ہو ۔ ۔ ۔ جو سب ملکون قومون مین قدیم سے چلا آتا ہو اور
سب سے زیادہ آسان ہو اور اس مین فقط واقعات و حادثات اور حالات شاہی
کی نقل کرنی ہو ۔ جہان وہ بڑے بڑے پنڈت عالی دماغ و روشن ضمیر موجود
ہون جنکے علم و فضل کی شہادتین موجود ہین وہان کسی وقائع نگار کا نہ ہونا سمجھ
مین نہین آتا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہان تاریخی کتابین ضرور ہونگی
مگر انکو مسلمانون نے اس طرح غارت کیا ہوگا جیسا کہ کتب خانہ اسکندریہ کو جلا کر خاک
مین ملایا تھا ۔ ان ناحق شناسون کو یہ علم نہین کہ حق پرست فرنگستانی محققین کی
تحقیق کے مطابق اہل اسلام پہ اسکندریہ کے کتب خانے کے جلانے کا الزام غلط ہی دوم
اس زمانہ مین ہر قطعہ ہند مین گورنمنٹ نے جو سنسکرت کی کتابون کی فہرستین مرتب کرائی
ہین انمین زیادہ تر وہی کتابین ہین جو مسلمانون کے عہد سلطنت مین قلمی لکھی گئی ہین غرض
یہ اہل اسلام پر محض افترا اور بہتان ہی کہ انہون نے ہندؤن کی سنسکرت کتابون کو
غارت کیا ہو ۔ خود فرنگستانی محقق کہ جنکی طبیعت حق پرست اور انصاف دوست
ہے وہ اس کا خیال بھی نہین کرتے کہ ہندؤن کی کتب تواریخ کی کمیابی اس سبب سے
ہوئی ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہندؤن کی شائستگی سے بعید ہی کہ وہ کتب
تواریخ کو تصنیف نہ کرین دوسرا گروہ محققین کا یہ کہتا ہے کہ ہندؤن کے عالم فاضل

اسکی تصنیفات مین موجود ہین۔ اسنے حالات بچشم خود دیدلکھے ہین اسکی تصنیفات سے اور بہت سے اپنی تحقیقات سے اور کبیشرون اور بہاٹون کے کبتون سے اور گیتون وغیرہ سے کرنیل ٹوڈ صاحب نے تاریخ راجستان بہت محنت سے نہایت دلچسپ لکھی ہے گو زمانہ حال مین اسپر نکتہ چینیان اوراعتراضات ہوتے ہین اور غلطیان بتلائین جاتی ہین۔ صاحب ممدوح کو راجپوتون کے ساتھ ایسی موانست تھی کہ اہنون نے انکی تاریخ ایسی طرفداری سے لکھی ہے کہ اگر کوئی راجپوت اسکو لکھتا تو اس سے زیادہ اپنی قوم کی حمایت نہ کرتا اس لئے مین راجستان کی تاریخ سے ہندو مسلمانون کی بعض لڑائیون کا بیان لکھونگا انکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی بڑے متعصب رجپوت نے لکھی ہے۔ اس لکھنے سے غرض یہ ہے کہ میری تاریخ پر یہ اعتراض نہ ہو کہ وہ یک طرفہ بیان ہے دونو کا مقابلہ کرکے دیکھلین کہ دونوکے بیان مین واقعات عظیمہ مین بہت کم فرق ہے۔ میواڑ اور مارواڑ سے مسلمانون کا تعلق زیادہ تر رہا ہے اس لئے ہم انہین کی تاریخ زیادہ تر ٹوڈ راجستان سے لکھتے ہین ——

میواڑ کی تاریخ

تمہید

شرافت و قدامت نسب پر افتخار کرنا انسان کو بالطبع پسند ہی ہر زمانہ مین ہر ملک کی قومین اس شرافت و قدامت کا دعوی کرتی چلی آئی ہین۔ اس افتخار مین قومون نے اسی پر بس نہین کی کہ وہ اعلی ترین انسانون کی اولاد مین سے ہین بتلاتے بلکہ بعض قومون نے ایسی بلند پروازی کی کہ آسمانی اولاد بنین۔ زمین پر بیٹھے بیٹھے فلک اور اجرام فلکی سے ناتہ رشتہ اہنون نے جوڑا۔ بعض نے اپنے تئین نیم آسمانی بنایا۔ بعض نے دیوتاؤن کی سنتان بنایا

اور زبانون کے وہی مورخ ہین۔ اشعار مین تاریخ اپنا چہرہ اس طرح دکھاتی
ہے جیسے کہ کج بین آئینہ مین آدمی کی صورت دکھائی دیتی ہے۔ مگر ہندؤن کے
ہان اس شاعری مین یہ خرابی آنکر واقع ہوئی ہے کہ راجہ اور کبیشر مین ایسا تعلق
ہوتا ہے کہ جسکے سبب سے کبیشرون کی راستبازی مین خلل پڑتا ہے۔ کبیشر صرف
زبانی التعریف کی عوض مین جسمین اسکے گرہ کا کچھ خرچ نہین ہوتا اپنا دامن دولت سے
پُر کر لیتا ہے۔ مدح فروشی وہ کرتا ہے اور جب کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو ہجو کرتا ہے
اور صاف صاف سناتا ہے۔ بھاٹون کو فارسی زبان مین باد فروش کہتے ہین
راجاؤن کا قول ہے کہ ہم دشمن کی تلوار سے ایسے نہین ڈرتے جیسے کہ کبیشرون
کے کبت کے تیرون سے۔ کبیشر قومون کی تفنن و تفریح طبع کے لئے فقط واقعات
جنگ اور خونریزیون کو بیان کرتا ہے اور باقی اور سب طرح کے تاریخی حالات
کو فرو گذاشت کرتا ہے مگر ہان وہ مذہبی باتون اور اوضاع و اطوار کو بھی ایسے طور
سے بیان کرتا ہے جنکی صحت مین کلام نہین ہو سکتا۔ ہندؤن کے علم ادب مین صرف
ایک تاریخ کشمیر ہی جسکا نام راج ترنگنی ہے اور آخر زمانہ مین چند نامی کبیشر بڑا
گذرا ہے اس نے پرتھی راج کے حالات ۶۹ کتابون مین لاکھ دوہون مین لکھے
ہین اور راجستان کے ہر خاندان کا حال اسمین کم و بیش درج ہے جس سے اسکی
شجاعت و جوان مردی اور جنگی مہمات کا حال اس عہد کا معلوم ہوتا ہے کہ
جسمین دریا سے کرمان سے لشکرون کی گھٹائین اوٹھ کر ہمالیہ پہاڑ کے اندر سے
ہوتی ہوئی ہند پر برستی۔ اس بارش کا پانی جس رجپوت نے پیا ہے اس کا حال
اسمین ہے۔ یہی پرتھی راج کی لڑائیان اور آشتیان۔ اسکے مختلف باج گذار
اور معاونون کا حال اور اُن کے شجرون کی کیفیت مکانات کا حال چند کی
تصنیفات سے معلوم ہو سکتا ہے وہ تاریخ و جغرافیہ کی ایک یادداشت ہے
اور سوا اسکے مذہب اور اوضاع و اطوار کی وہ تاریخ ہے بہت سی سچی باتین

ابتدائی بنس ور ان کے ساتھ بڑے بڑے راجاؤن کے کل اور انکے دو شاخ راجاؤن کی جو سولھوین عیسوی مین مشہور ہوئین لکھی ہین۔

اول سورج بنسی — دوم چندر بنسی — سوم اگنی کل

گہلوت — راٹھور — کچھواھہ — یادو

میواڑ — بیکانیر — جودھپور — امبر — اجھاریا — جیسلمیر — کچھ — چوہان — چالوکی — پرمار — پریہار — بوندی — کوٹہ — سروہی

پہلے سارے ہندوستان مین راجپوت ہی راج کرتے تھے۔ راجپوت کے معنے ایسے ہی تھے جیسے کہ مسلمانون مین امیر کے اور ترکون مین بیگ کے ہوتے ہین مگر جب انکا راج مسلمانون کے ہاتھ مین آیا تو راجپوت کے معنے مین بھی فرق آیا اور ایسا تنزل ہوا کہ اردلی پربت کے گرد کے باشندون کو رجپوت کہنے لگے راجپوت راجاؤن مین میواڑ کا رانا سب سے بڑا اور شریف سمجھا جاتا تھا اور تمام راجپوت اسکی بزرگی اور عظمت کو مانتا تھا اور اپنے سے بڑا جانتا تھا یہ شرف اسی رانا کے خاندان کو حاصل ہے کہ اسنے مسلمانون سے رشتہ مندی کرکے اپنی نسل مین ان کا خون اور راجپوت راجاؤن کی طرح نہین ملایا۔ باوجودیکہ انسے سخت مقابلہ اور خونریز معرکہ ہوتے رہے۔

میواڑ کی حدود جو اب ہین انہین کے قریب قریب اکبر کے زمانہ مین بھی تھین اسکا رقبہ ۱۲۶۱۴ مربع میل ہے۔

۲۳ درجہ ۴۹ دقیقے اور ۲۵ درجے ۳۶ دقیقے شمالی عرض بلد اور ۷۲ درجے اور ۵۰ دقیقے اور ۷۵ درجے ۵۳ دقیقے مشرقی طول بلد کے درمیان واقع ہے اور اسکی حدود یہ ہین شمال مین ریاستہاے جےپور اور اجمیر جنوب مین پرتاب گڈھ اور ڈونگرپور مشرق مین کوٹہ اور بوندی مغرب مین ...

میواڑ کی حدود + ...

غرض اپنے تئین عجیب الخلقت بنایا۔ وہ یہ نہین سمجھتے کہ اس طرح فخر کرنا اور انسان کی
قدرتی فطرت کے موافق جنم لینے سے انکار کرنا اپنی ہنسی اوڑوانا ہے۔ بھلا کہان
آسمان کے مہر و ماہ اور کہان زمین پر انسان۔ عقل کب اجازت دیتی ہے کہ غیر
جنسون مین وصل ہوکر انسان کی ولادت ہو۔ آبا و اجداد کے ایجاد کا شوق
انہین آدمیون اور قومون مین پیدا ہوتا ہے جنکے خاندان مستند نہین ہوتے
یا وہ اپنے وطن سے غیر وطن مین چلے جاتے ہین یا انکے خاندان کا سلسلہ گم ہو جاتا ہے
فرنگستانی مورخ کہتے ہین کہ راجپوتون کے تین مشہور بنس ہین جنکی اصل حقیقت کبھی
صحت سے نہین دریافت ہو سکتی۔ انکی تاریخ ان قدیمی زمانون مین الٹی جاتی ہے
جنمین وہ تاریکی کی گھٹا چھائی ہوئی ہے کہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نہین دیکھ
سکتا۔ اس زمانہ مین زمین پر وہ بہادر شجاع تھے جو دیوتاؤن سے لڑتے تھے۔
روایات یون چلی آتی ہین کہ ایک بنس انکا سورج کی اولاد ہے اس لئے وہ سورج بنسی
کہلاتے ہین۔ اکشواکو سورج کا پوتا تھا اسکی چوبیسون پیڑھی مین رامچندر مہاراج
اجودھیا پیدا ہوئے اُس سے یہ بنس چلا۔ دوسرا بنس انکا چاند کی اولاد ہے
جنکو چندربنسی کہتے ہین جو بدھ (عطارد) اور کرشن سے پیدا ہوئے۔ تیسرا بنس انکا
اگنی کا تھا وہ اگستا کی اولاد ہے یعنی اُس آگ کی جو آبو کے پہاڑ پر روشن
ہوئی تھی۔ ان تین بنسون سے چھتیس شاخین رجپوتون کی پیدا ہوئین۔ جو
راجپوتون کو اپنی شرافت پر فخر ہے وہ کسی اور قوم کو نہین ہے۔ انکی شجاعت
وبہادری ضرب المثل ہے اور آزادی انکو بالطبع پسند ہے وہ مصائب و آفات
کو بڑے صبر و تحمل سے برداشت کرتے ہین۔ روے زمین پر کوئی قوم انکی
ہمپایہ ایسی نہین ہے کہ جس نے باوجود انقلابات و حوادثات زمانہ کے اپنی
شایستگی و تہذیب و اوضاع و اطوار آبائی کو بدستور قائم رکھا۔ جب ان پر
سخت ظلم ہوتا ہے تو وہ اپنی بڑی بہادری دکھاتے ہین پیچھے کی فہرست مین

وہ سمت آئین پیدا ہوا تھا اسکے زمانہ مین یہ بڑا انقلاب ہوا کہ مسلمانون کے حملے
ایسے ہوئے کہ ہندوؤن کے سر پر سے راج کا تاج اُتر گیا اور مسلمانون کے سر پر
رکھا گیا۔ اب ہم کبیشر چند کے بیان کو انہین کے محاورات مین بیان کرتے ہین
وہ اس زمانہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ پٹن مین بھولا بھیم۔ چالوک آہنین تن تھی
کوہ آبو پر جیٹ پرمرا۔ میدان جنگ مین قطبی تارا ہے کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین جانتا
میواڑ مین سمیر سنگھ ہے جو بڑے بڑے زبردست راجاؤن سے خراج لیتا ہے
وہ دہلی کے دشمنون کے روکنے کے لئے لوہے کی دیوار ہے۔ سب کے بیچ
مین اپنی قوت مین زبردست منڈور کا راجہ مغرور ناہر راؤ ہے جو بازو کی
قوت بازو ہے اور وہ کسی سے خوف نہین کرتا۔
دہلی مین سب سے بڑا راجہ آننگ پال ہے جسکے حکم سے یہ راجہ حاضر ہوئے
راجہ منڈور۔ راجہ ناگور۔ وسندھ و جلوت۔ اور حدود کے راجہ۔ پیشور لاہور
کانگڑا اور کوہستانی راجہ و راجہ کاشی و پریاگ۔ اور گڈھ دیوگیری۔ سرد ملکون کے
راجہ یہ سب اسکی قوت سے ڈرتے تھے۔ جب زابلستان سے بھٹی نکالے گئے ہین
وہ ان مقامات مین رہتے تھے۔ پنجاب مین سالباہن اور ٹنوٹ۔
دیراول مین جسکو آخر مین انہون نے آباد کیا تھا اور قدیمی لودروا ہین جسکو انہون نے
ریگستان مین فتح کیا تھا اور اس زمانہ مین وہ اپنا دارالقرار جیسلمیر بنا رہے تھے۔ اس
کونے مین صدیون تک وہ خلفار کے نائبون سے ارور مین لڑتے رہے۔ اور
کبھی کبھی انہون نے اپنے قدیمی ملک کو شہر اٹک تک جو دریائے سندھ پر ہے اُسے
واپس لے لیا۔ انکا مقام ایسا تھا کہ وہ ہندوستان سے کم تعلق رکھتے تھے
پرتھی راج کا ایک بڑا افسر جیلیس تھا وہ راجہ بھٹی کا بھائی تھا اس سبب سے
انکو تعلق اس راجہ کے عہد مین ہندوستان سے پیدا ہوا۔ پرتھی راج کی
بہن کی شادی سمرسی راجہ چیتوڑ سے ہوئی۔ اس لئے جب پرتھی راج کی لڑائی

مین پانچوین حصے اسکے ہموار ہین۔ اور باقی پہاڑ یا زمین بہت ناہموار ہے
کھیتی خوب ہوتی ہے۔ مویشی اچھی طرح پالے جاتے ہین۔ بعض جگہہ کا زمین بھی کھودی
جاتی ہین۔ کئی ندیان اور دریا بہتے ہین۔ آبپاشی بہت احتیاط سے ہوتی ہے
اور اسکا محصول راناکی آمدنی کا معتد بہ حصہ ہے۔ سولھوین صدی مین میواڑ اپنے
معراج پر پہنچا ہوا تھا۔ اسکی سپاہ قواعد دان جنگی بہت تھی۔ بہت سے راجہ
اوس کے تابع تھے اور ملک کے مناسب مقامون مین مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے
ان سب مین مشہور قلعہ چتوڑ کا تھا وہی راجپوتون کی آزادی کا مقدس ملجا و ماوی تھا
میواڑ مین گہلوت راجاؤن کی ابتدا بپا سے ہوئی ہے وہ سمت ۷۸۴ھ
مین چتوڑ کی راج گدی پر بیٹھا۔ جب بپا چتوڑ مین راج کرتا تھا تو بغداد مین ولید
خلیفہ تھا۔ محمد بن قاسم نے ہندوستان پر جو حملے کئے۔ ہندؤن کی تاریخ مین
ان حملون کا بیان سوائے اسکے کچھ اور نہین ہے کہ کچھ کبھی سندھ سے کبھی سمندر سے
آئے سمت ۷۸۰ سے سمت ۷۹۷ تک مین مسلمانون نے جو چتوڑ پر حملہ کئے اوس کی
حفاظت مین بہت سے راجاؤن نے مدد کی اور مسلمانون کے حملون کو جو
موری نبس پر۔۔۔۔ ہوئے اس نے گہلوت کے نوجوانون کی مدد لے کر ہٹادی مسلمان
کجلی بند سے متھرا مین آئے اور سوراشٹر اور سندھ کی طرف سے انہون نے
مراجعت کی۔ بپا نے انکا تعاقب کیا اوس نے اپنے باپ دادا کے شہر گجنی
(کھمبایت) اسور (مسلمانون) کے قبضہ مین دیکھا۔ سلیم وہان حکمران تھا اس کو
شکست دیکر اسکی بیٹی سے بپا نے بیاہ کیا۔ یہ ایک تعجب خیز امر ہے کہ ایک ہندو
مسلمان سے یون بیاہ کرے۔ میواڑ کے راجہ کھمان کے عہد مین سنہ ۸۱۲ و
سنہ ۸۳۶ کے درمیان محمود خراسانی کے حملہ کا بیان لکھا ہے جسکی حمایت کے لئے بہت
سے راجہ آئے۔ کھمان کے رس مین اسکا بیان ہے کھمان ۲۴ بڑی بڑی لڑائیان
لڑا جس سے اسکا نام ہوا۔ اسکی پندرہوین پیڑھی مین سرسی اسکا جانشین ہوا۔

ماں سرور وانی

که وه فقط آئینے مین اسکا چہره دیکھ سکتا ہے تو اُسنے یہ بھی منظور کرلیا۔ اس آرزو
مین وه تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر راجپوتون کی ایمانداری پر بھروسہ
کرکے قلعہ کے اندر گیا اور آئینہ مین اپنے محبوب کا چہره دیکھ کر واپس آیا۔ راجپوت
بھی سلطان کی ایمانداری پر اعتبار کرکے قلعہ کے نیچے اسکے ہمرکاب آئے۔ راه
مین ہمراہیون سے مہمان یہ عذر خواہی کرتا رہا کہ مینے آپ لوگون کو ناحق تکلیف
دی۔ سلطان نے یہ جان جوکھون کا کام رجپوتون کی ایمانداری کے سبب سے
کیا تھا مگر کمین گاہون مین اس نے اپنے آدمی بٹھا رکھے تھے۔ جنہون نے بھیم سی
کو گرفتار کرلیا اور اپنے لشکر مین اُسکو جلد لے آئے۔ اب اسکی رہائی کا مدار
پدمنی کے حوالہ کردینے پر ٹھیرا۔

جب چتوڑ مین اس ہولناک واقعہ کی شہرت ہوئی تو راجپوتون کے اوسان
خطا ہوے اور آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ پدمنی کو حوالہ کرین یا بھیم سی کو چھٹائین
پدمنی سے یہ حال کہا گیا تو اوسنے اپنے چچا گورا اور اوسکے بھتیجے بادل کو بلایا
یہ دونو سنگالی امیرزادے تھے اُن سے یہ سارا احوال کہا انہون نے اینی
تدبیر سوچی کہ جسمین بھیم سی کو رہائی ہوجاوے اور پدمنی کی بھی جان اور عصمت
بچ جاوے۔ سلطان علاؤالدین کو یہ کہلا بھیجا کہ جس وقت تو اپنے مورچون سے
پرے ہٹ جاویگا تو اُسی روز تیرے پاس پدمنی روانہ ہوگی مگر وه اوسی
ٹھاٹھ کے ساتھ آئے گی جو اوسکی شان کو شایان ہے اسکی ساری لونڈیان اور
نوکرین ساتھ ہونگین جو دہلی جائینگی اور آخر رخصت کی ملاقات کے لئے اس کی
کل سہیلیان بھی ہمراه ہونگین خیمہ گاه پر سے آخر ملاقات کرکے اُلٹی چلی آئنگی
سلطان نے خوش ہوکر حکم دیدیا کہ پدمنی کی سواری کی پردہ داری مین ہر طرح
اہتمام ہو اور کوئی اوسکے دیکھنے کا قصد نہ کرے۔ سات سو ڈولیان سلطان
کے خیمہ گاه کو روانہ ہوئین۔ ہر ڈولی کے اندر ایک سورما گبرو بیٹھا تھا۔ چھ چھ

شہاب الدین غوری سے ہوئی تو پرتھی راج نے اسکو ایلچی بھیجکے بلایا۔ گکر کی لڑائی مین وہ اور اسکا بیٹا مارے گئے۔ چند نے اسکی بہت سی بھٹائی کی ہے سمرسی گھی بیٹھے تھے کرنا اسکا جانشین سمبت ١٢٤٩ مین ہوا اسکی ماں کرم دیوی بڑی لائق اور ہوشیار تھی وہ قطب الدین سے امیر کے قریب لڑی تو راجہ اور گیارہ چھوٹے سردار اسکی ہمراہ تھے۔ قطب الدین کو شکست ہوئی اور وہ زخمی ہوا۔ اس کے بعد سمبت ١٢٥٤ مین راھپ چتوڑ کا راجہ ہوا وہ شمس الدین سے ناگور مین لڑا اور غالب رہا اس راجہ نے دو بڑی تبدیلیاں کین۔ اول اس نے قوم کا نام بدل کر سسودیا رکھا۔ دوم پہلے جو چتوڑ کے راجہ ... کو راول کہتے تھے اس لقب کو بدل کر اس نے رانا لقب کر دیا۔ نصف صدی مین میواڑ مین نو راجاؤن نے راج کیا۔ نوین پشت مین راھپ کا بیٹا لکمسی چتوڑ کا راجہ ہوا۔

لکمسی اپنے باپ کی جگہ سمت ١٣٣١ مین تخت نشین ہوا اسکے راج کا بڑا واقعہ چتوڑ کی تاریخ مین سلطان علاؤ الدین کا حملہ ہے۔ سلطان نے دو دفعہ اسپر حملہ کیا وہ پہلی دفعہ مین ناکام رہا۔ دوسری دفعہ فتحیاب ہوا۔ لکمسی خردسال تھا اسکا چچا بھیمسی اسکا سرپرست تھا۔ ٹوڈ راجستان مین لکھتا ہے کہ بھیمسی نے سنگھل کے راجہ ہمیر کی بیٹی سے بیاہ کیا تھا۔ بیوی اسکی حسن و جمال مین بے مثال تھی اسی لئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ مگر ابوالفضل نے لکھا ہے کہ راول رتن سی مرزبان چتوڑ کے پاس ایک پدمنی تھی۔ سلطان علاؤ الدین کو اس سے عشق ہوا اسکے بیان کو ہندی کبیشر اور بھاٹ اس طرح بیان کرتے ہین کہ علاؤ الدین نے جو چتوڑ پر حملہ کیا اس مین اسکو خیال ملک و دولت حاصل کرنے کا ایسا نہ تھا جیسا کہ اس پدمنی کے ہاتھ لگنے کا۔ جب حملہ مین عرصہ دراز ہو گیا تو اس نے رانا سے اسی پدمنی کی درخواست کی جب اسکے تئین ناکامی ہوئی تو اس نے اس خواہش پر بس کی کہ پدمنی کو مجھے دکھا دو اسکی درخواست کے جواب مین اس نے کہا

رانا راھپ

سلطان علاؤ الدین کا حملہ چتوڑ پر

ای با درمین کیونکر اسکے کامون کی تعریف کرسکتا ہون اس نے کوئی دشمن نہین چھوڑا جو اوسکو ڈرائے یا اوسکی تعریف کرے۔ پجنی سنکر مسکرائی اور تیجر سے یہ کہہ کر رخصت ہوئی کہ میرا خاوند میرے دیر لگانے سے خفا ہوگا پھر وہ جلتی آگ مین کود پڑی اور ستی ہوگئی۔

سلطان علاؤالدین نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور تازہ سپاہ بہم پہنچاکر قوی کیا اور چیتوڑ پر دوبارہ حملہ سمت ۱۳۴۶ سنہ ۱۲۹۰ مین کیا فرشتہ نے ۱۳ برس بعد اس حملہ کو لکھا ہے۔

پہلے حملہ مین جو بہادرون کا نقصان ہوا تھا ابھی اس کا عوض ایسا نہ ہوا تھا کہ وہ بحال ہوتے۔ سلطان نے قوی حملہ کیا۔ جنوب کے پہاڑ پر قبضہ کرکے وہ قلعہ کے بہت قریب آگیا اور وہان اپنے مورچے جماے۔ راجپوت ان مورچون کے نشان اب تک بتاتے ہین۔ اس سخت حملہ سے جو راجپوتون پر بلائین نازل ہوئین ایک کبیشر نے ان کے گیت خوب بنائے ہین اور ان مین خوب مضمون اٹھائے ہین وہ کہتا ہے کہ رانا دن کو بہت محنت کرکے ہارا تھکا رات کو بستر پر حیران پریشان پڑا یہ سوچتا تھا کہ مین کیا تدبیر کرون کہ میرے بارہ بیٹون مین سے کاش ایک بیٹا تو بچ جاے اس تنہائی کی حالت مین اسکو یہ ندا آئی کہ مین بھوکی ہون اس نے آنکھ اٹھاکر دیے کے دھندلے اجالے مین جو دیکھا تو دو ستون کے درمیان چیتوڑ کی محافظ دیبی شاہانہ لباس پہنے ہوئے جاتی ہوئی نظر آئی۔ رانا نے اس سے کہا کہ تو میرے آٹھ ہزار رشتہ دارون کو کھا چکی ہے اسپر بھی تیرا پیٹ نہین بھرا۔ اسکا جواب اس نے یہ دیا کہ مین راجاؤن کی بھینٹ لونگی۔ اگر چیتوڑ کے راج کے بارہ وارث اپنا خون نہین بہائینگے تو یہ راج انکے بنس سے نکلجائیگا یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئی۔ رانا نے صبح کو امیرونکی کونسل جمع کرکے اس رات کے واقعہ کا بیان کیا سب نے کہا کہ رانا کو یہ سپنا دغا

مسلح سپاہی ڈولی بانون کا بھیس بدلے ہوئے ڈولیون کو کندھے پر لئے ہوئے تھے۔
سلطان کا خیمہ قناتون سے گھرا ہوا تھا اُس مین یہ ڈولیان داخل ہوئین نصف
گھنٹے کی اجازت مانگی گئی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخر ملاقات کرلے۔ بھیمسی کو ایک
ڈولی مین بٹھا کر چلتا کیا اور باقی ڈولیان رکھی رہین کہ وہ رانی کے ساتھ دہلی جائنگی
جب اس ملاقات مین دیر لگی تو علاؤالدین کے دل مین میان بیوی کے ملاپ کا رشک
پیدا ہوا۔ اسکی نیت مین سچ نہ تھا کہ بھیمسی کو خلاص کرے جب وہ آیا تو یکایک ڈولیون مین
سے بجائے عورتون کے جانباز سپاہی نکلے مگر علاؤالدین کے ساتھ بھی مسلح
آدمی بہت ۔۔ تھے اس نے اپنے سپاہیون کو انکے تعاقب کا حکم دیا۔ بھیمسی کے
سپاہی پیچھے ہٹ ہٹ لڑتے جاتے تھے یہان تک کہ کوئی ان مین زندہ نہین رہا راہ مین
بھیمسی کے لئے ایک تیز رفتار رہوار لگا رکھا تھا وہ اُسپر سوار ہوا اور خیر و عافیت سے
قلعہ کے اندر پہنچ گیا۔ علاؤالدین کی سپاہ قلعہ کے دروازہ پر گورہ اور بادل بہادرون کو
ساتھ لیے پدمنی کی عزت اور بھیمسی کی جان بچانے کے لئے خوب لڑے اور کٹ کٹ مری
گورا تو مارا گیا اور بادل زخمی ہو کر بھاگا اور بہادرون مین چند ہی زندہ رہے
کچھہ عرصہ تک علاؤالدین کی کامیابی مین التوا ہوا اور راجپوت بہادرون نے
جانبازی کرکے اپنے مقابلہ کرنے کا خوف ایسا دلایا کہ سلطان اپنی اس مردانہ مہم
سے بمجبوری باز آیا ۔ بادل کی عمر بارہ برس کی تھی۔ اس عمر مین راجپوت اپنی اولاد کے
ہونہار ہونے کا امتحان کیا کرتے ہین وہ زخمی ہو کر بھاگا تھا۔ اسکا چچا گورا مارا گیا تھا
اسکی چچی بھتیجے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پہلے اس سے کہ مین اپنے خاوند پاس جاؤن تجھ
سے یہ پوچھتی ہون کہ میرے خاوند پر لڑائی مین کیا گذری۔ اُس نے کہا کہ لڑائی کا
کھیت تو وہ کاٹ رہا تھا مین اوسکے قدمون کے نیچے خوشہ چینی کر رہا تھا اُسنے عزت
خون آلود فرش پر ایک مقتول کا بچھونا بچھایا اور ایک وحشی شاہزادہ کو مار کر اوسکا
تکیہ لگایا۔ دشمنون کے گھیرے مین وہ اسپر سو گیا۔

اس چتا مین جل کر خاکستر ہوگئی۔ انہین پدمنی بھی تھی جسکی خاک اس ڈھیر مین تھی۔ اسکی جان گئی مگر عصمت بچی۔ اجی سی کچھہ فوج کو ہمراہ لے کر کلیواڑہ مین صحیح سلامت جا پہنچا رانا اپنے بیٹے کی اس سلامتی سے خوش ہوا کہ میرا بنس بالکل نیست و نابود ہونے سے سلامت رہا۔ پھر رانا اپنے جان نثارون کو ہمراہ لے کر سلطان علاؤالدین سے لڑا اور جان سے گیا۔ چتوڑ مین سلطان داخل ہوا وہ جانداروں سے خالی اور مردون سے پُر تھا۔ چتا مین اُس کی معشوقہ دلربا کی لاش مین سے دھُوان اُٹھ رہا تھا یہ غار اس زمانہ مین بڑا مقدس و متبرک گنا جاتا ہے توہمات کے مطابق مشہور ہوگیا ہے کہ اس غار کا محافظ ایک بڑا اژدہا ہے جسکے سبب سے کسی آدمی کی رسائی نہین ہوتی کہ آنکھہ کھول کر دیکھے کوہان کیا ہے۔ اب سکندر ثانی سلطان علاؤالدین کا چتوڑ پر قبضہ ہوا اور بہت غنیمت ہاتھہ لگی۔ رجپوتون کی بہت سی قومین اُس کی مطیع ہوگئین اُسنے جھالور کے راجہ مالدیو کو جو اوسکا مطیع تھا یہ قلعہ حوالہ کیا۔

رانا ہمیر

راجہ اجی سی جو زندہ بچا تھا وہ کلیواڑہ مین رہتا تھا یہ شہر کوہستان اراولی کے وسط مین ہی اور یہ پہاڑ میواڑ کی سرحد مغربی ہے اسکے بعد اجی سی کے بڑے بھائی کا بیٹا ہمیر تخت نشین ہوا۔ اسنے مالدیو سے چتوڑ لے لیا۔ مالدیو چتوڑ چھوڑ کے سلطان علاؤالدین کے جانشین سلطان محمود خلجی پاس چلا گیا وہ فوج لے کر اُس سے لڑنے لیا سنگولی کے میدان مین لڑائی ہوئی اور محمود خلجی کو شکست ہوئی۔ وہ ایسے پہاڑون مین سے لشکر کو لے کر گیا تھا کہ بہت سا لشکر اسکا بیکار ہوگیا تھا وہ خود قید ہوگیا تین مہینے تک مقید رہا۔ اجمیر۔ رنتھنبور۔ ناگور۔ سوی سیوپور اور پچاس لاکھہ روپیہ اور سو ہاتھی دیکر رہا ہوا۔ ہندوستان مین ہمیر ہی ہندؤن کا راجہ تھا اور سب قدیمی خاندان مغلوب ہوگئے تھے مسلمانون کے قبضہ سے میواڑ نکل کر پھر رجپوتون کی حکومت مین آگیا تھا مسلمانون کے حملے سے پہلے اگرچہ ہندوستان مین میواڑ اوج پر تھا مگر جب سے ہمیر نے دار السلطنت چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا

اور پراگندہ دلی سے یہ سپنا دکھائی دیا ہے۔ رانا نے ان سب کو آدھی رات کو بلایا۔ جب
یہ سب شب کو آئے تو ان کے سامنے وہی دیبی آئی اور کہنے لگی کہ ہر روز ایک راج
کا وارث راج گدی پر بیٹھے اور کرنیا (آفتابی) جو پادشاہی امارات مین سے ہے
اور چھترا (چھتر شاہی) اور چمرا (چنور شاہی) کی رسمین ادا کی جائین اور تین روز وہ
سب پر حکمرانی کرے اور چوتھے روز دشمن سے لڑکر اپنی جان دے۔ مین ان امیرزادون کے
خون کی بھوکی ہون۔ اگر اس سرزمین پر ہزارون وحشیون کی خون پاشی ہو تو مجھ
اس سے کیا مطلب؟ میری یہ شرائط جب پوری ہونگین تو مین تمھارے ساتھ رہونگی
گو یہ بیان کبیشرون کی گھڑت ہو یا رجپوتون کے دل بڑھانے کے لیئے یہ اختراع
ہوا ہو مگر راجپوت اسکو سچ جانتے ہین اس گھڑت سے انکا مطلب حاصل ہوا
کہ راجہ لکھسی کے بیٹون مین ہر ایک اپنے ملک کے لئے جان دینے مین اپنی تقدیم
پر اصرار و تکرار کرتا تھا۔ ارسی نے کہا کہ مین عمر مین سب سے بڑا ہون اس لیئے میرا
حق سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اول ارسی کے راج تلک لگا اور سر پر چھتر
چھایا گیا۔ تین دن راج کرکے چوتھے روز دشمن سے لڑکر سنسار سے سدھارا۔ اس کے
بعد عمر مین اجی سی تھا۔ اس نے رانا سے درخواست کی مگر وہ رانا کو سب بیٹون مین
سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اس لئے رانا نے یہ صلاح ٹھیرائی کہ اول وارسکے دس بھائی
باری باری سے راج گدی پر بیٹھین۔ سب بیٹون نے باپ کی بات کو مان لیا۔
اس طرح گیارہ بھائی تین تین دن راج کرکے میدان جنگ مین دشمن سے لڑکر فنا
ہوئے ایک بھائی باقی تھا جسکے قربان ہونے سے دشمن کے ہاتھ سے شہر بچتا تو رانا نے
اپنے صلاح کار امرا کو بلایا اور ان سے کہا کہ اب مین خود چتوڑ پر جان قربان کرتا ہون
مگر اپنے قربان ہونے سے پہلے ایک اور عبرت ناک قربانی اس نے یہ کی کہ اپنے
حفظ ناموس کے لئے لکڑیون کا انبار زمین کے اندر ایک غار مین لگایا۔ جہان سورج
کی کرن کا بھی گذر نہ تھا۔ رانیان اور امیرزادیان وہان جمع ہوئین اور سب

اسکا لقب ہتھیارا ہوا۔ قوم کے سارے رئیسون کو اُس سی نفرت ہوئی جب اسنے دیکھا کہ قوم کا کوئی رئیس اسکی طرف ملتفت نہین ہوتا تو اس نے شہنشاہ دہلی سے وعدہ کیا کہ مین اپنی لڑکی اس شرائط پر بیاہ دونگا کہ وہ اسکو تخت سلطنت پر قائم رکھے مگر اسپر قہر الٰہی یہ نازل ہوا کہ جب وہ بادشاہی دیوانخانہ سے باہر نکلتا تھا تو اُس پر بجلی گری کہ وہین بھسمنت ہوگیا۔ کبیشر اس بیان کو لکھتے ہوئے جھینپتے ہین اچھی طرح نہین بیان کرتے۔

راناراے مل ۱ سمبت ۱۵۳۰ ع ۱۴۷۴ مین رای مل اپنی بہادری سے کومبھو کا جانشین ہوا۔ اوداکے مرنے کے بعد جسکا ذکر ہوا اسکے بیٹون سہس مل و سورج مل کی امداد کے لئے شاہ دہلی نے میواڑ پر حملہ کیا۔ بمقام سیارہ جسکو اب ناتھ دوار کہتے ہین خیمہ زن ہوا۔ رائمل نے اٹھاون ہزار سوار اور گیارہ ہزار پیادے میدان جنگ مین اوداکے بیٹون سے لڑنے کے لئے لایا اور گھاٹ مین لڑائی ہوئی۔ اوداکے بیٹے بڑے جوانمرد تھے خوب لڑے اور خون کی ندیان بہین مگر بادشاہ دہلی کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ پھر اوس نے میواڑ کی طرف رُخ نہین کیا۔

رائمل غیاث الدین فرمان رواے مالوہ سے لڑتا رہا اور اکثر اسکو شکست دی پھر خاندان لودھی فرمان رواے ہند ہوا۔ انمین اور شاہ میواڑ مین سرحد شمالی کی بابت فساد ہوتے رہے۔

رانا سنگا ۱ رائمل کے تین بیٹے تھے اور وہ سب راجستان کی تاریخ مین مشہور و معروف ہین۔ ایک بیٹا سنگا تھا جو بابر بادشاہ کا معاصر تھا۔ دوسرا پرتھی راج تیسرا جیمل۔ ان تینون بھائیون مین آپس مین ایسا فساد ہوا کہ سنگا اور پرتھی راج جلاوطن ہوے اور جیمل قتل ہوا۔ چچا سورج مل اور بھائیون کے فساد مین سنگا کے تلوار کے پانچ زخم آئے اور ایک آنکھ تیر کے لگنے سے بالکل جاتی رہی۔ وہ شیوالہ چتر بھوج کی طرف بھاگ گیا پرتھی راج اسکا جانی دشمن اسکے پیچھے

اس وقت سے دو سو برس تک اسکی سلطنت و حکومت کو استحکام رہا۔ اس عرصہ مین راجپوت مسلمانون سے خوب لڑتے رہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ مسلمان بادشاہون کے خاندان خلجی ولودی وسوری جلدی جلدی بدلتے رہے اور آپسمین لڑتے رہے۔ جس سے میواڑ کو بہت فائدہ ہوا۔ اور وہ مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا وہ فقط اپنے ہی ملک کی حفاظت نہین کرتا تھا۔ بلکہ غیر قومون پر حملہ کرنے کی قوت رکھتا تھا

میواڑ کے راجاؤن مین ہمیر بڑا فرزانہ اور بہادر راجہ ہوا ہے اس کے بعد سمت (۱۳۴۲) ۱۲۴۵ مین اسکا بیٹا کیٹنگ سی رانا ہوا۔ اسکے بعد سمت (۱۳۳۹) ۱۲۷۳ مین لکھا رانا ہوا۔ ان راناؤن نے ان عمارات کو دوبارہ تعمیر کرایا۔ جو علاؤالدین نے مسمار کی تھین۔ بعد اسکے موکل راجا ہوا۔ جب امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے تو سمت (۱۴۴۹) مین میواڑ مین رانا موکل راج کرتا تھا۔ امیر نے تو اس ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا نہین اسکا کچھ ذکر تاریخ میواڑ مین نہین آیا۔ مگر کسی اور دہلی کے بادشاہ نے خواہ فیروز شاہ ہو یا اسکا پوتا ہو میواڑ مین گذر کیا اور راے پور کے میدان مین کوہ اراولی کے درون مین رانا موکل سے لڑا رانا نے اوسکو ہٹا دیا۔

اس رانا کا بیٹا کومبھو (۱۴۷۵) سمت مین اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اس وقت میواڑ کی سلطنت اپنے معراج پر تھی۔ دہلی کی سلطنت سے مالوہ اور گجرات جدا ہو گئے تھے اور انمین جدا سلطنتین قائم ہو گئی تھین۔ ان دونو نے متفق ہو کر (۱۴۹۶) سمت مین بے شمار لشکر لے کر میواڑ پر حملہ کیا۔ کومبھو اُنسے لڑنے کے لئے ایک لاکھ سوار و پیادے اور چودہ سو فیل لے گیا اور سلطان محمود کو قید کر لیا پھر اسکو رہا کر دیا۔ میواڑ کی حفاظت کے واسطے اسمین چوراسی قلعے بنے ہوئے تھے استحکام مین چتوڑ کے بعد اسکا بنایا قلعہ کومبھومیر تھا۔ اس نے پچاس برس سلطنت کی۔ سنہ (۱۵۲۵) مین اسکو بیٹے نے مار ڈالا جسکا نام اودا تھا وہ یہ نہ سمجھا کہ جو شخص اسکی زندگی کا سبب ہوا اُسی کی زندگی کو اس نے تمام کیا۔ اس بیہودہ حرکت سے

کہ اُسکی پوجا کرنے تھے وہ ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اگر بابر اوسکی جان کا دشمن پیدا ہوا ہوتا تو وہ ان چھہ راجاؤن کے بعد ساتوان راجہ ہوتا جو ہندوستان مین چکرورتی راج کر گئے ہین۔ ہندوؤن کے پران مین پہلے سے یہ پیشین گوئی لکھی ہوئی تھی کہ ترشکا یون اور اور اجنبی قومین سورج بنسیون اور چندر بنسیون کی دشمن ہونگین۔ وہ پیشین گوئی رانا سنگا اور بابر کی لڑائی سے پوری ہوئی۔ کیونکہ بابر ترشکا یعنی ترک تھا۔ بابر اور رانا سنگا کی لڑائی کا حال میواڑ کی تاریخ مین وہی لکھا ہے جو بابر نے خود لکھا ہے ساری بڑی بڑی واقعات دونو کی تاریخون مین ملتے جلتے ہین اسلئے ہم انکو نہین لکھتے وہ بابر نامہ مین بیان ہوئے۔

رانا سنگا

رانا سنگا کا قد میانہ تھا جسم شہ زور تھا۔ چہرہ وجیہ۔ آنکھین بڑی بڑی۔ مرتے کے وقت اسکی جسم کا ایک ایک عضو گواہی دیتا تھا کہ وہ بڑا جنگی بہادر تھا اسکی ایک آنکھ بھائی کے ساتھ فساد مین گئی تھی۔ لودیون کے ساتھ لڑنے مین ایک ہاتھ کٹ گیا تھا ایک لڑائی مین بندوق کی گولی لگنے سے لنگڑا ہو گیا تھا جسم پر اسّی زخم تلوارون و برچھیون و آلات حرب کے تھے مالوہ کے بادشاہ مظفر کو اسی کی دار السلطنت مین قید کرنے سے اور قلعہ رنتھنبور کا حملہ کرکے فتح کرنے سے وہ بہت مشہور ہو گیا تھا اس قلعہ کی حفاظت مین سپہ سالار علی نے بڑی کوشش کی تھی۔ اُس نے ایک محل کناؤ مین بنایا تھا اسی کی سیدھ مین وہ میواڑ کی شمالی سرحد قائم کرنی چاہتا تھا۔

رانا رتن سنگھ و رانا بکرماجیت

رانا سنگا کے سات بیٹے تھے انمین جو دو بڑے تھے وہ چھوٹی عمر مین مر گئے تھے تیسرا بیٹا رتن سمت ۱۵۸۶ ۱۵۲۹ع مین باپ کا جانشین ہوا۔ پانچ برس سلطنت کرکے مر گیا۔ پھر اسکا بھائی بکرماجیت سمت ۱۵۹۱ ۱۵۳۵ع مین جانشین ہوا۔ گجرات کے بادشاہ سلطان بہادر نے اس رانا کو شکست عظیم دی۔ اُس نے چتوڑ کا محاصرہ کیا۔ اوّل اوّل وہی قلعہ شکنی مین توپون کو کام مین لایا۔ راجپوت اپنے تعصب کے سبب سے توپون کو کام مین نہین لاتے تھے۔ بلکہ توپون کو کوسنے اور بد دعا دیتے تھے کہ انہون نے

نگا ہوا تھا وہ ناچار بکریان چرانے لگا۔ دہقان نے اسکو اسبات پر کہ بکریان بہ
اچھی طرح نہین آتی تھین سخت سُست کہا اور نکال دیا۔ اس خستہ حالی مین چند
وفادار رجپوتون نے اُسکو ایک گھوڑا دیا بعد بہت سے جھگڑون اور لڑائیون کے
سمت ۱۵۶۵ مین میواڑ مین وہ رانا ہوا۔ اسکا اصل نام سنگرام ہے پر میواڑ مین
سنگا مشہور ہے اور مسلمانون کی تاریخ مین اسکا نام سنگا لیا جاتا ہے اسکے
راج مین میواڑ جس اوج پر پہنچی پہلے کبھی نہین پہنچی تھی اسکو ہندو کہتے ہین کہ اسکا راج
میواڑ کے شکوہ کے مینار کا کلش تھا وہ مسلمان بادشاہون سے کچھ خوف نہین کرتا تھا
اُسکے ساتھ اسی ہزار سوار اور اعلے درجہ کے سات راجہ لوڑاؤ اور ایک سو چار
اور چھوٹے موٹے راجا اور پانچسو جنگی ہاتھی میدان جنگ مین جاتے تھے۔ گجرات
اور مالوہ کے بادشاہ متفق ہوکر بھی میواڑ کا کچھ نہین کر سکتے تھے۔ مارواڑ اور امبر کے
راجہ اسکے فرمان بردار تھے۔ راؤ گوالیار و اجمیر و سیکری و رائے سین و کالپی و چندیری
و بوندی و گگراؤن و آبو اسکے باج گذار تھے یا اُسکو اپنا سردار سمجھتے تھے جن رئیسون نے
اسکے ساتھ وفاداری اور سلوک کیا تھا اور مصیبت کے وقت اسکی مدد کی تھی اونکو وہ
بھول نہین گیا۔ کرم چند راجہ سری نگر کو اجمیر بطور جاگیر عطا کی اور اسکے بیٹے جگمل کو راؤ کا
خطاب دیا اس نے چندیری کے محاصرہ مین خدمات شائستہ کین تھین۔ ملک مین
جو آپس مین جھگڑے و فساد رہتے تھے وہ سب اوس نے دبا مٹا دیئے۔ پہلے اس نے
گروہ باہر سے لڑا۔ وہ اٹھارہ لڑائیون مین شاہان دہلی و مالوہ پر فتحیاب ہو چکا تھا
انہین سے دو لڑائیان بکرولی و گھتولی مین سلطان ابراہیم شاہ دہلی سے ہوئین جنمین
اسکو فتح ہوئی۔ اسکے عہد مین میواڑ کی یہ حدود تھین۔ میواڑ کی شمالی سرحد پر پیلا کھال
یعنی زرد جھیل جو بیانہ کے متصل ہے اور شرق مین دریاء سندھ اور جنوبی سرحد مالوہ
اور مغرب مین کوہستان۔ غرض وہ راجستان کے بڑے حصہ مین بذات
خود حکمران تھا یا وہان کے اور حکمران اُسکے زیر فرمان تھے۔ راجپوت اوسکے ایسے معتقد تھے

یہ چتوڑ کا دوسرا ساکا ہے۔

سلطان بہادر چتوڑ مین دو ہفتہ رہا تھا کہ اس نے ہمایون کے آنے کی خبر سنی جسکو وہ سنکر بھاگ گیا۔ میواڑ کے کبیشر کہتے ہین کہ ہمایون بنگال سے اسلئے روانہ ہوا تھا کہ رانی کرناوتی نے اوس سے درخواست کی تھی۔ اس رانی نے ہمایون کو راکھی بند بھائی بنایا تھا۔ اس راکھی بندی مین بھائی سے یہ شرط ہوتی ہے کہ بہن کی مصیبت کے وقت بھائی کام آئے۔ جب اس رانی نے اپنی مصیبتون کا حال ہمایون کو لکھا تو وہ اپنے بنگال کی فتوح کو چھوڑکر اپنی ایفاء عہد کے سبب سے دوڑ آیا۔ اگرچہ اس کے آنے سے پہلے رانی جل چکی تھی۔ مگر پھر بھی اسکے آنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر چتوڑ سے بھاگ گیا اور ہمایون نے رانا بکرماجیت کی کمر مین خود تلوار باندھ کر بدستور چتوڑ کا رانا بنا دیا۔ اگر کبیشرون کا بیان یہ سچا ہو تو ہمایون کی عالی ہمتی اور ایفاء وعدہ کا خیال تعجب خیز ہے کہ ابھی باپ کے ساتھ رانا سنگا سے وہ لڑا تھا اسپر بھی اسنے یہ نیک سلوک اپنے دشمن کی اولاد کے ساتھ کیا کہ اوسکے بیٹے کو رانا بنایا۔

بکرماجیت کو اپنی دارالسلطنت اس طرح حاصل ہو گئی مگر اس مصیبت نے اوسکو کوئی فائدہ مند سبق نہ پڑھایا نہ اس تجربہ نے اُس مین کوئی دانائی پیدا کی پھر وہی اوسکی بیباکیان اور گستاخیان اپنے بھائی بندون کے ساتھ تھین۔ آخر کو راجپوتون نے بکرماجیت کو ٹھکانے لگا کے پرتھی راج کے بیٹے بن بیر کو رانا بنایا اودے سنگہ اُس وقت چھہ برس کا تھا۔ بنبیر نے اسکے مارنے کا ارادہ کیا مگر اوسکی دایہ نے اُسے بچالیا۔

رانا اودے سنگہ سمت ۱۵۹۷ سنہ ۱۵۴۰ء مین تخت نشین ہوا۔ اب بڑے کبیشر کا قول یہ ہے کہ اس سرزمین پر افسوس ہے جہان کا راجہ خردسال یا عورت ہو۔ یہ حال میواڑ کا ہوا۔ اُدے سنگہ مین جوانمردی و شجاعت باوجود رانا سنگا کے بیٹے ہونے کے پاس بھی نہین آئی تھی اسلئے اس مین کوئی لیاقت ایسی نہ تھی کہ وہ میواڑ کی رانائی کی

جوانمردون کے تیرون اور برچھیون کے اثر کو نکما کر دیا۔ سلطان بہادر نے چتوڑ کا ایسا
پتلا حال کیا کہ بوندی کا کبیشر یہان کا حال یہ بیان کرتا ہے کہ انکار راجہ مع پانسو اپنے
رشتہ دارون کے اڑ گیا۔ راؤ درگا نے مع چند اور سردارون ستو اور دودا اور اپنے
تابعین کے قلعہ کی شکستہ دیوار کی حفاظت کی اور دشمنون کے حملون کو ہٹایا اور انہی
بہادری کو دیکھکر مہارانی جواہر رائی رٹھوڑ مسلح ہو کر لڑنے آئی اور حملہ کر کے ماری گئی
محاصرین کے ہاتھ میدان رہا۔ اب راجپوتون نے سبھا اس لئے بلائی کہ رانا سنگا
کے چھوٹے بیٹے اودے سنگھ کو جو اسکے مرنے کے بعد پیدا ہوا ہے کیونکر اسکو دشمنون
سے بچائین۔ چتوڑ کی محافظ دیبی پہلے کہہ چکی تھی کہ جب تک چتوڑ نہین بچے گا کہ بارہ
راج کے وارث جان نہ دینگے۔ وہ بارہ رانا بھینٹ مین چڑھے۔ اب یہ دیبی راجہ
کی بھینٹ چاہتی تھی اسکے لئے یہ تدبیر کی گئی کہ باگھ جی راجہ دیولا بھینٹ مین دئے جائین
اس راجہ نے خود اس بات کو قبول کر لیا تھا وہ راجہ بنایا گیا۔ خرد سال رانا اودے سنگھ
کو بوندی کے راجہ سورج کے پاس پہنچایا۔ قلعہ کے آدمیون نے زعفرانی لباس پہنا۔
اور جوہر (جیوہر) کی تیاری کی گئی۔ چتا بنانے کی تھوڑی کسر باقی تھی کہ انہون نے
دیوار کی دراڑ کی حفاظت مین جان دی۔ پھر قلعہ مین آنے کا یہ رستہ غیر محفوظ ہو گیا۔
.... چتا تیار ہو گئی اسمین باروت بچھائی گئی کرناوتی
جو رانا کی ماں اور جوانمرد ارجن ھرا کی بہن تھی وہ جلنی والی عورتون کی سربراہ تھی
چتا پر لے گئی۔ وہان تیرہ ہزار عورتین جلکر خاکستر ہو گئین۔ پھر قلعہ کا دروازہ کھولکر
راجہ دیولا اپنے بہادرون کو ساتھ لے کر خوب لڑا اور مارا گیا۔ قلعہ کے اندر کا حال
یہ تھا کہ ہزارون کشتون کی لاشین پڑی ہوئی تھین اور سیکڑون زخمی نزع کی حالت
مین تڑپ رہے تھے اور موت کے منتظر تھے جسکو وہ بے آبروئی اور قید سے اچھا جانتے
تھے کبیشر کہتا ہے کہ چتوڑ مین پرلے (قیامت) آ گیا تھا۔ راجہ کے سردار اور بڑی
بڑی لوگ مارے گئے تھے اور اس طوفان مین ۳۲ ہزار راجپوت جان سے گئے

وہ ایسے طیش مین آئی کہ سازش کرکے اس عورت کو انہون نے مار ڈالا۔ اکبر نے راجپوتون
مین یہ خانگی فساد دیکھ کر چتوڑ کا دوبارہ محاصرہ کیا اس وقت اکبر کی عمر پچیس برس کی تھی۔
اسکی تمنائے دلی یہ تھی کہ چیتوڑ کو فتح کرکے نامور ہوں۔ اسکے لشکرگاہ کے نشانات اب بھی موجود
ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ گانون پنڈولی سے لیکر بسی کی شاہ راہ پر دس میل تک اس کا
لشکر پڑا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کے مقام پر . . . سنگ مرمر کا مخروطی مینار بنا ہوا ہے اس کو
اکبر کا دیوا کہتے ہین جب اکبر چیتوڑ سے باہر خیمہ زن ہوا تو رانا اودے سنگھ نے کسی ضرورت
کے سبب سے مجبوری چیتوڑ کو چھوڑ دیا یہ ضرورت اور اس کی دلی خواہشین متحد تھین مگر اسنے اس کی
حفاظت کے لئے بڑے بڑے بہادر سردار مقرر کئے چونڈا کی اولاد مین سے بہت سے
سپاہیون کے گروہون کو سہیدا اس ساتھ لے کر سورج دروازہ پر کھڑا ہوا دشمن کا مقابلہ اسکے
داخل ہونے کے وقت خوب کیا اور پہلے اسکے جان گئی پہاڑ پر جو جگہ اسکی خون سے تر ہوئی تھی
وہان اسکا قتل بنا ہوا یادگار روزگار ہے۔ جن میواڑ کے سرداروں نے یہان جانفشانیان
کین انکی تفصیل یہ ہے۔ مڈیڑیا راوت دودیا۔ بیدلا۔ کیٹریو۔ اولاد پرتھوی راج
دہلی۔ بجولی کا پرمار۔ بدہی کا جھلا۔ انھون نے اپنی بہادری دکھا کے اپنی سپاہ کو بہادر
بنایا۔ چیتوڑ کی حفاظت کے لئے جو غیر ملکون سے مددگار آن کر خوب لڑے اُن کی
تفصیل یہ ہے۔ جھالور کے کارن سونی گرا کا بیٹا دیولا ایشور داس راٹھور کرم چند کچھواہہ
دودا۔ سدھنی۔ گوالیار کا راجہ جسکی قوم تنوار تھی۔ میواڑ کی روایات کی تاریک صفحون مین
سب سے زیادہ روشن حرفون مین بدنور کے جیمل کا اور کیلواڑ کے پتا کا نام لکھا ہوا ہے۔
اکبر نے بھی انکی تعریف کی ہے۔ انکی بہادری اور جوانمردی کا بیان راجپوتون کے
ورد زبان ہے۔ میواڑ مین جو رانا کے سولہ تابعین تھے انہین سے یہ دو بھی تھے۔ جیمل
راٹھور میرتیا کے خاندان کا تھا وہ مارواڑ کے سردارون مین بہادر تھا۔ پتا جگوتیون کا
جو چونڈا کی ایک بڑی شاخ ہے سردار تھا۔ راجپوتون کو جب تک اپنے باپ دادا کی جہات
یاد رہین گی وہ جیمل کا نام نہین بھولین گے۔ اس لڑائی مین عورتون نے بھی اور صفیون پر

لائق ہوتا۔ ایسی رانا کی لڑائیان اکبر شہنشاہ سے ہوئین۔
میواڑ کے کھونٹے دن آئے تھے کہ اودے سنگہ رانا ہوا سسودیا کی حامی جس نے اقرار کیا تھا کہ جبتک سیا کی اولاد میری بھینٹ ہوتی رہیگی مین اپنے گھمنڈ کی پہاڑی کو نہین چھوڑنے کی یعنی چتوڑ کو۔ جب الا یعنی علاء الدین نے اول حملہ کیا تھا تو بارہ تاجدارون نے زعفرانی لباس پہن کر میواڑ کی حفاظت مین جان دی تھی۔ دوسری دفعہ جب اجیب یعنی بایزید بہادر نے فتح حاصل کی تو دیولا مدد کو آیا اور اُسنے اپنی جان دی مگر اب تیسری دفعہ کے حملہ مین کسی رانا کی اولاد مین سے اس چتوڑ کے دیبی کو اپنی بھینٹ دیکر اسکے غصہ کو فرو نہ کیا اور اسے اپنا طرفدار کرکے قلعہ کے کنگورون کو محفوظ نہ کرایا وہ دیبی وہان سے چلی گئی اور اُس کے جاتے ہی قوم گھلوت کا جو طلسم بنا ہوا تھا وہ شکستہ ہو گیا اور وہ پوشیدہ رشتہ جسنے چتوڑ کو دوامی حکومت گھلوت سے باندھ رکھا تھا ٹوٹ گیا۔ اودے سنگہ کے ساتھ وہ پرتی دیبی اُڑ گئی جسنے اندھیری رات مین سمیرسی کی آنکھین کھول کر کہا تھا کہ ہندون کی شان وشکوہ اب جاتی ہے۔ کبیشر کہتا ہے کہ اسکے جاتے ہی وہ دیوارین جو مدتون سے راجپوتون کا بیت المقدس سمجھی جاتی تھین اور اسکو انکی عظمت وجلال کا ہالہ گھیرے ہوے تھا اسکو اب راجپوتون کی آزادیان اور مذہب ناپاک سمجھنے لگے۔ گو یہ قصص وروایات زبانی ہین مگر ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجپوتون کو اپنی آزادی کیسی پسند تھی اور وہ اپنی باتون مین کیسے متعصب تھے میواڑ کی زبانی روایات حکایات مین اکبر کے ایک حملہ کا ذکر یہ ہے کہ اُس نے چتوڑ پر فوج کشی کی اور ناکام واپس آیا۔ رانا کی رانی سپاہ کو لیکر اکبر کے لشکر مین حملہ کرتی ہوئی گھس گئی اور ایک دفعہ وہ شہنشاہ کے صدر مقام پر پہنچا یا پہنچی۔ نامور راجہ نے مشتہر کیا کہ میری جان اس رانی نے بچائی اس سے راجپوت سمجھ کہ ہماری شجاعت پر داغ لگا ہے کہ ایک عورت راجہ کی جان بچا

شوالے کے دروازے اُکھیڑ کر اکبرآباد کے قلعہ مین لگانے کے لئے بھیجے گئے۔
اکبر نے ان راجپوتون کی تعداد دریافت کرنے کے لئے جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے ان کی گلون کے زنار اتروا کے منگوائے تو وہ ساڑھے چوہتر من وزن مین ہوئے اس زمانہ سے یہ عدد ۷۴ ۱/۲ بمنزلہ طلاق سمجھا جاتا ہے۔ صرافون کی چٹھیون کے اوپر ۷۴ ۱/۲ لکھے ہوتے ہین جسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ جو اسے کھول کر پڑھے گا وہ چتوڑ کے قتل کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ یہ ایک دلچسپ ڈھکوسلا بھاٹون اور کبیشرون کا گھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے جنیوؤن کے وزن مین نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔

۱ گرزو — اودے پور ۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ چتوڑ کو اودے سنگھ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ راج پیپلی کے جنگل مین گوم گوھیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ یہان سے وہ گرو دگھاٹی مین اروَلی کے اندر گیا یہ مقام اُس جگہ کے متصل ہے جہان چتوڑ کے فتح کرنے سے پہلے بپا گوشہ گزین ہوا تھا چتوڑ کے فتح ہونے سے چند سال پہلے اس نے اس پہاڑی کے دروازہ پر ایک تالاب بنایا تھا۔ جو اب تک اودے ساگر کے نام سے مشہور ہے اور اس نے پہاڑون کے درمیان ایک بند بندھوایا جسنے ایک دوسرے پہاڑ کے چشمون کے دھارون کے پانی کو روک دیا۔ جہان پہاڑون کا جھنڈ تھا اسپر ایک محل بنوایا جسکا نام نوچوکی مشہور ہے۔ پھر اسکے گرد بہت جلد عمارات عالی شان تیار ہوئین اور ایک شہر کی صورت پیدا ہوئی اور اسکا نام اپنے نام پر رانا اودے سنگھ نے اودے پور رکھا جو اب میواڑ کا دارالحکومت ہے۔

۲ مرنا رانا اودے سنگھ کا

اودے سنگھ چتوڑ کے فتح ہونے کے بعد چار سال جیتا رہا اور بیالیس برس کی عمر مین مرا پچیس بال بچے چھوڑے جنمین سے پرتاب سنگھ اسکا جانشین ہوا اس رانا کا حال اکبر کے جہات میواڑ مین پڑھو۔ ہمنے اسکے حال مین وہ حکایات اور روایات بھی لکھ دی ہین جو رجپوتون مین مشہور ہین۔ رانا پرتاب سنگھ کو مسلمانون کی تاریخون مین اکثر رانا کیکا لکھا ہے۔

ڈھال لگائی اور بہادرون کو ساتھ لیکر دشمن کے لشکر مین بے تحاشا گھس گیئین
جب سورج دروازہ پر سومبیر قتل ہوا تو کھیلوار کا بیٹا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو اوس کی عمر سولہ برس کی تھی باپ اُسکا پہلی لڑائی مین مارا جا چکا تھا۔ اُسکی ماں زندہ تھی اوس نے بیٹے کو زعفرانی پوشاک پہنائی اور چتوڑ کے لئے جان دینے کی نصیحت کی اور اُس کے لئے بیوی کے ہاتھ مین برچھی دے کر اپنے ساتھ لیا اور یہ دونو پہاڑ سے نیچے اُترے یہ دلہن لڑکر مرگئی۔ راجپوتون نے جب یہ دیکھا کہ ہماری لڑکیان اور بیویان ایسی بہادریان کرتی ہین تو وہ سب کے سب ایسی بہادری سے رڑے کہ جان کی پروا نہ کی اور دیر تک ملک کے بچانے مین جانفشانی کرتے رہے اور اُن کے دل مین یہ خیال نہین آیا کہ ہتھیار چھوڑکر دشمن سے پناہ مانگین جب جیمل کے گولی آن کر لگی تو اُسکو افسوس ہوا کہ اس دو زخم کے صدمہ سے میری جان جائیگی۔ اب اُس نے دیکھا کہ چتوڑ کے بچنے کی امید کچھ نہین اسکی شمالی طرف بالکل غیر محفوظ ہوگئی ہے تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ ایک بارگی مارینگے یا مرجاینگے آٹھ ہزار راجپوتون نے زعفرانی لباس پہنا او آخری بیڑا اُٹھایا۔ چتوڑ کے دروازے کھول دیئے۔ خون ریزی شروع ہوئی چند ہی رجپوت زندہ رہے ہونگے جنکے زعفرانی لباس پر دشمن کے حوالہ کرنے کا دھبہ لگا۔
شہنشاہ اکبر چتوڑ مین داخل ہوا۔ ۳۲ ہزار راجپوت مارے گئے۔ سترہ سو سردار کام مین آئے سردارون مین صرف ایک گوالیار کا راجہ قوم تووار کا بچ کر نکل گیا۔ نو رانیان پانچ امیرزادیان دس لڑکے خورد سال تمام سردارون کے اہل وعیال چتا مین جل کر خاکستر ہوئے۔ رجپوتون کو اُنکے دیوتا نے جو سورج تھا چھوڑدیا تھا۔ چتوڑ کا آخری روز اتوار کا دن یعنی سورج کا دن تھا یہ آخر شعاع اس نے اپنے جلال کی چتوڑ پر چمکائی چتوڑ لُٹ گیا۔ رانا کے مکانات و محل و مندر سب غارت ہوئے۔ تمام امارات شاہی چھن گئی۔ نقارے جنکی آوازین کوسون جاتی تھین۔ شہنشاہ نے چھین لیئے۔ وہ تلوار جو شوالہ مین چتوڑ کی کے لئے بپا کی کمر مین باندھی گئی تھی وہ لے لی

پیدا ہوئی۔
بنیا کہ سمت ۱۴۸۴ مین جودہ پیدا ہوا اسکے باپ کی جاگیر میواڑ مین تھی اس لئے جب سمت ۱۵۱۵ (۱۴۵۹) مین جودھپور کی بنیاد رکھی اور منڈور سے اس شہر مین اپنی دار السلطنت کو مستقل کیا جو اب تک چلا جاتا ہے۔ جودہ اس شہر کے آباد کرنے کے بعد ۳۰ برس تک زندہ رہا اور اسکی زندگی مین اسکے بیٹون اور پوتون نے مارو دیس کو فتح کرلیا۔ سمت ۱۵۴۵ مین اکسٹھ برس کی عمر مین مرگیا اسکے بعد سوجوہ (سوجا مل) تخت نشین ہوا ۲۷ برس سلطنت کی۔ دہلی کے لودھی بادشاہون مین آپس مین بڑا جھگڑا رہا اس لئے مارو کا خشک ملک مسلمانون کے ہاتھ سے بچا رہا مگر سمت ۱۵۷۲ مین ایک پٹھانون کا گروہ تیج کے میلے مین شہر پیپر سے راجپوتون کی ایک سو چالیس کنواری لڑکیون کو پکڑ کر لے گیا جب اسکی خبر سورجمل کو ہوئی تو اسنے ان پٹھانون کا تعاقب کیا اور اپنی جان کھو کر ان کنواریون کو نجات دلائی اس واقعہ کی گیت اب تک تیج کے میلہ مین گائے جاتے ہین کہ پیپر کی ایک سو چالیس کنواریون کی قیمت مین سورج مل نے اپنی جان دی۔
سمت ۱۵۷۲ مین سورج مل کا پوتا گنگا اسکا جانشین ہوا۔ اسکا چچا ساگا راج کا مدعی ہوا اور اسنے اپنی مدد کے لئے دولت خان لودی کو بلایا۔ اس خان نے ناگور سے ابھی رٹھورون کو نکالا تھا۔ غرض جودہ کی اولاد مین تلوار چلی اور ان مین لودی خان شریک ہوا۔ گنگا کے مددگار بہت سے رجپوتون کے سردار کھڑے ہوئے اور انھون نے لڑکر ساگا کو مار ڈالا اور دولت خان کو بھگا دیا۔ پھر جب رانا سنگا کی لڑائی بابر بادشاہ سے ہوئی تو جودہ کے بیٹے سب رانا کے ساتھ ملکر ترکون سے لڑے اور اس لڑائی مین رٹھورون کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ان کو شکست ہوئی اس شکست کے چار سال بعد گنگا مرا اور سمت ۱۵۸۸ مین اسکا جانشین مالدیو ہوا یہ راجہ مارواڑ کی تاریخ مین بڑا مشہور ہوا اسوقت مارواڑ کی بڑی اچھی حالت تھی بابر نے تو اس خشک ملک کی پروا نہین کی گجرات کے بادشاہ نے بھی مالدیو سے کچھ لڑائی جھگڑا نہین کیا

اور اسکی وجہ حال کے کوی راج شیل داس یہ بیان کرتا ہے کہ میواڑ مین کیکا اکثر بچون کو کہتے ہین اور کیکا کی جگہ کوکا بھی بولتے ہین۔ میواڑ کی مہارانا کی عادت تھی وہ اپنے لڑکون کو جب تک کہ وہ راجگدی پر بیٹھین کیکا کہا کرتے تھے۔ اسی سبب سے رانا پرتاب سنگہ کو کیکا جب تک لوگ کہتے رہے کہ اسکا باپ نا اودے سنگہ زندہ رہا اکہ غالباً اس سبب سے اسکو اکثر کیکا کہا کرتا تھا۔ مسلمان مورخون نے اسکو جب بھی کہ وہ مہارانا ہوگیا کیکا ہی لکھا۔

مارواڑ

اس دیس کا نام مارواڑ مشہور ہے دراصل وہ مارستھل یا مارو ستھان مردون کی بستی ہے اسکو مارو دیس بھی کہتے ہین۔ مسلمان مورخ اسکو مردیس لکھتے ہین۔ کبیشتر اسکو مورو دھر کہتے ہین اور کبھی مارو ہی شعرون مین درج کرتے ہین۔

ہندوستان مین راجپوتون کی بڑی سلطنتین چار تھین۔ اول دہلی جس مین تووار اور چوہان راج کرتے تھے دوم قنوج جسمین راٹھور سلطنت کرتے تھے (قنوج اصل مین کبھ کبج (یعنی استخوان پشت زن باکرہ) سوم میواڑ جس مین گہیلوت حکومت کرتے تھے (میواڑ اصل مین مدیہ وار یعنی وسط ملک) تھا۔ چہارم انہل وار جس مین چاورو سولانکی راج کرتے تھے

شہاب الدین غوری نے رای پتھورا کا کام تمام کرکے جے چند راجہ قنوج کا قصد کیا وہ بھاگ کر جاتا تھا کہ گنگا مین ڈوب کر مرگیا اوسکا بھتیجا سیہا کہ شمس آباد مین تھا وہ بھی مرگیا یہ واقعہ سمت ۱۲۴۹ مین ہوا۔

قنوج کی تباہی کے ۱۸ برس بعد جے چند کے پوتے سیو جی اور سیت رام انہل وارد گجرات مین راج کرنے لگے سیو جی کے بعد اسکا ایک بیٹا اسوتھاما جانشین ہوا۔ دوسرا بیٹا ... سونک ایدر مین راجہ ہوا۔ تیسرا بیٹا اجمل اوکم منڈل مین راجہ ہوا اس سے قوم بدھیل

ایدر کی طرف متوجہ ہوئی اور ایدر کا زمیندار نراین داس راٹھور بادشاہ کے لشکر میں آیا۔ خدمات شائستہ بجا لایا پیشکش لائق بادشاہ کے لئے تیار کی۔

جب رانا کی محل اقامت گوگندہ کے پاس راجہ بھگونت واپس آیا تو رانا راجہ پاس آیا اپنی تقصیرون کا عذر کیا اور راجہ کو اپنے گھر لے گیا اور مراسم میزبانی بجا لایا اور اپنے بیٹے کو ہمراہ کیا۔ یہ ظاہر کیا کہ میری طبیعت مین وحشت ہو گئی ہے۔ مین آپ کے ذریعہ سے بادشاہ کی خدمت مین التجا کرتا ہون ور خدمت کے لئے بیٹے کو بھیجتا ہون۔

کچھ دنون کے بعد اپنی وحشت کو دور کر کے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ راجہ ٹوڈرمل جب گجرات سے بادشاہ پاس آتا تھا تو رانا اسکے پاس بھی آیا اور خوشامد کی۔

میواڑ کے رانا نے کبھی مسلمان بادشاہون سے اپنے خاندان کی لڑکی نہین بیاہی یہان کا رانا اپنے تئین دیوتاؤن اور سورج کی نسل سے جانتا تھا۔ بھلا وہ مسلمانو کو کب خاطر مین لاتا تھا انکے ساتھ اس طرح کی رشتہ مندی کو اپنے لئے بطریق سمجھتا تھا رانا اودے سنگھ کی جان پر آن بنی مگر اس نے یہ رشتہ مندی پسند نہ کی

ہم ایک حکایت تو ڈر راجستان سے نقل کرتے ہین کہ جس سے معلوم ہوگا کہ رانا (کیکا) کو کس قدر نفرت اس طرح کی رشتہ داری کرنے سے تھی راجہ مان سنگھ شولہ پور کو فتح کر کے ہندوستان کو آتا تھا۔ اس نے رانا پرتاپ سنگھ (کیکا) کو جو کنبھل میر مین تھا لکھا کہ مین تیری ملاقات کو آتا ہون۔ رانا اس کے استقبال کو اودے ساگر مین آیا۔ اس ساگر کے بندھ پر راجہ مان سنگھ کی ضیافت کا سامان تیار کیا گیا۔ پتلین چنی گئین۔ راجہ مان سنگھ بلایا گیا۔ رانا کے بیٹے کنور امر سنگھ کو اہتمام ضیافت سپرد ہوا مگر رانا خود نہ آیا۔ اسکے بیٹے امر نے باپ کے نہ آنے کے لئے درد سر کا عذر پیش کیا اور راجہ سے عرض کیا کہ آپ رسم ضیافت کو ادا

[illegible]

اس فرصت مین راجہ نے دوست و دشمن کے ساتھ وہی برتاؤ لیا جو اصل راجپوت کیا کرتا ہے۔

مالدیو نے اپنے راج کے پہلے ہی سال مین ناگور اور اجمیر کو لے لیا ۹۴۰ھ اس نے جھالور اور نسوانہ۔ بعدراجون۔ سندھالیون سے لے لئے اور دو سال کے اندر بیکا کے بیٹون کو بیکانیر سے نکال دیا۔ غرض اس نے بہت سے ملکون کو فتح کر لیا اور انکو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اس نے جودھپور کے گرد مضبوط فصیل بنائی۔ اور بہت سی عمارات عالی شان قلعہ مین تعمیر کرائین۔ میرتہا کی فصیل اور قلعہ بنایا جسکو وہ مال کوٹ کہتا تھا دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ خرچ کیا اسنے اور بہت سے قلعے تعمیر کرلے۔ کہتے ہین کہ فقط سانبھر جھیل کی نمک کی آمدنی سے یہ ساری تعمیرات اس نے تعمیر کرائی تھین۔ یہ وہی مالدیو ہے جسکی پناہ مین ہمایون بادشاہ آنا چاہتا تھا مگر اسنے انکار کیا تھا شیرشاہ اسی ہزار سپاہ مالدیو سے لڑنے کے لئے لایا اور مالدیو پچاس ہزار راجپوتون کو ساتھ لے کر اُس سے لڑنے گیا۔ خوب لڑا مگر آخر کو مغلوب ہوا۔ شیرشاہ نے بعد فتح کے کہا کہ خیر ہوئی ورنہ ایک مٹھی باجرہ کے لئے ہندوستان کی سلطنت گئی تھی۔ شیرشاہ کے لڑنے کے بعد بھی مالدیو جیتا رہا اور ہمایون کو پھر بادشاہ ہوتے ہوئے اس نے دیکھا۔ اب آگے مارواڑ کے معاملات شہنشاہ اکبر کی تاریخ مین ہم اس طرح بھی لکھ دینگے جطرح کہ ہندوؤنکی زبانی روایات اور حکایات مین بیان کرتے ہین۔

صوبہ اجمیر و راجپوتانہ و رانای اودیپور کے معاملات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ہم گجرات مین ۹۸۱ھ مین جو بادشاہ نے ایدر کی طرف سپاہ بسر کردگی راجہ بھگونت سنگھ بھیجی تھی وہ قلعہ بدھ نگر کو فتح کر کے

یون حالت کے رانا کے ساتھ ہمدردی کرنے اور جان نثار کرنے کو اسلئے موجود تھے۔ کہ مسلمانون کہین مطیع نہ ہو جائین۔ رانا پرتاب سنگھ جانتا تھا کہ مین اکبر سے میدان مین نہین لڑسکتا۔ اس لئے . . . . اپنے باپ دادا کے طریقے کے موافق وہ ارولی کے پہاڑون مین کمبل میر (کنبھل میر) مین چلا گیا تھا اور اس پہاڑی ملک کو اکبر کے مقابلہ کے لئے تیار کرتا تھا۔ ابھی تک سورج بنسی ہونے کا گھمنڈ اسکے دماغ سے نہین نکلا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مین اس بنس کا راجہ ہون کہ جسکی چوکھٹ پر ہمیشہ پہلے سارے ہندوستان کے راجہ سر رکھا کرتے تھے مین کیون کسی کے آگے سر نیچا کرون میرے پاس مستحکم مقامات اور ملک و ولایت بہت ہے۔ میرے ساتھ ایسے راجپوتون کا انبوہ ہے کہ اپنے ناموس کے لئے جان دینے کو بے حقیقت سمجھتے ہین۔

جب پادشاہ اجمیر مین آیا اور اوسکے نزدیک رانا کی سرکشی و گردن فرازی و حیلہ بازی حد سے زیادہ گذرے تو اس نے رانا کے مغلوب کرنے پر توجہ کی اور کنور مان سنگھ کو جو عقل و اخلاص و عقیدت و شجاعت مین پادشاہ کے یکتا اُمرا مین سے تھا اور اوسکو اپنی فرزندی کا خطاب پادشاہ نے عنایت کیا تھا اسکو اس خدمت پر نامزد کیا اور دوشنبہ ۲ محرم ۹۸۴ھ کو اجمیر سے رخصت کیا غازی بدخشی و خواجہ غیاث الدین علی آصف خان و سید احمد و سید ہاشم و جگنناتھ و سید راجو و مہتر خان و مادھو سنگھ و مجاہد بیگ۔ و لشکار و رائے ہونکرن اور اور بہادرون کو اسکے ساتھ کیا۔ اس اخلاص مند سپاہ کو کنور مان سنگھ لیکر چلا اور پادشاہ نے اُسے سمجھایا کہ رانا کو بدقسمتی کے خواب سے بیدار کرکے سعادت کی طرف رہنما ہو۔ مگر یہ سرمایہ بیداری اسکی غنودگی کا سبب اور ہوئی۔ مانڈل گڈھ مین افواج کو چند روز اس لئے توقف کرنا پڑا کہ سب امرا اور لشکر جمع ہو جائین رانا کا ایسا سر پھرا تھا کہ وہ کنور مان سنگھ کو اپنا زیر دست زمیندار سمجھتا تھا اسکا ارادہ تھا کہ اس قصبہ مین جا کر اس سے لڑون۔ مگر اس کے رفیقون نے سمجھایا کہ اس جسارت مین خسارت ہے کنور مان سنگھ اجمیر سے کوہستان ارولی کے نیچے مغرب مین سفر کرکے

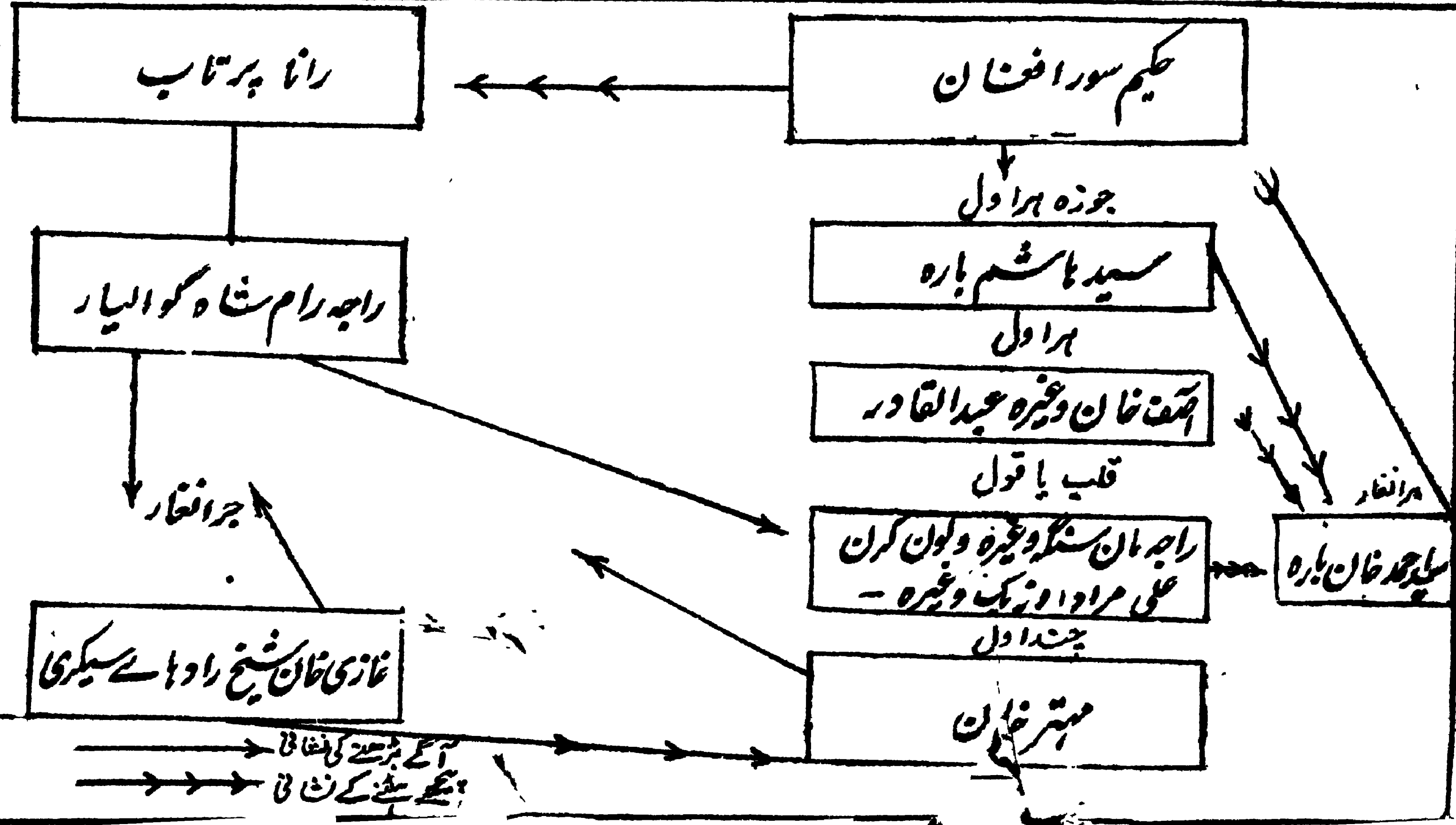
لیجیے اور تناول طعام فرمائیے۔ راجہ نے ادب اور تمکنت سے کہا کہ رانا سے کہدو
کہ مین آپ کے درد سر کے عذر کو خوب جانتا ہون۔ مگر اس غلطی کا علاج کیا ہے۔ اگر
رانا ہی میرے سامنے پتل رکھنے سے انکار کریگا تو پھر کون میرے آگے پتل رکھیگا؟۔
اب آگے تمہارے عذر کرنے عبث ہین۔ اسپر رانا نے اپنا افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ مین اس
راجپوت کے ساتھ نہین کھا سکتا کہ جس نے اپنی بہن کو ترک سے بیاہا ہو جسنے غالباً اُسکے
ساتھ کھانا کھایا ہوگا۔ راجہ مان سنگہ نے کھانے کو ہاتھ بھی نہین لگایا چند چاولون کے دانے
اَن دیوی (خوراک کی دیبی) کے نام کے لے لئے اور انکو اپنی پگڑی مین رکھ لیا اور یہہ
کہکر اُٹھ گیا کہ تمہاری عزت کے باقی رکھنے کے لئے ہمنے اپنی عزت کو قربان کیا کہ اپنی بہن
اور اپنی بیٹیون کو ترکون سے بیاہا۔ اگر تمہارا یہی دل چاہتا ہے کہ خوف مین رہو تو رہو اب اس ملک
مین تم کو حکومت کرنی نہین نصیب ہوگی اور اپنے گھوڑے پر چڑھ کر پرتاب سنگہ کی طرف جواب
لگیا تھا یون مخاطب ہوا کہ اگر مین تمہارے گھمنڈ کو نہ ڈھادون تو میرا نام مان نہین
اسکا جواب پرتاب نے یہ دیا کہ مجھے آپکے ملنے سے ہمیشہ خوشی ہوگی ایک گستاخ بے ادب
راجپوت یہ بھی بول اُٹھا کہ اپنے پھوپھا (اکبر) کے ساتھ لانے کو نہین بھولئے گا جس زمین مین
دعوت ہوئی تھی وہ ایسی ناپاک سمجھی گئی کہ کھندہ کرائی گئی اور گنگا جل سے دھلوائی
گئی۔ جو سردار اس دعوت مین آئے سمجھے کہ یہان آنے سے پوشاک ناپاک ہوگئی ہے
اس لئے نہاکر اسے بدلا۔

رانا اودے سنگہ تو سنہ ۹۰۵ھ ۱۵ مین مرگیا تھا اسکی جگہ رانا پرتاب سنگہ (کیکا)
جانشین ہوا۔ گو وہ نامرد باپ کا بیٹا تھا مگر جوانمرد دادا رانا سنگا کا پوتا تھا۔ دادا
کی بہت سی صفات اسکی ذات مین ورثہ مین آئین تھین گو نہ اس پاس کوئی
دار السلطنت تھا نہ مخازن دولت پر قبضہ تھا خاندان پر ادبار آچکا تھا۔ اسکے
امرا کا دل شکستہ تھا۔ مگر قومی وملکی محبت خاکستر تلے کی آگ ہوتی ہے۔ جہان
اوس پر ہوا چلی آتش شعلہ زن ہوئی۔ یہی حال راجپوتون کا تھا کہ باوجود اس

بھاگے اور ہراول سے نکل کر برانغار کی پناہ مین آگئے۔ اسوقت فقیر عبدالقادر نے
کہ چند مخصوصون کے ساتھ ہراول مین تھا آصف خان سے کہا کہ اس وقت کیونکر آشنا
و بیگانہ راجپوتون مین تمیز کی جائے۔ آسنے شش کہہ کر جواب دیا کہ تیر لگائے جاؤ۔
کسی طرف کوئی مرے ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است پس ہم تیراندازی
اس انبوہ پر کرتے تھے جو مثل کوہ تھا اور ہمارے تیر اصلا خطا نہین کیے تھے۔
اور اسکے گواہ ہمارے راست تیر ہین ع القلب صدق شاہد لشہید (دل سچا گواہ ہے
جو شہادت دیتا ہے) ع گواہ عاشق صادق در آستین باشد۔ ہمکو یقین تھا کہ
ہمارا ہاتھ کام کر رہا ہے اور ثواب غزا حاصل ہو رہا ہے سادات بارہ اور
بعض صاحب ناموس جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیا جو شائد رستم ہی سے ہوتا
میدان جنگ مین طرفین کے آدمی مارے گئے۔ دوسری فوج جسکا سردار خود رانا تھا
وہ گھاٹی مین سے آیا اور گھاٹی کے دروازہ پر غازی خان تھا اسکو ہٹا کر قلب مین
پہنچا دیا ۔ سیکری کے شیخ زادے ایکدفعہ بھاگ گئے اور فرار کے وقت ایک تیر شیخ
منصور داماد شیخ ابراہیم کے لگا وہ اس جماعت کا سردار تھا۔ اس زخم سے مدتون
تک سکو زحمت رہی۔ غازی خان باوجود ملائی کے بہادرانہ کھڑا رہا۔ اوس کے
داہنے ہاتھ پر تلوار لگی جس سے اوسکا انگوٹھا کٹ گیا۔ اب مقاومت کی مجال اس مین
نہین تھی تو الفرار مالایطاق من سنن المرسلین (جب طاقت نرہی تو فرار پیغمبرون کی
سنت ہے) بڑھ کر قول مین پہنچا اور وہ جماعت کہ اول وہلہ مین اس فوج سے
روگردان ہوئی وہ دریا سے پار جاکر بھی پھر نہ پھری اس گیرودار مین مہترخان
نے چندراول سے نکل کر نقارہ بجایا اور آوازہ لگایا کہ بادشاہ ایلغار کرکے آگیا
اس ادا سے کچھ بھگوڑون کی تقویت ہوئی اور وہ بھاگنے سے ٹھہر گئے۔ راجہ
رام ساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان سور رانا کے آگے آیا اس نے راجہ مان سنگھ کے
راجپوتون کی جان پر وہ کارپردازی کی کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی یہی جماعت

د ر ہ . . . ہلدی کوٹ مین آیا۔
اس لڑائی مین ملا عبدالقادر بدایونی شریک تھا۔ اس لئے ہم اس لڑائی کا بیان اسی کی تاریخ سے نقل کرتے ہین۔
اوائل ربیع الاول ۹۸۴ھ مین گوکندہ کی فتح ہوئی مجمل بیان اسکا یہ ہے کہ مان سنگھ و آصف خان متواتر کوچ کرکے اجمیر کی فوج کو مانڈل گڈہ کی راہ سے ہلدرہ مین جو گوکندہ سے سات کروہ (۱۴ میل) پر تھا لائے یہان رانا کیکا رہتا تھا (معلوم ہوتا ہے کہ سہو کاتب سے ہلدی یا ہلدیو کی جگہ ہلدرہ لکھا گیا۔ جسکو طبقات مین گھاٹی ہلدیو اور ٹوڈ راجستان مین ہلدی گھاٹ لکھا ہے یہ نام اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ یہان کی زمین زرد مثل ہلدی تھی۔ ابوالفضل نے جنگ کی جگہ کھیم پور لکھی ہے وہ ایک گانو گوکندہ کے شمال مین وارود سیور کے شمال مغرب مین ہے۔ رانا اس سے لڑنے آیا مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہوا اور اوسکی ساتھ بادشاہی یکے مثل خواجہ محمد رفیع بدخشی و شہاب الدین گورہ و پاینده خان قزاق و علی مراد اوزبک و راجہ لون کرن حاکم سانبھر اور اور راجپوت قول اوسط یا قلب مین ہمراہ ہوئے۔ اور ہراول مین اور نامی جوان جمع ہوئے اور ان مین سے انہی سے کچھ زیادہ چیدہ و برگزیدہ سید ہاشم بارہ کے پیشتر ہراول کے لئے نامزد ہوئے انکا نام جوزہ ہراول (یعنی فرع ہراول) رکھا گیا۔ اور سید احمد خان بارہ ایک جماعت کے ساتھ برانغار اور قاضی خان مع سیکری کے شیخ زادون کے جو شیخ ابراہیم چشتی کے خویش تھے جرانغار مین و مہتر خان چنداول مین مقرر ہوئے۔ رانا کیکا سو ہزار سوار لے کر عقب درہ سے آیا اسکی دو فوجین تھین ایک فوج کا سردار حکیم سور افغان تھا وہ ہراول کے مقابلہ مین قبلہ رویہ یعنی مغرب کوہ سے آئی۔ بسبب تنگی و ناہمواری اور ببولون کے درختون کی کثرت کے اور راہ کے مار پیچان ہونے کے جوزہ ہراول اور ہراول ایک راہ پر آن کر دونو مخلوط ہو کر ایک ہو گئین اور جنگ مغلوبہ ہوئی۔
راجہ لون کرن کے ماتحت جو راجپوت تھے انمین سے اکثر بائین جانب سے بھیڑون کیطرح

ہراول کی چپ سے بھاگی اور آصف خان کی فرار ہونے کا سبب ہوئی وہ میمنہ مین
سادات بارہ پاس التجا لی گئی۔ اگر سادات پائے ثبات نہ قائم کرتے تو اس سبب سے کہ
ہراول بھاگ چکی تھی لڑائی مین بڑی رسوائی ہوتی۔ رانا کے ہاتھی بادشاہی ہاتھیون کے
مقابل مین آئے۔ ان مین سے دو قوی مست ہاتھیون کی لڑائی ہوئی اور حسین خان
فوجدار کہ مان سنگہ کے پیچھے دوسرے ہاتھی پر سوار تھا گر پڑا۔ مان سنگہ خود بجائے
مہاوت کے حسین خان کے فیل پر جا بیٹھا اور ایسی ثبات قدمی کی کہ اس سے زیادہ تصور
مین نہین آتی۔ ان دو ہاتھیون مین کہ جن مین ایک فیل خاصہ بادشاہی تھا وہ رانا
کے فیل رام پرشاد نامی سے جو بڑا قوی ہیکل تھا لڑا اور جنگ عظیم ہوئی۔ ایک دوسرے
کو دھکیلتا تھا۔ اتفاقاً رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے تیر لگا اور ہاتھیون کے حملہ کے
صدمہ سے وہ زمین پر گرا۔ بادشاہی ہاتھی کا فیلبان چستی و چالاکی کر کے اپنے ہاتھی پر
سے کود کے رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا اور وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہوتا۔ یہ حال دیکھ کر رانا
کو تاب نہ رہی جو جلو رانا کا ہاتھی تھا وہ بھاگا اور افواج مین تذبذب ہوا اور راجہ
مان سنگہ کے بکون نے آگے آن کر وہ چپقلش کی کہ ایک کارنامہ تھا اور مان سنگہ کی . .
سرداری سے آج ملا شیری کے معنے اس مصرعہ کے سمجھ مین آئے ع کہ ہندو میزند شمشیر اسلام
جیمل چتوڑی کا بیٹا اور راماساہ گوالیاری مع اپنے بیٹے سالباہن کے جنھون نے بہت کچھ
تردد و جانفشانی کی تھی جہنم مین گئے اور گوالیار کے راجاؤن کی نسل مین کوئی باقی
نہین رہا کہ قابل جانشینی ہوتا خس کم جہان پاک۔ رانا جو مادھو سنگہ کے مقابل تھا تیر کے
زخمون سے زخمی ہوا۔ حکیم سور جو سادات بارہ کے آگے سے بھاگا تھا رانا پاس التجا لیگیا
اسکی اور رانا کی دونو کی فوج ایک ہو گئین۔ رانا تنہا انہین بلند پہاڑون مین چلا گیا
جہان چتوڑ کی فتح کے بعد گیا تھا اور وہان محض بے اختیار تھا۔ یہان تابستان کی
چلہ کی گرم ہوا ایسی چل رہی تھی کہ آدمی کا بھیجا سر مین پگلا جاتا تھا۔ صبح سے دوپہر تک
لڑائی ہوئی تھی اور معرکہ مین پانچ سو آدمی مر چکے تھے جنمین سے اکیسو بیس مسلمان تھے اور باقی


گوگنڈہ کی لڑائی کا نقشہ جس سے سپاہیون کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے کا حال خوب معلوم ہو
حکیم سور افغان
رانا پرتاب
جوزہ ہراول
سید ہاشم بارہ
راجہ رام شاہ گوالیار
ہراول
آصف خان وغیرہ عبدالقادر
قلب یا قول
جرانغار
ہرانغار
راجہ مان سنگہ وغیرہ ولون کرن
علی مراد اوزبک وغیرہ —
سید محمد خان بارہ
چنداول
غازی خان شیخ زادہائے سیکری
مہتر خان
آگے بڑھنے کی نشانی
پیچھے ہٹنے کے نشانی

کھاتے تھے۔ اکثر ان کی رطوبت سے بیمار ہو گئے تھے اس دیار مین آم ایک
اکبری سیر کی برابر وزن مین ہوتا تھا مگر حرم مین چھوٹا ہوتا ہے اور شیرینی اور
مزہ اس مین چندان نہین۔ ان دنون مین محمود خان پادشاہ کے پاس سے ایلغار
کر کے گوکندہ مین آیا اور معرکہ کا حال تحقیق کر کے دوسرے روز چلا گیا۔ اور جو حال
ہر کسی شخص کا سنا تھا وہ عرض کیا۔ سب خدمات پادشاہ کو تحسین معلوم ہوئین مگر یہ امر
پسند خاطر نہین ہوا کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا۔ امرا نے یہ چاہا کہ رام پرشاد نامی ہاتھی
کو مع فتحنامے کے پادشاہ کے پاس بھیجین۔ کئی دفعہ پادشاہ نے اس ہاتھی کو رانا سے مانگا
تھا مگر اس نے اپنی بدبختی سے نہین بھیجا تھا۔ آصف خان نے فقیر عبد القادر کا نام
لیا اور کہا کہ وہ محض بہ سبب محبت و قربت کے ساتھ آیا تھا اسکے ساتھ یہ دونون چیزین
بھیجنی چاہیئین۔ مان سنگہ نے کہا کہ ابھی کچھ کام باقی ہے اسکو چاہیئے کہ معرکہ مین صفون
کے آگے آنکر سب جگہ امامت کرے مین نے کہا کہ مین یہان کی امامت چھوڑتا ہون
میرا کام یہ ہے کہ بندگان شاہی کی صف کے آگے امامت کرون۔ مان سنگہ نے
مسرور و بشاش ہو کر فیل مذکور اور احتیاطاً سو سوارون کو میرے ہمراہ کیا اور خود بھی
سیر و شکار اور تھانون کے مقرر کرنے کی تقریب سے گوکندہ سے بیس کروہ تک میری
مشایعت کی اور سفارش نامہ لکھ کر یہان سے مجھے پادشاہ پاس رخصت کیا مین
کور اور ناندل گدھ کی راہ قصبہ انبیر مین جہان مان سنگہ کا وطن تھا آیا۔ جہان
مین جاتا تھا وہان لوگ مان سنگہ کی جنگ اور فتح کی کیفیت سنتے تھے تو انکو یقین
نہین آتا تھا۔ انبیر سے پانچ کروہ پر فیل دلدل مین پھنس گیا۔ جتنا وہ آگے جاتا تھا اتنا
ہی زیادہ دھستا تھا۔ یہ میری اول ہی خدمت تھی۔ میری حالت عجیب تھی۔
آخر اس نواح کی رعایا نے آ کر کہا کہ پارسال بھی اسی زمین مین ایک فیل پادشاہی پھنس
گیا تھا تو اس دلدل مین بہت سا پانی ڈالا تھا تو دلدل ایسی پتلی ہو گئی کہ آسانی سے
ہاتھی نکل آیا۔ غرض سقون کو بلا کر یہی کیا کہ بہت سا پانی ڈلوایا تو آہستگی کے ساتھ

ہندو اور زخمی تین سو سے زیادہ نہ تھے ہوا کا حال جلتے تنور کا سا تھا۔ سپاہیوں
میں حرکت کی قوت نہ تھی اور غالب گمان یہ تھا کہ رانا مکر و فریب کرکے پہاڑ کے نیچے چھپا
بیٹھا ہوگا۔ اسواسطے تعاقب نہیں کیا پھر کر زخمیوں کی تیمارداری کی گئی اور فتح کی تاریخ
یہ ہوئی ع ویبدو من اللہ فتح قریب (خدا کی طرف سے فتح ظاہر ہوئی) دوسری
روز کوچ کیا اور میدان جنگ میں آنکر ہر شخص کے کام کا ملاحظہ کیا گیا اور درہ سے گذر کر
گوکندہ میں آگئے۔ رانا کے محل کی حفاظت اُس کے چند فدائی کرتے تھے وہ اور چاہدی
چند آدمی آئی جنکا مجموعہ بیس آدمیوں کا ہوتا تھا اُنہوں نے رسم قدیم کے موافق جوہر
کیا اور مستورات کو ہلاک کرکے گھروں اور بتخانوں میں سے باہر آکر حرکت مذبوحی
کی اور تلوار کے زخم سے مالکان دوزخ کو جان سپرد کی امرا کو یہ خیال تھا کہ رانا کہیں
شبخون نہ مارے۔ کوچہ بندی کی خندق اور دیوار ایسی اونچی کہ اسپ سے سوار نہ آسکے
گوکندہ کے گرد بنائی اور اس میں آن کر فروکش ہوئے۔ اُمرا مُردہ گھوڑوں اور
کشتہ آدمیونکی نام نویسی کرتے تھے کہ عریضہ شاہی میں لکھ کر بھیجیں سید احمد خان
بارہ نے کہا کہ ہم میں سے نہ کوئی لڑا ہے نہ کسی کا گھوڑا کشتہ ہوا ہے کہ جنکے ناموں کو دفتر
اعلیٰ میں لکھ کر بھیجیں اسم نویسی سے کیا فائدہ ہے۔ اس وقت غلہ کی فکر کرنی چاہیئے
چونکہ یہ کوہستان کم زراعت تھا۔ بنجارے بھی نہیں آئے تھے۔ عسرت سے سپاہ
کا عجب حال تھا۔ مشورہ کیا گیا اور نوبت بہ نوبت امرا میں سے ایک کو سردار
اعتبار کرکے سیکروں میں غلہ لانے کے لئے بھیجا جاتا تھا سیکرہ کے معنے کوئی
جھگڑہ کے لیتا ہے اور سکرم اسی سے مشتق بتاتا ہے۔ کوئی اسکو سنسکرت کا
لفظ سمجھکر بھینگی کے معنے لیتا ہے۔ بنگالی زبان میں شگرا اور شکست جھگڑہ کو
کہتے ہیں) پہاڑوں کی چوٹیوں اور بلندیوں پر مجمع شکستہ آدمیوں کا ملتا تو وہ
اسیر کیا جاتا۔ مواشی کے گوشت پر گذرا وقات ہوتی تھی اور آم اس افراط
سے پیدا ہوئے تھے کہ بیان نہیں ہوسکتے اراذل عوام انکو بجائے طعام

سبحان اللہ یہ شیخ عبدالغنی کیا تھے یا آخر مین انکا وہ حال ہوا کہ کسی کو خدا نہ دکھائے نہ سنولے اس سے سب کو عبرت پکڑنی چاہیئے ؎

ہر کرا پرورد گیتی عاقبت خونش بریخت * حال آن فرزند چون باشد کہ خصمش مادر است

اصل تاریخی حال تو بدایونی نے لکھا ہے اب ٹوڈ راجستان کے بیانون کی طرف توجہ کرتے ہین جو انہون نے نہایت جانفشانی سے کبتون اور گیتون اور کہیون اور بھاٹون کی روایتون سے جمع کئے ہین اور انسے بعض تاریخی حالات معلوم ہوتے ہین مگر اس سے پہلے ہم ایک بڑے نامور شاعر لارڈ بائرن کی نظم چائلڈ ہیرلڈ کا ترجمہ لفظی کرتے ہین اور اسکا مطلب بیان کرتے ہین پھر بعض حکایات اس معرکہ کی نقل کرتے ہین نظم کا ترجمہ ـ کیا ہر ایک گیت ایسے شاندار فسانہ سے نہین بھرا پڑا ؟

افسوس ہے کہ کسی ہیرو یعنی نامور شجاع کی بڑی سے بڑی قسمت یہ ہے * جب سخت پتھرون کے تودے اور تاریخ کے دفتر کچھ حال نہین بتاتے تو کسان اپنی گیت مین مشتبہ تاریخون کی لے بڑھاتے ہین * ای غرور فدا آسمان سے نیچے آنکھین جھکا کر اپنی حالت کو دیکھ کہ وہ لوگ جو بڑے طاقت ور تھے اب گیت ہی گیت رہ گئے ہین ـ کیا کتاب مینار ـ عمارت تجھکو برقرار رکھینگے ؟ یا تو روایت کی بھولی [illegible] پر بھروسا رکھیگا جبکہ خوشامد تیری ساتھ سو گئی ہوگی اور تاریخ تجھکو نقصان پہنچا چکی ہو * ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ روایات (یہ ایک ایسے انگریزی لفظ کا ترجمہ ہے جسکے معنے افسانون گیتون و قصون کے ہین جو زبان زد خلائق ہوتے ہین) انہین بھولی بھولی باتین ایسی بھی ہوتی ہین جنہین صداقت نہین ہوتی یعنی عوام مین جو ایک بڑے آدمی کی نسبت گیت و کہانیان مشہور ہوتی ہین وہ بھی اسکی اس خوش قسمتی کی یادگار ہوتی ہین جو اسکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی تھین ـ جب ان بڑے آدمیون کی نشان مٹ جاتے ہین ـ انکے قلعے عمارات و شہر غارت ہو جاتے ہین ـ تاریخون مین ان کے ذکر کا پتا نہین لگتا یا بری طرح

فیل نے اس ورطہ سے خلاصی پائی اور پھر شہر میں آیا اس سے آدمیون کو بڑا افتخار حاصل ہوا
یہان چار روز رہ کر قصبہ تونده مین کہ مولد فقیر تھا اور باورجی کی نسبت یہ مصرعہ ہے ع
وادل ارض مس جلدی ترابہا ۔ یہ اول ہی زمین تھی جس نے میری جلد کو چھوا تھا
ہوتا ہوا ۔ اوائل ماہ ربیع الاول مین بوسیلہ کوکہ و راجہ بھگوانداس پدر مان سنگھ کے
دیوانخانہ فتحپور مین پادشاہ کی کورنش بجالایا اور امراء کی عرضداشت اور ہاتھی کو پادشاہ
کی خدمت مین نذر کیا ۔ پادشاہ نے پوچھا کہ اس ہاتھی کا نام کیا ہے ۔ عرض کیا کہ ..
رام پرشاد ۔ فرمایا کہ یہ سب کچھ بطفیل پیر حاصل ہوا ہے ۔ اسی لیئے اسکا نام پیر پرشاد
رکھتا ہون ۔
پھر پوچھا کہ سچ کہو کہ تو کس فوج مین تھا اور کیا کام تیرے ہاتھ سے بن آیا ۔ مینے کہا کہ
پادشاہون کے حضور مین سچ بھی سوترس ولرزہ کے ساتھ کہا جاتا ہے ۔ دروغ
کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے ۔ پھر مینے جو واقعی حال تھا بتفصیل بیان کیا پھر پوچھا کہ تو برہنہ
تھا یا مسلح ۔ مینے کہا کہ جیبہ و کیجم میرے پاس تھے فرمایا کہ یہ کہان سے ہاتھ لگے تھے مینے
کہا کہ سید عبداللہ خان سے ہاتھ لگے تھے ۔ میری باتین پادشاہ کو بہت مستحسن معلوم
ہوئین ان دنون مین پادشاہ کے آگے اشرفیون کا گنج رکھا رہتا تھا اس مین ۹۶ اشرفیان
مجھے انعام دین اور پوچھا کہ شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی ہے مینے کہا کہ مین ابھی گرد راہ
سے دربار مین آیا ہون انسے کیونکر ملتا ۔ دوشالہ نخودی اعلیٰ درجہ کا دیا اور فرمایا کہ ابھی
لے جاکر شیخ سے ملاقات کرو اور کہو کہ یہ دوشالہ کارخانہ خاصہ کا بنا ہوا ہے کہ شیخ
کی نیت سے فرمایش کرکے بنوایا ہے اسکو وہ اوڑھے ۔ مین یہ دوشالہ شیخ پاس لیگیا
اور پادشاہ کا پیغام سنادیا شیخ خوش ہوا اور پوچھا کہ وداع کے وقت مین نے
کہا تھا کہ جب صفین مین تو دعا ہماری پڑھ کر ہمکو یاد کرنا مینے کہا کہ یہ دعا مینے خود
پڑھی تھے اللھم اغفر للمومنین والمومنات وانصر من نصر دین محمد و
اخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔ شیخ نے کہا کہ یہ کافی تھی

اوراس کے ساتھ ان باقوان کی یاد نے جو عاجز کرنے والی معین دل کو گھیر لیا وہ
تعاقب کرنے والون کے ساتھ اسلئے ہوا کہ انہین سے جو اسکے نیزہ کے نیچے آجاے انکو
ہلاک کرے یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ یہ دونو بھائی اپنی ساری عمرون مین آپس مین ہی دوستانہ
و برادرانہ ملے گھوڑا چیتک گر گیا۔ ہر نام اسکے بھائی نے دوسرا گھوڑا انکا دیا اور وہ
چیتک سے زین کھول کر اسپر رکھنے لگا تو ستا چیتک وفادار گھوڑا مر گیا۔ اس گھوڑے کی ایک
یادگار بنی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چیتک یہان مرا تھا۔ اور دارالسلطنہ
کے آدھے مکانون مین اس ساری واقعہ کا نقشہ دیوارون پر کھچا ہوا ہے۔

رانا اس طرح خلاصی پاکر جلدی سے پہاڑون کی راہون پر گیا جہان اسکو راحت
ہو گئی تھی اسکے سات زخم بھی لگے تھے جنسے خون جاری تھا۔ گو رانا حالت فرار مین
ان مصائب مین گرفتار تھا مگر وہ اپنے شاہانہ ارادون سے باز نہ اتا اور آیندہ لڑنے
کے منصوبے باندھتا تھا۔

سکرا پھر مغلون کے لشکر مین گیا۔ اکبر کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا اس نے سکرا کو بہت انعام
واکرام اس کام پر دیا۔ ہو نیلا گھوڑا راسوار رانا کے رشتہ دارون مین ضرب المثل
کی طرح مشہور ہو گیا۔

غرض تاریخ بدایونی اور ٹوڈ کے بیانات کو ختم کرکے مین اب اکبر نامہ کے ورق الٹتا ہون
اور دیکھتا اور پوچھتا ہون کہ بدایونی اور ابوالفضل کی طرز ادا جدا جدا ہے مگر مطلب ایک
ہے۔ ابوالفضل نے ہاتھیون کی لڑائی کا بیان تفصیل سے اس طرح لکھا ہے کہ جیسے جوان
مردون نے ایک بوالعجبی کا ہنگامہ دکھا رکھا تھا۔ نامور ہاتھیون نے بھی اپنے کارنامے
دکھائے تھے۔ غنیم کے ہاتھی لونا نے معرکہ صف شکنی آراستہ کیا۔ جمال خان فوجدار
پادشاہی فیل گجمکتہ کو اسکے روبرو لایا۔ اسکے تصادم سے پادشاہی ہاتھی زخمی ہو کر
بھاگا۔ مگر رانا کے ہاتھی کے فیلبان کے ایسی بندوق لگی کہ وہ کارزار سے چلا گیا۔
اس عرصہ مین پرتاپ خود فیل رام پرشاد کو کہ سرآمد فیلان تھا جنگ کا ساز لگا کر

بیان ہوتا ہے تو اس وقت ان قصے کہانیون اور گیتون سے جو عوام مین مشہور
ہوتے ہین انکے کارنامے معلوم ہوتے ہین۔ شاعر بغیر فیصلہ کے سوال کرتا ہے کہ
کیا بڑے آدمیون کی عظمت عمارتون اور کتابون سے اچھی طرح معلوم ہوتی ہے
خاص کر ایسی حالت مین جبکہ انکے خیر خواہ مورخ انکے ساتھ مرگئے ہون اور تاریخ
مین انکے کامون کو بری صورت مین دکھایا ہو یا انکی عظمت روایات کے ذریعہ سے
معلوم ہوسکتی ہے جو اپنی شاعرانہ اور بھولی زبان سے انکو گاتے یا سناتے ہین وہ انکی
عظمت کی زیادہ یادگار ہوتی ہین۔ یا تاریخ جو مخالفانہ لکھی ہے؟ غرض رانا پرتاب کا
یہی حال ہے جو بڑا آدمی تھا مگر مورخ مخالف ملے۔ اسکے کامون کو ذلیل کرکے بیان کیا
عوام مین جو باتین اسکی بہت مشہور ہین وہ شاعرانہ صورت رکھتی ہین موثر نہین۔ اب
ٹوڈ نے روایات اس معرکہ کے بیان مین یہ لکھا ہے کہ رانا پرتاب بائیس ہزار راجپوتون کو
ہلدی گھاٹ کے میدان جنگ مین لایا تھا۔ انمین سے صرف آٹھ ہزار جان سلامت لے گئے۔
پرتاب تن تنہا اپنے گھوڑے چیتک پر سوار ہوکر بھاگا۔ اسی گھوڑے نے اسکی جان بچائی
اور اپنے اوپر سوار کرکے لے گیا دو مغل اسکے پیچھے پڑے جنکو اس روک نے تھوڑے
دنون کے لئے روک دیا کہ پہاڑ سے بہتی ہوئی ندی حائل ہوئی جسکو رانا کا گھوڑا پار پھاند نکل
گیا مگر یہ گھوڑا بھی اپنے آقا کی طرح زخمی تھا۔ چقماقی پہاڑ سے جو گھوڑے کے نعلون سے
شرارے نکلتے تھے انکی روشنی سے تعاقب کرنیوالون کو معلوم ہوا کہ ہم رانا کے بہت
ہی پاس آگئے ہین کہ ایک ان مین سے بڑے زور سے اپنی زبان مین پکارا کہ ہو
نیلی گھوڑا را سوار۔ تو پرتاب نے پیچھے موڑ کر دیکھا تو ایک سوار نظر آیا۔ یہ سوار اسکا
بھائی سکرا تھا۔ یہ بھائی پرتاب سے ذاتی جانی دشمنی رکھتا تھا۔ اس دشمنی نے
اسکو ملک میواڑ کا دغاباز دشمن بنایا تھا وہ اکبر کے لشکر کی صفون مین تھا کہ اوسنے
دیکھا کہ ایک نیلا گھوڑا جاتا ہے اور اوسکے ساتھ کوئی نہین ہے یہ دیکھتے ہی بھائی
کے ساتھ جو کینہ سینہ مین جمع تھا وہ جاتا رہا اور برادرانہ محبت کا جوش اٹھا

عقیدت مشتون کا سرمایہ سعادت ہے۔ عقل کے نزدیک جمیع اشغال سلطنت
مین بادشاہون کے ذمے یہ ہے کہ وہ بالذات کام کو اپنے ذمے جانین۔ جو
کام ملازمون سے اچھی طرح نہ ہو سکے اوسکے سرانجام دینے مین اپنے نفس سے
مصروف ہون اس لئے بادشاہ نے ان ایام مین یہ ارادہ کیا کہ گوکندہ مین
شکار کھیلنے جاے کہ رانا نے کوہستان جنوبی مین سر اٹھایا ہے اور رای نراین داس
نے ایدر مین علم استکبار بلند کیا ہے۔ ۳۱۔ اسفندمہر کو اجمیر سے گوکندہ کی طرف
کوچ کیا جسکے سبب سے بہت سے سرکش آن کر مطیع ہو گئے۔ رانا کوہستان
مین چھپ گیا۔ قطب الدین خان و راجہ بھگونت داس و کنور مان سنگھ کو پہاڑون
کے درمیان بھیجا کہ اس گریوہ نشین کو گرفتار کرین۔ قلیچ خان و خواجہ غیاث الدین
علی و آصف خان اور امرا کو ایدر بھیجا کہ اس سرزمین کو ناسپاس سرکشون کے
خاشاک سے پاک صاف کرین۔

جو لشکر ایدر کو روانہ کیا تھا وہ منزل بمنزل ۲ آبان ۹۸۴ھ کو ایدر کے حوالی
مین آیا۔ اس سرزمین کے نخوت آرا کوہستان کی تنگناؤن مین گھس گئے تھوڑے
راجپوت اپنے معابد و منازل مین لڑنے مرنے کو تیار ہوئے۔ بادشاہی لشکر
مین سے ہیرہ پٹھان و عمر خان افغان و حسن بہادر اس گروہ کے پامال
کرنے کو گئے کہ راجپوتون نے تلوارین سونت کر اور برچھے لگا کر عرصہ جانفشانی
مین تیزدستی کی بہت سے بادشاہی آدمی انکے آگے سے بھاگے عمر خان
و حسن بہادر مارے گئے مگر وہ سب راجپوت ہلاک ہوئے شہر ایدر بہت
سی غنائم بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ ایدر کی حراست امرا بتدبیر کو
سپرد ہوئی۔

بادشاہ نے جو سپاہ رانا کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجی تھی اسکو رانا کا
پتا نہ ملا۔ وہ جلدی سے بغیر حکم شاہی کے بادشاہ کے پاس واپس چلی آئی

لا یا اور اس نے بہت سے بہادرون کو مارا۔ کمال خان پادشاہی ہاتھی کجراج
کو لا کر نبرد آرا ہوا۔ نجو فیلبان مدارا کو فیل رام پرشاد کے روبرو لایا قریب تھا
کہ یہ پادشاہی ہاتھی بھی بھاگے کہ رام پرشاد کے فیلبان کے ایک تیر ایسا لگا کہ
وہ مرگیا۔ رام پرشاد پادشاہ کے آدمیون کے ہاتھ آیا۔ رام داس پسر جیمل کو
جگنناتھ نے ضرب لگا کے عدم مین پہنچایا۔ راجہ رام شاہ مع تین بیٹون سالبا
وبھان سنگہ و پرتاپ سنگہ کے داد مردانگی دیکر نیست ہوئے۔ کنور
مان سنگہ گوکنڈہ مین مقیم رہا۔ مگر رانا کی جستجو مین لگا پو نہین کی اور کھانے پینے
کو مشکل سے وہان ملتا تھا اسلئے اُن سنگلاخون سے نکل کر صحرا مین آیا اسپہ
حیلہ اندوزون نے پادشاہ سے یہ کہا کہ رانا کے استیصال مین تساہل ہوا قریب
تھا کہ پادشاہ مان سنگہ پر عتاب کرے لیکن پادشاہ کو حیلہ سازون کا حال معلوم ہو
اس لئے وہ خفا نہ ہوا۔ جب امرا اور کنور مان سنگہ پادشاہ کی ملازمت مین حاضر
ہوئے بخشش و بخشایش انکے حال پر ہوئی۔
گوکنڈہ کی طرف شکار کھیلنے کو پادشاہ نے انتظام ملکی کے لئے مناسب جانا
کہ اس ناحیہ کے تمام سرکش ایک ہی دفعہ سرنگون ہون اور اس مرزبوم کے
ساکنین سعادت گزین ہون۔ عبادات ایزدی مین گزیدہ ترین عبادت
پادشاہ کے لئے یہ ہے کہ وہ خیراندیشون پر نوازش اور بدکارون کو مالش
ایسے شائستہ طور پر کرے کہ خدمت فروشون کی منت نہ اٹھانی پڑے اور
فتنہ اندوزون کے تزویر کی مداخلت نہ ہونے پاے۔ طرازہ صورت بطرز معنی
سرانجام پائے۔ یہ کیا خوش کام ہے کہ غازہ عبادت بھی چہرہ پر رکھتا ہے
اور حزبیت کی چہرہ افروزی بھی کرتا ہے اگرچہ یہ امر ابتدا از نظر مین نیکون کے حق مین
خیراندیشی معلوم ہوتی ہے لیکن وہ بدکارون کے حق مین بھی نیک خواہی ہے
اول و بد مین شورش مند سرکشون کا تنبیہ کرنا نظر آتا ہے مگر حقیقت مین وہ اخلاص گزین

جا کر ایک عرضداشت بھیجی جسمین یہ درخواست کی کہ انتظام کے لئے کارشناس بھیجے جائین - بادشاہ نے شیخ ابراہیم فتحپوری کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ حدلاولی مین اقامت کرکے اس سرزمین کے سرکشوان کو فرمان پذیر کرے اور شہباز خان کی یاوری کرکے رانا کی بیخ کنی مین تگا پو کرے -

رانا نے اپنے باپ دادا کی طرح قلعہ کوملمیر (کونبل میر) کو اپنی پناگاہ بنایا - یہ قلعہ ایسے بلند پہاڑ پر ہے کہ کسی نے پہلے زمانہ مین اسے کمتر فتح کیا ہے شہباز خان میر بخشی جب اس نواح مین آیا تو اس نے راجہ بھگونت سنگھ اور کنور مان سنگھ کو یہ کہہ کر بادشاہ کے پاس بھیجدیا کہ وہ رانا سے زمینداری مین ایک مناسبت رکھتے ہین مبادا اس سبب سے رانا کی سزا مین التوا واقع ہو - اور خود شریف خان و غازی خان و مرزا خان کو ساتھ لے کر قلعہ کی فتح کا ارادہ کیا اپنی رای صواب اندیش سے بڑے بڑے سنگستان طے کرکے لشکر کو لے گیا اور بڑی کٹھن گھاٹیون سے آسانی سے نکل گیا قلعہ کی فتح کے لئے ہمت چستی کی - چابکدستی اور تیزپائی سے اس نے کیلواڑہ پر قبضہ کرلیا اور پہاڑون پر لشکر کو چڑھاکر چیرہ دستی کی - قلعہ کا محاصرہ کیا جس سے رانا کے ہوش اڑے اور ایک اور بلا اوسکے سر پر چڑھ آئی کہ قلعہ کے اندر ایک توپ کے پھٹنے سے اس کا بہت اسباب و رسامان جل کر خاکستر ہوگیا وہ ایسا بیدل ہوا کہ جریدہ پہاڑون مین بھاگ گیا قلعہ فتح ہوگیا - نامور راجپوتون نے اپنی پرستش گاہون کے گرداگرد کرانمول جانین ہستی بیچین رانا کا پتہ یہ معلوم ہوا کہ وہ بانسوالہ مین ہے تو شہباز خان غازی خان بدخشی کو قلعہ حوالہ کرکے وہان گیا - اس روا روی مین دوپہر کو قلعہ گوکندہ پر اقتدار حاصل کیا اور آدھی رات کو قلعہ ادی پور پر تصرف کیا - لشکر کو غنیمت سے مالامال کیا اور صوبہ اجمیر مین رانا کا بیتلا حال کردیا -

شہباز خان کو صوبہ اجمیر کے گروہ نشین گردن کشون کے تابع کرنے کے لئے اور شورش پناہ و بدکارون کو سزا دینے کے لئے بھیجا تھا سو اس نے اپنی مردانگی کا

شہباز خان کا اودے پور پر قبضہ ۹۸۶ھ

مطابق ۱۵۷۸ع ۲۳ سال جلوس اکبری قبل ۲۲ ۱۵۷۸ع شہر بادشاہ اکبر

حکام سلطنت کی پاسبانی اوّل فرمانروایون کے ذمہ واجب ہی۔ دوم خدمت پذیری
پر اسکی نقش پذیری لوح دل پر ضروری ہے۔ اسواسطے بادشاہ قطب الدین خان وراجہ
بھگونت داس پر خفا ہوا اور انکو کورنش کی اجازت نہین دی مگر جب انھون نے اپنی ندامت
اور پشیمانی ظاہر کی تو انکو دربار مین آنے کی اجازت دی۔ قلیج خان نے ایدر کو فتح کیا تھا
مگر بادشاہ نے اسکو گجرات کے جانے کے لئے بلالیا تو رای ایدر نے اور زیادہ سرکشی پر کمر باندھی
وہ پہلے کوہستان مین بھاگ گیا تھا۔ اب اس نے اسار اول کو اپنی ساتھ متفق کیا اور تنگنار
کوہستان سے باہر نکلا اور عرصۂ مبارزت کو آرائش دی ۱۴۔ اسفندارمذ کو اولیا دولت
لشکر کی پاسبانی شیرخان کو سپرد کرکے میدان جنگ کی طرف چلے فوج قول مین خواجہ غیاث الدین علی
آصف خان فوج برانغار مین تیمور بخش فوج جرانغار مین میر ابو اللیث۔ فوج ہراول مین میرزا
مقیم نقشبندی و نور قلیج خان وغیرہ برہان و میر غیاث الدین افسر تھے۔ غنیم کے صرف
دو گروہ تھے۔ طرفین سے جوان مردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ راجپوت برچھون سے خوب
لڑے۔ نور قلیج خان کے بازو مین زخم لگا مگر اسنے جنگ سے ہاتھ نہین اٹھایا۔ مظفر راجپوتون
کے ہجوم سے زمین پر گر پڑا پھر گھوڑے پر چڑھ کر لڑا۔ و میر برہان نے بھی مردانگی دکھائی۔
اس ہنگامہ مین ہراول شاہی ہار گئی۔ جوان مردون نے جانفشانی کرکے اسکو سنبھالا۔ مرزا مقیم
قطلغ خان کی جانین گئین۔ جسوقت ہراول کو ہزیمت ہوئی تو فوجین بہم کمک کو آئین اور کارزار
مین مصروف ہوئین۔ مخالف بھی بڑی شجاعت سے لڑا۔ اپنی توانائی کے موافق لڑکر شکست
پائی۔ بادشاہی لشکر فتحیاب ہوا۔
بادشاہ کی گزیدہ پرستش یہ ہے کہ شائستہ نصیحتون اور تدابیر کی قوتون سی گردن کشون کو
فرمان پذیر کرین۔ اور اگر نصیحت وفضیحت سودمند نہ ہو تو پھر انکو نیست و نابود کرین۔ تاکہ
وحدت انتظامی مین اختلال نہ ہو۔ اور شورش کثرت سے جہان غبار آلود نہ ہو۔
اس نظر سے آبان سنہ ۲۱ مین راجہ بھگونت داس اور کنور مان سنگہ اور سردارون کو رانا
کے استیصال کے لئے بھیجا۔ شہباز خان میر بخشی کو اس لشکر کا مہتمم مقرر کیا۔ شہباز خان نے

رانا مع اپنے زن و زاد کے پہاڑون کی تنگناؤن مین چلا گیا۔ خان وہان اس کو غارت کیا و دور اندیشی کے سبب سے اس راہ سے آنے مین بہبود نہین دیکھی جس سے گئے تھے دوسری طرف کچھ جاکر ڈونگر پور کی طرف پھرے۔ یہان کا راجہ دورو لی کر رہا تھا اسی دفعتہً جاکر پکڑ لیا اور بہت روپیہ اور چارپائی لئے۔ رانا چاہتا تھا کہ کوہستان سے نکلکر اس ملک مین فساد کرے کہ اس سپاہ نے اُسے روک دیا انہین دنون مین وہ ابھی مرگیا۔

کہ سیسودیہ رانا کے خاندان مین سے تھا اور اسکا ساتھ دیتا تھا۔ وہ بادشاہ کی ملازمت مین آیا۔ اس پر بادشاہ نے نوازش کی۔ مگر پھر وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ نے صلاح الدین و رامچند کو حکم دیا کہ اسکو جلد جاکر پکڑین اور نصیحت کرکے یہان لے آئین اور اگر وہ نہ مانے تو اسکو مارڈالین۔ یہ ایک سو اسی کوس طے کرکے قصبہ فتح پور مین پہنچے وہ خاطر جمعی سے کھانا کھا رہا تھا کہ انھون نے پیغام نصیحت گذارش کیا۔ اس افسون مہربانی کو اسنے افسانہ بیدلی جانا تو آدمیون کو ساتھ لیکر لڑا اور وہ خود اور دو آدمیون کے ساتھ مارا گیا۔ باقی آدمیون نے پناہ مانگ کے جان بچائی۔

قلعہ سوانہ و چندر سین پسر راجہ مالدیو کے معاملات و مہمات

جب سنہ ۹۷۵ھ مین اجمیر مین بادشاہ آیا تھا تو چندر سین پسر مالدیو کہ ہندوستان کے اعاظم زمینداروں مین سے ہے اسکی ملازمت سے مشرف ہوا تھا۔ مگر جب وہ ۹۸۱ھ مین اجمیر مین آیا تو اس نے سُنا کہ چندر سین پسر راجہ مالدیو بادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کرکے خودسر ہو گیا ہے اور قلعہ سوانہ کو کہ صوبہ اجمیر کے سب قلعون مین نہایت مستحکم و استوار تھا لڑنے کے لئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے اس سانحہ کو سنکر اس دیار کی رعایا پر رحم کیا کہ شاہ قلی خان محرم و رامی رائے سنگ و شمال خان و کیشوداس

پیشوا خرد کو بناکے یہ کام بہت اچھی طرح کرئے۔ بہت سے سرکشون کا نقد جان
غارت کیا۔ بعض کو پرستار اور خدمتگار بناکے چھوڑ دیا۔ رانا کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنا
بنگاہ چھوڑکر پہاڑون مین پوشیدہ ہوا۔
پادشاہ کو معلوم ہوا کہ صوبہ اجمیر مین رانا نے سر اٹھایا ہے تو ۹ر دے ۹۸۶ھ کو
غازی خان و محمد حسین اور اور امراء کو بسرکردگی شہباز خان کے روانہ کیا کہ رانا اور تمام
سرکشون کو تنبیہ کاری سے باز رکھ کر نیک بندہ بنائے یا انکی جان نکالے بہت سا
خزانہ اسکے ساتھ کیا۔ شہباز خان نے رانا پرتاب کو ایسا تنگ کیا کہ وہ ہر صبح کو شام
وہین جاتا تھا خوف سے مارا مارا پڑا پھرتا تھا۔ تیجمال سیسودیہ کے مکان مین وہ تھا
کو شہباز خان نے اسپر تاخت کی اور بہت سے بداندیشون کو مارا اور انکا مال اسباب
لوٹ لیا اور اس نواح گوگندہ کو ہرون سے پاک کرکے سپہ نشین بنایا۔ شرقی دیار مین
فساد ہونے کے سبب سے پادشاہ نے اسکو اپنے پاس وہان بھیجنے کے لئے بلا لیا۔
پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ رانا کوہستان سے نکلا ہے اور شورش کر رہا ہے۔
زیردستون پر دراز دستی کرتا ہے۔ ایک لشکر بسرکردگی جگنناتھ روانہ کیا۔ مرزا
جعفر بیگ کو بخشی مقرر کیا۔ ۲۴ آذر ۹۹۲ھ کو وہ رخصت ہوا۔ تھوڑے دنون
مین وہ اس دیار مین آیا رانا نے کنارہ کیا۔ پرجا کو سکھ ملا۔ جگنناتھ چند روز بعد
منڈل گڈھ مین سید راجو کو چھوڑکر رانا کے بنگاہ پر گیا۔ رانا مین لڑنے کی طاقت
نہ تھی وہ ایک اور گریوہ کی راہ سے نکلا۔ اور اُس نے منڈل گڈھ کے ملک مین شورش
مچائی اور کہی جگہ لوٹ مار کی۔ چند راجو لڑنے کے قصد سے رانا کی طرف گیا وہ چیتوڑ
کی جانب پھرا جس سر منزل پر کہ رانا اسباب باندھتا تھا وہان سید آ اترا۔ مگر
اس نے دستبرد کچھ نہین کی۔ زیردستون کو رہائی ہوئی اور جگنناتھ رانا کی بنگاہ
پر تاخت کرکے اس سپاہ سے مل گیا۔ جگنناتھ و جعفر آخر روز مین رانا کی بنگاہ
پر آئے۔ قریب تھا کہ اسے گرفتار کرلیتے کہ رانا کے ایک آدمی نے اوسے آگاہ کر دیا

خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ حدود جودھپور مین چندرسین خودسری کر رہا
ہے لشکر سوانہ کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے وہ دشمن کے دفع کرنے کے لئے کافی
نہین ہے۔ کامروائی کے لئے اور لشکر عنایت ہو پادشاہ نے اسکی درخواست
منظور کی۔ طیب خان و سید بیگ توقبائی و سبحان علی ترک و خرم و عظمت خان
سیوداس کو چندرسین کے سر پر بھیجا وہ رام پور کے حدود سے سخت گریوون مین
چلا گیا۔ فوج شاہی نے بھی کوہستان کی طرف رخ کیا مخالفون مین چند آدمیون
کا کام نکلا اور اکثر انمین شدائد سے پائمال ہوئے۔ چندرسین سے مقابلہ لشکر شاہی
سے نہ ہوسکا وہ بھاگ گیا۔ امراء شاہی اپنی نافہمی اور کوتاہ بینی سے اسکے اس
بھاگنے ہی کو یہ سمجھے کہ سارا کام پورا تمام ہو گیا۔ بے طلب شاہی وہ پادشاہ پاس
چلے آئے پادشاہ نے اس نافرمانی کے قصور پر انکو پایہ اعتبار سے ساقط کیا
سنہ ۹۸۵ھ مین صوبہ اجمیر کا بعض محال مین پھر چندرسین نے سرکشی و خودسری اختیار کر کے
فساد مچایا۔ پادشاہ نے پایندہ محمد خان مغل و سید ہاشم و سید قاسم اور
تمام ان حدود کے اقطاع دارون کے نام فرمان جاری کیا کہ چندرسین کو سزا
دین سب حسب الحکم اس کار پر متوجہ ہوئے وہ لشکر شاہی سے لڑا اور شکست
کھائی۔ جب شاہ قلی محرم و رای رائسنگہ کا لشکر شائستہ خدمت نہ کر سکا
اور سپاہیون کے گھوڑے نکمے ہوئے اور جانورون کے چارہ نہ ملنے سے
تمام سپاہیون کو اضطرار ہوا تو اونسے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و
جلال خان و شمال خان کو اس خدمت پر تعین کیا کہ حصار کی فتح مین کوشش
کرین اور جو لشکر پہلے گیا ہے اسکو ہمارے پاس بھیجدین۔ امرا اپنی اپنی تیول مین
یورش کا سامان درست کرنے گئے۔
اس درمیان مین جلال خان کا واقعہ پیش آیا۔ جلال خان میرٹھا مین آیا
رای رائسنگہ کے بھائیون سلطان سنگہ و رام سنگہ اور شاہ قلی کے داماد

پسر جبل میرتھ وال و جگت رائے پسر دھرمچند کو چندرسین کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ نصیحت سے راہ پر آجائے تو ہمارے پاس لے آؤ۔ یہ امراء شاہی شہر سوخب میں آئے۔ مالدیو کا پوتا کلہ یہاں سے بھاگ کر سنگنا و کوہستان میں قلعہ سرباری کے اندر چلا گیا۔ امراء شاہی نے اسکا تعاقب کرکے اس شہر کو جلا دیا تو وہ کوہ کورنبہ میں چلا آیا۔ پادشاہ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور دشت وگریوہ پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ جب کلہ نے اپنے گرفتار ہونے کی صورت معائنہ کی تو عاجزی کرکے راست کیشو ن کے وسیلہ سے لشکر شاہی سے ملا اور مہیش داس ویرمتی راج راٹھور اور اپنے بھائی کیشو داس کو خدمت گزاری کے لئے لشکر کے ہمراہ کیا اور اپنی شکستگیوں کی درستی کے لئے رخصت لی۔ جب اس طرح چندرسین کی جمعیت میں فتور آیا تو شہر سوانہ کی طرف امراء شاہی متوجہ ہوئے۔ یہاں چندرسین کے ہوا خواہوں میں سے راول سکھہ راج ریاست کرتا تھا ان دنوں میں رائے رائسنگھ کے ملازم بسر گرد گی گوپال داس اس کے ملک پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے دوڑے۔ راول کی معاونت کے لئے چندرسین نے سوجا و دیبی کو بھیجا اس عہد میں کہ وہ مواضع و قریات تاراج کرکے معاودت کرے۔ راول پاس جمعیت اکھٹی ہو گئی اور عرصۂ نبرد آراستہ ہوا۔ سوجا و دیبی داس مان براور راول اس مصاف میں مارے گئے اور پادشاہی لشکر فتحمند ہوا۔ لڑائی کو سنکر رای رائسنگھ جنگ گاہ میں آیا مگر اسکے آنے سے پہلے ہی فتح ہو گئی تھی راول کو یہ ایسی شکست ہوئی کہ وہ راہ پر آگیا اور اپنے بیٹے کو لشکر شاہی کے ساتھ کیا اب یہاں سے فوج شاہی سوانہ کی تسخیر پر متوجہ ہوئی۔ چندرسین نے قلعہ میں اپنا ٹھہرنا مصلحت نہ جانا قلعہ کو پتائے راٹھور اور پتائے بقال کو حوالہ کیا امراء شاہی نے اسکا محاصرہ کیا۔

جب پادشاہ سنہ ۹۸۲ھ میں اجمیر میں آیا تو سوانہ سے جریدہ رای رائسنگھ پادشاہ کی

پہاڑون کو آگے روانہ کیا۔ اسپر بادشاہی لشکر نے بندوق اندازی شروع کی اور انکا تین بڑے نامی سردارون کو اڑا دیا جس سے سب آگے والون کے قدم اکھڑ گئے۔ کوکا آگے بڑھکر ایک بڑی لڑائی لڑا۔ ایک سو بیس نامور مخالف کے مردانہ لڑکر مرے اور دودا بھاگ گیا۔ جب اس طرح یہ ناحیہ غبار شورش سے صاف ہوا تو اسکا انتظام راے بھوج کے سپرد کیا اور خود بادشاہ پاس چلا آیا۔

دودا رانا پاس گیا وہ شوریدہ پشتی سے فتنہ اندازی کرتا پھرا۔ شہباز خان جب رانا کو پکڑنے گیا ہے تو دودا سے عہد و پیمان کرکے اپنے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین لایا۔ قصبہ ٹھارہ مین پنجم تیر سنہ ۹۸۴ھ مین وہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اسے دیکھکر فرمایا کہ اسکی پیشانی سے ادبار جاوید کے آثار نمودار ہین۔ بدنہادون کے مزاج کو مہربانی کی نوشدارو سود نہین ہوتی۔ مگر پیمان کا پاس ضرور ہے اس لئے اسپر بخشایش کی جاتی ہے۔ بادشاہ لوٹ اپنے دار الخلافہ کو آیا۔ دودا کو پنجاب چھوڑا۔ جہان سے وہ کچھ دنون بعد بھاگ گیا۔

جب بادشاہ نے سُنا کہ تاج خان جالوری نے فرمان برداری چھوڑی اور دیورہ راے سروہی نے احکام بندگی کی پاسبانی کو ترک کیا تو ترسون خان و راے راے سنگھ و سید ہاشم بارہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ اول انکو موعظت کی باتون سے اطاعت کی پر لائین۔ اگر طرز دانا پسند سے کام نکل آئے تو لڑنا نہین چاہیئے اور اگر وہ اس طرح نہ مانین تو یہ سمجھین کہ خدا کی مرضی ہے کہ میدان جنگ مین انکی جانین جائین۔ بادشاہ کا لشکر تھوڑے دنون مین جالور مین آیا تو تاج خان ندامت کو دستاویز بناکر فتراک دولت سے وابستہ ہوا۔ وہ شرمندہ ہوکر او لیا، دولت سے ملا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین آیا یہ کام تو آسانی سے پورا ہوا۔

پھر لشکر شاہی سروہی روانہ ہوا۔ راے سروہی سلطان دیورہ اپنے وطن کو گیا اسکے پاس ایک حصار دشوار کشا تھا۔ وہ پہاڑون کی بلندیون کو اپنی پناہ سمجھا

سرجن کو جو اس سے رشتہ پدری اور بھوج کو جو اس سے پیوند برادری رکھتا
اور رائچند و کرمسی کو اسکے ہمراہ کیا - اور یہ حکم دیا کہ امراء جو پہلے وہان گئے ہین وہ
اس لشکر سے ملکر یکدلی سے کام کرین دونو نے اس کام کے سرانجام مین
شائستہ تگاپو کرکے تھوڑے دلون مین قلعہ پر تصرف کیا - دودا پہاڑون مین بھاگ
گیا - جب ان حدود مین امن ہوگیا تو اس ناحیہ کی حراست بھوج کو سپرد کرکے
زین خان رائے سرجن کو ساتھ لے کر بادشاہ کی خدمت مین آنے کے لئے روانہ
ہوا - ایک ہی منزل چلا تھا کہ اس سرزمین کی شورش سنکر اسکو سوائے معاودت
کے کوئی اور چارہ نہ تھا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس کوہستان مین رہنے
اکثر سپاہی تنگ ہوگئے تھے - جب کوکہ روانہ ہوا تو سپاہ کے بدذات آدمیون
نے پہلے غل مچایا کہ دودا آگیا ہے اور پھر لوٹنا شروع کیا - اردو بازار اور آباد شہر کا
بڑا حصہ لٹ گیا - امراء ترسناکی اور ناشناسائی سے باہر نکلنے پر آمادہ ہوئے
زین خان نے یہان اقامت کی اور رائے سرجن کو کسی مصلحت کے سبب سے بادشاہ
پاس رخصت کیا اور خود اس نواح کے انتظام مین مصروف ہوا اس نے اپنے
اخلاص سے لشکر کی ظاہری بے سامانی اور بیدلی عامہ کو مٹا دیا - دفعتۃً غبار
فتنہ بیٹھ گیا - دلون کو چین ہوا - تبہ کار گوشون مین چھپ گئے ستمزدون نے مناسب
سزا پائی -

دودا نے بادشاہ کی سپاہ کے اسباب معیشت کی کمیابی دیکھی تو وہ بہت سے آدمیون کو
جمع کرکے کوہ اونٹ گردن پر چڑھ گیا - یہ پہاڑ بہت بلند اور دشوار گذار ہے -
اسپر اس لئے وہ گیا تھا کہ فرصت پاکر لشکر کو گزند پہنچاے - زین خان کوکہ نے لشکر کے
تین حصے کرکے پیشدستی کی اور بعض کارطلب بہادرون کو پہاڑ پر جانے کے لئے آمادہ
کیا اور خود بھوج کی ساتھ متفق الرای ہوکر ان بہادر گرلوہ نوردون کا معین ہوا -
بیش قدم تنگناؤن سے نکل کر بلندی کے قریب پہنچے - مخالف نے بہت سے اپنے

اور اپنے قلب مقامات کے استحکام پر مغرور تھا۔ خوشامد گو اسکے دوست تھے اس نے
پادشاہ کی فرمان پذیری کو ترک کیا۔ پادشاہ نے صادق خان و راجہ اکرن
اور موٹھ راجا کو اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ جا کر اول راجہ کو نصیحت کرکے سعادت
کی راہ پر لائین اور اگر وہ نہ مانے تو سزا دین۔ جب صادق خان لشکر لیکر حدود
نرور مین آیا تو اس نے راجہ کو نصیحتین کین مگر وہ سودمند نہ ہوئین۔ ناگزیر جنگل
کاٹنے کا سامان کرکے قصبۂ وندچہ (ارچھہ دریا بیتوا کے کنارہ پر بندیل کھنڈ
مین ہے وہ دارالملک بندیلیون کا ہے) کی طرف چلے۔ یہ راجہ کا بنگاہ تھا
جب لشکر قلعہ کرہرہ کی نواح مین آیا (کرھرہ نرور سے جنوب مین ۱۸ میل پر ہے)
تو پرمانند پنوار جو راجہ کا ہمسر تھا وہ قلعہ مین بیٹھا۔ پادشاہی سپاہ نے اس
قلعہ کا محاصرہ کیا اور فتح کا ارادہ کیا۔ ہر روز اہل قلعہ کچھ لڑتے اور ہزیمت پاتے۔
تھوڑے دنون مین ہار گئے۔ امان طلب کی۔ لشکر شاہی نے پناہ دی اس ملک
کی اول مشکل آسانی سے حل ہوئی۔ لشکر آگے بڑھا۔ یہان چارون طرف درخت ایسے
تھے انمین لشکر کا چلنا دشوار تھا اس لئے ایک روز لشکر درخت کاٹتا دوسرے روز
چلتا۔ اسی طرح منزل بمنزل چلکر اوندچہ (ارچھہ) کے شمال مین ست دھارا کے کنارہ پر
(بیتوا کو ارچہ مین ست دھارا یعنی سات دھارین کہتے ہین) وارد ہوا۔ اسکے کنارون
پر راجہ بھاری فوج لے کر لڑنے کے لئے آیا۔ روز بروز ہر طرف کے دلاور عرصۂ
نبرد کو آرایش دیتے۔ مردانہ جنگین کرتے۔ منجم سے ماہ الٰہی کو یہ قرار پایا کہ دریا کے
پار جاکر جنگ صف ہو لیکن راہ ناشائستہ تھی اور مقام ناساعد تھا۔ لشکر شاہی
مین دریا کے اترنے کے اندر انتظام نہ رہا۔ صادق خان ایک سپاہ کے حصہ کے ساتھ
جدا ہوگیا اور قاسم علی خان و الغ خان و شیخ فیروز دریا سے اترنا چاہتے تھے
کہ دشمن کی آتشبازی نے ہراول کو اترنے نہ دیا اور اسپر بری آن بنی۔ اسکے دل
لرزنے لگے کہ کمال خان و محمود خان فوجدار نے ہاتھیون کو پانی مین ڈال کر

راے رائے سنگہ و سید ہاشم نے اسکی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اس مین شتابی کی جگہ آہستگی اختیار کی۔ راے رائے سنگہ نے اپنا بنہ و بار اپنے وطن سے منگا یا اثنا راہ مین اس قافلہ پر سلطان دیورہ نے حملہ کیا قافلہ سالار اثر ایل تھا وہ مخالف سے خوب لڑا۔ بہت آدمی مارے گئے۔ سلطان دیورہ شکست پاکر قلعہ ابوگڈھ مین آگیا۔ اسکا ملک ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنا۔ پادشاہی لشکر اس قلعہ کی فتح کی طرف متوجہ ہوا۔ کہتے ہین اسکا اصل نام اربدا چل تھا۔ اربد دیبی کا نام ہے اور اچل پہاڑ کو کہتے ہین۔ زبانون کے تداول اور تحریفات سے اسکا نام ابوگڈھ ہوگیا ہی وہ سروہی کے قریب صوبہ اجمیر کے اقصا مین گجرات رویہ ہے اسکی چڑھائی سات کوس ہے۔ اس بلندی پر پہلے زمانہ مین رانا نے قلعہ بنایا تھا جس کی راہ برآمد دشوار۔ چشمے گوارا۔ کنوئین میٹھے۔ زمین آباد۔ اس قدر کہ اہل قلعہ کو کافی طرح طرح کے گل پھول۔ ہوا نشاط افزا۔ اہل ثروت نے تیمن و تبرک کے لئے اس نواح مین معابد و منازل خیر تعمیر کئے۔ پادشاہی لشکر اسکی فتح کو آیا۔ اور تھوڑی کوشش مین اس قلعہ کو فتح کرلیا۔ سلطان ایسا سراسیمہ ہوا کہ لشکر شاہی کا نیازمند بنا۔ قلعہ کی کنجیان اس کو حوالہ کین۔ راے رائے سنگہ اسکو ساتھ لیکر پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

معاملات راجہ بدھ گڑھ

آئین ملک داری اور رسم جہانبانی بھی ہے کہ خود کامون کی ہوش افزائی گوشمالی سے کی جاے۔ اور آگاہ دل بیدار مغزون کا اعتبار بڑھایا جاے تاکہ فرمان گراے اور گردن کش اپنے اپنے کردار کا پاداش پائین۔ بدھ گڑھ (بدھ گڑھ) کا راجہ اپنے ملک کی افزایش اور اپنے پاس بہادرون کے ہجوم

اور بجائے عذر کرنے کے سرتابی کی۔ شہاب الدین احمد خان مع اور تیول داروں
کے اسکی مالش کے درپے ہوا۔ جب قصبہ نوندچہ (ارجھہ) سے جہان اسکا بنگاہ تھا
لشکر چار کوس پر پہنچا تو اس نے لابہ گری کی۔ راجہ اسکرن اور جگمن کی سفارش کو
فرمان پذیری کی دست آویز بنا کر رستگاری پائی۔ سپہ آرا کی خدمت میں حاضر
ہوا پھر کوتاہ اندیشی تباہ خیالی سے بھاگ گیا۔ جب نصیحت کی داستان سود مند
نہ ہوئی تو لشکر شاہی نے اسکا گھربار لوٹا۔ اور کم آذوقی کے سبب وہان نہ رہ سکا
تو قلعہ گجوہ کی تسخیر کے لئے چلا۔ اس قلعہ کو راجہ کے بیٹون اندرجیت وست رائے
نے اور اس کے پوتے ہردیو نے استوار کیا اور تنگناؤن مین لڑنا شروع کیا۔ اور
اسکا خمیازہ بھگتا۔ ایک دن اسکا برادر راگھوداس لڑا۔ مرزا بیگ قاقشال
نے اسپر فتح پائی اور وہ مارا گیا۔ ایک مہینے تک قلعہ کا محاصرہ رہا۔ ہر بار کارزار
مین غنیم شرمسار ہوتا۔ جب پیکار کی قوت نہ رہی تو بھاگ گیا اور ہر ایک اپنے تیول
مین چلا گیا۔

شاہزادہ سلطان مراد مالوہ کو جاتا تھا اوسکی خدمت مین ہر جگہ کے زمیندار
اور سردار آتے جاتے تھے۔ آگرہ مین یہ خبر آئی تھی کہ راجہ بدھ کر کا ارادہ شاہزادہ
کی خدمت مین آنے کا نہین ہے اس لئے اسکو اندرز نامہ لکھا گیا۔ اسنے نرور کے
... گیا اپنے پوتے کو شاہزادہ کی خدمت مین بھیجا اور اپنے آنے کا عذر کیا دوبارہ
نصیحت کی گئی اور امید و بیم کی داستان سنائی گئی تو وہ ملازمت کے لئے روانہ
ہوا۔ چار کوس لشکر شاہی سے مقیم ہوا۔ درخواست کی کہ اسمٰعیل قلیخان و جگن ناتھ
مجھے اپنی پناہ مین لیجائین یہ درخواست منظور ہوئی۔ اسمٰعیل قلی جلد آیا اور جگن ناتھ کو
کچھ دیر ہوئی وہ خوف کے مارے بھاگ کر جلد پہاڑون کی تنگناؤن مین داخل ہوا
شاہزادہ نے انپر خفا ہو کر انکو حکم دیا کہ اسکو جا کر ابھی پکڑ کر لائین یا اسکی خود مالش
کرین۔ انھون نے انکار کیا۔ شاہزادہ خود لڑنے گیا۔ راجہ نے لابہ گری کی او

لشکر کی ہمت بلند ہوائی اور جرأت بڑھائی۔ اول صادق خان اترا اور عجیب
جنگ ہوئی۔ پادشاہی لشکر کی دست بردیون سے مخالف کا لشکر پراگندہ
ہوا اور اسکے بہت آدمی مارے گئے۔ لشکر نے اُسکا خان ومان لوٹ لیا۔ درختون
کی انبوہی اور جگہہ کی بیگانگی نے راجہ کا حال نہ بتلانے دیا۔ بعض کو یہ گمان تھا کہ
وہ کسی کمین گاہ مین فرصت کا منتظر ہے بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ جلد لشکر سے لڑنے
آتا ہے۔ اس راے کے موافق صادق خان اپنے معسکر مین گیا اور وفوجہ فوج کر کے
آدمیون کو آگے بھیجا۔ راجہ نے عقب سے آنکر شورش مچائی اور شاہی فوج کو
مار کر بھگایا۔ پھر الغ خان نے تھوڑے آدمیون سے لڑنا شروع کیا اسکی امداد کو
صادق خان اور ابو المعالی فوجون کو لے کر آ گئے سخت لڑائی ہوئی۔ راجہ کا بڑا
بیٹا ھول دیو گج نال کے صدمہ سے مارا گیا۔ راجہ کے بیٹے اور بھائی بھی زخمی ہو کر
میدان جنگ سے الگ ہوئے۔ دو سو راجپوت مارے گئے۔ پادشاہی لشکر
مین بھی آدمی زخمی ہوئے مگر سب اچھے ہو گئے —

راجہ ہزیمت پا کر شرمندہ پہاڑون مین پڑا پھرتا تھا۔ صادق خان اس
نواح مین مقیم تھا۔ اُس نے راجہ کو اپنی سپاہ سے ایسا تنگ کیا کہ اُس نے
مجبور ہو کر اپنی خدمات سابقہ کو دست آویز بنا کر لابہ گری اور عذر آرائی کی ابرار
نے جواب دیا کہ اگر تو لڑا نہ ہوتا تو ہم تیری درخواست کو منظور کر لیتے مگر اب پادشاہ
سے تیری سرگزشت عرضداشت مین لکھ کر بھیجتے ہین۔ راجہ نے بھی سوم چند اپنے
بھتیجے کو پیش کش دیکر پادشاہ پاس بھیجا۔ وہ بہیرہ کے حوالی مین پادشاہ پاس آیا
پادشاہ کی عادت مین عذر پذیری تھی اسکا قصور معاف کر دیا۔ وہ ۱۲ ابان
کو صادق خان کے ساتھ پادشاہ کی خدمت مین باریاب ہوا پادشاہ نے
اسپر سب طرح کی نوازشین کین —

جب پادشاہ کا لشکر دکن کو جاتا تھا تو راجہ بدھ گر اسکے ساتھ نہ ہوا

شگرف نامہ ہمایون مین لکھا ہی کہ اُس نے شہر کا خوب انتظام کیا۔ گیارہ برس تک سلطنت کی ہمایون کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا اپنے مخالف حیدر مرزا دوغلات نے زعفران اور شالین شاہی سلیم شاہ پاس بھیجی جسنے اس کے مبادلہ مین یہان کی نہایت عمدہ ململین کپڑے بھیجے۔ مرزا ایک مہم مین مارا گیا تو سنہ ۹۵۹ھ نازک شاہ سنہ بارہ کشمیر کا بادشاہ ہوا۔ یہان بادشاہون کا تغیر و تبدل بہت جلد ہوتا رہا کہ سنہ ۹۶۲ھ مین غازی شاہ مقرر ہوا۔

تسخیر کشمیر کے لیئے مرزا قرابہادر برادر مرزا حیدر گورگان کو بھیجنا سنہ ۹۶۸ھ۔

آیین معدلت گستری اور قانون کشور کشائی مین یہ لازم ہے کہ جب کسی مملکت کا والی اور کسی ناحیہ کا حاکم اپنی عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور اپنے نفس و ہوا کی کار روائی مین اپنا وقت صرف کرتا ہوا ور رعیت پروری اور مظلومون کی غمخواری اور ظالمون کی بیخ کنی نہ کرتا ہو تو بادشاہ کو ایسے متسلط و متغلب کے استیصال مین کوشش کر کے اس مرز بوم کے باشندون کو خرد پرور و دانش منشون کے حوالہ کرنا واجب ہی سنہ ۹۶۸ھ مین فتنہ انگیز آشوب پیشہ کشمیریون کے اور غازی خان حاکم کشمیر کی بیداد کی خبرین بادشاہ کے کان مین آئین تو اسنے حکم دیا کہ مرزا قرابہادر خویش و برادر مرزا حیدر جو ان حدود کے حال سے خوب واقف تھا آراستہ لشکر لے کر کشمیر کی تسخیر کے لیئے جائے اور ایک جماعت کشیر کو اسکی کمک کے لیئے نامزد کیا۔ ان ایام مین کشمیر کا فرمان روا غازی خان پسر کاجی چک تھا کہ باپ کے بعد کشمیر کی ریاست اسکو ملی تھی۔ تحقیق یہ ہے کہ وہ حسن چک برادر کاجی چک کا بیٹا تھا جب حسن چک کا پیمانہ عمر لبریز ہوا تو کاجی چک ہوا و ہوس و حرص کی افراط اور دنیا کی انتظام کو سبب اسکی حاملہ بیوی کو اپنا عقد کر لیا۔ انعقاد کے دو تین مہینے بعد غازی خان متولد ہوا۔

قرابہادر کاروان کا طلایہ تھا۔ بہت دیر لگا کر اس خدمت پر متوجہ ہوا۔ گرمی کی شدت مین راجوری مین پہنچا۔ نصرت خان۔ فتح چک برادر زادہ دولت چک۔ لوہر دانگری بھی رینا اور عیدی رینا و یوسف چک پسر ریگی چک و خواجہ حاجی آکر اس سے ملے۔ جب

اور اپنے بیٹے رام شاہ ور بخبت کو ملازمت مین بھیجا۔ اسکی بنگاہ کی تاخت مین التوا ہوا۔ قلعہ گرھورہ کے نزدیک ممیرسین کے بیٹے نے پناہ مانگی اسنے منظور کیا۔ مگر کارشناسون کی ہرزہ سرائی سے پیمان شکنی کرکے قلعہ کی فتح کے درپے ہوا۔ ہمیرسین کا بیٹا بھاگ گیا۔ شاہزادہ نے قلعہ کو زبردستی چھین لیا۔ چارسو چھوٹ مارے گئے۔ رام شاہ اس سست پیمانی کو دیکھکر آدھی رات کو بھاگ گیا۔ جگنناتھ اسکا دیدبان تھا اسکو شرمساری کے مارے کچھ جواب نہ آیا۔ شاہزادہ نے اپنا بلند قصد کیا اور راجہ کا گھربار سب لوٹ لیا۔ یہین ڈیرے ڈالدیے۔ بادشاہ خفا ہوا بغیر اجازت کیون زمیندار سے لڑا اور بایہ شناسی اور قدردانی کو کیسی گزند پہنچائی۔ شاہزادہ کے ہمراہیون کی نکوہش کی اور حکم دیا کہ فوراً شاہزادہ کو مالوہ لیجائین اگر راجہ نافرمانی کریگا تو اسکے لئے تحداشکر بھیجا جائیگا۔

مہمات و معاملات کشمیر

(تمہید)

کشمیر کا مسلسل حال تو تاریخ کشمیر مین لکھا گیا ہے۔ یہان صرف وہ حال لکھتے ہین جو شہنشاہ اکبر کی سلطنت سے متعلق ہے۔ کشمیر کی سلطنت کبھی ہندؤن کے ہاتھ مین کبھی تاتاریون کے قبضہ مین رہی مگر ۷۴۰؁ھ مین وہان ایک مسلمان بادشاہ ہوگیا جسکا نام محمد مرزا مخاطب شاہ شمس الدین تھا یعنی آٹھوین صدی مین اس مین مسلمان بادشاہ ہونے شروع ہوئے۔ ہند کے سلاطین مغلیہ نے بھی ہمیشہ کشمیر کی تسخیر کی طرف اپنی توجہ رکھی ۹۳۲؁ھ ۱۵۲۵؁ء مین بابر نے اپنی سپاہ کی مدد سے نازک شاہ بن ابراہیم شاہ کو بادشاہ بنایا تھا۔ ہمایون بھی اپنے باپ کا پیرو اس باب مین رہا۔ ۹۴۷؁ھ ۱۵۴۰؁ء ہمایون جلا وطن ہونے کے لئے لاہور مین آیا تو بعض امرائے کشمیر نے اسکو بلایا مگر وہ خود نہین گیا۔ حیدر مرزا دوغلات کو وہان بھیجا جس کا حال پہلے

تھا۔ تو یوسف قاضی کو زخمی کرکے چلا گیا۔ جب حسین چک نے باوجودیکہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنی تو اس نے یوسف کو پکڑ کر قید کیا۔ فقہا مثل ملا یوسف و ملا فیروز اور ان کے امثال کو جمع کرکے فرمایا کہ موافق شرع کے عمل کرنا چاہیئے کہتے ہیں کہ فقہا نے کہا کہ سیاست کے موافق اسکا مارنا روا ہے۔ قاضی نے کہا کہ میں زندہ ہوں اس کا مارنا جائز نہیں مگر آخرکار مجرم کو سنگسار کیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں میں ایک جماعت مثل مرزا مقیم و میر یعقوب کی ایلچی گری کے لئے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی طرف سے کشمیر میں آئی ہوئی تھی۔ وہ یوسف کے ہم مذہب و ہم اعتقاد تھی جب حسین چک نے اس سفارت کی خاطرداری کی۔ مرزا مقیم نے جو یوسف کا ہم مذہب تھا کہا کہ جن مفتیوں کے کہنے سے یوسف مارا گیا ہے انکو میرے روبرو لاؤ۔ حسین چک نے ان مفتیوں کو مرزا کے حوالہ کیا اسنے مفتیوں سے کہا کہ تمنے فتوی میں غلطی کی۔ مفتیوں نے کہا کہ ہمنے سنگسار کرنے کا فتوی علی الاطلاق نہیں دیا تھا۔ ہمنے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا سیاست کے لئے مارنا روا ہے۔ مرزا مقیم نے مجلس میں مفتیوں کو ذلیل کرکے فتح خان چک کے سپرد کیا اسنے مرزا کے حکم سے ان معصوموں کو قتل کر ڈالا اور انکی لاشوں کے پاؤں میں رسی باندھ کر شہر کے کوچہ و بازار میں پھرایا۔ حسین چک نے اپنی بیٹی اور تحف و ہدایا اپنے ایلچیوں کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے پاس بھیجے سنہ ۹۷۰ھ میں جب شہنشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے مرزا مقیم کو جسنے ناحق مفتیوں کا خون کیا تھا قتل کیا اور حسین چک کی لڑکی کو رد کرکے واپس بھیجدیا۔ اس خبر کو سننے سے حسین چک کو اسہال دموی عارض ہوا اور چند مہینے میں کسی کام کا نہ رہا اپنا کام اپنے بھائی علی شاہ کو سپرد کردیا۔

یوسف خان
کشمیر کا حاکم

یوسف خان کا باپ علی خان چک زبان کشمیر تھا اس باپ سنہ ۹۸۰ھ میں شہنشاہ نے ملا عرضی اور قاضی صدرالدین کو برسم رسالت بھیجا تھا اس لئے ان کے ساتھ اپنی بھتیجی شاہزادہ سلیم سے بیاہ کرنے کے لئے اور تحائف بادشاہ پاس بھیجی اور خطبہ و سکہ بادشاہ کے نام کا جاری کیا یہ اول دفعہ تھی کہ اکبر کا سکہ کشمیر میں

اُنہون نے اس لشکر کا حال منتظم نہ دیکھا تو نصرت خان و فتح چک لوہر و انکی
کشمیر کی طرف چلے گئے جس سے قرا بہادر کا لشکر پریشان ہوگیا ہو ضلع لالی کھو کھون مین
بھنبھر کے قریب کمک کے انتظار مین تین مہینے توقف ہوا اس لشکر کے سردار کہنہ عملہ تھے
وہ زیادہ دیر مین پہنچے کشمیر کے اندر آنا اس قسم کا نہین ہو کہ اس آہستگی و گران پائی
سے میسر ہو اس کے مسالک اس قبیل کے ہین کہ اگر وہان کے والی کو چند روز پہلے کسی
بیگانہ کی خبر ہو جائے تو وہ انکی راہون کو ایسا تنگ کر سکتا ہے کہ اگر لشکر مین ہزار رستم
بھی ہون تو انکا نباہ دشوار کیا بلکہ نا ممکن ہو۔ غازی خان نے لشکر کی آمدنی اور اس پر
چند مہینے گذر گئے تو اُس نے راہون کو ایسا مستحکم کیا کہ اس سے زیادہ تصور مین نہین
آسکتا۔ مرزا قرا بہادر نے راجوری کے نزدیک چند روزہ مقابلہ محاربہ کیا اور شکست
پاکر وہ پھر آیا شکست صرف کشمیریون کے استحکام و استیلا سے نہین ہوئی بلکہ تپ لرزہ کا
موسم آگیا اور برسات کا آغاز ہوا اور عمدہ اسباب کی کمک نہ پہنچی ان سببون
سے بھی شکست ہوئی۔ اس روز ایک عجیب جنگ ہوئی تھی ایک طرف سے بندوقین
چلتی تھین اور دوسری طرف تیر اندازی ہوتی تھی اگرچہ بادشاہی آدمی کم تھے مگر
داد مردانگی دیتے تھے۔ کوچک بہادر رستم دلی کرتا تھا۔ مگر آخر کو بادشاہی لشکر کو شکست
ہوئی۔ پانچسو مغل قتل ہوئے۔ ہاتھی سب چھن گئے۔ راجوری کے نزدیک قلعہ دائرہ مین
قرا بہادر چلا آیا۔ کوچک بہادر کے تیر لگا اسکو پکڑ کر غازی خان پاس لے گئے وہان
اسکا علاج ہوا مگر سود مند نہ ہوا۔ بے علاج نیستی کی راہ لی۔ قرا بہادر نوشہرہ مین چلا آیا
کشمیر مین حسین شاہ بادشاہ تھا۔ اسکی سلطنت کا یہ واقعہ ہے کہ قاضی حبیب حنفی
مذہب تھا جمعہ کے دن جامع مسجد سے نکل کر وہ کوہ ماران کے نیچے قبرون کی زیارت
کے لئے گیا تھا۔ یوسف ایک شیعہ مذہب نے قاضی کے تلوار لگا کے سر مجروح کیا۔
دوسرا وار تلوار کا قاضی نے ہاتھ کو سپر بنا کے روکا جس سے اسکی انگلیان کٹ گئین
اسکا سبب اس کے کچھ اور نہ تھا کہ اختلاف مذہب کے سبب یوسف کو جوش

نامزد کیا۔ وہ جنگ کا ساز و سامان لیکر روبرو آگئے۔ یوسف خان مین آنے سے آویزش کی
طاقت نہ تھی اس لئے وہ راہ چھوڑکر سونمدر مین چلا آیا لوھر چک کچھ سپاہ لیکر اس کی
آیا۔ اسکا منتخب لشکر تو دوسری طرف گیا ہوا تھا۔ یوسف خان کو یہ قابو خوب ملا اس نے
۲۰ آبان سنہ ۹۸۸ کو آب بہت گذر کر بغیر آویزش کے غنیم کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔
اور لوھر چک کو اپنے پنجہ مین گرفتار کرلیا۔ اس طرح کشمیر کی حکومت پر سربلند ہوگیا۔
یوسف اس سربلندی کو بادشاہ کی پرورش جانتا تھا اس لئے اسنے اپنی بڑی بیٹے یعقوب
کو مع اس دیار کے نفائس کے بھیجا۔ وہ ۲۹ بہمن سنہ ۹۸۳ کو بادشاہ کی کورنش بجالایا
بادشاہ کو یوسف خان مرزبان کشمیر ہمیشہ ہی پیش کش بھیجکر یاد دلاتا رہتا تھا
اور اپنی حاضری کے لئے دوری کا عذر کرتا رہتا تھا۔ جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو اسنے
اس کو بلایا یعقوب کو باپ کی طلبی سے اندیشہ پیدا ہوا وہ لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور اپنی
بنگاہ کو چلا گیا۔ پادشاہ نے حکیم علی اور بہاء الدین کنبوہ کو یوسف خان پاس بھیجا کہ وہ اس
بھگوڑے کو لعنت ملامت کریں اور یوسف سے کہین کہ وہ خود بادشاہ کی خدمت
مین آئے یا اس بیٹے کو پھر بھیجے۔ ان آدمیون نے حسن ابدال مین آنکر بادشاہ سے
عرض کیا کہ والی کشمیر کے گرد خوشامد گویون کا ہجوم ہوگیا ہے۔ انکے کہنے سے اور
اپنے مقام کی استواری کے سبب سے نہ وہ خود آتا ہے نہ اپنے بیٹے کو بھیجتا ہے دو روئی
لابہ گری کی باتین بناتا ہے۔ یہ سنکر غضب شاہی جوش مین آیا اس نے ۲۰ دی
سنہ ۹۹۴ کو حکم دیا کہ مرزا شاہرخ و بہادر۔ راجہ بھگونت داس و شاہ قلی محرم و شاد خو
و مبارک خان و جلال خان اور بہت سے احدی بسرکردگی مرزا علی اکبر شاہی
و شیخ یعقوب کشمیری و حیدر چک خان والی کشمیر کو بیدار کرین۔
کشمیر کی فتح کو جو سپاہ چلی تو اسکے سردارون نے ارادہ کیا کہ بھیرہ کی راہ سے
جائین۔ اسی راہ سے بھاری لشکر آسانی سے جلد پہنچ سکتا تھا۔ اس طرف کے زمیندار بھی
دشمن یگانگی کی باتین بناتے تھے۔ انکے خیال مین یہ تھا کہ جب موسم سرما ختم ہو۔ راہون سے

یوسف خان کی سرکشی اور پادشاہ کی اس کی سرکوبی کرنا سنہ ۹۹۴

یوسف خان کا درگاہ والا مین ...

تھا۔ مگر چند برس بعد چوگان بازی مین گوہہ زین کے لگنے سے علیخان مر گیا۔ اس دیار
کے بزرگون نے صلاح مشورہ کرکے یوسف خان کو کشمیر کا مرزبان بنایا۔ اسکا چچا
ابدال بھی سلطنت کا مدعی ہوا۔ یوسف خان نے تیز دستی کرکے چچا کے گھر کو گھیر لیا
بندوق سے اسکو داغ دیا۔ مگر یوسف بھی کچھ دنون چین سے نہ بیٹھنے پایا۔ سید مبارک
اور امراء نے یہ ارادہ کیا کہ اسکے چچیرے بھائی یوسف بن حسین خان کو جو خانخانان کا
خطاب رکھتا تھا فرمانروا بنائین مگر اس نے دور اندیشی کے سبب انکار کیا تو تمام فتنہ انگیزون
نے سید مبارک کو پیشوا بناکر شورش برپا کی اور عیدگاہ کے درمیان آویزش شروع کی۔
یوسف خان لشکر لیکر لڑنے کھڑا ہوا۔ محمد خان جو ہراول کا سردار تھا لڑکر مارا گیا۔
یوسف خان میدان جنگ مین نہ گیا۔ گر یوہ پیر پنجال سے حوالی تھٹھہ مین آیا۔ بدذاتون نے
اُسے خطوط لکھ کر واپس بلا لیا۔ سرزمین فراخ مین سید مبارک اس سے لڑنے آیا جنھون
نے یوسف خان کو بلایا تھا۔ انھون نے کچھ کام نہ کیا۔ اس لئے یوسف قرمز کی راہ سے
راجہ مان سنگھ اور مرزا یوسف خان کی پناہ مین آنکر بادشاہ پاس چلا آیا۔ ۱۲ ربیع الاول (؟)
سنہ ۹۸۷ کو کورنش بجالایا۔
بادشاہ پاس جب یوسف خان آیا تو فتنہ اندوزون نے اپنی جا دو بانی سے
سید مبارک کے تارک پر تاج حکومت رکھا۔ مگر دو مہینے بعد اسکو ایک کونے مین بٹھا دیا۔
لوہر چک عمزادہ یوسف خان کو بزرگ بنایا۔ بادشاہ نے یوسف خان کو رخصت کیا اور
امراء پنجاب کے نام حکم بھیجا کہ وہ ایک شائستہ سپاہ اسکے ہمراہ کرین۔ جب کشمیریون نے یہ سنا
تو خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور چارہ سازی کرنے لگے اور بادشاہی لشکر کا خوف
انپر ایسا چھایا کہ لابہ گرائی کی دل آویز باتین کرنے لگے۔ یوسف خان کو لکھا کہ تنہا چلے آؤ
اور لشکر کشی کے گزند سے ہم کو بچاؤ وہ بھی اس سے پہلے کہ لشکر سرانجام پائے اور پہنچے
اس راز کو بتلائے بہت جلد جلد ان پاس آیا۔ پرم کلہ مین بعض حضرات کشمیر ملنے
ملنے آگئے۔ مرزبانون کو جب انکی خبر ہوئی شمسی چک اور حیدر چک اور حضرات کو چارہ گری

یوسف خان کا [illegible]

منظور کرلیا۔ اور فرستادہ کو واپس بھیجا۔ وہ خود مع چند ہمراہیون کے ۴ اسفندارمذ
سنہ ۹۹۴ھ کو امراء شاہی سے آن ملا۔ امراء نے اسکی بزرگ داشت کی اور اپنی انجمن
آراستہ کی اور مراجعت کا ارادہ کیا۔ جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو
فرمان صادر ہوا کہ یوسف خان کا آنا پسند خاطر ہوا وہ خسروانی نوازش سے سربلند
ہوگا لیکن امراء کی بازگشت شائستگی سے خالی ہے۔ سپاہ کشمیر جاوے۔ اگر
یوسف خان راہ راستی پر چلے اور حیلہ اندوزی سے اسکا دل خالی ہو تو یہ
ملک لے کر اسکو دیا جاوے۔ اب خواہی نخواہی امراء کو آگے جانا پڑا۔ کشمیر کے سردارون
نے حسین خان چک کو ارست کے قریب سب مین بڑا معتبر کیا اور کرلوہ کو استوار
کیا۔ اس زمانہ مین یعقوب خان پسر یوسف خان اس ہنگامہ مین آکر شریک ہوا
اسکے طرفدار بہ نسبت حسین خان کے زیادہ ہوگئے۔ کرلوہ کے قریب لشکر شاہی
سے لڑائی ہوئی۔ مادھو سنگھ اور امین الدین نے اس کرلوہ کو کچھ فتح کیا۔
حسن بیگ عبدی اور چند راجپوت مارے گئے۔ دوسرے طرف کے چالیس نامور
آدمی نیست ہوئے اور اس گروہ کی فراہمی مین پراگندگی ہوئی اس اثنا مین شیخ
یعقوب کشمیری کی سخن سرائی سے کرناکے زمیندارون نے آکر امراء شاہی سے
ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ انکی بنگاہ مین سے گذر کر سپاہ کشمیر کے اندر داخل ہو
کشمیریون نے لابہ گری کی اور صلح کی درخواست کی اور گذارش کی کہ اس بار کے
سروالے درگاہ والا کی طرف رخ کیا ہے مناسب ہے کہ لڑائی نہ ہو منابر و دراہم
بہ نام شاہنشاہی چہرہ افروز ہوا اور سرائے ضرب زعفران وابریشم و شکاری
جانور سرکار والا کے حوالہ ہون اور ائین سے ہر ایک کارخانہ کا داروغہ شاہی مقرر
ہو اور لشکر بازگشت کرے۔ لشکر شاہی تنگ ہو رہا تھا اس لئے اوسنے یوسف خان
مرزبان کشمیر کی سعی سے ان شرائط کو منظور کرلیا۔ زعفران زار اور ابریشم کی داروغگی
قلندر بیگ کو سپرد ہوئی۔ دارالضرب خواجہ میرکی کو۔ احمد جانورون کی داروغگی ملا

برف پگھل کر جدا ہو گئی تو لوگ کوہ نوردی کرین - مگر بادشاہ نے اس سبب سے کہ بدگوہر
کے پاداش مین درنگ نہین چاہیئے فرمان صادر کیا کہ اسی ریزش برف مین جس کی اندر
غنیم بے پروائی کی نیند سوتا ہے بھگلی کی راہ سے جسمین برف کم پڑتا ہے کشمیر مین جائین
ناچار لشکر کو آگے سفر کرنا پڑا - یوسف خان نے لڑنے کا ارادہ کیا - بہت سے اپنے
کارآگہون کو روانہ کیا کہ نین سکھ دریا کے قریب حصار بنائین اور بھگلی راہ مین ایک
استوار جا بنا کر آمادہ پیکار ہون مگر اس کے سپاہین اور ارادے ایسے جلد جلد بدلتے
تھے کہ یہ آدمی اسکے بارہمولہ سے چھ کوس پہنچے تھے کہ اس نے انکو الٹا بلا لیا لیکن
کم بین رای زنون اور کوتاہ نگاہ دوستون نے اسکو خواب غفلت مین سلایا - اور
گریوہ کی دشوار گذاری نے اور برف باران کی بارش نے اور لشکر کی گرم سیری نے
اسکو اور زیادہ غنودہ کیا اور خویشتن دوستی اور مال پرستی نے بے پروا کیا - اب
اسکو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ سے کام جاتا رہا - اور بادشاہی لشکر بھگلی کے قریب آیا -
شورش کو بلند کیا اور طرح طرح کی رائین ظہور مین آئین جو شخص دوربینی کو ہاتھ سے
دیتا ہے اور کامیابی مین اندیشہ ناکامی نہین رکھتا تو وہ دشمن کامی کی تیرہ روزی
مین اپنے تئین ڈالتا ہے اور اپنی خواہش کے پاؤن مین ناکامی کا پتھر لگاتا ہے -
غرض پریشانی کے ساتھ جنگ سے باز آنے کا ارادہ کیا - مگر یہ رای بھی قائم نہ تھی
اس کی رای گرگٹ کے سے رنگ بدلتی رہی - جب بادشاہ کی سپاہ نشیب و فراز کو طے
کر کے بولیاس کے پاس اتری تو یوسف خان بیداری کے ساتھ اپنی چارہ گری کرنے
لگا - سوائے رہتھاری ہونے کے اور کورنش بجالانے کی ملک داری کے لئے کوئی اور
رستا وہ نیز نہ دیکھی - کستل کو راست ہی لشکرگاہ کے دیکھنے کا بہانہ بناکے اور کچھ آدمیون
کو ساتھ لے کر جدا ہوا اور اپنے ایک کاردان کو امراے شاہی پاس بھیجکر اپنا راز دل
آشکارا کیا - امراء کی جان بھی جاڑے کی شدت سے اور آذوقہ کی گرانی سے
اور برف باران کی شدت سے تنگی مین آ رہی تھی - انہون نے اسکی درخواست کو

مقامات ہین کہ اگر چند بڑھیا ان پتھر لڑکانے بیٹھ جائین تو اچھے سے اچھے مردون کو گذرنے نہ دین۔ اسی لئے پہلے فرمان روا اسکی تسخیر پر دل نہاد نہین ہوئے ان دنون مین کہ پادشاہ پنجاب مین تھا یعقوب نے سرتابی کی اور لشکر شاہی کی سراسیمگی سنکر آشتی کو برہم کیا۔ خوشامدگویون کے کہنے سے اپنا لقب شاہ اسمٰعیل رکھا اور عوام کے دلون مین شورش پیدا کی اور پھر اس مین مذہب و کیش کا معاملہ پیش کیا اور اس مین تندخوئی اور مردم آزاری اختیار کی اس ملک مین اگرچہ سُنی اور شیعہ دونون کا آئین جاری تھا لیکن مدت سے یہان شیعہ سنی کا ہنگامہ گرم تھا کبھی کوئی کبھی کوئی غالب ہو جاتا اور خود فروشی کی دکان کھول بیٹھتا۔ معاملہ شناسون کی نیک سگالی سے پردہ ڈھکا ہوا تھا۔ مگر اس زمانہ مین نقاب آزرم اُٹھ گئی۔ اور سنیون کو شیعہ آزار دینے لگے۔ بوڑھے قاضی موسیٰ کو مار ڈالا گھر بار اسکا لوٹ لیا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا۔ شمس چک کو سری اور کین توزی کا خیال ہوا۔ محمد بہت نے کہ اس ملک کی نیرنگ سازروباہ تھی قابو پاکر بدسگالی کے عرصہ کو فراخ کیا اس نے نوجوان یعقوب کو یہ صلاح دی کہ شمس چک و علی شیر ماکری و سید حسین کو پوشیدہ ہلاک کرے مگر انہون نے بھی وہی چال چلی جو اُسنے بتلائی تھی۔ محمد بہت بھاگا مگر گرفتار ہوا اور جب یہ مکار مقید ہوا تو شمس چک سرداری کے لئے ہنگامہ آرا ہوا یعقوب بھی لڑنے کو کھڑا ہوا کہ اتنے مین لشکر شاہی کا آوازہ سُنا گیا جس سے سب چھوٹے بڑون کے ہوش اُڑ گئے۔ کارشناسون کی سخن آرائی سے اُنہون نے آپس مین صلح کر لی۔ شمس چک کو کامراج دیدیا مگر تھوڑے دنون مین یعقوب اپنے عہد و پیمان کو بھول گیا۔ اور اُسپر لشکر کشی کی اور چیرہ دستی کرکے غنیم کو اپنے پنجہ مین پکڑ لیا پادشاہی سپاہ جبتک کہ دریائے چناب پر پہنچے انمین سے بعض سردار ایسے بیہودہ تھے کہ وہ انجام کار کو بہت دشوار جانتے تھے مگر جب اس دریا سے پار گئے تو یعقوب اور کشمیر کے سردارون کی آپس کی لڑائیون کے سبب سے کشمیر کے سردارون کی التجا

مظہری کو ن اگرچہ شہریار کو یہ صلح پسند نہ تھی۔ مگر سپاہ و کشمیریون کی خاطر سے
اس قرارداد کو قبول کیا۔

کشمیری آشتی پر قائم نہ رہے یعقوب نے دشوار گذار گریوہ ن کو اپنی پناگاہ
سمجھکر صلح کو سلام کیا تو پھر شہریار نے بھی کشمیر کی تسخیر دل مین ٹھان لی سپاہ کے بھیجنے
کا ذکر درمیان آیا بہت سے سران دولت کشمیر کو دشوار کشا سمجھکر اس سے پہلو تہی
کرتے تھے ابوالفضل نے اسکی تسخیر کی بہت سی تدابیر بتایئن مگر وہ کسی کی خاطر مین
نہ آیئن۔ پادشاہ کے حکم سے اخترشناسون کی انجمن جمع ہوئی انہون نے طالع
سال اور حال کو اکبمین خوب غور کی تو یہ نکلا کہ اگر تھوڑی سی بھی تکاپو کیجائیگی
تو جلدی سے فتح ہوجائیگی۔ یہ سنکر پادشاہ نے فتح کشمیر کا ارادہ مصمم کرلیا اس
زمانہ مین حیدر چک اور شیخ یعقوب کشمیری نے یہ گذارش کی کہ کشمیر کے بزرگ ہماری
بہبود سے نہ پھرینگے اگر تھوڑی سی قومی پنجابی سپاہ ساتھ جائیگی تو ملک بغیر لڑے
ہاتھ آجائیگا اس لئے پادشاہ نے مبارکخان و جلال خان گکھر اور اور زمینداروں کو
کشمیر جانے کی اجازت دی یہ دونو کشمیری بنیر کے نزدیک اس کمک کی انتظار مین
بیٹھے۔ پادشاہ کے دل مین یہ خیال آیا کہ یہ دونو جو سوار قومی سپاہ کے اور سپاہ
کو نہین چاہتے اس مین کچھہ انکی بدنیتی پائی جاتی ہے اسواسطے اسنے قاسم خان کو کہ
کارشناسی اور سپردلی مین یکتا تھا اس خدمت پر سربلند کیا۔ ۱۸ تیر کو سنہ ۹۹۴ الہی
کو اسکی سرکردگی مین بہت سے سرداران منصبدار اور احدی اور نوکر روانہ کئے۔
شریف سرمدی کو اس سپاہ کی بخشی گری پر سربلند کیا اور جو آدمی روانہ
ہو چکے تھے انکے پاس بھی حکم بھیجدیا کہ وہ اس لشکر سے ملکر سپہ آرا کے تابع رہین۔

کشمیر کی راہ کے گریوون سے جو شخص تھوڑا سا بھی شناسا ہوتا ہے تو
اسکے خیال مین نہین آتا کہ کوئی بیگانہ انپر کیسے غالب آسکتا ہے اس کے چارون
طرف بلند کوہسار بلند پا سباتی کرتے ہین اور پھر انمین سے ہر ایک کے اندر ایسی

کھڑی تہین اور بلین گز تک چوبین ایک دوسرے کے اندر ٹھنسی ہوئی تہین پہلے لوگون
یہان طلسم بنایا تھا کہ جب لشکر بیگانہ یہان آئے تو برف اور مینہ اور اولے برسنے لگین
اس سبب سے یہان بڑی شورش برپا ہوئی اس ریزش مین نشیب فراز کو طے کر کے گروہ
گرم بال مین اترے۔ مینہ اور زیادہ برسنے لگا۔ جاڑے کی شدت سے بہت سے
جانور بے جان ہو گئے اس اثنا مین کئی تفنگ انداز جو جی کے ہمراہ گئے تھے زخمی
ہو کر لشکر مین آئے جس سے کشمیریون کی فریبکاری پر آگہی ہوئی۔ اس راہ مین
تین بڑے گریوے ہین کہ انکی دشوارگذاری کو ایک زمانہ بیان کیا کرتا ہے۔ لوگون
نے یہ کہا تھا کہ گریوہ پستی وتر (ہستی وتر) پر جو ہندوستان کی طرف تیسرا گریوہ
اور کشمیر کی جانب سے اول گریوہ ہے کشمیری منتظر چشم براہ بیٹھے ہین۔ جو آدمی آگے
گئے تھے انہون نے اس گروہ کو نہ پایا۔ مگر ظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک جماعت
یہان آ کر چلی گئی ہے۔ شنکی چاروے سے پوچھا کہ اس آنے کے اور پھر چلے جانے کے کیا معنے
ہین تو اُسنے جواب دیا کہ وہ اس اندیشہ سے پھر گئے ہونگے کہ یعقوب آ کر سر گریوہ
کو نہ لے لے۔ اس درمیان مین محمد اللہ دلاور خان و بہادر خان اور ایک جماعت
کشمیریون کی آ کر ملی اور لڑنے لگی۔ شیخ یعقوب کے دو زخم لگے اور وہ گرا مگر بچ گیا۔
اور جی کو بارہ زخم لگے اور وہ مر گیا۔ دفعۃً برف و باران کا زور و شور ہوا جس نے آدمیون
کو پراگندہ کر دیا۔ اب ایک نادر سرگزشت یہ ہے کہ شمس چک کو یعقوب گرفتار کر کے مغرور
ہو گیا۔ راہون کے بند کرنے مین کوشش کرنے لگا۔ اپنا بھائی اور اپنا پسر
ابدال چک اور سردارون کو آگے جانے کے لئے رخصت کیا اور خود پیکار کا سامان
تیار کرنے کے لئے شہر مین آیا پیش آمدو لیے تنگناؤن کا بندوبست کیا۔ اس زمانہ
مین ان کشمیریون مین دو رنگی ہوئی اور ان کے ہنگامہ کی رونق جاتی رہی حیدر چک
اس ملک کی مرزبانی کا مدعی تھا وہ لشکر شاہی مین تھا۔ اسکا بیٹا حسین باپ کے آنے کی
خبر سنکر ہیرم کلہ مین اسکا انتظار کھینچ رہا تھا۔ بہت سے کشمیریون کے بزرگون نے حسین کے ساتھ ا بن

خاص کر علی شیر ماکری کے متواتر شاہی سرداروں پاس آنے لگے۔ پس کشمیر کے سرداروں کی آپس کی نااتفاقی سے کارآگاہ کہ آیندہ کو پیشانی حال سے پڑھ لیتے ہیں اور سرآغاز ہی انجام کار کو پہچانتے ہیں۔ اپنی فیروزی کی داستان پڑھنے لگے اور صف آرائی پر مستعد ہوئے ہر شخص اپنی جگہہ پر بیٹھا۔ قول میں سپہ آرا۔ برانغار میں مسند عالی و فتح خان و مبارک خان اور جرانغار میں جلال خان اور ہراول میں مرزا علی اکبر شاہی و گوجر خان و شیخ دولت و شریف سرمدی اور ایک گروہ احدیوں کا۔ ۱۲ شہر پور کو گریوہ جھنبھر سے گذرے۔ یہاں کے زمیندار سلیم نے کنارہ کیا۔ قاسم خان نے کارشناسی سے بہلول اسکے برادر زادہ کو یہاں کا زمیندار بنایا اور بیخوف سفر کیا۔ کچھ مدت کے بعد سلیم بھی لشکر شاہی سے آن ملا۔ راجوری میں بزرگ کشتل کے رئیسان بہرام نایک و اسمعیل نایک و شنکی چارو نیز بھی لشکر شاہی سے ملنے آئے۔ اور ملک کی فتح کی مژدہ دینے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یعقوب خان ایک کونہ میں چھپا بیٹھا ہے۔ اور [illegible] کے سب سردار بادشاہ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ یہاں سے دو راہیں جاتی ہیں ایک کپرتل سے وہ سب راہوں سے زیادہ کشادہ ہے اور دوسری پیر پنجال ہے اور ہم دونوں راہوں کے پاسبان ہیں۔ اگر آپ جلد قدم اٹھائیگا تو زیردستوں کو اپنی دادگری آرام پہنچائیگا۔ اس نوید سے لشکر شاہی میں بڑے جشن ہوئے۔ کپرتل کی راہ سے جانا قرار پایا۔ آنیوالوں نے یہ گذارش کی کہ لشکر زیادہ ہے اور راہ دشوار گذار ہے اس سبب سے دیر میں پہنچنا ہوگا۔ گروہ بزرگان کشمیر انتظار کر رہے ہیں مناسب یہ ہے کہ کچھ تھوڑے سے کارشناس نیک نیت آگے چلیں کہ انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کریں۔ پھر شہر میں تیزدستی سے آخر فتح کا نقارہ بجائیں۔ اس گذارش کو امراء شاہی نے قبول کر لیا شیخ یعقوب جی لتواچی بخشی و شیر و سلیم تھوڑے بندوقچیوں کے ساتھ آگے بھیجے گئے اور شنکی چارو ہمراہ ہوا۔ لشکر پیچھے سے روانہ ہوا جب وہ کتل کپرتل پر آئے تو یہاں کا عالم ہی کچھ اور دیکھا۔ اس گریوہ کے سر پر تین دیواریں چار چار گز چوڑی اور دس گز بلند

انجمن آراز کوئی آراستہ ہوئی۔ اس مین بعض نے کہا کہ گریوہ ہستی وتر سے گذر کر ملک جا نغی
مین جانا چاہیئے بعض برف وباران سے ایسے عاجز تھے کہ انہون نے بازگشت کی صلاح دی
بعض نے کہا کہ یہین توقف ہو۔ مگر قاسم خان کی راے آگے جانے کی تھی وہی عمل مین آئی
اسی زمانہ مین شمس چک نے کاروانون کو بھیجکر لا بہ گری سے یہ درخواست کی کہ مرزا شاہرخ
سے جو صلح ہوئی تھی وہی پھر کی جاے۔ امراء شاہی نے اسکو جواب دیا کہ اب کی دفعہ تمہارے
فریب مین ہم نہ آئینگے۔ تمہارے حیلہ کے افسانے نہ سنینگے۔ حکم شاہی یہ ہے کہ خود سرون سے
کشمیر لے لیا جاوے جسکا نصیبہ یاور ہو وہ ہمارے لشکر مین چلا آئے۔ کشمیری آمادۂ نبرد
ہوئے۔ قاسم خان بھی ۱۹ امہر کو متوجہ پیکار ہوا غنیم بھی فوج آراستہ کرکے سامنے آیا
قول مین وہ خود تھا۔ دست راست پر ظفر خان و بہت چپ پر شمس و لی حسین چک طلیعہ تھا
محمد بہت ہیندا ول۔ جب ہراول شاہی گریوہ مین آیا تو غنیم نے سرکوبون سے بندوقین
اور پتھر اسپر ایسے مارے کہ وہ بھاگ کر جر انغار سے جا ملا۔ قاسم خان اس بھاگنے سے انپر
خفا ہوا اور خود اس طرف گیا اور اپنے سے پہلے اور امرا کو بھیجا۔ محمد چک بڑا بہادر کشمیریون
مین تھا۔ برانغار سے دوڑا اور لالکھا نامی بہادر اس سے خوب لڑا۔ اس ہنگامہ مین ظفر خان
بندوق سے مارا گیا اس سے غنیم کی فوج یکبارگی پریشان ہوگئی اور ہر ایک سردار
ایک گوشہ مین جا چھپا۔ بادشاہ کے لشکر مین فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا۔ ۲۴ کو
منبرون پر بادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا۔ سری نگر سے چار کروہ لشکر کا قیام ہوا
حیدر چک شہر مین گیا۔ لشکر مین شورش ہوئی مگر جلد دب گئی۔ ۲۵ کو قاسم خان اور
اور امراء سری نگر کی ترصعت سرائے مین آئے اور بڑی خوشیان منائین اسی
روز راہ کے درمیان حیدر چک بہت آدمیون سے ملا۔ مگر قاسم خان نے اسی
کچھہ تصرف نہین کرنے دیا اور اس کے دل سے تباہ ہیچی کا نقش مٹا دیا۔
تعجب ہی کہ ابوالفضل افسانہ کہتا ہے کہ شیو دت برہمن جو نتال سا دھنا جانتا تھا
و سو برس پہلے لکھ گیا تھا کہ مسلمانون کی یہان سلطنت ہوگی

دوستی آراستہ کی اور اس مین یہ قرار پایا کہ اگر حیدر چک ہم سے پیمان شکنی نہ کرے
تو ہم سب اس کے ساتھ گرویدہ ہو جائین وہ لشکر شاہی سے آکر ہم سے ملجاے اور
ہم لشکر بیگانہ کو پیش کش دیکر اور لابہ گری کرکے واپس لیجائین گے پھر کشمیر مین امن امان
ہو جائیگا۔ فتح علی نے جسکا خطاب کو رنگ خان تھا اس بات کو منظور نہین کیا تو اُس کو
بے آبرو کیا وہ دونو اپنی باتین بنا کر بھاگ گئے۔ گر لیوہ بان نائکون کو انکے منانے کے
لئے بھیجا سب کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کے لشکر مین سے چند آدمیون کو لیجاکر منبر پہ پادشاہ
کا خطبہ پڑھوا دین اور امراء کو مال و دولت ایسی دین کہ وہ اُلٹے جانے پر راضی ہو جائین
خلاصہ یہ ہی کہ یعقوب لڑنے کے مقصد سے ہیرہ پور مین آیا کہ اسکو معلوم ہوا کہ کشمیری
اس سے پھر گئے ہین وہ بڑا اسراسیمہ ہوا اور اسکا چچا حسین خان بھی جاکر ان ہیرپوریون سے
مل گیا یعقوب نے اپنے کارپردازون کی انجمن جمع کی جسمین یہ رائے قرار پائی کہ
شمس چک اور محمد بہت کو قید سے نکال کر انکی بہ دید سے کارزار کی جاے۔ جب یہ
دونو آدمی قید سے نکلے تو اُنھون نے یہ صلاح دی کہ کہتوارہ مین تھوڑے دنون جاکر
پناہ لینی چاہیئے اس زمانہ مین یہ معلوم ہو جائیگا کہ دوست کون ہی اور دشمن
کون۔ پھر کارسازی کی جاے۔ جب کہتوارہ کو سب چلے گئے تو راہ مین سے وہ خود
دونو بہت سے آدمیون کو ساتھ لے کر جدا ہو گئے۔ اس زمانہ مین کہ گر لیوہ مین
کشمیری حیدر چک کی راہ دیکھ رہی تھے اُس نے اُنکو لکھا کہ میری پاسبانی سخت ہو
رہی ہے میرا نکلنا اور امراء کا واپس جانا دونو امر دشوار ہین پھر کشمیریون نے یہ خیال
چھوڑا اور ہیرپور مین ہنگامہ آراستہ کیا حسین چک کو اپنا بزرگ تر بنایا اس
درمیان مین شمس چک بھی آن ملا۔ مرزا لون سے پھر کر کشمیری اُس سے گرویدہ ہو
اور لڑنے کے لئے ایک گروہ کو گر لیوہ بھیجا جس نے شیخ یعقوب جی کو گزند پہنچایا۔
جسکا اوپر ذکر ہوا۔ امراء شاہی پر کرم بال کے قریب ان کشمیریون کی حقیقت حال
کھل گئی پھر جو کشمیری آیا اُسے قید کیا اور حیدر چک کی زیادہ پاسبانی ہونے لگی

سرکردگی مین آگے روانہ کیا۔ شہر سے پانچ کوس پر معلوم ہوا کہ یعقوب کوہ مر کے
قریب شہر سے چار کوس پر گھات لگائے بیٹھا ہے۔ لشکر شاہی دوسرے روز
اس کوہسار پر گیا۔ قراولون نے کچھ لڑکر فتح پائی۔ دن کو غنیم لڑ نہین سکتا اس لئے
شبخون کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس سرزمین مین نہر سلون کے مکانون مین آگ لگ گئی
جسکے سبب سے غنیم کے آدمی پادشاہی لشکر کے خوب نشانہ بنے۔ آپس کی دوروئی
اور ناسازگاری سے اولیائے دولت کی سخن سرائی اور استمالت سے وہ پراگندہ
ہوگئے۔ یوسف کشمیری کہ جسکا خطاب خانخانان تھا اور محمد بہت بہت سے آدمیون
کے ساتھ کوہچہ مین پناہ لے گئے۔ اور امراء پادشاہی سے ملنے کی درخواست کی
۲۹ آذر کو پادشاہی لشکر اس کوہچہ پر آیا۔ یعقوب کچھ آدمیون کے ساتھ کتھواڑہ
ردیہ بھاگا اور آبادجگھون کو غارت کیا۔ لشکر شاہی اس کوہچہ پر گیا۔ جہان نام بردہ تھے
دوسرے روز مرزا علی و مرزا خنجر بیگ کی معرفت وہ سپہ آرا پاس آگئے۔ سپہ آرا نے
طرح طرح سے انکی دلدہی کی اور خنجر بیگ کے ہمراہ پادشاہ پاس بھیجدیا۔ تواتر
شورش موقوف ہوئی۔ ۲۲ اسفندارمذ کو یہ امرا کشمیر پادشاہ کے دربار مین گئے۔
اور خسروانی نوازش سے سرافراز ہوئے۔

مرزا یوسف خان کا کشمیر [illegible]

قاسم خان نے سخت تگاپو کر کے بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ ملک کشمیر کو تسخیر کیا
بہت تکلیف اور محنت اٹھائی۔ بہت سے کج گراسترابون کی تلاش کی اور بہت سے
سردارون کو پادشاہ پاس بھجوایا۔ اور بہت سے انبوہ اپنے ساتھ ملائے ولایت کو داروگیر
سے آباد کیا اور دشمن کو ایک گوشہ ناکامی مین بٹھایا۔ مگر اس سے یہ لغزش ہوئی کہ
کشمیریون کی گرفت وگیر زیادہ کی۔ اس بوم کے سپاہیون نے جو یعقوب سے چھینا تھا
انکی بازخواست الٹی کی۔ زمستان مین تو آمد و شد کی راہین بند تھین۔ سپاہیون نے
تلخ کامی کے ساتھ بسر کی۔ جب ہوا مین اعتدال ہوا تو پھر بدگوہرون کے زنبور خانہ
مین شورش پیدا ہوئی۔ بہت سے آدمی چلے گئے اور یعقوب کو لائے اور حوالی نہر مین

اکبر شہنشاہ یہان کا بادشاہ ہوگا جب بادشاہ کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو اُسکو ہندوستان کے اختر شناسون کی راست گوئی کا یقین ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اصل مین یہ بھی ایک غیب کا تماشا لڑکا تھا کہ آسمان کی کتابون

اب کشمیری کہتوارہ کی تنگناؤن دیتے کے لائے اور انکے گرد جمع ہو چند روز میں

مین پہنچ ہزارہ سے سات کوس پر شورش برپا کی۔ مبارک خان و شیخ دولت اس سے لڑنے گئے۔ وہ دن کو لڑ نہین سکتا اس لئے شبخون کا ارادہ کیا اور آدھی رات کو سری نگر پہنچا اور کچھ قراولون کو جو سوتے تھے مار ڈالا۔ بڑے دروازہ پر آن کر اس نے شورش مچائی۔ قاسم خان نے دلاوری سے مقابلہ کیا حیدر چک سی اسکی خاطر کو اطمینان نہ تھا اس لئے اسکو مار ڈالا کشمیری کشتی پر سوار ہوکر شہر کی دریچہ کی طرف جو اس جانب تھا آئے طوفان کابلی اور قاضی زادہ اُس سے لڑنے کھڑے ہوئے۔ غرض ہر گوشہ مین ایک ہنگامۂ جنگ برپا ہوا۔ پادشاہی لشکر کئی طرف سی جو دھولنے بجاتا ہوا آیا تو غنیم گھبرا گیا۔ اور سامنے نہ ٹھیر سکا کشمیریون نے شہر مین آگ لگادی اس سے وہ اور زیادہ تباہ و خاک سیاہ ہوی۔ آخر شب کو شرمسار ہوکر بھاگے۔ اس بھاگنے مین سیکڑون جان سے گئی۔ صبح کو یعقوب کا تعاقب ہوا۔ مگر لشکر اس زمین سے بیگانہ تھا اور راہین نہین جانتا تھا اس لئے وہ دیسو کو بھاگ گیا۔

یعقوب اس شبخون مین ناکام ہوکر کہتوارہ کے تنگناؤن مین گوشہ نشین ہوا سپاہ کشمیر استوار پیمان کرکے اسکو وہان سے باہر لائی اور سری نگر سے بچیر کو یہ نواحی ہرناگ مین فتنہ برپا کیا۔ قاسم نے چاہا کہ انکی سرکوبی کے لئے امراء کو بھیجی اور خود شہر مین پاسبانی کے لئے رہے۔ امراء نے ناہنجار خواہش گری کی۔ لشکر کے گرم رعنا۔ اس دیار سرد سیر سے بہ تنگ آ رہی تھے۔ کرپون مین چلنے سے اور لڑنے سے عاجز ہوگئے تھے۔ ناگزیر سپہ سالار خود اس مین مصروف ہوا اور فتح خان کو شہر مین چھوڑا۔ جب وہ یعقوب کے نزدیک آیا تو یہان یہ مشہور تھا کہ وہ شبخون مارنے کے قصد سے شہر کی طرف گیا ہے۔ قاسم سراسیمہ ہوکر پھرا اور فوج کو مرزا علی کی

یعقوب کا شبخون مارنا اور ہار کر بھاگنا ۔ ۹۹۴ھ

یعقوب کی سرکشی کا رفع ہونا ۹۹۵ھ

[illegible]

نہین کیا کہ دو جگہ ہونے سے مبادا ایسی گزند نہ پہنچے کہ پھر جسکا چارہ نہ ہو سکے یعقوب کے دفع کرنے مین سب مصروف ہوے۔ اور اسکی طرف گئے ہر روز لڑائی ہوتی۔ پانچوین روز قاسم خان۔ ایک جنگ عظیم لڑا فتح علی غنیم کے سرگروہ کو اسنے مارا۔ جس سے دشمنون کا ہنگامہ پراگندہ ہو گیا۔ شمس چک پاس یعقوب چلا گیا پھر تھوڑے دنون کے بعد شہر کے نزدیک آیا اور فتنہ برپا کیا۔ شہر سے ایک کوس پر ایک زمین بلند تھی۔ آدھ کوس لمبی اور ایک چوتھائی کوس چوڑی اور کئی تالاب اس کے گرد تھے اسکی خلاف دشوار گزار۔ ان دونو نے اس مین پناہ لی اور گاہ و بیگاہ وہان سے باہر نکل کر لوٹتے مارتے تھے۔ پادشاہی لشکر اس سے ہر روز لڑتا۔ قاسم خان بھی لڑتے لڑتے تنگ آگیا۔ اسنے پادشاہ پاس عرضداشت لکھی کہ وہ اسکو بلالے شہریار نے اسکی درخواست کو قبول کرکے مرزا یوسف خان کو سپہ آرا مقرر کر کے اس پار کو روانہ کیا۔ جگنناتھ اور حسین بیگ اور امیرون کو اسکے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ جب کشمیر کے سرکشون کی مالش ہو جائے تو قاسم خان وہان سے ہمارے پاس چلا آئے قاسم خان پادشاہ پاس آگیا۔

[illegible] سنہ ۹۹۶

پادشاہ کارآگہی نیرنگی بدائع پر نظر کرتا ہے کہن سال دنیا کو آفرینش کی تازہ آرایش جانتا ہے۔ اسکا دل ایک جگہ نہین لگتا ہے۔ ہر سرزمین سے ایک نیا فیض اٹھاتا ہے۔ ژرف نگہی کو کام مین لاتا ہے۔ شناسائی کو کارکرد سے ملاتا ہے۔ جہان تقدیر کی شگرف کاری کو زیادہ دیکھتا ہے اُسی طرف دل زیادہ لگاتا ہے اس سبب سے وہ کشمیر کو یاد کیا کرتا تھا اسکی آب ہوا کو پیش نظر رکھتا تھا۔ جبتک ملک اسکی قلمرو مین آیا تو اسکی گلگشت کا ارادہ کیا۔ ہرچند بزم والا کے سخن سرایان نے عرض کیا کہ پادشاہ کا اتنا بڑا ملک چھوڑ کر بغیر کسی ملکی وجہ کے ایک گوشہ مین جانا خرد پسند نہین کرتی۔ مگر پادشاہ نے نہ مانا اور کہا کہ جنت آشیانی یہ آرزو اپنی ساتھ لے گئی ہین۔ میرا وہان جانا انکی تمنا کو پورا کریگا۔ اس نے ۱۲ فروردی کو راوی

شہر سے تیس کوس پر ہنگامہ شورش گرم کیا۔ ہر چند سپاہ مین چھپین مگر وہ انکو اپنے
آگے سے نہ ٹالسکیے۔ تب قاسم خان اس طرف گیا۔ جب وہ ان کے نزدیک آیا تو وہ
پوشیدہ راہون سے شہر کی طرف جلد چلے آئے امرا چند جوق ہوکر مقابلہ
مین آئے مگر یعقوب بہارک مین شہر سے تین کوس پر ایک کوہچہ کی پناہ مین
کمین مین بیٹھا۔ افواج شاہی پیہم پہنچین اگرچہ دار الملک اس تیز روی سپاہ سے
لوٹ سے بچ گیا۔ مگر استواری جا اور دشواری راہ نے کچھ کام سپاہ کو نہ کرنے
دیا۔ سپاہ اس کام کو چھوڑ کر شہر مین چلی آئی جس سے غنیم کی قوت بڑھی کچھ
دنون کے بعد قاسم خان پھر لڑنے آیا۔ قراولون مین تو ہر روز لڑائی ہوتی تھی
مگر پانچ دفعہ جنگ عظیم ہوئی چھٹی دفعہ مین سید عبداللہ زخمی ہوا۔ غنیم کو شکست دیکر
لشکر شاہی پہاڑ پر آیا۔ اس وقت بارش شروع ہوئی۔ کاروالون کی رائے یہ تھی
کہ غنیم کے گرد دائرہ بنائے۔ مگر اس پر عمل نہ ہوا۔ شب کی طرف چلے۔ دشمنون نے
ہر طرف سے تیر اور پتھر پھینکے۔ راہ کی ناہمواری و تنگی سے بادشاہی سپاہ
بیدلی اور کار نشناسی سے آپس مین رنجیدہ ہونے لگی۔ اس شورش گاہ مین میرزادہ
علیخان کی جان گئی اور سری رنگ عم زادہ رائے رائے سنگھ چالیس آدمیون
کے ساتھ لڑنے کھڑا ہوا وہ مارا گیا تین سو آدمیون کی زندگی ختم ہوئی۔ دوسرے
روز قاسم خان لڑنے گیا کشمیریون کو پراگندہ کردیا۔ یعقوب نے کامراج کو بگاڑدیا
پھر یعقوب اور شمس چک نے باہم یکجہتی کا عہد کیا اور سر اٹھایا۔ مگر کشمیر مین یکتا دلی
تمام کو بھی نہین ہوتی اندر کول کے قریب ان مین خود لڑائی شروع ہوئی پھر تھوڑے
عرصہ مین انمین صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ایک جگہ رہنے سے لوگ کے نزاع سے
آقا ناخوش ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ وہ دو جگہ ہو جائین۔ یعقوب تو کوہ
سلیمان کے قریب جاکر ہنگامہ آرا ہوا اور شمس چک اندر کول مین رہا۔ ابوالفضل کی
رائے یہ تھی کہ بادشاہی لشکر کے بھی دو حصے ہون مگر دوربینون نے اوسے پسند

بہرلیشتی کو اس حد پر اگرچہ پادشاہ تنہا جاتا تھا۔ مگر اس پاس ہر منزل مین ہزارون
آدمی جوق جوق نیازمندی کے لئے چلے آتے تھے۔ یہان گریوہ بانی ناگون کے سرگروہ
بہرام نایک نے کورنش کی۔ محمد بہت اور کشمیر کے سردار باریاب ہوئے۔ پھر پادشاہ بریم کلہ
مین آیا۔ یہان بکاولون سے کچھ لغزش ہوئی۔ اُنکی نگہبانی ابوالفضل کو سپرد ہوئی۔
اثناء راہ مین مرزا یوسف خان کشمیر سے آکر کورنش بجالایا۔ اس دیار کے بہت سردار
باریاب ہوئے۔ پھر پادشاہ پوشانہ مین آیا۔ یہان عجب درخت و چنار و پھول دیکھے
بہت سے ندیون پر پل باندھے تھے اس سے عبور ہوا۔ کشمیری پل کو کدل کہتے ہین۔
آگے منزل مین دو کروہ پر برف تھی پادشاہ کے ہمراہی ڈرے۔ مگر پادشاہ نے اُن کی
دلدھی کی۔ یہان کی رسم ہے کہ برف سے لوگ علف شالی کی رسیون کی پاپوش پہن کر چلتے
ہین۔ بہت سے آدمی اس طرح گئے۔ پادشاہ اس برف پر گذرا۔ یہان کی کس کس
بات کا ذکر کیا جاوے۔ جاڑے کی سختی کا یا برف کی شدت کا یا ہندی نژادون کی
سراسیمگی کا۔ گریوہ کی بلندی کا یا راہ کی تنگیون کا۔ یا منزل کے نشیب و فراز کا۔ یا چشمون
و درختون و پھولون کا۔ ہر ایک عجیب و غریب ہے۔ جب پادشاہ چلا تو مینہ اور اولے برسنے
شروع ہوئے۔ مگر کسی کو گزند نہین پہنچا۔ ایک گھنٹہ بڑی شدت سے مینہ برسا۔ جو لوگ
پیچھے رہ گئے تھے انمین سے بعض آدمی برف مین اکڑ کر رہ گئے۔
یہان خاص و عام مین زبان زد ہے کہ پہلے حکیمون نے ان دو راہون مین ایسا طلسم بنایا
ہے کہ جب کبھی بھاری لشکر کا گذر ہو اور گھوڑے کو ذبح کرین یا نقارہ کو بجائین تو تھوڑی
دیر مین کالی گھٹائین اٹھتی ہین اور برف و باران کی ریزش ہوتی ہے۔ ہر بار کہ اس راہ
سے لشکر گذرتا یہی ہوتا تھا۔ چونکہ پادشاہ نے اپنا اغروق طلب کیا تھا۔ راہ کی دشواریان
اسکو معلوم ہوئین۔ حکم ہوا کہ جو امیر بادشاہ کے ساتھ ہین وہ خدمت گذار کاروانون
کو منزل بمنزل بٹھاوین کہ بھنبھر سے ہیرہ پور تک ہر منزل مین خیمہ و ہیمہ و علف و اسباب
خوردنی کو آمادہ رکھین کہ اہل حرم کو تکلیف نہ ہو۔ پادشاہ ہیرہ پور مین آیا۔ یہان

عبور کیا اور تین ہزار سنگ تراش و خارا شگاف و دو ہزار بیلدار کار گذار بسر کردگی
قاسم خان روانہ کئے کہ راہ کے نشیب و فراز کو ہموار کرین - کوچ بکوچ پادشاہ
سیالکوٹ کے مضافات مین آیا - یہان اسنے سناکہ اسیر دی - شقدار - تیہ -
ہنو وراج گماشتۂ صادق خان نے ایک ستم برپا کر رکھا ہے اور زیر دستون کو
بے عزت کرتا ہے - یہان اس نے اسکے ظلم کی خوب تحقیقات کرائی - جب جرم ثابت
ہوا تو اسکی جان لی جس سے اورون کی جان کو آسایش ہوئی - ۹ خرداد کو گریوہ
بھنبھر کی سیر کی کشمیری اسکو کاجیوار کہتے ہین - یہان پادشاہ کو خیال آیا کہ جریدہ
چلئے - شاہزادہ سلطان مراد کو لشکر کا منتظم مقرر کیا اور شیخ فرید بخشی بیگی کو گریوہ پیر
تعین کیا کہ سوائے پادشاہی آدمیون کے کسی کو نہ آنے دے - خود سوار ہو کر گرم رفتار
ہوا - کبھی سوار چلتا کبھی پیادہ - دو پہر کو درختون کے سایہ مین آرام کرتا - پادشاہ
کے ساتھ مرزا خانخانان و زین خان کوکہ عضد الدولہ حکیم ابو الفتح و جگنناتھ و میر شریف
املی و قاضی حسین و نور قلیچ و رامداس و ابو الفضل اور چند کیے جوان تھے - پادشاہ
گریوون کو طے کرتا ہوا راجوری سے گذر کر قاسم خان کے خیمون مین اترا - یہ پہاڑون
کو پاک صاف کرتا ہوا جاتا تھا - یہان سے کئی رستے جاتے تھے - ہر رستہ برف
سے ڈھکا ہوا تھا - کار آگاہ انکو دیکھنے گئے - انجمن راز گوئی جمع ہوئی تو تحقیق ہوا کہ
سب راہون مین بہتر راہ گریوہ ہستی و ترکی ہے مگر وہ برف و باران کے سبب
دشوار گذار ہے اس لئے پیر پنجال کی راہ اختیار کی گئی - شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ
لشکر مین جاکر سلطان خسرو اور چند اہل حرم کو لے آئے - مرزا کیقباد پسر مرزا حکیم بیمار ہو گیا
اسکو اسی منزل مین چھوڑ دیا - شیخ فیضی کو اسکا تیمار دار مقرر کیا - یہان سے چل کر
اتبہ میمن پادشاہ آیا - یہ ایک موضع گریوہ رتن پنجال کی تلیٹی مین واقع ہے یہان
سے کشمیری زبان بولنے کا آغاز ہوتا ہے - پادشاہ نے فرمایا کہ ملک آپس مین کوہ دریا
و ہامون و زبان سے جدا ہوتے ہین .... کشمیر کی سرحد نخستین بھنبھر پر ہے -

اور دشوار تھا ہی۔ پادشاہ جن راہون مین کہ پیادون کا گذر نہین ہوتا گران لشکر اور
ہاتھیون کے ساتھ آیا۔ سری نگر ایک بڑا شہر لمبا آباد ہی۔ رود بار بہت جہلم اسکے درمیان
بہتا ہے۔ اس مین چوبین کاخ پنج منزلہ بنے ہوئے ہین۔ اوران کوٹھون پر رنگا رنگ
کے لالہ و گل بوتے ہین وہ بہار مین گلستان معلوم ہوتے ہین۔ یہان اور ہندوستان مین
برسات ایک ہی وقت ہوتی ہی۔ توران اور ایران کی طرح یہان بھی برف بہت پڑتی
ہے۔ کمی بارش سے یہان کے کشت و کار مین نقصان نہین ہوتا۔ ۲۸ کو شہاب الدین پور
کی سیر کو پادشاہ آیا۔ وہ دریا بہت پر عجب دلکشا جگہ ہے۔ چنار یہان آسمان پر سر کھینچے ہین
سبزہ زار پر نظر کا پانون لغزش کھاتا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر وہان استخوان پا اور آلایش پھینکدو
تو صبح کو اسکا نشان نہین ملتا۔ روحانی گروہ اسکو رُفت و روب کر دیتا ہے مگر پادشاہ نے
جب اسکا تجربہ کیا تو ثابت ہو گیا۔ ثناگرون نے مبالغہ کیا ہے اور احمقون نے اسے یقین
کر لیا ہے۔ ۳۰ کو شاہزادہ بزرگ کو حکم ہوا کہ اغروق کو ہمراہ لائے۔ شاہزادہ کو اپنی
پہلی خطا پر شرمندگی تھی وہ بار بار اس کی درخواست کرتا تھا پادشاہ نے اُسے منظور کر لیا
پادشاہ نے یہان مرغابی کا شکار کیا۔ بوشانہ مین وہ اغروق شاہی سے جا ملا۔
شاہزادہ سلطان مراد و خانخانان و قاسم خان نے راہ کو درست کیا بہت
کہارون نے کوشش کی۔ غرض یہ سب مل کر پادشاہ کے اہل حرم کو لے آئے جس سے
پادشاہ کو نہایت مسرت اور نوکرون کو عزت حاصل ہوئی۔

(۱) پادشاہ نے سُنا تھا کہ یوسف مرزبان کشمیر نے ایک محل کے اوپر سے اپنی بیوی کو
نیچے پھینک دیا تھا جب پادشاہ اسکے محلون کو دیکھنے گیا تو اس نے وہ محل بتا دیا۔
جسپر سے اُس نے اپنی بیوی کو پھینکا تھا (۲) جگناتھ مکان کے نہ ملنے سے شاکی
تھا اور چاہتا تھا کہ قرا بیگ کے مکان مین رہون۔ کوٹھے کے اوپر سے وہ پادشاہ کی
کورنش بجالایا تو پادشاہ نے فرمایا کہ تو مجھسے بہت دور آتر لیے قرا بیگ کے مکان
مین آن رہو (۳) سحر کو کسی گانے والے کی آواز پادشاہ کے کان مین آئی تو اُسنی

پادشاہ کے اغروق کا آنا

جشن [illegible] ۱۰۰۵ھ

مرزا یوسف خان نے خیمہ و خرگاہ آراستہ کر رکھا تھا بھمبر سے جو گروہ آگے آتا تھا وہ
پہلے سختیون کو بھول جاتا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بھمبر سے صیرہ پور تک ایک گریوہ ہے کہ
تنگی و دشواری و نشیب و فراز مین اور ناہمواری مین بے مثل ہے درخت زار کی نیرنگی و
پھولون کی شگفتگی اور ہوا کی شگرفی اور آبشارون کی نغمہ سرائی ہر وقت متحیر کرتی تھی اور راہ
کی آزردگی کو دل سے کھوتی تھی۔ لیکن آج کوہستان سے دشت مین گذر ہوا عجب نمایش
نظر آئی ایک دوسرا عالم دکھائی دیا۔ ایک نئی بہشت نے اس دشت مین اپنے منہ سے
نقاب اٹھایا جو سبب بینی کی عادت رکھتے ہین وہ تو یکبارگی راہ کی محنت کو
بھول گئے اور ژرف نگاہ خدا پرستون کو اور ہی خرمی ہوئی۔ گروہا گروہ آدمی ریاضت
کیش خدا پژوہ اور عمامہ دار و دانش گرا اور ہنرمند نادرہ کار اور خنیاگران جادو نفس
دار الملک کشمیر سے آ کر بار یاب ہوئے اور خسروانی نوازش سے سرافراز۔ آج خانخانان
اہل حرم کے لینے کے لئے گیا۔ مرزا کیقباد اور فیضی بھی آ گئے پادشاہ دیور مین آیا۔
وہان شاہزادہ بزرگ تنہا آیا اور عرض کیا کہ راہ کی دشواری سے اہل حرم نہین
آ سکتے۔ اس نافرمانی پر پادشاہ ناراض ہوا اور شاہزادہ کو کورنش کی اجازت
نہین دی اور اس سے ایسا غصہ مین آیا کہ اہل حرم کے لانے کو خود چلا مگر اخلاصمندون
کی فہمایش سے واپس آیا۔ خانخانان کو اہل حرم کے لانے کا اہتمام سپرد ہوا پادشاہ
خانپور مین آیا وہان ایک درخت ہل تل دیکھا جسکا تنہ تنومند تھا شاخین بہت
بہ کثرت تھے۔ اگر اسکی پتلی شاخ کو بھی ہلاتے تو سارا درخت ہل جاتا۔ اگرچہ
چھوٹی موٹی کے درخت بہت ہوتے ہین مگر اس قسم کا کہین نہین ہوتا۔
۲۵ خرداد کو شہر سری نگر مین پادشاہ آیا۔ یوسف خان مرزبان کے کاخ
مین اترا اور حکم دیا کہ کوئی لشکری رعیت کے گھر مین نہ اترے۔ دار الملک لاہور سے
سری نگر تک ۷۰ کروہ و ۷ بانس کا فاصلہ ہے اگرچہ کروہون کے اعتبار سے یہ
فاصلہ دور و دراز نہین ہے مگر نشیب و فراز و ناہموار ہونے کے سبب سے بہت دور

مشکل تھا کہ وہ جلد اچھا ہوتا۔
اس گلشن ہمیشہ بہار کے تماشے نے بادشاہ کو نمایش و ادار مین گم متحیر کیا
سیر کے بعد بازگشت کا ارادہ کیا۔ غرہ امرداد کو لنگر اٹھا اور پکلی کی راہ پر چلا
جلکہ یندی مرگ مین آیا اس روز رینا باریاب ہوا۔ یعقوب کشمیری جسکا اوپر ذکر
ہوا بادشاہ کی شکوہ دیکھ کر خواب سے بیدار ہوا اور اس نے یہ چاہا کہ
بادشاہ سی عہد و پیمان کرکے اسکی آستان بوسی کرے بادشاہ نے جو آدمی
اوسکی طرف سی آگے واپس گئے اور اسکے عذرون کو سنکر گناہ معاف کیے یعقوب نے
اس سبب سے کہ بڑے جرم کئے تھے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بخشایش کا مژدہ وہ سناکر
اسکے خوف کو دل سے دور کرے یہ اسکا بھائی اپنے کام مین کامیاب ہو کر واپس
گیا۔

بادشاہ کی مجلس مشورہ مین یہ امر قرار پایا کہ کابل کو سفر کیا جاے۔
نہم امرداد کو بادشاہ سری نگر مین آیا۔ یہان قریش سلطان کاشغری بادشاہ پاس آیا
سوم امرداد کو ست پور کے نزدیک مقام ہوا۔ راہ مین باغ صفا کی سیر کی یہ باغ
مرزا حیدر کا لگایا ہوا تھا۔ پھر کشتی سے اترکر خشکی مین ہٹن مین بادشاہ آیا قیمتی
اور میر شریف املی کو بہت کچھ روپیہ دیکر شہر مین بھیجا کہ حاجتمندون اور گوشہ نشینون
مین تقسیم کرین۔ خودسری و سرتابی کے سبب سے یعقوب تنگنا کھتواڑ مین سراسیمہ تھا۔
بادشاہ کے آنے سے اوسکو یہ خوف تھا کہ مبادا یہان کے زمیندار اسکو گرفتار
کرکے بادشاہ کے حوالہ کردین۔ جب اسکے بھائی نے جا... کر بخشایش کا مژدہ سنایا
تو اسکی اسیمہ سری کم ہوئی اور لا بہ گری بڑھی اور اپنی رستگاری سوا بادشاہ
پاس آنے کے نظر نہ پڑی لیکن اپنے کئے ہوون سی بہت ڈرتا تھا۔ مرزا یوسف خان کی
معرفت ایک عرضداشت بھیجی جسمین لکھا کہ جوانی کی مستی اور بدگوہرون کی دمسازی
سے جو کچھ مجھپر گذرا سو گذرا اب حضور اپنی پاپوش بھیجین کہ مین اوسکو سر پر رکھ کر

نقیب خان سے کہا کہ کوئی شخص گانے والے کی عمر اس کی آواز سے بتا سکتا ہے۔ بہت سوچ کے اس نے جواب دیا کہ گانے والے کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ہوگی تو بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بیس و تیس سال کے درمیان ہوگی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسکی عمر پچیس سال کی تھی۔ (۲۲) اس زمانہ مین مریم مکانی ننے بادشاہ پاس آنے کی خواہش کی تو بادشاہ نے فرمایا کہ جواب مین اس شعر کو جو ابھی کہا گیا ہے عنوان بنائین ؎ حاجی سوئے کعبہ و دا زبر حج ٭ یارب بود کہ کعبہ بیاید سوے ما۔ ۲۳ر کو ہاشم بیگ پسر قاسم خان پگلی کی راہ درست کرنے کے لیے بھیجا ارادہ یہ تھا کہ اس طرف سی مراجعت ہو اس لئے بہت سے خارا شگاف سنگ تراش و سخت بازو بیلدار ہمراہ کردیے۔ زین خان کو حکم ہوا کہ الٹا جائے اور لشکر عظیم و را اور آدمیون کو رہتاس پہنچای۔ اور خود راہ پگلی سے واپس آیی۔

دریا نوردی بیٹھ کر رہ ہوائی ہے جس سے طرح طرح کی نشاط ہوتی ہے اس لئے مرراج کی سیر کا کشتی مین ارادہ کیا۔ اس ملک مین تیس ہزار سے زیادہ کشتیاں تھین مگر بادشاہ کے سفر کے لائق ایک بھی نہ تھی۔ بادشاہ کے کار آگاہ خدمتگارون نے تھوڑے دنون مین یہ کا خہار دریائی تیار کیئے اور دریا پر گلزار لگا دیا۔ ہزار کشتیون سے زیادہ بادشاہ کے مقربین کے لئے تیار ہوگئین اور دریا کی اوپر ایک شہر آباد ہوگیا۔ ۲۴ر تیر کو بادشاہ مع اعزوق کے کشتیون مین سوار ہوا دریا کی دونو طرف نظر فریب گلزار اور نشاط افزا سبزی چشم افروز ہوتی تھین کئی روز سفر کرکے بادشاہ جلکہ بندی مرگ مین آیا۔ یہان تین ہزار بیگہ زمین نہایت ہموار و خرم و شاداب ایسی دیکھی کہ دنیا مین اوسکی مثل کمتر ہوگی۔ یہان بادشاہ سیر و شکار کرتا رہا ۲۹ر تیر کو بادشاہ کو گرانی ہوئی اور ایک دن سخت درد رہا۔ دوسرے دن اچھا ہوگیا بادشاہ بھی ایسا قوی مزاج تھا کہ کئی دفعہ سخت بیمار رہا اور جلد اچھا ہوگیا اگر کوئی اور ایسے مرضون مین مبتلا ہوتا تو

بادشاہ کا مرراج مین کشتی مین جانا سنہ ۹۹۷ھ۔

تلوار مار کر شکار کیا۔ حسن بیگ کو زخمی کیا۔ حسن بیگ نے لپٹ کر بیٹا کو زیر کیا اور مار ڈالا۔ اس عرصہ مین یعقوب کے کوکہ محمد نے ایک خنجر حسن بیگ کے مارا اُس نے اسکو بھی پکڑ کر زمین پر پٹکا اور یعقوب اور فتنہ پردازون کو گرفتار کر لیا۔

بادشاہ کا دوسری دفعہ کشمیر کو جانا ۔ سنہ ۱۰۰۰

مدت سے بادشاہ کا دل کشمیر کی سیر کی طرف لگ رہا۔ مگر بعض آدمی دشواری راہ کے سبب سے اسکے مانع ہوتے تھے۔ بعض بادشاہ کی خوشی کے لئے پہاڑون کی سختی کو آسان کہتے تھے مگر اسکے ساتھ عرض کرتے تھے کہ اس کوہسار مین بادشاہ کا جانا قلمرو کی ہر طرف ایک سال کی راہ پر دور کر دیگا۔ بعض بادشاہ کی نہفتہ دانی کے معتقد کہتے تھے کہ بادشاہ کا ارادہ جو یہ ہوا ہے اس مین ضرور فرخی ہے غرض باوجود ان آدمیون کی بازداشت اور باد و باران کے طوفان کی ۱۲ امرداد ۱۰۰۰ھ کو بادشاہ چل کھڑا ہوا اہل حرم کو بھی ساتھ لیا۔ راہ مین ایک عورت اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس لائی۔ اور عرض کیا کہ ہر سال اسکا سر بڑھتا ہے اور گردن دبلی ہوتی ہے کوئی دوا کارگر نہین ہوتی حضور اسکا علاج بتلائین۔ بادشاہ نے کہا اسکے سر پر ایک چمڑے کی تنگ ٹوپی پہناوے بڑھیا نے یہی کیا جس سے اسکا بیٹا اچھا ہو گیا۔ ۲۸ کو بادشاہ چھتہ مین آیا تو کشمیر کی شورش کا حال اظہر من الشمس ہو گیا۔

فتور کشمیر ۔ سنہ ۱۰۰۰

رازدار مرزا یوسف خان نے کشمیر کی جمع کی فزونی کو عرض کیا تو قاضی نور اللہ و قاضی علی تحقیق کے لئے بھیجے گئے۔ ابن مرزا کے گماشتون نے دیکھا کہ رشوت کا دروازہ بند ہوا تو وہ مایوس ہو کر تباہ سگالی کرنے لگے۔ قاضی نور اللہ نے مرزا کے نوکرون کی ناسازگاری اور تباہ پیچی بادشاہ سے عرض کی اس اطلاع پر بعض بدنہاد طلب ہوئے حسین بیگ شیخ عمری بادشاہی آدمیون کی یاوری کے لئے بھیجا گیا۔ ابن مرزا یوسف کے اکثر گماشتے اور ملازم ہمداستان ہو کر فتنہ سازی پر ... آمادہ ہوے اور انہون نے کمال الدین حسین کو جو احدیون مین سے تھا اپنا سردار بنانا چاہا جب اس نے انکار کیا تو مرزا یوسف کے عمزادہ یادگار کو دستار پر آشوب بنایا۔ اور وہ فتنہ اٹھا

پابوس ہون۔ ۱۸ امرداد کو وہ اوپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اس ملک مین خشکی مین باربرداری
کا کام آدمی کرتے ہین اور بڑا بھاری بوجھ اٹھاتے ہین اور پہاڑون پر اس طرح
چلتے ہین جیسے کہ ہموار زمین پر۔ بہت سا اسباب یہ گروہ اٹھاکر چلا تو عجب تماشا نظر
آیا۔ پادشاہ بارہ مولہ مین آیا یہ دروازہ کشمیر ہے۔ اس کے ایک طرف اونچا پہاڑ ہے
دوسری طرف دریا بہت جوش کرتا ہوا۔ ہندوستان کو آتا ہے اور اوس کے
درمیان ایک تنگ راہ ہی۔ یہان کشمیر کے فرمان روایون کے آدمی بھی رہتے ہین
اور کسی آدمی کو بغیر نوشتہ کے پاسبان نہین جانے دیتے۔ زین خان کوکہ پکلی سے آیا
اور دوبارہ سندھ کو روانہ ہوا کہ وہان پل بناے۔ ۲۳ کو آب بہت سے پادشاہ گذرا
پھر پادشاہ منزل بمنزل چلکر پولیاس مین آیا یہان ولایت کشمیر ختم ہوئی۔ ملک دستنگ آغاز
ہوا۔ ۲۸ کو شہر پور کو دریاے سندھ کے کنارہ پر اٹک بنارس کے نزدیک پادشاہ آیا اور دھم
مہر کو کابل مین آیا۔

حسین خان و محمد خان و ابوذر خان و غازی خان و لودھر چک حسین فتنہ انگیزی
کے خیال سے پادشاہ کے پاس سے بھاگ گئے۔ جمون کی راہ سے پہاڑون مین آن کر
علی رینا کی پناہ مین آئے اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ پیر ہلائین۔ کارپردازان کشمیر نے پکڑ کر
ان کو مار ڈالا۔

یعقوب رینا دو نو بھائی بھاگنے کی گھات مین لگے رہتے تھے۔ پادشاہ نہین چاہتا تھا کہ
جو لوگ پناہ مین آئے ہین انکو سزا دے اس لیے اسنے انکو حسن بیگ گرد کے حوالہ کیا کہ وہ راجہ
مان سنگھ پاس انکو پہنچا دے کہ اپنے بنگاہ سے وہ دور ہو جائین اور آرام سے رہین
حسن بیگ نے ہمراہیون کے تین توپ بنائے ایک کو نرہ وزاد کے ساتھ کیا۔ ایک گروہ
کو اپنے ساتھ لیا تیسرے گروہ کو یعقوب کا اسبان بنایا اس نے اپنے تئین بیمار بنایا تھا
سنگاسن پر جاتا تھا۔ حیلہ سازون نے غل مچایا کہ رہزنون نے پیرتال پر ہاتھ ڈالا حسن بیگ
نے ہمراہیون کو اس طرف بھیجا تو رینا نے جو اس کام مین شریک تھا دفعۃً شعلی کو ایک

نہ جُدا ہو جاوین۔ بادشاہی آدمیون نے اس لئے کہا کہ شہر کے اندر نہ گھس آوین
قاضی علی نے یہ کہا کہ فتح علیخان جنگلی پاس پناہ لینی چاہیئے اور وہان کمک کا انتظار کرنا
چاہیئے حسین بیگ نے کہا کہ مرزا حسین خان کے آدمی سب ناسپاس ہو رہے ہین وہان
پہنچنا بہت دشوار ہے۔ ناگزیر ہندوستان کی طرف چلین۔ صیرہ پور کے نزدیک
ایک شخص نے ناشناسائی سے نقارہ بجایا۔ اس سے راہ بانون نے مطلع ہو کر پلون کو
توڑ دیا۔ ناکام دریا مین چلنا پڑا کچھہ ڈوبے کچھہ گرفتار ہوئے حسین بیگ قاضی علی
اور چند بدخشی دریا سے نکل کر چلے۔ پیر پنجال کی راہ بند تھی۔ کرلوہ مستی و تبرکی
راہ لی سخت تگاپو کرکے اور تیراندازی کا کارنامہ دکھاکے رہائی پائی۔ راہ کے نشیب و فراز
سے قاضی بالکل تھک کر بیٹھ گیا۔ گرفتار ہو کر مارا گیا حسین بیگ کو زمیندار لوٹ کر مارنا
چاہتے تھے کہ راجوری کے رئیس بھنبر نے پہنچ کر اسے بچا لیا۔
جب بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر چلا۔ زین خان کو کلتاش کو حکم ہوا
کہ راہ سواد سے سپاہ کو اس طرف لائے۔ اور صادق برنج کی راہ سے آئے
شمالی کوہسار کے زمیندار جمو سے چلین۔ پنجاب کے اقطاع دار اور عمل گذار پر دل زمینداران
لود لاسا دیکر روانہ کرین۔ پنجم شہر یور کو شیخ فرید بخشی بیگی کو بادشاہ نے روانہ
کیا۔ غرض اس برف ریزی مین ہر طرف سے بادشاہ نے سپاہ روانہ کی کہ سرکشون
کی سزا مین دیر نہ ہو۔ ابوالفضل نے دیوان لسان الغیب مین جو فال دیکھی تو یہ دو
بیتین نکلین

ابیات

آن خوش خبر کجاست کزین فتح مژدہ داد + تا جان فشانمش چو زر و سیم در قدم
از باز گشت شاہ درین طرفہ منزل است + آہنگ خصم او بسراپردہ عدم

اس ان بادشاہ نے دوربینی کے سبب مرزا یوسف کو ابوالفضل کے حوالہ کیا جب اسکا
نہ وزاد کشمیر سے آیا تو اسے رہا کیا۔
جب یادگار کا پاس ریزست مگس جو جمع ہوئے اور اولیا و دولت کا حال

اور اپنا نقصان کرتے اس گروہ کے اندر کسی کے ہان حسین بیگ کے ایک نوکر کی شادی ہوئی تھی اس نے انکی رہنموئی سے انکار کیا تو اس گروہ نے اس کا گھر جا گھیرا اور حسین بیگ شیخ عمری پر بھی تیرون کا مینھ برسایا۔ اسکے آدمی موجود نہ تھے اس نے دروازہ کھول کر ہمت کی۔ قاضی علی اور شیخ بابا نے درمیان مین پڑکر یہ شورش کو دبا دیا پھر یہ گروہ گروہ مارا ان پر گیا اور وہان ایک ہنگامہ برپا کیا حسین بیگ نے آدمیون کو ان سے لڑنے کے لئے جمع کیا اور کچھہ لڑا اور صلح چاہی۔ مخالفون نے چند آدمیون کو بیجان کرکے مار ڈالا قریب تھا کہ ان کی شتابہ سگالش کردار مین آئے ناگزیر حسین بیگ و قاضی علی شہر سے نکل کر قلعہ ناگر نگر مین آگئے اور بے پروائی کے سبب خواب غفلت مین سو گئے۔ ۱۲ امرداد کو رہ گذرون کو بند کرکے ناسپاسی مین بیٹھے تعجب یہ ہے کہ بادشاہ اسی روز لاہور چلا تھا کہ چند سرکشون نے فالیز کی سیر کا بہانہ کرکے کچھتی کا بیان کیا تھا حسین بیگ قاضی علی کی ہمت نے یاوری نہین کی کہ تیزدستی کرکے اس شورش کو مٹاتے۔

۱۲ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ تیز تر روانہ ہوا۔ غرہ شہریور کو دریاے چناب کے کنارہ پر پہنچا۔ باوجود بارش کی طوفان کے اس نے یہان سپہ کو آراستہ کیا گذر چوگانی سے کشتی مین سوار ہوا۔ ۲ کو معلوم ہوا کہ مرزا کی تمام سپاہ کشمیریون سے مل گئی ہی۔ جب یادگار شہر سے نکلا اور قاضی علی اور حسین بیگ اس سے کچھہ نہ بولے تو وہ کام راج کو چلا گیا اور وہان بدگوہرون کے ہنگامہ نے رونق پائی۔ اس وقت وہ بے پروائی کے خواب سے بیدار ہوکر اس کے پیچھے دوڑے کچھہ کام نہ کیا اور اپنا منہ لیکر واپس چلے آئے اگرچہ مرزا کے فرزند اس سے نہین ملے اور اولیاء دولت نے بھی انکی یاوری نہین کی۔ مگر جب یادگار شہر پر آیا۔ باغ الٰہی کے نزدیک تھوڑی سی لڑائی سے غلبہ پایا تو قاضی و حسین بیگ ناگزیر دریا سے گذر کر شہر مین آئے۔ پل کو دونو گروہون نے ویران کیا۔ باغیون نے تو اس خیال سے کہ ان کے آدمی ان سے

قاضی علی کا مارا جانا اور حسین بیگ کا فرار ہونا

جب یہ داستان فروشی کارگر نہ ہوئی تو اُسنے درویش علی کو بہت سپاہ کے ساتھ
گریوہ کو روانہ کیا۔ اور اسکی استواری مین کوشش کی۔ بادشاہی سپاہ ہر طرف سے پہنچ گئی تھی
شیخ فرید بخشی بیگی اپنے ہمراہیون کے ساتھ گریوہ کے نیچے پہنچ گیا اور ۲۶ کو شہر پور کو
ہراول درہ مین گئی اور برانغار اور جرانغار آمادہ پیکار ہوئے۔ درویش علی نے گریوہ
پر دیوارین بنالین اور لڑنے کا قصد کیا جابجا آدمی لڑنے کو بٹھا دیئے۔ بادشاہی ہراول
نے غنیم کو شکست دی اور جرانغار سے بھی لڑائی ہوئی اس نے دشمن کے بہت آدمی مارے
چار آدمی بادشاہ کی سپاہ مین مرے۔ برانغار نے غنیم کا ایک سر کوب جنگ لے لیا
آگے راہ نہ تھی۔ اس لیئے ہراول اُلٹا چلا آیا۔ ہراول اور جرانغار نے تیز دستی کر کے گریوہ
پر ٹل لے لیا۔ کچھہ ہوشی لے لیئے۔ ایک شخص نے وہان گھوڑے کو نادانستہ ذبح کیا اسلئے
اولے بہت برسے۔ صبح کو گریوہ اگرم پال سے گذر کر دائرہ کیا۔ تدبیر یہ تھی کہ گریوہ ہستی کو تم
مین کر پانچ گروہ پر ہے جا بیٹھیں وہ اُن نے اُسے خالی سمجھہ کر تیز دستی کی غنیم گروہ
مین آمادہ جنگ تھا مگر صبح کو وہ پراگندہ ہوگیا۔ دوم مہر کو لشکر شاہی گریوہ کو طے کر کے
حیدرہ پور مین آیا۔ وہان ایک تن بے سر نظر آیا جو یادگار کل کا تھا جسکی سرگذشت یہ ہے کہ
یادگار کو معلوم ہوا کہ گریوہ کو بادشاہی سپاہ نے لے لیا تو اُس نے عادل خان لنگی کو ایک
گروہ کے ساتھ سری نگر روانہ کیا اور خود حیدرہ پور مین آیا دوسرے روز آدمیون کو کچھہ
روپیہ دیکر آگے روانہ کیا۔ شہباز خان نیازی و ابراہیم خان کاکر و ابراہیم خان
سپانہ سارو بیگ شاملو و حسین بیگ عصلو و بابہ بیگ اوزبک و ملک محمود اور مرزا کے چند اور
نوکرون نے آپس مین عہد کیا اور کمین گاہ مین بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو اللہ اکبر کا
نعرہ مار کر غارت کرنا شروع کیا یادگار سراپردہ سے نکل کر صحرا مین گیا۔ صرف ایک
نوکر یوسف نامی اسکے ساتھ تھا۔ کچھہ راہ چل کر ایک بوتہ کے پناہ مین بیٹھا اور ہمراہی کو
گھوڑا لانے کو بھیجا۔ بعض بادشاہی آدمیون نے لوٹ پر خیال نہ کیا تھا اسکی تلاش
کے درپے تھے کہ دفعتۃً سارو بیگ کی نگاہ یوسف پر پڑی اس کو شکنجہ مین کھینچا

ربیع الاول سنہ ۱۰۰۰

ہوا تو یوسف مرزا کے بیٹوں نے اس سے لابہ گری کی۔ اس نے گرم خوئی اور تازہ روئی
کے ساتھ انکو ہندوستان بھیجدیا اور دریا سے گذر کر مرزا کی منزل گاہ مین آیا
خزینہ و زرینہ و فیل و اسپ و توپ اور مال اس نے لے لیا۔ منبر پر اپنا خطبہ پڑھوایا
سکہ پر اپنا نام چھپوایا۔ ان دنون مین اسکو تپ لرزہ آیا۔ مہر کن اسکی مہر کھودتا تھا کہ
ایک فولاد کا ریزہ اُڑ کر اسکی آنکھ مین لگا۔ جس سے لوگون نے جانا کہ اسکا اقبال
زود زوال ہے۔ سماجت سے اس نے فرومایون کو بڑے بڑے خطاب دیئے۔
بیزاری و بازاری کے نام بزرگون کے سے رکھ دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ سب راہین
بند پڑی ہین۔ بادشاہ کو اس حال کی اطلاع جلد نہین ہوگی اگر ہوگی تو یقین نہین
آئیگا۔ اگر یقین ہوگا بھی تو اس ریزش ابر مین سپاہ بہت دیر مین جمع ہوگی جاڑا
آجائیگا اس سردسیر ملک مین سپاہ کا آنا دشوار ہوگا۔ جب ایک سال گذر جائیگا تو
میرے پاس وہ سامان جمع ہوجائیگا کہ مدتون سے کبھی وہ کسی مرزبان کشمیری پاس
جمع نہ ہوا ہوگا۔ یہ باتین سوچ کر یار غارون کے ساتھ بزم بادہ گساری آراستہ
کرتا اور بیہودہ باتین بکتا۔ مرزا کے اندوختون کو اڑاتا اور اسکے ناموس پر دست درازی
کرتا اور دوستی اور رشتہ مندی کا بہانا بناتا۔ جب اس نے سُنا کہ مرزا قید مین پڑا
ہے تو ناچار اس نے زن و زاد مرزا روانہ کیا۔ تتہ کے نزدیک بدنہادون نے اسکے
لوٹنے کا ارادہ کیا مگر بادشاہ نے بھی اسکے لانے کے لئے بابری مرزاؤن مین سے
حاجی میرک کو کچھ سپاہ کے ساتھ بھیجا تھا وہ اس پاس پہنچ گئے تو وہ بچ گیا۔ یکبارگی
بادشاہ کے آنے کا آوازہ سب جگہ بلند ہوگیا تو یادگار بیدار ہوا۔ اور اس نے
ایک عرضداشت بادشاہ کو بھیجی کہ حسین بیگ شیخ عمری کا ارادہ یہ تھا کہ مرزا
شاہرخ کے بیٹے کو بدخشان سے اس دیار مین لائے اور دست آویز شورش اسکو
بنائے۔ مین اس سے آویزش کے لئے تیار ہوا اس نے سخن سازی کرکے مجھے
بدنام کیا اس کا جواب ابوالفضل نے بادشاہ کے ارشاد کے موافق لکھا۔

زعفران زار کی سیر اور دیوالی

پادشاہ نے بے موسم پہلے بھی مرغابی کا شکار کیا تھا مگر موسم کے سبب سے اب کی دفعہ اس شکار سے بڑا لطف اُٹھایا۔ دوم آبان کو پادشاہ کے تلادان کا جشن ہوا۔ ابوالفضل نے چودہ ہزار آدمیون کو خواستہ دیا۔ اس آباد ملک مین چور اور گدا کم تھے اس زمانہ مین لوگ خیانت کرتے تھے اور بہت ناخوش و بے صبر رہتے تھے۔

نہم آبان کو پادشاہ زعفران زار کی سیر کے لیئے کشتی مین سوار ہوا یہ ایسا گلزار تھا کہ جسکی شادابی و نشاط بخشی اور خوش بوئی دنیا مین سب سے بڑھ کر تھی۔ زعفران نیلوفر کی مانند ہوتا ہے لیکن دل افروزی اسکی بیان نہین ہوسکتی ۱۲ مہر کو دیوالی کا جشن ہوا۔ پادشاہ کے حکم سے دریا کے کنارون پر اور کشتیون مین اور کوٹھون پر چراغ روشن کیئے گئے۔ عجب تماشا تھا۔

اسی روز شمس الدین چک کی بیٹی پادشاہ کے حرم سرا مین داخل ہوئی۔ اس سرزمین کے بزرگ زمیندارون کے تابع کرنے کے لئے مبارک خان حسین چک کی بیٹی کا نکاح شاہزادہ سلطان سلیم سے ہوا اور اسی طرح کی اور کئی شادیان ہوئین۔ مرزا۔ قیقباد پسر مرزا حکیم شراب پینے کے سبب سے قید ہوا ایک سپاہی پادشاہ کے روبرو پیش ہوئی کہ وہ پانی سے اور ہاتھ کے مٹانے سے محو نہ ہوتی تھی اور خط کو خراب کرتی تھی پادشاہ نے اسکو کارآگہون کو دکھایا۔

بادشاہ کی بازگشت ہندوستان کو سنہ ۱۰۰۰ھ

یہان کی آب و ہوا ایسی خوش اور پادشاہ کے مزاج کو سازگار تھی کہ اُسنے یہ ارادہ کیا کہ موسم سرما یہین بسر کیجئے لیکن گرانی اشیا ایسی تھی کہ سب چھوٹے بڑون کا ناک مین دم آیا تھا اور اس ملک کے جاڑے کی برداشت بھی لشکر کو جو گرم سیر ملک کا رہنے والا تھا دشوار تھی اسلیئے پادشاہ نے بازگشت کا ارادہ کیا۔ پادشاہ کا ارادہ تھا کہ مرزا یوسف خان کو کشمیر حوالہ کرے مگر اس نے جمع مین چون و چرا کی اتفاق سے قاضی علی کی فراہم کی ہوئی جمع کی کتاب ہاتھ لگی۔ جس سے مرزا کی قلعی کھل گئی وہ شرمندہ ہوا۔ پادشاہ نے کشمیر کو خالصہ بنا کے خواجہ شمس الدین کو

ناچار اس نے سرگزشت کو بیان کیا اسکی رہنمونی سے یادگار گرفتار ہوا۔ اور صلح کی
باتیں کرنے لگا کہ شہباز خان نے آنکر اسکے دوش کو سر کے بوجھ سے ہلکا کیا۔ ۲
مہر کو بھنبھر کے نزدیک متھرا داس اسکا سر بادشاہ پاس لایا۔ اکیاون روز یادگار کا
ہنگامہ فساد برپا رہا جسکا خاتمہ اس طرح ہوا اس سال مین بادشاہ کو چارون طرف
فتوح ہوئین۔ مرزا بن ٹھٹہ مطیع ہوا۔ سیوستان حوالہ کیا۔
اڑیسہ فتح ہوا مشرقی دیار کے سرتابون نے اطاعت اختیار کی جونہ گڈھ و
سومنات فتح ہوئے مظفر گرفتار ہوا۔ یادگار کل بے سر ہوا۔ کشمیر کی شورش مٹی۔
اسیر جیرہ دستی ہوئی۔
۔۔۔ کو بادشاہ سیر کے لئے آگے بڑھا۔ اغروق کو شاہزادہ دانیال کے ساتھ
رہتاس روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ اول دفعہ بہار کے جلوے دیکھے تھے۔ اب خزان کے عشوے
دیکھے جائینگے۔ پہلے جمال کی پردہ کشائی تھی اب جلال کی نمایش ہوگی۔ بھنبھر سے بادشاہ
منزل بمنزل ایسی سڑک پر چلا۔ کہ جسکا حال برف سے ایسا شکستہ ہو رہا تھا کہ۔
بادشاہ کا گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ۲۴ کو سری نگر دار الملک کشمیر مین آیا۔ راہ مین ایک
چنار کا تنہ کھوکھلا ایسا دیکھا کہ اس مین بادشاہ کے حکم سے ۳۴۔ آدمی بیٹھے۔ اگر اور
زیادہ پاس پاس آدمی بیٹھتے تو کئی اور آدمی سما جاتے۔ باوجودیکہ یادگار ناسپاس کا
بالکل ستیاناس ہو گیا تھا۔ مگر یہ مشہور ہو رہا تھا کہ بادشاہ نے سب چھوٹے بڑون
کی جانون کے شکار کرنے کا حکم دیدیا تھا اس لئے سب آدمی پراگندہ ہو گئے کوئی دہ
آباد نہ تھا ہر چند بیبی آدمیون کو دلاسا دیتے تھے مگر انکو یقین نہین آتا تھا مگر جب انکو
بادشاہ کی محبت کا یقین ہوا تو وہ وحشت آوارگی سے شہر مین آئے۔ بادشاہ کی
بخشش و بخشایش سے خوش ہوئے۔ کارشناس ہر طرف دوڑے اور ناسپاسون کو
پکڑ کر لائے۔ جو شورش کے خمیر مایہ تھے انکو سزا ملی۔ عادل بیگ قلندری کا لباس
پہن کر دکن کو بھاگ گیا۔ جنھون نے سرکشی سے کنارہ کیا وہ بلند پایہ ہوئے۔

پادشاہ کا ارادہ تھا کہ جب آگرہ سے کشمیر جاوے سب چھوٹے بڑی گریوون کی تحقیق
بیان کرتے۔ بعضے کہتے کہ سپاہ دکنیون سے لڑرہی پادشاہ کشمیر کیونکر جاسکتا ہے کہ
ناگاہ دکن کی فتح کی خبر آئی ۱۲ر فروردین کو پادشاہ نے کوچ کیا ۲ اردی بہشت کو
پادشاہ امناباد مین آیا۔ کہسار کشمیر کی ہوا اور دشوار گذاری و دیرکٹ کی آمد ورفت
سے شورش مچواتی ہی۔ سب سرفرو مایون کا ذکر کیا ہے۔ ایک غوری زاجمیل اس ملک
مین بدخشیون سے ملا اور مکاری سے اپنی تئین عم شیخ پسر مرزا سلیمان بنایا۔
مرزا سلیمان کی ناکامی کے زمانہ مین حصار مین لونڈی کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا
ہوا تھا اسکا یہ نام رکھا گیا تھا جب مرزا حصار سے نکلا تو اسکو اوزبک خان عمزادہ
عبداللہ خان پاس بھیجدیا۔ وہان وہ مرگیا بعض کہتے ہین اسکو لوگون نے مارڈالا
بعض کہتے ہین کہ وہ چیچک سے مرگیا بعض کہتے ہین کہ وہ زندہ رہا۔ اس حیلہ پرواز نے شورش
مچائی اور پوشیدہ پوشیدہ ہزار بدخشی اور بہت سے کشمیری اپنی ہمراہ کرلئے۔ ابھی
اسکا پردہ فاش نہین ہوا تھا کہ پادشاہ کی آمد کا آوازہ بلند ہوا تو اسی کے چند
رازدارون نے اسکو پکڑکر محمد قلی بیگ ترکمان کے حوالہ کیا۔ اس منزل مین پادشاہ
پاس اسکو لائے۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا اگر پادشاہ یہ سفر نہ کرتا تو وہ بڑی شورش مچاتا
۱۲ر کو شکار کرتا ہوا قصبہ گجرات مین جسکو اس نے آباد کیا تھا اور ۲۳ر کو قصبہ بھنبھر
مین آیا۔ یہان اپنی سپاہ کے دس حصہ کئے ایک حصہ اپنے لئے دوسرا حصہ اہل حرم
کے لئے تیسرا حصہ شاہزادہ سلیم کے لئے اور ساتھ ہر روز کے کشک وار رکھے۔ غرہ خرداد
کو گریوہ سے نکلا۔ ۲ر کو راجوری مین جشن کیا ۱۱ر کو پیر پنجال سے برف کو کاٹ کر
اعمدل کر کے باہر آیا۔ ۱۴ر کو هیرہ پور مین آیا۔ یہان جمال نگری کی سیر کو گیا یہ شہر پہلے
مرزبان نشین تھا اسکی ویرانی پہلی آبادی کو بتلاتی ہے۔ ۱۹ر کو پنج ہزارہ مین آیا
مرزا یوسف خان نے شتہ پر شہر بند بنایا تھا۔ پادشاہ نے اس کا نام اکبر پور رکھا
اسکا آباد کرنا محمد قلی بیگ کے سپرد ہوا۔ مچھی بھون کی سیر کرکے خانپل کے

سپرد کیا۔ تین ہزار سوار ہمراہ کیے۔ ۲۰ آبان سنہ ۱۰۰۱ھ کو کشتی مین سوار ہوکر
ہندوستان کو روانہ ہوا ۔ ۲۴ کو کول الیسر پر گذر ہوا وہ ایک بڑا آبگیر ہے گردہ
اسکا ۲۰ کروہ ہے۔ دریاے بہت (جہلم) اسکے اندر ہوکر ہندوستان مین آتا ہے
سلطان زین العابدین نے اسکے درمیان بہت تکلف سے ایک سنگین صفہ بنایا۔
جسکا طول ۱۱۹ گز اور عرض ۴۲ گز لمبا۔ اسپر محل بنائے جواب تک یادگار ہین اور
پھر اور مرزبانون نے نشیمن وہان بنائے۔ نظام الدین اپنی طبقات اکبری مین لکھتا
ہے کہ بادشاہ نے راہ مین زین لنکا کی سیر کی۔ یہ ایک حوض ہے کہ اس کے غرب و جنوب و
شمال مین پہاڑ ہے اور اسکا دور ۳۰ کروہ (۶۰ میل) ہے دریاے جہلم اس حوض کے اندر
سے ہوتا ہوا گذرتا ہے اس کا پانی نہایت صاف ہے حوض کے درمیان سلطان
زین العابدین نے پتھر ڈلوا کر ایک جریب کے قریب چبوترہ پانی سے بلند کیا اور اس پر
عمارت عالی بنائین۔ اسکی نظیر ملک مین کہین نظر نہین آتی ۔ اس کی سیر کرکے بادشاہ
بارہ مولہ مین آیا اور وہان سے پکلی مین۔ یہان بہت برف اور مینھ برسا وہان
سے بادشاہ ایلغار کرکے رہتاس مین آیا نظام الدین خواجہ فتح اللہ کو حکم ہوا کہ اہل
محل کو آہستہ آہستہ پیچھے لائین۔ غرائب واقعات مین سے یہ ہے کہ جب بادشاہ
نے کشمیر سے معاودت کی تو فرمایا کہ چالیس سال سے برف برستا ہین نے نہین
دیکھا اور اکثر میری ہمراہی وہ ہین جنھون نے ہند مین نشو و نما پایا ہے انہون نے
بھی اسے نہین دیکھا۔ اگر نواح پکھلی مین ایک دفعہ برف کی بارش ہو تو الطاف
الٰہی سے بعید نہین ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پکھلی مین بادشاہ ایک مہینے بسبب
برف بارش کے مقیم رہا۔ پھر رہتاس مین تیرہ روز رہا۔ اور ۱۳ ربیع الاول و وارد ی
کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا ۔

کشمیر کی سیر کو بادشاہ کا تیسری دفعہ جانا ۱۰۰۵ھ

دوم تیر کو پادشاہ کوہچہ پرنا گر نگر کے قریب آیا اس پر مرزا یوسف خان نے دل نشین
کاخ بنائے تھے۔ ایک محل مین تین سوزینہ تھے۔ پھر شہاب الدین پورا ورزین لنکا
کی سیر کی۔ انہین دنون مین پادشاہ کی فرمایش سے ایک جہاز ایسا جیسا کہ سمندر
مین چلتا ہے بنایا گیا اس مین بیٹھ کر پادشاہ نے دریاء بہت (جہلم) کی سیر کی۔
اس ملک کی قدیم رسم ہے کہ ۱۳ ربیع الاول شکل پکش کو سب چھوٹے بڑے روشنی
اور پوجا کرتے ہین۔ کہتے ہین کہ دریاء بہت جو شہر کے اندر بہتا ہے اس شب کو پیدا ہوا
تھا۔ اس کی سپاس گذاری مین یہ خوشی ہوتی ہے اس سبب سے پادشاہ نے فرمان
بھیجا کہ کول کے کنارہ پر اور پہاڑ پر کشتیون پر چراغون کی روشنی ہو۔ اس روشنی
سے عجب نورستان نمایان ہوا۔ اس روز فرمایش سے ایک دل کشا کاخ پادشاہ کے
لئے تیار ہوا۔ اوسکو کشمیری زبان مین لری کہتے ہین۔ پادشاہ نے اس مین جشن کیا
پھر پادشاہ مختلف مقامات کی سیر کر کے ناگ نگر مین آیا۔ یہان خزان مین سیب شفتالو و
انگور و چنار کی فصل تیار دیکھی۔ یہان کی خزان کی رنگ آمیزی بہار پر بہت جگہ طعن کرتی
بیت۔ ذوق فنا نیافتہ ورنہ در نظر + رنگین تر از بہار بود جلوہ خزان +
پادشاہ تین مہینے ۲۹ دن اس مصر نوآباد مین رہا۔
برسات کا موسم تھا اس ملک مین بھی بارش ہوتی تھی اس مین خوب سیر ہوتی تھی ارادہ
تھا کہ زمستان اسی عشرت گاہ مین بسر ہو۔ لیکن مہر کے شروع مین سخت جاڑا پڑنے لگا اور
گرم سیر ملک کے رہنے والون پر سخت مشکل پڑی۔ پادشاہ نے اس سبب مہربانی کر کے
اپنے ارادہ کو موقوف کیا۔ گلزار زعفران کی سیر کر کے ہندوستان کو ....
پیر پنجال کی راہ سے مراجعت کا ارادہ کیا۔ امراء کو زر دیکر پہلے روانہ کیا کہ منازل
کو آراستہ کرین۔ ۵ مہر کو پادشاہ نے کشتی مین سوار ہو کر ہندوستان کا ارادہ
کیا۔ زعفران زار مین پہنچکر سات روز تک قیام کیا۔ پھر منزل بمنزل سیر و شکار کرتا
ہوا سوم آذر سنہ ۱۰۲۹ھ کو لاہور مین پادشاہ آیا ایک ماہ دس روز راستہ مین

نزدیک کشتی مین آیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کھیلا۔ منزل بمنزل چل کر ۲۸ ربیع کو شہر ناگر نگر مین آیا۔ سری نگر کے پاس ایک بلند پہاڑ ہے۔ اسکے نزدیک ایک بڑا آب گیر ہی۔ بادشاہ نے اس سرزمین مین شہر کا آباد کرنا پسند کیا تھا۔ مرزا یوسف خان نے اُسے آباد کیا۔ کئی نشیمن اور گلی فصیل بنائی ۔ سپاہ نے بھی اس مین اپنے لائق گھر بنائے۔ اب بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ سنگین بنایا جاے ایک ایک حصہ اس کا امیر کو سپرد ہوا۔ — سری نگر کے پاس ایک شہر کا آباد کرنا۔

بادشاہ کو یہان معلوم ہوا کہ اقطاع وارون کے ہاتھ سے سخت ظلم ہوتا ہے اس ملک سے غلہ لیا جاتا تھا اسکی بجای وہ زر و سیم طلب کرتے ہین۔ کارشناسی سے کل جمع طلب کرتے ہین جس سے بڑی خرابیان پھیل رہی ہین۔ بادشاہ نے گروہا گروہ آدمیون پر جمع معاف کر دی اور گزیدہ آئین مقرر کئے۔ جس سے ظالمون کو سزا ہوئی کشاورزون کو جن کا نقصان ہوا تھا فائدہ ہوا۔ بادشاہ نے مہربانی کر کے انکی دستگیری کی۔ سارے ملک کے چودہ حصے کئے ہر ایک مین دو محرر ہندی و ایرانی مقرر کئے کہ دونو کے خام کاغذ پڑھ کر کاشتہ و افتادہ و برگرفتہ زمین سے آگاہی ہو اور آدھی جنس محصول مین لیکر باقی کاشتکارون کو دی جاے۔ اس انتظام کا حال آگے پڑھوگے۔ — انتظام کشمیر۔

بارش کی کمی سے اور کسانون کی پراگندگی کے سبب سے اجناس گران بہا ہوئین اگرچہ بادشاہ کی سپاہ کے آنے نے اس بلا کی سختی کو بڑھایا لیکن شاہنشاہی نوازش نے اس کو گھٹایا۔ شہر مین بادشاہی حکم سے بارہ جگہ سب چھوٹے بڑون کی خوراک تیار ہوتی۔ ہر یکشنبہ کو عیدگاہ مین صلای عام ہوتی اور وہان چند آدمی بادشاہ کے پاس سے جاکر خواہشگرون کو خواستہ و خورش دیتے۔ اسی ہزار بھوکون و محتاجون کا کام نکلتا۔ قلعہ جو بن رہا تھا اس مین بھی بہت سے غریب آدمی لگ کر پیٹ پال لیتے۔ مزدوری کر کے جانکاہی سے بچتے۔ — قحط۔

کشمیر کی شورش کا ٹھنا سنہ ۱۰۰۹ھ و مرزبان کشمیر کی سزا پانا سنہ ۱۰۱۳ھ۔

رام گڈھ و جسروتہ و جمو۔ مانکوٹ۔ لوکوبست پادشاہی لشکر نے فتح کر لیے۔

جب پادشاہ دکن کو گیا تو بعض سرکشون نے ابیا چک پسر حسین خان کو سردار بنایا اور فتنہ اٹھایا۔ علی قلی پور محمد قلی و کلب علی و شاہ بیگ نکدری بھاگ نگر کے قریب ان سے لڑے اور فتحمند ہوئے۔ ایسے ہی کمراج مین ایک گروہ نے فتنہ برپا کیا تھا۔ جمیل بیگ نے تیلہ گانو مین انکی مالش کی وہان امن امان ہو گیا۔

کشمیر کے فرمان دہون کی نسل مین سے بعض گروہ چک کا تھا۔ باپ دادا کے ملک کے لئے کبھی کبھی انکے دل مین اُمنگ آتی تھی۔ اکثر حوالی کشمیر مین وہ فتنہ اٹھاتے۔ کشتوار ان سرکشون کی پناہ گاہ تھا۔ یہان مرزبان کی مالش کے لئے محمد قلی مع آزمودہ کار آدمیون کے پہلے روانہ ہوا۔ حاکم کشتوار نے وکلا کو بھیجکر اطاعت کا اظہار کیا اور عہد و پیمان کر کے علی قلی پاس چلا آیا۔ شکاری جانور باج مین دیئے اور عہد کیا کہ مفسدان چک کو کبھی اپنی ولایت مین نہین گھسنے دونگا اور ہر وقت پادشاہ کا دولتخواہ رہونگا۔ محمد قلی کو کشتوار کی مہم سے اطمینان ہوا۔ اور وہ چکون کی سزا کے لئے کوہ مرد مین جہان وہ جمع تھے گیا۔ باوجودیکہ آفتاب برج میزان مین تھا۔ اور گریوہ برف سے ڈھکے پڑے تھے اور رستے مسدود تھے۔ کمال ہمت و جرأت کر کے بہت سے لڑنے والون کو وہ پیادہ پا لے گیا۔ ابیا چک حسین چک سے لڑا اور فتح حاصل کی۔ یہ دونو زمیندار ہزار دشواری سے جان سلامت لے گئے۔ رات کو زید از میندار نے ان بھگوڑون کو ساتھ لے کر پادشاہی لشکر پر شبخون مارا پادشاہی سپاہ خوب لڑی۔ جب صبح ہوئی تو وہ بھاگ گئے۔ محمد قلی نے لشکر کے گرد خندق کھودی اور بڑی ہوشیاری اور آگاہی کے ساتھ بیٹھا۔ ان سرکشون نے امید و بیم کی داستان پڑھی۔ کچھ انہین سے عہد و پیمان کر کے محمد قلی پاس آ گئے۔ ابیا چک و حسین چک و زید وجباری اور اور زمیندار لڑنے کے لئے صف آرا ہوئی محمد قلی تہور کر کے ان سے لڑنے گیا سخت جنگ ہوئی اور سرکشون کو شکست ہوئی۔ پادشاہی سپاہیون نے انکی بنگاہ پر پہنچ کر سارا گھر بار انکا جلا دیا۔ دوسرے روز پاینده بیگ برادر زادہ محمد قلی نے ان کو

لگے۔ ۲۰ کو برج ہوئے۔

راجہ بانسوا پنے قلعہ کی استواری کے سبب سے پادشاہ کا ناسپاس ہوا اور بہت سے زمینداروں کو اپنے ساتھ کرلیا۔ جب لشکر شاہی یہان آیا تو کچھ زمیندار اُس سے جدا ہوکر پادشاہی لشکر سے آن ملے اور وہ خود قلعہ دشوار گذار مین چلا گیا پادشاہ کی سپاہ نے قلعہ کو گھیرا۔ مگر غرض پرستاری نے کار پژوہی سے باز رکھا جب مرزا رستم کو پادشاہ نے بلا لیا تو دربار پادشاہ کے ملازمون نے یکتا دلی کرکے خدمت گری مین کمر ہمت چست کی۔ دو مہینے تک لڑتے رہے ایک طرف سے تقی خان نے اور دوسری طرف سے تاش بیگ خان نے۔ تیسری طرف سے ہاشم بیگ نے اور چوتھی طرف سے محمد خان کا رطلب پُردل ناموس دوست خدمت گذار آدمیون کو لے کر قلعہ کو گھیرا تو بانسو قلعہ سے نکل کر اور استوار جا مین چلا گیا۔ پادشاہی سپاہ نے قلعہ لے لیا۔ اسکا گھربار لوٹ کر جلا دیا۔ کئی برس بعد پادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ باسو زمیندار مئو نے حدود پٹھان کو غارت کیا اور وہان کے کسانون کو سخت آزردہ کیا۔ اور بعض کو زبردستی پکڑ کر اپنے پاس لے گیا۔ تاج خان چاہتا ہے کہ اُس کے دفع کرنے کے لئے متوجہ ہو۔ جمو کے زمیندار نے بھی پرگنہ مظفروال و بہلول پور پر دست درازی کی یہ دو نو جگہ حسین بیگ شیخ عمری کے تیول مین تھین وہ رہتاس سے انکی سزا دہی کے لئے آیا قلیچ خان صوبہ دار پنجاب کو حکم ہوا کہ ان بدگوہرون کے آشوب کو دور کرے۔ سزاول بھیجے گئے کہ حسین بیگ شیخ عمری و تاج خان و احمد بیگ و رسب اس صوبہ کے ملازم حسن قلیچ خان کے ہمراہ ہون خواجہ سلیمان بخشیگری کی خدمت پر اس فوج پر مقرر ہوا۔ پادشاہ کے حکم سے حسین بیگ شیخ عمری نے قلعہ جمو کا محاصرہ کیا۔ زمیندار نگرکوٹ و باسو زمیندار مئو اور سارے مرزبان اور پہاڑی و پرگنہ پٹھان پور کے وجسروتہ و پانکوٹ کے زمیندار اس زمیندار کی کمک کو جمع ہوئے اور انھون نے بہت کوشش کی مگر ناکام واپس گئے۔ رات کو بھاگ گئے

بزرگ تبت کی حاکم کی دشمنی پر آمادہ ہوا اور اسکے وزیر کی بدگوہری سے چیرہ دستی حاصل کی اور اسکو پکڑکر اسکی بنگاہ پر چڑھ گیا اور بہت خزانہ جمع کیا بہت مقامات پر قبضہ کیا۔ جب پادشاہ کے لشکر کا آوازہ سُنا تو پہلے مرزبانون کی نسل مین سے ایک شخص کو یہان حاکم مقرر کرکے خود چلا گیا۔

علی زاد کی شورش کا ہونا سنہ ۱۰۱۳ھ

جب تبت بزرگ پر علی زاد کو فتح ہوئی اور بہت دولت ہاتھ لگی تو اسکا دماغ آشفتہ ہوا۔ حوالی کشمیر مین فساد مچایا۔ پادشاہ نے قلیج خان صوبہ دار لاہور کو حکم دیا کہ ایک جماعت شائستہ محمد قلی حاکم کشمیر کی کمک کے لئے بھیجے کہ اس لشۂ بدمست کو کہ جو دسری کے خمکدہ مین طن طن کے رہا ہے سل ڈالے قلیج خان نے تین ہزار سوار و پانچسو برق انداز بسرکردگی سیف اللہ خان محمد قلی بیگ کی یاوری کے لئے مقرر کئے۔ سیف اللہ اسکا بیٹا تھا۔ علی زاد بغیر لڑے بھاگ گیا۔ پادشاہی لشکر جہانتک گھوڑے جاسکتے تھے جاکر الٹا چلا آیا۔

جمع و زعفران کا محصول سنہ ۱۰۱۰ھ

ہندوستان مین زمین کی تقسیم بیگھون بسوانسون مین ہوتی ہے اسیطرح کشمیر مین زمین کی تقسیم تپہ مین ہوتی ہے ایک بیگہ و بسوہ الٰہی گز کا نپہ ہوتا ہے۔ اور کشمیر مین ڈھائی تپہ کسر ہے انکو بیگھ کہتے ہین ۔ ہر دہ کی پیداوار کا حساب خروار شالی مین ہوتا ہے اور خروار شالی ۳ من ۸ سیر پادشاہی کی ہوتی ہے۔ تلاہی کا وزن ترک ہے اور ترک آٹھ سیر کا ہوتا ہے فصل ربیع مین ایک تپہ کی پیداوار مین سے جسمین گیہون۔ جو۔ سرسون ہین دو ترک پادشاہ کو محصول مین دیئے جاتے ہین فصل خریف مین ایک خروار شالی مونگ۔ موٹھ۔ ماش و ترک اور گال وادزن مین سے چار ترک محصول شاہی مین دئے جاتے ہین۔ پادشاہ نے اس خیال سے کہ جو ملک نیا فتح ہوا ہمین جمع مالگزاری بڑھانے سے کسان پریشان ہوتے ہین اور یہان کسان سپاہی ہین اسلئے پہلے جمع بیس لاکھ خروار شالی پر دو لاکھ کے اضافہ پر بس کی مگر سنہ ۱۰۲۰ مین یہ جمع ۳۱ لاکھ خروار شالی ہو گئی۔

پادشاہی عملداری سے پہلے زعفران مین ہر تخم مین تین پھول سے زیادہ نہ کھلتے تھے۔

تنگ کیا۔ زید ابوحی بیچارہ پایندہ پاس آیا۔ بندگی کا اظہار کیا اپنے بیٹے کو مع
چند شکاری جانوروں کے محمد قلی پاس بھیجا اور یہ عہد کیا کہ پھر فتنہ اندوزی نہین کرونگا
اور مفسدون کا یاور نہ ہونگا اسی طرح اور زمینداروں نے اطاعت کی اور اپنے بیٹون
کو یرغمال مین دیا محمد قلی اس طرح فتحمند ہوکر شہر کو چلا آیا۔ باسو کی داستان پہلے
لکھ چکے ہین۔ وہ ان دنون مین شاہزادہ سلیم پاس آیا اور پابوسی کی درخواست کی
شاہزادہ کی سفارش سے پادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہین ٹھہر گیا۔ جب
پادشاہزادہ کا رنگ بگڑا تو پادشاہ نے مادھو سنگھ برادر زادہ راجہ مان سنگھ کو حکم دیا
کہ باسو کو پکڑ لے مگر باسو ایسا ہوشیار تھا کہ وہ یہان کا رنگ دیکھ کر بات کو سمجھ گیا
اور پہلے اس سے کہ مادھو سنگھ اسکو گرفتار کرے بھاگ گیا۔

معاملات تبت

جب سلطنت شاہی پر کشمیر کا اضافہ ہوا تو تبت خرد کے حاکم علی رائے نے پادشاہ
سے درخواست کی کہ میری لڑکی شاہزادہ سلیم سے بیاہی جائے۔ پادشاہ نے منظور
کرلیا۔ یہ بیاہ ہوگیا۔

جب پادشاہ کشمیر مین تھا تو اسکا ارادہ تھا کہ تبت کی فتح کے لیے لشکر روانہ
کرے مگر سپاہ کے لیئے چالیس روز کا آذوقہ بہم پہنچنا خشک سالی کے سبب سے دشوار تھا
اسیلئے پادشاہ کا ارادہ ہوا کہ تبت کے فرمانروا کو نصیحت کیجائے۔ امید علی میر ملک
طالب اصفہانی و محمد قلی کشمیری کو خرد تبت کے مرزبان علی رائے پاس اور اوبیک
سلیم کاشغری و عبدالکریم کشمیری و کوکلتاش کو حاکم بزرگ تبت پاس روانہ کیا۔ اس بزرگ
تبت کی سرکاری و وزیر راجو رائے نے بدمستی سے ناسپاسی کی۔ یہان کے مرزبان
نے لشکر جمع کرکے اسکے اقطاع لے لئے وہ سرتابہ آوارہ ہوا ان دنون مین علی راد

ساتھ لے کر ان حدود میں آجائیں تو میں انکے ہمراہ ہو کر اولیائے دولت کو ٹھٹھہ پر قبضہ کرا دوں سلطان محمود نے فقط دفع الوقتی کے لئے یہ مدارات کی باتیں بنائی تھیں بیگم اُن کو سچ سمجھ کر بادشاہ پاس آئی اور بہت گڑگڑائی۔ بادشاہ نے محب علیخان اور مجاہد خان کو جانے کی اجازت دی۔

ناہید بیگم قاسم خان کوکہ کی بیٹی تھی اسکے باپ نے حضرت فردوس مکانی کے ساتھ یہ بڑا سلوک کیا تھا کہ جب وہ عبید اللہ خان کے محاربہ میں غنیم کے پنجہ میں گرفتار ہوا تو قاسم خان نے کہا کہ بادشاہ میں ہوں اور یہ میرا نوکر ہے۔ یوں فردوس مکانی کی جان بچگئی اور وہ خود مارا گیا۔ اس لئے حضرت فردوس مکانی نے اسکے اہل و عیال کی پرورش پدرانہ شفقت سے کی اور محب علیخان سے اسکا عقد نکاح کیا۔

جب محب علیخان بھکر کے قریب آیا تو سلطان محمود نے کہا کہ میں نے تو ایک بات یونہی ناہید بیگم سے بنا دی تھی۔ میں اس کام میں شریک نہیں ہونگا اور اگر آپ ایسے ہی ٹھٹھہ جانے پر بجد ہیں تو جیسلمیر کی راہ سے جائیں اسپر محب علیخان اس سے لڑنے کو مستعد ہوا۔ حدود ماتیلہ (ماٹھیلہ) پر دو نوں لشکر ملے۔ محب علیخان مجاہد خان پاس دو سو آدمی تھے۔ سلطان محمود نے دو ہزار آدمی انسے لڑنے کو بھیجے۔ مگر اس کمتر لشکر نے بزرگ تر لشکر کو شکست دے کر بھگایا۔ سلطان محمود قلعہ بھکر میں متحصن ہوا محب علی نے اب قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا تو مخالفوں کی جمعیت میں تفرقہ پڑا۔ انمیں سے مبارک خان خاصہ خیل جسپر سلطان محمود کے سارے کاموں کا مدار تھا وہ پندرہ سو آدمیوں کو لے کر محب علیخان سے مل گیا جسکا سبب یہ تھا کہ اسکے بیٹے اوغلی بیگ کو سلطان محمود کی کسی حرم کے ساتھ بد ذاتوں نے متہم کیا تھا اس لئے محمود اس خاندان کے استیصال کے درپے ہوا۔ مبارک خان نے جان کے خوف سے اپنے آقا کے اخلاص کو چھوڑ کر یہ مفارقت کی محب علیخان نے مال و منال کی طمع

اور محصول شاہی بیس ہزار سے زیادہ اور سات ہزار ترک سے کمتر نہ ہوتا۔ صرف ایک فعہ مرزا حیدر کی مرزبانی مین ۲۸ ہزار ترک پر نوبت آئی تھی۔ لیکن جس سال مین وہ خالصہ شاہی ہوا انوے ہزار ترک محصول شاہی وصول ہوا اگرچہ کچھ زمین کاشت زیادہ ہوئی تھی مگر محصول کی افزایش کا سبب یہ تھا کہ ہر درخت مین آٹھ پھول کھلتے تھے پادشاہ نے بچپن سمین محصول کی معاف کردین جنسے رعایا کو بہت تکلیف ہوتی تھی ان کے معاف ہونے کا یقین کسانون کو مدتون تک نہ آیا جب پادشاہی احکام جاری ہوئے تو انکو یقین ہوا۔ انین سے ایک زعفران کی داستان ہی۔ بازیگران و دہقان محصول شاہی ادا کرنے کے لئے زعفران کے صاف کرنے کے لئے حصے کرتے۔ گیارہ ترک مین ایک کو مزدستار کرتے لیکن وہ سیر خشک زعفران اور ترہ لیا جاتا جس سے بڑا نقصان ہوتا خاص کر موسم بارش مین ایک پرانی رسم یہ تھی کہ بہت دور سے رعیت لکڑیان کاٹ کر لاتی اور اگر نہ کاٹتی تو اسکی عوض میں روپیہ دیتی ایسے ہی بڑھیئی و جولاہے اور پیشہ ور ان سے محصول لیا جاتا تھا یہ سب پادشاہ نے موقوف کئے۔

بھکر اور ملک سندھ کے معاملات

محب علیخان کی بیوی ناہید بیگم تھی وہ اپنی ماں حاجی بیگم سے ملنے ٹھٹہ گئی تھی۔ یہان اندنون مین محمد باقی منتظم تھا اسنے حاجی بیگم سے ایسا نا ملائم سلوک کیا کہ وہ آزردہ خاطر ہوئی اور غازان بابا و مسکین ترخان کے ساتھ متفق ہوکر محمد باقی کے گرفتاری کے درپے ہوئی۔۔ اس امر سے مطلع ہوکر محمد باقی نے خان بابا کو مار ڈالا اور حاجی بیگم کو جبتک وہ مری قید رکھا۔ ناہید بیگم اپنی دلاوری اور تدبیر سے یہان سے نکل کر بکر (بھکر) کو چلی گئی۔ یہان سلطان محمود فرمان روائی کرتا تھا۔ اس نے اس بیگم کے ساتھ دوستانہ باتین بنا کر یہ کہا کہ اگر محب علیخان اور اسکا بیٹا مجاہد خان تھوڑے سے آدمیونکو

ٹھٹھہ جاے اور محب علیخان مع زہ وزاد قصبہ کوھری (روڑی) مین سکونت کرے جب اس قرارداد پر عمل ہوا تو میر گیسو نے کشتیون مین ایک جمع کثیر کو بٹھاکر محب علیخان پر چڑھائی کی - اس مین تاب مقاومت نہ تھی وہ ماتھیلہ کی طرف بھاگا - آینوالون نے شہر پر درازدستی کی - سامعہ بیگم نے اپنی حویلی کو مستحکم کیا اور محاربہ ومدافعہ کی تیاری کی - ایک رات دن تک اپنی چاردیواری کی محافظت تہور اور کاردانی سے کی - جب وہ تنگ ہو رہی تھی تو مجاہد خان ایلغار کرکے آیا اور دشمنون کو شکست دی اور دریا کے اس طرف متصرف ہوا پھر بھکر مین ترسون خان مقرر ہو کر آیا اسکے بھائی اس طرف آئے - میر گیسو چاہتا تھا کہ قلعہ کو مستحکم کرے مگر اس خیال فاسد سے باز رہا اس سرزمین کی خاصیت یہ ہے کہ جب کوئی بیگانہ مستقل ہو کر غرور افزا ہوتا ہی تو ارباب طاعت کو متمرد بناتا ہے ورنہ یہان کے آدمی کہان اور خودفروشی کہان اب بھکر پر پادشاہی قبضہ ہوا - ٹھٹھہ مین مرزا جانی فرمانروائی کرتا تھا جسکا آگے بیان ہوتا ہے -

ارغونون کا شکست پانا ۱۰۰۰ ۳۴

پادشاہ نے ایک سپاہ بسرکردگی خانخانان قندھار کی فتح کیلیے روانہ کی تھی اور اسکو حکم دیا تھا کہ مرزبان ٹھٹھہ کو جو پادشاہ کی خدمت مین حاضر نہین ہوا تھا ایک کارآگاہ بھیجکر نصیحت کی داستان سنائے - اگر وہ خود ملے یا لشکر ہمراہ کرے تو بہتر ہے ورنہ بازگشت کے وقت اسکو سزا دے پادشاہ کا جشن سنہ ۹۹۹ مین تھا کہ ٹھٹھہ کے ایلچی پادشاہ کے دربار مین گئے عرضداشت اور پیشکش گذرانی - یہ گذارش کی کہ حماقت سے جو کچھ پہلے ہوا سو ہوا - اگر نوید بخشایش مرزبان کو پہنچے تو پہلے لغزشون کا چارہ پذیر ہو شہریار نے ایلچیون کو امیدوار کیا اور دلدہی کا منشور لکھ دیا - خانخانان کے اقطاع مین ملتان اور بھکر تھی تو اوسنے عزیمت رنجش کی راہ چھوڑکر اپنی جاگیر کی سربراہی کے لیئے یہ درازراہ اختیار کی - اس اثنا مین زرپرستون نے خانخانان کو سمجھایا کہ ٹھٹھہ مین جتنا مال ہاتھ لگیگا اتنا قندھار مین نہین ہاتھ آئے گا -

اسے مار ڈالا اور اس کے آدمیون کو کہ نجات کی طمعیان تھین تسلی دے کر بھکر کے محاصرہ مین شامل کر لیا۔ سلطان محمود نے اور لوازم قلعہ داری کا اہتمام کیا مگر اس حصار مین قحط پڑا معلوم نہین فرط احتیاط سے یا مزید خست و دنارت سے باوجودیکہ غلہ بہت تھا مگر بیس تیس سال کا اناج جو ایک زمانہ دراز سے قلعہ مین جمع ہوا تھا آدمیون کو کھلایا جس سے ان کے جسم مین درد اور ورم پیدا ہوا اور وبا پھیلی۔ سرس کے درخت کے پوست کو جوش کر کے پینے سے آدمیون کو آرام ہو جاتا تھا۔ جب سلطان محمود کو زمانہ نے یون تنگ معاش کیا تو اس نے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ مین ہمیشہ بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار رہا ہون جو کچھ ہوا سو میری بدنصیبی سے ہوا اب قلعہ بکر کو شاہزادہ سلیم کے پیش کش کرتا ہون لیکن مجھ مین اور محب علی خان مین بیر ہے اسکو قلعہ حوالہ کرنے مین سوا خواری کے کچھ اور نظر نہین آتا اسکے آزار سے ایمن نہین ہون امیدوار ہون کہ حضور بندگان درگاہ مین سے کسی اور کو بھیجدین کہ مین یہ قلعہ اور ولایت اسکو حوالہ کر کے خدمت مین حاضر ہون۔ بادشاہ نے اس درخواست پر میر گیسو کو بھیجا مگر وہ بھکر مین پہنچنے نہین پایا تھا کہ سلطان محمود پاس حضرت عزرائیل آگئے۔ اہل قلعہ اسکے آنے کے منتظر تھے۔ مجاہد خان نے گنجابہ (کنجابہ) کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ سامعہ بیگم والدہ مجاہد خان زوجہ محب علیخان میر گیسو کے آنے سے ناراض ہوئی چند غراب بھیجکر اُس سے لڑنے کا سامان تیار کیا اور اسکو بہت تنگ کیا۔ خواجہ مقیم ہروی پدر خواجہ نظام الدین حسن بخشی نے جو اس نواح کی امیری کے لئے روانہ ہوا تھا محب علیخان کو سمجھا کر اس پرخاش بیجا اور جنگ ناہنجار سے باز رکھا۔ جب میر گیسو قلعہ مین آیا تو اہل قلعہ نے کنجیان اسکو حوالہ کین اب محب علیخان اور مجاہد خان کو یہ مشکل آئی کہ خام طمعی کے سبب سے اس ملک کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا تھا اور حکم شاہی بغیر یہان رہ نہین سکتا تھا آخر کو یہ ٹھیرا کہ مجاہد خان

پچھلا امن ہوا۔ امرآباد کو غنیم سے چھ کوس پر پہنچے۔ اور دوراندیشی کے سبب ایک ٹیوا
بنائی۔ امرکوٹ خسرو چرکس کشتیوں کو آمادہ کرکے لڑنے آیا۔ باوجودیکہ وہ کشتیوں کو اوپر
کی طرف لے جاتے تھے۔ مگر پانی کی تیزی سے وہ نیچے کی طرف جاتی تھیں رات ہو گئی تھی
اس لئے صبح کو لڑائی ہوئی۔ مشہور تھا کہ خشکی کی راہ سے مرزا جانی بیگ آتا ہے فریدون
برلاس و سید بہاء الدین سکندر بیگ قرابیگ بہادرخان اس اندھیری رات میں دریا سے
پار گئے۔ صبح کے وقت توپ اندازی گرم ہوئی اور عجب لڑائی ہوئی پانی کی کمی کے سبب سے
غنیم نزدیک نہیں آسکتا تھا۔ اس کنارہ سے آکر آب گذشتوں کو تیر سے لے لیا جنگی
غرابوں میں سپاہ بیٹھ کر پانی کے نشیب کی طرف ایسی گرم رفتار ہوئی کہ تیروں سے لڑائی
ہونے لگی اور تھوڑی دیر میں برچھا اور جمدھر پر نوبت آئی۔ غنیم لڑائی چھوڑ کر بھاگا —
ناموروں میں بردانہ مارا گیا۔ مرزا قلی زخمی ہوا۔ چہار غراب آدمیوں اور مال سے بھری
ہوئے ہاتھ آئے۔ ایک میں وخشور۔ ھرموز (پرتگیز) تھا۔ قاعدہ یہ تھا کہ حاکم ھرموز کسی کو
ٹھٹہ میں مقرر کرتا تاکہ سوداگروں میں امن امان رکھے۔ مرزا جانی نے اس شہرت کے لئے
کہ اس قدر گروہ اسکی کمک کو آئے ہیں۔ ھرموز کو ساتھ لیا۔ اور اپنے چند نوکروں کو ھرموز
(پرتگیزوں) کا لباس پہنایا (قواعد اور وردی کی حیثیت سے ہندوستان میں بھی
سپاہی پہلے اہل یورپ والوں کے نمونہ بنے تھے) مخالفوں کے دو سو آدمی مارے گئے
ہزار سے زیادہ زخمی ہوئے۔ شاہی لشکر میں بہت کم آدمی مارے گئے۔ تیر دستوں نے
ایک غراب کو ساتھ لیجا کر خسرو کو زخمی کیا اور قریب تھا کہ اسکو گرفتار کرے ناگہانی توپ پھٹ
گئی اور کشتی بھی تباہ ہو گئی۔ کچھ آدمی مر گئے۔ کارشناس دوربینوں کی یہ رائے
تھی کہ خشکی و دریا کی راہ سے مرزا جانی کی بنگاہ پر ہاتھ چلاے۔ مگر بہت آدمیوں نے اوسکو
پسند نہیں کیا اور آسان کام کو مشکل کر دیا۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ دلپت و راول بھیم منتخب فوج کے ساتھ ٹھٹہ کی عزیمت سے
روانہ ہوئے تھے وہ امرکوٹ پر پہنچے۔ پادشاہ کی جنم بھوم بغیر لڑے ہاتھ آگئی۔ اور

سپہ آرا نے ٹھٹھہ کے فتح کی اجازت حاصل کی۔ ملتان کے قریب بلوچ عہد و پیمان کرکے ملے بھکر کے قریب سپاہ کی صف بندی ہوئی۔ انھیں دنون مین مرزا جانی بیگ فرمانروا سندھ کے ایلچی خانخانان کے پاس آئے اور یہ گذارش کی کہ قندھار کی فتح کو لشکر شاہی جاتا ہے مجھے مناسب تھا کہ اس لشکر کے ساتھ جاتا لیکن فتنہ اندوز شرارت سے باز نہین آتے اسواسطے خود نہین چل سکتا۔ مگر خدمت گذاری کے لئے اپنا لشکر بھیجتا ہون۔ خانخانان نے ان ایلچیونکو ایک کوتہ مین بٹھایا۔ خود تیز تر چلا اوسی کے ساتھ یہ اطلاع آئی کہ قلعہ سیوان مین آگ لگی آذوقہ جلا۔ بادشاہ کی سپاہ یہ سنکر دشت و دریا مین ڈگین بھرنے لگی دریا نوردون نے قلعۂ سیوان کے نیچے جاکر لکھی کو تسخیر کرلیا۔ یہ مقام سندھ کا دروازہ ایسا ہے جیسے کہ ملک بنگالہ مین گڈھی اور کشمیر مین بارہ مولہ قلعہ نشینون کی توپ بندوق سے کچھہ آسیب نہ پہنچا اور یہ ملک کا دروازہ ہاتھ آگیا۔ پھر خانخانان قلعہ کے نزدیک پہنچکر اسکی فتح کے لیے چارہ گری کرنے لگا بعض اس ملک کو سیوستان کہتے ہین۔ اسمین یہ حصار حاکم نشین دریاے سندھ کے کنارہ پر ایک پشتہ پر بنا ہوا ہے۔ خاکریز اسکا چالیس گز۔ دیوار سات گز اسکے قریب ایک کولاب ہی۔ آٹھ کوس لمبا۔ چھہ کوس چوڑا۔ دریا کی تین شاخین اُس سے ملتی ہین وہ حصاریون کی پناہ گاہ ہے اور آدمی کچھہ جزیرہ مین کچھہ کشتیون مین آباد ہین۔ قرابیگ کچھہ غراب لے کر اس طرف یکایک پہنچا اور بہت غنیمت جمع کی۔ زمینداروں نے پناہ مانگی۔ مرزا جانی بیگ اس حال سے مطلع ہوکر لڑائی کے لئے نکلا اور نصیرپور کی راہ پر جس کے ایک طرف دریا اور دوسری جانب ندیان تھین ایک حصار بنایا اور اس کو جنگی کشتیون اور توپخانہ سے استوار کیا۔ اب بادشاہی لشکر آگے بڑھنے مین دودلہ ہوا۔ ان دنون راول بھیم بزرگ جیسلمیر اور راے سنگہ کے بیٹے دلپت نے گذارش کی کہ ارادہ تھا کہ بھکر سے آئے مگر اب گمراہی کے سبب سے امرکوٹ کے رستہ سے آتے ہین اس خوف سے کہ مبادا غنیم اس فوج پر چیرہ دستی کرے۔ قلعہ اور راہ کے کام کو چھوڑ کر خشکی اور دریا سے روانہ ہوئے اور معابر پر متصدی آتا اور بعض اور آدمیون کو چھوڑا تاکہ قلعہ نشینون کو وسوسہ لگا رہے اور راہ بند

ہوئی اور اسکے برانغار کو بھی پراگندہ کر دیا شمشیر عرب ہراول مین شائستگی کے ساتھ
لڑا اور زخمی ہوا اور دھارو بھی نیزہ سے پیشانی پر زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا اور پھر مر گیا
غنیم کے برانغار نے ملک محمد کی کارفرمائی سے اپنے مقابل کو بھگایا۔ ایک گروہ نے ناصر خان
کو ڈیرہ تک بھگایا اور لوٹ لیا۔ سید بہاء الدین ایک گروہ کو لے کر جدا ہوا۔ اور غنیم کے
ہراول پر جو غالب ہو رہا جا بھڑا۔ ندی درمیان مین تھی۔ ہوا کے جھکڑ چلتے تھے اور خاک
اوڑتی تھی ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ اس آشوب گاہ مین لشکر شاہی کے قول کا گذر
غنیم کے برانغار پر ہوا سخت لڑائی ہوئی لیکن ہوا کی تیرگی کے سبب سے جوان مرد اس
فوج سے جدا ہو گئے بہادر خان و دولت خان اور کئی اور لڑائی مین مستقل کھڑے تھے
اور تماشا دیکھ رہے تھے اتفاقاً محمد خان نیازی۔ سید بہاء الدین۔ میر معصوم بھکری۔
خواجہ مقیم آپس مین مل گئے اور ایک بڑا ہنگامہ برپا ہوا۔ غنیم بھی پراگندہ ہو کر ایک دوسرے
کی خبر نہین رکھتے تھے۔ مرزا جانی چار سو آدمیون کے ساتھ جنگ گاہ مین سراسیمہ کھڑا تھا
پادشاہی سپاہ نے اس طرف قدم بڑھایا۔ مرزا اس خوف سے کہ اب قول پہنچا ہے
اور زیادہ سراسیمہ ہوا۔ اس درمیان مین ایک ہاتھی نے شورش مین آکر اپنے لشکر کو
پراگندہ کیا۔ کچھ لڑائی ہوئی۔ غنیم بھاگ گیا اسکے تین سو آدمی اور پادشاہی لشکر مین سو
آدمی مارے گئے۔ مرزا کئی دفعہ پھر پھر کر لڑا لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ
غنیم کا لشکر پانچ ہزار سے زیادہ تھا اور لشکر شاہی مین بارہ سو آدمی تھے مگر یہ لشکر غنیم کے
لشکر پر غالب رہا۔ یہ فتح عجیب تھی کہ سپہ آرا دور نہ کوئی بزرگ دلیر موجود۔ ابتدای جنگ
مین برہمزدگی بدلپت بےدلی کے سبب سے اپنی عمدہ سپاہ کے ساتھ نہ ملا۔ اس فتح مین یہ
خبر آئی کہ پادشاہی لشکر لٹ رہا ہے لشکر تیز دست وہان پہنچا اسنے غارتگرون
کو پکڑ کر لٹکا دیا۔ باقی بھاگ گئے۔ لشکر امن ہو گیا۔ خانخانان مژدہ فتح سنکر اس قلعہ
مین کہ مرزا جانی بیگ نے بنایا تھا پہنچا اور اوسکو ویران کر دیا۔
جب پادشاہی سپاہ کو غلبہ ہوا تو مرزا جانی بیگ نے ارادہ کیا کہ پھر اپنے

اور وہان کارنا نا خدمت گذاری کے لئے ہمراہ ہوا۔ بعض زمینداروں نے کنوؤن مین
زہر ڈال دیا تھا اس ریگزار مین پانی کی کمیابی نے سپاہ کو پیاسا مار رکھا تھا کہ ناگہانی مینھ
برسا۔ سب پادشاہی لشکر کو دریا کی لڑائی مین غلبہ ہا۔ اور آگے جانے مین انہے تساہل کیا
تو غنیم جو اسیمہ سر ہو رہا تھا اُس نے اپنے پانون استوار کیے بہت سی گفتگو کے بعد مرزا جانی بیگ
نے جو قلعہ بنایا تھا اسکا محاصرہ کیا ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اور جوانمرد اپنی مردانگی
دکھانے لگے۔ ایک دن سکندر بیگ کہ پادشاہ کا نامور افسر تھا ان مین تیر سے زخمی ہو کر
مرگیا۔ مخالف اپنی جا کی استواری اور سپاہ کی کثرت اور آذوق کی فراوانی۔ اور
رعیت کی یاوری کے سبب سے بیغم تھا۔ اسکی آنکھین بارش پر لگ رہی تھین کہ سب جگہ
پانی پانی ہو جاے۔ اور بیگانہ لشکر بغیر لڑے اُٹھ جائے۔ پادشاہ کے لشکر مین گرانی
ہوئی اور کمزور آدمیون کو سراسیمگی ہوئی۔ خانخانان نے عرضداشت کمک کے لیئے بھیجی۔
پادشاہ نے ۱۲ آذر کو راے رائسنگہ کو روانہ کیا اور آذوق و توپ دار و اسباب جنگ بھی
ملک کی بیگانگی اور راہ بستگی کے سبب سے لشکر مین آذوقہ گران قیمت ہوا۔ اور لشکر
پریشان ہوا تو خانخانان نے حصار کے محاصرہ کو چھوڑ کے مختلف مقامات مین لشکر کو بھیجدیا
کہ وہان جا کر وہ اپنا گذارہ کرے جو سپاہ ٹھٹھہ روانہ کی تھی وہ نہ پہنچ سکی مخالفون نے شہر کو
جلا دیا۔ مرزا جانی بیگ قلعہ سے نکل کر ان کی طرف یہ سوچکر چلا کہ کشتیون مین بیٹھ کر
اس پر قبضہ کرلے۔ خانخانان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے خواجہ بخشی کو اسطرف
بھیجا۔ اور بعد ازان خود بھی روانہ ہوا۔ اُس وقت کہ کشتی نشین سراسیمہ تھے۔ سپاہ
فرستادہ پہنچی اور چارہ گری کی۔ بہت آدمیون کی رائے یہ تھی کہ کمھی کو استوار کر کے کمک کا
انتظار کرین۔ مگر جوانمردون نے لڑائی کی ٹھیرائی۔ اور عمدہ طور پر صف آرائی کی۔ اور
کمھی سے گذر کر غنیم سے چھہ کوس پر ڈیرا ڈالا۔ ۱۲ کو پیکار کے قصد سے چار کوس آگے
بڑھے۔ کئی دن سے ہوا تیز چل رہی تھی۔ اسکا رخ دشمن کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر مین
لڑائی ہوئی۔ اول مخالف کی ہراول بسر کردگی خسرو اپنے برابر کی فوج شاہی پر غالب

سنہ ۱۰۰۰ھ پہونچنا فوج بادشاہی کا

سنہ ۱۰۰۰ھ شکست یافتن مرزا جانی بیگ

ختم ہو جائے تو خود پادشاہ کی خدمت مین آئے - یہ قرار پایا کہ اول محاصرہ اٹھایا جائے - پھر مراسم خویشی استوار ہون جب وہ سیہوان دیدے تو موسم بارش مین لشکر شاہی وہین مقیم رہے - ۱۲ خرداد کو مورچال اٹھائے گئے اور رسوم شادی ادا ہوئین اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے اور لینے کے لئے طرفین سے آدمی گئے -

جب آشتی ہو گئی اور مورچال اٹھ گئے تو مرزا جانی بیگ پہلے اس سے کہ قلعہ سیہوان کو حوالہ کرے بے اجازت ٹھٹہ کو روانہ ہوا - لشکر شاہی نے جانا کہ اس نے فریب کاری کی - ایک کارآگاہ کو بھیجکر اس سے پوچھا کہ یہ کیا کیا اسنے عرض کیا کہ مُردون کی کثرت سے قلعہ کی ہوا جانگزا ہے اُس مین جیتون کو جینا مشکل ہے سپاہ اور رعیت نے اپنی بنگاہ مین جانے کی درخواست کی مین نے اسے منظور کرکے روانہ کیا - سارا لشکر عاجز ہوکر بغیر کچھ کہے چلا گیا اور میری پاس کوئی نہین رہا - ناگزیر اس طرف نصیرپور مین چلا آیا - حاشا مینے عہد شکنی نہین کی جو کہا ہے وہی کرونگا - رستم قلعہ دار سیہون نے آن کر بیان از سرنو کرکے قلعہ سیہوان علی عرب و مقصود آقا کو حوالہ کیا - اور قلمرو شاہی مین کل سیوستان کا اضافہ ہو گیا -

سپاہ نے بعد از صلح قصبہ سن مین سیہوان سے بیس کوس پر اپنا بنگاہ بنایا جب برسات ختم ہوئی تو مرزا جانی بیگ کا انتظار وہ کر رہی تھی کہ اوسکو ہمراہ لے کر پادشاہ پاس لے جائین کو ناگاہ مرزا کا پیغام آیا کہ کچھ پریشانی پیش آئی ہے اور راہ ویرانہ ہے بعد خریف کے محصول وصول کرنے کے وہ درگاہ والا مین روانہ ہوگا اور یہ بھی بیان ہوا تھا کہ این سوئے سیہوان حوالہ کیا جائیگا اس مین سے ہنوز بیرن کوٹ اور ہالاکنڈی نہین سپرد ہوئے ہین - اولیاء دولت نے فرستادہ کو نگاہ رکھا اور خود تیز دستی کرکے شاہ بیگ خان - غازی خان - جانش بہادر خواجہ خضری اب سندہ سے گذر کر خشکی کی راہ ٹھٹہ کی طرف چلے - بختیار بیگ - قرابیگ - اور اور افسر جنگی غرابون مین دریا نورد ہوئے - شیر خان اور بعض اور افسر دریا کے کنارہ پر مقیم ہوئے یہ قرار پایا

مرزا جانی بیگ و خانخانان کا پادشاہ کی خدمت مین آنا سنہ ۱۰۰۱ھ

مرزا جانی بیگ کا صلح کرنا اور سیوستان کا سپرد کرنا سنہ ۱۰۰۰ھ

قلعہ مین چلا جاے مگر اس نے راہ مین سُنا کہ بادشاہی سپاہ کا غلبہ سیہوان پر ہو گیا ہی تو اسکو بڑا فکر ہوا اور اسنے ایک انجمن کو جمع کیا کہ وہ کسی استوار جا کو تجویز کرے ان نے بہت سوچ بچار کرکے بالا کنڈھی چار کوس پر دنیور کے نزدیک سیہوان سے چالیس کوس پر ایک دلپذیر جا قرار دی اور اس سرزمین مین ساحل سندھ پر ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اسکے گرد چوڑی گہری خندق بنائی ۲۶ فروردین کو خانخانان نے جاکر اسکا محاصرہ کیا تیر و بندوق سے سوال جواب ہوئے جانفشانی اور جانستانی کا ہنگامہ گرم ہوا۔ غنیم کو اپنے لشکر کی افزونی اور جنگی کشتیون اور بارش کی نزدیکی کا بڑا گھمنڈ تھا۔ انہی دنون قلعہ برن کوٹ کہ اس ملک کا منتخب قلعہ تھا فتح ہوا اور خوب لڑائی ہوئی۔ عرب کرد کا ایک گروہ اس حصار مین تھا وہ قاسم علی قلعہ دار سے عاجز ہوا اور اسکا سر کاٹ کر لشکر شاہی مین لایا۔ اور اپنی دولتخواہی اُس نے دلنشین کرائی اولیاء دولت اس سے خوش ہوی۔ قلعہ کی کشایش مین اور زیادہ کوشش کرنے لگے روم کے آئین کے موافق ریگ تودے بلند کرکے مورچال آگے لے گئے خندق کو بھرنا شروع کیا۔ اہل قلعہ بھی رخنون کو بنا کر خالی کرتے تھے۔ دونو طرف سے سخت کوشش ہوتی تھی۔ چند دفعہ اہل قلعہ باہر آکر لڑے مگر ناکام پھرے۔ زمین کی بیگانگی اور رعیت کی سرتابی سے لشکر شاہی مین آذوقہ کم پہنچتا تھا جس سے عجیب گرانی ہوئی اور سخت بیماری پھیلی۔ بادشاہ نے پیش بینی سے بہت سا آذوقہ اور خزینہ الہ بخش و قزاق بہادر کے ہاتھ روانہ کیا وہ عین تنگ دستی مین پہنچا اور اُس نے دلون کو تازہ کیا۔ تھوڑی عرصہ مین قلعہ کو بہت تنگ کیا۔ مورچال سے قریب ہوے۔ کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے ستان چھین لیتے اہل قلعہ نہایت عاجز ہوے۔ بہت لابہ گری کرکے آشتی کے خواہان ہوئے۔ بادشاہی لشکر نے بھی کم آذوقی کے سبب سے صلح کو قبول کرلیا اور یہ پیمان ٹھیرا۔ سیوستان کو مع سیہوان اور بیس جنگی غراب مرزا جانی بیگ حوالہ کرے اور خانخانان کے بیٹے ایرج کو اپنی دامادی مین قبول کرے جب برسات

اس نے چاہا کہ اہل و عیال کو ٹھٹہ مین چھوڑ جاوے مگر خانخانان نے اس درخواست کو نہ مانا۔
اسلئے اُس نے اپنا زنہ ورزا و ر نوکرون کو خشکی اور دریا کی راہ سے روانہ کیا اور خانخانان کے
ساتھ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ اور اسکو بادشاہ نے منصب سہ ہزاری اور صوبہ
ملتان عنایت کیا اور ٹھٹہ مرزا شاہرخ کو عطا ہوا۔ اس سے مرزا شکستہ خاطر ہوا۔ ان
دنون بادشاہ نے سُنا کہ الوس ارغون دس ہزار مرد و زن کشتی مین دریا کی طرف جاتے
ہین ہاتھ تلے سے ملک نکل جانے سے کشتی بان اور خدمت گذار ہاتھ نہین آتے ہین اس لئے
وہ خود ہاتھون اور دانتون سے کشتیون کو کھینچتے ہین اس سبب بادشاہ کو اُن پر رحم آیا۔
اور مرزا جانی کو ملک ٹھٹہ پھر دیدیا

مرزا جانی بیگ کے خاندان اور ترخانی خطاب کا بیان

مرزا جانی پسر پاینده محمد بن مرزا باقی بن مرزا عیسی بن عبد العلی بن عبد الخالق تھا
وہ شکل بیگ ترخان کی نسل سے تھا۔ شکل بیگ کے باپ ایکو تمر نے تقتمش خان کی لڑائی
مین اپنی جان لڑاکر وفات پائی تھی اسلئے صاحبقران نے خرد سالی سے اسکی پرورش کی
تھی۔ ترخانی کا درجہ عطا کیا تھا اسکا نسب چوتھی پشت مین ارغون خان بن اباغ خان
بن ہلاکو خان بن تولوخان بن چنگیز خان تک پہنچتا تھا۔ مغل بادشاہون کا پہلے یہ دستور تھا
کہ وہ اپنے چند سعادت سرشت بندون کو کن تمکن کا اختیار دیتے اور ترخان کا خطاب
دیتے۔ صاحبقران کے ترخان کو کسی جگہ جانے سے سپاہی نہین روک سکتے۔ نو گناہون تک اُسکی
اور نہ اسکی اولاد سے باز پرس کرتے۔ قاآن بزرگ چنگیز خان نے تسلیق و بابا کو اس صلہ
مین کہ اُنہون نے غنیم کے حال پر مطلع کیا تھا ترخان کا پایہ عطا کیا تھا اور جہر باتی سے فرایش
کے بوجھ سے ہلکا کیا تھا اور لوٹ مین سے شہنشاہی حصہ عنایت کیا تھا بعض ترخان
ان سات چیزون سے سربلند ہوتے ہین طبل و تمن و توغ و نقارہ و قشون توغ و چترتوغ
و قور۔ یہ آخر تین چیزین الخ اپنے دو برگزیدہ آدمیون کو دی تھین۔ باقی اور حالات
تاریخ ملک سندھ مین پڑھو جو اس جلد کے اول مین لکھی گئی ہے۔

مرزا جانی بیگ

مرزا جانی بیگ مرزبان ٹھٹہ علم ظاہری رکھتا تھا۔ علم موسیقی مین اور فارسی

کہ یہ تینون فوجین ایک دوسرے کو اطلاع دیتی ہوئی سفر کرین اور تیز دستی کرکے
نصیر پور پر کہ ملک کے وسط مین ہے قبضہ کرین سب کا مطلب یہ تھا کہ پادشاہ پاس مرزا
جانی بیگ چلے خانخانان نے اس پاس اپنا ایلچی بھیجا اور بہت سی نصیحتین اسکو کین اور بعد ازان
خود بھی چلا۔ فوجون نے نصیر پور پر غلبہ پایا۔ ٹھٹہ سے مرزا نے کوچ کرکے دو تین کوس منزل
اس قصد سے کی کہ عقبات و گھاٹیان کو جو نیارہ تک لستوا کہے جب خانخانان نصیر پور
مین آیا تو تینون فوجین موافق سابق کے روانہ ہوئین۔ جانکبا دستون نے مرزا کے اردو
کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا چند ارغونی بھی انکے ساتھ مل گئے۔ مرزا نے لابہ گری
کی۔ کارردیدون کو بھیجکر پیمان شکنی کا سبب خانخانان سے پوچھا۔ اسکا جواب یہ ملا
کہ ہم عہد کو نہین توڑتے اور کوئی اور بات ہمارے دل مین نہین آئی لیکن ایسا سنا
گیا کہ فرنگی سپاہ ھرموز (پرتگیز) اس سرزمین مین یارش کر رہی ہے اس لئے بندر
لاہری کی یورش درپیش ہے۔ لوٹ مین جو مال ہاتھ لگا تھا اوسکو عذر کرکے واپس
بھیجدیا۔ خانخانان نے یکجہتی کے پیام مین گرمخوئی کی۔ پہلے سال کی ۹ ہم آبان کو وہ
اسپہمین سوار ہو کر ملے۔ دوربینی کے سبب سے خانخانان ٹھٹہ کے شہر کی طرف روانہ ہوا
بظاہر اس جگہ کی سیر کا قصد تھا لیکن اصل تدبیر یہ تھی کہ پایان آب پر قبضہ کرتے تاکہ
ارغونیون کے دل مین کچھ اورارادہ نہ پیدا ہو۔ جب کچھ تھوڑی دور گیا اور خاطر جمع
ہوئی تو اس نے گذارش کی کہ پیوند دوستی کے موافق سزاوار یہ ہے کہ نوارہ حوالہ کیا جائے
جسکے سبب سے دور اور نزدیک کو کوئی بات کہنے کے لئے نہ رہی اور سب خاموش رہین
مرزا نے ناگزیر سارا ملک پادشاہی لشکر کو حوالہ کیا اور درگاہ والا مین جانے کا سامان
تیار کیا۔ خانخانان ٹھٹہ کی سیر کر کے بندر لاھری مین آیا۔ شاہ بیگ اور افسرون کو بہا
سے رخصت کیا کہ مرزا جانی بیگ کے ہمراہ آگے جائین۔ ٹھٹہ مین ایک گروہ چھوڑکر
خانخانان خود خشکی کی راہ سے پھرا اور باغ فتح کے قریب مل گیا اور بہت سے
افسرون کو اس ملک مین متعین کرکے مرزا کے ساتھ ۲۹ بہمن کو روانہ ہوا۔ ہرچند

اسکے گرد باغ ہین۔ حوض نظر فریب ہی۔ اس مین ایک بڑا تجانہ ہی۔ اسکے گرد راجہ گذشتہ کے مکانات ہین۔ کسی فرمانروا نے اسپر تسلط نہین پایا۔ سلطان علاءالدین یہ آرزو اپنے ساتھ لے گیا۔ بہت خزانہ اسنے صرف کیا اور جانین کھوائین مگر کچھ کام نہ ہوا۔ یہ قلعہ تھوڑی توجہ سے فتح ہوگیا۔ اہل قلعہ نے خردسال راجہ کو بادشاہ پاس اس خیال سے بھیجا کہ زرفشانی سے قلعہ بچ جائیگا۔ مگر بادشاہ نے ان رشوت کی باتون کو سُنا نہین اسنے حکم دیدیا کہ عہد کی کا آئین یہ ہی کہ ایکبار قلعہ کو حوالہ کرین تو پھر بخشایش ہو۔ اہل قلعہ نے اسے قبول نہین کیا۔ رائے پتر داس نے سعی کی۔ داد و دہش کو کلید فتح بنایا بہت بڑی لڑائیان لڑا اس پر غالب ہوا۔ قلعہ کا محاصرہ کیا۔ آٹھ مہینے بیس روز کے بعد ۲ تیر کو اہل قلعہ نے کم آذوقی کے سبب پناہ مانگی۔ قلعہ کہلے لیا۔ بہت غنیمت جمع کی۔

قندھار کے معاملات

قندھار کے معاملات جو حضرت ہمایون اور شاہ طہماسپ فرمانروائے ایران کی درمیان ہوئے اسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ اکبر نے قندھار باپ کے عہد و پیمان کے موافق شاہ ایران کو دیدیا تھا اور پھر کبھی اسکی فتح کا ارادہ نہین کیا مگر ان دنون مین ایرانیون کے اقبال کا ستارا پہلی سی چمک دمک نہین رکھتا تھا۔ سلطان حسین مرزا کے بیٹے قندھار کے حکمران تھے وہ مرزبان ایران کی فرمان پذیری سے باہر ہوئے۔ اور شہنشاہ اکبر کی اطاعت مین گفتار کے موافق کردار عمل مین نہ آئے اسلئے ان دنون مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ ایک گزیدہ سپاہ ایران کے کارکنون کی یاوری کے لئے بھیجو اگر یہ مرزا سیدھی طرح سے سمجھانے سے درگاہ الاہی مین آجائین تو انکو ہر ملک اقطاع مین دیدیا جائیگا اور انکا آباد ملک کسی داد گر طرز دان کی پاسبانی مین سپرد کیا جائیگا اس سے شاہ ایران کی ایسی معقول مدد ہو جائیگی کہ اوزبکون کے

قندھار کا فتح ہونا سلطنت میں سنہ ۱۰۰۳ھ

زبان مین شعر کہنے کی اچھی استعداد رکھتا تھا۔ جب سے پادشاہ کی اطاعت اس نے اختیار کی۔ اسکے گفتار اور کردار سے پادشاہی اخلاص معلوم ہوتا تھا اور اُسکی نشست و برخاست سے شناسائی و آہستگی ظاہر ہوتی تھی۔ لیکن چھوٹی عمر سے وہ شراب پیتا تھا۔ مگر شرابیون کی ناہنجار حرکتین کرتا تھا۔ کارکرد اور گفتگو عقل کے موافق کرتا تھا گھر مین شراب بہت پیتا تھا۔ شراب کے نہ پینے کی نصیحت نہ سنتا تھا۔

رباعی

چہ خوری چیزے کہ از خوردن آن چیز ترا	نے چو سروی بناید بستل سر چو نے
گر کمی بخشش گویند کہ مے کردنہ او	ور کنی عربدہ گویند کہ او کرد نہ مے

غرض شراب کی افزونی سے رعشہ و سرسام ہوا۔ ۱۳ ار سنہ ۹۷۴ھ مین دنیا سے رخصت ہوا۔ پادشاہ نے غائبانہ اسکے بیٹے مرزا غازی کو ریاست باپ کی دیدی۔

پٹنہ ایک آباد ملک ہے اسکا مرزبان جدا ہے۔ باندھو کا قلعہ اسکا نشیمن گاہ ہے مشرق مین ۶۰ کروہ تک اسکی عملداری ہے۔ اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہے جو اسکے کچھ مطیع ہین۔ اسکی ولایت پچھم رہتاس ہے۔ جنوب مین بارہ کروہ تک اسکی عملداری ہے اسکے پیچھے اور زمیندارون کی زمین ہے جو اسکے کچھ تابع ہین ملک گدھہ سے اس مین گذر ہوتا ہے۔ شمال مین گنگا جمنا ساٹھہ کروہ پر الہ آباد متصل جونپور۔ مغرب مین سولہ کروہ تک عملداری اسکے پیچھے ولایت گدہ ہے۔ جنوب و مشرق کے درمیان رتنپور ۸۴ کروہ پر۔ مشرق و شمال کے درمیان ستر کروہ عملداری ہے اسکے پیچھے صوبہ الہ آباد ہے شمال و غرب مین ۵۰ کروہ پر قلعہ کالنجر سے علاقہ ملتا ہے غرب و جنوب مین ۲۵ کروہ پر ولایت گدھہ ہے یہ قلعہ بڑا دشوار کشا ہے۔ کوہچہ اسکے گرد ہے اسکا نشیب ۸ کروہ ہے اور بلندی ڈیڑھ کروہ سے کچھہ زیادہ۔ تین طرف پہاڑ یکلخت ہے۔ شمال و چار دیوار سنگین ہے۔ پہلا دروازہ گنیش پور ہے یہان ایک بڑا آبگیر ہے۔ دوسرا دروازہ صندلی پور ہے۔ سوم کرن پور چہارم ہیرہ پور۔ یہان راجہ کا بنگاہ ہے اس قلعہ کی چاردیوار مین اسکے

حاکم مقرر کیا۔ اسنے بداغ بیگ کو انکے مارنے اور ملک لینے کے لئے بھیجا۔ صبح کو انکا ارادہ انکے مارنے کا تھا کہ خود شاہ اسمٰعیل کے مرنے کی شہرت ہوئی۔ یہ بیگناہ بچ گئے۔
سلطان محمد خدابندہ ایران کا پادشاہ ہوا۔ مرزاؤن کا ملک انکو دیدیا۔ مرزا مظفر حسین سب سے بڑا بھائی قندھار مین تھا۔ رستم مرزا دو باقی بھائیون کے ساتھ زمین داور مین تھا۔ خود کامی اور جوانی کی مستی اور بدہم زبانی سے آپس مین لڑ مرے مظفر حسین مرزا شکست پاکر قلعہ کے اندر چلا گیا۔ چالیس روز تک رستم مرزا قلعہ پر جھولا کیا پھر دونون بھائیون مین صلح ہوگئی آپس مین ملاقات ہوئی۔ جب فرمانروائے توران عبداللہ خان نے ہرات کا محاصرہ کیا۔ یگان سلطان افشار نے کہ فراہ مین ایالت رکھتا تھا رستم مرزا کو اپنے پاس بلالیا۔ تورانی سپاہ سے لڑا اور فراہ پر قابض رہا۔ مرزا نے دوست ناشناسی و غنودہ رائے سے یگان سلطان کو مار ڈالا۔ سلیمان خلیفہ خراسان سے آنکر مرزا سے ملا کہ مایۂ شورش بنائے۔ مگر اسنے سعادت اختری سے نہ منظور کیا۔ لیکن اسکی یاوری سے سیستان پر جو ملک نیمروز کے نام سے زبان زد خلایق ہے غالب ہوا۔ مظفر حسین مرزا نے قابو پاکر داور زمین پر تاخت کی۔ رستم مرزا اس طرف آیا۔ دونو مین بڑی لڑائی ہوئی۔ مظفر حسین مرزا مین مقابلہ کی تاب نہین رہی۔ قندھار کو الٹا چلا گیا۔ ہمیشہ ان دونو بھائیون کے درمیان زر پرست خوشامدی آدمی ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس جاتے اور خلقت کے آرام مین خلل ڈالتے۔ جب غلبہ نے انکی پرانی دشمنی کو بھڑکایا تو بدنصیبی سے مرزاؤن نے ایران کے پادشاہ سے اپنے پرانے پیوند کو قطع کیا اور شہنشاہ اکبر سے بھی شائستگی کے ساتھ تعلق نہ پیدا کیا یہانتک بڑے بھائی نے زمین داور کو لے لیا۔ مرزا رستم ہری (ہرات) مین آیا۔ قلات لے لیا اس عرصہ مین پادشاہ کی سپاہ کے آنے کا غل مچا۔ مرزا رستم نے شریف خان اتکہ حاکم غزنین کے سامنے دوستی کی داستان پڑھی اور اس دستاویز سے پادشاہ کی خدمت مین نیازنامہ بھیجا اور آستان بوسی کا قصد کیا۔ پادشاہ نے دلدہی کا فرمان میرک جلائر اور مہتر ابراہیم کے ہاتھ بھیجا۔ سرراہ کے اقطاع دارون کے نام حکم بھیجا کہ مرزا کی

قندھار کی فتح کا خیال نہ رہیگا اس باوری کی دلخواہ صورت ہو گی اسلیے ایک سپاہ جرار اور افسران تجربہ کار قندھار کی فتح کے لئے روانہ کیے۔ خانخانان کو اسکا سپہ سالار بنایا۔ اور خواجہ محمد مقیم کو سپاہ کا بخشی مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ یہ لشکر بلوچستان کی طرف سے جائے اگر بلوچ فرمان پذیر ہوں تو انکو اپنے ساتھ سپہ آرا لیجائے ورنہ اُن کو مناسب سزا دیے اور داد گرون کو ملک سپرد کرے۔ مگر پھر بادشاہ نے خانخانان کو حکم دیدیا کہ وہ ملک سندھ کو فتح کرے اور اسکی جگہ سلطان دانیال کو مقرر کرکے قندھار کی طرف روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر مرزا اطاعت قبول کریں تو انکو خسروانی نوازش کا امیدوار کرے ورنہ اس ملک کو لے کر کسی کارشناس دادگر کو دیدے ۲۷ تیر سنہ ۳۹ کو مرزا دانیال دریاے راوی سے پار اترا۔ چوتھے روز بادشاہ بھی جو کشمیر کو جاتا تھا اسسے ملا۔ ۲۷ کو مشرق سے مغرب کی طرف تین سو شہاب ثاقب ٹوٹے جسکو نجومیوں نے سفر کے لئے منحوس بتایا اسلئے شاہ اور شاہزادہ واپس چلے آئے۔

اُس وقت سے کہ بادشاہ کے حکم کے موافق شاہ محمد خان قلاتی فرمان فرماے ایران شاہ طہماسپ کے گماشتوں کو قندھار سپرد کرکے ہندوستان مین آیا تھا تو بادشاہ ایران نے اپنے برادرزادہ سلطان حسین مرزا پور بہرام مرزا کو قندھار دیا تھا۔ وہ ہمیشہ نیایش نامے اور تحفے تحائف بادشاہ پاس بھیجا کرتا تھا اور اپنے تئین بندگان شاہی مین سے گنتا تھا۔ اس سبب باوجودیکہ شاہ طہماسپ مرگیا تھا۔ شہنشاہ اکبر کو قندھار کے لینے کا خیال کچھ نہ تھا مگر سنہ ۱۲ جلوس مین سلطان حسین شراب خوری کے سبب مرگیا اسکے چار بیٹے مظفر حسین مرزا۔ رستم مرزا۔ ابو سعید مرزا۔ سنجر مرزا تھے مردمی اور زمانہ شناسی کے سبب یہ آباد ملک انکو دیدیا۔ شاہ اسمٰعیل نے جو شاہ طہماسپ کا جانشین ہوا اپنے بھائی بندون کی خونریزی پر کمر باندھی۔ چند آدمی ان مرزاؤن کے مارنے کے لئے بھی مقرر کیے۔ ان فرستادون کی آزمندی اور خواہشگری کے سبب انکی زندگی بچ گئی۔ شاہ ایران کو جب یہ علم ہوا تو اسنے شاہ قلی سلطان ذوالقدر کو قندھار مین ..

سنہ ۱۰۰۳ھ۔ بادشاہ کا قندھار مرزا مظفر حسین

ان کی یاوری مین مترددتھا کہ اس گروہ مین سے بعض نے قندھار کے قریب معجائی قلعہ بھری کو مرزا عوض نے بزور لے لیا۔ شاہ بیگ نے اُسکو سمجھایا۔ مگر جب وہ نہ سمجھی تو وہ لڑنے کھڑا ہوا۔ مرزا نے تیزی کو استوار کیا اور لڑا اور تھوڑے عرصہ مین گرفتار ہو گیا اور قلعہ فتح ہوا۔ شاہ بیگ نے ہلمند سے گذر کر زمین داور پر تاخت کی غنیم جلد قلعہ تنور مین داخل ہوا اور تعاقب کے سبب وہ ہرات کی طرف بھاگا لشکر شاہی وہان سے پھر کر زمین داور مین آیا۔ گرم سیر بھی بے آویزش کے ہاتھ آگیا۔ تورانی سپاہ کی آنکھین کھلین قل بابا سپہ آرائے خراسان کو اسکے پاس اندیشہ ہوا دوربینی کرکے پادشاہ کی سپاہ کے ساتھ دوستانہ پیش آیا۔

مظفر حسین قندھار سے چلکر ۵ شہر لوربہنہ اکو پادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا سو اسپ عربی اور اسباب نذر مین دیا۔ ان مین ایک مہرہ عجیب تھا کہ وہ سانپ کاٹے آدمی کا زہر چوس کر اچھا کردیتا تھا۔ پادشاہ نے پنج ہزاری منصب اور قندھار سے بڑی اقطاع سنبل اوسکو عنایت کی اور بہت نقد و جنس دیا۔ اسکے چار بیٹے بہرام مرزا۔ حیدر مرزا۔ القاس مرزا۔ طہماسپ مرزا تھے انکا اور انکے ہمراہیو نکا دلی مقصد برآیا۔

قندھار کے قریب ایک استوار قلعہ سیوی ہے پہلے زمانہ مین مرزبان بھکر پاس تھا بہت دنون سے بنی افغان اسپر غالب تھے سید بہار الدین بخاری تیول دار اچھہ اور بختیار بیگ اقطاع دار سیوستان اور میر ابوالقاسم نمکی جاگیر دار بھکر اور میر معصوم اور سپاہ ملتان پاس فرمان شاہی گیا کہ اول وہان جا کر اندر لڑائی سے قلعہ کو فتح کرین اور اگر وہ نہ سنین تو سزا سے مالش کرین۔

۳۳ رے کوشکر اس ارادہ سے پہان آیا کنجابہ کے زمینداروں اور اس طرف کے اور سرداروں نے جیسے کہ داؤد خان و دریا خان تھے اطاعت کی سوم غنیم کو قلعہ کے نزدیک پہنچے پانچہزار آدمی لڑنے کو آگئے ۔ کچھ لڑکر ہاری ہو کے

سیوی کا فتح ہونا ۱۰۰۳ھ

[illegible]

بزرگداشت مین اہتمام کرین۔ غرض نہایت آؤبھگت کے ساتھ وہ ۱۲ مہر کو جو مہرجان کا جشن تھا۔ پادشاہ کی خدمت مین آیا پادشاہ نے اسکو منصب پنج ہزاری عنایت کیا۔ ملتان اور بہت سے پرگنے اور بلوچستان جو قندھار سے کہین زیادہ تھے عنایت کیے۔ نقارہ اور علم عنایت ہوا۔

جب زمانہ مین مشہور ہو گیا کہ پادشاہی لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے آتا ہی رستم مرزا تیز دستی کر کے پادشاہ کا آستان بوس ہوا تو مظفر حسین مرزا نے اپنی ماں اور بڑے بیٹے بہرام مرزا کو بھیجکر پادشاہ سے پناہ مانگی یہ دونون باریاب ہوے اور انکی آرزو قبول ہوئی قرا بیگ کو جو اس خاندان سے قدیمی پیوند رکھتا تھا اور مرزا بیگ کو بھیجا کہ مرزا کو نوید بخشایش پہنچا کر درگاہ مین لائین اور اس ملک کی دیدبانی شاہ بیگ کے حوالہ کرین۔

جب قرا بیگ اور مرزا بیگ قندھار کے قریب آئے تو مرزا مظفر حسین نے انکا استقبال کیا اور منشور والا سے خوش ہوا اور درگاہ والا کا قصد کیا۔ شاہ بیگ کو قلعہ کشادہ پیشانی سے حوالہ کیا اور سکہ پادشاہی جاری کیا خطبہ مین نام پڑھوایا شاہ بیگ خان نے مرزا کی طرح طرح کی یاوری کی اور زر و زاد اور دو ہزار قزلباش ہمراہ کر کے روانہ کیا بے آویزش کے یہ آباد ملک پادشاہ کے ہاتھ مین آیا اور ایک بزرگ نژاد بربادی سے بچا۔ اوزبک بھی اس ملک کی فتح سے کچھ عنان کش ہوئے۔ کسان کسی قدر آسودہ ہوے۔ الوس ہزارہ اور افغان اور سرکش زمینداروں کی مالش مناسب ہوئی۔

داور اور گرمسیر دو نو آباد مقام قندھار سے تعلق رکھتے ہین۔ جب سپاہ شاہی کے آنے کی شہرت ہوئی تو اس سرزمین کے بڑے بڑے آدمیوں نے جمع ہوکر تیرہ دستی کرنی شروع کی۔ اوزبک ناکام چلے گئے۔ ان دنون مین سلطان محمد اوغلان نے وتنگ بردی و مراد خان اور بعض نامدکین توزی پر آمادہ ہوئے اور حصار کا محاصرہ کی جب شاہ بیگ خان آیا تو زمیندار دادخواہ آئے۔ پادشاہ کے حکم بغیر

مظفر حسین مرزا کی معذرت سنہ ۱۰۰۱ء اور شاہ بیگ کا قبضہ قندھار پر اور داور اور ملک گرمسیر کی فتح سنہ ۱۰۰۵

معاملات و مہمات دکن

سنہ ۹۸۱ھ مین راجہ گکھلی نے اپنا ایلچی بھیجا۔ یہ راجہ اقصائے ہندوستان مین ولایت ملیبار کے قریب زمیندار تھا۔ اس نواح مین کوئی زمیندار اسکی برابر مملکت و دولت مین نہ تھا وہ جوگیون کا معتقد تھا۔ سال بھر مین ایک دفعہ جوگی بن کر جوگیون کا احترام کرتا تھا۔ وہ شہنشاہ اکبر کی صفات باطنی کا معتقد تھا وہ چاہتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت مین اس دیار کے نفائس بھیجکر اپنی عقیدت ظاہر کرے۔ مگر بادشاہ بہت دور تھا۔ راہ مین پہاڑ کو بہت سے سد راہ۔ بے امن و عافیت راہ۔ کسی کو یہ حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ ایسی پرخطر و دور دراز کی راہ کو طے کرکے پیشکش کو بادشاہ تک پہنچا سکے۔ اور راہ مین لوٹ مار سے بچ جاے مگر ان دنون مین اُسکے وزیرزادہ نے یہ ہمت کی کہ بغیر مال و اسباب کے بادشاہ کی خدمت مین تنہا آیا۔ راجہ نے کہا کہ بہترین متاع عالم مین اخلاص حقیقی ہے مگر اسکے ساتھ حقوق ظاہری کا ادا کرنا بھی ضرور ہے۔ اگر میرا اسباب مال و متاع بادشاہ کی نذر مین تو لیجاے تو اسکی نظر مین کچھ نہین جچے گا۔ اسلئے مین ایک کارد دیتا ہون اگرچہ وہ کچھ مالیت نہین رکھتی مگر اُس مین یہ خاصیت ہی کہ جس سوجھن پر ملی جاے وہ اُتر جاے۔ وزیرزادہ بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ کارد ہدیہ مین دی۔ بادشاہ کہا کرتا تھا کہ دو سو آدمیون کا ورم اس کے ملنے سے اچھا ہوگیا ہے۔ کارد بہت احتیاط سے رکھی جاتی تھی۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ اول یورش گجرات مین میر محسن رضوی مشہدی کو نظام الملک حاکم احمدنگر پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ محمد حسین مرزا اور اور سرکشون کو جو دکن مین جمع ہوگئے تھے پکڑ کر حوالہ کرے۔ اُس نے یہ تو نہین کیا مگر اپنے ملک مین انکو رہنے نہین دیا پیشکش لائق اپنے معتمدون کے ہاتھ بھیجکر دولت خواہی کا اظہار دیا۔ میر مذکور نے دکنیون کی ناشکیبائی کو یون بیان کیا کہ بادشاہی لشکر کی فتوحات سے انکی یہ حالت ہو رہی ہے کہ اپنے شہرون سے مال و اسباب کو پہاڑون کے اندر بھیجکر نگہبانی کرتے ہین مگر

راجہ گکھلی کا ایلچی آنا سنہ ۹۸۱ھ

میر محسن رضوی مشہدی کا بابت مرزایان سنہ ۹۸۱ھ

جب محاصرہ سخت ہوا تو انہوں نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین اس فتح سے قندھار اور کیچ اور
مکران قلمرو مین آگئے۔ اس جنگل مین پانی کی کمیابی سے لشکر شاہی سراسیمہ تھا کہ ایک خشک ندی
مین پانی آگیا جس سے وہ پر آب ہو گئی ـــ افوس کا کرید توں سے زیر دستوان کو ستاتے
اور قندھار کی راہ پر لوٹ مار مچاتے۔ آغاز دے مین شاہ بیگ خان انکی سزا کے لئے چلا۔
اسنے ان کے بڑے بڑے سنگر توڑے۔ سرکشون کے سر کاٹے ایک گروہ کو فرمان پذیر کیا
بلوچستان کی تنبیہ کی بھی ہدایت لشکر کو ہوئی تھی بلوچیون کا حال یہ تھا کہ وہ کبھی
بادشاہ کی نیکو خدمتی سے باز رہ کر نافرمانی اسلئے کرتے تھے کہ وہ بادشاہ کو اپنے سے
دور جانتے تھے اور اپنے مقامات کو نہایت مستحکم سمجھتے تھے۔ بادشاہ تباہ کاروں کے تباہ کرنے
کو نیک سگالون کے ساتھ نوازشین کرنا سمجھتا تھا۔ اس لئے اسنے پہلے بھی سنہ ۹۸۶ھ پنجاب کے بعض
امراء کے پاس فرمان بھیجا تھا کہ بلوچیون کے مقامات مین جائین اور انکو سزاوار سزا دین
جب بلوچیون نے بادشاہی لشکر کی تیاری کا آوازہ سنا تو انہین جو مغرور بیٹھے تھے وہ
بندگی اختیار کرنے کو تیار ہوئے اور رہنمائی اور دور اندیشی کے سبب سے اپنے عاقل کاردان
بادشاہ پاس بھیجکر زینہار کے خواستگار ہوئے۔ شہریار انکی اس نیازمندی کو خدمت
سمجھا اور فرمان بھیجا کہ لشکر واپس چلا آئے۔ بادشاہ کی نیت مین تو یہ تھا کہ اہل جہان
فرمان پذیر ہون کہ کثرت مین ظل وحدت نظر آئے۔ خلائق عامہ کی آسودگی اور آرامش کا
انتظام ہو۔ اسکا حال اور زر دست پیرہ دستون کا سا نہ تھا۔ کہ کسی کی لغزش کو نا
کا بہانہ بناکے خون ریزی اور مال اندوزی سے فراغت ہی نہ پائے۔
افوس کا کرا اپنی بدگوہری اور اپنے مقامات کی ناہمواری کے سبب سے زیر دستوان
کو ستا رہے تھے اور قندھار کے راستہ مین قزاقی کرتے تھے۔ شروع ماہ دی مین
شاہ بیگ انکو سزا دینے آیا۔ اُس سے خوب لڑائیان ہوئین اور شاہ بیگ نے انکے
بڑے بڑے سنگر توڑے۔ بہت سے انمین سے مارے گئے۔ کچھ آوارہ کچھ فرمان پذیر
ہوئے۔

جمال الدین حسین کو سپرد کیا وہ عجائب زمی سے نظام کا ہمزبان ہوا تھا پھر اسکو آصف خان کا خطاب ملا تھا۔ جوانی کی مستی مین آکر وہ خودسر ہوگیا۔ مرتضیٰ نظام ایسا خلوت نشین ہوا کہ خلق کو اُسکے مرجانے کا یقین ہوا۔ وہ بیدر گیا ہوا تھا۔ اس سبب سے ایک شورش برپا ہوئی۔ انہین دنون مین برہان الملک قلعہ دار کی یاوری سے قلعہ سے باہر نکلا۔ اور شورش برپا کی۔ پانچ چھ ہزار آس پاس کے اوباش جمع ہوگئے مگر اسکی عقل زندان مین اور بخت خواب مین تھا۔ ناگاہ اسکی خبر مرتضیٰ نظام الملک کو ہوئی تو وہ احمدنگر مین آیا خلق نے جانا کہ وہ زندہ ہے پھر برہان الملک کا ہنگامہ افسردہ ہوگیا اُس نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مدت سے مین خلوت نشین ہوگیا ہون اور آدمیون کے ملنے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے میرا بھائی طلبگار حکومت ہو اب سب مجھکو چھوڑکر اس سے جا ملو۔ ہمراہیون نے یہ گذارش کی کہ سزاوار یہ ہے کہ ان فرومایون کو شکست دے کر حضور یہ خیال کرین تو گنجایش ہے ورنہ لوگون کو حقیقت کار پر اطلاع نہین ہوگی۔ اور حضور کی زبونی اور ناتنومندی پر گمان ہوگا۔ اس گذارش سے وہ خوش ہوا اور اپنے دل سے جنگ پر مستعد ہوا۔ باوجودیکہ اُس پاس سپاہ کم تھی مگر ہمراہیون کی خیرسگالی و راستی سے لڑائی کی نوبت نہ آئی اور برہان الملک کے پاس سے گروہا گروہ آدمی الگ ہوکر اُس پاس آگئے اور برہان الملک حدود بیجاپور مین زمیندارون کے پاس پناہ مانگنے گیا اور وہان سے عادل خان حاکم بیجاپور پاس گیا یہان بھی اسکا فسون اور حیلہ سازی کارگر نہ ہوئی تو جوگی بن کر احمدنگر مین آیا اور چھپ کر آدمیون کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن سے عہد و پیمان باندھا۔ مگر بھانڈا پھوٹ گیا تو وہ مرزبان بنگالہ کے پاس گیا وہان سے ناکام ہوکر سندرہ بابہ مین قطب الدین سے ملا اور اسکے ذریعہ سے ۱۱ امرداد ۹۹۴ھ کو پادشاہ کا آستان بوس ہوا۔ پادشاہ ہمیشہ مصیبت کے مارون پر مہربانی کیا کرتا تھا اسکو اپنی عاطفت سے سربلند کیا وہ سال کے بعد ایک ور برہان الملک جمال الدین انجو نے سفارش کرکے پیش کیا۔

شہنشاہ توا ہم کو مہم پر تقدیم دیتا تھا اس نے دیار شرقی کی فتح کو مقدم جانا۔ اور دکن کی فتح کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

باقی خان کو نظام الملک دکنی کے پاس اسکی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا نظام الملک نے اپنے معتمدون مین سے وفا خان کو بھیجا۔ اُس نے احکام پادشاہی کو مانا۔ وہ ۵ خرداد ماہ الٰہی ۲۲ سنہ ۹۸۵ھ کو کورنش بجا لایا اور نفیس ہاتھی اور اس دیار کے نفائس پیشکش مین دیئے۔

اگرچہ عادل خان حاکم بیجاپور پادشاہ کا مطیع نہین تھا مگر اور حکام دکن کی طرح ہمیشہ اپنے آدمی کاروان اور پیشکش بھیجتا رہتا تھا کہ جس سے اپنا ذکر پادشاہ کی مجلس مین یاد دلاتا رہتا تھا ان دنون مین ایک سخندان اور شیوا بیان ایلچی پیشکش لیکر آیا تھا پادشاہ نے اسکو جانے کی اجازت دی اور حکیم علی کو اس کے ساتھ بیجاپور بھیجا کہ عادل خان کو نصیحت کردی کہ وہ اطاعت شاہی شائستہ طور پر کرے ورنہ لشکر شاہی زبردستی اسکو مطیع کریگا۔ عادل شاہ حکیم علی کو رخصت کرنے کو تھا کہ اسکا ساغر زندگی لبریز ہوا۔ اگرچہ مرزبانان دکن لوازم بندگی اور فرمان پذیری کو شائستہ طور پر نہین بجا لاتے تھے مگر کبھی عرائض اور پیشکش بھیجتے رہتے تھے جس سے ایک تعلق پادشاہ سے معلوم ہوتا تھا۔ قطب الملک والی گلکنڈہ نے ایک عرضداشت مع اس دیار کے تحائف کے بھیجی پادشاہ نے اس کو قبول کیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ والی احمدنگر کا چھوٹا بھائی برہان الملک تھا جب حسین نظام شاہ والی احمدنگر کی زندگی ختم ہوئی تو اسکا بڑا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا مگر حقیقت مین اسکی ماں حکمران ہوئی۔ یہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو باپ کی طرح جانتا تھا اور سب سے زیادہ بزرگ رکھتا تھا مگر زمانہ کی گردش ایسی آئی کہ شورش طلب انگیزون کے سبب سے انھون ماں اور بھائی دونو کو مقید کر دیا اور ہر ایک کو ایک قلعہ مین بھیجدیا۔ وہ فقیر ہو گیا یا دیوانہ کہ آدمیون کے ملنے سے بھاگتا تھا اور سلطنت کا سارا کام

اور دہ زبانی شروع ہوئی۔ سپاہ لایان بر بد گمان ہو کر سراسیمہ ہوا۔ کام کا ڈھنگ بگڑ
گیا۔ شہاب الدین احمد خان رنجیدہ ہو کر بے اجازت اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ سپاہ ازانے اُس
سے لڑنے پر آستینیں چڑھائیں نیک آدمیوں کی کوشش سے آویزش نہ ہوئی مگر آمیزش
بھی نہ ہوئی۔ احمقوں کی باتوں سے تولک خان پر جو امرار بابری میں سے تھا تہمت
رکھی گئی اور قید خانہ میں بھیجا گیا۔ امیر فتح اللہ شیرازی بہت تکلیف اٹھا کر خاندیس
ناکام آیا اور غمزدہ ہو کر گجرات میں خانخانان پاس چلا گیا۔ غرض بیجا توقفوں اور
پراگندہ غرضوں سے سپاہ چندی اور جگہوں میں کم ہوئی۔ غنیم جو اس کی ہیبت سے
لرز رہا تھا اسپر شیر دلیر ہوا۔ راجہ علیخان حاکم خاندیس و فرہاد خان و جمشید خان
و اژدر خان و میر تقی اور امرا برار و احمد نگر۔ لشکر فراہم کرکے لڑنے کے قصد سے آئے
تو امرا شاہی جاگے اور برابر گوئی کی مجلس جمع کی۔ مگر جس مجلس میں دوست کو دشمن سے
اور مدار کو مداہنہ سے نہ جدا کر سکیں اُس سے کسی طرح کوئی کام سر انجام نہیں پا سکتا ہے۔
اور کوئی ارادہ پورا نہیں ہو سکتا ہے آپس کی نا اتفاقی سے لڑنے کی قوت نہ تھی اور
سب کی ہمت کار زار سے قاصر تھی۔ غنیم کی برابر سے کنارہ کش ہو کر برار کی طرف چلے
یہ ملک دکن میں مالوہ سے ملا ہوا ہے۔ ہر تال کو ایک گوشہ میں بھیجکر جلد جلد چلنے لگے
اس راہ میں زمیندار رعیتا راؤ کو جو رہتا تھا دوروئی کے وہم سے مار ڈالا۔ ایلچپور
نواحی کھرلہ میں سپاہ کے ایک گروہ کو ایلغار کرکے بھیجا مگر کچھ کام نہ نکلا اور بہت
گزند جانوروں کو پہنچا۔ بہت تگا دو کرکے برار کو خالی پایا تو اسکو لوٹا روز بروز
اس سرزمین کے دار الملک ایلچپور کو غارت کیا۔ ایک جماعت کا یہ ارادہ تھا کہ
احمد نگر تک باگ نہ موڑی جاے۔ دوسری جماعت کہتی تھی کہ اس آباد ملک کی حفاظت
کرنی چاہیئے اور بتدریج آگے بڑھنا چاہیئے۔ دونو باتوں میں سے ایک بات نہ ہوئی
لشکر بہت سی غنیمت لے کر گجرات کی طرف چلا۔ اس میں یہ سوچا گیا کہ اگر غنیم آجائے
اور کام میں دشواری پیدا ہو تو گجرات کی سپاہ یاوری کرے۔ اور اندوختہ

اور وہ پادشاہ کے الطاف سے بلند پایہ ہوا۔ ایک دن دونوں کو روبرو بلا کر تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حکیم الملک کا بیٹا ہے میرزا عزیز کوکہ کی ماں نے اسے پرورش کر کے بیٹا بنایا تھا۔ وہ خوف میں آ کر بے محابا بھاگا۔ اسکو پادشاہ کے آدمیوں نے گرفتار کر کے زندان میں بھیجا

پادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ دکن کے مرزبانوں کی پیرایش اور زیردستوں کی آرایش کرے اسلئے اسنے خان اعظم کو گڈھا اور رایسین اور اسکے حواشی اقطاع میں دیکر دکن کو روانہ کیا اور یہ نصیحت کی کہ جو رئیس رعیت پر ظلم کرتے ہیں اونکی سیاست عمدہ روش سے کیجائے اور رعیت کی تسلی و غمخواری سعادت منش خیر سگالون کے حوالہ کی جاے۔ اور اپنی پیشگاہ سے عبد المطلب خان و راجہ اسکرن و شیرویہ خان و میر جمال الدین حسین انجو و برہان الملک و کنی و عبد الرحمن و نوید بیگ و حاجی عبد اللہ کاشغری و سلیمان قلی ترک و علی مراد و شیر محمد و علی قلی او بعض جوانمردون کو رخصت کیا اور ہر ایک کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے تیول مین جا کر یورش دکن کا سرانجام کرنا پیش نہاد خاطر رکھین شہاب الدین احمد خان و شریف خان و تولک خان و راے درگا و سانجی خان و حکیم عین الملک و بازبہادر و شیخ عبد اللہ و دھگر و جگمن و کشن داس و امرا ر مالوہ کو حکم ہوا کہ لشکر دکن کے ہمراہ جائین اور صوبہ اجمیر مین آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ اس ناحیہ سے کچھ سردارون کو بھیجے۔

خواجگی فتح اللہ کو بخشی اور مختار بیگ کو دیوان لشکر مقرر کیا۔ راجہ علی خان مرزبان خاندیس کے پاس میر فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ کا خطاب دیکر روانہ کیا کہ وہ اسکو رہنمونی کرے اور بعض اور کارشناس صلح پسند ہمراہ کیے کہ اگر مناسب ہو تو وہ اور حکام دکن کی نصیحت گری کے لئے بھیجے جائین۔

خان اعظم مرزا کوکہ اپنے لشکر کو ہنڈیہ مین لے گیا اور یورش کا سامان کرنے لگا۔ ایک گروہ کو بھیجکر سانولی گڈھ (ساوری) کو ناھر راؤ سے چھین لیا وہ امان مانگ کر مل گیا۔ پادشاہ نے اسکو مالوہ مین عمدہ تیول دیدی اور زمیندار بھی آن ملے۔ خوب ہنگامہ گرم ہو گیا۔ جب سب امرا کہ نامزد ہوئی تھے فراہم ہو گئے تو ان مین دو دلی

پادشاہ کا دکن مین سپاہ بھیجنا سنہ ۹۹۳ھ

[illegible]

برہان الملک کا فتح دکن کے لئے پادشاہ کا بھیجنا ۹۹۶ھ

خوشی ہوئی اور اسنے پیشکش بھیجی۔ مرزا کوکہ نے حوالی منڈو مین حمیر جیبٹ رہی کو سزا دی
وہ مالوہ کے زمینداروں مین سے تھا جسوقت کہ لشکر برار کو گیا تو ملک کو خالی دیکھکر
منڈو کے بعض مقامات کو لوٹ لیا اور جلا دیا۔

پادشاہ نے اواخر ۹۹۶ھ کو برہان الملک کو لشکر ہمراہ سے بلا کر دکن کی فتح
کو روانہ کیا اسکا بڑا بھائی مرتضیٰ نظام الملک جبتک احمدنگر مین فرمان روا رہا رعیت
و لشکر کچھہ سکھہ چین سے رہتی تھی گو وہ سودائی اور خلوت گزین تھا مگر انصاف اسکے
عہد مین ہوتا تھا اسلئے پادشاہ نے برہان الملک کو جو اسکی پناہ مین آیا لشکر
دیکر نہین بھیجا تھا۔ مگر جب مرتضیٰ مرگیا اور دکن مین شورش برپا ہوئی تو پادشاہ
نے برہان الملک کو لشکر کے ساتھہ روانہ کیا۔ اسکی سرگذشت یہہ ہے کہ شاہ قلی گرجی کو
فرمان روائے ایران شاہ طہماسپ نے تحفہ دیکر بھیجا تھا۔ اسنے دکن مین بڑا اعتبار
پیدا کیا اور صلابت خان کے خطاب سے سربلند ہوا۔ بارہ سال مین مرتضیٰ سودائی
کے عہد مین وہ مہمات ملکی و مالی مین بااختیار رہا۔ مگر اس سبب سے کہ مرزبان مین عقل
نہ تھی اور کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا تھا اپنے پاگل پنے سے حکم دیدیا کہ صلابت خان
کو فلان قلعہ مین بند کردو اس شائستہ خدمت نے خود اپنے تئین پابزنجیر کرکے
اس قلعہ مین پہنچا دیا۔ ہرچند سرداروں نے سمجھایا کہ اس احمق کے کہنے سے زندان مین نہین
جانا چاہیے مگر سود مند نہ ہوا۔ اسنے کہا کہ اپنے خداوند کے فرمانے سے باہر نہین جانا
چاہیے۔ اسکے بعد ایک ناپارسا عورت نے اسکے سودائی مزاج مین دخل پایا اور
اسکا بھائی اسمٰعیل ملکی شغلون مین مصروف ہوا اور اسکی یاوری سے مرزا خان سبزواری
نے اعتبار پایا۔ اس فرومایہ نے مرتضیٰ کے بیٹے میران حسین کو جو قلعہ دولت آباد مین
قید تھا لاکر فرمان روا بنایا اور اس سودائی کو مار ڈالا۔ تھوڑے عرصہ مین نفاق
پیدا ہوا اور آپس مین کینہ توزی شروع ہوئی یہانتک کہ مرزا خان نے قابو پاکر
میران حسین کو زندانی بنایا اور برہان الملک کے بیٹے اسمٰعیل کو نظام الملک بنایا

ہاتھ سے نہ جائین۔ مخالف اس مراجعت سے حیرت مین ہوا اور چارہ کار کے درپے
ہوا۔ توپخانہ اور لشکر کو چھوڑ کر وہ پیچھے سے آیا اور جھنڈیہ کو لوٹ لیا اور اس مین
آگ لگا دی لشکر شاہی مین سخت گرلوون مین سفر کرنے کی طاقت نہ تھی بہت
سے ایسے نہین پہنچ سکتے تھے بازگشت مین لشکر شاہی کو فتح کی صورت دکھائی
دی۔ قراول دور دور پھرتے تھے۔ قصبہ جاپاپور کے نزدیک زمینداروں سے لشکر کی
کچھ لڑائی ہوئی۔ بہت مال ہاتھ لگا۔ مگر حاجی عبداللہ سلطان کاشغری ہلاک ہوا
خاندیس کے نزدیک محمد قلی اوزبک غنیم سے جدا ہوکر شاہی لشکر سے آن ملا۔ مخالف کی کمی
اور کمزوری بیان کرکے اس نے کہا کہ باگ پھیر کر دشمن سے لڑائی کی جاے تو فتح ہو
مجھے پابند رکھ کر ہمراہ لے چلو اگر میرا کہنا سچ نہ ہو تو گردن اڑا دو مجلس مشورہ ہوئی
تجربہ کاروں کی کوشش سے پیکار قرار پائی۔ ایک دن آمادگی مین گذرا سپہ آرا کے
ڈرپوک پنے سے صبح کو کوچ کا نقارہ بجا اور بغیر ایک دوسرے کے آگاہ کرنے کے گرم رفتار
ہوگئے۔ رات کو پرتال اور چوپایے چلتے۔ دن کو امراء کوچ کرتے اس طرح چلنے سے
غنیم کا دل بڑھتا تھا اور انکے پیچھے دلیرانہ چلا آتا تھا۔ دو دفعہ ہراول اور چنداول
مین کچھ لڑائی ہوئی۔ مخالف کو شکست ہوئی۔ اگرچہ کارزار مین کچھ قابو نہ چلا اور دکن جو
ہاتھ آیا تھا وہ بھی گیا مگر غنیمت بہت ہاتھ لگی ۲۲ فروردین سنہ ۹۹۴ کو لشکر نے
ندربار مین آن کر آرام کیا۔ اس سے پہلے چند دکنیوں نے دنگہ فساد کیا تھا قلیچ خان
کے گماشتون نے رعیت کی تیمارداری سے پہلوتہی کی تھی مگر لشکر آجانے نے شورش
کی جڑ کاٹ دی۔ خاندیس کی انتہا سے مخالف نکلا۔ خان اعظم جریدہ گجرات
خانخانان کے پاس اس خیال سے چلا گیا کہ اس ملک کی سپاہ سے یاوری مانگے خانخانان
نے اسکی تعظیم کی اور تھوڑے عرصہ مین عمدہ لشکر اسکی ہمراہی کے لئے تیار کردیا۔ مگر
بدگوہروں کی یاوہ گوئی سے اب کچھ اور قصد ہوا۔ میر ابوتراب کو دکنیوں کے
پاس آشتی کے لیئے بھیجا اور ہر ایک اپنی جاگیر کو چلا گیا۔ غنیم کو اس سرگذشت سے

ہوا تو راجہ علیخان مرزبان خاندیس پاس برہان الملک گیا۔ پادشاہ کے حکم کے سبب
راجہ علیخان برہان الملک کی یاوری مین سرگرم ہوا۔ عادل خان مرزبان
بیجاپور سے یہ امر قرار پایا کہ جب وہ احمد نگر کی طرف جائے تو اس طرف وہ لشکر
لائے۔ جمال خان سرکردہ احمد نگر نے ان دونو سپاہیون کے فراہم ہونے کے
خوف سے یہ چالاکی کی کہ پہلے اس سے کہ برہان الملک نزدیک ہوا سمٰعیل کو لے کر
بیجاپوریون سے لڑنے گیا اور تھوڑی لڑائی مین غالب ہوگیا۔ جب برار مین برہان الملک
آیا تو امجد الملک و عظمتہ الملک و سیف الملک و شجاعت خان و جہانگیر خان و حیدر خان و
عزیز الملک اور اور سردار اس سے آکر ملگئے۔ ایسے جنگ کے اس ملک برار سے
اسکی خاطر جمع ہوگئی۔ جس روز جمال خان کو اسکی اطلاع ہوئی وہ سبک رو ہوا
اور سرشتہ تدبیر کو چھوڑکر شائستہ آمادگی کے بغیر گریوہ مرداپور کے
نزدیک عرصہ نبرد آراستہ ہوا۔ دُوربینی کے سبب برہان الملک کو راجہ علی خان
امراء برار سے دور رکھتا تھا اور خود کارزار مین آتا تھا اور ہنگامہ جنگ گرم کرتا
تھا اس زد و خورد مین جمال خان کے بندوق لگی او جان گئی لشکر دکن پراگندہ ہوا
اور برہان الملک کو فتح ہوئی۔ تھوڑے عرصہ مین اسمٰعیل گرفتار ہوا اور قیدخانہ مین
ڈالا گیا۔ مرزبان خاندیس تھوڑے آدمی ساتھ لے کر خود چلا آیا اور برہان الملک
تھوڑے عرصہ مین احمد نگر پر دوڑ کر گیا اور ساری ملک پر غالب آیا۔
احمد نگر پر جب برہان الملک کا تسلط ہوا تو اسے چاہیئے تھا کہ وہ پادشاہ کی
سپاس گذاری ایسی کرتا کہ اس سرزمین کے اور مرزبانون کا سرمایہ فرمانپذیری
ہوتا مگر اسکو کامروائی کا نشہ ایسا چڑھا کہ وہ پادشاہ کی طرح طرح کی نوازشون
کو بھول گیا اور رعایا کو آزار دینے لگا اور اوروں کے نقصان مین اپنا فائدہ
جاننے لگا۔ پادشاہ نے اپنی بخشایش سنجی سے یہ سوچا کہ برہان الملک کو
راجہ علی خان نے مسند حکومت پر بٹھایا ہے اس لئے اول اسکے پاس اور کو ئی

جمال خان دکنی نے بہت سے آدمیون کو جمع کرکے قلعہ احمد نگر کا محاصرہ کیا مرزا خان
نے اُس ندائی کا سر کاٹ کر قلعہ کے باہر پھینک دیا وہ سمجھا یہ تھا کہ میران حسین کو سرکو
دیکھکر اسکے ہوا خواہ پست و سُست ہو جائینگے مگر وہ اور گرم اور چست ہو گئے۔
اُنہون نے قلعہ کو توڑا مخالف پوشیدہ بھاگ گئے مگر سب گرفتار ہو کر مارے گئے
بس اسمٰعیل کو ناگزیر نظام الملکی بننا پڑا اُس نے کینہ توزی سے تورانیون اور ایرانیونکو
مارا اور تین ہزار بے گناہون کا خون اپنی گردن پر لیا۔ اب بادشاہ کہ کشمیر کی
سیر کو گیا تھا اور برہان الملک کو اٹھنے کابل اور سندھ کے دیان افغانون سے
لڑنے بھیجا تھا وہان سے بلایا اوسکو نصیحتین کرکے دکن کو روانہ کیا۔ صوبہ دارئ مالوہ
خان اعظم کو اور راجہ علیخان مرزبان خاندیس کو اور امرا کو حکم ہوا کہ عمدہ لشکر
کا سامان کرکے اسکے ساتھ کرین اور ایسی ہمت کرین کہ اس ملک پر جلد غلبہ ہو جائے
جب فرمان شاہی خان اعظم مرزا کوکہ کو پہنچا تو اُس نے چاہا کہ ایک منتخب لشکر
اسکے ہمراہ کرے مگر برہان الملک نے کہا کہ سپاہ کا بہت ہونا آسان کام کو
دشوار کر دیگا اور دکنی جلد گرویدہ نہین ہونگے بلکہ متوحش ہونگے انکو صلح سے مطیع
کرنا چاہتا ہون اسلئے خان اعظم نے چغتائی خان وچندہ خانکو دو ہزار سوار
اور تین سو بندوقچیون کو اسکے ہمراہ کیا۔ برہان الملک کالی بھیت کی راہ سے
برار مین آیا۔ ایلچپور کو داہنی طرف چھوڑکر دانا پور کو دوڑا۔ جہانگیر خان تھانہ دار
اور بعض اور زمیندار لا بہ گری سے پیش آئے مگر اسکے تنگ حوصلہ ہمراہیون نے
انہین قبول نہین کیا انسے لڑنے کھڑے ہوئے۔ چغتائی خان کو بندوق سے مارا
اور چندہ خان زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ برہان الملک ناکام مالوہ مین آیا۔ اپنی
تباہ سگالی کا عوض پایا۔
اول دفعہ برہان الملک دکن سے ناکام پھر کر اپنی اقطاع مین مالوہ کے اندر
بسر کرنے لگا۔ ان دنون مین خان اعظم تو گجرات گیا اور شہاب خان کا انتقال

برہان الملک اور اسکے جانشینون کی سرگذشت

۲۸ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۲ھ کو دکن سے ملک الشعرا شیخ فیضی ایک سال آٹھ مہینے چودہ روز کے بعد بادشاہ کی آستان بوسی سے مشرف ہوا اور عرض کیا۔ برہان الملک نے بادشاہ کی نصائح کو نہین مانا اور وہ اپنی خود کامی سے بدمست ہو رہا ہے۔ کچھ ایسی ویسی پیشکش بھی اُسنے بھیجی۔ راجہ علیخان نے حضور کی قانون کو کچھ مان لیا ہے اور اپنی بیٹی کو سلطان سلیم سے بیاہنے کو بھیجا ہے۔ برہان الملک نے عادل شاہ حاکم بیجاپور کے غلام دلاور خان حبشی کو پناہ دیکر (ایک جھگڑا ہول لیا) جسکے سبب دونو مین خوب لڑائی ہوئی اور برہان الملک کو شکست ہوئی۔ اُسنے بندر اگاشی کو عیسائیون سے لینا چاہا۔ فرہادخان و اسدخان رومی کو بہت آدمیون کے ساتھ وہان بھیجا۔ بے شرمی سے فرہادخان کی ہم خوابہ کو دامن آلود کیا وہ شرم کے مارے عیسائیون سے مل گیا۔ بہت سے دکنی مارے گئے۔ اسدخان دستگیر ہوا۔ برہان الملک نے باہ افزائی اور طبیعت پروری کے لئے دوائین کھائین اور ناتجربہ کارون کے کہنے سے اپنے تیئن بیمار بنا یا یہان تک کہ زندگی سے ناامید ہوا۔ اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو زندان سے نکال کر . . . . . ولی عہد کیا۔ اخلاص خان جو اسمعیل کی سلطنت چاہتا تھا دلگیر ہوا اور اُسنے مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کردیا کہ برہان شاہ فوت ہوا۔ اس سبب سے چارون طرف غدر مچ گیا مگر بادشاہ پالکی مین پڑکر احمدنگر سے ۳ کوس پر باہر آیا اور اس غدر کو مٹایا اور ابراہیم کو چتر اور آفتاب گیر و ساختہ سلطنت سپرد کیا اور اخلاص خان سے لڑکر فتح پائی۔ مگر قلعہ مین دوسرے روز اس پہ ضعف طاری ہوا۔ ۱۸ شعبان سنہ ۱۰۰۳ کو طائر روح نے اسکے پرواز کی اور ابراہیم نظام شاہ باپ کے تخت و تاج کا مالک ہوا۔ کم بینی کے سبب سے اُسنے بھائی کی آنکھون کو بے فروغ کیا۔ مگر وہ عادل شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ چار مہینے دورۂ سلطنت کر گیا۔

منجھو ایک برہان شاہ نے احمدنگر مین آکر ایک بارہ برس کے لڑکے احمد کو خاندان نظام شاہ مین سے گمان کرکے دولت آباد سے بلا لیا اور اسکے سر پر تاج رکھا اور شہزادہ بہادر ولد ابراہیم نظام شاہ شیرخوارہ کو جنیر مین قلعہ چوند مین قید کیا اور خزانہ قلعہ

دوام کے لئے دعا کی جاے۔ اس نے یہ دعا نہایت صدق دلی سے مانگی اور دربار برخاست
ہوا پھر وہ ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور فرش کے کنارہ پر تخت کے سامنے آیا۔ وہان بادشاہ
کھوڑے کھڑے تھے۔ انکی پاؤن پر بوسہ دیا اور انکو اپنے کندھے پر رکھا اور انکو سلام
کیا وہ نہایت خوش اور رضامند ہوا۔ جب وہ اندر آیا تھا تو اسنے کہا تھا کہ اگر حکم ہو تو
تین ہزار سجدے بادشاہ کو کرون۔ مین اپنی جان اسپر سے قربان کرتا ہون مینے کہا تھا
کہ آپ کی محبت کا یہی اقتضا ہونا چاہیے مگر بادشاہ خود اس قسم کی تعظیم کو اپنے دربار کے
ملازمون کو منع کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس قسم کی تعظیم صرف خدا ہی کی ذات کے لئے
مخصوص ہے۔ راجہ علیخان کے ساتھ عہد و پیمان کی ترقی ہوئی۔
مشرقی ملکون مین سفارت کا کام مدتون مین ختم ہوتے ہین۔ فیضی ۲۴ شہریور سنہ ۹۹ کو گیا۔
۲۴ اردی بہشت سنہ ۱۰۰۱ کو آیا۔ اتنے عرصہ مین سفارت کا کام ہوا۔

شہنشاہ اکبر اپنے ہمسایہ کے مرزبانون کی حالت کو ہمیشہ نیک نیتی کے ساتھ بہت
غور سے سوچتا تھا اگر وہ انکو دیکھتا کہ رعیت کی غمخواری کرتے ہین تو انکو کبھی گزند نہ پہنچاتا اور
اگر انکو ایسا نہ پاتا تو اول نصیحت سے سمجھاتا اور بیم و امید کی داستان سناتا۔ جب اس پر
بھی نہین مانتے تو پھر انکے گناہ کی سزا دیتا اور انکی لابہ گری کو ہرگز نہین سنتا۔ جب دکن کے
سردارون نے ناہنجاری اختیار کی تو ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ اسنے پندگذاری کے لئے
اپنے کارآگاہ بھیجے اور سلطان مراد کو ملک مالوہ اقطاع مین اس خیال سے دیا کہ اگر مرزبانان
دکن پر نصیحت اثر نہ کرے تو وہ انکو سزا دینے کے لئے آمادہ ہو۔ ۱۸ مہر سنہ ۹۹ شہزادہ
مالوہ کی طرف روانہ ہوا مگر جب گجرات سے مرزا کوکہ حج کو چلا گیا تھا تو دہم اردی بہشت کو شاہزادہ
سلطان مراد کو مالوہ سے گجرات مین بدل دیا بعد مالوہ مین مرزا شاہرخ کو بھیجدیا۔ اس شہزادہ کا
اتالیق پہلے اسمعیل قلیخان مقرر ہوا تھا مگر اس نے یہ کام اچھی طرح نہین کیا۔ اسلئے ۱۴ مہر
سنہ ۱۰۰۱ کو صادق خان کو شہزادہ پاس اتالیقی کے لئے بھیجا کہ وہ اس طرف کے تمام مہمات
کو انصرام دے۔

[illegible]

مجھے یہ اندیشہ پیدا ہوا ہی کہ مجھ سو کوئی حرکت ناشایستہ سرزد ہوئی ہی کہ یہ امر ظہور مین آیا ہی
کسی سخن ساز نے ناسزا بات بنائی ہو مگر بادشاہ نے اوسکا یہ اندیشہ پہلے ہی دور کر دیا تھا
جس سو کچھ اس کی سراسیمگی دور ہوئی۔ جب لشکر شاہی کی دکن کے فتح کرنے کو لئیے جنبش ہوئی
تو اور زیادہ اُسکو از سر نو نصیحت ہوئی اسکے فرستادون کو بادشاہ نے طلب کیا اور سوگند سے ساتھ
عہد و پیمان ہوئے جس سو اسکا خوف دل سے مٹا۔ جب شاہزادہ سلطان مراد گجرات سے دکن کی
طرف روانہ ہوا اور شاہرخ مرزا و خانخانان و شہباز خان اور امراء مالوہ کو روانہ
ہوئے۔ تو راجہ علیخان نے پیش بینی سے خدمت گذاری اختیار کی۔ ۲۷ آبان کو برہانپور سے
تین کوس پر شاہرخ مرزا اور امراء شاہی سے ملا وہ اپنے بڑے تپاک سو پیش آئے
اسکے آباد ملک پر ندربار کا ملک اور اضافہ کیا۔

جب بادشاہ کا حکم دکن کی فتح کرنے کا ہوا تو شاہزادہ مراد یورش کے لئے آمادہ
ہوا۔ خانخانان کو فوج نہ جمع ہونے کی سبب سے دیر لگی۔ پہلے اس سے کہ دونو کے
لشکر ملین ان دونو مین دوروئی شروع ہوئی۔ شاہزادہ یہ چاہتا تھا کہ سپاہ کے تمام سردار اس سے
آکر ملین اور خانخانان یہ چاہتا تھا کہ مین مالوہ کی راہ سے دکن کے فتح کرنے کو جاؤن
جب دونو کی تدابیر مین یکرنگی ہوئی تو ۲۰ آبان ۱۰۰۳ھ کو شاہزادہ نے احمد آباد سے چل کر
بروچ مین سپاہ کے انتظار مین توقف کیا۔ ۲۲ خرداد کو روانہ ہوا۔ خانخانان سپاہ کے فراہم
ہونے کے بعد بھیلسہ مین جو اسکے اقطاع مین تھی ٹھیرا۔ بہم امداد کو اجین کی طرف روانہ
ہوا۔ شاہزادہ اسکی اس حرکت سے آشفتہ ہوا اور درشتی سے خشم آلود پیام بھیجا۔
خانخانان نے عرضداشت مین لکھا کہ مرزبان خاندیس اتحاد رکھتا ہے اسکی طرف سے خاطر جمع
رکھیئے اور گجرات مین کچھ دنون شکار سے دل بہلائے۔ شاہزادہ اس جواب سے بھی کچھ خفا
ہوا۔ غرض بہتون نے باتین لگا کر اسکو اور بھڑکایا۔ وہ گجرات کے لشکر کو لے کر احمد نگر
کی طرف چلا۔ خانخانان نے شاہرخ مرزا کو لشکر و توپخانہ و فیلخانہ دیا۔ اور راجہ علیخان
کو ساتھ لے کر بہت تیز چل کر احمد نگر سے تین کوس پر قلعہ چاند پر ۱۴ آذر کو شاہزادہ سے

تصرف کیا۔ تھوڑے دنون کے بعد معلوم ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہین ہی تو اسکو معزول کرکے قید کیا وہ اپنی عمر طبعی پر پہنچکر مرگیا اسکے بیٹے احمد شاہ کو میان منجھو نے پادشاہ بنایا۔ اسکے مخالفون نے احمد نگر کے بازار مین سے ایک طفل مجہول النسب کو پکڑکر پادشاہ بنایا اور دس بارہ ہزار سوار جمع کرکے میان منجھو کو قلعہ مین محصور کیا۔ اُنھون نے سلطان مراد کو جو گجرات مین شہنشاہ اکبر کا بیٹا سپہ سالار تھا عریضہ امداد کے لئے بھیجا مگر پھر آخر کو وہ اس طلبی سے پشیمان ہوا ان واقعات کا مفصل بیان تاریخ دکن مین کیا گیا یہان ان واقعات کا ذکر اتنا کردیا کہ جتنا کہ اکبر کی تاریخ سمجھنے کے لئے کافی تھا۔

جب برہان الملک پادشاہ کی اندرز گوئی کو افسانہ سرائی سمجھا تو ۲۵ تیر سنہ ۱۰۰۲ھ شاہزادہ دانیال کو برہان الملک کی سزا دینے کا کام سپرد ہوا۔ خانخانان و رای رائسنگھ اور بہت سے امرا کو اور خزانہ و توپخانہ و فیلخانہ کو اُنکے ہمراہ کیا۔ شاہرخ مرزا اور شہاب خان اور اقطاع داران مالوہ کو حکم دیا کہ وہ بر سر راہ شاہزادہ کے ہمراہ سپاہ کو کرین راجہ مان سنگھ کو بھی حکم ہوا کہ بنگالہ سے فارغ ہوکر دکن کو جاے۔

جب پادشاہ کو ۸ دے سنہ ۱۰۰۲ کو معلوم ہوا کہ ہنوز شاہزادہ دانیال سہرند (سرہند) مین ہی اور سپاہ کار طلبی مین قدم نہین اُٹھاتی ہے تو پادشاہ کو یہ بات اسکی ناپسند آئی۔ خانخانان کو گھوڑے کی ڈاک مین بلایا۔ اُس نے آخر پادشاہ سے عرض کیا کہ سپاہ کا دکن مین داخل ہونے کا ارادہ بعد برسات کے ختم ہونے کے ہے تاکہ پانی اور گھاس بہت ملے غلہ ارزان ہوگا۔ اس سبب جانے مین دیر ہو رہی ہے۔ مجلس ہزار مین یہ تجویز ہوئی کہ شاہزادہ دانیال آئے اور بعد برسات کے پادشاہ خود تشریف لیجاے۔ شاہزادہ دانیال پنجاب کا حاکم بنے۔ اور یہ خدمت شاہزادہ مراد کو پادشاہ نے حوالہ کی اس سبب تردد تھا کہ دانیال کو ناگوار نہ ہو اُس نے قلیچ خان کو بھیجا کہ وہ شاہزادہ کو واپس لے آئے۔ شاہزادہ پٹیالہ کے نزدیک پادشاہ کی خدمت مین آیا اس دن شہزادہ مراد کی عرضداشت آئی کہ مین ۲ آذر کو احمدآباد مین پہنچا مین نے سُنا ہے کہ شہزادہ دانیال اس خدمت پر نامزد ہوا ہے اس لئے

تعینات دانیال کا برہان الملک کی سزادہی کے واسطے دکن جانا سنہ ۱۰۰۲ھ

راجہ جیو ان کو ساتھ لے کر گیا۔ مگر کچھ کام نہ آسکا اور راجہ دونوں کا پتا ساتھ لے کر چلے گئے
پایہ شناسی کے سررشتہ کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے شمشیر کی شکار کے لیے شغال نہ بھیجنا
چاہیے۔ ۱۹ اشہر خواجہ و شیخ دولت و کامران بیگ دولت خان کو پٹن کی طرف بھیجا۔
انکی اخلاص خان سے خوب لڑائی ہوئی اور اسکو شکست دی اور بہت لوٹ ہاتھ آئی
مگر وہ ایسا نہ تھا کہ اسکی دور باش ستم کو روکتی اسنے پٹن کے باشندوں کو امان
نامے دیکر ایسا لوٹا کہ کچھ ان پاس نہ چھوڑا۔ اس بد عہدی کو دیکھ کر سب چھوٹے بڑے بھاگ
گئے۔ ۱۱ اسفندارمذ کو قلعہ کی دیوار تھوڑی سی توڑی۔ شاہزادہ کے مورچال نے سخت کاوش
کرکے قلعہ کی بنیاد خالی کی بارود بھر کر آگ لگادی تیس گز دیوار گر پڑی۔ تیز دست
اندر جانے کے لئے آمادہ تھے۔ مگر نور خان۔ صادق خان کی نقب بھی تیار تھی۔ اُس کے
اڑنے کا انتظار تھا۔ چتور کے واقعہ سے پہلو ڈرے ہوئے تھے۔ اس انتظار میں اتنا التوا
کیا کہ اہل قلعہ نے بھی اپنی شکستہ دیوار کو از سر نو بنا لیا۔ دوسرے روز کچھ بہادر اس دیوار پر
گئے مگر کچھ نقصان اُٹھایا۔ اتنے میں رات ہوگئی۔ قلعہ کی بیرونی سپاہ کی دوروئی
سے اہل قلعہ واقف تھے کچھ تھوڑے سے سراسیمہ ہوئے اور صلح کی درخواست کی کہ بہادر الملک
کا پوتا بہادر زندان سے نکالا جاوے اور اس خردسال کو نظام الملکی کا خطاب دیا جاوے
وہ پادشاہ کے ملازموں میں سے ایک سمجھا جاوے اور آباد ملک احمد آباد کا اسکی اقطاع
میں دیا جاوے اور اسکی سپاس گذاری میں ولایت برار لشکر شاہی کے حوالہ کی جائے
جواہر اور عمدہ ہاتھی بادشاہ کی پیشکش میں بھیجی جائیں۔ ایک گروہ نے کار شناسی کی سبیل اور
اپنے فتنہ دوستی کے سبب ان شرائط کو قبول کر لیا۔ اگرچہ بعض کار آگاہوں نے اہل قلعہ کی
بے ذوقی و سراسیمگی و دستان سرائی گذارش کی مگر کچھ سودمند نہ ہوئی ۱۴ اسفندارمذ کو
رشوت کے لینے سے اور افسانوں کے سننے سے صلح ہوگئی لڑائی موقوف ہوئی۔
اب اس صلح کی پیمان مروائی کا انتظار تھا پہلے اس سے کہ گفتار کردار میں آئے ۱۱
فروردین سنہ ۱۰۰۷ کو لشکر بیجاپور کی اور سرداران سپاہ شاہی کی شکست کی جھوٹی . .

لشکر سے ملا۔ شاہزادہ نے کم آزمودگی اور تھوڑی سی فوج سے کوشش کی اجازت نہ دی اور بہت دور
چلا گیا۔ بہت گفتگو کے بعد شاہزادہ کے پاس رسائی ہوئی اور بار ملا۔ جب لشکر پیچھے آیا اسپر شاہزادہ نے
نوازش نہین کی۔ خانخانان اور اسکے ساتھ بہت سے لوگ آزردہ خاطر ہوئے اور کام سے ہاتھ
کھینچ لیا۔ صادق خان کو شہباز خان سے پرانا کینہ چلا آتا تھا۔ وہ خوف کے مارے بہت کم دربار
مین جاتا تھا۔ ۷ رجب کو شہر سے آدھ کوس پر لشکر اُترا۔ بہت سی رعیت اور سپاہ دلاسا نامے
لے گئی۔ اُسی روز شہر مین خانخانان و شہباز خان گئے اور انکی ناپروائی سے سپاہیون نے شہر کو
لوٹا۔ سخت کوشش کر کے انکو لوٹ سے باز رکھا لیکن اہل شہر یہان بدنظمی کے دیکھنے سے آزردہ دل ہو
مرے۔ ۸ رجب کو سپاہ نے قلعہ کو محصور کر لیا۔ چاند بی بی ہمشیرہ برہان الملک نے قلعہ داری کی۔ احمد کو
سردار بنایا تو اخلاص خان حبشی کچھ دستاویز بنا کر احمد نگر مین لایا اور شکست پا کر پٹن کی طرف بھاگا
بعد فتح لشکر شاہی آن پہنچا تو کچھ خزانہ اور فیلخانہ کو ساتھ لیکر بیجاپور کی طرف گیا۔ قریب تھا کہ وہ
دستگیر ہو لیکن سردارون کی کم ہمتی سے وہ پنجہ سے نکل گیا۔ قلعہ آج ہی فتح ہو جاتا مگر سپاہ کے سردارون کی
کم ہمتی سے دونو کام نہ ہوئے۔ چاند بی بی کو اپنے گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے اُس نے آپ لڑنے
کا ارادہ کیا۔ ۹ رجب کو شاہ علی اور ابہنگ خان یا نہنگ خان نے بہت سی سپاہ لیکر خانخانان کے مورچال
پر شب خون مارا۔ بڑی لڑائی ہوئی۔ جوانمردون نے اپنے جوہر دکھائے۔ بہت سے دشمنون کو مارا۔ ابہنگ بھاگا
پھر وہ قلعہ مین چلا گیا۔ اگر تعاقب ہوتا تو وہ گرفتار ہوتا۔ یا اسکے ساتھ لشکر شاہی قلعہ کے اندر گھس جاتا
بادشاہی سپاہ کی دوروئی اور راہ بستگی اور کم آذوقی کے سبب سختی سے گذرتی تھی۔ دانشمندون نے
ہرچند سمجھایا کہ تین بڑے لشکر یہان جمع ہوئے ہین اور تین بڑے بڑے کام ہین۔ ایک قلعہ کی
فتح کا۔ دوسرا ملک کی تسخیر کا۔ اور تیسرا راہ کی پاسبانی کا۔ ایک ایک کام ہر ایک لشکر اپنے ذمے
لے لے۔ مگر انہون نے نہ مانا۔ ۱۳ رکو لشکر کے ایک گروہ اور چوپایون کو غنیم نے گزند پہنچائی اور
سید راجو کی اور اسکے کئی بھائیون کی جان گئی۔ ۱۷ رکو گجرات کا ایک کاروان احمد نگر کے قریب
آگیا تھا۔ سعادت خان نے اُسے لوٹ لیا۔ سید عالم اور کئی ایک ... بڑے آدمی مارے
گئے۔ شیخ معروف اور چند اور آدمی سلامت نکل گئے انکی سزا دینے کے لئے صادق خان

پھر دکن کو واپس کرے اور ہر ایک ہماری طرف سے اطاعت کرے۔

صادق خان کا فتح پانا ۱۰۰۴ھ۔

جب مرزا علی بیگ اکبر شاہی کو چیرہ دستی ہوئی تو دکنیون نے کینہ توزی پر از سر نو آپس مین عہد و پیمان کئے۔ خداوند خان۔ حمید خان۔ عبد الفتاح۔ اژدر خان جمال خان دستور خان دس ہزار سوار اور اسی ہاتھیون کو لے کر لڑنے کے ارادہ سے چلے۔ بادشاہی سپاہ تین ہزار کے قریب تھی۔ سپہ آرا کی دل آویز گفتار سے اُنہون نے پیکار پہ دل لگایا۔ ہکر سے چالیس کوس پر لڑنے آئے۔ پاتھری سے آٹھ کوس پر بان گنگ کے کنارہ سپاہ نے آرام کیا۔ اور ایک استوار جا پر اپنا بنگاہ بنایا کہ جسکے آگے دریا بان گنگ تھا اور پیچھے بھی ایک ندی تھی۔ ۷ آبان ۱۰۰۴ھ فوجین آراستہ ہو کر لڑین۔ اول خداوند خان پانچ ہزار سوار اور چالیس ہاتھی لے کر ہراول شاہی سے لڑا جسکا سردار مرزا علی بیگ اکبر شاہی تھا اُسنے مخالف کو شکست دیدی۔ سید لاد احسن زخمی ہو کر گرا۔ برانغار شاہی مخالف کی کثرت کے سبب سے بغیر لڑائی کے بھاگ گیا۔ صادق خان کے آگے رود بار تھا۔ بہت سے مخالف آ کر لڑے۔ اُسنے مستقل ہو کر ایسے توپ و تیر مارے کہ اسکو فتح ہوئی۔ بہت مخالف مارے گئے اور لوٹ کا بہت اسباب ہاتھ لگا اور چالیس منتخب فیل ہاتھ آئے۔ بادشاہی سپاہ مین چند سپاہی مارے گئے۔

بادشاہی سپاہ کا فتح اور دکنیون کا شکست پانا ۱۰۰۵ھ

شاہزادہ سلطان مراد نے جنگ کا ارادہ کیا مگر امرا بایہ شناسی کے سبب سے مُسیر راغب نہ ہوئے انجمن راز گوئی مرتب کر کے چارہ گری کے درپے ہوئے مرزا شاہرخ کو سرکردگی کے لئے منتخب کیا۔ خانخانان کو سپہ آرا بنایا۔ خزانہ و فیلخانہ و توپخانہ کا انتظام شائستگی کے ساتھ کیا اور پھر صف آرائی کی شاہ پور سے غنیم کی طرف چلے۔ غنیم کی سپاہ مین نظام الملکی سپاہ وسط مین اور عادل شاہیون کا لشکر دہنی طرف اور قطب الملکیون کی سپاہ بائین طرف تھی۔ ۸ بہمن ۱۰۰۵ھ کو ایک پہر دن چڑھے دریا بانگنگ سے گذر کر لڑائی شروع ہوئی۔ مخالف استوار جا پر تھا اور یہان آتشبازی کا سامان اُسنے رکھا تھا غنیم کی افزونی اور آتشبازی کی کثرت کے سبب سے شاہی سپاہ دل ہارے

امیرون سے احمد نگر کے گرد سے سپاہ چلی اور جہان ادہر جا کر پھر اپنی دشمنوں کی پیچھے
منزل بمنزل برتال کو لوٹنا شروع کیا۔ دوروئی کے سبب اس شورش کا چارہ اچھی طرح
نہین ہوسکتا تھا۔ ۱۲ اردی بہشت کو برار کے قصبہ بھاپین لشکر آیا۔ اس ملک کی نگہداشت
کے لئے انجمن ہوئی۔ بہت سے آدمی کہتے تھے کہ اس ملک کی نگہبانی ہماری طاقت سے
باہر ہے مگر صادق خان نے سرحد کی پاسبانی اپنے ذمے لی۔ میر مرتضی ملک کی آبادی
کا ضامن ہوا۔ غرض مختلف امیرون نے ملک کے انتظام کے لئے مختلف کام اپنے ذمے
لے لئے +

جب بادشاہ کو سپاہ دکن کی بیراہ روی معلوم ہوئی تو ایک فرمان عتاب افزا اور
اندرزپذیر استمداد اس قور بیگی کے ہاتھ شاہزادہ مراد پاس بھیجا۔ مگر جب نامہ بر ملکاپور میں
آیا تو راہزنون نے اُسے مار ڈالا۔ سلطان مراد کو جب برار کی نگہبانی سے کچھہ فرصت
ملی تو اوس نے وسط ملک کی سیر کی۔ بالاپور سے چھہ کوس پر اس نے اپنا بنگاہ بنایا اور وہان
ایک شہر آباد کیا جسکا نام شاہپور مشہور ہوا۔

جب صادق خان نے مہکر مین اپنا بنگاہ بنایا اور برار کی پراگندگی بھی کچھہ کم ہوئی
تو اژدر خان۔ عین خان۔ حبیب خان اور دکینون نے فساد برپا کیا۔ ایک منتخب
سپاہ بسرکردگی مرزا علی بیگ اکبرشاہی چارہ گری کے لئے بھیجی گئی۔ ۱۲ ارتیر سنہ ۴۱ الہٰی
انکا عین خان کے لشکر پر ناگہانی گذر ہوا اور اس کو سزا دی وہ چند آدمیون کو ساتھ
لیکر سراسیمہ چلا گیا۔ بادشاہی لشکر کو بہت غنیمت ہاتھ آئی اور ایک جگہ بھی آرام نہین کیا
اور پوشیدہ راہون سے جا کر اُن سے لڑے اور شکست دی مشہور ہاتھی ہاتھ آئے

جب بادشاہ نے سپاہ دکن کی ناہنجاری سنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شہزادہ کی بغیر اجازت
کے شہباز خان بھی بہوں کو چلا گیا اور ایک لاکھ مہر جو لشکر کے سامان کے لئے بھیجی گئین
تھین وہ قلعہ گوالیار مین راہون کی ناامنی کے سبب رکھی ہوئی ہین اس لئے ۱۱ مرداد ماہ الہٰی
کو رامچند کو بہیجا کہ اس خزانہ کو حفاظت کے ساتھ لے جاوے اور باتوکلی فوج کو پھر

قلعہ کاویل کی فتح سنہ ۱۰۰۷ھ — پادشاہ کا احمدنگر کی فتح کے لئے چلنا سنہ ۱۰۰۸ھ — برار کے قلعون کی فتح سنہ ۱۰۰۸ھ

برار مین قلعہ کاویل سے بہتر کوئی قلعہ نہین ہی۔ اس مین پانی خوش گوار بہت اور مرزبان نشیمن گاہ ہے جب سے یہ ملک قلمرو شاہی مین آیا تھا۔ افسران سپاہ کی کج گرائی سے وہ فتح نہ ہوا تھا اب میر مرتضی نے اہل قلعہ کو سمجھا کر اور انکا آذوقہ بند کرکے فتح کیا۔ بہم آبان سنہ ۱۰۰۷ھ کو وجیہ الدین اور بیسواس رائے نے قلعہ کی کنجیان حوالہ کین ۱۰ آذر کو پاتھری کے نزدیک ۳۵ جنگلی ہتھیان نمودار ہوئین اور سب گرفتار ہوئین تعجب یہ ہے کہ انکی چراگاہ ڈیڑھ سوکوس پر تھی—

پادشاہ کا ارادہ یہ ہوا کہ توران کو لشکر شاہزادہ سلیم کی سرکردگی مین روانہ کرے کہ اس ملک موروثی کو اپنے قلمرو مین لائے۔ مگر شاہزادہ نے بعض ہندپرستون کی دستان سرائی سے اسکو منظور نہین کیا تو پادشاہ نے یہ سوچا کہ اور شاہزادے جب اسکی خدمت مین آئین انہین سے جسکو زیادہ اس کام کی خواہش مجھے معلوم ہو اسکو یہ یورش سپرد کرون۔ اندنونمین بیہودہ آدمیون نے شاہزادہ سلطان مراد کی نسبت کہا کہ اسکا ارادہ پادشاہ کی آستان بوسی کا نہین ہے اور بہت سی ناسزا باتین اسکی نسبت کہتے ہین۔ پادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ دارالخلافہ ہوکر دکن کو خود جائے جو کچھ شاہزادہ کی نسبت کہا ہے اگر وہ سچ ہو تو اسکا اول علاج کرے اور پھر دکن کو فتح کرے۔ مدتون سے دکن مین سپاہ گئی ہوئی ہے اور غرض پرستی کے سبب اس کام کو انجام دینے مین درنگ کرتی ہے پھر اسکے بعد اگر زمانہ موافق ہو تو توران کو جائے چودہ سال سے پنجاب مین پادشاہ تھا۔ گروہا گروہ آدمیون کو اس سے دلبستگی تھی وہ اس یورش دکن پر دل نہاد نہین ہوتے تھے۔ کبھی تاریکیون کی شورش کبھی شمالی کہسار کے سرتابون کی آشوب کو بیان کرکے پادشاہ کو اس دوا دوسے بازرکھتے مگر پادشاہ نے کسی کا کہانہ سنا ۲۶ آبان سنہ ۱۰۰۷ھ کو لاہور سے روانہ ہوا۔

انہین دنون مین قلعہ گاویل گڈھ برار مین فتح ہوا سعود خان حبشی کے پاس وہ تھا سلطان مراد نے سندر داس کو بھیجا اُس نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا ۷ آذر سنہ ۱۰۰۷ھ کو دشمن نے پناہ مانگ کر کنجیان حوالہ کین اسی حبشی کے پاس قلعہ پرنالہ بھی تھا—

کار آگہون کا افسون او سپرنہ چلا ملاہی گوپال نے ڈھونگر خان گونڈ کو مار بھگایا اُس نے

وغیرہ تھی۔ جگنناتھ و رائے درگا و راج سنگہ اور راجپوتون کے سردار جدا جدا میدان جنگ مین کھڑے تھے۔ عادل خانیون نے مرزبان خاندیس پر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا اور ۳۵ نامور اور پانسو سپاہی اسکے ساتھ مارے گئے۔ مرزا شاہرخ و خانخانان و مرزا علی بیگ و سید قاسم لڑکر غالب ہوئے۔ مخالف مرزبان خاندیس کے مرنے کو یہ سمجھے کہ مرزا شاہرخ و خانخانان مارے گئے۔ اندھیری رات مین دونو لشکر جُدا ہوگئے اور ہر ایک کو اپنی فیروزی کا گمان ہوا۔ رات بھر گھوڑون پر سوار رہے۔ بہت سے ڈرپوک بھاگ بھی گئے۔ پادشاہی لشکر کو یہ گمان تھا کہ راجہ علیخان دشمن سے جا ملا یا کنارہ ہوگیا اس سبب اسکا بنگاہ تاراج کیا۔ ہراول مین سے دوارکا داس و ربرالغار مین سید جلال مارے گئے۔ رامچند نے راجہ علیخان کی سپاہ مین بہت زخم کھائے۔ چند روز بعد مرگیا۔ باوجودیکہ پادشاہی لشکر سات ہزار اور مخالف کی سپاہ پچیس ہزار تھی۔ پادشاہی فوج رات بھر کی پیاسی تھی دریا کی طرف چلی غنیم پہلے سے دو دلہ ہو رہا تھا اس جنبش سے وہ لڑنے پر تیار ہوا مگر تھوڑا سا لڑکر بھاگ گیا اور بہت آدمی اسکے مارے گئے۔ عادل خانیون مین انکس خان۔ میان زین الدین۔ حبیب خان۔ شریف خان سرکش خان۔ بہیلیم خان۔ سرمست خان رومی نظام الملکیون مین شمشیر الملک و عزیز الملک و دلپت رائے و یاقین خان واژدر خان اور قطب الملکیون مین اخلاص خان و طاہر خان مارے گئے پادشاہی سپاہ لڑتے لڑتے تھک گئی تھی اس لئے اُسنے تعاقب نہین کیا۔ غنیم کے پاس ساٹھ ہزار سوار اور پادشاہی لشکر مین پندرہ ہزار سوار تھے اسپر بھی دفعۃً لشکر فتحمند ہوا۔ اسکو چالیس ہاتھی اور توپخانہ ہاتھ لگا۔ راجہ علیخان کی لاش ملی۔ جو اسپر بدگمان تھے وہ شرمندہ ہوے اس لڑائی کی سرگذشت کا حال ایسا ہے جیسے کہ ہاتھی اور اندھون کی نقل مشہور ہے کہ ہر یک نئی طرز سے بیان کرتا ہے ہر گروہ آشوب اور جنگ مین مصروف تھا دریافت کرنے کی فرصت کس کو تھی کہ وہ سپاہ کی حال سے آگاہ ہوتا اس لئے بہتر ہے کہ اس قدر بیان پر بس کیجائے۔

کو اسکے استقبال کو آیا اور فرمان خلعت سعادتمندخان کی طرح لیا۔ ابوالفضل نے اسے بہت باتین
شیرین اثر پذیر دکن کی رہنمونی کے لئے کہین اسنے تن آسانی کی بہت سی عذر سرائی کی اور اپنے
بیٹے شیر خان کو دو ہزار سوار کے ساتھ روانہ کیا۔ اسنے چاہا کہ ابوالفضل کو اپنے گھر لیجائے اور جہان بناتی اسکا
جواب اسنے یہ دیا کہ اگر تم ہمراہ چلتے تو یہ درخواست منظور ہوتی گرچہ اسنے اسباب با لتحفہ بھیجا تو اسکا جواب اسنے
یہ دیا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جبتک چار چیزین جمع نہین ہونگی مین کسی سے کچھہ نہ لونگا
اول دوستی دوم دہش کو بزرگ نہ گنے سوم دادہ کا خود آرزومند نہ ہو چہارم اپنی
احتیاج اول تین باتین توظاہر ہین۔ چوتھی کی نسبت یہ گذارش ہے کہ بادشاہی نوازش
نے ہی دل پر سے خواہش کا نقش مٹا دیا ہے۔ سونے چاندی کے ڈھیر کے ڈھیر مجھے دیدیے
ہین۔ سلطان مراد احمدنگر سے ناکام پھرا تھا اسکا بہت غم اوسکو
تھا۔ اسکی ہوشمندی کے گوہر مین چمک نہین رہی تھی۔ دلون کو ہاتھہ مین لانا بھی بھول گیا تھا
بدا ھنا اور مدارا مین تمیز نہین کرسکتا تھا اسکا بیٹا مرگیا تھا اس لئے اور بھی اسکی عقل تیرہ
ہوگئی تھی۔ شراب کے پینے کی کثرت سے صرع ہوگئی تھی۔ دل لگا کر علاج نہین کرتا تھا اس
درد جانکاہ کو چھپاتا اور بہت کم کھاتا۔ ۱۳ آبان سال سابق کو کاویل مین گیا اور وہان سے
ایلچ پور مین آیا۔ تب چڑھی۔ پیٹ مین درد ہوا۔ بادشاہ کے دارالخلافہ مین آنے کی۔ اور
اپنے بلانے کی خبر سنکر اور غمگین ہوا۔ وہ اپنے شراب پینے کی شرمندگی کے سبب بادشاہ کی
روبرو جانا نہین چاہتا تھا۔ امرا اس امر کو اور روش سے بادشاہ سے کہتے تھے۔

۲۲ اردی بہشت کو عالم بیہوشی مین دنیا سے رخصت ہوا باپ کو جب اسکی بیماری
کی خبر ہوئی حکیم مصری کو اسنے بھیجا تھا حکیم راہ ہی مین تھا کہ مریض سفر کر گیا۔

جب شاہزادہ سخت بیمار تھا تو مرزا یوسف خان اور کار پردازون نے ابوالفضل کو
لکھا تھا کہ جلد آؤ یہان شاہزادہ سخت بیمار ہے۔ ۱۹ اردی بہشت کو جلد چلکر وہ شاہزادہ کے
پاس پہنچا تو شاہزادہ کا حال وہ دیکھا کہ جسکا چارہ کچھہ نہ تھا۔ جب شاہزادہ مرگیا
تو شورش مچی بعضے بدسگالی سے بعض اپنے بنہ و بار کی پاسبانی کے لئے اور بعض

شاہزادہ مراد کا مرنا سنہ ۱۰۰۷ھ

[illegible]

اس حبشی کے کچھہ عیال کو گرفتار کیا۔ ناچار اس نے اطاعت قبول کی شاہزادہ مراد قلعہ گاویل کی سیر کو آیا اور اس قلعہ کے بھی پاس آیا تو اس حبشی نے اپنے تئین اسکو حوالہ کیا۔ ایسے قلعہ بلند و استوار و فراخ جنمین عمارات کثیر ہون کمتر ہوتے ہین۔ شاہزادہ اس قلعہ کی سیر کرکے شاہپور مین آیا۔ اسی روز قلعہ مانہور ہاتھہ آیا۔ مرزا خان نے اُسکا محاصرہ کیا تھا مگر اسنے اچھی طرح کوشش نہین کی تو شہزادہ نے اسکو اپنے پاس بلا کر نذر خان کو یہ محاصرہ حوالہ کیا۔ انکو نانو حبیب اوغلی خان گزر رہے کئی بار باہر آ کر لڑے۔ مگر کمی آذوقہ سے ناچار ہو کر انہون نے امان مانگی۔ غرہ اسفندیار مذکو قلعہ گڈھہ دولت آباد دکن کا مرزا علی بیگ اکبر شاہی نے اہل قلعہ کا آب دانہ بند کرکے ایک مہینے کے محاصرہ مین فتح کر لیا۔

بادشاہ جب دار الخلافہ آگرہ مین آگیا تو اُس نے ابو الفضل کو ۲۵ اردی بہشت ۱۰۰۷ کو حکم دیا کہ دکن جائے۔ اگر امرا دکن اس ملک کی حفاظت اپنے ذمہ لین تو وہ شاہزادہ مراد کو ہمراہ لے کر چلا آئے اور اگر یہ نہ ہو تو وہ شاہزادہ کو روانہ کر دے اور امرا و سردارون کی یکجہتی پیدا کرے اور مرزا شاہرخ کی بہ دید کو یاوری نما ئے اسی سبب اس شاہزادہ کو علم و نقارہ دیکر مالوہ بھیجا تھا کہ اپنی اقطاع مین سپاہ کا سامان کرے اور جسوقت دکن مین بلائین تو چلا جائے۔

برار کے منتخب قلعون مین کھیرلہ بھی ایک قلعہ تھا۔ شیخ ابراہیم کو اسکی فتح کے لئے شاہزادہ مراد نے معین کیا۔ اسنے جا کر اسکا محاصرہ کیا لڑائیان ہوئین قلعہ مین آذوقہ کی کمی ہوئی۔ سید حسین و بسواس رائے نے ۱۳ اسفندیار مذ ۱۰۰۵ کو قلعہ کی کنجیان حوالہ کر دین اسکی عوض مین انہون نے منصب و جاگیر پائے۔ دو مہینا اس سے پہلے شاہزادہ سلطان مراد نے پھر جو ۱۱ ہزار سپاہ خاندیس کو ناسک کی طرف بھیجا تھا عظمت خان کو امین لشکر بنایا تھا اُس نے سردارون کو یکدل کیا اور خوب لڑائیان لڑا اور شاہی لشکر کو غالب کیا۔ ابو الفضل برہان پور کے نزدیک آیا تو بہادر خان مرزبان خاندیس آسیر سے چار

سواروں اور اسی قدر اور سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔

۲۶ ہرامرداد کو مرزا شاہرخ لشکر دکن سے ملا۔ جب مرزا مراد کے مرنے سے شورش مچی تو ابوالفضل نے اسکو بلایا تھا مگر وہ نہ آیا۔ پادشاہ نے فرمان عتاب آمیز بھیجے تو بھی اس نے عذر ہی کیے۔ پھر پادشاہ نے حسین کو سزاول بنا کے بھیجا تو وہ کام و ناکام روانہ ہوا اور لشکر سے آخر ملا۔

شہر بیر سے ایک وسیع ملک متعلق تھا جسمیں گیارہ سو وہ آباد تھے ہر ایک دہ شہر کے متعلق تھا۔ مراد کے مرنے سے ایک مہینہ پہلے شیر خواجہ نے اسکو تسخیر کیا تھا جب یہ شاہزادہ مرگیا تو اکثر ارکان دولت کی رائے یہ تھی کہ اس ملک کو چھوڑ دیجیے مگر خواجہ نے اسکو اس لئے نہ چھوڑا کہ مفتوح ملک کو چھوڑنا غنیم کو دلیر کرنا ہے۔ مخالف پندرہ ہزار سے زیادہ تھے انکا ارادہ تھا کہ جس وقت بارش کے ہونے سے دریا لبریز ہوں تو شیر خواجہ کا جھگڑا تمام کریں۔ برسات کے شروع میں جمع ہونے شروع ہوئے وہ یہ سوچتے تھے کہ لشکر شاہی تین ہزار سے زیادہ نہیں ہے جب دریا اپنی طغیانی پر آئیگا کمک کو پہنچنے نہ دیگا اسوقت ہمکو لڑنا چاہیئے جب ابوالفضل کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے امراء کو جنکا ملنا خواجہ سے آسان تھا نامے لکھے اور یاوری کرنے میں سخت کوشش کی۔ کچھہ امراء نے ناشناسائی سے اور ایک گروہ نے تباہ سگالی سے تاخیر کی۔ یہانتک برسات کی شدت ہوئی اور دریا خوب چڑھ گیا۔ پندرہ ہزار حبشی و دکنی اور ساٹھ ہاتھی اور سامان پیکار لے کر مخالف بیر کے پاس آیا۔ شیر خواجہ نے جو جوانمردی اور کاربزوہی میں یکتا تھا فوجوں کو آراستہ کیا خود کار شناسی اور آتش خوئی سے الگ ہو کر بیدیون کے پار آگے دوڑا۔ ہر چند کار آگہوں نے غنیم کی افزونی اور احتیاط کی سودمندی اور نشیب و فراز کا آگے ہونا گذارش کیا۔ مگر اس نے کچھہ نہ سنا اس ناہنجار راہ کے چلنے سے لشکر میں کچھہ پراگندگی ہوئی غنیم فوج کو آراستہ کر کے آیا۔ ہراول میں راجپوت تھے وہ شائستہ طور پر لڑے اور مردانگی کر کے غالب ہوئے قول و برانغار و جرانغار

سنہ ۴۲ مطابق سنہ ۱۰۰۶

شاہزادہ دانیال کا دارائی دکن کے لئے مقرر ہونا سنہ ۱۰۰۸ھ و ابوالفضل

اپنی اولاد کی تباہی کے لئے جدا ہو گئے۔ مگر ابوالفضل نے سپاہ کا سرانجام کر لیا۔
شہزادہ کی نعش کو شاہ پور میں امانت رکھا۔ کچھ تورانیوں نے لشکر سے باہر جا کر فتنہ
افزائی پر سر اٹھایا۔ ہر چند انکو سمجھایا پر نہ سمجھے اس عرصہ میں پسماندہ سپاہ میں ہزار آدمی
ابوالفضل کی گفتار کو فروغ ہو گیا۔ کج گرا آزرم سیراب اسکی باتوں کو دل سے سننے لگے لیکن
سب چھوٹے بڑوں کی یہ خواہش تھی کہ الٹے چلیے۔ بہت سے غصہ ہو کر جدا ہو کر چلے گئے
مگر ابوالفضل نے ۷ ر کو دکن کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ اس پیش روی سے دلوں کو تقویت
ہوئی۔ اور اسنے سرحد کے پاسداروں اور ملک کے نگہبانوں کو اندرز نامے لکھے۔
نیک لوگوں کی دستیاری کی۔ شاہزادہ کا خزانہ اور اسباب جو بادشاہ پاس بھیجنے کی لائق
نہ تھا اور جو کچھ اسکے پاس تھا اور جو کچھ قرض لے سکتا تھا سب اس نے سپاہ میں خرچ کیا
تو تھوڑے عرصہ میں جو سپاہی چلے گئے تھے وہ الٹے چلے آئے پھر ہنگامہ گرم ہوا۔
شاہزادہ کی تمام قلمرو کی عمدہ طور سے پاسبانی ہو گئی مگر ناسک میں اس سبب سے کہ دورا پر
نا امن تھا وہاں آگہی دیر میں ہوئی شاہزادہ کے مرنے اور کارپردازان ملک کے
ناامید ہونے سے یہاں کے پاسبانوں کو پراگندہ کیا۔ اگرچہ یہ ملک فرستادوں کی
کوتاہی سے بالکل تسخیر نہ ہوا۔ مگر بہت سا حصہ قلمرو شاہی میں آ گیا۔

چونکہ پاسبانی ملک میں درنگ نہیں ہونی چاہیے اس لئے بادشاہ نے شاہزادہ
سلطان دانیال کو ۲ تیر سنہ ۱۰۰۸ھ بہت سی نصیحتیں کر کے روانہ کیا اور ابوالفضل کو فرمان بھیجا
کہ ہمنے شاہزادہ کو دکن روانہ کیا ہے اسکی ملکی و مالی مہمات کی سربراہی وہ کرے۔ اور
بادشاہ نے ہر طرف دکن میں کار آگاہ آدمی مقرر کئے۔ عبدالرحمن کو دولت آباد بھیجا
انہیں دنوں میں دولت آباد کے قلعہ نشینوں نے ابوالفضل کو یہ لکھا تھا کہ اگر ہم کو اپنی درست
پیمانی سے امینی عطا ہو اور کوئی جگہ بنگاہ کے لئے دی جائے تو ہم قلعہ کی کنجیاں حوالہ
کر کے پرستاری کو حاضر ہیں لیکن تھوڑے سے حبشی و دکنی یہاں قریب بستی میں ان کی
مالش کے واسطے ایک فوج نامزد کی جائے اس سبب سے ابوالفضل نے اپنے بیٹے کو

پانچ کوس پر دائرہ کیا اور خود چند آدمیون کے ساتھ آنبورہ کی طرف اس ارادہ سے
کوچ کیا کہ مرزا یوسف خان کو اس کام مین سرگرم کرے - تین کوس چل کر سرشام اس
سے ملا اور پانچ روز اوسکے گھر مین رہا اگرچہ اول روز ناامیدی مین کٹا - مگر مرزا علی بیگ
اور دولت آباد کا لشکر اور جوان مرد آگئے - قرض لیکر تمام سپاہ کا سرانجام کیا - ایک
جماعت کو بان گنگا کے کنارہ پر بھیجکر گذر پر تصرف کیا - مرزا علی بیگ نے لشکر کے جمع کرنے
اور لڑنے کا کام اپنے ذمے لیا - ابوالفضل پاس جو جاتا اوسکو دلاسا دے کے پیچھے سے روانہ
کرتا جاتا - جب لشکر سے اُسکو اطمینان ہوا تو خود آپ گیا اسکو اندیشہ یہ تھا کہ سب مین
آپس مین یکتائی نہین ہے مبادا لڑائی شائستہ طور پر نہ ہو - یہی بہتر اسکو معلوم ہوا کہ اس
جنگ گاہ مین خود جاے - بان گنگا کے کنارہ پر امرا بعد ایک دوسرے کے جمع ہوتے
جاتے تھے دریا کی طغیانی کے سبب سے پار نہین جاسکتے تھے - جب عبدالرحمن دریا کے کنارہ پر
پہنچا تو ایزدی تائید سے . . . دریا یکبارگی پایاب ہوگیا اور اس دشوار گذار دریا سے سوار
پار ہوگئے اور کوہ پیہ لشکر پار گیا - قراول کی تھوڑی لڑائی سے دریا کے کنارہ سے دشمن بھاگ
گیا - مخالف کے دل پر دریا سے لشکر کے عبور کرنے نے بڑا خوف پیدا کیا اور قلعہ کا محاصرہ
چھوڑکر احمد آباد کی طرف اُس نے رُخ کیا - قلعہ نشین ۱۹ روز تک گھرے ہوے غم مین بیٹھے
رہے - باوجود تبہ حالی اور کمک کی ناامیدی کے ہر روز جنگ کی - آدمی گھوڑے کا گوشت
کھاتے تھے - اور گھوڑے چھپرون کا پھوس کھاتے تھے - تدبیر یہ تھی کہ سپاہ نظام الملکی تمام
ہے اور لشکر بہت سا جمع ہے آج ہی احمد نگر کو چلنا چاہیئے مگر ہمراہیون نے اس قصد مین پوری
نہین کی تعجب یہ ہے کہ انھون نے بیر کے چھوڑنے کا ارادہ کیا - بیر کی سپاہ نے سختی بہت کھینچی
تھی - ابوالفضل کا ارادہ تھا کہ شیخ عبدالرحمن کو وہان مقرر کرے مگر شیر خواجہ نے کہا کہ اس
کا آغاز مین نے کیا ہے بہتر ہے کہ مین ہی اسکو انجام کو پہنچاؤن - شاہ گڈھ مین کچھ پہرہ کے
لئے آدمی چھوڑ دیئے جائین اگرچہ بیر مین سنگین قلعہ ہے - لیکن گلیش شہر بند بھی چاہیئے
غرض اسکو یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑا - ابوالفضل نے خدمت گذارون کو منصب افزائی

اچھی خدمت نہ بجا لائے۔ ایک گروہ برہمچی نے زور کیا۔ جگروپ پور جگبنا تھ۔ گوپال داس
راٹھور سلطان بھائی۔ محمد امین چوبہ نے بہت شائستگی کے ساتھ جان نثاری کی فوجون
مین پراگندگی ہوئی۔ غنیم نے شہر کی طرف رُخ کیا۔ شیر خواجہ دریا سے گذر کر کے آیا خوب لڑکر
دشمن کو اپنے روبرو سے ہٹایا۔ وفادار خان و ایک جماعت کار آگہون کی برانغار سے
آنکر ملین یعقوب بیگ کو کمک اور علی بیگ نے اپنا جوہر دلاوری روشن کیا مگر جب خواجہ
پھرا تو اوسنے جنگ گاہ کو مردون سے بھرا پایا اور غنیم کی چیرہ دستی سے آگاہ ہوا
نہایت غمزدہ ہوکر شہر کی طرف تیزرو ہوا شہر کے نزدیک سخت لڑائی ہوئی۔ زخمی ہوکر
شہر کے اندر گیا اوسکے جاتے ہی بہادر الملک ایک گروہ کے ساتھ پہونچا اور بہادرانہ لڑکر
شہر کے ایک حصہ مین مقیم ہوا جس سے شکست یافتون کی تقویت ہوئی باوجودیکہ خواجہ
سے کچھ خفا تھا۔ مگر وہ دس بارہ کوس سے بیتابانہ یہان آیا۔ اگرچہ اوسنے سُنا
کہ خواجہ مرگیا مگر وہ اُلٹا نہین گیا۔ اُسکے ساتھی سعید بیگ نے بڑی مردانگی کی۔ دشمن نے تکان کے
سبب سے آج اور کل دست درازی نہ کی اور اپنی شکست و ریخت کے درست کرنے پر مصروف
رہا۔ اگر وہ اپنی اُسی گرمی کے ساتھ دست درازی کرتا تو لشکر شاہی کی جان پر آن بنتی
اور اسکو بڑی مشکل پڑتی۔ اہل شہر نے کوچہ بندی کی۔ ہر طرف ہنگامہ آویزش گرم ہوا۔
جب ابوالفضل کو یہ حال معلوم ہوا تو انجمن رازگوئی مرتب کی اور سب چھوٹے بڑون سے
چارہ جوئی کی۔ تیہ سگالی و انکو بیہودہ رائی سے وہ بڑا متعجب ہوا برشہرپور کو بارش
کی شدت مین جریدہ اس طرف چلا۔ مرزا شاہرخ و خواجہ ابوالحسن کو لشکر و توپخانہ و
فیلخانہ سپرد کیا کہ وہ پیچھو جالناپور مین لاہین۔ شیخ عبدالرحمن کو اپنے پاس دولت آباد سے
بلایا۔ تدبیر یہ تھی کہ گنگا کے کنارہ پہ پڑ کر وہ جاوے اور سپاہ کو جمع کرے۔ اگر کوئی جوانمرد
دریا سے پار جاکر لشکر غنیم پر دل لگائے تو اسکو وہ بھیجو اور خود کنارہ پر رہے۔ جس سے آگے
کام کی صورت ہوا و پیچھے سے خاطر جمع ہو۔ ورنہ نہین تو خود چارہ گری کرے کسی کو
اس کے ورمش کا نہین پہنچا۔ اس کے خاص آدمیون مین سے بھی بہت کم آدمی باہر نکلے ناگزیر

ابہنگ خان زنگی نے شورش مچا رکھی تھی گو وہ اس خرد سال بہادر کو مرزبان مانتا تھا
مگر اس پارسا زن کی گھات مین لگا رہتا تھا۔ یہ دانشمند بانو بادشاہ کی سپاہ سے
بھی خوشامد کی باتین کرتی تھی اور دکنیون سے بھی دوستی کی داستان گاتی تھی۔ ابوالفضل نے
بھی جب اس نے یہی روش برتی تو اس نے جواب دیا کہ اگر پیش بینی اور روشن اختری سے اپنے
تیئن الادہ گاہ مین پہنچاؤ تو اس سے بہتر کوئی اور بات آپ کے حق مین نہ ہوگی۔ جو بیان کرنا اسکا
پاس ضرور رکہو ورنہ سخن بے فروغ کرد ارہ کرنا سزاوار نہین ہے۔ پیغامون کی آمد و رفت بے ہودہ
ہے۔ جب اسکو قلعہ کے باہر کے آدمیون کی بدگوہری ظاہر ہوئی تو ہوا خواہون کو بھیجکر پیوند
دوستی استوار کیا۔ اور عہدنامہ خود لکھہ کر بھیجا۔ اور اس مین قسمین لکھین کہ ابہنگ کی مالش کے
بعد وہ قلعہ کی کنجیان حوالہ کریگی بہ شرطیکہ اسکو بیر مین تیول دی جاسے اور اجازت ہو کہ
وہان جا کر آسایش کرے اور جسوقت چاہے بادشاہ پاس جائے۔ اور بہادر کو بادشاہ
کی خدمت مین بھیجے۔ لیکن اس مین کچھہ اسکے ارادون کے بدلنے سے اور کچھہ ہمراہیون کی دل آزردگی
سے التوا ہوا۔ جب شاہ گڈھہ مین سپاہ کو توقف بہت ہوا۔ اور کچھہ سپاہ جدا ہو گئی۔
شاہزادہ کی آمد کا آوازہ بھی فرو ہوا تو ابہنگ خان نے سر اٹھایا۔ شمشیر الملک پورہ میان خان
کو جو پہلے برار کی حکومت رکھتا تھا۔ زندان سے نکال کر اس نے اپنا اعتبار بڑھایا۔ لشکر ہمراہ
کیا کہ دولت آباد سے اس سرزمین مین آئے۔ چونکہ یہان لشکر شاہی کا تازہ وزرا دیے تو
اس سے لشکر شاہی مین پراگندگی پیدا ہوگی جس سے دست برد ہاتھہ آئیگی۔ ابوالفضل کو
اس تدبیر کی مدت سے آگہی تھی۔ مرزا یوسف خان کو بہت سے آدمیون کے ساتھ اس
کی چارہ گری کے لئے مقرر کیا تھا۔ مرزا نے اسے آسان جان کر بے پروائی کی اور ولایت
برار مین آگیا جس سے ایک عجیب شورش برپا ہوئی۔ اس ملک کے بہت سے پاسدار بھاگ گئے
کوئی گروہ اپنے بنہ و بار کی غمخواری کے لئے چلا گیا۔ ابوالفضل نے کار آگاہون کی یاوری سے
احمد نگر کا قصد کیا تھا اس نے باہر کے مفاتون کی مالش اور چاند بی بی کی گفتار کی پذیرائی
کا خیال کیا۔ ۱۲ ار کو روانہ ہوا اور ہر طرف کے دلاورون کو بلایا جب وہ چند منزل چلا

وظلعت و دلاسا اور مال دینے سے پھر گرم کیا اور خود وہان گنگ کے ساحل پر اپنا بنگاہ بنایا۔
غرض شورش فرو ہوئی اور بہت سر تابون نے لایہ گری کی جس سے ہنگامہ شاہی کو
رونق ہوئی۔ قلعہ شاہ گڈھ مین ایک نیم کا درخت عجیب تھا کہ اسکے تنہ مین دو شاخین تھین
ایک شیرین اور دوسری تلخ۔ اول کو تو مندی اور چارہ برس مین کارگر جانتے تھے۔
پادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی اور اسکے حکم سے دونو شاخون مین سے کچھ کچھ بھیجا گیا انہین
دنون مین برار کا قلعہ قلتوم فتح ہوگیا۔ ابوالفضل نے سندرداس کو اسکے فتح کے لئے بھیجا تھا۔
اوسنے لڑکرا ور زینون پر سپاہ کو چڑھا کر قلعہ لے لیا۔ قلعہ دار قتلو خان اسکا مطیع ہوا پرنالہ کا
قلعہ بھی برار مین فتح کرلیا۔ سپاہ مین سے بہت آدمیون کی اقطاع نہ تھین۔ بعض کی
جاگیر مین شائستہ انتظام نہ تھا۔ وہ روپیہ - خواہشمند تھے۔ اس لئے پادشاہ نے
حکم دیدیا تھا کہ خزانہ گجرات سے روپیہ برابر پہنچتا رہے۔ پادشاہ نے تین لاکھ روپیہ
کی ہنڈیان بھیجین۔ پادشاہ نے اپنے حضور کے امرا کو نقد روپیہ دیدیا تھا اب ہر ایک کو
حکم بھیجا گیا کہ ہنڈوی کے ذریعہ سے روپیہ کو دیدین۔ تھوڑے عرصہ مین سارا روپیہ
پہنچ گیا۔ اور سپاہ کو اس سے بڑی تقویت ہوگئی۔

پادشاہ نے دکن کی فتح کے لئے شاہزادہ دانیال کو مقرر کیا تھا اسکو راہ مین دیر
لگی۔ پادشاہ نے شکار کے ارادہ سے مالوہ کا قصد کیا تا کہ شہزادہ حکم کے موافق
آگے چلے۔ بست ششم مہر ۱۰۰۸ کو وہ دارالخلافہ آگرہ سے چلا اور یورش دکن کا ارادہ کیا
اسی دن شاہزادہ کو آسیر جانے کا حکم بھیجا۔ شہزادہ بادہ پیمائی اور بدہم نشینی سے
سودا اور زیان کو نہین جانتا تھا اس سبب پادشاہ نے اسکا دربار بند کیا تھا۔ مگر مریم مکانی
کی سفارش سے اسکو پھر دولت کورنش نصیب ہوئی۔ خدمت گذاری اور ہنجار روی کا پیمان
تازہ کیا۔ اسکو امرا اور راناکی مالش کے لئے مقرر کیا۔

چاند بی بی قلعہ احمد نگر مین تھی اور استوار حکمہ کو اپنی پناہ سمجھتی تھی کچھ سپاہ بھی
اسکے تابع تھی۔ اسنے برہان الملک کے پوتے بہادر کو مرزبان بنا رکھا تھا قلعہ سے باہر

خزانہ کا گجرات سے آنا + پادشاہ کا مالوہ مین دکن کے ارادہ سے آنا ۱۰۰۸ھ

ابوالفضل کا بادشاہ کی خدمت مین جانا ۱۰۰۸ھ

پیشکش بھیجی اور اپنے بیٹے کبیر خان کو بادشاہ کی خدمت گذاری کے لئے ہمراہ کیا۔ خواجہ مسعود کو بادشاہ نے اسکی نصیحت گری کے لیے بھیجا۔ اس نے چار نادر ہاتھی بھیجی اور اپنے نہ ملنے کے عذر مین جھوٹی باتین بنائین۔ بادشاہ نے میر صدر جہان کو اندرزگوئی کے لئے روانہ کیا۔ پھر بیشیرو خان کو۔ مگر وہ سمجھانے سے کچھ نہ سمجھا اسکے باپ دادا ہمیشہ مدت سے بادشاہ کی فرمان پذیری اور خدمت گذاری کرتے تھے۔ اسلئے بادشاہ نے اس کا ملک اسکو دیدیا تھا۔ اب بہادر خان نہ لشکر دکن کے ساتھ گیا نہ شاہزادہ سے ملا۔ نہ بادشاہ سے ملنے آیا۔ اسلئے بادشاہ ۱۵ ار اسفندارمذ کو سالباہن بسر مدی و شیخ فرید بخشی بیگی و ہاشم بیگ اور بہت سے سردارون کو آسیر کی فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ بادشاہ ۲۳ کو نربدا کے کنارہ پر آیا۔ ۲۶ کو دریا سے اتر کر بیجا گڈھ مین آیا۔ یہان نوروزی جشن ہوا۔

جب شاہزادہ برہان پور سے گذرا فرمان والا ابوالفضل پاس آیا کہ سپاہ مرزا شاہرخ کو سپرد کرکے ہمارے پاس آؤ۔ اس سے ابوالفضل بڑا خوش ہوا۔ مرزا کے پاس گیا اور انجمن مرتب ہوئی اور فرمان پڑھا گیا۔ برہان پور مین آدمی چلے گئے تھے۔ اسلئے پراگندگی ہو رہی تھی۔ مرزا اور سردارون نے ابوالفضل کے جانے کو پسند نہین کیا اور عرض کیا کہ اس شورگاہ کی آرائش کا بار اہم کو نہین ہے۔ ابوالفضل پژمردہ ہوکے اپنے بنگاہ کو گیا اور انتظار مین بیٹھا۔ کچھ دن گذرے کہ شاہزادہ بہت نزدیک آگیا مرزا شاہرخ و میر مرتضی اور خواجہ ابوالحسن اور سرکار آگہوئی لشکر کی حفاظت کو اپنے ذمے لیا خزانہ و توپخانہ اور اسباب تھا ابوالفضل نے سپرد کیا اور بادشاہ کے حکم کے موافق فیلخانہ ہمراہ لیا۔ ۱۲ ار اسفندارمذ کو روانہ ہوا۔ ۱۵ کو آگوبڑہ مین شاہزادہ سے ملا تین روز یہان رہا کہ اور فرمان شاہی آیا کہ وہ برہان پور مین آئے۔ اگر بہادر اندرز پذیر ہو تو اوس کو بخشائش کی نوید سنا کر ہمراہ ہمارے پاس لائے اور نہین تو فیلخانہ اور لشکر کو وہان چھوڑ کر چلا آئے تا آگے چلنے اور گجرات کی طرف جانے کے باب مین مشورہ کیا جاسے جب ابوالفضل برہان پور مین آیا تو بہادر ساتھ چلنے کو راضی ہوا مگر گھر جا کر اسکی نیت بدل گئی۔

تو سب طرف سے مخالف احمد نگر مین جمع ہوئے - مرزا یوسف خان اس شورش سے بیدار ہوا - تیز روی کے ساتھ پیچھے آیا - مرزا خان و مرزا لشکری و عادل خان و سندر داس کو اپنے سے پہلے روانہ کیا - شمشیر خان نے ایلچپور کا قصد کیا جو آدمی پہلے بھیجے تھے وہ پہنچے تو اس سے شمشیر خان سراسیمہ ہو کر جلد چلدیا - یہ لوگ زمینداروں کی پہنچونی سے پیچھے بیٹھے - آخر کو اسکی منزل گاہ مین ہر طرف سے تیرون کی بوچھاڑ ماری کچھ لڑائی ہوئی ناگاہ شمشیر خان کے ایک تیر لگا کہ اس کی جان گئی اسلئے اُسکا ہنگامہ پراگندہ ہو گیا -

ابوالفضل نے اب احمد نگر کے جانے کا ارادہ ترک کیا - ۵ روے کو مونگی پٹن مین آیا یہان گنگا سے اُترنا چاہتا تھا کہ شاہزادہ سلطان دانیال کے احکام پیہم آنے شروع ہوئے کہ احمد نگر کو ہم فتح کرینگے - تو اسکا ارادہ نہ کرو اور اب ہم راہ مین توقف نہین کرینگے جب شاہزادہ برہانپور مین آیا تو بہادر مرزبان خاندیس اس سے ملنے نہ آیا - شاہزادہ کا ارادہ اسکی مالش کا ہوا - مرزا یوسف خان کو کہ پٹن کا ارادہ رکھتا تھا اپنے پاس بلالیا ابوالفضل سے بہت آدمی رخصت لے کر شاہزادہ پاس چلے گئے غنیم نے اس بیجا درنگ اور پراگندگی سپاہ سے دلیر ہو کر کئی دفعہ شاہی لشکر پر شبخون مارا - اور ناکام چلا گیا - چراگاہ پر دست درازی کرنے لگا - دشمن سے جوان مرد ایسے لڑے کہ ایمنگ خان نے لابہ گری شروع کی -

پادشاہ ۲۹ بہمن کو شنبہ کو اُجین کے قریب آیا - اسکا ارادہ تھا کہ مالوہ مین چند روز عشرت شکار مین بسر کرے - کہ سپاہ چستی و چالاکی سے احمد نگر کی فتح مین دل لگائے - مگر اسکو معلوم ہوا کہ بہادر خان مرزبان خاندیس کو اپنے قلعہ کی استواری پر اور سامان کی افزونی پر نظر تھی کہ وہ شاہزادہ سے نہ ملا - اسلئے گشایش و مالش کا خیال شاہزادہ کو ہوا - پادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ احمد نگر کی فتح کو جاوے - بہادر کا نہ ملنا اسکی سرتابی کے سبب سے نہین ہے - اسکا ارادہ ہے کہ اول ہماری کورنش کو آئیگا - ورنہ منغر کار تو سو چلہ حیلہ گری اس وقت کیا بنیگی کہ ہم برہانپور مین پہنچینگے - بہادر خان نے

لڑا اور زخمی ہو کر بھاگا اور کچھ دنون بعد مر گیا۔ ہاتھی اور سارا اسباب اسکا فولاد خان کے
ہاتھ آیا۔ فولاد خان کی نیک پرستاری ثابت ہوئی وہ ۱۲ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا
اور منصب ہزاری پایا۔ انہین دنون مین بہادر خان نے بھی معذرت کی اور نیاز مانگی
اپنی مادر کلان اور بیٹے کو ساتھ ہاتھیون کے ساتھ بھیجا اور عرض کیا کہ اپنی لغزش کے
سبب سے میرے دل پر بالکل خوف چھا رہا ہے اس سبب سے مین حاضری سے معذور ہون کچھ
دنون مجھ سے خدمت غائبانہ لیجائے تاکہ میرا ہراس دور ہو جاے۔ نیکو پرستاری کی شادی
سے درگاہ والا مین آؤن اپنے بیٹی کو بھیجتا ہون اسکو سلطان خسرو کے منکوحہ مین حضور
سپرد فرمائیے اسباب اور مال پیشکش مین بھیجتا ہون وہ سوچا یہ تھا کہ ان دنون مین قحط
پڑ رہا ہے میرے اس عذر کو حضور قبول فرما کر کوچ فرمائینگے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ کوئی عذر
تیرا قبول نہین ہوگا جبتک وہ خود نہ آئیگا۔ ہمارے جان پر بھروسہ کر کے چلا آ۔ اور خدمت گزاری
جلدی سے کر۔ ابوالفضل نے سندر داس کو بھیجکر قلعہ سنبل و ملو و جامو فتح کر لئے۔ ان قلعون
مین ابراہیم نے سر اٹھایا تھا وہ لڑا اور دستگیر ہوا۔ اور اپنی سزا کو پہنچا۔ متھرا داس بھی مردانہ
لڑ کر جان سپار ہوا۔ ۵ مہر کو ابوالفضل کو منصب چار ہزاری ملا اور صفدر خان نبیرہ راجہ علیخان
اور ہمشیرہ زادہ ابوالفضل کو منصب ہزاری ملا۔ تاکہ خاندیس کی سپاہ اس سے گرویدہ ہو
کوہ سا یہ بہت بلند اور دشوار گذار تھا۔ قلعہ نشین اسیر چڑھتے اور گزند پہنچاتے۔ قرابیگ مرزا
یوسف و مرزا تولک اور بعض امرا دشمن سے لڑے اور پایہ بہ پایہ غنیم کو دفع کرتے گئے یہان تک
کہ وہ قلعہ کے اندر چلے گئے۔ اور اہل قلعہ کو قرابیگ نے کچھ تنگ حال کیا۔

سعادت خان حاکم ناسک فرمان پذیر ہوا۔ مگر اسکا غلام راجو تھا اس نے اسکے
نوکرون کو بہکا کر اپنے ساتھ کر لیا۔ اور ہاتھی اور سارے اسباب پر قبضہ کر کے اس ملک کا
مالک بن بیٹھا۔ شاہزادہ دانیال کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے پانچ ہزار سپاہ
بسرکردگی دولت خان بھیجی اُس سے خوب لڑائی ہوئی اور لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی
احمد نگر کے قلعہ کو سپاہ شاہی محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ سعادت خان اور فرہاد خان

فتح احمد نگر + بدست شاہزادہ دانیال ۱۰۰۹ھ

نالائقی جواب لکھا اور ساتھ نہ چلا۔ ابو الفضل نے لشکر و فیلخانہ یہین چھوڑا اور بہت جلد
بادشاہ کی خدمت مین پہنچ گیا۔ پادشاہ نے خسروانی نوازش کرکے یہ بیت پڑھی ؎

فرخندہ شبے باید و خوش مہتابے + تا با تو حکایت کنم از ہر بابے ٭

چونکہ سپاہ احمد نگر کی کشایش کو گئی ہوئی تھی اور بادشاہ نزدیک آگیا تھا اسلئے آگے چلنے
کی ٹھیری اور ۲۱ اِسفندارمذ کو پادشاہ برہان پور مین آگیا۔ آگرہ سے اس شہر تک ۲۲۶
کروہ کا فاصلہ ہے ۱۹۵ دنون مین ۶۹ کوچون مین پادشاہ نے طے کیا۔
۲۳ رِ خان اعظم آصف خان و شیخ فرید و ابو الفضل کو آسیر کے محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا
جو لشکر پہلے بسرکردگی شیخ فرید بخشی بے آسیر کی فتح کو گیا تھا۔ اُسنے اپنے آدمیون کی
کمی اور دشمنون کی فزونی کے سبب سے دوربینی کے ساتھ یہ کام کیا تھا کہ وہ قلعہ سے تین
کوس پر پڑا تھا۔ بعض ناتوان بینون نے اور رنگ سے اس امر کو پادشاہ سے گذارش کیا
پادشاہ کو گران خاطر ہوا۔ ابو الفضل نے پادشاہ سے حقیقت حال کو بیان کرکے اس
گرانی کو دور کیا۔ اس تاریخ خاندیس کی نگہبانی ابو الفضل کو سپرد ہوئی ۲۳ کو اُس نے دو
جگہ آدمی بٹھائے۔ ایک طرف اپنے بھائی شیخ ابو البرکات کو دوسری طرف شیخ عبد الرحمن
اپنے بیٹے کو۔ تھوڑے عرصہ مین اُنھون نے گردن کشون کو مالش دی اور سرکشون کو مطیع
کیا۔ خاندیس کی سپاہ نے بندگی قبول کی۔ کسانون کو ایسا دلاسا دیا گیا کہ وہ اپنی کشتکاری
مین مشغول ہوئے۔ ۷ رِ اردی بہشت کو مظفر حسین کو النگ بھیجا۔ یہان فولاد خان جبشی
درد پائی۔ و ملک لشیر او بعض و سردار خاندیس کی بندگی کی داستان گذارش کرتے
تھے۔ رای درگا۔ رای منوہر۔ خواجگی فتح اللہ۔ میرزا ہد و میر گدائی و میر عبد الحی کو بسرکردگی
میرزا ہد کو اِس طرف پادشاہ نے بھیجا۔ اگر یہ لوگ اندرز سرائی کو قبول کرین تو اونکو ہماری
پاس روانہ کرین اور خود قلعہ کی فتح مین مصروف ہون ورنہ انکی مالش کرین۔ ہمین مین ابو الفضل کی
سمجھانے سے فولاد خان نے فرمان پذیری کا استوار پیمان کیا۔ مسعود بیگ سو بادشاہی
فیصل کیلئے گجرات جاتا تھا کہ وہ فولاد خان سے ملا۔ روپ رای فولاد کو اپنے سے کمتر و کم سمجھ کر

متفق ہوکر چاند بی بی کو مار ڈالا۔ اعتبار خان و میر صفی و مرزا تقی و حاجی محمد نے توپ اندازی
شروع کی۔ سپاہ شاہی کے دیر لگانے نے آسان کام کو مشکل کر دیا۔ چند بار غنیم قلعہ سے
باہر نکل کر لڑا۔ ناکام پھر گیا شاہزادہ کی سخت کوشش سے اسکے نوکر خاک ریزی (خندق
کو مٹی سے پر کرنے پر) پر دل نہادہ ہو۔ خندق کو بالکل بھر کر دیوار کی برابر کر دیا خندق
کی چوڑائی ۳۰ گز سے ۴۰ گز تھی۔ گہرائی سات گز۔ دیوار نیلے پتھر کی ۲۷ گز بلند تھی۔
اگرچہ بہت آدمی خدمت کی بجا آوری میں کوشش کرتے تھے مگر شاہزادہ کے اور مرزا
یوسف خان کے مورچلوں میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا۔ انہوں نے چند سرنگیں لگائیں
تھیں مگر اہل قلعہ نے انکا پتا لگا لیا اور انکو خالی کر دیا تعجب یہ ہے کہ اہل قلعہ نے اندر سے
نقب کھودی تھی اور اسمیں آگ لگائی تھی مگر وہ خاک ریز میں افسردہ ہو گئی اس سے
کچھ گزند لشکر شاہی کو نہیں پہنچا۔ بلکہ قلعہ کی ایک برج کو اسنے ہلا کر شکست پیوند کر دیا۔
اس پر لشکر شاہی کو اطلاع ہوئی اور اسکو خالی کیا اور اس میں ایک سو اسی من بارود
پر کی اور اسنے ایک برج کو جسکا نام لیلی تھا۔ اور ۳۰ گز دیوار کو ہوا میں اڑا دیا۔ اسکے
پتھروں سے دشمن کچلے گئے۔ مگر لشکر شاہی میں ایک کنکر بھی آنکر نہیں پڑی۔ پھر اس راہ
سے قلعہ میں تیز دست گھس گئے اور بہت سے مرزا یوسف خان کے مورچال میں سے
قلعہ کے اندر چلے گئے۔ غنیم کے پندرہ سو آدمی مارے اور کچھ آدمیوں کو ان کے دوستوں کی
سفارش سے رہائی دی۔ بہادر نظام الملک کا پوتا ابراہیم کا بیٹا بہادر ہاتھ آیا
گرانمایہ جواہر و مرصع آلات۔ عجیب کتب خانہ اور بہت سا مال و اسباب اور پچیس ہاتھی
غنیمت میں ہاتھ لگے توپیں اور باروت حد سے زیادہ۔ باوجودیکہ برسات کا موسم
تھا۔ مگر ان دنوں میں بارش نہ ہوئی۔ خاک ریز آسانی سے ہوگیا دوسرے روز سے
موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا۔ بادشاہ کو اس فتح کی برہانپور میں دو روز
بعد اطلاع ہوئی۔ بادشاہ جنیر میں ۲۳ آبان کو آیا۔ یہ آباد شہر نظام الملک کے
باپ دادا کا تھا۔ اگلی قلعہ کا نام سنیر تھا۔ جب احمد نگر فتح ہوگیا تو مرزا خان کو اس قلعہ پر

شجاعت خان - شرزہ خان - عبدالستار خان اور بہت سے دکنی اور زنگی عہد و پیمان
لیکر شاہزادہ کے پاس آئے - مگر دشمنان دوست نما کو یہ سودا ہوا - کہ ان کی کار شکنی
کیجے - اور بخیۃ کاروں کے طور پر شاہزادہ کو انکی طرف سے بھڑکائی - انکی رہنمونی سے
انہین سے بہت کو گرفتار کرلیا - فرہاد خان اور کوئی ایک اور مرزا خان کی ہمراہی مین بیخوف
و خطر خدمتگذار تھے وہ بھاگ گئے پیمان شکنی کی شہرت نے تازہ شورش برپا کی جو
رئیس شہزادہ سی ملنے آئے تھے وہ اُلٹے چلے گئے -
لشکر شاہی احمد نگر کی فتح مین مصروف تھا - بیجاپور کا لشکر اپنی سرحد کی پاسداری کی
واسطے سرحد پر آیا تھا اور بڑی نگرانی کرتا تھا - غرض پرست فتنہ دوستوں نے اس لشکر
کے آنے کی گرم بازاری کو اور روش پر ادا کیا - قریب تھا کہ قلعہ کے گرد سے سپاہ اوٹھ
جائے - مگر کچھ ایسا سبب ہوگیا کہ اس نے محاصرہ نہ چھوڑا لیکن ناسک سی سپاہ بیٹھ
بلائی گئی اور وہ ملک لیا ہوا ہاتھ سے بُری طرح نکل گیا - چودھوین کو بادشاہ برہانپور
پہنچ گیا -
لشکر شاہی قلعہ احمد نگر کی فتح کو بھیجا گیا تھا اسکا یہ ارادہ تھا کہ بارش کے بعد
اس کام پر دل لگائی - مگر بادشاہ نے پیہم کوشش کی اور خود برہان پور مین آگیا تھا
اسلئے لشکر نے اسپر توجہ کی - مرزا رستم ایک لاکھ مہر لیکر مرزا دانیال پاس آگیا تھا چاند
بی بی اپنے پیمان پر جو ابوالفضل سے کیا تھا قائم تھی ابہنگ خان (ہنگ خان) بہت
سے زنگی اور دکنی لیکر لوہ کے سرے پر کارزار کا آہنگ رکھتا تھا - یہ شاہی اقبال تھا
کہ لشکر دکن مین نفاق و دورو ئی پیدا ہوئی - ۲۶ فروردین کو ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ تھا
کہ بعض سردار بادشاہی سپاہ سے سازش رکھتے ہین اسلئے ابہنگ خان ہمت ہارے
دیتا تھا اور بے لڑے پراگندہ ہوا جاتا تھا - ۲ اردی بہشت لشکر شاہی نے احمد نگر کے نزدیک
خیمے ڈالے اور مورچالین امیروں کے لئے مقرر ہوئے - چاند بی بی اپنے عہد و پیمان کو تازہ
کر رہی تھی کہ حبشہ خان خواجہ سرا کو اسکی اطلاع ہوئی اوس نے بعض اہل قلعہ کے ساتھ .

اس نے پایہ بہ پایہ اپنے مورچال کے آدمیون کو بھیجا۔ آخر شب مین پہلے گروہ کے چند آدمی اس پوشیدہ راہ مین چلے۔ دروازہ مالی کو توڑا۔ بہت سے جوان مرد قلعہ کے اندر آگئے۔ نقارہ اور کرنا قلعہ کے اندر بجا۔ آدمیون کے آنے مین دیر لگی۔ اسلئے قلعہ نشین کچھ اٹھے۔ ابوالفضل خود آیا۔ رہبر نے راہ بتانے مین کچھ غلطی کی۔ لڑائی گرم ہو رہی تھی مینہ برس رہا تھا صبح کے وقت وہ طناب پر چڑھ کر قلعہ مین گیا۔ تھوڑی دیر غنیم سراسیمہ ہو کر آسیر مین بھاگ گیا۔ جب دن ہوا تو اور مورچال نشین بھی ہر طرف سے لڑنے کو دوڑے۔ گڈھیا اور چونہ پر پہنچے۔

اس امر کا خیال بھی نہ تھا کہ مرزبان خاندیس بادشاہ کے لئے دروازہ نہ کھولیگا اسلئے سامان قلعہ کشائی ہمراہ نہ تھا۔ ہزار کوشش سے چند توپین پرنالہ و کاویل و احمدآباد سے آئین جب مالی گڈھ فتح ہوا تو بہادرخان کی آنکھین کھلین۔ ایک زیرا اپنا ابوالفضل پاس بھیجا۔ بادشاہ کی خدمت مین آنے کی اور پناہ مانگنے کی درخواست کی اسکا جواب اسلئے کچھ نہ دیا جب وہ بہت رویا دھویا تو اسکے فرستادہ کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ ۲۳ آذر کو بادشاہ نے رام داس کو اُس پاس بھیجا۔ وہ چوتھے روز مقرب خان کو جو بہادرخان کی ناک کا بال تھا ساتھ لایا۔ اُسنے پیام عرض کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ قلعہ اور ملک اسکو پھیر دیا جائے اور قیدی رہائی پائین تو سر کے بل حضور کے پاس آتا ہون۔ ایک پرانی رسم یہان چلی آتی ہی۔ کہ وارثون مین سے ایک مسندنشین ہوتا ہے اور سب بھائی اور خویش اسکے تہ خانون مین زن و زاد کے ساتھ بسر کرتے ہین۔ بادشاہ نے اسے قبول کرلیا۔ جان و ناموس کی امان دی۔ بہادرخان بادشاہ کی خدمت مین ناصیہ فرسا ہوا۔ اسکے دو چھوٹے بیٹے افضل خان اور خداوندخان اور اور امراء اسکے باریاب ہوئے۔

بادشاہ پاس بہادرخان کا آنا ۱۰۰۹ھ

قلعہ مین آذوقہ بہت تھا۔ توپون کی کثرت تھی۔ سپاہ کی فراوانی اور آلات پاسبانی کا سامان ایسا تھا کہ کسی اور قلعہ مین نہ تھا۔ یہان بادشاہی لشکر مین قلعہ گیری کا سامان نہ تھا۔ اس قلعہ کے محاصرہ مین آدمیون کے اجتماع سے وبا شروع ہوئی۔ بہت آدمی روز مرتے مگر اہل قلعہ رعیت کے مرنے پر کچھ خیال نہین کرتے اور نئے نئے

قلعہ اسیر کا فتح ہونا ۱۰۰۹ھ

بھیجا۔ وہ بے جنگ ہاتھ آیا۔ بہادر خان نے عزہ مہر کو سادات خان کو جو اسکا میر شمشیر تھا
بادشاہ کے پاس دس ہاتھیوں کے ساتھ بھیجا وہ بادشاہ کے پاس آیا۔ وہی پہلا پیغام
اُس کا گذارش کیا۔ مگر بادشاہ نے اُسے نہین قبول کیا۔ ایلچی کو واپس جانے کی اجازت دی
مگر اس نے عرض کیا کہ مین بہت مشکل سے اس تنگنا سے نکلا ہون۔ مجھے مدت سے حضور کی قدمبوسی
کی آرزو تھی۔ اسلئے بادشاہ نے اُسے ہزاری کا منصب دیا اور شیخ پیر محمد حسین کے ہاتھ جو اسکے
ہمراہ تھا۔ بہادر خان پاس جواب بھیجدیا۔

آسیر منتخب قلعون مین سے تھا۔ استواری اور بلندی مین بےنظیر تھا۔ اسکی کمرگاہ مین ایک
نامور قلعہ مالی گڈھ تھا۔ جو آسیر مین جانا چاہے تو اول اس کو اس قلعہ مین گذرنا پڑتا ہے
اسکے شمال مشرق مین چونہ مالی ہے جسکی کچھ دیوارین بنے گئی ہین۔ مشرق سے نیرت تک پہاڑ ہے
ہین جنوب مین سربلند پہاڑ کوڈھیہ ہے۔ نیرت مین ایک پہاڑ ساپن ہے۔ دشمنون نے ان
سب جگہون کو توپ اور آدمیون سے استوار کر رکھا تھا۔ ساپن کی فتح ہونے کا حال پہلے
بیان ہوا ہے۔ کوتاہ اندیش اسکی فتح کو پسند نہین کرتے تھے۔ بنگاہ کی دوری سے سب
چھوٹے بڑون کا دل آزردہ ہوتا تھا۔ اہل قلعہ کی زرفشانی نے بھی بعض کو متزلزل کر رکھا تھا
اہل قلعہ مین سے ایک نے قرابیگ سے ملکر پوشیدہ راہ بتائی کہ اس سے بہ آسانی جاسکتی ہو مگر کارپردازی
منظور نہ تھی۔ اسلئے اسکی اطلاع پر کان نہ لگایا۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو خبر دینے
والے کو دوائی بتا دیا۔ بہت آدمیون کے مرنے کی خبر سنکر بادشاہ کو بازر کہا۔ ۱۷ امر
آذر ہشتہ کو ابوالفضل کو اس مہم کا اہتمام سپرد ہوا۔ جب وہ یہان آیا تو قرابیگ سے راہ
کو پوچھا۔ اہل مورچال کو اطلاع دی کہ اس ہفتہ مین قلعہ کشائی کے لئے دوڑونگا جب نقارہ
کرنا کی آواز سنو تو ہر ایک زینہ پر سوار ہوکر قلعہ مین آؤ۔ اور نقارہ کو بہت زور سے بجاؤ۔
انہون نے خواہ مخواہ قبول کیا۔ مگر اسکو دیوانہ جانا۔

۱۰ اسکی اندھیری رات مین مینہ برسنے کے اندر خاص آدمیون کو گروہ گروہ کرکے ساپن
پہاڑ کے اوپر چڑھایا۔ اول آدھی رات کو قرابیگ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔

سپاہ آسایش سو رہی اور مورچل آگے بڑھتے گئے۔ تو پوان نے اپنے گولے برسائے۔ مگر لشکر شاہی مین سوا الغ بیگ بدخشی و سید ابو المعالی کے کوئی بڑا آدمی نہین مرا

انہی دنون مین بادشاہ نے بیجاپور و گلکنڈہ و بیدر مین ایلچی بھیجے۔ عادل خان مرزبان بیجاپور نے اول ایک لعل گران بہا بھیجکر نیایش گری کی۔ ایسی ہی قطب الملک گلکنڈہ نے اور ملک برید بیدر نے نیازمندی ظاہر کی ان سب کی خواہش یہ تھی کہ کچھہ دنون کے لئے بارگاہ خلافت سے دلدہی کے ساتھ نامزد ہون۔ شاہزادہ مراد کے مرنے پر اور بیر کی لڑائی پر اور احمد نگر کے محاصرہ پر نظام الملکیون نے اُن سی یاوری چاہی مگر اُنہون نے بادشاہ کی دولتخواہی کا سرشتہ چھوڑ کر ائی باتون پر کان نہ لگایا۔ اور لیا دولت بھی بادشاہ کی بازگشت کے سبب ڈھونڈ رہے تھے اسلئے دکنیون کی آرزوئین پوری ہوئین۔ ۱۲ کو بادشاہ نے عادل خان پاس شریف سرمدی کو قطب الملک پاس مسعود بیگ کو ملک برید پاس مومن بیگ کو بھیجا اور زبانی اور تحریری بہت سی نصیحتین اُن کو کین۔

احمد نگر فتح ہو گیا مگر کارسازون کی ناپروائی سے فتنہ بڑھنے لگا اناج مہنگے ہونے نے لشکر شاہی کی قوت کو ضعیف کیا۔ دکن کے خود کام فراہم ہوکر شورش برپا کرنے لگے مرتضی نظام الملک کے چچا شاہ علی کے بیٹے علی کو اُنہون نے اپنا نظام الملک بنایا۔ بادشاہ کو سارا حال یہان کا نہین معلوم ہوا۔ مگر علی پسر شاہ علی کی بدگوہری اور راجو کی فتنہ افزائی بہت مشہور ہو گئی۔ اس سبب سے خانخانان کو احمد نگر بھجوایا اور ابو الفضل کو ناسک روانہ کیا۔

جب ابو الفضل نے ملک ناسک کی فتح کا سامان اچھی طرح آمادہ کیا اور سترابون کی مالش کے عمدہ روش پر آمادہ ہوا تو حیلہ پردازون حسد پیشون نے بادشاہ سے اسفندیار مذکو حکم بھجوایا کہ پسر شاہ علی کے پاس بہت آدمی جمع ہو گئے ہین وہان جاؤ اور خانخانان کے ساتھ اتفاق کرکے کام کو شائستگی سے انجام دو۔ ابو الفضل قصبہ انوی

حملے ہر وقت نکالتے رہتے۔ مالی گڈھ کی فتح ہونے سے اُن کی آمد و شد کی راہ بند ہو گئی
تو وہ کچھ چوکے۔ پادشاہ کے نوکرون کی رہنمونی سے آخر داستان یہ قرار پائی کہ بہادر نگاہ
والا ہین جبین سائی کرے پادشاہ اسکو قلعہ و ملک پھیر دیگا اور نہین تو بہادر یہ گذارش
کرے کہ اہل قلعہ میرے کہنے سے باہر ہین۔ یہ تدبیر عمل مین آئی۔ اور بہادر نے جو سکھایا تھا وہ
عرض کیا تو پادشاہ نے ابوالفضل کو اجازت دی کہ وہ اس حصار کو فتح کرے وہ اسیر
متوجہ ہوا۔ گو مورچال آگے بڑھائے اور بڑی بڑی توپین لانے کی اجازت حاصل کی
مگر کارآگاہون کو مخفی بھیج کر اہل قلعہ کو دل آویز پا۔ تو ان سے اپنی طرف کیا۔ انہون نے یہ کہا کہ
بہادر خان کے خط فلان وبہان کے نام لادو کہ ہم پر قلعہ کے سپرد کرنے مین بیوفائی و بدنامی
سے ہمارا منہ کالا نہ ہو۔ مال و جان و ناموس کی نگہبانی کا فرمان پادشاہ کا حاصل کرو۔
بہادر خان نے اول لکھنے مین بحث کی مگر آخر کو نوشتے لکھ دیئے اور مہر لگا دی۔ ان نوشتون
پادشاہی فرمان کے ساتھ اہل قلعہ پاس ابوالفضل نے بھیجدیا۔ چار روز مین ۳۴ ہزار آدمی
مع زن و زاد او پر سے نیچے آئے اور شائستہ طور پر حافیت کی جگہ پہنچ گئے۔ ۷ ر
بہمن کو شیخ عبدالرحمن پسر ابوالفضل کو اہل قلعہ نے کنجیان سپرد کردین بہادر کے فرزند
بھائی و چچا تعداد میں ۵۳ جنمین بعض پیر و جوان بعض خردسال تھے نیچے آئے۔ وہ
پادشاہ کی خدمت مین بھیجے گئے۔ پادشاہ نے ان سب کو گرانمایہ خلعت دیئے ہر ایک کو
اپنے ملازمون کے ہان مہمان جدا جدا بنایا۔ ارادہ یہ تھا کہ انمین سے ہر ایک کا امتحان
لیکر منصب دیا جاے۔ انکے خزانہ و جواہر اور سارے مال و اسباب کی حفاظت کیلئے
ابوالفضل نے بہادر خان کے حوالہ دارون کے ساتھ پادشاہی دانشمند اہل کارون
کو کرکے قلعہ حوالہ کیا اور کارآگاہان دولت کو ہر جگہ مقرر کیا اور خود پادشاہ کی
خدمت مین آیا۔ ان کوہ نشین احمقون نے ایک لاکھ جاندار سے زیادہ قلعہ کے اوپر لیجا کر
جمع کئے تھے۔ جاندارون کی انبوہی سے ہوا دگرگون ہوئی اور وبا پھیلی پچیس ہزار
آدمی بیمار ہو کر مرے۔ لشکر شاہی مین کمی بارش کے سبب غلہ بہت پہنچتا رہا۔ اور یہ

بادشاہ کی بازگشت دار الخلافہ آگرہ کی طرف سنہ ۱۰۰۹ھ

پیادے اُس پاس ہین۔ سال گذشتہ مین جالناپور مین خانخانان اسکی دلاسا کے لئے ادھر طرف گیا تھا اور ابوالفضل کو علی پسر شاہ علی کی چارہ گری سپرد کی۔ ساحل گنگ (گوداوری) پر آیا بہت سے امیر جو پہلے اس کام کے لئے گئے تھے وہ موجود تھے۔ قلعہ کالنہ فتح ہوگیا۔ احمدنگر کے منتخب قلعون مین سے تھا اور سعادت خان پاس تھا وہ مدت سے بندگی کی آرزو رکھتا تھا۔ جب خواجگی فتح اللہ جسکا اوپر ذکر ہوا اس قلعہ کے نزدیک آیا تو اُسنے شائستگی کے ساتھ یہ قلعہ اُسکو سپرد کر دیا۔ ۲۳ اردی بہشت کو شاہزادہ دانیال پاس بادشاہ نے دو لاکھ مہر بھیجین جس سے ملک کشائی کی قوت بڑھ گئی۔

پہلے اس سے کہ قلعہ احمدنگر فتح ہو بعض اولیاء دولت کو بنگاہ دوستی کے سبب سے اور ایک گروہ گرانی اشیاء کی وجہ سے بعض دکان آرائی کی وجہ سے سخت کوشش کرتے تھے کہ شہر بالغیر آسیر فتح کئے اُلٹا چلا جائے۔ بادشاہ سے جب کوئی بازگشت کے لئے کہتا تو اسکو جواب ایسا دیتا کہ اُسکی زبان بند ہو جاتی۔ جب قلعہ آسیر فتح ہوگیا تو اولیاء دولت نے اور زیادہ مراجعت کے لئے باتین بنانی شروع کین۔ بادشاہ کا ارادہ یہ تھا کہ ملک احمدنگر بالکل ناسپاسی کے خس و خاشاک سے پاک ہو۔ اسکے بعد بیجاپور و گلکنڈہ و بیدر پر غلبہ ہو کہ وہان کے فرمان روا فرمان پذیری کا استوار عہد کرین۔ ان دنون مین مرزبانون کے نیائش نامے بادشاہ پاس آئے تو کوچ کرنیوالون کے ہاتھ ایک دستاویز آئی۔ بادشاہ کا ارادہ نہ تھا کہ جب تک ایلچی نہ آئین وہ جائے لیکن چھوٹے بڑون کی سخت کوشش سے ۱۱ اردی بہشت کو اُس نے کوچ کیا۔ ۱۲ کی رات کو بہت سے آدمی بن پوچھے ابوالفضل سے جدا ہوگئے۔ بہت دنون سے انکا ارادہ ہندوستان جانے کا بادشاہ کے ساتھ تھا۔ غرض بادشاہ کے جانے کی خبر گرم ہوئی تو عجب رواروی پیدا ہوئی۔ دکن کے ناسپاسون نے شورش مچائی۔ ہر روز لڑائی ہونی شروع ہوئی۔ اس ہنگامہ روی مین جعفر پسر مرزا یوسف دکنیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ جس سے انکا غرور بڑھ گیا۔ شاہزادہ نے جو اپنے اہل حرم کو احمدنگر سے بلایا تو اور آشوب بڑھا۔ مرزا یوسف خان کی سپاہ کو لیکر مرزا رستم ہمراہ ہوا۔ بادشاہ اسپر خفا ہوا۔ کچھ دنون کورنش سے باز رکھا

اس طرف روانہ ہوا۔

جس وقت سے احمد نگر فتح ہوا۔ شاہزادہ دانیال کو باپ پاس جانے کی لو لگی۔ پادشاہ نے بھی اُس پاس فرمان بھیجدیا کہ مرزا شاہرخ کو احمد نگر سپرد کر کے میرے پاس چلے آؤ۔ دہم اسفندیار مذکور و د پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ نے اسپر نوازش کر کے خاندیس کی حکومت عنایت کی اور اس ملک کا نام اسکے نام پر داندیس رکھا۔ شاہزادہ دانیال نے دولت خان لودی کو نوکر رکھکر اور دو ہزاری منصب دیکر احمد نگر مین مرزا شاہرخ کی کمک کو بھیجا تھا وہ قولنج سے مرگیا۔ ۲۰ کو خواجگی فتح اللہ ناسک کی طرف اسلئے بھیجا گیا کہ یہان کا حاکم سعادت خان پیمان شکنی کر کے باغی ہو گیا تھا۔ مگر اب وہ یہ چاہتا تھا کہ مجھے کوئی لیکر پادشاہ پاس لے جاے۔ پادشاہ نے ۲۲ کو بہادر خان کو گوالیار بھیجا کہ وہان زندان کو دبستان بناکے کچھ آگہی حاصل کرے۔ جہربانی سے زہ و زاد اس کا ہمراہ کیا۔ ولی بیگ و سیام بیگ وابو ناصر اور کچھ سپاہ کو ساتھ کردیا۔

عادل خان بیجاپور کا فرمان روا آرزو رکھتا تھا کہ اسکی بیٹی کا نکاح شاہزادہ دانیال سے ہوجاے اسلئے ۲۹ کو میر جمال الدین انجو خواستگاری کے ساتھ وہان بھیجا گیا۔

بریدکا مرا بیشین مین سے علی پسر ولی خان تھا وہ بیجاپور کے نزدیک اس فکر مین تھا کہ کسی طرح بڑا آدمی ہو جاؤن۔ کچھ آدمیون نے اُسے بلاکر تھوڑے دنون بیدر مین بھی چھپا رکھا تھا اس زمانہ مین کہ مومن پادشاہ کی طرف اندرز گوئی کے لئے گیا تو علی اسکے قبول کے خیال سے قلعہ سے نکل کر شہر مین آیا۔ مگر زر پرست ناسپاسون نے اسکو ایدر لیجا کر ایک شور برپا کر دیا۔ علی مجبوری زن و زاد کو لیکر ناروان سے گلکنڈہ کو چلا۔ بدنہادون نے پیچھے آن کر اسکی مان اور رشتہ دارون کو دستگیر کیا اور انکو مار ڈالا۔ غرض پادشاہ سے سرتابی کی سزا اُسکو یہ مل گئی۔

علی پسر شاہ علی کو سزا دینا بڑا کام تھا اسلئے ابوالفضل کو ناسک سے بلالیا تھا وہ برن گانو کے قریب پہلے سال مین خانخانان سے ملا۔ ناگاہ یہ خبر آئی کہ دکنو زمیندار عادل خان بیجاپوری کی نالش سے احمد نگر کے قریب آیا ہے اگرچہ وہ فرمان پذیری کی داستان کہتا ہے مگر اسکی دست یازی کا خوف ہے وہ ملک احمد نگر کا بڑا زمیندار ہے۔ پانچ ہزار سوار اور بارہ ہزار

شکست ہوئی وہ پھر الٹا چلا گیا۔ خیرہ سری سے آمادگی بغیر لڑنے لگا بہت سے اسکے ساتھی بھاگ گئے مگر وہ ثابت قدم رہ کر لڑتا رہا۔ یہان تک کہ گرفتار ہو گیا۔ ابو الفضل علی پسر شاہ علی کی مالش کے درپے تھا۔ علی مردان خان کا یہ حال ہوا۔ تلنگانہ ہاتھ سے گیا اور شورش بلند ہوئی ابو الفضل نے چاہا کہ مرزا رستم کو کچھ سپاہ کے ساتھ اس طرف بھیجے مگر اسنے کج منشون کی رہنمونی سے انکار کیا نا چار اسکو اپنے بیٹے عبد الرحمن کو اس خدمت پر بھیجنا پڑا۔ بارہ سو سوار اسکے ساتھ گئے۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ شمشیر عرب کو اسکے لشکر مین لیپٹا۔ پاتھری مین شیر خواجہ کو دلاویز نامے لکھے کہ لڑائی مین سرگرم ہو۔ عبد الرحمن جاکر شیر خواجہ سے ملا اس نے بزم یکجہتی آراستہ کی اور کار آگہی اور مردانگی کو ہمدوش کیا۔ پسر شاہ علی نے فرہاد خان اور حبشیون اور دکنیون کو روانہ کیا اور ہنگامہ سپاہی گرم کیا پادشاہی سپاہ نے اس طرح صف بندی کی قول مین شیخ عبد الرحمن۔ میر ہزارہ۔ میر محمد امین جودی میر عبد الملک۔ تجلی خان یوسف جھارہ۔ سید علی بعض منصبدار ہراول مین۔ شیر خواجہ باز بہادر وغیرہ برانغار مین حمید خان وغیرہ جرانغار مین بہادر الملک۔ بہادر خان گیلانی وغیرہ نے ناندیر کے قریب دریا رگنگ گوداوری سے عبور کیا۔ رود بار مانجرا کے قریب مخالف کی سپاہ آئی۔ جسکے قلب مین عنبر جیو دست راست مین فرہاد خان تھی اور دست چپ مین منصور خان حبشی تجلی روز یکشنبہ ۶ خرداد کو دوپہر سے لڑائی شروع ہوئی۔ غنیم سے پہلے لشکر پادشاہ کی فوجین آراستہ ہوئین بہت دیر کے بعد سپاہ غنیم اس ملک کے دستور کے موافق شورش مچاتی ہوئی پہونچی۔ جنگ مین بہت سے پادشاہی آدمیون کے پاؤن جمے کچھ پرتال اسکا لٹ گیا۔ پھر پادشاہی بہادرون نے جنگ مین ثابت قدمی کی۔ کئی دفعہ ہر طرف کا لشکر آگے پیچھے ہٹا۔ سپاہ کے انتظام مین پراگندگی ہوئی۔ اس وقت قول نہایت عمدہ طرح سے آیا کہ غنیم بیتاب ہو کر بھاگا۔ بہت اسکے سپاہی زخمی ہو کر باہر چلے گئے۔ ہاتھی اور بہت غنیمت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگی۔ پادشاہی لشکر مین کوئی بڑا آدمی نہین مارا گیا رستم خان زال بیگ بداغ بیگ میر عبد الملک میر حاج و سید علی کچھ زخمی ہوئے اور اچھے ہو گئے لیکن غنیم کے بہت سے مارے گئے۔ دن تھوڑا باقی تھا اسلئے تھوڑی دور تعاقب کرکے پادشاہی لشکر چلا آیا

راے درگا اور راے بھوج بھی جنکو ابوالفضل سے ملنے کا حکم ہوا تھا اپنے گھر چلے گئے اگرچہ
وہ کار پژوہ نہ تھے مگر انکے ملنے سے ابوالفضل کو تقویت ہوتی۔ ۲۵ کو مرزا شاہرخ شاہزادہ پاس چلا گیا
دانیال نے اسکو احمدنگر مین مقرر کیا تھا۔ ۲۶ کو بادشاہ نے ابوالفضل پاس بیس ہاتھی اور
اسی قدر دھنتال (توپ جسکو ہاتھی کھینچین) اور دس گھوڑے اور کچھ نقد بھیجی جس سے
فیروزی کا سرمایہ بڑھا۔ ۲۸ کو سلطان دانیال کو بادشاہ نے برہانپور بھیجا بادشاہ کا
ارادہ تھا کہ اسکو ہاتھی کے شکار مین اپنی ساتھ لے جائے مگر دکن مین شورش ہونے سے اسکو
الٹا بھیجدیا۔ مرزا شاہرخ۔ مرزا یوسف خان۔ شہاب الدین قندھاری کے برخوردار یوسف
مسعود خان حبشی اور تین ہزار ایماق بدخشی جو توران سے ابھی نئے آئے تھے اور بہت سے اور
سپاہیون کو اسکی ہمراہ کیا جس سے روا روی کچھ کم ہوئی۔

صوبہ احمدنگر کے عمدہ قلعون مین قلعہ ترنباک تھا۔ آب گنگ (گوداوری) کا
سرچشمہ اس مین جوش کرتا تھا۔ وہ ایک بزرگ پرستش کدہ تھا۔ وہ سعادت خان پاس تھا۔
ہم نے پہلے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ کا تابع ہوگیا تھا۔ اس نے قلعہ کالنہ سپرد کیا تھا۔
قلعہ بھی بادشاہی آدمیون کو یہان لاکر اسنے سپرد کیا۔ مگر سپاہ کے سردارون نے دلگرفتگی
کے سبب سے قلعہ کی پاسبانی کا سامان نہ کیا اور الٹے چلے گئے۔ راجو بہت سی سپاہ کے
ساتھ پیچھے آیا۔ لڑتا ہوا آگے چلا۔ جہان وہ لڑا بادشاہی سپاہ کو فتح ہوئی۔ راجہ
بھرجی و ہاشم بیگ فولاد خان و ملک شیر و سادات بارھہ و عظمت خان نے کارہائے
نمایان کیے ہر ایک اپنے اقطاع کو گیا۔ راجو نے پھر کر قلعہ پر غلبہ پایا +

بہادر خان گیلانی تلنگانہ مین حاکم تھا۔ اُس پاس جنگ کا سامان کم تھا عنبر جیونے
بہت سے دکنی و زنگی جمع کرکے اسپر حملہ کیا۔ وہ کچھ لڑا اسنے شکست پائی اور کسی طرف چلا گیا۔
غرض پرستی کے سبب بادشاہ کو اسکی اطلاع نہین ہوئی اس حبشی نے خودسرون کو
جمع کرکے ہنگامہ ناسپاسی برپا کیا۔ سپاہ تلنگانہ کا سردار علی مردان خان تھا۔ وہ
پاتھری کے نزدیک شیر خواجہ کی یاوری کو آیا تھا کہ اسنے سنا بہادر خان گیلانی کو

کچھ ملک میر اسکو دئے جائین تاکہ وہ روز افزون پرستاری کرے اور خدمتگذاری سے باز نہ رہے۔

چونکہ دولت خان کو بے وقت بلالیا تھا۔ راجو نے دست درازی شروع کی ناسک و بعض ور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ جب خواجگی فتح اللہ اس طرف گیا اور کچھ کام نہ کیا تو بہت سے ہمراہی اُسکے راجو سے جا ملے اس سبب سے وہ اور زیادہ سرکش ہو گیا۔ اُس زمانہ مین کہ ملک کے کارساز ناپروائی کی نیند مین سوتے تھے اور ابوالفضل بیمار تھا راجو دولت آباد سے آیا۔ جالناپور تک ملک لے لیا۔ ابوالفضل گو اور کام کے لئے مقرر ہوا تھا اور ناتوان تھا مگر اُس نے راجو کی مالش کو مقدم جانا۔ گوداوری کے کنارہ سے بارش کی شدت مین وہ چلا۔ میر مرتضیٰ و وفادار خان وغیرہ کو یہان اس خوف سے چھوڑا کہ علی اپنے عہد سے برگشتہ نہ ہو جائے اور اس طرف شورش برپا ہو جائے وہ تیز چل کر آہوبرہ مین آیا راجو کو اسکا یقین نہ آیا۔ جب اسکو یقین ہوا تو وہ اُلٹا چلا گیا۔

۱۶ ارکو ابوالفضل دولت آباد مین آیا جب اُس کو معلوم ہوا کہ راجو یہان کہین قریب ہی تو اُسنے آہوبرہ مین بنہ و بار کو چھوڑا اور اُسکی مالش کے لئے روانہ ہوا۔ راجو کہسار مین جا کر حوض قتلو پر سراسیمہ جا بیٹھا جب لشکر شاہی گریوہ سے نیچے اترا تو راجو دولت آباد سے گذر کر ناسک کی طرف گیا ۲۲ ارکو ابوالفضل حوض قتلو پر پہنچا ارادہ تھا کہ اُسکے پیچھے جا کر مالش کرے کہ ہمراہیون کے اختلاف آرا سے وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

ہم نے پہلے لکھا ہی کہ دنکو بیجاپور کے لشکر سے ہزیمت پا کے احمدنگر کی پناہ مین آیا تھا مگر وہ بھاگ گیا۔ اپنی زمین کو خالی پایا۔ وہان جا کر شورش کا خمیر مایہ ہوا۔ پہلے ہی آدمی اسکی جان گزائی کے لئے تیار ہوئے تو اُس نے سخت کوشش کر کے اپنے تئین احمدنگر مین پہنچایا۔ لابہ گری اور زنہار خواہی شروع کی۔ خانخانان نے اسے منظور کر کے دست آویز گرفتاری بنایا۔ دنکو نے دوربینی چھوڑ کر بابا جی

راجو کی شورش سنہ ۱۰۰۹

دنکو کا [illegible] سنہ ۱۰۱۰

سپاس گذاری کے لئے انجمن ہوئی۔ اس لڑائی مین شیر خواجہ و بہادر الملک و حمید خان نی
سخت کوشش کی غنیم کا لشکر پانچہزار۔ اور پادشاہی لشکر تین ہزار تھا۔ مگر اسنے یہ دشوار کام
آسان کیا۔ اب سپاہ پاتھری سے تلنگانہ مین آئی۔ کچھہ نظام الملک کی سپاہ اس سے لڑنے
آئی۔ رلے چند سو سوار لے کر اس سے لڑنے گیا اور فتحمند ہوا۔ مرزا خان جنیر سے نکلا۔ گرانی جنس
کے سبب سے شاہی لشکر مین فتور آیا ھندیا زمیندار نے سرور حبشی و محمد خان زنگی اور سرکشون
کو لیکر ہنگامہ برپا کیا۔ مرزا خان کم یاوری اور گرانارجی و تہیدستی کے سبب لڑتا ہوا احمدنگر
کی طرف آیا۔ اا رخرداد کو اس شہر مین پہنچکر آرام کیا۔

جب پادشاہ برہانپور مین تھا تو علی نے اپنے کارآگہون کو بھیجکر اپنی بندگی پادشاہ
سے عرض کی وہ لوگ کہ پادشاہ کا کوچ یہان سے چاہتے تھے انہون نے اس کی گذارش
کو گران ارز بنایا۔ اسکے ز لاسے کا فرمان حاصل کیا اور میر بلس کے ہاتھہ بھجوایا جب پادشاہ
کے کوچ کا آوازہ گرم ہوا۔ تو فرستادہ نہ فرمان کو بہ آئین دلخواہ لیجاتا تھا نہ جواب دیتا تھا
جب ابوالفضل گوداوری کے کنارہ پر آیا اور آگے جانے کا ارادہ کیا تو اسنے عذر کرنے کا قصد
کیا اور فرستادہ کو اپنے پاس بلایا۔ دونو مین بہت نادرست گفتار درمیان مین آئی
ناگاہ شورش تلنگانہ برپا ہوئی۔ علی مردان خان بہادر و مرزا یوسف کا بیٹا گرفتار ہوئے
فرمان فرمانے کوچ کا اور پادشاہی لشکر مین سے بہت سے آدمیون کے چلے جانے کا آوازہ
بلند ہوا۔ تو علی نے پھر سرتابی کی لشکر کے قریب بھیڑ و باش بھیجکر شورش مچائی سہ دفعہ لڑائی مین
پادشاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔ ناگاہ تلنگانہ کی شکست کی خبر سب جا پھیل گئی تو علی نے
زاری و پوزش گری کی متواتر لابہ گری کی اسکو جواب ایسے ملے کہ اس سے اور بھی وہ ہوا مضطر
شرمندگی اپنی ظاہر کی۔ فرستادہ کو نہایت بزرگ داشت کے ساتھ مرزا یوسف خان کے
بیٹے کو ہمراہ کرکے روانہ کیا۔ ۲۰ کو وہ لشکر مین آگئے۔ ابوالحسن اور اسکے معتمدون نے
یوسف خان کے بیٹے کو حوالہ کیا اور یہ قرار پایا کہ جب وہ علی مردان خان کو لائیمن اور
پیمان نامہ بندگی سخت سوگندون کے ساتھ حوالہ کرین تو سرکار ارسیہ دھارور و

رہائی پائی۔ لجکنہ اور بعض اور جوانمردبھی اپنے ہاتھیون کو کام مین لائے سے مین گرد و رفتہ
ہوئے دولت آباد کے قریب پہنچے۔ اہل قلعہ راجو کی یاور ہوئی۔ قریب تھا کہ بادشاہی لشکر
کو شکست ہو کہ ابوالفضل نے جاکر لڑائی کو سنبھال لیا اور غنیم کو پراگندہ کر دیا۔ جب دن
ختم ہوا اور لشکر پھر آیا اور کچھہ نیچے اترا تو پھر مخالفون نے ہر طرف سے حملہ کیا۔ گو سپاہ
بے آئین ہوگئی تھی مگر پھر بھی اُسنے بعض دشمنون کو مارا بعض کو اسیر کیا اور فتحمند ہوئی۔
کچھہ دنون راجو مقابلہ مین نہ آسکا۔ قلعہ دولت آباد کی پناہ مین تھا۔ دوبارہ پھر بہت لشکر
لڑنے آیا اور شکست پاکر بھاگا۔

شورش تلنگانہ سنہ ۱۰۱۰

ہم نے اوپر لکھا ہی کہ شیخ عبدالرحمن نے جب تلنگانہ پر فتح پائی تو حمید خان باز بہادر
بہادر الملک کو اسکی نگہبانی کے لئے مقرر کیا تھا۔ مگر ملک کے کارساز بے پروائی کی نیند مین سوتے
اور ابوالفضل اس سرزمین سے کچھہ زیادہ دور تھا۔ عنبر جیو نے بہت سے آدمیون کو جمع کرکے
کرکے فتنہ اٹھایا۔ بادشاہی سپاہ باوجود کمی کمک کے مردانگی کے غرور مین آکر اسکے برابر
کھڑی ہوگئی۔ اسی سال بہمنی مین مانجرا کے کنارہ پر لڑائی ہوئی اور اسکو شکست ہوگئی۔
بہادر الملک مرہٹ گرگوداوری کے کنارہ پر پناہ کی جگہہ آگیا اور حمید خان باز بہادر
اسیر ہوگئے۔ یون آباد ملک تلنگانہ ہاتھہ سے گیا اور مخالفون نے امن وامان کے مقامون
مین شورش پیدا کی۔

راجو کی شکست سنہ ۱۰۱۰

دوبارہ راجو سپاہ کے جوق جوق بناکے لشکر شاہی کے قریب لایا اور ہر گروہ
ایک کوہچہ کی پناہ مین پہلے اس سے بیٹھ گیا کہ بادشاہی سپاہ صف آرا ہو۔ اسکے بعض
گروہون نے پھر کر دولت آباد کی طرف کوچ کیا اور مشہور یہ ہوگیا کہ راجو جاتا ہے۔ ابوالفضل
اسکی طرف روانہ ہوا اور سپاہ ہونگی مالش کے لئے فوج مقرر کی۔ راجو کی بہت سی فوجون کو لڑائی مین شکست
ہوئی اور بادشاہی سپاہ فتح پاکر دن ڈھلے واپس آئی۔ راہ کے درمیان معلوم
ہوا کہ راجو رہزنی کر رہا ہے۔ غازی خان کا بیٹا محسن اس سے لڑا اور قید ہوگیا۔ اب راجو
دامنہ کوہ سے دولت آباد کو چلا۔ ابوالفضل اس طرف گیا۔ مرزا علی بیگ اکبرشاہی

اپنے بڑے بیٹے کو مع اپنے بھائی دھار راؤ کے آگے بھیجا کہ وہ جا کر مال و جمعیت عیار کی عیاں پرکھیں اسی سال و مہینے میں جب اس شہر کے قلعہ میں خانخانان آیا تو اسکے سپہ سالار کو قید کیا اور بہت سے آدمیوں کو اس زمیندار کی گرفتاری کے لئے بھیجا خود اسکے پیچھے آیا اگرچہ کچھ آدمیوں کے سست ارادے اور ایک گروہ کی خامکاری سے وہ گرفتار نہیں ہوا لیکن ۲۹ ہاتھی اور مال بہت سا ہاتھ لگا اور وہ علی شیرہ علی پاس چلا گیا اس نے اوسکو قید کر لیا۔

پادشاہ سہ ۱۲ مرداد کو فتحپور میں آیا اور مریم مکانی کے دیدار سے خوش ہوا۔ اسی کو پادشاہ دار الخلافہ آگرہ میں آیا۔ اس سفر میں ۲۲۸ کروہ ۸۸ کوچوں میں اس نے طے کئے اور ساٹھ مقام کئے راہ میں ہر جگہ مخلص بندے سعادت پذیر ہوئے۔

ابو الفضل حوض قتلو پہ کچھ ٹھیرا۔ تو دولت آباد کے قلعہ نشینوں کو خوف ہوا تو پ اندازی کو اپنی رستگاری کا ستمایہ بنایا۔ ایک بڑی توپ انھوں نے چھوڑی جس سے دو آدمی مرے راجو کا ارادہ تھا کہ ناسک کو جاوے۔ مگر بعض منافق اُسے اُلٹا لے آئے۔ دوسری راہ سے وہ دولت آباد سے گذرا اور رسادہ اور بعض جا کو لوٹا۔ صبح کو ابو الفضل پہاڑ سے اُتر کر لڑنے کو آیا۔ گریوہ نوردی کے سبب سے تیزروی نہ ہوئی۔ بہت آدمیوں نے کہا کہ راجو اُلٹا چلا گیا ہے اسلئے جتواڑہ کے نزدیک ابو الفضل خیمہ زن ہوا۔ دن ڈھلے آدمی پہاڑ سے اُترے۔ راجو نمودار ہوا۔ بغیر صف بندی کے اُس سے لڑائی ہوئی۔

رای گوپال نے جوانمردی دکھائی باوجودیکہ اسکا لشکر پانچ ہزار اور لشکر شاہی تین ہزار تھا وہ بھی بے آئین تھا۔ پادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ رات ہوگئی تھی اس لئے تعاقب نہ ہوا ہر سر کو وہ پھر لڑنے آیا۔ ہراول کے پیشدست عادل خان و اعتبار خان و رای گوپال اس سے لڑے وہ اپنی آئین کے موافق بھاگتا جاتا تھا۔ برانغار سے مرزا زاہد۔ مرزا ناصر۔ میر گدائی آخر لڑے۔ راجو کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس سے گرا۔ مگر اسکے ہوا خواہوں نے اُسے پھر گھوڑے پر بٹھا دیا اس نے آفت و خیز کے ساتھ

چلا- کالنہ کو لے لیا جسکو خواجگی فتح اللہ نے یعقوب بیگ شغالی و سعید بیگ چغتی
کو سپرد کیا تھا- انہون نے دو ہزار ہون رشوت مین لے کر ایسا مضبوط قلعہ
اس کو سپرد کر دیا-

پاتھری مین شیر خواجہ و مرزا یوسف و مرزا کوچک علی و یعقوب بیگ
محمد بیگ و برہان الملک و ابو الحسن اور بہت سی خدمتگذار جمع ہوئے تھے- فرہاد خان
زنگی شیر خواجہ کو گھیرے ہوئے تھا اُسنے شب خون مارا- سخت لڑائی ہوئی اور وہ
بھاگ گیا- ابو الفضل خانخانان سے برہانپور مین ملا تھا- یہان سے اسکا ارادہ تھا
کہ فرہاد کی مالش کے لئے چلا جائے مگر ہمراہیون نے اسکا ساتھ نہ دیا- بادشاہی
سپاہ بہت دیر کرکے گوداوری سے پار ہوئی اور فرہاد خان سے لڑی- وہ برلی
سے گذر کر انیہ چوکا مین چلا گیا- یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا- بادشاہی لشکر مشکل
سے آگے بڑھا- دست راست مین مرزا زاہد و میر گدائی دست چپ مین
بہادر الملک مجلشہ - پیش مین شیر خواجہ تھے اُنھون نے غنیم کے پیشدستیون کو کہ چار ہزار
کے قریب تھے پراگندہ کر دیا- اگرچہ رات کے قریب ہونے کے سبب سے مخالف کا تعاقب
نہین کیا مگر قلعہ لے لیا اور اسپاس آباد شہر کو لوٹا اور بہت غنیمت لشکر شاہی کو ہاتھ
آئی اس رات کو خبر آئی کہ علی نے قلعہ دھارور کو پناہ سمجھ کر بہت سا لشکر جمع کیا
تھا وہ بیٹا بانہ کوہستان اوسہ مین گیا- قصد ہوا کہ صبح کو اس کو گرفتار کرین
مگر امراؤ کی دو رنگی کے سبب سے یہ کام عمل مین نہ آیا- علی بھی لابہ گذار ہوا اور معذرتنامے
متواتر بھیجے انہین دنون مین حمید خان اور اسکا بیٹا یوسف تلنگانہ کی آفت سے بڑی
مشکل سے نکلا تھا- اسنے کار آگہی سے کچھ آدمی جمع کئے اور سرتابون سے بہت لڑائیان
لڑا- ڈیڑھ سو سپاہ کے ساتھ وہ لشکر سے آن ملا- علی نے اسکو اپنے ساتھ پایۂ تخت کو لے
جاتا تھا لیکن وہ اس سے نہ ملا- اسکا باپ نظربند تھا- مگر ایک رات کو وہ بھاگ کر ایک زمیندار
کی رہنمونی سے لشکر مین آگیا- ہر طرف شورش مچ رہی تھی کہ شاہزادہ مرزا رستم اور

قاسم خواجہ۔ میرزا ہد۔ تاش بیگ۔ راے گوپال نے پیشدستی کی اور لڑتے ہوے شہر دولت آباد
کے اندر گھس گئے قریب تھا کہ وہ راجو کو گرفتار کر لیتے۔ مگر وہ خندق کے اندر چلا گیا۔ اس کا
بنہ و بار سب لٹ گیا۔ پانسو گھوڑون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ لگے۔ توپون سے
لشکر شاہی کا نقصان کچھ نہین ہوا۔ جب ابوالفضل یہان آیا تو ایک بڑی توپ کہ
جسمین دس من کا گولہ چھوٹتا تھا وہ چھوٹنے سے پھٹ گئی اور قلعہ کی دیوار کچھہ پڑی
اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ دن کچھ باقی نہ تھا۔ دوربینی کے سبب سے لشکر الٹا لشکرگاہ مین
آگیا۔ راجو قلعہ کی پناہ مین بیٹھا بہت آدمی اس سے جدا ہو گئے۔ یاورون کی کمی
سے خوفناک تھا۔ اگر ملک کے کارساز کچھہ مدد کرتے تو یہ فتنہ بالکل مٹ جاتا۔ جب
عنبر جیو نے تلنگانہ لے لیا تو آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ علی شیر علی نے فرہاد خان
اور بہت سے آدمیون کو شیر خواجہ کے سر پر چڑھایا۔ خانخانان احمدنگر سے نکلا اور
اپنی جاگیر مین گوداوری کے کنارہ پر بیٹھا۔ اور ابوالفضل کو اسنے نامے لکھے جنمین
ملک کے کام مین نہ مصروف ہونیکے اور احمدنگر مین پڑے رہنے کے اور کمک کے نہ پہونچنے
کے عذرات لکھے ابوالفضل اسکی طرف روانہ ہوا۔ اس نے عنبر جیو کی گرفتاری کے لیئے
مرزا علی بیگ اکبر شاہی و سادات بارہ اور حسن خان میانہ کے بیٹے اور جانش بہادر
بھائی مقرر کیئے۔ راجو کی گرفتاری مین درنگ ہوئی۔ خواجگی فتح اللہ ناسک سے ناکام
واپس آیا تو شہزادہ نے پھر اسکو وہین بھیجا۔ سپاہ کے جمع کرنے مین اسکو دیر لگی جب وہ
بابل مین آیا تو راجو اس سے لڑنے کھڑا ہوا۔ لشکر شاہی اس سے نہ لڑ سکا مگر اس نے
اپنے تیئن قلعہ سونگر مین پہنچایا۔ راجو نے اسکا کچھہ محاصرہ کیا پھر اسکو چھوڑ کر غارت گری
کی۔ پاتھری مین سعادت خان کا بنہ و بار لوٹ لیا اور بہت مال جمع کیا۔ اور
قلعہ کو آنکے پھر محاصرہ کر لیا۔ جب اس نے یہ خبرین سنین کہ عظمت خان بھرجی کی فوج
کو ساتھ لیکر آتا ہے۔ عنایت اللہ برہان پور سے چلکر نزدیک آگیا ہے اور
ابوالفضل نے بازگشت کی ہے تو وہ قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر دولت آباد کی طرف

چند تنگ چشم حریصون کے سپرد کر رکھے ہین تو اس ناپروائی کے آشوب مین اور ناتوانی مین
مین کیسے کوئی کار عظیم چل سکتا ہے اس کہنے سے شاہزادہ کو آگاہی ہوئی اور وہ اپنے کام
مین کچھ مصروف ہوا۔ ابوالفضل کو خلعت اور اسپ دیکر رخصت کیا۔

پادشاہ کے پاس شہزادہ دانیال نے عرضداشت بھیجی کہ رایرایان خدمات دکن کے
لئے مقرر ہو ملک گڈھ کے زمیندارون کی مالش کے لئے لشکر مقرر ہو۔ پادشاہ نے یہ
درخواست اسکی منظور کی اور رایرایان کو روانہ کیا۔ پادشاہ کو شاہزادہ کی ایک اور عرضداشت
سے معلوم ہوا کہ علی حوالی احمدنگر مین اسباب فساد کی ترتیب مین فکر کر رہا ہے شورش و فتنہ
انگیزی کا خیال رکھتا ہے دو تین روز پہلے ولایت برار کی طرف عنبر جیو گیا تھا۔ وہان کے حاکم ملک
بر کے لئے اسکے دفعہ کرنے کے لئے ابراہیم کو مقرر کیا تھا وہ عنبر سے سخت جنگ کرکے مارا گیا۔ اسکے چودہ ہاتھی
اور اسکا تمام اسباب برتری عنبر کے ہاتھ آیا وہ اسکی خودسری ونخوت کا ضمیمہ بنا وہان سے وہ
بنو بلاس گیا اور قطب الملک کے آدمیون سے لڑا اور فتحمند ہوا۔ ۲۹ ہاتھی اوسکے ہاتھ لگے۔ اسکے
بعد تلنگانہ مین وہ آیا۔ میر مرتضیٰ اُس سے لڑنے کی قوت نہین رکھتا تھا اسلئے قلعہ نشین ہوا۔ اس نے
بعض محال پر عنبر متصرف ہوا اور ایک جماعت کو برار کے پرگنون پر اسنے بھیجا۔ ملک عنبر نے لابہ گری
و چاپلوسی مین چارہ کار سمجھکر روپئے اُس کے پاس بھجوائے اور صلح چاہی۔ اب اسکا ارادہ ہے کہ علی
سے ملے اور دونون متفق ہوکر فتنہ و فساد اُٹھائین اس سبب سے یہ مقرر ہوا کہ ابوالفضل بہت سی فوج
لے جاکر جالنا پور اور اسکے نواح مین متوجہ ہوا۔ اور احمدنگر کی خدمت اور راجو اور اور مفسدون کی
مالش اسکے سپرد ہوا اور ولایت برار اور پاتھری و تلنگانہ کا انتظام اور پسر شاہ علی کا استیصال
خانخانان کے حوالہ ہو۔

ابوالفضل کو پچاس ہزار روپیہ انعام پادشاہ نے دیا۔ خداوندخان حبشی نے سرکار پاتھری
و ہاتم مین فساد مچایا۔ خانخانان نے راجہ سورج سنگھ و غزنین خان کی سرکردگی مین لشکر بھیجکر
اسکی مالش خوب کرائی اور غنیم کو شکست ہوئی اور ان حدود مین امن امان ہوگیا۔
جب خانخانان کو معلوم ہوا کہ تلنگانہ مین عنبر گیا اور وہان میر مرتضے قصب

شاہزادہ دانیال کی عرضداشت [illegible] سنہ ۱۰۱۰ + سنہ ۱۰۱۰ [illegible]

مرزا یوسف کو یاوری کے لئے بھیجا۔ مرزا یوسف جب جالناپور مین آیا تو درد قولنج سے مرگیا۔
سیف علی کے دیوا فسانون کے بعض فتنہ دوستی کے سبب سے ایک گروہ کوتہ بینی کے وجہ سے
کچھہ سادہ لوحی کے سبب سے تباہ خراب ہوئے۔ جب سال ہجرا پر خیمہ گاہ لگا تو علی
نے دستان سرائی زاری کے ساتھ کی۔ مرزا یوسف کے مرنے نے اور راجو کی شورش نے اور
فاروقی پسر نے ان کی خواہشون کی تائید کی قاسم کا باپ نیکو خدمتی مین مارا گیا تھا
اسکی تیول کو ضبط کرلیا وہ راجو سے اپنی ناکامی کے سبب جا ملا۔ اسنے کچھہ سپاہ اُس کے
ساتھہ کرکے داندیس بھیجی اور خود پیچھے روانہ ہوا۔ ناگزیر یہ صلح قرار پائی اور اس مین یہ شرطین
ٹھہرین کہ بازبہادر و علی مردان بہادر و حزارہ بیگ کو روانہ کرے اور فرمان پذیری سے
سرتابی نہ کرے تو کچھہ ملک اسکو دیا جائیگا۔ لشکرگاہ سے پانچ گروہ اعتبار الملک و دیگر بندیگان
ان قیدیون کو لائے۔ میر مرتضیٰ اس طرف سے گیا اور پیمان نامہ لیا اور امان کا فرمان دیا۔
صبح کوچ لشکر نے بازگشت کی۔ جب رام پوری کے قریب پہنچے تو تلنگانہ کا تسخیر کرتا اور اسکی پاسبانی
میر مرتضیٰ کے سپرد ہوئی۔ بہادر الملک۔ رستم عرب۔ و شمشیر عرب سعید عرب برہان الملک۔
اسکے ہمراہ ہوئے اور انکی جاگیرین یہین مقرر ہوئین۔ میر رخصت ہوا اور یہ قرار پایا کہ پاتھری و
تلنگانہ کی یاوری کے لئے پٹرنور مین خانخانان ٹھہرے ابوالفضل راجو کی مالش کے لئے جائے
مرزا رستم و راجہ سورج سنگھ و مقیم خان مع برادران کے و راجہ بکرماجیت کمکی مقرر ہوئے۔
مرزا علی بیگ و سادات بارہ اور جانش بہادر کے بھائی اور عادل خان مع برادران جو
جالناپور مین تھے ہمراہی کے لئے نامزد ہوئے کچھہ خزانہ اور بارگی بھی مرحمت ہوا۔ ابوالفضل یون
رخصت ہوا دوم بہمن کو برہانپور مین آیا اور شاہزادہ سے ملا۔ جب راجو کی مالش کو لئے
وہ جالناپور مین آیا تو ہمراہی بہانہ بنا کر رستے جدا ہوگئے۔ ابوالفضل نے یہ ارادہ کیا کہ شاہزادہ
سے اجازت لیکر بادشاہ پاس چلا جائے کہ اس آشوب سے نجات پائے۔ مگر شاہزادہ نے
اسکو اجازت نہ دی اور راجو کی مالش کی درخواست کی تو ابوالفضل نے لکھا کہ مین حضور
کے حکم سے باہر نہین لیکن حضور ملک کے کامون مین متوجہ نہین ہوتے اور بڑے بڑے کام

سپاہ سے لڑنا شروع کیا۔ جب ان کے بھاگنے کی راہ مسدود ہوئی اور قلعہ کا محاصرہ پادشاہی لشکر نے خوب کر لیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا تو وہ پناہ مانگ کر پادشاہی لشکر سے آن کر مل گئے۔

ابوالفضل کا مارا جانا ۱۰۱۱ھ

جب پادشاہ نے دکن کا حال سنا تو اُس نے ابوالفضل کو فرمان بھیجا کہ جریدہ ہمارے پاس چلا آئے اور اپنا لشکر شیخ عبدالرحمن کو سپرد کرے اور نظم مہمات اُسکے ذمے کرے۔ ابوالفضل کو عقیدت درست اور اخلاص راسخ پادشاہ کے ساتھ تھا اس سبب سے مراتب قرب و منزلت و مدارج دولت و شوکت مین وہ پایہ بہ پایہ عروج کرتا گیا۔ اُس کا یہ حال دیکھ کر ناتوان بینون کو اُس پر حسد پیدا ہوا۔ کینہ توزی اور عقدہ اندوزی کے وقت کی تلاش ہوئی۔ انکی حسد روز بروز بڑھتی گئی اُنہوں نے شاہزادہ سلیم کو اسکی طرف سے بھڑکایا۔ پادشاہ کو اس شاہزادہ کے اطوار نا ملائم پسندیدہ نہ تھے وہ ہمیشہ پادشاہ کی مرضی کے خلاف کام کرتا تھا روز بروز پادشاہ اس سے بیزار ہوتا جاتا تھا۔ شیخ کے بداندیش شاہزادہ کو سمجھاتے تھے کہ پادشاہ کی یہ ساری ناخوشنودی و ناراضی شیخ کی شکایت کرنے کے سبب سے ہے۔ سلیم کا مزاج شراب کے پینے سے بگڑ گیا تھا اور اسکا مزاج نہایت تند اور غضبناک ہو گیا تھا اس سبب سے اسکی عقل و ہوش اڑ گئے تھے کہ وہ شیخ کے بداندیشون کی باتون کو سچ جانتا تھا۔ اسکے قتل کے درپے ہوا۔ اس وقت کہ لیے طلب شاہزادہ پادشاہ کے پاس آنا چاہتا تھا اور پادشاہ اسکو آنے نہین دیتا تھا اسکو شیخ کے طلب کی خبر ملی کہ وہ ایلغار کر کے آئیگا اسکو یہ وہم ہوا کہ اگر ابوالفضل اس پاس زندہ پہنچ گیا تو معلوم نہین مجھ پر کیا آفت اٹھائیگا اور پادشاہ کا دل مجھ سے بالکل پھر جائیگا اور پھر مجھے عمر بھر باپ کے قدمون کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ نرسنگھ دیو بندیلہ مدتون سے رہزنی کرتا تھا اور اُس کا وطن دکن کے سر راہ تھا اور مدت سے پادشاہزادہ کی رکاب مین رہتا تھا اُسنے اس کو حکم دیا کہ شیخ پادشاہ کی خدمت مین جریدہ آتا ہے اسکو راہ ہی مین آخر منزل پر پہنچا دو ہم تم پر بہت عنایتین کرینگے۔ یہ نوجوان جلد اپنے وطن مین آیا اور بندیلون کی

نا ندیر مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکا۔ اور وہ اور شیر خواجہ دونو قصبہ بیری مین آگئے اور مخالف نے
اس نواح مین دست درازی شروع کی اور اس سبب شیر خواجہ اور میر مرتضیٰ کو اضطراب ہوا تو اس نے
اپنے بیٹے ایرج خان کو فوج عظیم کے ساتھ اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے بھیجا۔ میر مرتضیٰ و شیر خواجہ
سے ایرج ملا اور اسنے دشمن سے لڑنے کا قصد کیا۔ عنبر اس سے مطلع ہو کر دمتور کی جانب گیا۔ وہان
سے قندھار کو روانہ ہوا۔ اس اثنا مین فرہاد حبشی دو تین ہزار آدمیون کو ساتھ لے کر عنبر
سے ملا۔ پادشاہی لشکر بھی بغیر توقف کے غنیم کے پاس پہنچا اور اس طرح وہ مرتب ہوا۔ قول مین
ایرج مع لشکر پدر اور بعض منصبدار ہراول مین۔ راجہ سورج سنگھ و بہادر الملک و شیخ ولی و
پسر بہت سین کھتریہ و مکند رائے گردھر و اس پسر رائے سال درباری۔ رگھو داس پسر کھنگار و شیخ
مودود و زاہد پسر شجاعت خان و قائم حسین خان و شیخ ابو الفتح پسر شیخ معروف و شیخ
مصطفیٰ و فتح خان لودی و اختیار خان و شیر خان برانغار مین میر مرتضیٰ و جماعت کثیر طلب
جرانغار مین علی مردان بہادر۔ عنبر نے بھی پیکار کے ارادہ سے فوج کو آراستہ کیا۔ اول غنیم
کے ہراول نے آراستہ ہاتھیون کو لا کر لشکر پادشاہی کے ہراول پر زور کیا اور زد و خورد کی
آگ بھڑکائی۔ توپ و تفنگ کے دھوئیں نے روشن دن کو رات کا لباس پہنا دیا۔ پادشاہی
بہادرون نے بندوقون و تیرون کی مار سے دشمن کو بیچا کیا۔ پھر پادشاہی قول نے دو دستی
تیغ چلائی۔ دشمن کے خون سے اپنے تئین سرخرو کیا۔ دشمن بھاگ گیا۔ اگر ہراول و قول کی برابر
جرانغار و برانغار بہادری کرتا تو عنبر و فرہاد دونو گرفتار ہو جاتے۔ پادشاہ کی سپاہ کے ہاتھ
نو زنجیر فیل اور مخالفون کے غرور و پندار کا سارا اسباب ہاتھ آیا۔ پادشاہ کو جب اس فتح
کی خبر ہوئی اُسنے اپنے افسرون کا اضافہ منصب عطا، اسپ و خلعت مرحمت کیا۔ شہزادہ
نے دس ہاتھی پادشاہ پاس بھیجے اور دس ہاتھی اپنے پاس رکھے کہ خود جا کر پادشاہ کی نذر دے
شاہزادہ دانیال نے سنا کہ حوالی بابل گڈھ مین فارو قیون مین سے ایک نے سرکشی کی ہے۔ تو
تہوری بیگ خان و خواجہ ابو الحسن کو فوج کے ساتھ اسکی مالش کے لئے بھیجا۔ مخالف وہان
سے دولت آباد کو بھاگا۔ خواجہ ناظر و خواجہ سرا نے قلعہ کا دروازہ بند کر کے پادشاہی

کہ جمین دشمن سے لڑنا مناسب نہین ہوتا ایک طرف ہو جانا اور باگ کو موڑ لینا یا دوبارہ
انتقام لینا ارکان شجاعت مین خلل نہین ڈالتا ابھی فرصت باقی ہی اس مہلکہ سے آپکی
جان بچایئے گروہ سغرونسین کا آمادہ تھا اس نے ان دلسوزکی باتون پر کان نہ لگایا
اسنے کہا کہ مین اس چور کے آنے سے نہین بھاگونگا - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ نرسنگھ
آگیا - اُس سے وہ بہادرانہ لڑا - سینہ مین نیزہ کا زخم لگا جس سے وہ زندگانی کے گھوڑے
سے گرکر خاک مین ہلاک ہوا اور شیخ گدائی خان اور ہمراہیون نے بھی جانفشانی کی
افسوس ہی کہ بیعدن دانائی اور بحر شناسائی شمع علم و دانش افسردہ ہوا ؎
دریغا آسمانِ معرفت با خاک یکسان شد + ستونِ علم از جا رفت و کاخِ فضل ویران شد
بادشاہ کبوتربازی کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ اسکو شیخ فرید بخشی بیگ نے اس واقعہ کی خبر
دی تو وہ چیخین مار مار کر رویا - دو دن تک روتا رہا اور نہ کھانا کھایا اور نہ سویا -
جب اسکو ہوش آیا تو اُس نے رای رایان کو حکم دیا کہ نرسنگھ دیو کو مستاصل کرے جب تک
اسکا سر تن سے جدا نہ کرے پاؤن کو حرکت سے باز نہ رکھے - راجہ راج سنگھ و رامچند
بندیلا اور اس نواح کے سارے زمیندار اسکی یاوری کے لئے مقرر ہوئے ضیاء الملک
اس لشکر کا بخشی مقرر ہوا -
بادشاہ نے سنا کہ نرسنگھ دیو جنگلون اور دشوار درون کی پناہ مین آنکر قزاقانہ زیست
بسر کرتا ہی - رائے رایان نے کئی دفعہ اسکی مالش کی - ان دنون یہ خبر لگی کہ قلعہ بھاندیر
مین آیا اور جب منغلان کے بہادرون نے اس قلعہ کو گھیرا تو وہ حصار ایرچ مین چھپ گیا
بادشاہی لشکر نے اسکو گھیر لیا ہے - رای رایان فتحمندون سے ملا نرسنگھ قلعہ سے نکل کر
دریا کے کنارہ پر شورش مچانے لگا تفنگ کی جنگ گرم ہوئی رای رایان دریا سے اُترا
کنارہ بلند تھا مشکل سے آدمی اس سے برآمد ہوگئے اور زد و خورد ہوئی - نرسنگھ بھاگ
قلعہ ایرچ مین چلا گیا - رائے رایان اُسکے محاصرہ مین مصروف ہوا - جب کام ختم ہونے
کو تھا تو نرسنگھ قلعہ کی ایک طرف دیوار توڑکر راجہ راج سنگھ کے مورچہ کی طرف سے نکل گیا

ایک جماعت کو ساتھ لیا اور شیخ کی گھات مین جا بیٹھا۔ جب خبر الحکیم شیخ دکن سے چلا
اور اجین مین آ گیا اُس نے سُنا کہ نرسنگہ دیو اسطرح گھات مین اسکی بیٹھا ہے تو اُس نے
اسکی کچھہ پروانہ کی۔ ہوا خواہون نے سمجھایا کہ گھاٹی چاند کی راہ سے آپ چلیئے۔ مگر اسنے
پسند نہ کیا۔ موت آ گئی تھی سر رشتۂ تدبیر ہاتھ مین نرہا تھا۔ یا اوسکو مرنے کی تمنا تھی دل
اُسکا دُنیا سے پھر گیا تھا۔ زمانہ کی نیرنگیان اور روزگار کے اوضاع کو دیکھ کر دنیا سے دل
اسکا سیر ہو گیا تھا غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۱ھ کو سرائے بیر اور انتری کے درمیان نرسنگہ
کمین گاہ سے نکل کر نمودار ہوا۔ یہ عاقل آزردہ خاطر کشادہ پیشانی دل پر توکل و ہمت فراخ
سے آمادۂ پیکار ہوا۔ گدائی خان افغان نے جو اسکا پرانا ملازم اور پروردۂ احسان تھا
آگے آیا اور باگ کو پکڑ لیا اور اخلاص و محبت سے کہنے لگا کہ دشمن پاس جمعیت بہت ہے اور
ہم کم ہین اسپر غالب نہین ہو سکتے۔ یہ مناسب ہے کہ مین کچھہ بیر کے لیے دشمن کے روبرو
ہوتا ہون۔ تم چلو دشمن کو ہم سے فارغ ہونے مین ایک عرصہ لگے گا انتری مین کہ
اس جگہ سے تین کوس ہے اور وہان رائے رایان و راج سنگہ دو تین ہزار سوارون کے ساتھ
اُترے ہوئے ہین آپ فراغت سے پہنچ جائینگے۔ اس غیرت مند شجاع نے جواب دیا کہ
جان کو عزت کے ساتھ دینا اور غیرت مندی و دلیری سے مرنا اس زندگی سے زیادہ خوشتر
ہے کہ بد دلی و بیجگری کے ساتھ ہو۔ جوانمردون کے مذہب مین کوئی امر اس سے بدتر نہین
ہے کہ حیات پر جسکی جبلت مین ختم ہونا ہے اعتماد کرے اور خصم سے پہلو تہی کرے اور بیوفا
دل کو جہان ناپائدار پر لگائے اور ہمیشہ اپنے اوپر نفرین کرائے۔ بلا شک و شبہ آج جو
کو روز روا سین پیش آتا ہے اگر وہ میرے لئے یہی دن ہے تو کیا چارہ اور تدبیر ہے ۔
مجھے بادشاہ نے طالب علمی سے امارت و وزارت کے عالی درجہ پر سرداری اور
سپہ سالاری کے رتبہ پر پہنچایا۔ اگر آج مین اسکی شناخت کے خلاف کام کرتا ہون تو خلق
مین کس نام سے نامزد ہونگا اور ہمچشمون مین کیسے روسفید ہونگا یہ کہہ کر غنیم کی طرف متوجہ
ہوا گدائی خان نے پھر الحاح سے عرض کیا کہ سپاہیون کو ایسے واقعات بہت پیش آتے ہین

مگر آپس مین باہم دو رنگی و نفاق ایسا ہوا۔ کہ ابوالفضل کو دکن بھیجنا پڑا اور پھر خود اکبر کو دکن مین آنا پڑا۔

شاہزادہ سلیم کی سازش سی ابوالفضل کا مارا جانا۔ خلاصہ یہ ہی کہ گو ملک دکن کی آزادی جاتی رہی مگر وہ ایسا مغلوب بھی نہین ہوا کہ اکبر کی سلطنت امین بے کھٹکے قائم ہو جاتی۔

شمال مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیان

(تمہید)

پہلے اس سی کہ ہم شمالی مشرقی افغانون کے ساتھ لڑائیون کا بیان لکھین ہم ایک تمہید بیان لکھتے ہین جس سے کہ ان لڑائیون کا بیان اچھی طرح سمجھہ مین آئیے۔

شہنشاہ اکبر نے جو توران کے باب مین پولیسی اختیار کی تھی اُس نے افغانون کے ساتھ لڑنے کا وقت مقرر کر دیا گو وہ ابتدائی سبب اس لڑائی کا نہ ہوئی۔ عبداللہ خان والی توران کی قوت بڑا فروغ کے سبب سے جب اکبر کی توجہ شمال مغرب کی طرف ہوئی تو افغانستان مین ایک مذہبی طوفان اٹھ رہا تھا۔ اور قومی تحریک ہو رہی تھی وہ ایسی قوی تھی کہ اکبر کو اسکا روکنا ناگزیر اسلئے تھا کہ توران کوئی خوفناک حملہ نہ کرے پچیس[۲۵] برس پہلے سی افغانستان مین ایک نیا مذہب شائع ہو رہا تھا۔ اس فرقہ کا بانی بایزید انصاری تھا وہ افغانستان مین نہین پیدا ہوا تھا۔ بلکہ پنجاب کے اندر جالندھر مین بابر نے جب افغانستان کی سلطنت لی ہی اس سی ایک سال پہلے وہ پیدا ہوا تھا۔ بایزید کا خیال یہ تھا کہ افغانون کی سلطنت پھر بحال ہو۔ اور افغانستان مین مغلون کی حکومت پامال ہو۔ اسکی مان کا نام بانین تھا اس کا باپ اور اسکے خاوند کا دادا دونون سگے بھائی تھے اور دونو جالندھر مین رہتے تھے مگر اس کا خاوند عبداللہ کانی گورام مین رہتا تھا یہ مقام کوہستان افغانستان ہی دو دریاؤن گومل اور قورم کے درمیان ہی یہ دونو دریا دریائے سندھ مین ملتے ہین۔ جب مغلون کا

غالباً راجہ لما اسکی گرفتاری مین تغافل کیا۔ پادشاہی جوانمردون نے تعاقب کرکے اس کے چالیس آدمی مار ڈالے۔ مگر جنگل اور نشیب و فراز راہ مین بہت تھے اسلئے پادشاہ کے سپاہی تعاقب سے باز رہے اور وہ اپنی جان سلامت لے گیا شہنشاہ اکبر نے عمر بھر کبھی ایسے سخت حکم نہین جاری کئے جیسے کہ نرسنگہ کے باب مین۔ مگر جسکو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ وہ زندہ رہا اور جہانگیر کی سلطنت مین صاحب منصب رہا۔

پادشاہ نے خانخانان و راجہ مان سنگہ و قلیچ خان کو بلایا کہ یہان آنکر توران کے معاملہ مین مشورہ دین۔ خانخانان تو ہزار مکر و فریب کا خمیر یہ تھا اُس نے پادشاہ کو مہم دکن کو بہت دشوار دکھایا اور دکن مین خود رہا اور پادشاہ سے دور رہا۔ راجہ مان سنگہ بنگالہ سے اور قلیچ خان لاہور سے پادشاہ پاس چلے آئے۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بیجاپور کے مرزبان عادل خان کی یہ آرزو تھی کہ شاہزادہ دانیال کا نکاح اُسکی بیٹی سے ہو اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے ۲۹ اسفندارمذ ۴۵ جلوس کو میر جمال الدین بیجاپور بھیجا گیا اور سازخواستگاری اُسکے ساتھ گیا۔ عادل خان نے تین سال اور کئی مہینے کے بعد اسکو رخصت کیا اور بیٹی کو ساتھ کیا۔ یہ دُلہن بیجاپور سے احمدنگر مین آئی اور دولہا برہانپور سے یہان آیا۔ نہم تیر کو عقد نکاح بندھا۔ شاہزادہ پادشاہ کی آستان بوسی کے ارادہ سے برہانپور روانہ ہوا لیکن یادہ پیمائی کی کثرت نے باپ سے نہ ملنے دیا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ شراب پینے سے شہزادہ بہت دُبلا اور ناتوان و بدحال ہو گیا ہے تو اس ایک عورت کو جسکی گود مین شاہزادہ پلا تھا اور بڑا ہوا تھا اور وہ تند و قبیح گفتار کرنے سے نہین ڈرتی تھی شاہزادہ پاس بھیجا اور اسکو حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے شاہزادہ کو ہمراہ لائے شیخ ابوالخیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نے آستان بوسی کے قصد سے پیلخانہ باہر نکالا تھا وہ ملک عدم کا پیشخانہ ہوا۔

دکن کی مہم مین تین واقعات نفس الامری بڑے ہین اول کل ہندوستان کے مختلف حصون سے مختلف سپاہ اور ان کا بھیجنا کہ وہ آنا دانہ دکن کی فتح مین ایک دل ہوکر کوشش کر

شاہزادہ دانیال کی شادی و شراب خواری و وفات

آیا کہ وہ بایزید کے غار مین گھس گیا اور اسکو تلوار سے زخمی کیا اور اس سے توبہ کرائی اور عہد کیا کہ پھر وہ سنت جماعت کے مذہب پر معاودت کریگا۔ مگر جیسا باپ متعصب تھا بیٹا اپنے مذہب کے تعصب مین باپ کا باوا تھا وہ تنگرہار کو چلا گیا۔ بابر نے اس ضلع کی بہت تعریف لکھی ہے کہ وہ نہایت سیراب شاداب ہے۔ وہ سفید کوہ کی ڈھلان پر شمال مشرق مین واقع ہے۔ بہت سے چشمے اس کے دریا سرخاب مین اور سرخاب خود جلال آباد کے قریب دریاے کابل سے ملتا ہے اس کے اندر جلال آباد کے گرد وہ سارے پہاڑ اور وادی داخل ہین جو سرخاب اور بھٹی کوٹ کے درمیان داہنی طرف دریاے کابل کے ہین۔

بایزید کے خیالات کی بلند پروازی کے سبب سے مہمند کے سردار سلطان احمد نے اس کا خیر مقدم کیا۔ یہان افغانون مین اس نے بڑی کامیابی کے ساتھ اپنے مذہب کا وعظ سنایا اور انکو مرید کیا۔ مگر جب اسپر عرصہ گذرا تو تاجیک کے سنی ملانے اسکا ایسا ناک مین دم کیا کہ وہ آگے مشرق مین پشاور کے میدانون مین چلا گیا۔ اس میدان کے دریا کے داہنے کنارہ پر شمال مشرق مین غوری ہیل افغان اور شمال مین خلیل اقوام رہتی تھین اور دریا کے بائین کنارہ پر ہشت نگر مین محمود زئی رہتے تھے۔ یہان کے چاول مشہور ہین افغانون نے اس زمین کا نام جو پچھلے زمانہ مین فتح کی تھی پشتون خوا رکھا تھا۔

بایزید کو بڑی کامیابی ہوئی اور اسکے پکے چیلے بہت ہو گئے وہ خود اور اسکے بیٹے کلیدیرہ مین عمر زئیون کے درمیان مقیم ہوئے۔ یہ ایک خیل ہشت نگری ہے گو تاجیک نے اس سے نفرت کی مگر افغانون نے اس سے رغبت کی۔ غرض وہ دونو دین و دنیا کا رہنما بن گیا۔ مذہبی و ملکی معاملات کا پیر و مرشد ہو گیا اب پیر جی کو بھی الہام ہونے لگا اور خدا انکو نظر آنے لگا اس نے کہا کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ مین کہون کہ مین نے خدا کو دیکھا ہے مین خدا کے ساتھ ہون۔ مین خدا کو جانتا ہون اور مین خدا کے ساتھ ہون غرض اسکو یقین تھا کہ مین خلیفۃ اللہ ہون۔ اس نے اپنا نام روشنائی رکھا اور مریدون نے اسکو پیر روشنائی کہا۔ وہ قرآن کے اسرار بیان کرنے لگا اس لیے

تسلط بڑھنے لگا تو بایزید کی مان اپنے خاوند پاس کانی گورام کو چلی گئی اور بایزید نے اوّل وہین پرورش پائی۔ بیوی کے ساتھ عبد اللہ کو کچھ التفات نہ تھا اور آخر کو اُس نے طلاق دیدی۔ بایزید کو باپ کی بے پروائی اور سوتیلی مان اور سوتیلے بھائی یعقوب کی دشمنی سے بہت گزند پہنچی اسکا باپ عالم تھا اور سچا سنی تھا جب اُس نے بایزید سے بے اعتنائی کی تو اُسنے اپنا اور طریقہ اختیار کیا وہ آزادانہ خیالات کرنے لگا۔ اوّل سوال اُس نے یہ کیا کہ یہان زمین بھی ہی آسمان بھی ہی۔ خدا کہان ہی؟ اسکو علم کا شوق تھا وہ اپنے ایک گوشہ نشین رشتہ دار شیخ اسمٰعیل کا شاگرد ہوگیا اسکی زہد و عبادت کو وہ بہت پسند کرتا تھا مگر اسکے باپ کو یہ پسند نہ آیا کہ وہ ایک بڑے باپ کا بیٹا ہو کر ایسے ذلیل رشتہ دار کا مرید و شاگرد ہو اس لئے اُس نے شیخ بہاء الدین زکریا کی اولاد کے پاس تعلیم کے لئے اُسے بھیجدیا۔ بایزید گھوڑون کا تاجر بن گیا وہ ایک دفعہ سمرقند سے ہندوستان مین آیا تھا کالنجر مین جو الہ اباد کے مغرب مین بندیل کھنڈ مین ہی وہ گیا اور اُس نے ملا سلیمان سی بیعت کی۔ یہ ملا اسماعیلیہ مذہب رکھتا تھا۔

اس لئے محدث یہ تھا۔ اس نوجوان بایزید کو ملا نے مذہب اسماعیلیہ کے اصول تعلیم کئے وہ پھر کالنجر سے اپنے وطن کانی گورام مین گیا اور پہاڑ کے غار مین خلوت نشین ہوا۔ عبادت و ریاضت و زہد و تقویٰ مین مصروف ہوا اور اُس نے مدارج شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و قربت و وصلت و توحید و سکونت کو طے کیا۔ لڑکپن مین ہی وہ حج کو گیا تھا وہ سنت جماعت تھا۔ اس عمر مین وہ ایسا نیک تھا کہ اپنے ہی اناج کے کھیتون کی نگہبانی نہین کرتا تھا بلکہ اور غیر آدمیون کی زراعت کی پاسبانی کرتا تھا جب نوجوان ہوا تو ہزارون کو ہدایت کرنے لگا اور اہل سنت کے مذہب کی غلطیان بتانے لگا کانی گرام مین جبتک وہ رہا اُس کا مطلب اعظم فقط مذہبی ہدایات تھین۔ بایزید کا مذہبی خیال خدا کے باب مین ہمہ اوست وحدت الوجود کا ہندوٴن کا سا تھا وہ اقوام وزیری کو نہایت ناپسند ہوا۔ باپ اُسکا عبد اللہ اس مذہبی خیال سے ایسا غصہ مین آیا کہ وہ بایزید کے مارنے

سنیون کے کان کھڑے ہوئے - بنجھار (بنیر یا بنیر) ہشت نگر کے شمال مین دریاے سندھ
سے ملی ہوئی ایک مرتفع زمین ہی اور اس مین یوسف زئی رہتے ہین - یہان کے عالمون نے
یوسف زئی کے بہت آدمیون کو روشنائی مذہب کے اختیار کرنے سے روکا - اگرچہ یوسف زئی
بایزید کے اول اول بہت طرفدار ہوے مگر بعد اسکے مرنے کے وہ پشتونون کی سازش کے سخت دشمن ہو گئے
کابل کی گورنمنٹ کے حکم سے محمود زئی کے ملک مین حکیم محسن خان غازی آیا اور بایزید کو پکڑ
کرلے گیا - کابل کی گلیون مین اسکو بعزتی کے ساتھ لے گئے - اسکا علماء سے مباحثہ کرایا -
اُسنے یہان یہ فطرت کی کہ بیان کیا مین نے کوئی بدعت کی بات مذہب مین نہین پیدا کی
تمام فرائض صوم صلوٰۃ حج وزکوٰۃ کا پابند ہون - غرض اپنی فصاحت بیانی اور طلاقت
لسانی سے اپنے تئین بالکل ہر الزام سے بری کیا جس سے گورنمنٹ کو کوئی خوف اسکی جانب سے
نرہا - اب اسنے اپنے کامون کے لئے ایک نیا تماشا گاہ دشوار گذار کوہستان تیراہ
مین کھولا یہ کوہستان کوہ سفید کی شرقی شاخین ہین
جو کوہاٹ تک جنوبی مغربی میدان پشاور تک جاتی ہین اور تیرہ دریا بہاتی ہین -
غوریہ خیل جو میدان مین روشنائی مذہب رکھتے تھے وہ تیراہ کے قریب تھی - تیراہ مین بنگش خیل
افغان رہتے تھے - جنمین سے طوطائی خیل (تبک) روشنائی مذہب مین سخت متعصب تھے
ان بلند کوہستانی وادی مین بہ نسبت کنارہ ملک ہشت نگر کے بایزید کے لئے زیادہ حفاظت
تھی - یہان وہ آنکر اہل سنت کا اور مغلون کی سلطنت کا سخت دشمن ہو گیا اسنے کوہستانی آزاد
قومون کو اپنے مسائل سمجھا کر جہاد پر افروختہ کیا اور پکارا کہ اے میری دوستو آؤ مین تم کو
ہدایت کرونگا مین شمشیر پر ہاتھ دھرونگا اور سنی کا مذہب غارت کرونگا - اگر تم خدا کو خوش
کرنا چاہتے ہو تو مجھہ پر توکل کرو - مین ہی تمھارا خدا اور پیغمبر ہون - مجھہ مین کوئی نقص نہین
مجھکو مہدی ہی خیال کرو - مین کسی معنی کرکے ناقص نہین ہون - مین کافی و کامل ہادی ہون تم
اس پر بالکل یقین کرو - اُسنے چغتائیون کے ظلم سے افغانون کو ڈرایا اور اپنے پیروؤن کو
ہندوستان اور اسکی بادشاہ کی مال و دولت کا لالچ دلایا اسنے پہلے ہی سے ہندوستان

ایک کتاب خیر البیان تصنیف کی جسمین اپنے مذہب کے سب مسائل قرآن و حدیث کے موافق بیان کیے
مگر انکو اہل سنت بالکل قرآن و حدیث کے مخالف جانتے ہین اور انکو زندقہ اور الحاد کہتے ہین
نماز مین قبلہ کی جانب کو اڑا کر دل کعبہ بنایا۔ وضو کو سلام کیا۔ رمضان کے روزون کو مقرر
کیا کہ فصل بہار کے شروع مین دس روزہ رکھ لیا کرین۔ اسنے کہا کہ اٹھارہ ہزار قسم جاندار
ہین ان سب کو اپنا جسم سمجھنا چاہیئے اور کسی کو آزار نہین دینا چاہیئے۔ وفات کے دن کو پیدایش
کا دن بناتا۔ اسنے یہ کہا کہ جو آدمی اپنے تئین اور خدا کو نہین پہچانتا وہ آدمی نہین ہے اگر
وہ موذی ہی تو اسکو گرگ۔ شیر۔ افعی۔ اژدہا سمجھنا چاہیئے۔ حدیث قتل الموذی
قبل الایذا پر عمل کرنا چاہیئے۔ اگر وہ کسی کو ایذا نہین پہنچاتا ہے اور نمازی ہی تو اوس کو
لومڑی یا بھیڑ سمجھنا چاہیئے۔ جسکا حلال کرنا شرعاً جائز ہے اس لئے اسنے حکم دیدیا کہ جو
اسکے سخت دشمن ہین انکو درندون کی طرح مارنا چاہیئے۔ اسنے بے ایمانون کے مال لوٹنے اور
غارت کرنے کی اجازت دی۔ بے ایمانون مین مسلمان اور ہندو دونو شریک تھے۔ وہ ترکی
سنیون کا بہ نسبت ہندوؤن کے زیادہ دشمن تھا۔ بے ایمان اپنے تئین نہین جانتے ہین اور
اپنی بقا کو نہین سمجھتے ہین۔ اس لئے وہ مردہ ہین اور مردون کے مال کے زندہ وارث ہوتے ہین
اس نے گداگری کو خلاف شرع حرام بتایا۔ اہل سنت فقیرون کے ساتھ بہت سلوک کرتے تھے
انکے خلاف جو فقرا بھیک سے روٹی کماتے تھے انکو کہا کہ وہ حرام کا کھاتے ہین اور اسکی بجا کافرون
کی اور خیبر کے مسافرون اور تاجیکون کے مال چرانے کی ہدایت کی۔ اس فقیری کے حرام کرنے سے
اسکا مطلب یہ تھا کہ وہ اپنے مریدون کا ایک گروہ بنائے۔ کہ وہ لیٹرا پن کیا کرین اسنے اور
اسکے بیٹون نے ایک بیت المال بنایا جسمین غنیمت کا ایک خمس داخل ہوتا تھا۔ بایزید اس حال مین
کہ ایک غار مین وہ بیٹھا تھا اور سر پر باپ کی تلوار کھنچی ہوئی تھی پشتو خیل کا ہادی بن گیا اور
اس وحشیانہ زمین مین اسنے مذہب کا بیج ڈال کر اپنا نشو و نما کر لیا۔ اس نے بار بار کہا کہ مجھے
الہام ہوا ہی کہ جو لوگ خدا کو نہین جانتے انکو قتل کرون۔ اسنے چھوٹے چھوٹے حملے کلید ار
کیے جسکے سبب سے کابل کے فرمانروا مرزا محمد حکیم کو توجہ اسکے حال پر ہوئی۔ اور نہار کے

وہ ہشت نگر بھٹالہ مین دفن ہوا۔ مگر اس پیر روشنائی کے مرنے سے روشنائی مذہب کی روشنی بالکل بجھی نہین۔ وہ شاہجہان کے زمانہ تک کچھہ نہ کچھہ اپنی چمک دکھاتی رہی بایزید کے بیٹون نے باپ کے مذہب کو اور پھیلایا۔ اوسکی وفات کے بعد اس کے بڑے بیٹے عمر نے تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور اپنے مریدون اور پیروون کو یون مخاطب ہوا کہ اے میرے دوستو آؤ۔ تمہارا پیر مرا نہین ہی۔ بلکہ وہ اپنی جگھ اپنے بیٹے شیخ عمر کو دے گیا ہی اور اسکو اور اپنے مریدون کو دُنیا کی سلطنت عطا کر گیا ہے۔ اس نے نہایت محنت و مشقت سے پشتوؤن مین از سر نو جوش پیدا کیا اور ایک سال ایک دن بعد اسکے باپ کی سفید ہڈیان ایک تربت مین رکھہ کر ہر لڑائی مین آگو رکھے جانے لگین۔

عمر نے ہر چند کوشش کی مگر وہ یوسف زیون کے ہاتھ مین بری طرح پھنس گیا پہلے وہ روشنائیون کے بڑے طرفدار دوست تھے اب ہی انکے جانی دشمن ہو گئے یہ زبردست خیل صحرا نوردان پہاڑون کے کشادہ زمینون مین رہتے تھے جو دریاے کابل کے شمال مین ہین اور سندھ سی مغرب کی طرف پھیلتے ہین اور انمین ضلاع بنہار (بنیر) بنیر) پنج کورہ۔ باجور۔ دودیر۔ پچ ہزارہ دریاے کینر تک ہین جو جلال آباد کے نیچے تک بہتا ہے۔ مشرقی یوسف زیون نے عمر پر بارا مین دریاے سندھ کے کنارہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکو اور اس کے بھائی خیرالدین کو مار ڈالا۔ انہون نے عمر کی لاش کو جلا کر خاکستر بنایا۔ اوسکو اور بایزید کی ہڈیون کو دریاے سندھ مین پھینک دیا بایزید کے بیٹون مین نورالدین کو گوجرون نے مار ڈالا۔ سب سے چھوٹا بیٹا جلال الدین زندہ یوسف زیون کی قید مین آیا۔ بیٹون مین صرف یہ ایک ہی بیٹا بچا۔ سنہ ۱۵۸۱ع مین جب شہنشاہ اکبر کابل سی لاہور مین آیا تو اس وقت اسنے یہ لڑکا جلال الدین جو ۱۴ دہ برس کا یوسف زئی سی درخواست کر کے لے لیا بادشاہ کو اس وقت ضرور تھا کہ روشنائیون مین سی کسی کو یوسف زئی کا دشمن بنائے۔ اس لئے کہ جتنی ان چور

اصلاح اپنی مریدون کو تقسیم کر دی اور جہاد کے لئے شب و روز سے تیاری کی اسنے سوارون کی زبردست سپاہ جمع کرنیکے لئے گھوڑون کو طلب کیا اور انکے مالکون سے وعدہ کیا کہ ہندوستان کی دولت سے دو چند قیمت انکو دیجائیگی اس نے سب مریدون سے بے ریا اطاعت چاہی اور مکار پر لعنت کی مگر تیراہ کے افغانون نے بایزید کے حکمون کا خیال کچھ نہین کیا۔ انھون نے مغلون کے ساتھ رشتۂ اتحاد کو نہین توڑا۔ یہ پہاڑی افغان بہادر اور عالی ہمت تھے اسپر بایزید یہ داؤن کھیلا اور اس طرح اپنے پیچ مین انکو لایا کہ اول اسنے افغانونکے افعال کی نسبت اپنی نارضامندی ظاہر کی اور کہا کہ اگر تم مجھکو اپنا خیر خواہ دوست بنانا چاہتے ہو تو تم الگ الگ ایک ایک اپنے ہاتھ باندھ کر میرے پاس آؤ کہ مین خود تم کو اس دست بستگی سے نجات دون۔ بایزید نے ایسی شعبدہ بازیان کین کہ افغان اسکے دام مین آگئے اور اسکے کہنے کو مان گئے وہ اسکے سامنے الگ الگ دست بستہ آئے ہوئے جنمین سے تین سو کو بایزید نے فوراً مار ڈالا اور اس ضلع کو ایسا ویران کر دیا کہ پھر اسکے اصل باشندون کو وہان آباد ہونا نہ نصیب ہوا بلکہ اور کوہستانی قومین اس پر مسلط ہو گئین

کابل کی گورنمنٹ بایزید کی تیاریون سے غافل نہ تھی اور اپنی حفاظت مین ساعی تھی۔ پیر روشنائی بہت سی سپاہ ساتھ لے کر شمال کی طرف تنگ بارکے میدان مین نیچے اترا وہ آلٹا پہاڑون مین آہستہ آہستہ جا رہا تھا کہ محسن خان غازی اسکے پیچھے تور اگا کے قریب آگیا۔ پیر نے حتی الوسع مریدون کو سمجھایا کہ دشمن کے سامنے کھڑے ہین اور کہا کہ محسن خان پر جسوقت میری آنکھ پڑے گی تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑیگا۔ مرید اسکے میدان جنگ مین جمے۔ مگر جب خنجر مصری کی شباشب انکے اوپر ہونے لگی اور مغلون کے سوارون کے ٹاپون تلے آنے لگے تیز پا بچ نکلے وہ بالکل پراگندہ اور پریشان ہو گئے بایزید خود گرتا پڑتا بھاگ کر ہشت نگر مین آیا تیز پائی سے اس سفر کی تکان پر بخار کا اور اضافہ ہوا۔ اور اسنے اس کی زندگی کو پورا کیا۔

جب وہ جمرود مین پہنچا تو اسکی ہمراہ مان سنگہ نے مادھو سنگہ اور چند اور آدمیون کو کیا۔ یہ گروہ خیبر سے گذر کر وہ گڑہ کے قریب اس کاروان سے مل گیا۔ مان سنگہ خود بھی بہت سا لشکر لیکر علی مسجد مین آگیا۔ روشنائیون نے یہ سمجھ کر کہ کم آدمی ہین اندھیری رات مین قلعہ علی مسجد کا محاصرہ کیا اور چند آدمی قلعہ کے اوپر چڑھ آئے مگر بادشاہی لشکر بہادری کرکے انپر غالب آیا۔ مخالفین قلعہ کو چھوڑ کر اور بلندیون پر چڑھ گئے۔ مگر گھات مین بیٹھے۔ صبح کو لشکر شاہی نے ان خود سرون کو پامال کیا اور انکا نقش ہستی مٹایا۔ دوسرے روز قافلہ توران سند کی اس طرف خیر آباد مین آیا۔ فرمان روائے توران نے کبوتر اور عجیب کبوتر بازی بادشاہ پاس بھیجے تھے اس سے وہ خوش ہوا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس سے وہ ملا۔

ان قومون اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے لکھا ہے

ان قومون اور انکے ملک کا حال جو الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ مین اور ابو الفضل نے اکبر نامہ مین لکھا ہے نقل کرتے ہین۔ دونو کا مقابلہ کرکے بیانون کی مخالفت و مطابقت کو دیکھ کر مغربی و مشرقی بیانون کے فرق کو سمجھ لو۔

الفنسٹن صاحب کا بیان — جس اشتعال سے کشمیر کی لڑائی ہوئی اس سے ان قومون سے بھی لڑائی ہوئی۔ مگر اسمین اکبر کے ساتھ یہ قومین سینہ زوری کے ساتھ بڑے بڑے مقابلہ سے پیش آئین اور اسکو کامیابی ہوئی۔ یہ لڑائیان شمالی مشرقی افغانون سے ہوئین جو ان ملکون مین بستے تھے کہ پشاور کے میدان کے گرد پہاڑی ملکون مین بستے ہین۔ یہ میدان بڑا وسیع اور نہایت زرخیز ہے اس مین زمین ہندوستان کی سی زرخیز اور بارآور ہے اور اسپر بلاد مغرب کی معتدل آب و ہوا کے بہت سے اثر متزاد ہین۔ اسکے شمال مین سلسلہ کوہستان ہندوکش کا بڑا سلسلہ ہے مغرب مین اسکے کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور جنوب مین کوہستان خیبر جو کوہ سلیمان سے دریاے سندھ تک چلا گیا ہے افغانون کا جو خاص ملک ہے اسکا دسوان حصہ یہ ملک بھی ہے۔ زمانہ حال مین یہان کے باشندون کو بیر درانی کہتے ہین وہ اپنی چال ڈھال اور وضع و طرز مین ایسی خصوصیتین رکھتے ہین کہ اور افغانون مین تمیز معلوم ہوتی ہین اس ملک کے شمالی حصہ مین بہ نسبت اور شمال مشرقی قومون کے یوسف زئی زیادہ رہتے ہین اور اپنی باقی قومون کا نمونہ ہیں

فراق قومون کے درمیان نا اتفاقی ہو گئی اتنا ہی خیبر کی راہ مین امن امان ہیگا اس لئے اس نے
جلال الدین روشنائی کی بڑی خاطر داری کی - مگر یہ شوخ بیباک لڑکا بادشاہ کے دم مین نہ آیا -
اور موقع پاکر بھاگ کر تیراہ مین جا پہنچا - جو سب سے زیادہ روشنائیون کے لئے امن تھا اس نے
تیراہ مین بیٹھے بیٹھے بنگش - آفریدی اور ورک زئی قومون سے اخلاص پیدا کیا - یہ قومین خیبر کی
راہ مین مغلون کی سخت دشمن تھین یہ لڑکا ایسی خوف کی مشعل بنا کہ اسکے شعلے اکبر تک پہنچنے لگے -
جسکی مخالفت کے سبب سے اسکا نام جلالہ تاریک ہوا اور اسکے فرقہ کا نام تاریکیان رکھا گیا -
اس جلالہ نے ایسے اپنے طرفدار پیدا کر لئے کہ پشتوؤن کا بادشاہ اسکا خطاب ہوا اور اس نے
ہندوستان پر جہاد کیا - سنہ ۹۸۲ھ مین اسنے مہمند اور غوریہ خیل کی مدد کی - یہ قومین دس ہزار
خانوار پشاور کے قریب رکھتی تھین اس وقت سعید حمیدی بخاری جاگیردار پشاور تھے موسیٰ کو یہان
مقرر کیا تھا - اسکے ظلمون سے یہ قومین جان سے عاجز ہو رہی تھین - سعید احمد پر بگرام مین
انہون نے حملہ کیا اور اسکو شکست دیکر اسکو اور اس کے چالیس آدمیون کو مار ڈالا - محمد حکیم مرزا کی موت
کے سبب سے دریای کابل کے دونو طرف مغلون کے مقابلے سخت ہونے لگے جنکا کوئی فیصلہ قطعی نہوا -
سنہ ۹۹۳ھ مین شہنشاہ اکبر کی جو لڑائیان ان اقوام افغان سے ہوئین وہ پشاور کے
میدان اور کوہستانی زمین سواد - باجور - مہمند و تیراہ کے ملک مین ہوئین اسکے چند میل جو دریا
سندھ سے ملے ہوئے ہین مستثنی کئے جائین تو اس ملک کی شکل گھوڑے کے نعل کے مشابہ پیدا ہوتی
ہے - میدان مین سپاہ کو بہت آرام اور میوون کے کھیت ملتے ہین اسکے اضلاع زیرین جو
داؤد زئی اور دوآبہ مشہور ہین نہایت سیر حاصل و شاداب سرسبز ہین زراعت و چراگاہ
بہ کثرت ہین طرح طرح کی پیداواریان یہان ہوتی ہین قطع نظر اس ملک کے سیر حاصل ہونے
کے اسمین ایک بڑی بات یہ ہے کہ وہ مغربی ایشیا اور ہندوستان کی شاہراہ ہے -
جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ توران کا ایلچی اور نظر بے ایک قافلہ بزرگ کے ساتھ
ہندوستان کو آتے ہین اور روشنائی افغانون نے درہ خیبر کی راہ کو روک رکھا ہے وہ انکو
آگے نہین بڑھنے دیتا تو اس نے شیخ فرید بخشی بیگی کو بھیجا کہ جا کر ان کو ساتھ لے آئے

اور مسافرون اور اپنے مہمانون کو تاراج کرتے تھے۔ زمین آپس مین برابر بٹی ہوئی تھی اور اس لئے کہ بری بھلی زمینین ہر ایک کے حصہ مین باری باری سے آتی رہین بمقتضای عدل تقسیم ہوتی تھین۔ ہندی رعیت کی مدارات اچھی طرح کیجاتی تھی مگر معاملات انتظامات ملکی مین اسکو مداخلت نہ تھی یوسف زئی ان ہندیون سے رنگ روپ مین ایسی فوقیت نہین رکھتے تھے جیسی کہ اوضاع و اطوار و چال و چلن مین۔ جنوب مین اور قومین جو میدانون کے اندر نیچے پہاڑون مین رہتی تھین وہ مدت سے وہان آباد تھین اور ہندوستان کے لوگون کے ساتھ بہت آمد و رفت و میل جول رکھتی تھین مگر بعض انمین سے کوہستانی مسلمان ہین۔ بعض قومین اپنے ملک مین زیادہ نشیب و فراز رکھتی تھین اور یوسف زئی قوم سے شایستگی اور تہذیب مین بھی کم درجہ رکھتی تھین۔ شہنشاہ بابر نے شمال مشرقی قومون کے مطیع بنانے مین سخت کوشش کی جنمین سے بعض قومون کے تابع بنانے مین کامیاب ہوا۔ مگر وہ یوسف زئی قوم کے مغلوب کرنے مین بالکل ناکام رہا۔ نہ وہ صلح و آمیزش کی تدبیرون سے انکو اپنے بس مین لاسکا اور نہ اُنکے ملک کے اُس حصہ پر جس تک اسکی رسائی ہوئی سخت غارت گر حملہ آوری سے فتیاب ہوا۔

ابوالفضل کا بیان —

اب ابوالفضل کی کہانی سنیئے۔ وہ لکھتا ہے کہ الوس یوسف زئی پیشتر قندہار و قراباغ مین رہتی تھین۔ وہان سے کابل مین آنکر چیرہ دست ہوے مرزا الغ بیگ کابلی نے دستانی سے اوسکو بار بار دھاڑا پس ماندے لمغانات مین آسایش سے رہنے لگے پھر اشغر مین آگئے۔ سو برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ سواد (سوات) و بجور مین رہزنی و سرتابی سے بسر کرتے ہین۔ اس سرزمین مین ایک گروہ رہتا تھا جسکا خطاب سلطانی تھا اور وہ اپنے تئین سلطان سکندر کی دختری اولاد بتاتے تھے۔ یوسف زئی کچھ دنون انکے ملازم ہوئے تھے پھر حیلہ اندوزی کرکے ناسپاسی کرنے لگے اور انکے عمدہ عمدہ مقامات اپنے قبضہ مین کر لیئے۔ اب تک ان قدیمی باشندون مین سے تنگنائون مین تھوڑے ناکامی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین اور وطن کی محبت کے سبب سے باہر نہین نکلتے ہین۔ یوسف زئی کا ہنگام کوہستان سواد اور بجور مین ہے اور گروہ دشت مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین اس دشت کے دو طرف دریا سندھ ہے اور باقی

انکے ملک مین پیشو کا شمالی میدانی حصہ ہے اور ہندو کش کے برفستانی بلندیون تک
پھیلتا ہے اور اسکے اندر تین سے تیس چالیس یا پچاس میل لمبی اور اسکے موافق چوڑی وادیان ہین جنمین سے
ہر ایک کی دو طرف اونچی اونچی دیوارین کھڑی ہوئی ہین یہ وادی آب و ہوا اور حسن و لطافت
اور اور خوبیون مین کشمیر کے نظیر ہین اور وہ تنگ نالون پر ختم ہوتی ہین جنکے گرد اونچے
اونچے کرارے ہوتے ہین یا وہ جنگلون اور درختستانون مین غائب ہو جاتے ہین ایسا ملک
اپنے حملہ آورون کے لئے بہت سی الجھیڑا اور عوائق اور موانع پیش کرتا ہے مگر وہانکے باشندون کے
واسطے کچھ مشکل نہین وہ بے تکلف ایک وادی سے دوسرے وادی مین آمد و رفت رکھتے ہین
اور جہان کہین راہ نہین ہوتی وہان وہ اپنے لئے راہ بنا لیتے ہین - اصلی باشندے
یہان کے ہندو معلوم ہوتے ہین جو غالباً پاروپامی کے ماہیال و اولاد مین سے ہونگے نسبتاً
زمانہ حال کا واقعہ ہے کہ بعض خاص افغانون کی قومون نے اس ملک کو فتح کیا ہو اور
شرارت آمیز معاش اسکو بنایا ہو - اور پھر ان افغانون کو بھی اب سو برس کا عرصہ گذرا
ہوگا کہ یوسف زئیون نے جو قندھار کے قریب رہتے تھے اپنے وطن سے جلاوطن ہوکر ان کو
نکالا ہو اور انکے ملک پر قبضہ کیا ہو - پہاڑی قومون مین آزادی کا ہونا بالطبع ہوتا ہے
اس لئے یہ قوم آزاد تھی اور سوا اسکے وہ ایسے دشوار گذار ملک پر قبضہ رکھتے تھے اور انکے
تابعین بہت سے تھے اسلئے اسکو اپنی دولت کا بھی غرور تھا اور آزادی کی مستی پر دولت کا
نشہ اور چڑھا ہوا تھا - سوا اسکے وہ خود عظمت اس سبب سے بھی رکھتی تھی کہ انکی حکومت مین
جمہوری انتظام تھا - ہر خیل جدا جدا اپنا سرخیل موروثی رکھتا تھا - امن کے زمانہ مین اسکو
کوئی اور اختیار سوا اسکے نہ تھا کہ وہ اپنے خیل کے آدمیون سے مشورہ لے اور ان کی
خواہشین اور آرزوئین دریافت کرے اور انپر اور سرخیلون کو اطلاع دے ہر گانوکے
باشندے اپنے اندرونی قضیون کو خود چکاتے تھے - مقدمات کا فیصلہ پنچایت مین
ہوجاتا تھا - گانو مین جو چوپالین ہوتی تھین انمین کسی نہ کسی مطلب کے لئے ہمیشہ مجلسین ہوا
کرتی تھین یا یون ہی آپس مین بیٹھ کر گانون والے جی بہلایا کرتے تھے اور

لشکر پھر کام چھوڑ دیا جائیگا تو اس ناحیہ کے قومون کی افزونی اور کوہستان اور تنگناؤن کی دشوار گذاری سے کام دیر مین انجام پائیگا اس لئے بادشاہ نے ایک تازہ لشکر بیربر کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ ابوالفضل بھی نبرد کا شوق رکھتا تھا اسنے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگرچہ حضور کی خدمت مین رہنا خوش نصیبی کی اکسیر ہے لیکن مین چاہتا ہون کہ پرستاری غائبانہ جس سے یگانگی و یکتائی کا امتحان ہو بجا لاؤن اور میری ایک نئی لیاقت حضور پر ظاہر ہو۔ اگر نبردگاہ مین مجھہ سے کوئی عمدہ کام ہو گا تو میری ناموری ہو گی اور شائستہ بندگی بجا لاؤنگا جس سے ناتوان بین ہرزہ درایون کا منہ بند ہو جائیگا پھر وہ میرے نسبت کچھہ نہین کہہ سکینگے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے اور بیربر کے نام قرعہ ڈالا جائے کہ بغیر کسی خواہش کے سرنوشت ایزدی ظاہر ہو۔ قرعہ بیربر کے نام کا نکلا۔ بادشاہ نے ۱۲ اسفندارمذ — ۱۲ فروری سنه ۱۵۸۶ء مطابق سنه ۹۹۴ —
بہمن کو بیربر سردار رزم و بزم کو روانہ کیا۔ اس نے تھوڑے عرصہ مین دشت مین جتنے سرکشی کی اسکی خوب مالش کی جتنے نیایشگری کی اسکے مال و ناموس کی پاسبانی کرکے دوسری جگہ آباد کیا۔ بنیر کی فتح کے ارادہ سے وہ گریوہ کی طرف چلا جب تھوڑی تنگناؤن کو شکط کرکے منزل دوک مین آیا تو افغانون نے لڑنا شروع کیا۔ بڑی لڑائی ہوئی بہت مخالف اسیر و قتل ہوئے۔ ناوقت ہو گیا تھا اور آگے کا حال معلوم نہ تھا۔ اسلئے لشکر خیمہ گاہ کو واپس آیا اور معلوم ہوا کہ اس طرح جانے سے مقصد حاصل نہین ہو گا تو دشت مین لشکر واپس آیا تا کہ دوسری راہ سے جائے۔

کوکلتاش کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ خدا کی عنایت سے سخت گریوہ کی گذر ہو گیا ہے بجور اور سواد کا بڑا حصہ قبضہ مین آگیا ہے مگر لشکر لگا دو کی کثرت سے تھک گیا ہے اور گریوہ کراکر مین جو سواد و بنیر کے درمیان ہے افغان جمع ہوئے ہین اگر اور لشکر جوانمردون کا بھیجا جائے تو شائستہ طور پر سارا ملک قبضہ مین آجائیگا اور سرکشون کو سزا ملجائیگی۔ بادشاہ نے ۱۹ بہمن کو بسرکردگی حکیم ابوالفتح کے شمشیر بازون کو بھیجا۔ تھوڑے عرصہ مین دونو لشکر مل گئے زین خان نے اول بجور کی فتح کا ارادہ کیا وہان تیس ہزار خانہ وار الوس یوسف زئی

— مستقل ۲۸ فروری ۱۵۸۶ء —

اور دو جانبون مین دریای کابل و کوہستان شمالی ہی۔ وہ تیس کوس لمبا اور پندرہ بیس کوس چوڑا ہے دلکشا سبزہ زار اور نگاہ فریب میدانین ہین جنکے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے۔

جب بادشاہ نے کابل مین یورش کی تھی تو یوسف زئیون مین سے جو کلان تر تھا وہ سجدہ گری کرکے جبہ فرسا ہوا تھا اور پہلے اپنی بدکرداری سے سرمسار ہوکر پیمان تابعداری استوار کیا تھا۔ انمین سے کالو پر بادشاہ نے عنایت کرکے سب سے زیادہ سرافراز کیا۔ مگر تھوڑے دنون بعد یہ قومین پھر اپنے آئین سابق پر مائل ہوئین۔ راہ زنی اور خلق آزاری پر کمر باندھی اور دار الخلافہ سے کالو بھاگ گیا۔ خواجہ شمس الدین نے نواحی اٹک سے دستگیر کرکے بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے بجاے بادافراہ کے اسپر نوازش فرمائی۔ پھر وہ بھاگ گیا اور اپنی پہلی تیرگاہ مین پناہ لی۔ اور زمیندارون کی سرکشی کا بھی سبب ہوا۔ بادشاہ نے بہت سے افسرون اور سپاہ کا زین خان کوکلتاش کو سپہ آرا بنا کر اور غریب خانجہانی کو بخشی بنا کر روانہ کیا کہ اگر وہ گروہ رہنمونی کرین اور تیرہ دل جو اندرز نہ قبول کرین انکو سزا دین۔ ۲۵ دی ۹۹۴ کو قرابیگ و ضیاء الملک اور سپاہ کو بسرکردگی شیخ فرید بخشی کے روانہ کیا وہ ایک عمدہ تاخت کرکے الٹا چلا آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ دشت کا کام بہت سخت ہی مناسب ہی کہ ایک فوج اور نامزد ہو تا کہ شائستہ طور پر قوم یوسف زئی کی بیخ کنی کی جائے اسلئے انہون نے سعید خان اور ملک الشعرا فیضی اور دستر خواجہ و شیخ ابوالبرکا اور اور افسرون کو اور ابوالفضل کے تین سو سوارون کو جانے کی اجازت دی۔ اور میر شریف آملی کو زابلستان مین منصب امینی و صدارت عنایت کیا اور قاسم بیگ تبریزی کو میر عدل لشکر مقرر کیا۔ زبانی ہدایا دسکو ہدایتین کین کہ ہمیشہ نیایش ایزدی اور رضامندی الہی کی تلاش مین رہو اور شناسائی کو نیازمندی کے ساتھ ملاے۔ آزمندی اور شتر دلی کہ ہوشمندون کی لغزش گاہ ہی برکران رہی اسلئے کہ بہت سے نیک ذات دنیا کی رنگینی اور ستمگارون کے بخشکو کو دیکھکر حق گذاری سے باز رہتے ہین گواہ و سوگند پر داوری کا حصر نہ کرے بلکہ دور نگاہی سے بشرہ کو دیکھو اور طرح طرح کی پرسشین کرو۔ اگر کوئی بڑی لڑائی خود نہ کر سکے تو ہم کو مطلع کرے۔ تن آسانی کو ناروا جانا مگر کبھی کبھی اس مین مشغول ہو۔ بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اگرا سی

گرد جمع ہوں - راز گوئی اور بزم یکجہتی وہاں آرائش پائے - کوکلتاش اسپر غصہ ہوا - راجہ
اور حکیم میں درشتی سے دشنام پر نوبت پہنچی کوکلتاش نے تحمل کے ساتھ شورش بیگانگی کو بجھایا
اور گذارش کی کہ ہم کوہستان کا ختم کرنا قریب ہے اور کراکر اور بنیر کے سرتاب بھی لابہ گری
کر رہے ہیں لیکن مدت سے انکی گفتار کردار میں نہیں آئی - یہ کمک اس لئے طلب کی تھی کہ ایک
گروہ کو اس قلعہ میں چھوڑکر میں حیلہ گذار فتنہ اندوزوں کی مالش کو جاؤں اب چاہیئے کہ لشکر
تازہ روز اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور میں پہلے سپاہ کے ساتھ وسط ولایت کی پاسبانی
کردن یا یہ گروہ چکدرہ میں ہنگامہ پسند کریں - میں کوہ نشینوں کی سزا کے لئے جاؤں - راجہ و حکیم دونو
نے اس صلاح کو نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ بادشاہ کا فرمان ملک پر تاخت کرنے کا ہے
ملک کی نگاہداشت کا نہیں ہے - ہم سب یکجا ہوکر مخالفوں کو مالش دیکر اسی راہ سے کہ بادشاہ
کا حکم ہے بادشاہ پاس جاتے ہیں - کوکلتاش نے جواب دیا کہ جو ولایت اس قدر آویزش
سے ہاتھ آئی ہو اسکو بغیر سرانجام دینے کے کیونکر چھوڑ سکتے ہیں اور اس راہ پر نشیب و فراز میں لڑتے
پھرنا پسندیدہ نہیں ہے جو میں نے دو روشیں بتائی ہیں اس پر چلنا پسند نہیں تو بھی بہتر ہے کہ
جس راہ سے تم آئے ہو اسی راہ چلے جاؤ کہ وہ طرف سپہ نشین ہے اس میں غنیم کو دستبرد کی قوت نہیں ہے
مگر انہوں نے کچھ نہ سنا اور اپنی پہلی تدبیر پر جمے رہے - کوکلتاش نے یہ ناہنجار مدارات ان کی
دیکھی تو اسنے آئین سرداری کو ایک طرف رکھا کہ مبادا یہ شیوا زبان مقربین ناشائستہ باتیں
بناکر بادشاہ کو مجھ سے نہ خفا کر دیں - کوکلتاش کو تو یہ اندیشہ ہوا اور راجہ اور حکیم کو یہ
فکر در پیش تھا کہ اگر ہم تنہا ہو جائینگے تو معلوم نہیں کام بنے یا نہ بنے اور شرمساری اُٹھانی
پڑی - فوج کی آرائش ناہنجار طور پر ہوئی اور آرایش فوج میں گفتگو ہوئی - راجہ و حکیم نے
اپنے اسی اندیشہ سے برانغار و جرانغار کی سرکردگی سے انکار کیا - برانغار کا سربراہ
حسن خان پتنی مقرر ہوا - اور جرانغار کا قاضی علی - ہراول کی پیش قدمی حسن بیگ کو سپرد
ہو - بعد بہت سی گفتگو کے حکیم نے التمش میں رہنا قبول کیا اور ۲ اسفندارمذ کو چکدرہ
سے کراکر کی طرف سپاہ چلی اور پانچ کوس چلکر موضع کاندک میں اُتری دوسرے روز

بستہ تھے اور انکے پاس دشوار کشا کریوہ تھے۔ پادشاہی سپاہ چابک دستی کرکے واش کول کی راہ سے آئی۔ مخالفون کو رستہ پرآنے کی فرصت نہ دی جالش بہادر نے گیران شمو پر تاخت کی۔ اور بہت سی سرکشون کی مالش کی جب وہ نہایت تنگ ہوئے تو غازی خان و مرزا علی و طاؤس خان نظیر اور سرداروں نے پناہ مانگی اور وہ ملنے آئے۔ دفعتہً شورش دور ہوئی۔ یہان سے ولایت سواد کا قصد ہوا۔ یہان کے کوہستان مین چالیس ہزار تمانہ دار یوسف زئی رہتے تھے۔ جب لشکر دریا کے کنارہ پر پہنچا اس زمین کے بہادرون نے جنگ مین قدم جمایا۔ ہراول نے دریا سے گذرنے مین باگ کھینچی التمش کے دلاورون نے تیزدستی کی۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی اس راہ پر آئے۔ بڑی لڑائی ہوئی غنیم ناکام بھاگ گیا۔ کوکلتاش نے چکدرہ مین کہ وسط ولایت مین ہی قلعہ کی بنیاد رکھی اور سرکشون کی مالش کا تہیہ کیا۔ تیئیس دفعہ فتح پائی سات لشکرون کو شکستہ کیا۔ ولایت نیر کا سارا ملک سوا گریوہ کا کر قبضہ مین آگیا۔ لیکن کارزار کی فزونی اور کوہ نوردی سے لشکر تھک گیا۔ کوکلتاش نے کمک مانگی پادشاہ نے راجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح کو نامزد کیا۔ جب یہ سب آپس مین ملے تو دورنگی کا غبار اُٹھا پہلے ہی سے کوکلتاش اور راجہ مین تنگ چشمی کی باتین ہوئین اسی طرح راجہ اور حکیم مین آپس مین صفائی نہ تھی۔ یہ امرا باوجود فہم عالی اور اعتبار سترگ آپس مین حسد کرنے لگے وہ پادشاہی عاطفت مین انباز نہین چاہتے تھے اسوقت سے کہ دشت کی فوجون کو کوکلتاش کی کمک کا حکم ہوا تھا تو راجہ بیچین ہو کر کہتا تھا کہ میرا نصیبہ برگشتہ ہو گیا ہی کہ حکیم کی ہمراہی مین اور کوکہ کی یاوری مین دشت کوہ نا پنے پڑے دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہے۔ رہ نوردی مین ہر روز آپس مین ناسزا باتین ہوتی تھین جب گریوہ بلکندہ مین پہنچے تو کوکلتاش استقبال کو آیا۔ اس نے خود بیٹھ کر گریوہ سے لشکر و پرتال کو اتروایا۔ حکیم ابوالفتح قلعہ چکدرہ مین گیا۔ راجہ اس جدائی سے آشفتہ ہوا اور تباہ اندیشے کرنے لگا۔ صبح کو اس قلعہ مین سب جمع ہوئے۔ کوکلتاش نے جشن آراستہ کیا راجہ نے پیچ پہلی خشمگینی کو ظاہر کیا کہ اس جشن مین شریک نہین ہوا۔ اور اُس نے یہ گذارش کی کہ مناسب یہ ہے کہ سب کار آگاہ فوج شاہی (سلاح شاہی) کے

ہرغاول (اول) کے رکھیں۔ اگر یہ بات آپ کو دلنشین نہ ہوں تو توقف کریں کیونکہ آپ یاد
کو اطلاع ہوا اور ایک فوج اس طرف آخر گریوہ کے سرے کو نگاہ رکھے مگر راجا اور حکیم
اپنے منصوبے پر جمے رہے اور اپنے نقصان میں فائدہ سمجھتے رہے۔ ششم اسفندارمذ کو گریوہ بلندی
کی طرف روانہ ہوئے۔ کوکہ نے کار آگہی سے چنداول کا اہتمام اپنے ذمے لیا۔ پہلے روز
سے بھی زیادہ سخت لڑائی ہوئی لشکر کچھ تھوڑی دور چلا تھا کہ دن نا وقت ہو گیا۔ اس نے
درہ کے سرے کو بزرگ گریوہ کی ابتدا جانا وہ اتر پڑا کوکہ کے آنے سے معلوم ہوا کہ ابھی
ایک اور تنگی سے گذرنا باقی ہے جب اس کوہ کے سر پر پہنچا ہوگا۔ سرکوب اسکے نزدیک تھے
اسلئے اس نے آگے جانے میں کوشش کی اور یہ قرار پایا کہ گریوہ کے سر پر ہراول پہنچکر بلندیوں
پر قبضہ کرے اور لشکر نیچے اترے اور صبح ہوتے ہی اس دشوار پہاڑ پر گذر کریں۔ چونکہ
پیچھے سے افغان چلے آتے تھے کوکلتاش پیچھے مڑا اور ون نے اس کوچ ناہنگام اور
ہراول کے آگے دوڑانے کو گریوہ کا طے کرنا سمجھ کر جلدی کی اور چلنے کا آئین بگڑ گیا۔ ہرچند
سمجھانے اور پھرنے کے لئے تگادو ہوئی مگر سودمند نہ ہوئی۔ افغانوں نے ہر طرف سے
تیر و پتھر ایسے پھینکے کہ وہ غالب ہو گئے۔ ناشناسائی اور سراسیمگی کے سبب پہاڑی کی
بلندی پر سے پستی کی طرف لشکر اترا۔ اس رواروی میں گھوڑے اور آدمی اور ہاتھی
سب گڈمڈ ہو گئے اور بہت انہیں سے مارے گئے اور بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ کچھ
کو پہچان کر چلے آخر دن کو اس گریوہ دشوار سے گذر کر نیچے آئے۔ کوکلتاش کا ارادہ
ہوا کہ اس لڑائی میں اپنی جان دیدیجئے مگر جانش بہادر اسکے آگے آیا اور کام فو ناکام
الٹا گیا۔ کچھ چل کر وہ بیراہ ہوا گو پیدل چلا۔ بصد دشواری منزل پر پہنچا۔ لوگوں
نے یہ خبر اڑائی کہ افغان پیچھے سے چلے آتے ہیں اسلئے نہایت بیتابی کے ساتھ کوچ
بے ہنگام ہوا آدمی تاریکی کے سبب سے راہوں سے بھٹک کر دروں میں چلے گئے۔
افغان مال کے حصے کرکے بانٹنے میں مصروف تھے۔ دوسرے روز بہت سے آدمی جو
رستہ بھول گئے تھے جان سے گئے کچھ انہیں قید ہوئے۔ پانسو آدمی مارے گئے

راہ پر تنگ تھی پر انغار کو چند اول مین چھوڑا اور درہ سے آدھ کوس پر منزل کی اور یہ
تدبیر ٹھہری کہ آج ہراول کچھ تاخت کرکے پھر آئے صبح کو جب اس کتل پر مخالف آئے تو لڑائی
شروع ہوئی۔ تھوڑی عرصہ مین تنگناؤن کو طے کرکے بہت غنیمت جمع کی اور ہزارون
آدمی بندی مین آئے۔ التمش مین زیادہ تر کابلی تھے وہ لوٹ کی داستان سُنکر دوڑے
پھر اسکے پیچھے اور فوجین آئین۔ کوکلتاش کہ مقیم تھا ناچار وہ بھی روانہ ہوا۔ اس طرح
رواروی بے روش ہوئی۔ افغانون نے پیچھے خوب لوٹ مچائی حسن خان بیتنی
زخمی ہوکر کنارہ کش ہوا۔ چلنے والون پر کام بہت تنگ ہوگیا۔ کوکلتاش کارزار مین آیا
اُس دن اور تمام شب اور پھر دوسرے روز زیادہ دیر تک ہنگامۂ دو خورد گرم رہا۔
مخالفون کے چار سرگروہون کو کوکہ نے خود اپنی بندوق سے مارا۔ افغان کچھ پریشان
ہوئے۔ آخر دن کو کچھ فتح کی صورت معلوم ہوئی مگر باربرداری شتر اور گاؤ سب لٹ گئے اور جو اسباب
ہاتھی اور خچر پر تھا وہ سلامت منزل پر پہنچا۔ دوسرے روز چھ کوس چل کر خانپور مین آئے
کوکہ نے چند آدمی کی افسری خود کی۔ تمام راہ جنگ کرتا ہوا منزل پر پہنچا۔ راجہ کے ڈیرے
پر پہنچکر مجلس مشورہ منعقد کی اور اپنی پہلی گفتگو کو فصاحت سے ادا کیا اور شتاب زدگی کی
نفرین اور اپنی بہ دید کو خوب بیان کیا۔ پوچھا کہ اب صلاح کیا ہے؟ اور آئندہ کیا
کرنا چاہیے۔ راہ تھوڑی باقی تھی اسلئے نشیب فراز اسکا نظر نہین آتا تھا۔ سبنے یہ صلاح
دی کہ مناسب یہ ہے کہ کرلوہ سے گذر کر چند روز قیام کرین اور مخالف کا از سرنو علاج
کرین۔ کوکلتاش نے گذارش کی کہ آگے تنگنائے ایسی دشوار گذار ہین کہ اس راہ پر چلنا اپنے
تئین بے آبرو کرنا ہے مناسب یہی ہے کہ اسی منزل مین کہ کچھ فراخ ہے اور کوئی گریوہ
نہین ہی اور باقی گھاس اور آذوق بہت ہے۔ ایک دیوار بند بنا کے قیام کرین اور
مخالفون کو کہ سارے پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہین سزا دین یا اس سبب سے کہ انکا
زن و فرزند اور بہت سا مال ہمارے ہاتھ مین ہی۔ استمالت نامے بھیجکر مخالفون سے
فرمان پذیری کا پیمان لے لین اور انکے میدان کو چھوڑ دین اور انہین سی چند کو بطور

ایسی ہی کہ کمتر کہین ایسی ہوتی ہے اس محل بیان کی آگے تفصیل آتی ہی۔ شاہزادہ مراد اور
راجہ تو ڈرمل کو یہ خدمت سپرد ہوئی تھی مگر راجہ نے عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی کہ سزاوار یہ
ہے کہ ولایتون کی فتح کرنے کے لئے اور بڑے بڑے فرمان دہون سے لڑنے کے واسطے۔
شاہزادون کو بھیجنا چاہیئے یہ خدمت ایسی ہے کہ جسکو حضور کے بندگان مین سے ایک انجام
دیسکتا ہے اس عرضداشت کو سنکر پادشاہ نے شاہزادہ مراد کو واپس بلالیا۔ کنور مان سنگھ
کہ جمرود کے قریب وشنائیون کی گوشمالی کر رہا تھا اس خدمت پر معین کیا کہ راجہ کی بہ دید کو
اپنا دستیار کرے۔ مان سنگہ بنیر کے قریب آیا۔ دریا کے کنارہ پر مقیم ہوا اور قلعہ کی بنیاد ڈالی
اور اُسکے آباد کرنے کے لئے ٹھیرا۔ بنیر کے بیچ کے کھنڈرات کہہ رہے ہین کہ وہ کسی قدیم زمانہ مین
بڑا شہر تھا۔ سواد سے ملا ہوا کوہ لنگر تھا۔ وہان راجہ تو ڈرمل نے اپنا بنگاہ بنایا اس طرح
افغانون کی گذرگاہون کو بند کرکے انکو تنگ کیا دونو طرف سے کارشناس کوہستان کے اندر
جاتے اور افغانون کو لوٹتے مارتے قید کرتے۔ ناچار اُنہون نے زاری کی جس سے شورش
فرو ہوئی اور زمانہ کو تازہ روئی ہوئی۔ راجہ تو ڈرمل کوہستان سے واپس چلا آیا۔ اور
افغانون کی مالش کے واسطے صرف راجہ مان سنگہ وہان رہا۔ پادشاہ نے کنور مان سنگہ
کو یوسف زئی کی سزا دینے کے لئے بھیجا اور راجہ بھگونت داس کو کہ پنجاب کا سپہ آرا تھا
ریگستان کا پاسبان مقرر کیا۔ مگر راجہ نے نامناسب خواہشین کین پادشاہ نے اُسکے دولوے
سمجھا اور اسکا بھیجنا موقوف رکھا اور کارسازون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ سلطان اقبال کے
لئے تیاری زابلستان لیجانے کی کرین مگر راجہ نے معذرت کی۔ پادشاہ نے پھر اُسکو زابلستان
جانے کی اجازت دیدی یہ وہ دریای سندھ سے گذرا تھا اور خیرآباد مین پہنچا تھا۔ ورسامان کے
انتظار مین بیٹھا تھا کہ دفعتہً اسکی عقل تیرہ ہوئی اور سخت بیمار ہوا۔ اُسکو شہر اٹک بنارس
مین لائے۔ سامان ایک طبیب وسکی نبض دیکھتا تھا کہ راجہ نے اُسکا جمدھر لیکر اپنے مارا۔ پادشاہ
نے حکیم حسن کو علاج کے لئے بھیجا مدتون مین وہ اچھا ہوا اسکی جگہ اسمٰعیل قلی کو مقرر کیا۔ مگر
اُسنے معاملہ نشناسی سے حرکات ناشائستہ کین جس سے وہ نظر سے گرا مگر پھر اسنے خوشامد

کنور مان سنگھ کا زابلستان جانا ۹۹۴

ہونگے۔ پادشاہ کے روشناس بہت تلف ہوئے۔ انمین راجہ بیربر۔ حسن خان بتنی۔ گدا بیگ
راجہ دھرم کند۔ دہ شنکر و محمد ملا اسیری۔ عوبا شیخ ملا عمیری و جان محمد بخشی۔ شیخ جنید۔
شیخ مہند فرملی۔ بہادر امان اللہ سعید شیخ س گرزنا گیانی اور اخلاص مندون کے مرنے
سے خصوصاً اپنے ہم زبان معنی آفرین راجہ بیربر کے مرنے سے طرح طرح کے رنج پادشاہ کو ہوے ایک رات
دن کھانا نہین کھایا۔

جب پادشاہ نے اپنے اخلاص نہادون کے مرنے کا اور شکست پانے کا حال سُنا تو خود پادشاہ کا ارادہ اس کوہستان مین جانے کا ہوا لیکن اخلاص گزینون کے کہنے سے اس یورش سے باز رہا۔ شاہزادہ مراد کو اس خدمت پر بھیجا اور راجہ تو ڈرمل کو اسکے ساتھ کیا۔ مرزا الغ بیگ کابلی کے زمانہ سے الوس یوسف زئی کہ ایک لاکھ سے زیادہ تھے کوہستان دشوار گذار کی آڑ مین ہمیشہ راہ زنی کرتے اور مسافرون کو طرح طرح کی گزند پہنچاتے۔ کابل کے مرزبانون مین یہ قدرت نہ تھی کہ انکی مالش کرتے۔ ہندوستان کے فرمان روایون کو اپنے کامون کی کثرت نے اور تنک حوصلون کی ہمزبانی نے اس طرف متوجہ نہ ہونے دیا۔ ان دنون پادشاہ کا ارادہ ہوا کہ یہ قوم مردم آزاری اور تباہ کاری سے باز آئے اور فرمان پذیری اور خدمت گذاری اختیار کرے۔ بدخوئی جو طینت مین مدتون سے جگہ پکڑ جاتی ہے۔ اور باپ دادا سے چلی آتی ہے۔ اسکا دور ہونا بہت دشوار ہوتا ہے۔ پادشاہ اپنی مہربان دلی سے جانون کو ضائع نہین کرتا اور بڑے بڑے مجرمون کو بھی پردہ نیستی مین نہین بٹھاتا۔ جب افواج تاخت کے لئے نامزد ہوتی تو کوشش کی جاتی کہ آدمیون کے مارنے مین تیزدستی نکی جائے۔ ہر دفعہ اس قوم مین سے جو لوگ پکڑے آتے پادشاہ انکو خلعت و زر دیکر چھوڑ دیتا۔ لیکن جب پادشاہ کے ان اخلاص مندون کا انہون نے خون کیا تو پادشاہ نے اونکے مٹانے مین کوشش کی۔ ان کوہستانون کا ان سے خالی کرانا محال تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ مین ان مین سے ایک گروہ کا نقد زندگی تاراج ہوا بہت سے انمین اسیر ہوکر ایران اور توران مین بیچے گئے اور ملک سواد و بجور و تیراہ ان بدکارون سے پاک ہوا۔ یہان کی آب ہوا کی خوبی اور میوون کی ارزانی

یوسف زئی [illegible]

الوس یوسف زئی کی دشواریان ۹۹۵ھ

ادھر یوسف زئی کی تاخت وتاراج مین اور انکی باندھنے اور مارنے مین لگا دو کی ادھر آسمان نے انکے ساتھ کینہ توزی کی۔ اناج کو گران کیا۔ ہوا کو ناسازگار بنایا۔ عجیب بیماریون کو پھیلایا۔ توانائی اور حیلہ سازی نابود ہوئی یوسف زئی کے سردار سلطان قریشی۔ بوستان سلطان بایزید۔ کریم داد ابراہیم خان۔ خان جہان مصری۔ ظفر خان نے اسمٰعیل قلیخان پاس آکر اور عاجزی کی۔ یہ قرار پایا کہ جب وہ کوہستان سے مع اغروق کے نکل آئین تو گناہونکی معافی کی درخواست پادشاہ سے کی جائیگی۔ پادشاہ کے سندھ سے واپس آنے نے فرمانروائے توران کی سراسیمگی کو دور کردیا تھا۔ لیکن پادشاہ نے سنا کہ ایلچی کے بہت دنون تک یہان رہنے سے وہان تردد ہی تو اسلئے ۲۱ شہریور کو ایلچی کو واپس بھیجدیا اور کچھ نفائس تحفۃً بھیجے حکیم ہمام کو پیغام گذاری کے لئے مقرر کیا کہ وہ نامہ کو فرمانروائے توران کو پہنچاوے اور سب چھوٹے بڑون کے آگے اُسے پڑھکر مطلع کردے۔ میر حیدر جہان مفتی کو بھی سکندر خان کی سانحہ ناگزیر کی پرسش کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ اسکو مرے ہوے تین سال گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ پادشاہ کو توران کے لینے کا خیال تھا اسلئے یہ تعزیت نہین کی گئی۔ مگر اب عبداللہ خان نے لابہ گری کی راہ سے یکتادلی کا آئین اختیار کیا تو میر کو تعزیت کے لیے بھیجا۔

ایلچی توران کا واپس بھیجنا ۹۹۵ھ

دس ہزار خانہ دار مہمند وغوریہ خیل پشاور مین رہتے تھے اور پادشاہ کی نیکو خدمتی کو اپنی رستگاری کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ پشاور کا اقطاع دار سید حامد بخاری تھا۔ وہ کابل کی سپاہ کے ساتھ یہان آیا اور اوسکی سپاہ ہندوستان کو اپنی جاگیرون پر گئی وہ تھوڑے آدمیون کے ساتھ حصار بکرام مین غافل پڑا تھا۔ موسیٰ کو اپنا کام دے رکھا تھا اُسنے اپنی آزمندی سے ان گروہون کو تنگ کیا اور ان کے مال و ناموس پر ہاتھ کھولا اسسے الوس مذکور نے جلالہ کو اپنا سردار بنایا۔ بکرام کے نزدیک فساد مچایا۔ سید حامد نے ایک آدمی کو بھیجکر اسکا حال دریافت کرایا۔ اسنے اپنی بیدانشی یا بداندیشی سے انکا حال پراگندہ بتایا۔ اور کہدیا کہ تھوڑے سے آدمی ہین غرض سید ڈیڑھ سو آدمیون کو ساتھ لے کر لڑا اسکا گھوڑا ندی مین گرا جسکے سبب سے وہ ڈوبکر ہلاک ہوا۔ اور اسکے چالیس ہمراہی مارے گئے

زین خان کوکلتاش کا روشنائی افغانون کی مالش کے لئے جانا اور انکا سزا پانا ۹۹۵ھ

کرکے قصور معاف کر دیا۔ بادشاہ نے اسکو یوسف زئی کی مالش کے لئے مقرر کیا۔ مادھو سنگھ و سعید گکھر اور ابو القاسم نمکین و راجہ بھگونت سنگھ کے آدمیون کو اسکی یاوری کے لیئے مقرر کیا اور کنور مان سنگھ کو اور سپاہ کے ساتھ کابل بھیجا۔

جب بادشاہ دریای سندھ کے کنارہ مقیم تھا اور زابلستان جانے کا ارادہ تھا اور کتل خیبر کو جسمین گھوڑے اور اونٹ کا گذر مشکل تھا ایسا صاف کیا کہ گاڑی چھکڑا اسپر چلنے لگا اور دریای سندھ پر پل باندھا تو توران مین ایک عجیب تھلکہ پڑا۔ بادشاہ کے ایلغار کا خوف ایسا پیدا ہوا کہ بلخ کے دروازے اکثر بند رہتے تھے۔ فرمانروای توران عبداللہ خان نے کار آگہی اور اندازہ شناسی سے نیایش گری اور نیازمندی اختیار کی میر قریش کو بھیجا کہ یہ بزرگ سیدون مین سے تھا اور نہایت عمدہ گھوڑے اور تنومند شتر اور سگ رواستر اور شکاری جانور اور عمدہ پوستین اور اپنے ملک کے اور نفائس بھیجے۔ مگر اس وقت راجہ بیربل کے سوگ مین بادشاہ رنجیدہ ہوا تھا اس سبب سے ایلچی کی باریابی مین تاخیر ہوئی جس سے ایلچی کو پراگندگی ہوئی تو بادشاہ نے ایک جشن کرکے اسکو باریاب کیا۔

بادشاہ اٹک بنارس مین عشرت پیرا تھا کچھ شکار کھیلتا کچھ آہنگر خانہ مین بندوق سازی کا تماشا دیکھتا۔ دولت خانہ مین تفنگ اندازی کرتا۔ رات دن مہمات ملکی و مالی مین مصروف رہتا مگر اس سوچ بچار مین رہتا کہ ساحل سندھ پر جنگ ٹھیرے کہ یوسف زئی کی مالش قرار واقعی ہو اور پھر زابلستان کی سیر ہو مگر تورانیون کی سراسیمگی اور توران کے ایلچی کی زاری اور آذوق کی گرانی سے واپس جانا قرار پایا اور ہندوستان کو وہ چلا۔

پنجاب مین آخر لاہور مین پھرنے کا ارادہ بادشاہ نے اس لئے کیا کہ زابلستان مین امن امان ہو جائے۔ سواد و بجوڑ سرکشون سے پاک ہو۔ تیراہ اور بنگش سے روشنائیون کا تیس ناس ہو۔ آباد ملک ٹھٹھہ قبضہ مین آئے۔ اگر مرزبان توران دوستی مین ثابت قدم نہ رہے تو لشکر وہان بھیجا جائے اور اس کے بعد وہ خود جائے ۱۲۵۵ ½ کروہ اٹک بنارس سے ۲۶ کو چون مین آیا۔

طے کرکے ماہتارک کی حدود مین کچہ آرام کیا۔ دوسرے روز سپاہ نے بسر کردگی
محمد قلی بیگ کے الوس آفریدی پر تاخت کی اور انکا بہت مال چھینا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ
اسباب کو منزل گاہ پہ پہنچا کر پہر لڑنے آئین مگر اسکو اورون نے نہ مانا اور آگے بڑھے اور
درہ چورہ سے کوہ نوردی کی۔ اور غوریہ خیل کے بنگاہ پر گذر ہوا۔ اُنہون نے لابہ گری
کرکے رستگاری پائی۔ جب تنگناؤن مین لشکر آیا تو جلالہ پیچھے سے نمودار ہوا۔ ہرطرف سے
افغانون کا جوش و خروش اُٹھا۔ تختہ بیگ چنداول بیکر اس سے لڑا مگر عاجز ہوا تو اپنے
لشکر سے ملا۔ اور کنور مان سنگہ نے پھر کر ایک اور تازہ نیرو سپاہ کارزار مین بھیجی۔ لڑائی
خوب ہوئی۔ مخالف کی شوخی کم ہوئی۔ مان سنگہ نے اپنے بیٹے جگت سنگہ کو چنداولی کا
اہتمام دیکر خود علی مسجد کی راہ لی۔ تھوڑے عرصہ مین پھر افغان ہرطرف سے آ کر جمع ہو گئے
اور کام زیادہ دشوار ہو گیا۔ میدان نہ تھا کہ لڑائی مین جوانمردی دکھائی جاتی نہ کوئی
پناہ ایسی تھی کہ سنگ افگنی اور تیراندازی کی جاتی۔ طرفین کے سپاہی دست و گریبان ہوتے
تھے اور عجیب لڑائیان ہوتی تھین۔ ناگاہ ایک کشادہ میدان ظاہر ہوا۔ مان سنگہ نے
اپنے ہمراہیون کے خلاف رائے وہان قیام کیا اور تختہ بیگ اور کچہ کابلی میدان کارزار
مین لڑنے آئے اور اُس سے محمد قلی و کورم توکہ اور تیزدست ہراول کے آ کر ملے اور پھر کارنامہ
پہلوانی ظاہر ہوا۔ سخت دشواری مین بادشاہی لشکر کو فتح ہوئی۔ اب بعض کی رائے یہ ہوئی
کہ یہین نصرت گاہ مین ڈیرے لگین۔ بہت کی رائے یہ ہوئی کہ علی مسجد کو جو دو کروہ ہے چلیے
یہان پانی کی کمی تھی اس لئے علی مسجد کو لشکر چلا اور محمد قلی بیگ نے چنداولی کا اہتمام
اپنے ذمہ لیا اور شادی کی راہ سے شام کے قریب لشکر اپنی منزل مین آیا۔ یہان قریب
پہر رات گئے جلالہ گھات مین تاک لگا کے بیٹھا اور افغانون نے جابجا ہنگامہ برپا
کیا۔ بہت آدمیون کی یہ تجویز تھی کہ صبح کو قلعہ سے باہر جا کر دست بُرد کرینگے۔
لیکن تکان اور ماندگی کے سبب سے یہ صورت نہ ہوئی۔ دوپہر کو بھگونت داس کا
مادھو سنگہ لے کر نمودار ہوا تو یکبارگی دوشتائی پراگندہ ہوئی۔ بعض کی رای یہ تھی

افغانوں نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ سید کمال اسکے چھوٹے بیٹے نے قلعہ داری خوب کی۔ پادشاہ کو
اسکی خبر ہوئی تو اسنے زین خان کوکلتاش کو اس خدمت پر مقرر کرکے روانہ کیا اور حکم دیا
کہ اگر ضرورت پڑے تو راجہ مان سنگہ کسی سردار کو لشکر کے ساتھ کمک کے لئے اور بھیجے
غرہ مہر کو کابل میں مرزا سلیمان اس ارادہ سے آیا کہ پادشاہ کی خدمت میں جاوے۔ اس لئے
کنور مان سنگہ اس کی ہمراہ ہوا اور خواجہ شمس الدین خافی کو کابل کا منتظم مقرر کیا۔ جلال آباد کے
نزدیک بگرام میں اسکو شدید تپ ہوئی اور سخت بیمار ہوگیا اور سید حامد کے مارے جانے سے روشنائی
بہت مغرور ہو گئے وہ کنور مان سنگہ کے اس بے ہنگام قیام سے کچھ اور سخت اور زیادہ
بدمست ہو گئے اور قلعہ بگرام کو چھوڑکر اور ارادوں میں ہوے۔ الوس مہمند و غوریہ خیل نے
پشاور سے تیراہ تک خیبر کی دونو راہوں کو سنگ چین کرکے استوار کیا۔ یوسف زئی اور قوموں نے
انکے ہنگامہ کو رونق دی۔ تیراہ ایک کوہستان ہے جسکا طول ۳۲ کوس ہے اور عرض ۱۲
کوس ہے مشرق میں پشاور ہے اور مغرب میں میدان ہے اور شمال کی جانب بارہ۔ اور
جنوب میں قندھار۔ اس میں تنگنائیں بر نشیب و فراز دشوار گذار ہیں۔ پادشاہ نے جو سپاہ
بھیجی تھی وہ دیر میں پہنچی اور کنور مان سنگہ اس زمانہ میں بیمار تھا اور ڈیڑھ مہینہ میں رنجور
ہوا تو افغانوں نے کفور سے بیکار کا ارادہ کیا۔ ان دنوں میں کنور تندرست ہو گیا تھا
اور افغانوں کی مالش پر وہ مستعد ہوا اور تین ہزار سوار اور بڑے بڑے نامور افسر لے کر اس
ارادہ سے چلا کہ مارون کی راہ سے تیراہ میں آئے اور وہاں سے الوس آفریدی کو کہ خیر مایہ
شورش ہے تاخت و تاراج کرے اس راہ سے گریوہ شادی سے یکبارگی علی مسجد میں آئے
تاکہ لشکروں سے ملجاوے اور راہ کھلجاوے جگت سنگہ پسر مان سنگہ درباری زین الدین علی
کہ کابل جانے کا ارادہ رکھتے تھے سید حامد کا قضیہ سنکر ایلغار کرکے بگرام میں آئے مگر راہ بند
تھی اس لئے آگے نہ ٹھیرے نہ بڑھے گو مادھو سنگہ بھی راجہ بھگونت داس کے لشکر کو لیکر
اٹک کے قریب آگیا تھا۔ سیوم دے سنہ ۹۹۵ھ کو بولان سے مان سنگہ جریدہ روانہ ہوا
اور کتل جارجوبہ میں پہنچا۔ یہاں گریوہ کہ برف سے ڈھکا ہوا تھا اسکے نشیب و فراز کو مغل کی

آصف خان کو کہ دشت مین تھا اپنے پاس بلالیا اور سواد کی طرف روانہ ہوا۔ اول ملک کے سرے پر دریای پنجکورہ کے کنارہ پر قلعہ بنایا۔ یوسف زئی افغان ہون کو جنگ میں گیا۔ اور پیکار زار کے لئے آمادہ ہوئے۔ بادشاہی لشکر کو ایک پوشیدہ راہ مل گئی۔ دہم ذی الحجہ ۹۹۶ھ کو غنیم عید قربان کے جشن مین مصروف تھا کہ بادشاہ کی سپاہ سواد کے عرصۂ دلکشا مین آ گئی افغان سراسیمہ ہوکر بیغولون مین گھسے کچھ انمین سے مردانگی سے لڑکر مر گئے۔ بہت سا اسباب بادشاہی کو ہاتھ آیا۔ اب افغانون کے دو حصے ہو گئے۔ ایک گروہ بٹ غری کے کوہ مین چلا گیا۔ اور دوسرا کہسار مہرہ مین چلا گیا۔ کوکہ انکی تلاش مین ہوا علیحدہ دلکشا اور اوجاون مین قلعے بنائے۔ سرولی کے نزدیک دشت بہار سے متصل ایک حصار بنایا۔ اور کارآگاہ خدمت دوست جابجا مقرر کئے۔ کہ راہون مین ایمنی ہو اور دشت و کوہ مین پیوند ہو۔ ہر طرف سے تاخت آنگی بازار زندگانی سونی۔ ان دنون مین کوہ مہرہ سے محمد عمری و ملک اصغر شیرخانہ کی راہ سے دشت مین آئے اور قلعہ سرولی کا محاصرہ کیا۔ یہان سے بہت سی سپاہ جلال آباد کی طرف بھیجے گئی تھی کہ قافلہ کا بدرقہ ہو۔ احمید خان چند آدمیون کو لیکر لڑا اور مارا گیا حمید خان کے بیٹون نے ہمت نے یاوری نہین کی مگر غنیم قلعہ کو فتح نہ کرسکا اور اپنی اندوختون کو چھوڑکر بھاگ گیا جب بجاد مین کچھ کام نہ رہا تو آصف خان بادشاہ کی درگاہ کی طرف جریدہ ملکند سے چلا چند نوکر اسکے پیچھے آتے تھے ناگہان انہون نے نقارہ بجایا۔ افغان سراسیمہ ہوے اور بھاگ گئے اور بہت اسباب اپنا پھینک دیا۔ ابوالقاسم نمکین و شیرخان کو سرولی کی پاسبانی کے لئے چھوڑا وہ اچھی خدمت بجالائے۔

کالو خان پر باوجودیکہ بادشاہ نے بہت نوازش کی تھی مگر وہ بھاگ کر شورش منشون سے جا ملا اور دمغار کے افغانون نے اسکو اپنا سردار بنایا۔ اور کوہ مہرہ کو روانہ ہوے کوکلتاش کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے رات کو سفر کیا۔ ہراول نے نقارہ بجایا بیخبرون نے آگاہی پاکر پراگندگی مین تگاپو کی۔ اگرچہ کالو خان بھاگ گیا مگر افغانون سے سر تو متعجب ہوے گئے۔ اسی اثنا مین محمد عمر اور ملک اصغر سرولی پر جا چڑھے۔ میر ابوالقاسم اور شیرخان آ

کالوخان کا سردار ہونا
۹۹۶ سنہ جلوس

انبار لگائے - جس سے لشکر کی خاطر جمعی ہوئی اور ایک نامعلوم راہ سے لشکر بجور مین آیا
کچھہ لڑائی ہوئی بہت سے افغان مارے گئے - کچھہ پناہ مانگ کر مطیع ہوگے - جلالہ گرفتار
ہونے کو تھا - مگر وہ ایک درہ سے جسکا پاسبان اسمٰعیل علیخان تھا نکل کر تیراہ مین چلا
گیا وہ دشت کا تھانہ دار تھا - یہان صادق خان بھی سے تباہ حال ہوا تھا اور
بیوقوفی سے گذرگاہ کو خالی چھوڑا - کہ بادشاہ پاس چلا گیا - پہلے لکھا ہے کہ صادق خان
ان روشنائیون کو تیراہ سے نکالنے کی خدمت پر مامور ہوا تھا - تنگناؤن مین گھسنے کے
اندر یہ دید نہ دیکھی لیکن اور تدبیر سوچی کہ موضع بارہ مین قلعہ بنا کر شاہ بیگ کو سپرد کیا
اور احمد بیگ اور محمد قلی بیگ کو میدان کا نگہبان بنایا اسی طرح جا بجا کار آگاہون کو
مقرر کیا لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کر کے آذوق کی گرانی کا علاج کیا - صادق
نے زبان سے دلاسا اور ہاتھ سے روپیہ دینا شروع کیا - الوس آفریدی اور اورکزئی کو
کہ روشنائی افغانون کی بنگاہ تھے مطیع کیا - ربیع کی کشت و کار بادشاہی لشکر کے ہاتھ
مین آئی - خریف کو بونے نہ دیا - ملا ابراہیم کو جسکو جلالہ اپنا باپ سمجھتا تھا گرفتار کر لیا - جلالہ
کو اپنے ہمراہیون پر اعتبار نہ رہا - ہر روز ایک قبیلہ مین جاتا تھا اور ناکام واپس آتا تھا
وہ راہ کان کرم سے توران کی طرف دوڑا - ۲۴ رمضان کو افغانون نے اسکا زہ وزا دیکر
حوالہ کیا - آفریدی اور اورکزئی نے آول میکر راہ خیبر کی امنی کو اپنے ذمے لیا -

بادشاہی لشکر پھر آیا -

جب زین خان کوکہ بجور مین آیا تو اسنے چند قلعے بنائے - افغان تنگناؤن
مین گھس گئے - رات کو باہر آتے - غلہ کاٹتے اور لے جاتے - کوکہ نے اپنی دانشمندی سے مقرر کیا کہ
ہر درہ مین ابتداء شب مین سپاہ کا ایک گروہ جائے - دامنہ کوہ مین گھات لگائے
بیٹھا رہے اور آدھی رات کو اسکی جگہ دوسرا گروہ جائے - جب افغان غلہ کاٹنے آتے
تو بادشاہی سپاہ آگے پیچھے پہنچکر انکو خوب سزا دیتی - آٹھ مہینے تک اس طرح لڑائی رہی آخر
کو انہون نے عاجز ہو کر اطاعت اختیار کی - کوکلتاش نے سواد کی فتح کا ارادہ کیا جگنا تھ

روشنائیون کا اوادہ ہونا -